امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فضائل اور پاکیزہ زندگی پر مشتمل
مدنی پھولوں سے معمور ایک جامع، مُدَلَّل و تخریج شدہ کتاب

فیضانِ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

جلد اوّل

(پیدائش سے شہادت تک، علاوہ خلافت)

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فضائل اور پاکیزہ زندگی پر مشتمل
مدنی پھولوں سے معمور ایک جامع، مُدَلَّل وتخریج شدہ کتاب

(جلد اوّل، پیدائش سے شہادت تک، علاوہ خلافت)

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ

(دعوتِ اسلامی)

شعبۂ فیضانِ صحابہ و اَہل بیت

ناشر

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

نام کتاب : فیضانِ فاروقِ اعظم (جلد اوّل، پیدائش سے شہادت تک، علاوہ خلافت)

پیش کش : شعبۂ فیضانِ صحابہ واَہل بیت (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

طباعت اوّل : جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ بمطابق مارچ 2014ء

تعداد :

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۵ھ حوالہ نمبر: ۱۸۹

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

فیضانِ فاروقِ اعظم (جلد اوّل، پیدائش سے شہادت تک، علاوہ خلافت)

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

02 - 03 - 2014

E.mail: ilmia@dawateislami.net
www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”فیضانِ فاروقِ اعظم“ کے چودہ حروف کی نسبت سے اِس کتاب کو پڑھنے کی ”14 نیّتیں“

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

(معجم کبیر، یحیی بن قیس، ج ۶، ص ۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)

دو مدنی پھول:

❁......بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

❁......جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(1) ہر بار حمد و (2) صلوٰۃ اور (3) تعوُّذ و (4) تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی عَرَبی عبارت پڑھ لینے سے ان نیّتوں پر عمل ہوجائے گا) (5) رِضائے الٰہی کیلئے اِس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (6) حتَّی الوَسْع اِس کا باوُضُو اور (7) قِبلہ رُو مطالَعہ کروں گا (8) قرآنی آیات اور (9) احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا (10) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ (11) اور جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا (12) اس حدیثِ پاک تَھَادَوْا تَحَابُّوْا ایک دوسرے کوتحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، حدیث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا (13) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (14) کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (ناشرین کو کتابوں کی اَغلاط صرف زبانی بتادینا خاص مفید نہیں ہوتا۔)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

ابوابِ فیضانِ فاروقِ اعظم (جلدِ اوّل)

اِجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

المدینۃ العلمیۃ

از شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تبلیغ قرآن** وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک ''**المدینۃ العلمیۃ**'' بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلما و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللہُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت (۲) شعبۂ درسی کُتُب (۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب

(۴) شعبۂ تراجمِ کتب (۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدّدِ دین ومِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق **حتَّی الْوَسْع** سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اِشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور **مجلس** کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ''**دعوتِ اسلامی**'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

گفتار و کردار کے حقیقی غازی

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جنہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ روشن سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا، آپ کی رفاقت وصحبت کا لازوال شرف حاصل کیا، دِینِ حق کو پھیلانے، اسلام کو سربلند کرنے کے لیے ان کے عظیم الشان کارنامے قوتِ ایمانی کے ایسے روشن چراغ ہیں جو قیامت تک آنے والے انسانوں کو کامیابی کا سیدھا راستہ دکھاتے رہیں گے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِن حقیقی عاشقوں نے راہِ حق میں جو مصائب وآلام برداشت کیے انہیں پڑھ کر جسم پر کپکپی طاری ہوجاتی ہے، انہوں نے دینِ متین کی سربلندی کے لیے ہر میدان میں ایسی بے مثال قربانیاں دیں کہ اُن کا اجتماعی وانفرادی کردار مسلمانوں کے لیے مَنارَۂ نور بن گیا۔ شرفِ صحابیت تو تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں مشترک تھا، مگر اُن کے مراتب میں فرق ہے، یہ فرق اُن کے زمانۂ قبولِ اِسلام، بارگاہِ نبوی میں تقرُّب اور بعض دوسرے خصائل وفضائل کی بنا پر ہے، سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سب پر فضیلت عطا فرمائی اور خود سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے وِصال کے وقت سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ منتخب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''الٰہی میں نے تیری مخلوق پر روئے زمین کے سب سے بہتر انسان کو خلیفہ بنایا۔''

سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مرادِ رسول تھے، آپ کا قلب انوارِ الٰہی سے روشن تھا، شمعِ رسالت سے روشنی پانے کے بعد وہ خود بھی مَنْبَعِ نور وہدایت (روشنی وہدایت کا سَرچَشْمَہ) بن گئے تھے، آپ کی بصیرت ودانش جہاں عقل وخرد کو شادابی اور تازگی بخشتی تھی وہیں آپ کی فہم وفراست ان واقعات وحقائق کا بھی ادراک کرلیتی تھی جو مستقبل کے پردوں میں چھپے ہوتے تھے، سچ اور جھوٹ کی پہچان کرنے میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، آپ نے اپنی ذات کو عمل کے

سانچے میں اس طرح ڈھالا تھا کہ آپ کے اخلاق وکردار تربیتی دروس کی حیثیت اختیار کر گئے تھے، آپ کی جرأت وبہادری، عاجزی وسادگی، ہمت ومردانگی، بلند حوصلہ واستقامت، دیانت وامانت، ذہانت وفَطانت اور اِنابَت وخَشِیَّت (توبہ وخوفِ خدا) کی مثالیں تاریخ کے صفحات پر اس طرح چمک رہی ہیں کہ انہیں دیکھ کر آنکھیں چُندھیا جائیں۔

شادی بیاہ کے مُعاشرتی مُعاملات، اَولاد کی مدنی تربیت، اہلِ خانہ کے حقوق کی پاسداری، عزیزوں ودیگر رُفقاء کے ساتھ ملن ساری، عزت داروں کی عزت کی حفاظت، احساسِ ذمہ داری اور رَعایا کی خبر گیری، غلاموں سے حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی نگہداشت، غیر مسلم رعایا کے حقوق کی ضمانت، خواتین کے مسائل ومشکلات سے باخبری اور ان تمام مسائل کے حل میں مدد وتعَاوُن، بچوں میں گھل مل کر اپنے ساتھ مانوس کر لینا، بیت المال کا بہترین نظام، ریاست میں عدل ومُساوات کا قیام، ظُلم وتشدد کی روک تھام، ظالموں ولُٹیروں کے احتساب کا اہتمام، بے زبان جانوروں پر بھی حد درجہ مہربان، قرآن وسنت کی تعلیمات اور ان کی ترویج کا بہترین انتظام، سختی کے وقت ایسی شدت کہ دریاؤں کے دل دہل جائیں، ہلتی زمین ساکن ہوجائے، شیطان اپنا راستہ تبدیل کردے اور پہاڑ کانپ اٹھیں مگر نرمی کے وقت ایسی نرمی کہ ریشم بھی شرمسار ہوجائے، کمزوروں اور بیکسوں کے سامنے حوصلہ پیدا کرنے والی عاجزی وانکساری، ظلم وجفا کے مقابلے پر صَلابت (پُختگی)، اہل علم وتقویٰ کی عزت وتوقیر، اہل شر وفساد کی بیخ کَنی، مشورہ دینے میں جرأت وصراحت، اِجتماعی فیصلہ قبول کرنے میں کامل وسعت، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ایسی قوی امید کہ اپنے ہی نفس کو جنت کی نوید، مگر اسی ربّ عَزَّوَجَلَّ کے قہر وجلال وعذاب سے ایسے لرزاں وترساں کہ اپنے ہی نفس کو جہنم کی وعید، شہری، ملکی اور بین الاقوامی قانون سازی کے بیک وقت ماہر واستاذ۔ الغرض ہر موضوع پر **"سیرت فاروق اعظم"** ایک حسین مُرَقَّع ہے۔

آپ کی ذاتِ مبارکہ میں بھی انسانی خواہشات موجود تھیں مگر آپ کی عظمت یہ تھی کہ نہ تو بھوک کی صورت میں کوئی ناپسندیدہ فعل صادر ہوتا نہ خواہشات کی تکمیل میں جلدی فرماتے، غصے میں بھی کبھی خوفِ خدا سے عاری نہ ہوتے، خوشی میں کبھی یادِ خدا سے غافل نہ پائے گئے۔ خلیفہ کی حیثیت سے آپ نے اپنے عدل وانصاف، زُہد وتقویٰ، مَردم شَناسی، تواضُع، سادگی، اَربابِ کَمال کی قدردانی، خیر خواہیِ خَلق، اِصابتِ رائے سے مُجاہِدین اور عامّۃ المُسلِمین کی **مُحَیِّرُ**

اَلْعُقُوْل (عقل کو حیران کرنے والی) قیادت ورہنمائی کی ایسی مثال قائم کی کہ آج بھی مسلم ممالک وریاستوں کے حکمران اُن سے سبق سیکھ کر کامیابی وکامرانی کی راہ پر گامزن ہوسکتے ہیں۔ واقعی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **''گفتار وکردار کے حقیقی غازی''** تھے۔

ہر انسان دنیا میں دو باتوں کی بڑی فکر کرتا ہے ایک رزق کی، دوسرا زندگی کی۔ حالانکہ رزق کا ذمہ خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لے لیا اور موت کا وقت بھی متعین فرما دیا۔ رزق جتنا قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا اور موت جس لمحے آنی ہے آ کر رہے گی، نہ ایک لمحہ آگے ہوسکتی ہے اور نہ پیچھے۔ دنیا میں کتنے ہی مالدار لوگ ہیں جن کو بے چینی وبے اطمینانی کے سوا کچھ حاصل نہیں اور کتنے ہی فقیر ہیں جو اطمینان قلب سے مالا مال ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زندگی کے ہر ہر معاملے میں تربیت کا حکیمانہ اسلوب اور دلنشین انداز اختیار فرمایا۔ آج مسلمان جس صورت حال سے دوچار ہیں اس کے لیے **''سیرت فاروق اعظم''** اِکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ کاش! تمام مسلمان سیرتِ فاروقی پر عمل کرنے والے بن جائیں۔

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو
وہ داغِ محبت دے جو چاند کو شرما دے
بے لوث محبت ہو بے باک صداقت ہو
سینے میں اُجالا کر دل صورت مینا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”فیضانِ فاروقِ اعظم“ کے بارے میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”**دعوتِ اسلامی**“ کی مجلس ”**المدینۃ العلمیۃ**“ کے شعبے ”**فیضانِ صحابہ واہل بیت**“ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت طیبہ پر کام کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اَوّلاً ”عشرہ مبشرہ“ کی سیرت پر کام شروع کیا گیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے چاروں خلفائے راشدین کے علاوہ بقیہ چھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت طیبہ پر کام کی تکمیل کے بعد خلیفۂ اوّل، یارِ غار، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت طیبہ بنام ”**فیضانِ صدیق اکبر**“ پر کام کرنے کی سعی کی اور کم وبیش چھ ماہ کے قلیل عرصے میں اِس مبارک کتاب کی تکمیل ہوگئی۔ **بِحَمْدِاللّٰہِ تَعَالٰی** اِس کتاب کو توقعات سے بڑھ کر پذیرائی ملی، مختلف اسلامی بھائیوں، مبلغین وواعظین، ائمہ ومؤذنین، خطباء وپروفیسر حضرات، علمائے کرام ومُفتیانِ عُظّام کی طرف سے کثیر مکتوب (خطوط) موصول ہوئے جن میں اس کتاب کے مواد، ترتیب، تخریج، وطباعت وغیرہ مختلف اُمور کو سراہا گیا۔ نیز کئی لوگوں کی طرف سے سلسلہ ”**فیضانِ عشرہ مبشرہ**“ کی آئندہ آنے والی کتاب ”**فیضانِ فاروقِ اعظم**“ کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ واضح رہے کہ کسی شے کے مطالبے کے بعد اُس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ”**فیضانِ فاروقِ اعظم**“ پر فی الفور کام شروع کردیا گیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ”**المدینۃ العلمیۃ**“ عالمی معیار کی ایک علمی وتحقیقی مجلس ہے، اس کی مختلف کتب دنیا بھر میں عام ہورہی ہیں، اس کے کام کرنے کا علمی وتحقیقی انداز علمائے اہلسنت کی کتب کو چار چاند لگادیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عوام وخواص بے شمار لوگ اِس کی مطبوعہ کتب پر اعتماد کرتے ہیں۔ مؤلّفین ومُصَنِّفِین اِس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ کسی بھی ایسے موضوع پر کتاب لکھنا یا مرتب کرنا جس پر پہلے ہی سے کئی کتب لکھی جاچکی ہوں ایک مشکل کام ہے۔ لیکن پہلے سے لکھی گئی کتابوں کی خوبیوں اور دیگر تمام اُمور کو سامنے رکھتے ہوئے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اُسی موضوع پر ایک نئی کتاب، علمی وتحقیقی طرز پر مرتب کی جائے تو اُس کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت طیبہ بنام ”**فیضانِ فاروقِ اعظم**“ پر اِسی انداز میں کام کرنے کی سعی کی گئی اور کم وبیش بارہ

ماہ کے قلیل عرصے میں دو جلدوں پر مشتمل یہ ضَخیم کتاب مکمل کی گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کتاب پر شعبہ ''**فیضانِ صحابہ واہل بیت**'' (**المدینۃ العلمیۃ**) کے تین اِسلامی بھائیوں **ابوفراز محمد اعجاز عطاری المدنی، ناصر جمال عطاری المدنی اور ولی محمد عطاری المدنی** سَلَّمَہُمُ اللّٰہُ الْغَنِی نے کام کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اِس کتاب پر اَوّل تا آخر کم وبیش ۱۲ مختلف مراحل میں کام کیا گیا ہے جو اِس کتاب کی خصوصیات میں شمار کیے جاسکتے ہیں، تفصیل کچھ یوں ہے:

(1)......مواد جمع کرنے کا مرحلہ:

تالیف وتصنیف دونوں کے لیے اَوّلاً مواد کی موجودگی بہت ضروری ہے، جب تک مواد موجود نہ ہو کسی بھی کتاب کو مرتب نہیں کیا جاسکتا۔ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' کے مواد کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیش نظر رکھا گیا:

- ......عربی، اُردو اور فارسی تینوں طرح کی مختلف کتب کے علاوہ خاص ''سیرتِ فاروقِ اعظم'' پر لکھی گئی مشہور ومعروف کتب کو بھی سامنے رکھا گیا ہے نیز بعض کتب کی عدم دستیابی کے سبب اُن کے مطبوعہ کمپیوٹر نسخے انٹرنیٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ کیے گئے ہیں۔
- ......''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی کتب سے مواد کے لیے مجلس المدینۃ العلمیہ اور مجلس آئی ٹی کی مشترکہ پیش کش ''المدینہ لائبریری'' سافٹ ویئر سے مدد لی گئی ہے۔
- ......عربی مواد کے لیے مختلف مطبوعہ عربی کتب کے علاوہ عربی کتب کے کمپیوٹر سافٹ ویئرز سے بھی مدد لی گئی ہے۔
- ......سیرت فاروقِ اعظم کے حوالے سے مشہور ومعروف مگر مُسْتَنَد واقعات کو لیا گیا ہے۔
- ......جس مقام سے مواد لیا گیا فقط اُسی مقام پر اِکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اُس مواد کے اصلی ماخذ کتبِ احادیث، شروحِ حدیث، کتبِ تفاسیر، کتبِ سیر وتاریخ وفقہ وغیرہ تک پہنچنے کی حَتَّی الْمَقْدُور کوشش کی گئی ہے۔
- ......جدید دور کے تقاضوں کے مطابق انٹرنیٹ کے ذریعے مختلف ویب سائٹ سے بھی مواد لیا گیا ہے۔
- ......''سیرتِ فاروقِ اعظم'' کے حوالے سے لکھے گئے مختلف مضامین (Articles) سے بھی مدد لی گئی ہے۔
- ......مواد جمع کرتے وقت اِس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ موضوع ومن گھڑت روایات سے احتراز کیا جائے،

نیز مواد جمع کرنے کے بعد تخریج کرتے وقت بھی اِس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے۔

(2)......جمع شدہ مواد کی ترتیب واُسلوب:

کسی بھی کتاب کی اہمیت اور اُس کے مصنف یا مؤلف کی تصنیفی یا تالیفی صلاحیت کا اندازہ اُس کتاب کی ترتیب واسلوب سے ہوتا ہے کہ مصنف نے موضوع کے اعتبار سے مواد کو مرتب کیا ہے یا نہیں؟ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' میں مواد کی ترتیب واسلوب کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھا گیا:

- ......اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''**المدینۃ العلمیۃ**'' تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کا ایک علمی وتحقیقی شعبہ ہے، اِس کی کتابوں کو علمائے کِرام، مُفتیانِ عُظّام کے علاوہ چونکہ عام اِسلامی بھائی بھی کثرت سے پڑھتے ہیں اِسی لیے اِس کتاب کی ترتیب میں تحقیقی واِصلاحی دونوں اسالیب کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔
- ......''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' کو مرتب کرتے ہوئے مشکل اور پیچیدہ الفاظ سے احتراز کرتے ہوئے عام فہم زبان استعمال کی گئی ہے۔البتہ جہاں ضرورتاً اصطلاحات یا مشکل الفاظ ذکر کیے گئے ہیں وہاں ہلالین ''(......)'' میں اُن کا ترجمہ یا تسہیل کردی گئی ہے۔
- ......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرتِ طیبہ کو بیان کرنے کا مُعاملہ نہایت ہی حَسّاس اور ایک تیز دھار والی تلوار پر چلنے کے مُتَرادِف ہے جس میں چھوٹی سی غلطی کسی بڑے نُقصان کا سبب بھی بن سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' سمیت علمیہ کی تمام کتب میں ادب واحترام سے بھرپور اِنتہائی مُحتاط زبان کا اِلتِزام کیا جاتا ہے۔
- ......سیرت کو بیان کرنے کے کئی اسلوب ہیں: (۱) تاریخ کے اعتبار سے (۲) واقعات کے اعتبار سے (۳) حالات زندگی کے اعتبار سے (۴) اور مختلف ابواب بنا کر مکمل حیات کو بیان کرنا وغیرہ۔ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' میں سیِّدُنا امام جلال الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی مشہور کتاب ''تاریخ الخلفاء'' کا اسلوب یعنی ''**مختلف ابواب بنا کر مکمل حیات کو بیان کرنا**'' اختیار کیا گیا ہے۔
- ......مواد کو مرتب کرتے ہوئے مختلف روایات وواقعات کے تحت اِصلاحی مدنی پھول بھی پیش کیے گئے ہیں۔

- ......جس روایت یا واقعے سے کوئی عقیدۂ اہلسنت ثابت ہوتا ہے تو اُس کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔
- ......بعض جگہ اختلافی اقوال کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اُن میں مُطابقت بھی ذکر کردی گئی ہے۔
- ......مواد کو مرتب کرتے ہوئے اس بات کا خاص التزام کیا گیا ہے کہ کتاب علمی و تحقیقی مواد سے بھرپور ہو، فقط سرخیاں (Headings) لگانے پر اکتفاء نہیں کیا گیا۔
- ......روایات وواقعات کو بیان کرتے ہوئے حَتَّی الْمَقْدُور اِس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ قاری (یعنی کتاب پڑھنے والے) کا ذوق وشوق برقرار رہے۔
- ......انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے عُظّام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ دعائیہ کلمات کا التزام کیا گیا ہے۔
- ......علمائے کرام، واعظین وخُطَبَاء حضرات کے لیے مختلف روایات وواقعات میں مخصوص جملوں کی عربی عبارت مع ترجمہ بھی ذکر کردی گئی ہے۔
- ......اِس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جو بات جس باب سے تعلق رکھتی ہے اُسی باب میں ذکر کی جائے۔
- ......بعض جگہوں پر سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منسوب غلط باتوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔
- ......اگر کسی روایت یا واقعہ کا تعلق چند ابواب سے ہے تو ایک باب میں اُسے تفصیلی بیان کرکے دیگر ابواب میں اجمالاً بیان کیا گیا ہے نیز بعض جگہ تفصیلی واقعے والے صفحے کی طرف اِشارہ بھی کردیا گیا ہے۔
- ......کئی مقامات پر تحقیقی ووضاحتی، مُفید اور ضروری حواشی بھی لگائے گئے ہیں۔
- ......راویوں کے اسماء اور دیگر کئی مشکل اَلفاظ پر اِعراب کا بھی التزام کیا گیا ہے نیز بعض پیچیدہ الفاظ کا تَلَفُّظ بھی بیان کردیا گیا ہے۔
- ......روایات بیان کرنے میں احادیث کو ترجیح دی گئی ہے بصورتِ دیگر مُسْتَنَد کتبِ تاریخ کو اختیار کیا گیا ہے۔
- ......مختلف ابواب کے شروع میں تمہیدی کلمات بھی ذکر کیے گئے ہیں تاکہ اُس باب کے تحت آنے والے اُمور کی

اہمیت وافادیت قاری پر واضح ہو سکے۔

- ......عوام میں مشہور ایسے واقعات یا اَقوال جو ہمیں کسی مُستند کتاب میں نہیں ملے انہیں شامل نہیں کیا گیا۔
- ......بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مخاطب کو کوئی بات زبانی کلامی سمجھ میں نہیں آتی لیکن اسی بات کو نقشہ بنا کر سمجھایا جائے تو فوراً سمجھ میں آجاتی ہے، نقشہ بنا کر بات کو سمجھانا خود حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔[1] یہی وجہ ہے کہ **فیضانِ فاروق اعظم** میں بعض مقامات پر اہم اُمور کی وضاحت کے لیے مختلف نقشے اور چند مقامات کی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔
- ......سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حَیَاتِ طَیِّبَہ کے ہر ہر گوشے سے مُتعلق کئی کئی روایات اور واقعات ملتے ہیں لیکن ضَخَامت کے پیش نظر چیدہ چیدہ اہم روایات و واقعات کو ہی لیا گیا ہے۔

(3)......عربی عبارات کا ترجمہ:

عربی یا فارسی وغیرہ کتب سے مواد لے کر اُسے بِعَینِہٖ اُسی مفہوم پر اردو زبان میں ڈھالنا ایک بہت بڑا فن اور نہایت ہی مشکل امر ہے، مُتَرجِمین کے لیے اِس میں بہت احتیاط کی حاجت ہے کہ بسا اوقات ترجمہ کرتے ہوئے نفس مفہوم ہی تبدیل ہوجاتا ہے۔ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' میں عربی وفارسی عبارات کے ترجمے کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیش نظر رکھا گیا:

- ......عربی وفارسی عبارات میں لفظی ترجمے کے بجائے مفہومی ترجمہ کیا گیا ہے۔
- ......ترجمہ کرتے وقت اِس بات کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے کہ نَفسِ مَسئلہ میں کوئی تَغَیُّر واقع نہ ہو۔
- ......روایات واحادیث کا ترجمہ کرتے ہوئے علمائے اہلسنت کے تَراجِم کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔
- ......ترجمہ کرتے وقت شُروح ولُغات کی طرف بھی رُجوع کیا گیا ہے۔
- ......احادیث وروایات کے ترجمہ میں طویل سند بیان کرنے کے بجائے فقط آخری راوی کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے نیز بعض مقامات پر ایک ہی موضوع کی مختلف روایات کو بھی ضرورتاً بیان کیا گیا ہے۔
- ......دورانِ ترجمہ مُشکل مقامات پر ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کے شعبہ ''تراجِمِ کُتُب'' کے ماہر مُتَرجِمین مدنی علمائے

---

[1] ...... بخاری، کتاب الرقاق، باب الامل وطولہ، ج ۴، ص ۲۲۴، حدیث: ۶۴۱۷۔

کرام سے بھی مشاورت کی گئی ہے۔

(4)......عربی عبارات کا تَقابُل:

عبارت کو غلطی سے محفوظ کرنے کے لیے اس کا تَقابُل کرنا (یعنی جس اصل کتاب سے وہ عبارت لی گئی ہے اس کے مطابق کرنا) بہت ضروری ہے، بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ نَقْل دَر نَقْل ایک غلطی آگے مُنْتَقِل ہوتی رہتی ہے لیکن جب اُس کے اَصل ماخَذ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تو وہاں وہ عِبارت موجود ہی نہیں ہوتی یا مَنْقُولَہ عبارت کے مطابق نہیں ہوتی۔ یہ غلطی عموماً تَقابُل نہ کرنے اور فقط ''نَقْل'' پر اعتماد کرنے سے واقع ہوتی ہے۔ **''فیضانِ فاروقِ اعظم''** میں عربی عبارات کے تَقابُل کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے:

۞......عربی کتب سے جو ترجمہ کیا گیا ہے اُس کا اصل کتاب سے انتہائی احتیاط کے ساتھ تَقابُل کیا گیا ہے۔

۞......اگر کسی عبارت کے ترجمے میں اُردو کتاب سے مُعاوَنَت لی گئی ہے تو اُس کا اَصل عربی کتاب سے بھی بِالْاِسْتِیْعَاب تَقابُل کر لیا گیا ہے۔

۞......عبارت ذکر کرنے کے بعد جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے اُسی کتاب سے تَقابُل کیا گیا ہے۔

۞......قرآنی آیات اور اُن کے ترجمے کا بھی اصل نسخے سے تَقابُل کر لیا گیا ہے۔

(5)......عربی عبارات کی تفتیش:

کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے جہاں پوری دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب آیا ہے وہیں کتب کی طباعت میں بھی اُس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ کمپیوٹر سے پہلے کتابیں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں جن میں وقت بہت لگتا تھا لیکن جیسے ہی کمپیوٹر آیا اس سے مُصَنِّفِیْن و ناشِرِیْن کو سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ قلیل وقت میں کثیر کتب کی طباعت ہونے لگی۔ لیکن واضح رہے کہ اِس کا ایک نقصان یہ بھی ظاہر ہوا کہ پُرُوف رِیڈِنگ کی اَغلاط پہلے کی بہ نسبت اب زیادہ ہونے لگیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات مختلف کمپیوٹرائزڈ کتب کے جدید اور قدیم نسخوں کی عبارتوں میں بھی کافی فرق آجاتا ہے۔ اِس فرق کو واضح یا دور کرنے کے لیے قدیم نسخوں کی مدد سے عربی عبارات کی تفتیش کی جاتی ہے۔ **''فیضانِ فاروقِ اعظم''** میں

بھی مواد کو ترتیب دیتے وقت کئی ایسی عبارتیں سامنے آئیں جن میں مُخْتَلِف نُسخوں کی وجہ سے اِختلاف پایا گیا لہٰذا اُن عبارتوں کی رِوایت ودِرایت دونوں اعتبار سے قدیم نسخوں (مَخْطُوطَات) کی مدد سے تفتیش کی گئی اور پھر مُشاورت سے درست عبارت کو لے لیا گیا نیز اُس عبارت کا حوالہ دیتے ہوئے اُس نسخے کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

(6)......عبارات کی تخریج:

سابقہ اَدوار میں لوگ حصولِ علم کے لیے لمبے لمبے سفر طے کرتے تھے، احادیث کی اَسناد وغیرہ پر انہیں ایسی مہارت ہوتی کہ اگر کسی کے سامنے کوئی حدیث صحیح سند کے ساتھ کتاب کا حوالہ بیان کیے بغیر ذکر کر دی جاتی تو وہ فوراً سمجھ جاتا، لیکن جوں جوں لوگ علم سے دور ہوتے گئے بغیر حوالے کے کوئی بات کرنا دشوار ہوتا گیا۔ بعض اوقات حوالے کے بغیر بیان کردہ صحیح روایات کو بھی لوگ کم علمی کی بنا پر رد کر دیتے ہیں نیز کم علمی کی بنا پر بعض لوگوں نے کئی موضوع ومن گھڑت روایات کو بھی بیان کرنا شروع کر دیا لہٰذا آج کے دور میں کوئی بھی حدیثِ مبارکہ، صحابی کا فرمان، بزرگ کا قول یا کوئی بھی روایت بغیر مستند حوالے کے بیان کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' میں بھی مختلف آیاتِ مبارکہ، احادیثِ مبارکہ، اقوالِ صحابۂ کرام وبُزُرگانِ دِین وغیرہا کی تخاریج کا التزام کیا گیا ہے۔ تخاریج کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے:

- ......عربی کتاب کی عربی اور اردو کتاب کی اردو رَسْمُ الْخَط میں تخریج دی گئی ہے البتہ عربی کتب میں اُن کے اصل اور طویل عربی نام کے بجائے معروف اور مختصر نام دیے گئے ہیں۔
- ......تخریج میں کتاب کا مکمل حوالہ (کتاب، باب، فصل، نوع، رقم الحدیث، جلد اور صفحہ وغیرہ کے ساتھ) اس طرح دیا گیا ہے کہ پڑھنے والا باآسانی اُس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔
- ......تخریج کرتے ہوئے جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے، موضوعات کے اعتبار سے اُن کے اسماء، شہرِ طباعت، مُصَنِّفِین کے اَسماء باعتبار تاریخ وفات کی تفصیل آخر میں ''فہرست ماخذ ومَرَاجِع'' میں دے دی گئی ہے۔
- ......اگر کسی وجہ سے ایک کتاب کے دو مختلف مطبوعہ نُسخوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو اُن دونوں نُسخوں کی نشاندہی بھی آخر

میں کردی گئی ہے۔

- ......دو مُصنِّفِین کی ایک ہی نام والی کتب میں غیر مشہور کتاب کے ساتھ مُصنِّف کی وضاحت کردی گئی ہے مثلا: ''سننِ کبریٰ'' نام سے دو کتابیں ہیں: ایک امام بَیْہَقِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اور دوسری امام نَسائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی۔ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' میں جہاں مطلق ''سننِ کبریٰ'' لکھا ہوگا وہاں امام بَیْہَقِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب مراد ہوگی جبکہ امام نَسائی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے نام کی صراحت کردی گئی ہے۔
- ......تخاریج میں کسی بھی کتاب کا ایسا حوالہ درج نہیں کیا گیا جو ہمارے پاس کسی بھی حوالے سے موجود نہ ہو۔
- ......''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' میں احادیث، سیر و تاریخ وفقہ وغیرہ سینکڑوں کتب سے مواد لیا گیا ہے لیکن بطورِ تخریج و ماخذ اکثر عربی و مُستند اُردو کتب ہی کو لیا گیا ہے۔
- ......''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' (جلد اوّل) میں کم و بیش 1500 تخاریج کی گئی ہیں۔

(7)......مشکل عبارات کی تسہیل:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کی مختلف کتب علمائے اہلسنت کی کتب سے ہی ماخوذ ہوتی ہیں، قدیم اردو کے سبب بعض اوقات اُن کتب میں ایسے مشکل مقامات بھی آجاتے ہیں جن کی تسہیل کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' میں بھی مختلف مقامات پر علمائے اہلسنت کی کتب سے مختلف اِقتباسات ذکر کیے گئے ہیں، قارئین کی آسانی کے لیے مشکل عبارات کی تسہیل بھی ہلالین ''(......)'' میں کردی گئی ہے۔ تسہیل کے لیے علمائے اہلسنت ہی کی کتب کی طرف رُجُوع کیا گیا ہے۔

(8)......کتاب کی پُرُوف رِیڈِنگ:

''پُرُوف رِیڈِنگ'' کسی بھی کتاب کو لفظی، مَعْنَوِی، کتابت وغیرہ کی غلطیوں سے محفوظ رکھنے کا ایک بہترین عمل ہے، قرآن پاک کے علاوہ اگرچہ کوئی بھی کتاب غلطیوں سے مُبَرَّا (محفوظ) نہیں ہوسکتی لیکن کسی کتاب میں غلطیوں کی کثرت اُس کی پُرُوف رِیڈِنگ نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' کی کم و بیش **11** بار پُرُوف رِیڈِنگ کی گئی

ہے: ❁ مواد جمع کرتے وقت کمپوزنگ کے بعد۔ ❁ کتاب کو مُرَتَّب کرنے کے بعد۔ ❁ مُرَتَّب شدہ مواد کی تخریج کے دوران۔ ❁ عربی یا اُردو عبارات کے تقابُل کے وقت۔ ❁ اَغلاط کی تصحیح کرنے کے بعد۔ ❁ ''تنظیمی مُفَتِّش'' کی طرف سے تَفْتِیش کے ساتھ۔ ❁ ''شرعی مُفَتِّش'' کی طرف سے دورانِ تَفْتِیش۔ ❁ تنظیمی وشرعی تَفْتِیش کی اَغلاط کی تصحیح کے بعد۔ ❁ مکتبۃ المدینہ پر طباعت کے لیے بھیجنے سے قبل فائنل فارمیشن کے بعد۔ ❁ کورل ڈرا پر مکمل کتاب کی پیسٹنگ کے بعد۔ ❁ علمیہ کے فائنل پروف ریڈر سے کورل ڈرا پر مکمل کتاب کی پیسٹنگ کے بعد بھی پوری کتاب کی بِالْاِسْتِیْعَاب (مکمل لفظ بہ لفظ) پُروف رِیڈنگ کی گئی ہے۔

(9)......کتاب کی فارمیشن:

کتاب کی بہترین طَبَاعت بھی قاری کے ذوقِ مطالعہ میں اِضافے کا ایک بہت بڑا سبب ہے، بہتر طباعت کے ساتھ ساتھ اگر کتاب کے ابواب وغیرہ کی اَحسن انداز میں فارمیشن کی جائے تو کتاب کا ظاہری حُسن مزید نکھر جاتا ہے۔ ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' کی فارمیشن کے حوالے سے درج ذیل اُمور کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے:

❁......عبارت کے معانی ومفاہیم سمجھنے کے لیے ''علاماتِ ترقیم'' کا خاص اِہتمام کیا گیا ہے۔

❁......کئی مقامات پر ایک ہی موضوع کے تحت آنے والی مختلف باتوں کی نمبرنگ کر دی گئی ہے۔

❁......جلی سرخیوں (Main Headings) اور خفی سرخیوں (Sub Headings) میں امتیاز کرتے ہوئے علیحدہ علیحدہ رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔

❁......عربی عبارات کو اِعراب سمیت عربی رسم الخط ''قمر'' میں لکھا گیا ہے تاکہ قاری اِعرابی غلطی سے محفوظ رہے جبکہ فارسی عبارت کو ''نسخ'' فونٹ میں لکھا گیا ہے تاکہ عربی اور فارسی دونوں میں اِمتیاز رہے۔

❁......عام عربی عبارت کے علاوہ دعائیہ عربی عبارات کا رسم الخط بھی جدا رکھا گیا ہے تاکہ کتاب پڑھنے والے اِسلامی بھائی اِن دعاؤں کو باآسانی یاد کرسکیں۔

❁......آیاتِ مبارکہ خوبصورت قرآنی رَسْمُ الْخَط اور مُنَقَّش بریکٹ ﴿......﴾ میں دی گئی ہیں۔

- ......تمام دعائیہ عبارات کا رَسْمُ الْخَط ''اَلْمُصْحَف'' رکھا گیا ہے۔
- ......مشکل الفاظ کے معانی کو ہلالین ''(......)'' میں لکھا گیا ہے۔
- ......تخاریج کا رَسْمُ الْخَط عربی، اردو و فارسی عبارت سے جدا رکھا گیا ہے۔
- ......ہر باب کے شروع میں ایک علیحدہ صفحہ دیا گیا ہے جس میں باب نمبر، باب کا نام اور اس کے تحت آنے والے تمام موضوعات کی تفصیل دی گئی ہے، نیز باب کا نام تمام مُتَعَلِّقَہ صفحات کے اوپر بھی دے دیا گیا ہے۔
- ......کتاب کی اِجمالی و تفصیلی دونوں طرح کی فہرستیں بنائی گئیں ہیں، اجمالی فہرست میں تمام ابواب اور ان کے تحت آنے والی جلی سُرخیوں (Main Headings) کو ذکر کیا گیا ہے، جبکہ تفصیلی فہرست میں ابواب اور جلی سرخیوں سمیت تمام خفی سرخیوں (Sub Headings) کو بھی ذکر کیا گیا ہے نیز اِجمالی فہرست کتاب کے شروع میں اور تفصیلی فہرست آخر میں دی گئی ہے۔
- ......اِس کتاب میں حیاتِ فاروق اعظم کو کم و بیش 300 جلی سرخیوں (Main Headings) اور 1100 خفی سرخیوں (Sub Headings) کے ذریعے نہایت ہی اَحسن اَنداز میں بیان کیا گیا ہے۔
- ......اِس کتاب کو دارُ الافتاء اہلسنت کے مدنی علماء کرام دَامَتْ فُیُوْضُھُم نے شرعی حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے۔

(10)......فیضان فاروق اعظم کی دو جلدیں:

شعبہ **فیضان صحابہ واہل بیت** میں اَوّلاً عشرہ مبشرہ میں سے چاروں خلفائے راشدین کے علاوہ بقیہ چھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرت طیبہ پر کام مکمل کیا گیا جو چھ مختلف رسائل کی صورت میں چھوٹے صفحے (A5) پر تھا۔ **فیضانِ صدیقِ اکبر** پر بھی اَوّلاً چھوٹے صفحے ہی میں کام شروع کیا گیا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے صفحات کی تعداد ایک ہزار ۱۰۰۰ سے تجاوز کرگئی لہٰذا اُسے بڑے صفحے (A4) میں تبدیل کردیا گیا جو کم و بیش سات سو بیس ۷۲۰ صفحات بن گئے۔ **فیضانِ صدیقِ اکبر** کے بعد جب **فیضانِ فاروقِ اعظم** پر کام شروع کیا گیا تو یہی خیال تھا کہ اس مبارک کتاب کے بھی زیادہ سے زیادہ آٹھ سو ۸۰۰ بڑے صفحات (A4) بنیں گے، لیکن مَوَاد جمع کرنے، مرتب کرنے اور تخریج کرنے کے بعد ظاہر ہوا کہ

فیضانِ فاروقِ اعظم فائنل ہونے کے بعد کم وبیش اُنیس سو ۱۹۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگی۔ یقیناً ناشرین کے لیے اتنی ضخیم کتاب کی جِلْد بندی (Binding) کرنا، علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے اُسے خریدنا اور اُس کی حفاظت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ **مجلس المدینۃ العلمیہ** اور شعبہ **فیضانِ صحابہ واہل بیت** کی مشترکہ مشاورت سے **فیضانِ فاروقِ اعظم** کو دو ۲ جلدوں میں (مختلف ابواب بنا کر) تقسیم کردیا گیا۔

فیضانِ فارُوقِ اعظم (جلداوّل) کی ابواب بندی

فیضانِ فاروقِ اعظم (جلد اوّل) میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیدائش سے لے کر وصال تک (علاوہ خلافت) مکمل حیاتِ طیبہ، فضائل ودیگر اُمور کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے، جبکہ دوسری جلد میں مکمل خلافتِ فاروقِ اعظم کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جلد اوّل اُنیس ۱۹ اَبواب پر مشتمل ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۞......پہلا باب، تعارفِ فاروقِ اعظم:

نام ونسب، کنیت والقابات اور ان کی وجوہات، پیدائش، جائے پرورش ورہائش، جسمانی اَوصاف کا بیان، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مختلف مبارک انداز، سیِّدُنا فاروقِ اعظم کا بچپن، جوانی، زمانہ جاہلیت کی زندگی، قبولِ اسلام سے قبل مختلف صلاحیتیں اور ذریعۂ معاش وغیرہا۔

۞......دوسرا باب، خاندانِ فاروقِ اعظم:

والدین کا تعارف، ازواج اور ان سے ہونے والی اولاد کی تفصیل، بیٹوں اور بیٹیوں کا تعارف، بھائیوں اور بہنوں کا تعارف، غلاموں اور دیگر خادموں کا تعارف، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے رشتہ داری، اہل بیت سے رشتہ داری، پاک وہند کے چند اَکابِر فاروقی بزرگوں کا تعارف۔

۞......تیسرا باب، اَوصافِ فاروقِ اعظم:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عاجزی، اِنکساری، حِلم وبُردباری، سخاوت، راہِ خدا میں خرچ کرنے کا بیان،

آپ کی باکمال فراست ومعاملہ فہمی کا بیان، اِطاعت باری تعالیٰ، نماز، روزہ، اعتکاف ودیگر اعمال کا بیان، خوف خدا، دنیا سے بے رغبتی، فکرِ آخرت، حق گوئی، صداقت، ہیبت، جلال، اتباعِ سنت کا بیان، بدمذہبوں سے کنارہ کشی، مریضوں کی عیادت، لواحقین سے تعزیت کا بیان، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مختلف علوم وفنون کا بیان، آپ کی قرآن فہمی، مروی تفسیر، مروی مختلف احادیث مبارکہ۔

۞...... چوتھا باب، ملفوظاتِ فاروقِ اعظم:

مختلف اصلاحی مدنی پھولوں پر مشتمل مدنی گلدستے، مختلف نصیحت آموز خطبات کا بیان، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اصلاحی، سیاسی، فلاحی وسماجی مکتوبات (خطوط) کا بیان، مختلف اصلاحی نصیحتوں ووصیتوں کا بیان، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منقول مختلف دعائیں۔

۞...... پانچواں باب، فاروقِ اعظم عہدِ رسالت میں:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہِ نبوی وبارگاہ صدیقی سے تربیت، آپ کی فضائل میں انفرادیت، فضائل میں شراکت، آپ کا علمی ذوق وشوق، مزاج شناسِ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مُشیرِ بارگاہِ رِسالت ومدینہ منورہ کے عاملِ صدقات، حجۃ الوداع میں رفاقت رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، عہدِ رِسالت میں فاروقی فیصلے، بارگاہ رسالت میں مدنی مکالمے، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیِّدُنا اُویسِ قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملاقات۔

۞...... چھٹا باب، فاروقِ اعظم کا قبولِ اسلام:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اِسلام میں مُعاون چند واقعات، قبولِ اسلام کے مختلف واقعات، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چالیسویں مسلمان، اُنتالیس اصحاب کے اسمائے مبارکہ، آپ کی قُوَّتِ اِیمانی اور دَجَّال، آپ کا اظہار واعلان اسلام، آپ کے قبولِ اسلام سے تقویت اِسلام ومسلمین۔

۞...... ساتواں باب، فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول:

یہ ساتواں باب مزید درج ذیل چار ضمنی ابواب پر مشتمل ہے۔

(۱) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی ذات سے محبت:**

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عقیدہ محبت، **رسول اللّٰہ** کی ناراضگی کا خوف، **رسول اللّٰہ** کی اطاعت، بارگاہِ رسالت کا ادب واحترام، فضائلِ فاروقِ اعظم، آپ کی افضلیت، مُحَدَّث ہونا، اُخروی شانِ مبارکہ، بارگاہِ رسالت سے عطا کردہ بشارتیں، سیِّدُنا فاروقِ اعظم فتنوں کا تالا اور جہنم سے بچانے والے ہیں، آپ پر ربّ عَزَّوَجَلَّ کا خصوصی کرم، آپ سے محبت وبغض رکھنے کا صلہ۔

(۲) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کی اولاد ودیگر اقرباء سے محبت:**

حسنینِ کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا، مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، سیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا، سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، بنی ہاشم، ازواجِ مطہرات واُمہات المؤمنین سے عقیدت ومحبت۔

(۳) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے اصحاب سے محبت:**

سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ودیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وعُشّاقانِ رسول سے محبت، شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مولا علی شیر خدا، بزبانِ سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس، بزبانِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ، بزبانِ سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔

(۴) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **کے منسوبات سے محبت:**

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے اُلفت ومحبت، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مساجد سے محبت، مسجد حرام کی توسیع، مسجد نبوی کے تعمیری کام، مساجد کو آباد کرنے کا خصوصی اہتمام، حَجَرِ اَسود سے کلام، اِسلام میں نسبت کی بہاروں کا تفصیلی بیان۔

......آٹھواں باب، ہجرتِ فاروقِ اعظم:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ہجرتِ حبشہ، ہجرتِ مدینہ، ہجرتِ مدینہ کا انوکھا انداز، ہجرت کا تفصیلی نقشہ، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رفیقِ ہجرت ومدنی قافلہ، بعدِ ہجرت مدینہ منورہ میں رہائش ورشتۂ مواخات، بعد

ہجرت بارگاہِ رسالت میں حاضری کا معمول، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مشورے سے مؤذن کا تقرر۔

......نواں باب، فاروقِ اعظم کے غزوات وسرایا:

غزوات وسرایا کی تعریف، علم المغازی کی اہمیت، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غزوات، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غزوات، غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ بنونضیر، غزوۂ بدرالموعد، غزوۂ بنومُصطلق، غزوۂ خندق، غزوۂ حُدیبیہ، غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ حُنین، غزوۂ طائف، غزوۂ تبوک اوران تمام غزوات میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حاصل ہونے والے فضائل، آپ کی جنگی مہمات کا بیان۔

......دسواں باب، فاروقِ اعظم اور وصالِ رسول اللّٰہ:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے متعلق حدیثِ قرطاس کی نفیس وجوہات، آپ کی مدنی سوچ وباکمال فراست، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آخری نمازیں، سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نصیحت آموز خُطبہ، بارگاہِ رسالت میں شَیْخَیْنِ کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا سلام، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری پر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دردناک جذبات، آپ کے صدمے کی کیفیت۔

......گیارہواں باب، فاروقِ اعظم عہدِ صدیقی میں:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور بیعت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نصیحت آموز خُطبہ، سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وزیر ومُشیر، لشکر اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں آپ کی گفتگو، عہدِ صدیقی میں مدینہ منورہ کے قاضی، جمعِ قرآن میں آپ کا عظیم الشان کردار، سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور خلافتِ فاروقِ اعظم۔

......بارہواں باب، کراماتِ فاروقِ اعظم:

کرامت کی تعریف اوراس کی اقسام، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ظاہری ومعنوی کرامات کا بیان، صحابہ

کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عظمت وشان، شرابی مؤذن کیسے بنا۔۔۔؟

……تیرھواں باب، شانِ فاروقِ اعظم میں نازل کردہ آیات:

سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شانِ مبارکہ میں نازل ہونے والی ۲۰ آیاتِ مبارکہ کی تفصیل، وہ آیات جو مطلقاً آپ کی فضیلت میں وارد ہوئیں، وہ آیات جو شیخین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں کے حق میں نازل ہوئیں، وہ آیات جو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ساتھ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے حق میں بھی نازل ہوئیں۔

……چودھواں باب، مُوافقاتِ فاروقِ اعظم:

کتاب اللہ اور سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت، آپ کی موافقت میں قرآن پاک کی اکیس آیات کا تفصیلی بیان، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے آپ کی موافقت، سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ سے مدد طلب کرنے کا عقیدہ، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرف سے آپ کی موافقت، آپ کی دیگر موافقات کا بیان۔

……پندرھواں باب، خصوصیاتِ فاروقِ اعظم:

خاصہ کی تعریف، سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ۲۳ خصوصیات، قبول اسلام، ہجرت، حق وصداقت، نزولِ آیات کے اعتبار سے خصوصیات، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سورۂ بقرہ کی تفسیر کتنے عرصے میں پڑھی۔۔۔؟

……سولھواں باب، اَوّلیاتِ فاروقِ اعظم:

سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ۶۴ اوّلیات کا بیان، ذاتی اوّلیات، مذہبی اوّلیات، فلاحی اوّلیات، ادارتی اوّلیات، معاشی اوّلیات، جنگی اوّلیات اور اُخروی اولیات۔

……سترھواں باب، وصالِ فاروقِ اعظم:

سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی دعا، آپ کی شہادت پر لوگوں کی اطلاع، اپنی شہادت کی خبر خود

دے دی، آپ پر قاتلانہ حملہ، آپ کے اخیر ایام کے مبارک معاملات، شہادت سے قبل وصیتیں، نئے خلیفہ کے تقرر کے لیے مجلس شوریٰ کا قیام، آپ کی شہادت، غسل، تکفین، نماز جنازہ و تدفین کے معاملات، آپ کی شہادت کے اثرات، **فیضانِ مزاراتِ ثلاثہ**، تینوں قبورِ مبارکہ کی تفصیل واہم معلومات۔

۞......اٹھارہواں باب، شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ اولیائے اُمت:

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امام جعفر صادق، بزبانِ سیِّدُنا امام زین العابدین، بزبانِ سیِّدُنا سفیان ثوری، بزبانِ سیِّدُنا امام مالک، بزبانِ سیِّدُنا امام سراج طوسی، بزبانِ سیِّدُنا اعلیٰ حضرت، بزبانِ برادرِ اعلیٰ حضرت، بزبانِ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن، شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه۔

۞......اُنیسواں باب، شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مستشرقین:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کی ذاتِ مبارکہ کے بارے میں غیر مسلموں ومغربی ممالک کے مشہور ومعروف مُبَصِّرِین کے تاثرات۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِن تمام کوششوں کے باوجود اِس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں یقیناً **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے محبوب صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی عطا، اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی عنایت، شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہوں اُن میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا ہے کہ وہ **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو مزید برکتیں عطا فرمائے، اور حقیقی معنوں میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

شعبۂ فیضان صحابہ و اھل بیت

المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)

تعارفِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے--------

- ......مدینہ منورہ کی ایک سرد رات، ایک تاریخی اور عظیم الشان واقعہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب، نامِ نامی اسمِ گرامی
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت اور اُس کی وجوہات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے القابات اور اُن کی وجوہات
- ......فارِق، فارُوق، فاروقی اور فاروقِ اعظم کے معانی
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیدائش اور جائے پرورش
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حسنِ ظاہری
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مبارک انداز
- ......زمانۂ جاہلیت کی زندگی، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بچپن
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جوانی، کاروبار وذریعۂ معاش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُرُود شریف کی فضیلت

ایک بار شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے، لیکن اس دن کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیکھا تو گھبرا کر اٹھے اور پانی کا ایک مشکیزہ لے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے روانہ ہوگئے۔ کیا دیکھتے ہیں سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک چھپر کے نیچے بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہیں۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پیچھے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے۔ جیسے ہی خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدے سے سر اٹھایا تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''اَحْسَنْتَ یَا عُمَرُ حِیْنَ وَجَدْتَّنِیْ سَاجِدًا فَتَنَحَّیْتَ عَنِّیْ اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِیْ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْ اُمَّتِکَ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَرَفَعَہٗ بِھَا عَشَرَ دَرَجَاتٍ یعنی اے عمر! تم نے بہت اچھا کیا جو مجھے سجدے میں دیکھ کر پیچھے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے، بے شک ابھی جبریلِ امین میرے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کا جو بھی اُمَّتی آپ پر ایک بار دُرُود شریف پڑھے گا، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس بار رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔''[1]

ہر درد کی دوا ہے صلِّ علیٰ محمّد
تعویذِ ہر بلا ہے صلِّ علیٰ محمّد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......معجم الاوسط، بقیۃ ذکر من اسمہ محمد، ج۵، ص۶۸، حدیث: ۶۶۰۲۔

مدینہ منورہ کی ایک سرد رات

پورا جزیرۂ عرب تقریباً پہاڑی اور ریتلے علاقے پر مشتمل ہے، اور اس میں مختلف ''حَرَائِر'' ہیں۔ ''حَرَائِر'' جمع ہے ''حَرَّۃ'' کی اور عربی زبان میں ''حَرَّۃ'' اس زمین کو کہتے ہیں جہاں جلے ہوئے سیاہ رنگ کے پتھروں کی کثرت ہو۔ عرب کا مشہور و مبارک شہر مدینۂ منورہ ایسے ہی دو ''حروں'' کے درمیان واقع ہے، ایک کا نام ''حَرَّۂ وَبَرَہ'' ہے جو مدینہ منورہ کے مغرب میں واقع ہے، اور دوسرے کا نام ''حَرَّۂ وَاقِم'' ہے جو مدینۂ منورہ کے مشرق میں واقع ہے۔ حِجاز کے پہاڑی علاقوں کا موسم عموماً گرم ہی ہوتا ہے اور گرمی کے موسم میں تو یہاں گرم لُو بھی چلتی ہے۔ البتہ ایسے علاقوں میں موسم سرما میں سردی بھی بہت شدید ہوتی ہے۔ اور یہاں کے لوگ مغرب کے بعد ہی گھروں میں دَبک جاتے ہیں اگر باہر نکلتے بھی ہیں تو فقط عشاء کی نماز یا کسی ضروری حاجت کے لیے۔

یہ ایک ایسی ہی سَرد رات کی بات ہے جب مدینہ منورہ میں موسم سرما عروج پر تھا، انسان تو انسان، جانور اور چرند پرند بھی اپنے اپنے گھروں میں سردی سے بچنے کے لیے دَبکے ہوئے تھے، سخت سردی کے ساتھ ساتھ رات کی تاریکی نے ماحول کو مزید ڈراؤنا بنا دیا تھا، ہر طرف سَنَّاٹا چھایا ہوا تھا اور ایسے وقت میں باہر نکلنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن تعجب کی بات ہے کہ ایسے سخت موسم میں بھی مدینہ منورہ کے دو مُقیم افراد علاقائی دَورہ کرنے نکل کھڑے ہوئے، دونوں کو ایک نظر دیکھنے سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ ان میں سے ایک شاید آقا ہے اور دوسرا اس کا خادم۔ البتہ دونوں کے ظاہری حُلیے اور لباس میں کوئی ایسا خاص فرق نہ تھا جو اس امتیاز کو واضح کرتا۔ شاید اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آقا نے کوئی خاص لباس زیب تن نہ کیا تھا اور دوسری وجہ آقا کا اپنے خادم سے گفتگو کرنے کا مُہذَّب اور پیارا انداز تھا جو اس بات کی عَکاسی کرتا تھا کہ اس آقا نے کبھی اپنے خادم پر اپنی بَرتَرِی جتانے کی کوشش نہیں کی ہوگی۔ ان دونوں کے چلنے کا انداز اس بات کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ دونوں فقط چَہَل قَدَمی کے لیے اس وقت باہر نہیں نکلے بلکہ ضرور کوئی خاص مقصد پیش نظر ہے۔ ہاں کسی خوف اور شدید سردی کی پرواہ کیے بغیر اس طرح ان کا باہر نکلنا شاید ان کے روزانہ یا ہر دوسرے روز کا معمول تھا۔ بہر حال آقا اور خادم دونوں مدینۂ منورہ کی گلیوں کا مشاہدہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل دُور مشرق میں ''حَرَّۂ وَاقِم'' تک نکل آئے۔ چلتے چلتے دونوں اچانک رک گئے۔ اِن دونوں کے رکنے کی وجہ بہت دُور

ایک خیمہ تھا جس میں آگ جل رہی تھی۔

آقا نے اپنے خادم کی طرف دیکھ کر کہا: ''اے اسلم! اتنی سخت سردی میں کون ہوسکتا ہے؟'' اسلم نے لَاعِلْمی کا اظہار کیا تو آقا نے کہا: ''میرا خیال ہے شاید کوئی قافِلہ ہے، رات اور سردی کی وجہ سے یہیں ٹھہر گیا ہوگا۔ آؤ چل کر دیکھتے ہیں کیا معاملہ ہے؟'' دونوں چلتے ہوئے جیسے ہی خیمے کے قریب پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ کوئی خَیمہ نہیں بلکہ ایک ٹوٹا پھوٹا کچا گھر ہے، اور اس میں کوئی قافلہ وغیرہ نہیں تھا بلکہ وہاں تو ایک خاتون اپنے ننھے مُنے بچوں کے ساتھ مقیم تھی جس نے چولہے پر ایک ہنڈیا چڑھا رکھی تھی جیسے کھانا پکا رہی ہو اور بچے اس کے ساتھ بیٹھے مسلسل رو رہے تھے، غالباً انہیں بہت بھوک لگی تھی۔

آقا نے سلام کیا تو اس خاتون نے دونوں کی طرف توجہ کیے بغیر سلام کا جواب دیا۔ آقا نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: ''کیا میں اندر آسکتا ہوں؟'' خاتون نے جواب دیا: ''اگر کسی خیر کا ارادہ ہے آؤ ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔'' غالباً وہ خاتون بہت دکھی تھی، اس لیے بے رُخی سے جواب دے رہی تھی۔ لیکن آقا کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس دکھی خاتون کے دکھ میں شریک ہونا چاہتا ہے۔

اس نے خاتون سے اِستِفسار کیا: ''اے بی بی! تم کون ہو اور یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟'' خاتون نے جواب دیا: ''میں مدینہ منورہ کی رہائشی ہوں، ان بچوں کو شدید بھوک لگی ہے اور یہ اسی وجہ سے رو رہے ہیں۔'' آقا نے کہا: ''اس ہَنڈِیا میں کیا ہے؟'' خاتون نے کہا: ''اس میں تو صرف پانی ہے، میں نے بچوں کا دل بہلانے کے لیے اسے آگ پر چڑھا رکھا ہے تاکہ کھانا پکنے کے انتظار میں بچے سو جائیں۔'' پھر اس دُکھیَارِی خاتون نے اپنے دل کا درد بیان کرتے ہوئے کہا: ''میں ایک غریب عورت ہوں، میرے پاس اتنے اخراجات نہیں کہ اپنے بچوں کو کھانا کھلاسکوں، ان کا دل بہلا رہی ہوں، لیکن امیر المؤمنین کو ہماری کوئی خبر نہیں، ہم ان کے مَحْکُوم ہیں، ان کی رعایا ہیں، ان کا حق بنتا ہے کہ وہ ہمارا خیال رکھیں، خیر کوئی بات نہیں ہمارا وقت تو جیسے تیسے گزر ہی جائے گا لیکن کل بروزِ قیامت امیر المؤمنین اور ہمارے درمیان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی فیصلہ فرمائے گا، اور یقیناً آخرت کی پکڑ بہت سخت ہے۔''

آقا نے اس دُکھیَارِی خاتون کا درد سنا تو وہ بھی آبدِیدہ ہوگیا اور نَرم لہجے میں کہنے لگا: ''اے بی بی! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم

فرمائے، تمہاری مُصیبتیں اور پریشانیاں دور فرمائے، لیکن امیر المؤمنین کو کیا معلوم کہ تم یہاں اس حال میں ہو؟'' خاتون نے سوالیہ لہجے میں کہا: ''وہ ہمارا حاکم ہے اور ہم سے غافل ہے؟ اسے معلوم ہی نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں؟''

بہرحال آقا اس دکھیاری خاتون کی حالت زار سن کر اس کے گھر سے باہر آ گیا اور اپنے خادم اسلم سے کہا: ''میرے ساتھ جلدی چلو۔'' پھر دونوں تیزی سے چلتے ہوئے مدینہ منورہ کی اندرونی آبادی کی طرف روانہ ہوگئے۔ آقا بہت گہری سوچ میں گم تھا کیونکہ اس خاتون کی حالتِ زار اور اس کی بیان کی گئی آپ بیتی نے آقا کی ذات پر بڑے گہرے نُقُوش چھوڑے تھے، جو آقا پہلے اپنے خادِم سے گفتگو کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا تھا اب وہی آقا خاموشی کی چادر تانے تیزی کے ساتھ رَوَاں دَوَاں تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں ایک غَلّے کے گودام کے قریب کھڑے تھے، خادم نے دروازہ کھولا، آقا نے جلدی سے ایک بوری آٹا، کھجوریں، کچھ رقم اور کھانا پکانے کے دیگر لوازمات ساتھ لیے اور خادم سے کہا: ''اسلم! انہیں میری پیٹھ پر لاد دو۔'' خادم نے بڑی عاجزی سے عرض کیا: ''حضور! آپ مجھے حکم فرمائیں میں اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر خاتون تک پہنچا دوں گا۔'' آقا نے خادم کی طرف دیکھا اور ایک آہِ سرد دلِ پُردَرْد سے کھینچ کر کہا: ''آہ۔۔۔! آج اس دنیا میں تو تُو میرے حصے کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لاد لے گا، میری تکلیف کو برداشت کرلے گا لیکن یاد کر اس دن کو جس دن کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور کسی کی تکلیف دوسرے کو نہیں دی جائے گی، کیا اُس دن بھی تو ہی میرا بوجھ اٹھائے گا؟'' خادم اپنے آقا کا فکرِ آخرت سے بھرپور جواب سن کر خاموش ہوگیا اور حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سارا سامان آقا کی پیٹھ پر ڈال دیا۔ دونوں ایک بار پھر مدینہ منورہ سے باہر اس دُکھیارِی خاتون کے گھر کی طرف رَوَاں دَوَاں تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں گھر تک پہنچ گئے، خاتون ان دونوں کو سامان کے ساتھ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ آقا نے وہ سارا سامان اتارا اور آٹے کی بوری کھول کر اس خاتون سے کہا: ''اس میں سے آٹا نکالو اور اس پر نمک ڈالو تاکہ میں حَرِیْرَہ (آٹے سے بنایا جانے والا کھانا) بناؤں۔ پھر آقا ہنڈیا کے نیچے آگ پھونکنے لگا، یہاں تک کہ دھواں اس کی داڑھی کے درمیان سے نکلنے لگا۔ آقا ساتھ ساتھ آگ بھی جلاتا رہا اور کھانا بھی پکاتا رہا، بِالآخر کھانا پک کر تیار ہوگیا۔ آقا نے ہنڈیا کو چولہے سے نیچے اتارا اور خاتون سے کہا: ''کوئی بڑا اور کُھلا برتن لاؤ۔'' وہ خاتون ایک بڑا سا پیالہ لے آئی۔'' آقا نے اس میں کھانا ڈالا اور اپنے ہاتھوں سے اسے ٹھنڈا کرنے لگا جب کھانا ٹھنڈا ہوگیا تو اس نے

بچوں کو اپنے قریب کر کے اپنے ہاتھوں سے کھلانا شروع کر دیا، یہاں تک کہ سب بچوں نے پیٹ بھر کر کھالیا اور خوش ہو گئے۔ پھر اس نے بچوں کی دِلجوئی کے لیے ان کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا، بچوں کی خوشی میں مزید اضافہ ہو گیا اور وہ کھیلتے کھیلتے سو گئے۔ آقا بقیہ کھانا خاتون کے پاس چھوڑ کر اپنے خادم اسلم کے پاس آ کر اس طرح بیٹھ گیا گویا اسے قلبی سکون مل گیا ہو اور اس کے کندھے سے ایک بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

وہ خاتون اس کی طرف مُتَوَجِّہ ہوئی اور کہنے لگی: ''تم اتنے شفیق اور رحم دل ہو، اس مصیبت کی گھڑی میں تم نے ہماری مدد کی، میرے روتے ہوئے بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ کے موتی بکھیرے، میں کس منہ سے تمہارا شکریہ ادا کروں؟ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ ہی تمہیں اس کی بہتر جزا عطا فرمائے گا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تم ہی امیر المؤمنین بننے کے حق دار ہو۔'' اسلم دیکھ رہا تھا کہ اب اس خاتون کے لہجے میں واضح تبدیلی آ چکی تھی، اور وہ دل سے بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔

اس آقا کی جگہ اگر کوئی اور شخص ہوتا تو وہ اپنی اس تعریف پر پھُولا نہ سماتا اور لوگوں میں جا کر سینہ چوڑا کر کے اپنے اس کارنامے کو بیان کرتا لیکن اس آقا نے تو اِن تعریفی کلمات پر بالکل تَوَجُّہ نہ دی بلکہ کہنے لگا: ''اے بی بی! جیسا تم کہہ رہی ہو ویسا بالکل نہیں، میں اور امیر المؤمنین بننے کا حقدار! یہ تو بڑی عجیب بات ہے، ہاں ایک بات ضرور ہے اگر تم کبھی امیر المؤمنین کے دربار میں آؤ گی تو مجھے وہاں ضرور دیکھو گی۔''

پھر آقا **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے اٹھا اور اپنے خادم اسلم کی طرف مُتَوَجِّہ ہو کر کہنے لگا: ''اے اسلم! بھوک نے ان ننھے بچوں کو جگا رکھا تھا اور بھوک ہی انہیں مُسَلْسَل رُلا رہی تھی۔ جب میں نے ان کی یہ حالت دیکھی تو مجھے اپنے بچے یاد آ گئے اور میں نے اپنے دل میں تَہِیَّہ کر لیا کہ جب تک ان بچوں کی بھوک کو شکم سیری، رونے کو ہنسنے اور اُن کے غم کو خوشی ومَسَرَّت میں تبدیل نہ کر دوں تب تک چَین سے نہ بیٹھوں گا اور نہ ہی واپس اپنے گھر جاؤں گا۔ اور **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ میں اپنے مَقْصَد میں کامیاب ہو گیا۔'' بہر حال آقا اور خادِم دونوں مدینہ منورہ کی مبارک گلیوں سے ہوتے ہوئے واپس اپنے گھر آ گئے۔[1]

---

[1]...... کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابة، الجزء: ١٢، ج٦، ص ٢٨٩، حدیث: ٣٥٩٧٣۔
الکامل فی التاریخ، ج ٢، ص ٤٥٣، فتاویٰ رضویہ، ج ٢٢، ص ٣٨٩ ملخصاً ومفہوماً۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ حکایت کو پڑھ کر ہر شخص کے ذہن میں یہ سُوال پیدا ہوتا ہے کہ......مدینہ منورہ کی سخت سردی کی رات میں یہ کون تھا؟ جو اپنے خادم کے ساتھ شہر مدینہ کا دورہ کرنے باہر نکلا...... یہ کون تھا؟ جس نے اپنے اور خادم کے درمیان ہر امتیاز کو ختم کر دیا تھا...... یہ کون تھا؟ جو اپنے خادم کے ساتھ بھی حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آتا تھا...... یہ کون تھا؟ جس کے دل میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُکھیاری امت کی خیر خواہی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا...... یہ کون تھا؟ جس نے رات گئے ایک غریب ونادار عورت اور اس کے روتے بچوں میں خوشیاں تقسیم کیں...... یہ کون تھا؟ جس کی باتوں کے ہر ہر لفظ سے خوفِ خُدا ظاہر ہوتا تھا...... یہ کون تھا؟ جس نے اپنے ہاتھوں سے بچوں کو کھانا کھلایا...... یہ کون تھا؟ جس نے بچوں کے ساتھ کھیل کر ان کی دلجوئی کی اور انہیں خوش کیا...... یہ کون تھا؟ جس کے عمل کو دیکھ کر وہ خاتون بھی بے ساختہ پکار اٹھی کہ ''**تم ہی امیر المؤمنین ہونے کے حق دار ہو**''. جی ہاں میٹھے اسلامی بھائیو! پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُکھیاری امت کی خیر خواہی کا عظیم جذبہ رکھنے والا یہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ خلیفۂ ثانی، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فاروقِ اعظم کا نسب

فاروقِ اعظم کا نسب:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب کچھ یوں ہے: ''**عُمَر بِنْ خَطَّاب بِنْ نُفَیْل بِنْ عَبْدُالْعُزّٰی بِنْ رِیَاح بِنْ عَبْدُاللہ بِنْ قُرْط بِنْ رَزَاح بِنْ عَدِیّ بِنْ کَعْب بِنْ لُوَیّ قُرَشِیّ عَدَوِیّ**۔'' کَعْب بِنْ لُوَیّ پر جاکر نَویں پُشت میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نسب دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نَسَب سے جاملتا ہے۔[1]

فاروقِ اعظم کے نسب کی افضلیت:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ عظیم سعادت حاصل ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نَسَب نَوِیں پُشت میں حضرت سیِّدُنا کَعب بن لُوی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر جاکر **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

1 ......اسد الغابة، عمر بن خطاب، ج ۴، ص ۱۵۶۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نسب مبارک سے جا ملتا ہے۔

نقشۂ شجرۂ نسب

حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ
حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	خَطَّاب
حضرت سیِّدُنا عَبْدُالْمُطَّلِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	نُفَیْل
حضرت سیِّدُنا ہاشم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	عَبْدُالْعُزّٰی
حضرت سیِّدُنا عَبْدِمُنَاف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	رَیَاح
حضرت سیِّدُنا قُصیّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	عبد اللّٰہ
حضرت سیِّدُنا کِلَاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	قُرْط
حضرت سیِّدُنا مُرَّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	رَزَاح
-	عَدِیّ
حضرت سیِّدُنا کَعْب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	
حضرت سیِّدُنا لُؤَی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	
حضرت سیِّدُنا غَالِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	
حضرت سیِّدُنا فِہر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	
حضرت سیِّدُنا مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	
حضرت سیِّدُنا مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا اِبراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ۵۸ ویں پشت میں تھے۔	

آپ کی والدہ کا نسب نامہ:

آپ کی والدہ کا مکمل نام حَنْتَمَہ بنتِ ہاشم بن مُغِیرہ بن عبد اللّٰہ بن عُمَر مَخْزُوم ہے۔ آپ ابوجہل کی چچازاد بہن

ہیں کیونکہ ہَاشم اور ہِشَام سگے بھائی ہیں اور ابوجہل اور حَارِث ہِشَام کی اولاد ہیں، جب کہ ہاشم **حَنۡتَمَه** کے والد اور فاروقِ اعظم کے نانا ہیں۔ لہٰذا ابوجہل آپ کا سگا بھائی نہیں بلکہ آپ کے چچا یعنی ہِشَام کا بیٹا ہے۔ (1)

فاروقِ اعظم کے قبیلے کی شرف یابی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قبیلہ عَدِی بن کعب سے تعلق رکھتے تھے جو قُرَیش کا عدنانی قبیلہ تھا۔ اس قبیلے کی شرافت و بُزُرگی نے اسے ہَاشم، اُمَیَّہ، تَیم اور مَخۡزُوم جیسے مُمتاز قبائل میں شامل کر دیا تھا۔ اگرچہ اس قبیلے کے پاس کوئی مذہبی یا سیاسی مَنۡصَب و مَرتَبَہ نہیں تھا اور نہ ہی مال و دولت میں وہ ان قبیلوں کے مُساوِی تھے البتہ عزت، شرف اور بزرگی میں وہ قبیلہ بنی عبدِ شمس کے مُقابل تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان دونوں قبائل میں سالہا سال سے منافرت (دشمنی) قائم تھی۔ آپ کے قبیلے والے تعداد میں تھوڑے اور بڑے قبائل کے حَرِیف نہ ہونے کی وجہ سے علم و حکمت اور دُوراَندیشی میں اپنا ایک خاص مقام و مرتبہ رکھتے تھے۔ نیز امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آپ کے اسی علم و حکمت کے سبب سفارت کاری اور عدالت کے ضروری عُہدے دے دیے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خاندان میں حضرت سیِّدُ نا زید بن عمرو بن نُفَیل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسی عظیم شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنے حکمت و دانش مندی سے بُت پَرَستی ترک کر دی، بتوں کا ذَبِیحَہ کھانا چھوڑ دیا اور پکے مُوَحِّد (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی توحید کے قائل) بن گئے۔ (2)

فاروقِ اعظم کا نامِ نامی اسمِ گرامی

فاروقِ اعظم کا نامِ نامی اِسمِ گرامی:

دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام دونوں میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام ''عمر'' ہی رہا۔ ''عمر'' کے معنی ہیں ''آباد رکھنے والا'' یا ''آباد کرنے والا''۔ حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سبب چونکہ اسلام آباد ہونا تھا اس لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پہلے ہی آپ کو ''عمر'' نام عطا فرما دیا اور اسلام آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سبب آباد ہوا لہٰذا آپ اِسم بامُسمّٰی

---

1 ...... اسد الغابۃ، عمر بن خطاب، ج ۴، ص ۱۵۶ ملخصاً، تہذیب الاسماء، عمر بن خطاب، ج ۲، ص ۳۲۴۔

2 ...... اخبار مکۃ للازرقی، ذکر رباع بنی عدی بن کعب، ج ۲، ص ۲۵۸، ریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۲۷۔

ہیں۔ ’’انسانی زندگی کی مدت‘‘ کو بھی ’’عمر‘‘ کہتے ہیں یعنی ’’جسم کی آبادی کا زمانہ‘‘۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عہدِ خلافت چونکہ اسلام کی آبادی کا زمانہ ہے اِس اعتبار سے بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسم بامُسمّٰی ہوئے۔ (1)

آسمانوں، انجیل، تورات اور جنت میں آپ کا نام:

مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام آسمانوں میں ’’فاروق‘‘ انجیل میں ’’کافی‘‘ تورات میں ’’**مَنْطَقُ الْحَق**‘‘ اور جنّت میں ’’سِراج‘‘ ہے۔ (2)

بارگاہِ رِسالت سے عطا کردہ نام:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ’’**سَمَّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عُمَرَ الْفَارُوْقَ** یعنی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام ’’فاروق‘‘ رکھا۔ (3)

فاروقِ اعظم کی کُنیت

فاروقِ اعظم کی کنیت ’’ابوحَفْص‘‘:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کُنیَّت ’’ابوحَفْص‘‘ ہے اگرچہ آپ کی اولاد میں سے کسی کا نام ’’حَفْص‘‘ نہیں ہے۔ (4)

کنیت کی وجوہات

کنیت رکھنا سنت ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کنیت رکھنا سُنَّتِ مُبارَکہ ہے اور ابتدائے اسلام سے یہ سلسلہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کرام میں چلا آرہا ہے اور آج بھی عُشّاق اس سُنَّت کو زندہ کرتے ہوئے اپنے ناموں کے ساتھ کنیت رکھتے ہیں۔ کنیت عموماً بیٹے یا بیٹی وغیرہ کے نام پر رکھی جاتی ہے، بعض لوگ کسی خاص وصف کے ساتھ بھی کنیت رکھتے

---

1. ......مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۳۶۰، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۷۲۔
2. ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۷۳۔
3. ......تھذیب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۳۲۵۔
4. ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب ابی حذیفہ، ج ۴، ص ۲۳۹، حدیث: ۵۰۴۲ ملتقطا۔

ہیں۔ البتہ کئی لوگوں کی کنیت ان دونوں سے مختلف ہوتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت بھی اسی قَبِیْل سے ہے یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت آپ کی اولاد میں سے کسی بیٹے یا بیٹی وغیرہ کے نام پر نہیں ہے اور نہ ہی کسی خاص وصف کی وجہ سے ہے، بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ کنیت بارگاہِ رسالت سے عطا ہوئی ہے۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم کو بارگاہِ رسالت سے کنیت عطا ہوئی:

(1)......حضرت سیّدُ نا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بدر کے دن اعلان فرمایا کہ ''تم میں سے جو کوئی عباس سے ملے تو اُن سے اعراض کرے کیونکہ انہیں ہم سے جنگ کرنے کے لیے زبردستی لایا گیا ہے۔'' حضرت سیّدُ نا ابو حذیفہ بن عتبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سنا تو فَرْطِ جذبات سے کہنے لگے کہ ''ہم اپنے آباء، بھائیوں اور رشتے داروں کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔'' **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک جب یہ بات پہنچی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''**یَا اَبَا حَفْصٍ! یُضْرَبُ وَجْہُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالسَّیْفِ؟** یعنی اے ابو حفص! کیا رسول اللّٰہ کے چچا پر تلوار اٹھائی جائے گی؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جلال میں ارشاد فرمایا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے حکم ارشاد فرمایئے میں ابو حُذَیْفَہ کی گردن اڑا دوں گا۔'' بہر حال بعد میں حضرت سیّدُ نا ابو حُذَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس بات پر بہت شرمندہ ہوئے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے کہ ''بدر کے دن جو بات میں نے کی تھی اس کے سبب میں خوف زدہ رہتا ہوں اور خواہش کرتا ہوں کہ کاش! مجھے شہادت نصیب ہو جائے اور میری شہادت اس بات کا کَفّارہ ہو جائے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ خواہش پوری ہوگئی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جنگِ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

جنگِ بدر کے دن حسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اسی کنیت ''ابوحفص'' کے ساتھ پکارا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود ارشاد فرمایا: ''**اِنَّہٗ لَاَوَّلُ یَوْمٍ کَنَّانِیْ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ حَفْصٍ** یعنی یہ وہ پہلا دن تھا جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے

محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود مجھے ابوحفص کنیت عطا فرمائی۔''[1]

(2)......حضرت سیِّدُ نا زَید بن اَبِی اَوفٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار مسجد ِنبوی میں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''**قَدْ کُنْتَ شَدِیْدَ الشَّغَبِ عَلَیْنَا اَبَا حَفْصٍ فَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّعِزَّ الدِّیْنَ بِکَ اَوْ بِاَبِیْ جَھْلٍ فَفَعَلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ بِکَ** یعنی اے ابوحفص! اسلام لانے سے قبل تم ہم پر بہت سخت تھے، پھر میں نے رب عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی کہ وہ تمہارے ذریعے یا ابوجہل کے ذریعے دین کو عزت عطا فرمائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ذریعے دین کو عزت عطا فرمائی۔''[2]

فاروقِ اعظم کی کنیت بامسمی ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عربی زبان میں ''حَفْص'' شیر کے بچے کو کہتے ہیں، اسی لیے شیر کی کنیت ''ابوحفص'' ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی چونکہ اسلام کے شیر ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام سے لے کر وصالِ ظاہری تک جتنا فائدہ آپ کی ذات سے اِسلام کو ہوا اِتنا کسی اور خلیفہ یا حاکم سے نہ ہوا اِس وجہ سے آپ کی یہ کنیت آپ پر کلیۃً صادق آتی ہے اور آپ کو ''ابوحفص'' کہا جاتا ہے۔[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فاروقِ اعظم کے القابات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''القابات'' جمع ہے ''لَقَب'' کی۔ لَقَب سے مراد وہ نام ہے جو عوام میں کسی خاص وصف کے باعث مشہور ہو جائے، نیز لقب اصل نام کے علاوہ وہ نام ہوتا ہے کہ جس میں کسی خوبی یا کسی خامی کا پہلو نکلے۔ قرآن پاک میں بُرے القابات و ناموں سے پکارنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ﴾ (پ۲٦، الحجرات: ۱۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔'' صَدْرُ الْاَفَاضِل مولانا مُفتی محمد نعیمُ الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

---

[1] ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب ابی حذیفہ، ج٤، ص ۲۳۹، حدیث: ۵۰٤۲۔

[2] ......معجم کبیر، زیدبن ابی اوفی اسلمی، ج۵، ص ۲۲۰، حدیث: ۵۱٤٦۔

[3] ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الثانی، ص ١٤۔

’’بعض علماء نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کُتّا یا گدھا یا سور کہنا بھی اسی میں داخل ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ القاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو لیکن تعریف کے القاب جو سچّے ہوں ممنوع نہیں جیسے کہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر کا لقب ’’عتیق‘‘ اور حضرت سیِّدُنا عمر کا ’’فاروق‘‘ اور حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی کا ’’ذُوالنُّورَین‘‘ اور حضرت سیِّدُنا علی کا ’’ابوتُراب‘‘ اور حضرت سیِّدُنا خالد کا ’’سیف اللّٰہ‘‘ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم اور جو القاب بمنزلۂ عَلَم ہو گئے (یعنی نام کی جگہ لے لی) اور صاحبِ القاب کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں جیسے کہ اَعْمَش، اَعْرَج۔‘‘

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھی کئی القابات ہیں۔ بعض القابات تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خاص **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے عطا ہوئے اور کئی ایسے القابات ہیں جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیبہ کی مخصوص صفات کی عکاسی کرتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے 11 القابات مع وجوہات پیشِ خدمت ہیں:

(۱)...لقب ’’فاروق‘‘ اور اس کی وجوہات

’’فاروق‘‘ لقب اللّٰہ نے عطا فرمایا:

حضرت سیِّدُنا نَزَّال بن سَبْرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے عرض کیا: ’’اے امیر المؤمنین! ہمیں سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیے۔‘‘ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ’’امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ شخصیت ہیں جنہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ’’فاروق‘‘ لقب عطا فرمایا کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حق کو باطل سے جدا کر دکھایا۔‘‘(1)

’’فاروق‘‘ لقب بارگاہِ رسالت سے عطا ہوا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا کہ ’’آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے؟‘‘ اِرشاد فرمایا: ’’حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

(1)......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۵۰۔

مجھ سے تین روز قبل اِسلام لائے ۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرا سینہ اِسلام کے لیے کھول دیا اور میں بے ساختہ پکار اُٹھا: ''**اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰی** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام۔'' اس وقت ساری روئے زمین پر حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بڑھ کر کوئی شخصیت میرے لیے محبوب نہ تھی۔ میں نے پوچھا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہاں تشریف فرما ہیں؟'' میری ہمشیرہ نے کہا: ''دارِ اَرقم بن ابی اَرقم میں جو صفا پہاڑی کے نزدیک ہے۔'' حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان گھر کے اندر صحن میں اور دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دروازہ پر دستک دی تو میری آمد پر سب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اکٹھے ہو گئے۔ حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بولے: ''کیا بات ہے؟'' وہ کہنے لگے: ''عمر آگیا ہے۔'' یہ سن کر خود **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لے آئے اور جیسے ہی میں اندر داخل ہوا میرا گریبان پکڑا اور زور سے جھنجھوڑ کر فرمایا: ''عمر! تم باز نہیں آؤ گے تو میں بے ساختہ پکار اُٹھا: ''**اَشْھَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ** یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' یہ سن کر دارِ اَرقم سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ اس کی آواز **کعبۃُ اللہ** شریف میں سنی گئی۔ میں نے عرض کیا: **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا حیات اور موت دونوں صورتوں میں ہم حق پر نہیں؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم لوگ حق پر ہو، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔'' میں نے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر ہم چھپ چھپ کر کیوں رہ رہے ہیں؟ اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہم ضرور باہر نکلیں گے۔'' چنانچہ ہم دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس طرح باہر لے آئے کہ ہماری دو صفیں تھیں، اگلی صف میں حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور پچھلی صف میں مَیں تھا اور میری حالت یہ تھی کہ میرے اوپر آٹے جیسا غبار تھا۔ ہم مسجدِ حرام میں داخل ہوئے تو کفارِ قُریش نے ایک نظر مجھے اور دوسری نظر حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا تو ان پر ایسا خوف

طاری ہوا جو اس سے قبل کبھی نہ ہوا تھا۔ اس دن خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا نام ''فاروق'' رکھ دیا، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے سبب سے حق و باطل میں امتیاز فرما دیا۔[1]

فاروق کا لقب کس نے دیا؟

حضرت سیِّدُنا اَبُوعَمرو و ذَکْوَان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے پوچھا: ''مَنْ سَمّٰی عُمَرَ الْفَارُوْقَ؟ یعنی حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فاروق کا لقب کس نے دیا؟'' فرمایا: ''اَلنَّبِیُّ یعنی غیب کی خبریں دینے والے (نبی) نے۔''[2]

حق و باطل میں فرق کرنے کے سبب ''فاروق'':

حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے مابین جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا: ''فیصلے کے لیے تمہارے نبی محمد بن عبد اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس چلتے ہیں۔'' منافق بولا: ''نہیں بلکہ یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کے پاس جانا چاہیے۔'' یہودی نے یہ بات نہ مانی اور حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس چلا آیا اور بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جب دونوں باہر آئے تو منافق کہنے لگا: ''عمر بن خطاب کے پاس چلتے ہیں۔'' دونوں سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں پہنچ گئے اور سارا ماجرا بیان کر دیا اور یہودی نے یہ بھی وضاحت کر دی کہ ہمارے اس جھگڑے کا فیصلہ آپ کے نبی محمد بن عبد اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے حق میں کر دیا ہے اور اس فیصلے کے بعد یہ شخص آپ کے پاس آنے پر اصرار کرنے لگا تو ہم یہاں آگئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب یہ سارا معاملہ سنا تو ارشاد فرمایا: ''تم دونوں ذرا یہیں ٹھہرو، میں ابھی آتا ہوں۔'' آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار نیام سے باہر نکالتے ہوئے واپس آئے اور فوراً اس منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: ''هٰكَذَا اَقْضِیْ بَيْنَ مَنْ لَّمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی جو

---

1 ......حلیة الاولیاء، عمر بن الخطاب، ج ١، ص ٧٥، الرقم: ٩٣۔

2 ......اسد الغابة، عمر بن الخطاب، ج ٤، ص ١٦٢۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے راضی نہیں میں اس کا فیصلہ یوں کروں گا۔''[1]

آسمانوں میں آپ کا نام ''فاروق'' ہے:

حضرتِ سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں مسجد میں بیٹھا جبریل امین سے باتیں کر رہا تھا کہ اچانک عمر بن خطاب آ گئے۔ جبریل امین نے کہا: ''**یَا رَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا یہ آپ کے بھائی عمر تو نہیں ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔ اور اے جبریل! کیا زمین کی طرح آسمانوں میں بھی ان کا کوئی خاص نام ہے؟'' جبریل بولے: ''**اِنَّ اِسْمَہٗ فِی السَّمَاءِ اَشْھَرُ مِنْ اِسْمِہٖ فِی الْاَرْضِ اِسْمُہٗ فِی السَّمَاءِ فَارُوْقٌ وَ فِی الْاَرْضِ عُمَرُ** یعنی **یَا رَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آسمانوں میں جوان کا نام ہے وہ زمین کی نسبت زیادہ مشہور ہے، زمین میں ان کا نام عمر ہے اور آسمانوں میں ان کا نام فاروق ہے۔''[2]

جنتی درخت کے پتوں پر آپ کا نام فاروق لکھا ہے:

حضرتِ سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**فِی الْجَنَّۃِ شَجَرَۃٌ مَا عَلَیْھَا وَرَقَۃٌ اِلَّا مَکْتُوْبٌ عَلَیْھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اَبُوْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الْفَارُوْقُ عُثْمَانُ ذُوْ النُّوْرَیْنِ** یعنی جنت میں ایک درخت ہے جس کے ہر پتے پر یہ لکھا ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں **محمد** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، ابو بکر صدیق ہیں، عمر فاروق ہیں، عثمان ذوالنورین ہیں۔''[3]

قیامت میں آپ کو ''فاروق'' نام سے پکارا جائے گا:

حضرتِ سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ......انوار الحرمین علی تفسیر الجلالین، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۵۹، ج۱، ص۱۴، مدارک، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۵۹، ص۲۳۴۔

2 ......ریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۷۳۔

3 ......معجم کبیر، مجاھد عن ابن عباس، ج۱۱، ص۶۳، حدیث: ۱۱۰۹۳۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیامت کے دن اپنا اور صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقام بیان فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''قیامت میں یوں ندا آئے گی ''عمر فاروق'' کہاں ہیں؟'' چنانچہ انہیں حاضر کیا جائے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے ابوحفص! تمہیں مبارک ہو، یہ ہے تمہارا اعمال نامہ، چاہو تو اسے پڑھ لو یا نہ پڑھو کیونکہ میں نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے۔''(1)

فارِق، فارُوق، فارُوقی اور فاروقِ اعظم

''فارق'' کسے کہتے ہیں؟

''فارق'' کا معنی ہے ''فرق کرنے والا'' قطع نظر اس کے کہ وہ حق و باطل دونوں میں فرق کرے یا کوئی سی بھی دو اشیاء میں فرق کرے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی اس لیے ''فارق'' کہتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس طرح حق و باطل کے درمیان فرق فرمایا اسی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی خلافت راشدہ میں ہر ہر شے کو اس کی متبادل اشیاء سے جدا کرکے بالکل واضح کردیا۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں:

فارِقِ حق و باطِل اِمام الھُدیٰ
تیغِ مَسلُولِ شِدَّت پہ لاکھوں سلام

شرح: حق کو باطل وگمراہی سے جُدا کرنے اور ہدایت دینے والے امام برحق حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس تلوار کی مثل ہیں جو اِسلام کی حمایت میں سختی سے بلند کی جاتی ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر لاکھوں سلام ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب اسلام لے آئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اب ہم چھپ کر نماز وغیرہ ادا نہیں کریں گے۔'' لٰہذا تمام مسلمانوں نے کعبۃُ اللہ شریف میں جاکر نماز ادا کی تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حق کو باطل سے جُدا کرنے کے سبب آپ کو ''فاروق'' لقب عطا فرمایا۔(2) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا

---

1 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۷۳۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص ۹۰۔

اور کُفر وشرک کی گُمراہیوں کے خِلاف اور دینِ اسلام کی روشنیوں ورعنائیوں کی حمایت میں سختی سے تلوار بلند فرمائی جس سے چہار سُو اسلام کا بول بالا ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان ہی تمام واقعات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

تَرجُمانِ نبی ہم زُبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

شرح: آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہم زبان ہیں کہ کئی دفعہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سُنے بغیر کوئی بات کہی اور وہ بِعَیْنِہٖ ویسی ہی نکلی جیسا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تَرجُمان ہیں کہ کوئی مسئلہ بیان فرمایا اور بعد میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے جب اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بِعَیْنِہٖ وہی حدیث مبارکہ ملی جیسا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسئلہ بیان فرمایا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عدل وانصاف کی روح کو شان وشوکت حاصل ہوئی بلکہ اپنے عہد خلافت میں ایسا عدل وانصاف قائم فرمایا جو قیامت تک آنے والے حکمرانوں کے لیے مَشْعَلِ راہ ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر لاکھوں سلام ہوں۔

''فاروق'' کسے کہتے ہیں؟

''فاروق'' اسے کہتے ہیں جو حق وباطل کے درمیان فرق کردے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا علامہ عبد الرؤف مَناوِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی ارشاد فرماتے ہیں: ''**قِیْلَ لِعُمَرَ فَارُوْقٌ لِفُرْقَانِہٖ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ بِاِحْکَامٍ وَاِتْقَانٍ** یعنی کہا گیا ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فاروق اس لیے کہتے ہیں کہ انہوں نے حق وباطل کے درمیان پختگی اور یقین کے ذریعے فرق فرمایا۔''[1]

فاروقی کسے کہتے ہیں؟

''فاروقی'' کا مطلب ہے ''فاروق والا''۔ جس شخص کا سِلْسِلَۂ نَسَب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ

---

(1)......فیض القدیر، ج ۵، ص ۵۸۸، تحت الحدیث: ۷۰۶۹ ملتقطا۔

حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جَا مِلتا ہوا سے ''فاروقی'' کہتے ہیں جس طرح کسی کا سلسلۂ نسب امیر المؤمنین خلیفہ رسول اللہ حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جَا مِلتا ہو تو اسے ''صِدِّیقی'' کہتے ہیں۔

''فاروقِ اعظم'' کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ حق و باطل کے مابین ''فارِق'' یعنی فرق کرنے والا ہیں، لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''فاروقِ اعظم'' اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے زیادہ اس فریضے کو سَرَانجام دیا اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حق و باطل کے درمیان یہ فرق کرنے کی صَلَاحِیَّت بارگاہِ رسالت سے خاص طور پر عطا ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جس دن اسلام لائے اسی دن آپ نے مسلمانوں کے ساتھ اعلانیہ **کعبۃ اللہ** شریف میں نماز ادا کی اور طوافِ **بیتُ اللہ** بھی کیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اس دن دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود میرا نام ''فاروق'' رکھ دیا، کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے سبب سے حق و باطل میں امتیاز فرما دیا۔''(1)

②...لقب ''امیرُ المؤمنین'' اور اس کی وجوہات

سب سے پہلے آپ ہی نے امیر المؤمنین کا لقب پایا:

حضرت سیِّدُ نا زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تو خلیفۂ رسولِ خدا کہا جاتا تھا، جب کہ مجھے یہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ میں تو سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خلیفہ ہوں اور (اگر مجھے خلیفۂ خلیفۂ رسولِ خدا کہا جائے تو) یوں بات طویل ہوجائے گی۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُ نا مُغیرہ بن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بولے: آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم مؤمنین، تو آپ ہوئے ''امیر المؤمنین''۔ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''یہ صحیح ہے۔''(2)

---

1. ......حلیۃ الاولیاء، عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۷۵، الرقم: ۹۳۔
2. ......الاستیعاب، عمر بن الخطاب، باب عمر، ج ۳، ص ۲۳۹۔ واضح رہے کہ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ** بن جحش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں بھی

لقب ''امیرالمومنین'' کی دوسری وجہ:

حضرت سیدتنا شفاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا جو پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے ہیں روایت کرتی ہیں کہ حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیرِ عراق کو لکھا کہ میرے پاس دو تَندُرُست و دَانا عراقی آدمی بھیجو جو مجھے یہاں کے حالات سے آگاہ کریں۔ تو عراق کے گورنر نے حضرت سیِّدُ نا لَبِید بن رَبِیعہ عَامِرِی اور سیِّدُ نا عَدِی بِن حَاتِم طَائی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو بھیجا۔ وہ مدینہ منورہ آئے اور اپنی سواریوں کو بٹھا کر مسجد میں داخل ہوئے جہاں حضرت سیِّدُ نا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود تھے۔ انہوں نے سیِّدُ نا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: ''آپ امیر المومنین سے ہمارے حاضر ہونے کی اجازت طلب کریں۔'' یہ سن کر سیِّدُ نا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''خدا کی قسم! تم نے ان کا صحیح نام تَجْوِیز کیا ہے، ہم مومنین ہیں، اور وہ ہمارے امیر ہیں۔'' سیِّدُ نا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اندر گئے اور حضرت سیِّدُ نا عُمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے یوں گویا ہوئے: ''**یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن!**'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سنا تو فرمایا: ''یہ نام تم کہاں سے لے آئے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: ''لَبِید بن رَبِیعہ اور عَدِی بن حَاتِم طَائی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا آئے ہیں، انہوں نے اپنی سواریاں باہر بٹھائیں اور مسجد میں آکر مجھ سے کہا: ''امیر المومنین کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی جائے۔'' میں نے ان سے کہا: ''تم نے درست نام تجویز کیا ہے، وہ امیر ہیں اور ہم مؤمنین۔'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس سے پہلے اپنے مکتوبات (یعنی خطوط) میں خلیفۂ خلیفۂ رسول'' لکھتے تھے، پھر آپ نے ''**مِنْ عُمَرَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْن**'' لکھنا شروع کردیا۔ (1)

③...لقب ''مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن'' اور اُس کی وجہ

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک لقب ''**مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن**'' بھی ہے، جس کا معنی ہے چالیس کو پورا کرنے والا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے سے قبل اُنتالیس لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اور آپ نے قبول اسلام کرکے چالیس

منقول ہے کہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں ''امیر المؤمنین'' کا لقب عطا فرمایا، لیکن آپ خلفاء میں سے نہ تھے اور حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ تھے۔ (زرقانی علی المواھب، ج ۱، ص ۳۹۷)

1 ......اسدالغابہ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۸۱۔

مکمل کر دیے اس لیے آپ کو "مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن" چالیس کو پورا کرنے والا کہتے ہیں۔ (1)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مُجَدِّدِ دِین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: "حضرت عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد وعورت ۳۹ مسلمان تھے۔ آپ چالیسویں مسلمان ہیں، اسی واسطے آپ کا نام "مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن" ہے یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے۔" (2)

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ۳۹ اَفرادِ اسلام لاچکے تھے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مسلمان ہونے پر چالیس کی تعداد مکمل ہوگئی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو بھیج کر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾﴾ (پ ۱۰، الانفال: ۶۴) ترجمۂ کنزالایمان: "اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللّٰہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔" (3)

④...لقب "اَعْدَلُ الْاَصْحَاب" اور اس کی وجہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے زیادہ عدل وانصاف فرمانے والے تھے، اسی سبب سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو "اَعْدَلُ الْاَصْحَاب" کہا جاتا تھا اور خود رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو "اَعْدَلُ" (سب سے زیادہ عدل وانصاف کرنے والا) ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا شَدَّاد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اَبُوْبَکْرٍ اَرَقُّ اُمَّتِیْ وَاَرْحَمُهَا وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخْیَرُ اُمَّتِیْ وَاَعْدَلُهَا وَعُثْمَانُ اَحْیٰی اُمَّتِیْ وَاَکْرَمُهَا وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَلَبُّ اُمَّتِیْ وَاَشْجَعُهَا یعنی ابوبکر میری امت میں سب سے زیادہ نرم ورحم دِل اور عمر بن خطاب میری اُمت میں سب سے بہتر وسب سے زیادہ عدل وانصاف کرنے والے اور عثمان میری امت میں سب سے زیادہ باحیا اور عزت دار جبکہ علی بن ابی طالب میری امت میں سب سے زیادہ

---

1 ......معرفۃ الصحابۃ، باب الارقم بن ابی الارقم، ج ۱، ص ۲۹۳ ملتقطاً۔

2 ......ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۹۷۔

3 ......معجم کبیر، احادیث عبد اللّٰہ ابن عباس، ج ۱۲، ص ۴۷، حدیث: ۱۲۴۷۰۔

عقل منداور سب سے زیادہ بہادر ہیں۔‘‘[1]

⑤...لقب’’اِمَامُ الْعَادِلِین‘‘ اور اس کی وجہ

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دورِ خلافت میں عدل وانصاف کا ایسا عظیم الشان نظام قائم فرمایا کہ قیامت تک اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام حکمران اس سے فیض یاب ہوتے رہیں گے۔ اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد آنے والے کئی حکمرانوں نے آپ ہی کے عدل وانصاف سے عدل کرنا سیکھا۔ اسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ’’اِمَامُ العَادِلِین‘‘ کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت، عظیمُ البرکت، امامِ اہلسنت، مُجَدِّدِ دین وملت، عاشقِ ماہِ نَبُوَّت، پَروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے بھی ’’فتاویٰ رضویہ شریف‘‘ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس لقب سے یاد فرمایا ہے۔[2]

⑥...لقب’’غَیْظُ الْمُنَافِقِیْن‘‘ اور اس کی وجہ

قرآن مجید پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹ میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی خُصوصیات کو واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے، جو پہلی خصوصیت بیان کی گئی ہے وہ ہے ’’اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ‘‘ یعنی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کفار کے معاملے میں بہت سخت ہیں۔ کفر کی بدترین قسم مُنافِقَت ہے، جس کا ظاہر ایمان اور باطن کفر ہو وہ منافق ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ شان تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی خُداداد فہم وفِراست سے فوراً مُنافقین کو پہچان لیتے اور اِن کی ہر طرح سے پکڑ فرماتے نیز ان کی اِسلام دشمنی کو بالکل ناکام بنادیتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ’’غَیْظُ الْمُنَافِقِیْن‘‘ کہا جانے لگا یعنی منافقین پر بہت سختی فرمانے والے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک یہودی اور منافق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس فیصلہ کروانے گئے تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ اس کے بعد منافق نے فاروقِ اعظم کی بارگاہ سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا، جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کے متعلق علم ہوا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ

---

1 ......اتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب المناقب، فیما اشترک فیہ۔۔۔الخ، ج ۹، ص ۲۱۴، حدیث: ۷۸۸۴ ملتقطاً۔

2 ......فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۵۳۱۔

نہ ماننے کے سبب اس منافق کی گردن تن سے جدا کر دی۔[1]

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلسنت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے فتاویٰ رضویہ شریف میں جگہ جگہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسی لقب ''غَیْظُ الْمُنَافِقِیْن'' کو آپ کے نام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے منقول خطبات بَنام ''خُطْبَاتِ رَضَوِیَّہ'' میں بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام کے ساتھ یہ لقب موجود ہے۔

(7)... لقب ''سَیِّدُ الْمُحَدَّثِیْن'' اور اس کی وجہ

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''سَیِّدُ الْمُحَدَّثِیْن'' بھی کہا جاتا ہے۔ ''مُحَدَّث'' عربی زبان میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے صحیح اور درست بات کا الہام (یعنی رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے اشارہ) ہو۔ وہ جب بھی کوئی بات کرے توحق کے موافق ہو اور یقیناً کسی بندے کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے یہ بہت بڑے مرتبے اور شرف کی بات ہے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس عزت وعظمت سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ مشرف فرمایا۔ اور خود حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''مُحَدَّث'' ارشاد فرمایا۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پچھلی اُمتوں میں کچھ لوگ مُحَدَّث ہوتے تھے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ بلاشبہ عُمَر بن خَطَّاب ہے۔''[2]

علامہ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خاص طور پر ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کلام کی مُوافَقَت میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ مبارکہ میں ہی بہت سی آیات نازل ہوگئی تھیں۔ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ مبارکہ کے بعد بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے ہمیشہ حق کے مُوافِق ہی رہی۔[3]

---

1. ......مدارک، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۵۹، ص ۲۳۴ ملخصا، درمنثور، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۶۰، ج ۲، ص ۵۸۲۔
2. ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۷، حدیث: ۳۶۸۹۔
3. ......فتح الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب۔۔۔الخ، ج ۸، ص ۴۴، تحت الحدیث: ۳۶۸۹ ملخصا۔

⑧...لقب "مُرادِ رسول" اور اس کی وجہ

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو "مُرادِ رسول" بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُراد ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مانگا۔ چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں یوں دعا فرمائی: "**اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! خصوصاً عمر بن خطاب (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے اسلام کو عزت عطا فرما۔"[1] معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ ہستی ہیں جن کی اسلام آوری کے لیے دو عالم کے مالک ومُختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے خُصُوصی دعا فرمائی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گویا مُرادِ رسول ہیں۔

⑨...لقب "مِفْتَاحُ الْاِسْلَام" اور اس کی وجہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو "مفتاح الاسلام" بنایا ہے:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سُلْطَانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر مُسکرا دیئے اور ارشاد فرمایا: "اے ابنِ خطاب! تمہیں معلوم ہے میں کیوں مسکرایا؟" عرض کیا: "**اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔" فرمایا: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عَرَفَات کی رات تمہاری طرف شَفْقَت و رَحمت کی نظر فرمائی اور تمہیں **مِفْتَاحُ الْاِسْلَام** (یعنی اسلام کی چابی) قرار دیا۔"[2]

⑩...لقب "شَہِیْدُ الْمِحْرَاب" اور اس کی وجہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک لقب "**شَہِیْدُ الْمِحْرَاب**" بھی ہے، اس کی

---

1 ......ابن ماجه، کتاب السنة، فضل عمر رضی الله تعالی عنه، ج ۱، ص ۷۷، حدیث: ۱۰۵۔

2 ......ریاض النضرة، ج ۱، ص ۳۰۸۔

وجہ بھی بالکل ظاہر ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر قاتلانہ حملہ نمازِ فجر میں اس وقت ہوا جب آپ نے اِمامت شروع کروائی یقیناً اُس وقت آپ محراب میں موجود تھے اور اُسی سے آپ کی شہادت ہوئی اسی لیے آپ کو ''**شَهِیْدُ الْمِحْرَاب**'' کہا جاتا ہے۔آپ کی شہادت کے تفصیلی واقعات اسی کتاب میں وصال کے باب میں ملاحظہ کیجئے۔

⑪...لقب ''شیخ الاسلام'' اور اس کی وجہ

سیِّدُنا ابوبکر و عمر شیخ الاسلام ہیں:

(1) حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی بارگاہ میں ایک قرشی شخص آیا اور عرض کرنے لگا: ''ہم آپ کو خطبے میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنتے ہیں: **اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بھی ان خوبیوں کے ساتھ آراستہ فرما جن کے ساتھ تو نے ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے خلفاء کو آراستہ فرمایا۔تو ان خلفاء سے مراد کون سی مبارک ہستیاں ہیں؟'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ غمگین ہو گئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ارشاد فرمایا: ''**هُمْ حَبِیْبَایَ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ اِمَامَا الْهُدٰی وَشَیْخَا الْاِسْلَامِ وَرَجُلَا قُرَیْشٍ وَالْمُقْتَدٰی بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَدٰی بِهِمَا عُصِمَ وَمَنِ اتَّبَعَ آثَارَهُمَا هُدِیَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وَ مَنْ تَمَسَّكَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ وَحِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ** یعنی میری مراد میرے دو محبوب و دوست حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق وسیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ہیں، یہ دونوں ہدایت کے امام ہیں، شیخ الاسلام ہیں، مردانِ قریش ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ان ہی دونوں کی اقتداء کی جاتی ہے، جس نے ان دونوں کی اقتداء کی وہ محفوظ ہوگیا اور جس نے ان دونوں کی سیرتِ طیبہ پر عمل کیا وہ صراطِ مستقیم پر چل پڑا اور جس نے ان دونوں کی ذاتِ مبارکہ کو مضبوطی سے تھام لیا تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گروہ میں شامل ہوگیا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔''(1)

(2) حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**مَنْ رَاَیْتُمُوْهُ یَذْكُرُ اَبَا بَكْرٍ**

(1)......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب التاسع عشر، ص ۱۴۰۔

وَعُمَرَ بِسُوْءٍ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا یُرِیْدُ الْاِسْلَامَ یعنی جسے تم دیکھو کہ وہ شَیْخَیْن یعنی حضرت سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی برائی بیان کررہا ہے تو اسے قتل کردو کیونکہ وہ اسلام کی برائی کررہا ہے۔''[1]

حضرت علامہ عبدالرؤف مَناوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں: ''یعنی اس شخص نے سیِّدُ نا صدیقِ اکبر وسیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی برائی کرکے اسلام کی برائی کی ہے اور اس میں عیب نکالا ہے کیونکہ یہ دونوں **شیخ الاسلام** ہیں اور ان ہی کے ذریعے دین کی بُنیادیں قائم ہیں، گویا ان کی برائی کرنا اسلام کی برائی کرنا ہے، قتل کا حکم اس شخص کے لیے جو ان کی شان میں ایسی توہین آمیز بکواس کرے جو کفریات پر مُشتمل ہو۔''[2]

واضح رہے کہ مذکورہ گستاخ شخص کو قتل کرنے کا اختیار حاکم اسلام کو ہے عام شخص کے لیے نہیں۔

القاباتِ فاروقِ اعظم بزبانِ اعلیٰ حضرت

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اہلسنت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، عاشقِ ماہِ نَبُوَّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے فتاویٰ رضویہ شریف میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اِن گیارہ القابات کے ساتھ یاد فرمایا ہے: (1) امیر المؤمنین (2) غَیْظُ الْمُنَافِقِین (3) اِمَامُ الْعَادِلِیْن (4) اسلام کی عزت (5) اسلام کی شوکت (6) اسلام کی قُوَّت (7) اسلام کی دولت (8) اسلام کے تاج (9) اِسلام کی مِعْراج (10) **عِزُّ الْاِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِیْن** یعنی اسلام اور مسلمانوں کی عزت (11) **سَیِّدُ الْمُحَدَّثِیْن**۔[3]

القاباتِ فاروقِ اعظم بزبانِ امیرِ اہلسنت

عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلسنت، شیخ طریقت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عَطّار قادِری رَضَوی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے رسالے ''کراماتِ فاروقِ اعظم'' میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اُن کے چالیسویں نمبر پر مسلمان ہونے کی عظیم نِسبت سے اِن چالیس اَلقابات کے ساتھ یاد فرمایا ہے: (1) امیر

---

1 ……جامع صغیر، حرف المیم، ص ۵۲۷، حدیث: ۸۶۹۱۔

2 ……فیض القدیر، ج ۶، ص ۱۷۳، تحت الحدیث: ۸۶۹۱ ملخصاً۔

3 ……فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۶۴۳، ۴۰۴، ج ۱۰، ص ۶۷۷، ج ۱۵، ص ۵۷۵۔

المؤمنین (2) وزیرِ رسالت مآب (3) آسمانِ صحابیّت کے دَرَخشاں ماہتاب (4) نظامِ عدل کے روشن آفتاب (5) حامیِ دینِ متین (6) ناصرِ دینِ مبین (7) محسنِ اُمّت (8) گوہرِ نایاب (9) فیضانِ نبوّت سے فیض یاب (10) خلیفۂ رسالت مآب (11) بارگاہِ نبوّت سے فیض یاب (12) آسمانِ رِفعت کے دَرَخشاں ماہتاب (13) مُحِبُّ الْمُسْلِمِین (14) غَیْظُ الْمُنَافِقِین (15) اِمَامُ الْعَادِلِین (16) مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِین (17) فاتحِ اعظم (18) وزیرِ شہنشاہِ نبوّت (19) رُکنِ قصرِ ملّت (20) جانشینِ رسولِ مقبول (21) گلشنِ صحابیّت کے مہکتے پھول (22) جانشینِ پیغمبر (23) وزیرِ نبی اَطہر (24) منبعِ علم وہنر (25) نگاہِ نبوّت سے فیض یافتہ (26) بارگاہِ رسالت سے تربیّت یافتہ (27) مُدّعائے رسول (28) رفیقِ رسول (29) مُشِیرِ رَسُوْل (30) جانثارِ رسول (31) محبوبِ جنابِ صادِق واَمین (32) سَیِّدُ الْخَائِفِیْن (33) کرامت وعدل کی اعلیٰ مثال (34) صاحبِ عظمت وجلال (35) حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعَالَمِيْن (36) وزیرِ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن (37) اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے (38) آسمانِ ہدایت کے چمکتے دمکتے ستارے (39) دُکھی دِل کے سہارے (40) غلامانِ مصطفےٰ کی آنکھوں کے تارے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فاروقِ اعظم کی پیدائش اور جائے پرورش

فاروقِ اعظم کی پیدائش:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے، یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تاریخ ولادت ۵۸۳ عیسوی تقریباً ۴۰ سال قبل ہجرت ہے۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عام الفیل کے ڈھائی سال بعد پیدا ہوئے یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سیّدنا صِدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عمر میں تقریباً ساڑھے دس سال چھوٹے ہیں اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چونکہ عام الفیل کے سال دنیا میں تشریف لائے یوں آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عمر میں تقریباً تیرہ سال چھوٹے ہیں۔[2]

---

1 ...... کراماتِ فاروقِ اعظم از امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ۔

2 ...... اسد الغابة، عمر بن خطاب، ج ۴، ص ۱۵۷ ماخوذاً۔

فاروقِ اعظم کی پیدائش پر خوشی کا اظہار:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیدائش پر آپ کے گھر والوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عَمْرو بِنْ عَاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم بیٹھے تھے کہ اچانک ہم نے شور کی آواز سنی، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خطاب کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔[1]

علامہ ابنِ جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن وہب اور وہ مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایک رات حضرت سیِّدُنا عَمْرو بِن عَاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خطاب کے گھر میں روشنیاں نظر آئیں، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ خطاب کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔[2] (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے۔)

فاروقِ اعظم کی جائے پرورش:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ مکرمہ میں ہی پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جائے پرورش ہے، بچپن سے لے کر جوانی تک، نیز مدینہ منورہ ہجرت سے قبل تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مکہ مکرمہ میں ہی زندگی گزاری۔

دورِ جاہلیت میں فاروقِ اعظم کا گھر:

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ محمد بن سَعْد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُمورِ مکہ کے عالم حضرت سیِّدُنا ابوبکر بن محمد مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے پوچھا: ''زمانہ جاہلیت میں امیر المومنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گھر کہاں تھا؟'' آپ نے فرمایا: ''سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رہائش گاہ اس پہاڑ پر تھی جو آج کل ''جَبَلِ عُمَر'' کے نام سے مشہور ہے، زمانہ جاہلیت میں اس کا نام ''عَاقِر'' تھا پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام سے مَنْسُوب کر دیا گیا، اسی پہاڑ پر قَبِیْلَہ بَنُوعَدِی (سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قبیلہ) آباد تھا۔[3]

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۱۶۔

2 ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الاول، ص ۱۳۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۰۱۔

فاروقِ اعظم کا حسنِ ظاہری

فاروقِ اعظم کی مبارک رنگت:

حضرت سیِّدنا اِبنِ قُتَیْبَہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ''کُوفہ کے لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جو حُلْیَہ بیان کیا ہے اُس کے مطابق آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رنگ گہرا گَنْدُمی تھا۔ جبکہ اہلِ حجاز نے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حلیہ بیان کیا ہے اس کے مطابق آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رَنگت بہت سَفید تھی بلکہ ایسی سَفید تھی جیسے چونا ہوتا ہے اور لگتا تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسمِ مبارک میں خون ہی نہیں ہے۔''(1)

علامہ وَاقِدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''جنہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گَنْدُمی رنگ ہونے کا قول کیا ہے ان کی بات درست نہیں کہ انہوں نے آپ کو ''عَامُ الرَّمَادَہ'' یعنی قَحْط سالی والے سال دیکھا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سال دودھ اور چربی وغیرہ کھانا چھوڑ دیا تھا صرف زَیتون کا تیل استعمال فرماتے جس کے سبب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رنگت گَنْدُمی ہوگئی تھی۔'' علامہ ابنِ حجر عَسْقَلَانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بھی بعض فاروقی حضرات سے یہی قول نقل کیا ہے۔(2)

فاروقِ اعظم کا قد مبارک:

حضرت سیِّدنا ذَربِن حُبَیْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اکثر لوگوں نے یہی بیان کیا ہے کہ ''**کَانَ عُمَرُ طَوِیْلًا جَسِیْماً** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لمبے قد والے اور بھاری جسم والے تھے۔'' چند لوگوں میں جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوتے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر لوگوں کو اوپر سے دیکھ رہے ہیں۔(3)

فاروقِ اعظم کی مبارک آنکھیں اور رُخسار:

حضرت سیِّدنا ذَربِن حُبَیْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

1. ......معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ الفاروق، معرفۃ صفۃ عمر، ج ۱، ص ۶۹، الرقم: ۱۷۰ ملتقطا، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۷۴۔
2. ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۳، الاصابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۴۸۴، الرقم: ۵۷۵۲۔
3. ......معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ الفاروق، معرفۃ صفۃ عمر، ج ۱، ص ۶۹، الرقم: ۱۷۰، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۷۴، تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۳۔

کی آنکھیں لال سُرخ اور رُخسار بہت ہی پتلے اور کمزور تھے۔[1]

فاروقِ اعظم کی داڑھی مبارکہ:

حضرت سیِّدُ نا ابوعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''کَانَ کَثَّ اللِّحْیَةِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی داڑھی مبارکہ گھنی و گھنگریالی تھی۔''[2]

فاروقِ اعظم کی داڑھی گھنی تھی:

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنَّت، عَظِیْمُ البَرَکَت، مُجَدِّدِ دِین وملَّت، پَروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''شَیخِ مُحَقِّق رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مَدَارِجُ النُّبُوَّۃ میں فرماتے ہیں: ''عادت سلف دریں باب مختلف بود آورده اند که لحیه امیر المومنین علی پرمی کرد سینه أورا وهمچنیں عمر وعثمان رضی اللہ تعالی عنهم اجمعین و نوشته اند کان الشیخ محی الدین رضی اللہ تعالی عنه طویل اللحیة وعریضها یعنی اَسلاف کی عادت اس بارے میں مُختلف تھی چنانچہ منقول ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی داڑھی ان کے سینے کو بھر دیتی تھی اس طرح حضرت فاروقِ اعظم اور حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی مُبارک داڑھیاں تھیں، اور لکھتے ہیں کہ شیخ محی الدین سیِّدُ نا عبدالقادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لمبی اور چوڑی داڑھی والے تھے۔''[3]

فاروقِ اعظم کی مُونچھیں:

(1) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مُونچھیں درمیان سے پَست اور دائیں بائیں سے بڑھی ہوئی تھیں۔ حضرت سیِّدُ نا ذَر بن حُبَیْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''سَبَلَتُهُ كَثِيْرَةُ الشَّعْرِ اَطْرَافُهَا صَهْبَةٌ یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مُونچھوں کے بال دائیں بائیں سے کافی بڑھے ہوئے تھے اور اُن میں بُھورا پَن بھی تھا۔[4]

---

1 ......معرفة الصحابة، معرفة نسبة الفاروق، معرفة صفة عمر، ج ۱، ص ۶۹، الرقم: ۱۷۰ ملتقطا۔

2 ......الاستيعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۳۶۔

3 ......فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص ۵۸۴۔

4 ......معرفة الصحابة، معرفة نسبة الفاروق، معرفة صفة عمر، ج ۱، ص ۶۹، الرقم: ۱۷۰۔

الاستيعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۳۶۔

(2) حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ** بن زُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**کَانَ عُمَرُ اِذَا غَضَبَ فَتَلَ شَارِبَہٗ** یعنی امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جلال آتا تو اپنی مُوچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔''[1]

(3) حضرت سیِّدُنا اسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب جلال آتا تو اپنی مُونچھوں کو اپنے منہ کی طرف کرتے اور ان میں پُھونک مارتے۔''[2]

فاروقِ اعظم مہندی سے خِضاب فرماتے:

(1) حضرت سیِّدُنا اَنَس بِنْ مَالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**قَدِ اخْتَضَبَ اَبُو بَکْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْکَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا** یعنی **خلیفۂ رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مہندی اور کَتَم دونوں کا خِضاب لگایا اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فقط مہندی کا خِضاب لگایا۔''[3]

(2) ایک روایت میں یوں ہے فرمایا: ''**کَانَ عُمَرُ یُرَجِّلُ بِالْحِنَّاءِ** یعنی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے بالوں کو مہندی سے آراستہ کیا کرتے تھے۔'' حضرت سیِّدُنا خالد بن ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**کَانَ عُمَرُ یُصَفِّرُ لِحْیَتَہٗ وَیُرَجِّلُ رَأْسَہٗ بِالْحِنَّاءِ** یعنی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی داڑھی اور سر میں مہندی لگایا کرتے تھے۔''[4]

فاروقِ اعظم سے مُشابہ صحابی:

حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ظاہری شکل وصورت کے مُشابہ تھے۔[5]

---

1 ......معجم کبیر، صفۃ عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ٦٦، حدیث: ۵۴، الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۳٦۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۴۸۔

3 ......مسلم، کتاب الفضائل، باب شیبۃ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ص ۱۲۷٦، حدیث: ۱۰۳۔

4 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۴۹۔

5 ......الاصابۃ، علقمۃ بن علاثۃ، ج ۴، ص ۴۵۸، الرقم: ۵٦۹۱۔

فاروقِ اعظم کے مبارک انداز

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حسن ظاہری کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے جیسے ان کا پیارا سَراپا ہمارے سامنے موجود ہے، ساتھ ہی دل میں یہ بھی خیال آتا ہے کہ اس پیاری ہستی کے چلنے، کھانے، سونے وغیرہ کے بھی کتنے ہی پیارے اور مُبارک انداز ہوں گے۔ اگرچہ اسی کتاب میں آگے یہ تمام باتیں بِالتَّفْصِیل ذکر کی جائیں گی لیکن قارئین کے ذَوق کو برقرار رکھنے کے لیے اِجْمالاً آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چند مُبارک انداز پیش خدمت ہیں:

(1)......فاروقِ اعظم کے چلنے کا مبارک انداز:

حضرت سیِّدُ نا سِمَاک بِنْ حَرْب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **''كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَرْوَحَ كَاَنَّهُ رَاكِبٌ وَالنَّاسُ يَمْشُوْنَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کشادہ قدموں کے ساتھ چلا کرتے تھے اور چلتے ہوئے ایسا لگتا گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی سواری پر سوار ہیں اور دیگر لوگ پیدل چل رہے ہیں۔''[1]

(2)......فاروقِ اعظم کے کھانے کا مبارک انداز:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی مُتَّقِی اور پَرْہیزگار تھے، قَطْعی جَنَّتی ہونے کے باوجود ہمیشہ فکرِ آخرت دَامَن گیر رہتی تھی اور یہی فِکْر آپ کو بُھوکا رہنے پر اُکساتی رہتی تھی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خوارک نہایت ہی قلیل تھی، کبھی جو کی روٹی کے ساتھ زَیتُون، کبھی دُودھ، کبھی سِرکہ، کبھی سُکھایا ہوا گوشت تناوُل فرماتے، تازہ گوشت بہت ہی کم استعمال کرتے تھے، کبھی دو کھانے اکٹھے نہیں کھائے۔ مَنْصَبِ خِلَافت پر مُتَمَکِّن ہونے کے بعد تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسی خُشک روٹی کھایا کرتے تھے کہ عام لوگ اسے کھانے سے عاجز آجائیں۔ نیز کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے کِناروں کو علیحدہ کرکے کھانا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سخت ناپسند تھا۔[2]

---

1 ......رياض النضرة، ج ١، ص ٢٧٤، الاصابة، ذكر من اسمه عمر، ج ٤، ص ٤٨٥، الرقم: ٥٧٥٢۔

2 ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سادگی سے بھرپور مبارک کھانوں کی تفصیل کے لیے ''فیضانِ فاروقِ اعظم'' جلد دوم، ص ٨٠

(3)......فاروقِ اعظم کے گفتگو کرنے کا مبارک انداز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بولنے اور بات کرنے کا نہایت ہی مُبارک انداز تھا، عام مُعامَلات میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گُفتگُو کا انداز بہت نَرم تھا لیکن آپ کے چِہرہ مُبارَکہ کی وَجاہَت اور رُعب ودَبدَبے کی وجہ سے اس میں شِدَّت مَحسُوس ہوتی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت میں لوگوں کو سب سے زیادہ حق بات کہنے کا حوصلہ ملا۔ لیکن جہاں کہیں شَرعی معاملے کی خِلَاف وَرزی ہوتی وہاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سختی فرماتے اور یَقیناً یہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غَیرتِ اِیمانی کا مُنہ بولتا ثُبُوت تھا۔ بِیسیُوں واقعات ایسے ملتے ہیں کہ جہاں کہیں اِسلامی غَیرت کا مُعامَلہ آتا وہاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً جَلَال میں آجاتے۔

(4)......فاروقِ اعظم کے بیٹھنے کا مبارک انداز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مکمل سیرتِ طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیٹھتے بہت کم تھے ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مصروف رہا کرتے تھے، البتہ جب بیٹھتے تھے تو چارزانوں بیٹھا کرتے تھے، چنانچہ اِمام زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے: ''**كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَجْلِسُ مُتَرَبِّعاً** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عموماً چارزانوں بیٹھا کرتے تھے۔''(1)

(5)......فاروقِ اعظم کے سونے کا مبارک انداز:

بسا اوقات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لیٹتے تو ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر چڑھا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ اِمام زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے: ''**كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَلْقِیْ عَلٰى ظَهْرِهٖ وَيَرْفَعُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب لیٹتے تو ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر چڑھا لیا کرتے تھے۔''(2)

کا مطالعہ فرمائیے۔

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۲۳۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۲۳ ملتقطا۔

زمین پر ہی آرام فرماتے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جسے کوئی مَنْصَب مل جائے اگر چہ وہ اس مَنْصَب پر مُتَمَکِّن ہونے سے پہلے سادہ زندگی گزارتا ہو لیکن مَنْصَب ملنے کے بعد اس کے طَور طَرِیْقے میں کچھ نہ کچھ تبدیلی ضرور واقع ہوجاتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی جیسے ہی مَنْصَبِ خِلَافت پر مُتَمَکِّن ہوئے اُن کی حیاتِ مبارکہ میں بھی کافی تبدیلی آ گئی لیکن یہ تبدیلی فِکرِ آخرت سے بھرپور تھی، پہلے آپ عام زندگی گزار رہے تھے لیکن جیسے ہی مَنْصَبِ خِلَافَت پر مُتَمَکِّن ہوئے تو زمین پر کچھ بچھائے بغیر ہی آرام فرما ہوجاتے اور دَورانِ سفر کوئی سَائِبَان یا خَیْمہ وغیرہ ساتھ نہ رکھتے بلکہ کہیں پڑاؤ کرنا ہوتا تو کپڑا درخت پر لٹکا کر یا چمڑے کا ٹکڑا درخت پر ڈال کر اس کے سائے میں آرام کرلیتے۔ جیسا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ کا مشہور واقعہ ہے کہ رُوم کا اِیْلچی آپ کے بارے میں دریافت کرتا ہوا جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ زمین پر آرام فرما رہے تھے۔ وہ یہ دیکھ کر حَیْران وشَشْدر رہ گیا کہ مسلمانوں کا امیر کتنے سکون سے زمین پر آرام فرما ہے حالانکہ اس کے رُعْب اور جلال سے قَیْصر وکِسریٰ کانپتے ہیں۔ [1]

(6)......فاروقِ اعظم کے کام کرنے کا مبارک انداز:

بسا اوقات حکمرانوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے بہت ہی کم کام کرتے ہیں اکثر حکم دے کر اپنے مَاتَحْتوں سے کام لینے کو ترجیح دیتے ہیں لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتِ مُبارَکہ میں ایسی کوئی عادت نہ تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں ہاتھوں سے بَیَک وَقت کام کرنے میں مَہَارَت رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا سَلَمہ بِنْ اَکْوَع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**كَانَ عُمَرُ رَجُلًا اَعْسَرَ يَعْنِي يَعْتَمِدُ بِيَدَيْهِ جَمِيْعاً**'' یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اچھی طرح کام کرنے والے تھے۔ [2]

---

1 ......تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۶۹، تفسیر کبیر، پ ۱۵، الکھف، تحت الآیۃ: ۹، ج ۷، ص ۴۳۳۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۳۔

(7)......فاروقِ اعظم کے سفر کرنے کا مبارک انداز:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے حَضَر یعنی سَفَر کے عِلاوہ زندگی میں نہایت ہی سادگی اختیار فرماتے تھے بِعَیْنِہٖ سَفَر میں بھی آپ کی یہی عادت مبارکہ تھی، نہ تو آپ اپنے ساتھ کوئی خَیْمَہ وغیرہ لیتے اور نہ ہی کوئی سَائِبَان، جہاں قِیام کرنا ہوتا تو کہیں زمین پر کپڑا بچھا کر اسی پر لیٹ جاتے اور کبھی تو دَرَخْت پر چادر ڈال کر اس کے سائے میں آرام فرماتے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عَامِر بِنْ رَبِیْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ حج ادا کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سَفَر میں جہاں کہیں پَڑاؤ کیا نہ تو وہاں خَیْمَہ لگایا اور نہ ہی سَائِبَان، بس درخت پر چادر اور چمڑے کا بڑا ٹکڑا ڈال دیتے اور اس کے سائے میں بیٹھ جاتے۔[1]

(8)......فاروقِ اعظم کے لباس کا مدنی انداز:

امیر المؤمنین ہونے کے باوجود آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی شاہانہ لِبَاس کو ترجیح نہ دی ہمیشہ سادہ لِبَاس ہی پہنا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صرف ایک جُبَّہ پہنا کرتے تھے اور اس میں بھی جگہ جگہ پَیْوَنْد لگے ہوئے تھے، کہیں کہیں اس میں چمڑے کا بھی پَیْوَنْد لگا ہوتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قمیص پر تین پیوند جبکہ تہبند پر بارہ پَیْوَنْد لگے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بَیْتُ الْمُقَدَّس تشریف لے گئے تو آپ کے لِبَاس پر چودہ پَیْوَنْد لگے ہوئے تھے۔[2]

(9)......فاروقِ اعظم کی مُسکُراہٹ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان حُکمرانوں کے سردار تھے جن پر فِکْرِ آخِرت ہی غَالِب رہتی تھی، فِکْرِ آخِرت کے سبب انہیں کبھی کوئی ایسا موقع ہی نہ ملتا تھا کہ وہ کھلکھلا کر ہنستے۔ عَہدِ رِسالت میں جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے تو بسا اوقات رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مُسکُراہٹوں کا تَبَادَلَہ ہو جاتا تھا۔

---

1 ......تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲٦۹۔

2 ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مبارک مدنی لباس کی تفصیل کے لیے ''فیضانِ فاروقِ اعظم'' جلد دوم، باب فاروقِ اعظم بحیثیت خلیفہ، ص ۸۹ کا مطالعہ فرمایئے۔

کیونکہ ان کی خوشی محبوب کی خوشی میں تھی، جب یہ دیکھتے کہ آج محبوب خوش ہیں تو یہ بھی خوش ہوجاتے۔ البتہ آپ کے عہدِ خلافت کی کوئی ایسی واضح رِوایت نہیں ملتی کہ جس میں آپ کے ہنسنے کا تذکرہ ہو البتہ علمائے کرام نے اس بات کو ضرور بیان فرمایا ہے کہ آپ بہت ہی کم ہنستے تھے۔ چنانچہ علامہ اِبْنِ جَوْزِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**کَانَ قَلِیْلَ الضِّحْکِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت ہی کم ہنسنے والے تھے۔''[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زمانۂ جاہلیت کی زندگی
فاروقِ اعظم کا بچپن

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بَچْپَن نہایت ہی تکلیفوں میں گزرا آپ کا والد طَبِیْعَت کے اعتبار سے بہت سخت اور اپنے کُفرِیہ مَذْہَب کے معاملے میں بہت شِدَّت رکھتا تھا۔ اور خُصُوصاً تعلیم وتَرْبِیَّت سے تو اسے بہت شدید نفرت تھی اور یہ صرف اسی کی خَاصِیَّت نہیں تھی بلکہ پورے عَرَب میں ہی پڑھنے پڑھانے کو بہت معیوب سمجھا جاتا تھا، اور اپنی اسی جاہلیت کی وجہ سے پورا عَرَب کُفْر کی عَمِیْق تارِیکیوں کے ساتھ ساتھ اَخلاقِ رَذِیلہ کی پَسْتِیوں میں گزر رہا تھا۔

فاروقِ اعظم بچپن میں اُونٹ چَرایا کرتے تھے:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گُزَر بَسَر کے لیے اپنے والد کے اونٹ چَرایا کرتے تھے۔ اور جب کچھ بڑے ہوئے تو والِد کے اُونٹوں کے ساتھ ساتھ قَبِیلَہ بَنِی مَخْزُوم کے اُونٹ بھی چَرایا کرتے۔ واضح رہے کہ عَرَب میں اُونٹوں یا بکریوں کو چَرانا کوئی مَعْیُوب عمل نہیں تھا بلکہ یہ اُن کا قومی شِعَار تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جس مَیدان میں اُونٹ چَرایا کرتے تھے اس کا نام ''**ضَجْنَان**'' تھا جو مکہ مکرمہ سے تقریباً پندرہ میل دُور ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی حیاتِ طَیِّبَہ کا آخری حج ادا کرکے اسی مقام سے گزرے تو آپ کو اپنا بچپن یاد آ گیا اور ارشاد فرمایا: ''**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یُعْطِیْ مَنْ یَّشَاءُ مَا یَشَاءُ لَقَدْ کُنْتُ بِھٰذَا الْوَادِیْ یَعْنِیْ ضَجْنَانَ اَرْعٰی اِبِلًا لِلْخَطَّابِ وَکَانَ فَظًّا غَلِیْظًا یُتْعِبُنِیْ**

[1] ...... مناقب امیر المؤمنین لابن الجوزی، الباب الثالث، ص ۱۴۔

اِذَا عَمِلْتُ وَیَضْرِبُنِیْ اِذَا قَصَّرْتُ وَقَدْ اَصْبَحْتُ وَاَمْسَیْتُ وَلَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اللّٰہِ اَحَدٌ اَخْشَاہُ یعنی تمام تعریفیں اس رب عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ جسے چاہتا ہے جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، ایک وہ زمانہ تھا کہ میں اسی وادی ضجنان میں اپنے والد خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ بہت سخت طبیعت کا مالک تھا، مجھ سے کام کرواکر تھکا دیتا، جب میں کوئی کوتاہی کرتا تو مجھے مارتا، میرے صبح وشام یوں ہی گزرتے اور آج (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے) وہ دن ہے کہ میرے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مابین کوئی ایسا شخص نہیں جس کا مجھے خوف ہو۔"(1)

فاروقِ اعظم کی جوانی

دورِ جاہلیت میں فاروقِ اعظم کی صفات:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے شَباب (جوانی) کا جب آغاز ہوا تو اُن اُمور کی طرف توَجُّہ کی جو شُرَفائے عَرَب کا مَعمول تھے، عَرَب میں اُس وقت جن چیزوں کی تعلیم وتربِیَّت دی جاتی تھی اور جو اُمورِ شَرافت کے لیے لازِم خیال کیے جاتے تھے اُن میں نَسَب دانی، سِپہ گَری، پہلوانی اور خِطَابَت جیسی صِفَات سَرفہرِست تھیں۔ دورِ جاہِلیت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی ذات میں یہ تمام صِفَات پیدا کرلیں تھیں جن کا اُس وقت شُرَفائے قُرَیش ورُؤَسائے قُرَیش میں پایا جانا ضروری تھا، بعض صِفَات تو آپ کو وِرثے میں ملی تھیں، جبکہ بعض آپ نے خود ہی کوشش کرکے اپنے اندر پیدا کرلیں تھیں۔ زمانۂ جاہِلیت میں آپ کی ذات میں پائی جانے والی چند صِفات کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے:

(1)......فاروقِ اعظم اور لکھنے پڑھنے کی صِفت:

جوانی میں قدم رکھتے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اس بات کی طرف توَجُّہ کی کہ لکھنا پڑھنا سیکھنا چاہیے لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زمانہ جاہِلیت میں ہی لکھنا پڑھنا جانتے تھے اس بات کا اندازہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایمان لانے والے واقعے سے بھی لگایا جاسکتا ہے جب آپ کی سگی بہن حضرت سیدتنا اُمِّ جمیل فَاطِمہ بنتِ خَطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قرآنی صحیفہ دیا جس میں سورہ طٰہٰ کی آیات وغیرہ لکھی تھیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بغیر کسی کی مدد کے اسے رَوانی سے پڑھنا شروع کردیا اور قرآنی

---

(1)......الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ٣، ص ٢٤٣، معجم البلدان، باب الضاد والجیم، ج ٣، ص ٢٢٥۔

آیات کی مِٹھاس آپ کے رَگ وپے میں فوراً سَرایت کرگئی، جو آپ کے قبولِ اِسلام کا باعِث بنی۔ (1)

کُفّارِ قُرَیش میں اِمتیازی خُصُوصِیَّت:

مُؤرِّخِین وسِیرَت نِگاروں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لکھنے پڑھنے کو ایک اِمتیازی خُصُوصِیَّت کے طور پر بیان کیا ہے اس کی دو بُنیادی وُجُوہات ہیں ایک تو یہ کہ جس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لکھنا پڑھنا سیکھا اس وقت لکھنے پڑھنے کو بہت مَعْیُوب سمجھا جاتا تھا۔ دوسرا یہ کہ قُرَیش میں جب اِسلام داخل ہوا اس وقت قَرَشی قبائل میں صِرف سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے ان ہی میں سے ایک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے۔ (2)

(2)......فاروقِ اعظم اور عِبْرانی زبان کا عِلم:

حضرت سیِّدُنا جابِر بِنْ **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سیِّد عالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کی: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ تورات کا نسخہ ہے۔'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا تو آپ نے اُسے پڑھنا شروع کیا۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چِہرۂ مُبارَکہ کا رنگ مُتَغَیِّر ہونا شروع ہوگیا، آپ کو اس کیفیت کا معلوم نہ تھا، جب سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے توَجُّہ مَبْذُول کروائی تو آپ ڈر گئے اور بارگاہِ رِسالت میں عرض کرنے لگے: ''میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غَضَب سے ربّ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں، ہم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔'' (3)

مذکورہ بالا رِوَایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عربی کے ساتھ ساتھ عِبْرانی زبان بھی جانتے تھے۔

(3)......فاروقِ اعظم اور سَفارت کاری کے فرائض:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے دَست وبازُو پر بڑا اِعْتِمَاد رکھتے تھے، کیونکہ آپ سَرْدارانِ قُرَیش میں سے تھے، دورِ

---

1 ......تاریخ الخلفاء، ص٨٨۔

2 ......فتوح البلدان، ج٣، ٥٨٠، الرقم: ١١٠٤۔

3 ......دارمي، باب ما يتقي من تفسير---إلخ، ج١، ص١٢٦، حديث: ٤٣٥۔

جاہلیت میں قریش کی طرف سے شہنشاہی درباروں، یا کسی بھی قسم کے دیگر قبائل سے جنگی معاملات نمٹانے کے لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سفیر کا فریضہ سرانجام دیتے تھے، اور جب قریش کا کسی دوسری قوم سے تنازع کھڑا ہوتا تو آپ ہی اپنی قوم کی نمائندگی کرتے۔[1]

(4)......فاروقِ اعظم اور مُختَلِف قَبَائِل کی نَسَب دانی:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، آپ کے والد اور دادا تینوں بہت بڑے ماہر انساب تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خاندان میں سفارت کاری اور فیصلۂ مُنافَرت دونوں مَورُوثی اُمور تھے اور اِن دونوں کی انجام دہی کے لیے یقیناً اَنساب کا جاننا نہایت ضروری تھا۔ نسب دانی آپ نے اپنے والد سے سیکھی، یہی وجہ ہے کہ جب نسب سے متعلق گفتگو فرماتے تو اپنے والد کا حوالہ دیا کرتے تھے۔[2]

(5)......فاروقِ اعظم کی پَہلوَانی اور کُشتی کے فَن میں مَہارَت:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پَہلوَانی اور کُشتی کے فَن میں بھی کمال حاصل کیا، ''عُکَاظ'' کے دَنگل میں مَعرِکے کی کُشتیاں لڑتے تھے، ''عُکَاظ''، جَبَلِ عَرَفَات کے پاس ایک مَقَام تھا جہاں ہر سال اِس غرض سے میلا لگتا تھا کہ عَرَب کے تمام اَہلِ فَن جمع ہو کر اپنے کَمَالَات کے جَوہَر دِکھلاتے تھے، اِس لیے اِس میلے میں صرف وہی لوگ پیش پیش ہوتے تھے جو کسی نہ کسی فَن میں کمال رکھتے تھے۔ جَلِیْلُ الْقَدر صحابی ثَنَا خَوَانِ بارگاہِ رِسالت حضرت سیِّدُنا حَسَّان بِن ثَابِت، حضرت سیِّدُنا قَس بِن سَاعِدہ، سَیِّدَتُنَا خَنسَاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم جیسے شُعَراء کی شُہرَت کا بَاعِث بھی یہی میلا تھا۔[3]

حضرت سیِّدُنا اَبُو التَّیَّاح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُنا حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مَجْلِس میں اس بات کو بیان کیا کہ ان کی ملاقات ایک چَرْوَاہے سے ہوئی تو انہوں نے اس سے فرمایا: ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ جو شخص دونوں ہاتھوں سے کام کیا کرتا تھا یعنی عمر اس نے اسلام قبول کر لیا ہے؟'' چَرْوَاہے نے کہا: ''کیا تم اس شخص کی بات کر رہے ہو جو عُکَاظ کے میلے

---

1 ......اسد الغابة، عمر بن الخطاب، ج ٤، ص ١٥٧۔

2 ......البیان والتبیین، باب أسجاع، ج ١، ص ٣٠٤۔

3 ......تاریخ مدینه منورة، ج ١، ص ٢٩١، ٢٩٤ ماخوذا۔

میں کُشتی لڑا کرتا تھا؟'' فرمایا: ''جی ہاں! میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔''[1]

(6)......فاروقِ اعظم اورفَنِّ شَہسُوارِی:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شَہسُوارِی میں مَہارت بھی ایک مُسَلَّمہ صِفَت ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہسواری میں مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت علامہ ابنِ حجر عَسْقَلانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یَثِبُ عَلَى فَرَسِهٖ فَكَاَنَّمَا خُلِقَ عَلَى ظَهْرِهٖ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گھوڑے پر اُچھل کر سوار ہوتے تو ایسا لگتا تھا کہ آپ پیدا ہی گھوڑے کی پیٹھ پر ہوئے ہیں۔''[2]

(7)......فاروقِ اعظم اورفَنِّ شَاعِرِی:

جس طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پہلوانی اور شَہسُوارِی میں مہارت رکھتے تھے اسی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شَاعِرِی کا بھی بہت ہی عُمدہ ذَوق رکھتے تھے۔ ''عُکَاظ'' اور دیگر مقامات پر بڑے بڑے شُعَراء کے کلام سَماعَت فرماتے، جو اَشْعَار پَسند آتے انہیں اپنے ذِہن میں مَحْفُوظ کر لیتے، سینکڑوں اَشعَار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زبانی یاد تھے۔ اس وقت عَرَب کے بڑے بڑے شُعَراء جیسے سیِّدُ نا حَسَّان بِن ثَابِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، سَیِّدَتُنَا خَنْسَاء، سیِّدُ نا قَس بِن سَاعِدَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ سے بھی آپ کی شَاعِرِی کے حوالے سے بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُ نا زبرقان بن بدر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہجُو والے مُقدَّمے میں آپ نے سیِّدُ نا حَسَّان بن ثَابِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشاورت کی۔ ہو سکتا ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فنِّ شاعِرِی ''عُکَاظ'' کے میلے سے ہی حاصل کیا ہو کیونکہ قبولِ اسلام کے بعد خصوصاً خِلَافَت کے زمانے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسے مَصروف ہو گئے تھے کہ اس قسم کے مُعاملات سے دُور ہی رہتے تھے۔ البتہ بعض اوقات طبیعت کے مُوافِق کچھ شِعری کلام سن لیتے تھے۔ مزید تفصیل کے لیے ''فیضانِ فاروقِ اعظم'' جلد دوم، باب عہدِ فاروقی میں علمی سرگرمیاں، ص ۵۲۲ کا مطالعہ کیجئے۔

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۴۷۔

2 ......الاصابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۴۸۵، الرقم: ۵۷۵۲۔

(8)......فاروقِ اعظم اور فنِ تقریر وخطابت:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے بہترین خَطِیب ومُقرِّر بھی تھے۔اِسی وجہ سے قُریش کو جب کسی مُعاملے میں نَفرت دِلانی ہوتی یا کوئی فَخر وغیرہ کا مُعاملہ ہوتا تو بھی بطورِ مُقرِّر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو بھیجا جاتا۔آپ کے بہترین مُقرِّر وخَطِیب ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ قُریش نے آپ کو سَفارت کا مَنصَب دے دیا تھا اور یقیناً اس مَنصَب کا لائق صِرف وُہی شخص ہوسکتا ہے جو بات کرنے میں کَمالِ مَہارت رکھتا ہو نیز بہترین خَطِیب ہونے کے ساتھ ساتھ مُعَامَلَہ فَہمی پر بھی دَسترس رکھتا ہو اور آپ ان دونوں صِفات کے جَامع تھے۔[1]

فاروقِ اعظم کا کاروبار وذریعۂ معاش

فاروقِ اعظم تِجَارت کیا کرتے تھے:

زمانہ جَاہِلِیَّت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مُختَلِف فُنُون میں مَہارت حاصل کرنے کے بعد ذریعہ مَعاش کی طرف تَوَجُّہ فرمائی۔ پورے عَرَب میں زیادہ تر مَعاش کا ذریعہ تِجَارت تھا، اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی تِجَارت شروع کردی اور اس میں آپ نے اتنا نَفع کمایا کہ آپ کا شُمار مکۂ مکرمہ کے اَغنیاء یعنی مالداروں میں ہونے لگا۔رِوایات سے یہی مَعلوم ہوتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تِجَارت کو جاری رکھا یہاں تک کہ آپ خلیفہ بَن گئے اور بَعدِ خِلَافت بھی آپ تِجَارت کرتے رہے۔ چنانچہ اِمام اِبراہیم نَخَعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ''**کَانَ عُمَرُ یَتَّجِرُ وَھُوَ خَلِیفَۃٌ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ ہونے کے باوُجود تِجَارت کیا کرتے تھے۔''[2]

گرمیوں میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بغرضِ تِجَارت مُلکِ شام کا رُخ فرماتے اور سردیوں میں مُلکِ یَمَن کو اِختِیَار فرماتے۔اور غالباً انہیں تِجَارتی سَفروں کی وجہ سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات میں خُودداری، بُلَند حَوصَلہ، تَجرِبہ کاری، مُعَامَلَہ فَہمی، مَردُم شَناسی، فَہم وفِراست جیسے باکمال اَوصاف پیدا ہوگئے تھے۔

---

1 ......اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۵۷۔

2 ......انساب الاشراف، عمر بن الخطاب، ج ۱۰، ص ۳۱۵، تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۷۳۔

فاروقِ اعظم کے تِجارَتی سَفَر:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تجارتی اَسفار کا ذکر مُعتَبَر کُتُبِ سِیَر وتارِیخ میں بہت ہی کم مِلتا ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے، علامہ بَلاذُرِی نے ''اَنْسَابُ الْاَشْرَاف'' میں ملکِ شام کی طرف آپ کے فقط ایک تِجارَتی قافِلے کا ذکر کیا ہے۔ البتہ چند ایک قَرائِن ایسے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ تجارتی حوالے سے ملکِ شام وعِراق وغیرہ کے سَفَر کیا کرتے تھے۔ مثلاً: یہ بات مُسَلَّمہ ہے کہ آپ تِجارَت کیا کرتے تھے، اُس زمانے میں عموماً تاجر مُختَلِف علاقوں کی طرف تجارَتی سَفَر بھی کیا کرتے تھے لہٰذا آپ بھی تِجارَتی سَفَر کرتے ہوں گے۔ نیز مَنصَبِ خِلَافت سنبھالنے کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مُختَلِف مَفتُوحہ علاقوں کے نَقشے بنائے اور اُن کے مُختَلِف مَقامات کی نِشاندَہی کی جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ان شہروں سے واقِف تھے اس کا ایک سبب ان علاقوں میں تجارَتی سَفَر بھی ہو سکتے ہیں۔

فاروقِ اعظم اور کھالوں کا کام:

دعوتِ اِسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مَطبُوعہ ۸۶۸ صفحات پر مُشتَمِل کتاب ''اِصلاحِ اَعمال''[1] جلد اَوّل، صفحہ ۷۴۸ پر ہے: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھالوں کا کام کیا کرتے تھے۔''

فاروقِ اعظم اور زَراعَت:

بعض رِوَایات سے یہ بھی مَعلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زمینیں بھی بَٹائی پر دیا کرتے تھے جیسا کہ بُخارِیُ شَریف کی حدیثِ مُبارَکہ میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں سے اس پر مُزارَعَت فرماتے تھے کہ اگر حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی طرف سے بیج لائیں تو ان کے لیے نِصف پَیداوار ہو گی اور اگر وہ لوگ خُود بیج لائیں تو ان کے لیے اتنا ہی ہوگا۔[2]

کَسب کرنا اَنبیائے کِرام کی سُنّت ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رزقِ حلال کَمانا اَنبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سُنّتِ مُبارَکہ ہے۔ حُصُولِ رِزق

---

[1] ......''اصلاح اعمال'' علامہ عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی عربی کتاب ''اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّہ'' کا اردو ترجمہ ہے۔

[2] ......بخاری، کتاب الحرث والمزارعة، باب المزارعة بالشطر ونحوه، ج ۲، ص ۸۷، حدیث: ۲۳۲۷ ملتقطا، ارشاد الساری، کتاب الحرث و

کے لئے کوشش کی اَہَمِّیَّت کا اَندازہ اِس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضراتِ اَنْبِیَائے کِرام اور رُسُلِ عُظّام عَلَیْہِمُ السَّلَام بھی کسب یعنی حُصُولِ رِزق کے لئے کوشش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا آدم **صَفِیُّ اللّٰہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام گَنْدُم بوتے، اسے سَیراب کرتے، اس کی کَٹائی کرتے، اسے گاہتے، پھر اسے پِیستے، پھر اس کا آٹا گُوندھ کر روٹی تیار فرماتے۔ یوں آپ کھیتی باڑی کا کام کرتے۔ حضرت سیِّدُنا نُوح **نَجِیُّ اللّٰہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بَڑھئی کا کام کیا کرتے۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم **خَلِیْلُ اللّٰہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کپڑے بُن کر گُزَارا کرتے۔ حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زِرہیں بناتے۔ حضرت سیِّدُنا سُلَیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنا کر فروخت کیا کرتے تھے اور ہمارے آقا و مولیٰ رَسُولوں کے سَالار، بِاِذْنِ پَروَرْدگار دو عالَم کے مالِک و مُختار، شَہَنْشاہِ اَبْرار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی بَکْرِیاں چَرایا کرتے (اور تجارت کیا کرتے) تھے اور یہ تمام عالی رُتْبہ حضرات کَسْب کر کے ہی کھاتے تھے۔(1)

خُلَفَائے رَاشِدِین کے پیشے:

”حضراتِ اَنْبِیَائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح خُلَفَائے اَرْبَعہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن بھی کَسْب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کپڑوں کی تِجارت کرتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھالوں کا کام کرتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تاجِر تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خُورد و نوش کی اشیاء ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا کر فروخت کرتے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم مَزدُوری کیا کرتے تھے۔“(1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

المزارعة، باب المزارعة بالشطر ونحوه، ج۵، ص ۳۴۹، تحت الباب: ۸ ملتقطاً۔

1 ...... اصلاح اعمال، ج۱، ص۷۴۸۔

2 ...... اصلاح اعمال، ج۱، ص۷۴۸۔

دوسرا باب

خاندانِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وَالِدین کا تَعَارُف
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَزْوَاج (بِیْوِیاں)
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوْلَاد کا مُبَارَک تذکرہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹوں کا تَعَارُف، بیٹیوں کا تَعَارُف
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پوتے، پوتیاں اور نواسوں کا تَعَارُف
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائیوں کا تَعَارُف، بہنوں کا تَعَارُف
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چند غُلَاموں اور خادِمین کا تَعَارُف
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے رِشتہ داری
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَہل بیت سے رِشتہ داری
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فیضان پاک وہند میں، چند فاروقی بزرگوں کا تَعَارُف

خاندانِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کچھ عرصہ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ کسی شخص کی سیرت میں صرف اس کی ذات وصِفات یا وہ مُعاملات جن کا تعلق بِلاَ وَاسِطَہ اس کی ذات سے ہوتا صرف ان ہی کو بیان کیا جاتا اور اگر کسی کو اس شخصیت کے ایسے معاملات کے مُتَعَلِّق مَعلومات تلاش کرنا ہوتیں جن کا تَعَلُّق اس کی ذات سے بِالْوَاسِطَہ ہے تو وہ علیحدہ سے ان کی سیرت پر لکھی گئی کُتُب میں تلاش کرتا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جہاں مُطَالَعے اور تَلاشِ مَواد (Data Searching) میں دِلچسپی کم ہوتی گئی وہیں سیرت بیان کرنے کے انداز میں بھی تبدیلی آتی گئی۔ فی زمانہ کسی شخصیت کی سیرت کو بیان کرتے ہوئے اس کے خاندانی پَسِ مَنْظَر کو پیش نہ کیا جائے تو کچھ تِشنگی باقی رہ جاتی ہے۔ عموماً خاندان میں والِدَین، اَزواج، اَولاد، اولاد کی اولاد وغیرہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے لیکن ہم نے ان کے ذکر کے ساتھ ساتھ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خُدَّام کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کئی خُدَّام ایسے ہیں جن کی سیرت میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدنی تربیت بَطَرِیقِ احسن نکھر کر سامنے آتی ہے۔

فاروقِ اعظم کے والدین کا تعارف

فاروقِ اعظم کے والد خَطَّاب بن عَمْرو بن نُفَیْل:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا والد قُرَیْش کے رُؤساء میں سے تھا، قَبِیْلَہ عَدِی اور بنو عَبْدُ الشَّمس میں جَدِّی پُشْتی عداوت چلی آرہی تھی، عَبْدُ الشَّمس کا خاندان بڑا تھا اس لیے غَلَبَہ بھی انہیں کو حاصل رہتا تھا عَدِی کے تمام خاندان جن میں خطاب بن عَمْرو بھی شامل تھا مجبور ہو کر بنو سَہْم کے قبیلے میں پَناہ گُزِیں ہو گئے۔ عدی کا تمام خاندان مکہ مکرمہ میں مقام صفا میں رہتا تھا لیکن جب ان کے بَنُو سَہْم سے مَرَاسِم مَضْبُوط ہوئے تو انہوں نے اپنے تمام مکانات ان کے ہاتھ فروخت کر دیے لیکن خطاب بن عَمْرو کے کئی مکانات صَفا میں باقی رہے، اور ان ہی مَکانات میں سے ایک مکان امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وِرثے میں مِلا جس کا اَحادیثِ مُبارَکہ میں بھی ذکر ملتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا والِد بُت پَرَستی میں بڑا مُتَشَدِّد تھا، اِسلام کی دَولت سے مَحْرُوم رہا البتہ اس کے بھائی یعنی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سگے چچا حضرت سیِّدُنا زید بن عَمْرو بن نُفَیْل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

عَنْہ بہت ہی نیک پرہیزگار شخص تھے، آپ حضرت سیِّدُ نا سَعِید بِنْ زَید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والدِ گرامی ہیں جو اُن خوش نَصِیب صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں دنیا میں ہی بارگاہِ رِسالت سے جنَّت کی خُوشْخَبری سنادی گئی تھی۔ حضرت سیِّدُ نا زَید بنْ عَمْرو بنْ نُفَیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بِعْثَتِ نَبَوِی سے قبل ہی بُت پَرَسْتی کو ترک فرمادیا تھا اور سَچّے پَکّے مُوَحِّد بَن گئے تھے۔ دوعالَم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہی کے مُتَعَلِّق ارشادفرمایا کہ ''کل بَروزِ قِیامت یہ میرے اور عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کے درمیان ایک پوری اُمَّت کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے۔''(1)

فاروقِ اعظم کی والِدہ حَنْتَمہ بِنْتِ ہاشِم:

سیِّدنا فاروقِ اعظم کی والِدہ ماجدہ کا مکمل نام **حَنْتَمَہ** بِنْتِ ہاشِم بِن مُغِیْرہ بِن **عبد اللّٰہ** بن عُمَر مَخْزُوم ہے۔ آپ ابوجہل کی چچازاد بہن ہیں کیونکہ ہاشِم اور ہِشَام سگے بھائی ہیں اور ابوجہل اور حارِث ہِشَام کی اولاد ہیں، جب کہ ہاشِم **حَنْتَمَہ** کے والِد اور فاروقِ اعظم کے نانا ہیں۔ لہٰذا ابوجہل آپ کا سگا بھائی نہیں بلکہ آپ کے چچا یعنی ہِشَام کا بیٹا ہے۔ (2)

فاروقِ اعظم کی ازواج (بیویاں)

نکاح کرنا انبیاء کرام کی سُنَّت ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نکاح کرنا انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سُنَّتِ مُبارَکہ ہے، بعض صُورتوں میں نکاح کرنا واجِب، بعض میں سُنَّتِ مُؤَکَّدہ اور بعض میں مُسْتَحَب، نیز بعض صُورتوں میں مَمْنُوع بھی ہوتا ہے، جس کی تفصیل کُتُبِ فِقْہ میں موجود ہے، بہرحال کوئی بھی صورت ہو اگر نِکاح سے مَقْصُود حرام سے بچنا یا اِتِّبَاعِ سُنَّت وتعمیلِ حُکْم یا اَولاد حاصل ہونا ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر مَحْض لَذَّت یا قَضَائے شَہْوَت مَنْظُور ہو تو نِکَاح تو ہو جائے گا لیکن ثواب نہیں ملے گا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی کثیر نکاح فرمائے مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی حُسنِ نِیَّت کا اِہْتِمَام فرمایا جس کا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود تذکرہ فرمایا۔ چنانچہ،

---

1 ......فضائل الصحابۃ للنسائی، زید بن عمرو بن نفیل، ص ١٨، الرقم: ٨٤۔

2 ......اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ٤، ص ١٥٦، تہذیب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج ١، ص ٣٢٤۔

فاروقِ اعظم کی نِکاح میں حُسنِ نیّت:

(1) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ”مَااٰتِی النِّسَاءَ لِلشَّهْوَةِ وَلَوْلَا الْوَلَدُ مَابَالَیْتُ اِلَّا اَرَی اِمْرَاَةً بِعَیْنِیْ یعنی میں صِرف قضائے شَہوت کی نِیَّت سے اپنی اَزواج کے پاس نہیں جاتا، بلکہ میری نِیَّت اَولاد کا حُصُول ہے، اگر یہ مَقْصَد نہ ہوتا تو میری ایک ہی زوجہ ہوتی۔“[1]

(2) ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ”اِنِّیْ اُکْرِهُ نَفْسِیْ عَلَی الْجِمَاعِ رِجَاءً اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ نَسَمَةٍ تُسَبِّحُهُ وَتُذَکِّرُهُ یعنی میں خود کو جِماع کرنے پر اس لیے مَجْبُور کرتا ہوں کہ مُمکن ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے ایسی نیک صَالِح اَولاد عطا فرمائے جو اس کی تَسْبِیح کرے اور ہر وقت اس کی یاد میں مگن رہے۔“[2]

(3) حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ”کَانَ اَبِیْ اَبْیَضَ لَایَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ لِشَهْوَةٍ اِلَّا لِطَلَبِ الْوَلَدَ یعنی میرے والدِ گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سفید رنگ کے تھے اور آپ شَہوت کے لیے نکاح نہیں کرتے تھے بلکہ اولاد کے حُصول کے لیے نکاح کیا کرتے تھے۔“[3]

فاروقِ اعظم جلدی نکاح کو پسند فرماتے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلدی نکاح کرنے کو پسند فرماتے اور اس کی ترغیب دلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا زَید بن اَسلَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے رِوایت ہے کہ امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ”زَوِّجُوْا اَوْلَادَکُمْ اِذَا بَلَغُوْا وَلَا تَحْمِلُوْا آثَامَهُمْ یعنی جب تمہاری اولاد بالغ ہوجائے تو ان کا جلدی نکاح کر دو اور ان کے گناہوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر مَت اٹھاؤ۔“[4]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کل آٹھ ازواج اور دو باندیاں ہیں، ان سے پیدا ہونے والی اولاد کی تعداد چودہ ہے، جن میں دس بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں تفصیل درج ذیل ہے:

---

1 ......انساب الاشراف، عمر بن الخطاب، ج ۱۰، ص ۳۴۳۔

2 ......سنن کبری، کتاب النکاح، باب الرغبة فی النکاح، ج ۷، ص ۱۲۶، حدیث: ۱۳۴۶۰۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۴۷۔

4 ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الستون، ص ۱۹۹۔

(1)...... پہلا نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پہلا نکاح ''حضرت سیّدَتُنا زَینَب بِنْتِ مَظْعُون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا'' سے ہوا جو حضرت سیّدُ نا عُثمان بن مَظْعُون، حضرت سیّدُ نا عبد اللہ بن مَظْعُون اور حضرت سیّدُ نا ابو عَمرو قُدَامہ بن مَظْعُون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی سگی بہن ہیں۔ان کی کُنْیَت ''اُمّ عبد اللہ بن عمر'' ہے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے امیر المؤمنین حضرت سیّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی لاڈلی شہزادی اور تمام مسلمانوں کی ماں حضرت سیّدَتُنا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا، حضرت سیّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیّدُ نا عبد الرحمن اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے۔[1]

(2)...... دوسرا نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دوسرا نکاح حضرت سیّدَتُنا جَمِیْلَہ بِنْتِ ثَابِت بن اَقْلَح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہوا۔زمانہ جاہلیت میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کا نام ''عَاصِیَہ'' تھا حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبدیل فرما کر ''جَمِیْلَہ'' نام رکھ دیا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بَیْعَت ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ان سے صرف ایک بیٹے حضرت سیّدُ نا عَاصِم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے اسی وجہ سے حضرت جَمِیْلَہ بِنْتِ ثَابِت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ''اُمِّ عَاصِم'' بھی کہا جاتا ہے، جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی کُنْیَت ہے۔[2]

ایک اہم وضاحت:

بعض روایات میں یہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک بیٹی ''عَاصِیَہ بِنْتِ عُمَر'' تھیں جن کا نام رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبدیل فرمایا تھا۔علامہ ابنِ حَجَر عَسْقَلَانِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی

---

[1] ......الاصابۃ، کتاب النساء، حرف الزای المنقوطۃ، ج۸، ص ۱۶۳، الرقم: ۱۱۲۵۶، حرف العین المھملۃ، ج ۴، ص ۲۸۵، الرقم: ۵۱۸۹۔

[2] ......طبقات کبری، ومن النساء۔۔۔الخ، ج۸، ص ۲۶۰، الاستیعاب، کتاب النساء وکناھن، باب الجیم، ج ۴، ص ۳۶۵۔

الاصابۃ، کتاب النساء، حرف الجیم، ج۸، ص ۶۷، الرقم: ۱۰۹۸۹۔

نے ان کے مابین یوں مُطابَقَت فرمائی ہے کہ ہوسکتا ہے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ وبیٹی دونوں کا نام ''عَاصِیَہ'' ہو اور ان دونوں کے ناموں کو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبدیل فرما دیا ہو۔[1]

(3)......تیسرا نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تیسرا نکاح حضرت سیِّدَتُنَا فاطِمَۃُ الزَّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور مولا علی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی لاڈلی شہزادی حضرت سیِّدَتُنَا اُمِّ کُلْثُوم بِنتِ عَلی بنِ اَبی طَالِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہوا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مولا علی شیرِ خُدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو نکاح کا پیغام بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''**زَوِّجْنِیْ یَا اَبَا الْحَسَنْ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کُلُّ نَسَبٍ وَصِھْرٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا نَسَبِیْ وَصِھْرِیْ** یعنی اے علی! آپ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیجئے کیونکہ میں نے سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کل بروزِ قِیامَت ہر نَسَب اور رِشتہ مُنْقَطِع ہوجائے گا سوائے میرے نَسَب اور رِشتے کے۔'' (لہٰذا آپ مجھے اپنا رشتہ دار بنا لیجئے) تو مولا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے اپنی بیٹی سیِّدَتُنَا اُمِّ کُلْثُوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح آپ سے فرما دیا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کے حَقِ مَہر میں چالیس ہزار دِرہَم ادا کیے۔ ان سے ایک بیٹے حضرت سیِّدُنا زید اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ایک بیٹی حضرت سیِّدَتُنَا رُقَیَّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا پیدا ہوئیں۔ حضرت سیِّدُنا زید اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدَتُنَا رُقَیَّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا والد کی نِسبَت سے ''عُمَرِی'' یا ''فارُوقی'' ہیں۔[2]

(4)......چوتھا نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا چوتھا نکاح ''مُلَیکَہ بِنتِ جَرْوَل بِنْ خُزَاعِیَہ'' سے ہوا، کُنیت ''اُمِّ کُلْثُوم'' ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ زَوجہ مُشْرِکَہ تھی، اِسی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے غَزْوَۂ

---

1 ......الاصابۃ، جمیلۃ بنت عمر، ج۸، ص۵۷، الرقم: ۱۱۰۱۲۔

2 ......الاستیعاب، ام کلثوم بنت علی، ج۴، ص۵۰۹، تاریخ ابن عساکر، ج۱۹، ص۴۸۲، الاصابۃ، ام کلثوم بنت علی، ج۸، ص۴۶۴، الرقم: ۱۲۲۳۷۔

حُدَیْبِیَہ کے سال طلاق دے دی۔اس سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دو بیٹے حضرت سیِّدُ نا عبید اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا زید اَصْغَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے۔[1]

(5)......پانچواں نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پانچواں نکاح ''قُرَیْبَہ بِنْتِ اَبُواُمَیَّہ'' سے ہوا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ زوجہ مُشْرِکَہ تھی لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے طلاق دے دی۔سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے طلاق دینے کے بعد حضرت سیِّدُ نا اَمیر مُعَاوِیَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا اس وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایمان نہیں لائے تھے۔بعد میں صُلْحِ حُدَیْبِیَہ کے موقع پر یہی ''قُرَیْبَہ بِنْتِ اَبُواُمَیَّہ'' اسلام لے آئی تھیں۔[2]

ایک اہم وضاحت:

قُرَیْبَہ بِنْتِ اَبُواُمَیَّہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا اُمّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی بہن تھیں، اور فتحِ مکہ کے موقع پر یہ اسلام لے آئی تھیں۔بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ قُرَیْبَہ بِنْتِ اَبُواُمَیَّہ کا نکاح حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن ابی بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا اور ان سے حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عبد الرحمن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے۔حضرت علامہ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اِرشاد فرماتے ہیں: ''ہوسکتا ہے کہ اُمّ المومنین حضرت سیِّدَتُنَا اُمّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو بہنیں ہوں اور دونوں کا ہی نام ''قُرَیْبَہ'' ہو۔ایک بہن پہلے ہی اسلام لے آئی تھیں اور یہی حضرت سیِّدَتُنَا اُمّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے نکاح کے وقت موجود تھیں اور انہی سے حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح فرمایا ہو جبکہ دوسری بہن بعد میں فتحِ مکہ کے موقع پر اِسلام لائی ہوں جن سے حضرت سیِّدُ نا امیرِ مُعَاوِیَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبولِ اِسلام سے قبل نکاح فرمایا تھا۔'' علامہ اِبْنِ حَجَر عَسْقَلَانِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی اس تَوْجِیْہ کی تائید حضرت علامہ اِبْنِ سَعْد رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اِس قول سے بھی ہوتی ہے جسے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی

---

1 ......الاصابۃ، ام کلثوم بنت علی، ج ۸، ص ۴۶۴، الرقم: ۱۲۲۳۴۔

2 ......بخاری، کتاب الشروط، الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اہل الحرب، ج ۲، ص ۲۲۷، حدیث: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

فتح الباری، کتاب الطلاق، باب نکاح من اسلم من المشرکات، ج ۱۰، ص ۳۵۸، تحت الحدیث: ۵۲۸۶۔

زوجہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''قُرَیْبَہ صُغْریٰ بنتِ اَبُواُمَیّہ اُمُّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہن اور حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ ہیں اور اُن سے **عبد اللّٰہ**، حَفْصَہ اور اُمِّ حَکِیْم پیدا ہوئے۔''(1)

فاروقِ اعظم کا اپنی دو ازواج کو طلاق دینے کا سبب:

صُلحِ حُدَیْبِیَّہ سے مُتَعَلِّقہ بخاری شریف کی ایک طویل حدیثِ مبارکہ میں مذکور ہے کہ جب سُورۂ مُمْتَحِنَہ کی یہ آیتِ مُبارَکہ نازل ہوئی تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی ان دونوں مُشرِکہ اَزواج کو طلاق دے دی: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۱۰ ﴾ (پ۲۸، الممتحنۃ: ۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کُفرِستان سے اپنے گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا اِمتحان کرلو اللّٰہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال اور ان کے کافر شوہروں کو دے دو جو ان کا خرچ ہوا اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کرلو جب ان کے مَہر انہیں دو اور کافِرنیوں کے نکاح پر جمے نہ رہو اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خَرچ کیا یہ اللّٰہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللّٰہ علم و حکمت والا ہے۔''(2)

---

1 ......فتح الباری، کتاب الطلاق، باب نکاح من اسلم من المشرکات، ج ۱۰، ص ۳۵۸، تحت الحدیث: ۵۲۸۷ ماخوذا۔
طبقات کبری، قریبۃ الصغری بنت ابی امیۃ، ج ۸، ص ۲۰۶ ماخوذا۔

2 ......بخاری، کتاب الشروط، الشروط فی الجھاد والمصالحۃ مع اھل الحرب، ج ۲، ص ۲۲۷، حدیث: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔
فتح الباری، کتاب البیوع الی السلم، باب الصلح، ج ۱، ص ۲۹۰۔

(6)......چھٹا نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا چھٹا نکاح حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ حَکِیْم بِنْتِ حَارِث بن ہِشَام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فتحِ مکہ کے موقع پر اِسلام لے آئی تھیں اور حضرت سیِّدُ نا عِکْرِمَہ بن ابی جہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زَوْجِیَّت میں تھیں۔ جب حضرت سیِّدُ نا عِکْرِمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عَہدِ صِدِّیقی میں جنگِ یَمامہ میں شَہادت نَصِیب ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی والِدہ کا نام ''حضرت سَیِّدَتُنَا فَاطِمَہ بِنْتِ وَلِید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا''[1] ہے اور آپ حضرت سیِّدُ نا خَالِد بِنْ وَلِید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بھانجی ہیں۔ ان سے ایک بیٹی فَاطِمَہ بِنْتِ عُمَر پیدا ہوئیں۔[2]

(7)......ساتواں نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ساتواں نکاح حضرت سَیِّدَتُنَا عَاتِکَہ بِنْتِ زَید بِنْ عَمْرو بِنْ نُفَیْل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہوا۔ بعض رِوایات میں آپ کا نام عَائِشَہ بھی آیا ہے۔ پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن ابو بکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں تھیں، ان کی شَہادت کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ سے نکاح فرمایا۔ ان سے ایک بیٹے حضرت سیِّدُ نا عِیَاض بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے۔[3]

(8)......آٹھواں نکاح اور اس سے اولاد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا آٹھواں نکاح حضرت سَیِّدَتُنَا سَعِیْدَہ بِنْتِ رَافِع بِن

---

[1] ......ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ حضرت سیدتنا فاطمہ بنت ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے سیدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نکاح فرمایا تھا، لیکن علامہ ابن حجر عسقلانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اور علامہ ابن اثیر جزری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے نزدیک یہ روایت درست نہیں۔ الاصابۃ، فاطمۃ بنت ولید، ج۸، ص۲۷۸، الرقم: ۱۱۶۱۴، اسد الغابۃ، فاطمۃ بنت ولید، ج۷، ص۲۵۱۔

[2] ......طبقات کبری، تسمیۃ النساء المسلمات۔۔۔الخ، ج۸، ص۲۰۵، البدایہ والنہایۃ، ج۵، ص۲۱۹۔

[3] ......طبقات کبری، تسمیۃ النساء المسلمات۔۔۔الخ، ج۸، ص۲۰۸۔
الاصابۃ، عاتکۃ بنت زید بن عمرو، ج۸، ص۲۲۸، الرقم: ۱۱۴۵۲۔

عُبَیْدُ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ہوا۔ان سے ایک بیٹے **عبد اللّٰہ** اصغر پیدا ہوئے۔[1]

(9)......حضرت سَیِّدَتُنَا فُکَیْہَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور ان سے اولاد:

حضرت سَیِّدَتُنَا فُکَیْہَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا یہ امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی باندی ہیں۔ ان سے ایک بیٹے حضرت سَیِّدُ نا عبد الرحمن اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ایک بیٹی حضرت سَیِّدَتُنَا زینب بِنْتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پیدا ہوئے۔[2]

(10)......حضرت سَیِّدَتُنَا لُہَیْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور ان سے اولاد:

حضرت سَیِّدَتُنَا لُہَیْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا یہ بھی امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی باندی تھیں۔ یہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا حَفصہ بِنْتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت پر معمور تھیں۔ ان سے ایک بیٹے حضرت سَیِّدُ نا عبد الرحمن بن عمر اَوْسَط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پیدا ہوئے اور ان ہی کی کُنْیَت ''اَبُوشَحْمَہ'' ہے۔[3] واضح رہے کہ اِسلام میں بیک وقت فقط چار نکاح ہی ہو سکتے ہیں۔

تذکرۂ اولادِ فاروقِ اعظم

اولاد کا تذکرہ فضیلت سے خالی نہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَولاد کا تذکرہ اگرچہ سیرت کے لوازمات میں سے نہیں، مگر جب کسی کا نسب بیان کیا جائے تو اولاد کی طرف ذہن مائل ہو ہی جاتا ہے اسی لیے اَولاد کا تذکرہ بھی فضیلت سے خالی نہیں۔ اولاد کا نیک ہونا بھی والدین کی سرفرازی، عزت وعظمت اور فخر کا باعث ہوتا ہے۔ حضرت سَیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ** یعنی جب کسی

---

1 ......معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ انہ اول من سمی امیر۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۷۷، الرقم: ۲۱۰۔

2 ......الاصابۃ، زینب بنت عمر۔۔۔الخ، ج ۸، ص ۱۶۷، الرقم: ۱۱۲۶۸۔

3 ......الاصابۃ، لہیعۃ، ج ۸، ص ۳۰۲، الرقم: ۱۱۷۰۸۔

شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو سوائے تین اعمال کے اس کے تمام اَعمال مُنْقَطِع کر دیے جاتے ہیں: (۱) صَدَقہ جارِیہ (۲) یا ایسا علم جس سے نَفع اٹھایا جاتا رہے (۳) یا وہ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔"[1]

فاروقِ اعظم کی اولاد کی خصوصیت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد کی ایک سب سے بڑی خُصُوصِیت یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ساری کی ساری اولاد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مسلمان تھی۔[2]

فاروقِ اعظم کے بیٹوں کا تعارف

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹوں کی کل تعداد دس ہے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۲) حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۳) حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۴) حضرت سیِّدُنا زید اَصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۵) حضرت سیِّدُنا عاصم بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۶) حضرت سیِّدُنا زید اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۷) حضرت سیِّدُنا عِیاض بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۸) حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۹) حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن اَوسط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (۱۰) حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(1)...... پہلے بیٹے، سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ۲ بِعْثَتِ نَبَوِی میں پیدا ہوئے اور اپنے والد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ہی بَچپن میں اِسلام قبول فرمایا، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا۔ تقریباً دس سال کی عمر میں ہجرت مدینہ بھی اپنے والدین ہی کے ساتھ کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ غزوۂ بدر و غزوۂ احد کے علاوہ تمام جنگوں میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک رہے۔ غزوۂ بدر میں تو آپ کا شریک نہ ہونا اِجماعی ہے کہ اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت چھوٹے تھے

---

1 ...... مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب۔۔۔الخ، ص ۸۸۶، حدیث: ۱۴۔

2 ...... ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۴۲۵۔

لہٰذا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو واپس بھیج دیا، البتہ غزوہ اُحُد کے بارے میں اِختِلاف ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عالِم باعَمَل، مُجتَہِد، عابِد وزاہِد، سُنّتوں کے پابَند، بِدعاتِ قَبِیحہ سے نفرت کرنے والے اورلوگوں کو وعظ ونصیحت فرمانے والے تھے۔ شَہَنْشَاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَجُلٌ صَالِحٌ یعنی عبد اللہ بن عمر نیک آدمی ہیں۔''[1]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت تک دنیا سے تشریف نہ لے گئے جب تک اپنے والد گرامی کی حیاتِ طیبہ کا مظہر نہ بن گئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خُلَفاءِ راشِدِین سمیت کم وبیش تیس ۳۰ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک ہزار چھ سو تیس احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نَس نَس میں بَسی ہوئی تھی، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشق کو علامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: ''کَانَ شَدِیْدَ الْاِتِّبَاعِ لِاٰثَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اَنَّہٗ یَنْزِلُ مَنَازِلَہٗ وَیُصَلِّیْ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ صَلّٰی فِیْہِ وَیُبْرِکُ نَاقَتَہٗ فِیْ مُبْرَکِ نَاقَتِہٖ یعنی حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتّباع کے شیدائی تھے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہاں تشریف فرما ہوئے یہ بھی وہیں بیٹھتے، جہاں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز ادا فرمائی یہ بھی وہیں نماز ادا فرماتے، جہاں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اونٹنی بٹھائی یہ بھی وہیں اپنی اونٹنی بٹھاتے۔''[2]

گویا جس چیز کی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نِسبت ہوجاتی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کی بے حد تعظیم وتوقیر فرماتے۔ علامہ نَوَوِی مزید فرماتے ہیں: ''وَنَقَلُوْا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ تَحْتَ شَجَرَۃٍ فَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَتَعَاھَدُھَا بِالْمَاءِ لِئَلَّا تَیْبَسَ یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ ایک بار نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک درخت کے نیچے تشریف فرما

[1]...... بخاری، کتاب التعبیر، باب الاستبرق ودخول۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۴۱۴، الحدیث: ۷۰۱۶۔

[2]...... تھذیب الاسماء، حرف العین المھملۃ، ج ۱، ص ۲۶۳۔

ہوئے تو بعد میں حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کو پانی لگا دیا کرتے تھے تاکہ وہ مُبارک درخت کہیں خُشک نہ ہو جائے۔'' اپنے والدِ گرامی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طَیِّبہ سب سے زیادہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیان کی ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تقریباً تہتر ۷۳ ہجری میں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (1)

عبد اللّٰہ بن عمر فاروقِ اعظم کے تربیت یافتہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! والدین کے اوصاف کا اثر ان کی اولاد میں بھی ہوتا ہے، جبکہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو وہ تھے جن کی مدنی تربیت امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود فرمایا کرتے تھے، حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ عشقِ رسول اور سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آثارِ مُقَدَّسہ کی تَعْظِیْم وتَوقِیْر اپنے والدِ گرامی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہی ملی تھی۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود ان کے لیے دَرازیٔ عمر کی خواہش فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا خالِد بن سَعِید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**مَا مِنْ اَھْلٍ وَلَا وَلَدٍ وَلَا مَالٍ اِلَّا وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقُوْلَ عَلَیْہِ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اِلَّا عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ اُحِبُّ اَنْ یَّبْقَی فِی النَّاسِ بَعْدِیْ** یعنی میرے گھر والوں، اولاد اور مال میں ہر کوئی ایسا ہے کہ میں اس پر **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** کہنا پسند کروں گا (یعنی چاہے وہ زندہ رہے یا نہ رہے) مگر **عبد اللّٰہ** بن عمر کے بارے میں میں یہ پسند کروں گا کہ وہ میرے بعد بھی زندہ رہیں۔''(2)

(2)......دوسرے بیٹے، سیِّدُنا عبد الرحمن اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عمر بن خطاب قَرَشی عَدَوِی ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شَرَفِ صَحابِیَّت پر فائز ہیں، علامہ شَرَفُ الدِّین نَوَوِی، علامہ اِبنِ عَبْدُ البر، علامہ اَبُو نُعَیم اِصْبَہَانی وغیرہ اَکابِر اَئِمَّۂ کِرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے آپ کو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں شُمار کیا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر،

---

1 ......الاصابۃ، عبد اللّٰہ بن عمر، ج ۴، ص ۱۶۱، الرقم: ۴۸۵۲، تہذیب الاسماء، عبد اللّٰہ بن عمر، ج ۱، ص ۲۶۲۔

2 ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب السادس والاربعون، ص ۱۴۱۔

اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سگے بھائی ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ کا نام حضرت سَیِّدَتُنَا زَیْنَبْ بِنْتِ مَظْعُوْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صُحبت پائی مگر آپ سے کوئی حدیث روایت نہ کی۔[1]

(3)......تیسرے بیٹے، سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام عُبَیْدُ اللہ بِن عمر بن خطَّاب بِن نُفَیْل قُرَشی ہے۔ زَمانۂ نَبَوِی میں ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وِلادت ہوئی البتہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تاجدارِ رِسالت، شَہَنْشاہِ نَبُوَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کوئی حدیث رِوایت نہ کی، اپنے والدِ گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ و امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ اَجِلَّہ اَکابِر صَحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے اَحادِیثِ مُبارَکہ سُنی۔ بہت طَوِیل قَد و قامت مالک تھے، قریش کے بَہادُر اور صاحِبِ فِراسَت لوگوں میں آپ کا شُمار ہوتا تھا۔ سیِّدُنا اَمِیرِ مُعاوِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ جنگِ صِفِّیْن میں شرکت کی اور وہیں آپ کی شہادت ہوئی۔[2]

(4)......چوتھے بیٹے، سیِّدُنا زَید اَصغَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام زَید بِن عمر بن خطَّاب قُرَشی عَدَوِی ہے۔[3] آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والِدہ کا نام اُمِّ کُلْثُوم مُلَیْکَہ بِنْتِ جَرْوَل ہے۔ یہ مُشْرِکہ تھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے صُلحِ حُدَیْبِیَہ کے سال طلاق دے دی تھی اور اس وقت حضرت سیِّدُنا زید بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولادت ہوچکی تھی، اس سے

---

[1]......تھذیب الاسماء، عبد الرحمن بن عمر، ج ۱، ص ۲۸۰۔

[2]......اسد الغابۃ، عبید اللہ بن عمر، ج ۳، ص ۵۴۵۔

الاستیعاب، عبید اللہ بن عمر۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۱۳۲۔

[3]......حضرت سیِّدُنا عبید اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وحضرت سیِّدُنا زید اصغر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں کی والدہ کا نام "ملیکہ بنت جرول خزاعیہ" ہے۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۴۲۵) علامہ ابن قتیبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فقط حضرت سیِّدُنا عبید اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو "ملیکہ بنت جزول خزاعیہ" کا بیٹا قرار دیا ہے۔ (المعارف، ص ۷۹) جبکہ علامہ ابن حجر عسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بھائی قرار دیا ہے۔ (الاصابۃ، ج ۲، ص ۵۱۹، الرقم: ۲۹۶۶)

یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وِلادت عہدِ رسالت ہی میں ہوئی تھی۔ [1]

(5)......پانچویں بیٹے، سیِّدُنا عاصم بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پورا نام عاصم بِن عمر بن خَطاب عَدَوِی قُرَشی ہے۔ **سیِّد عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصالِ ظاہری سے دو سال قبل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وِلادت ہوئی۔ آپ کی کنیت **ابوعمر** ہے، بہت طویل قدوقامت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عالِم، فاضِل ونہایت ہی مُتَّقِی پرہیزگار تھے۔ بہترین شاعر بھی تھے، کہا جاتا ہے کہ نفیس کلام کرنے کا جیسا ملکہ آپ کو حاصل تھا ویسا کسی اور کو نہ تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بھائی حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قبل ستر سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ [2]

آپ کی پرہیزگار زوجہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی بہو کیسے بنیں؟

حضرت سیِّدُنا اسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر رات کے وقت رَعایا کی خبرگیری وحاجت رَوائی کے لیے مدینہ مُنورہ کا دورہ فرمایا کرتے تھے کہ کہیں کوئی مُصیبت زدہ یا مَظْلُوم مَدَد کا مُنْتَظِر تو نہیں، یا کسی کی کوئی حاجت ہو تو اسے پورا فرمائیں۔ حضرت سیِّدُنا اسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں بھی اس مدنی دَورے میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چلتے چلتے اچانک ایک گھر کے پاس رک گئے، اندر سے ایک خاتون کی آواز آرہی تھی: ''بیٹی دودھ میں پانی ملادو۔'' بیٹی بولی: ''امی جان! کیا آپ کو مَعلوم نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دودھ میں پانی ملانے سے منع فرمایا ہے۔'' ماں نے یہ سن کر کہا: ''بیٹی! اس وقت تمہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو نہیں دیکھ رہے، انہیں کیا مَعلوم کہ تم نے دودھ میں پانی ملایا ہے یا نہیں، جاؤ اور دودھ میں پانی ملادو۔'' یہ سن کر اس کی بیٹی خوفِ خُدا سے بھرپُور جواب دیتے ہوئے یوں گویا ہوئی: ''اے ماں! ربّ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتی کہ امیر المؤمنین کے سامنے تو ان کی فَرمانبرداری کروں اور ان کی غیر موجودگی میں ان کی نافرمانی کروں۔ اس وقت اگرچہ مجھے

---

[1]......الاصابۃ، زیدبن عمر، ج ۲، ص ۵۱۹، الرقم: ۲۹۶۶۔

[2]......اسد الغابۃ، عاصم بن عمر، ج ۳، ص ۱۱۱۔

امیر المؤمنین نہیں دیکھ رہے لیکن میرا رب عَزَّوَجَلَّ تو مجھے دیکھ رہا ہے، میں ہرگز دودھ میں پانی نہیں ملاؤں گی۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ماں بیٹی کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن رہے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے اسلم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ)! اس گھر کو اچھی طرح پہچان لو۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ساری رات اسی طرح گلیوں میں دَورہ کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''اے اسلم (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ)! اس گھر کی طرف جاؤ اور تمام مَعلومات لے کر آؤ کہ وہ گھر کس کا ہے اور وہاں کون کون رہتا ہے؟'' حضرت سیِّدُنا اسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں اس گھر کی طرف گیا اور ان کے بارے میں مَعلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گھر میں ایک بیوہ عورت اور اس کی غیر شادی شدہ بیٹی رہتی ہے۔ میں امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری تفصیل آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گوش گزار کردی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میرے تمام بیٹوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' میں گیا اور سب کو بلا لایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شادی کرنا چاہتا ہے؟'' حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''ہم تو شادی شدہ ہیں۔'' حضرت سیِّدُنا عاصِم بن عُمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''ابا جان! میں غیر شادی شدہ ہوں۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس لڑکی کے گھر شادِی کا پیغام بھجوایا جو بخوشی قبول کرلیا گیا۔ اس طرح حضرت سیِّدُنا عاصِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شادِی اس نیک پرہیزگار لڑکی سے ہوگئی۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے ان کے ہاں ایک بیٹی اُمِّ عاصِم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا پیدا ہوئیں جس سے ''عُمَرِ ثَانِی'' حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت ہوئی۔[1]

سیِّدُنا عُمَر بِن عَبدُالعزیز سیرتِ فاروقی کے مَظْہَر:

حضرت سیِّدُنا عمر بن عَبْدُ الْعَزِیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پرپوتے اور مُسلمانوں کے خلیفہ بھی تھے۔ بچپن میں گھوڑے کی کارِی ضَرب لگانے کے سبب آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی پیشانی پر زخم کا نشان تھا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی حیاتِ طَیِّبہ ہی میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اسی

---

1 ...... عمر بن عبد العزیز، ص ١٠۔

زخم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کی پیدائش کا ذکر ان الفاظ میں فرمادیا تھا کہ ''**مِنْ وُلْدِیْ رَجُلٌ بِوَجْهِهٖ شَجَّةٌ یَمْلَاُ الْاَرْضَ عَدْلًا** یعنی میری اولاد میں سے ایک ایسا شخص ہوگا جس کے چہرے پر زخم کا نشان ہوگا اور وہ روئے زمین کو عَدل واِنْصاف سے معمور کردے گا۔'' ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**لَیْتَ شِعْرِیْ! مَنْ ذَوِالشَّیْنَ مِنْ وُلْدِی الَّذِیْ یَمْلَؤُهَا عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا** یعنی کاش! میں اپنی اولاد میں سے چہرے پر زخم رکھنے والے بیٹے کا زمانہ پاتا جو اپنے زمانے میں زمین کو ایسے ہی عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے زمین ظُلم وسِتَم سے لَبریز ہوگی۔'' حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**اِنَّا كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَا یَنْقَضِیْ حَتّٰی یَلِیَ هٰذِهِ الْاُمَّةَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ عُمَرَ یَسِیْرُ فِیْهَا بِسِیْرَةِ عُمَرَ** یعنی ہم آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک آلِ عمر میں ایک ایسا شخص تشریف نہ لے آئے جو اپنے جدِّ اَمجد سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سیرت وکردار کے مُطابِق اَعمال سَر اَنجام دے۔''[1]

(6)......چھٹے بیٹے، سیِّدُنا زید اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام زَید بن عمر بن خَطاب قُرَشی عَدَوِی ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والِدہ ماجِدہ کا نام حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ کُلْثُوم بِنتِ علی بنِ ابی طَالِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جَلِیْلُ الْقَدْر تابعی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حَیاتِ طَیِّبہ کے آخری اَیّام میں پیدا ہوئے۔ حضرت سیِّدُنا اَمیرِ مُعاوِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بالکل جوان تھے اس وقت مدینہ مُنوَّرہ کے والی حضرت سیِّدُنا سعید بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کی والدہ دونوں کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد کے خادم حضرت سیِّدُنا خالد بن اسلم سے قتلِ خطا کے سبب آپ شہید ہوئے آپ کی والدہ آپ کی شَہادت کا صَدمہ نہ سہہ سکیں اور وہ بھی انتقال فرماگئیں۔

---

[1]......طبقات کبری، عمر بن عبد العزیز، ج۵، ص ۲۵۴، تاریخ الخلفاء، ص ۱۸۳۔

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی سیرتِ طیبہ کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۵۹۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز کی ۴۲۵ حکایات'' کا مطالعہ کیجئے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نمازِ جنازہ آپ کے عَلَّاتی (باپ شریک) بھائی جَلِیْلُ الْقَدْر صحابی حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ادا کی اور آپ کے جَنازے میں آپ کے ماموں سیِّدُ نا اِمامِ حَسَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شریک تھے۔[1]

(7)......ساتویں بیٹے، سیِّدُ نا عِیَاض بِن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام عِیَاض بِنْ عُمَر بِنْ خَطَّاب قُرَشی عَدَوِی ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والِدہ ماجِدہ کا نام حضرت سیِّدَتُنا عَاتِکہ بِنْتِ زَید بن عَمرو بِن نُفَیْل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہے جو کہ حضرت سیِّدُ نا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہن ہیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تَفْصِیلی حالات کُتُب میں مذکور نہیں ہیں۔

(8)......آٹھویں بیٹے، سیِّدُ نا عبد اللہ اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام عبد اللہ اَصْغَر بِنْ عُمَر بِنْ خَطَّاب قُرَشی عَدَوِی ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ والِدہ ماجِدہ کا نام حضرت سیِّدَتُنا سَعِیْدَہ بِنْتِ رَافِع بِنْ عُبَیْدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہے جو قَبِیْلَہ بَنِی عَمرو بِنْ عَوف سے تَعَلُّق رکھتی تھیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تفصیلی حالات بھی کُتُب میں مذکور نہیں ہیں۔

(9)......نویں بیٹے، سیِّدُ نا عبدُ الرحمن اَوسط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام عبد الرحمن اَوْسَط بِنْ عُمَر بِنْ خَطَّاب قُرَشی عَدَوِی ہے۔ آپ کی کُنْیَت ابُوشَحْمَہ ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر مصر کے والی حضرت سیِّدُ نا عَمرو بِنْ عَاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حَدِّ خَمر جاری فرمائی بعد ازاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی آپ پر تعزیر فرمائی جس کے سبب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیمار ہو گئے اور تقریباً ایک ماہ بعد ہی وصال فرما گئے۔[2]

(10)......دسویں بیٹے، سیِّدُ نا عَبدُ الرحمن اصغر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مکمل نام عبد الرحمن اَصْغَر بِنْ عُمَر بِنْ خَطَّاب قُرَشی عَدَوِی ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''**اَبُو الْمُجَبَّر**'' بھی کہا جاتا ہے۔ ''**مُجَبَّر**'' اس شخص کو کہتے ہیں جس شخص کی ٹوٹی ہوئی ہڈی درست ہو جائے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ

---

1 ......الایثار، حرف الزاء، الرقم: ۵۷، ج۱، ص۹۷، تاریخ ابن عساکر، ج۱۹، ص۴۸۲۔

2 ......اسد الغابۃ، عبد الرحمن الاکبر بن عمر، ج۳، ص۴۹۳۔

تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے بچپن میں نیچے گر گئے جس کے سبب اُن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، لوگ اُنہیں اٹھا کر اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں لے آئے اور عرض کیا: ''اپنے مُکَسَّر بیٹے (یعنی بھتیجے) کی طرف دیکھیے یعنی جس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''مُکَسَّر نہیں مُجَبَّر یعنی وہ نہیں جس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے بلکہ وہ جس کی ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ گئی ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم کی بیٹیوں کا تعارف

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹیوں کی کل تعداد پانچ ہے۔ جن کے اسماء گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت سَیِّدَتُنَا رُقَیَّہ بِنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (۲) حضرت سَیِّدَتُنَا فَاطِمَہ بِنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (۳) حضرت سَیِّدَتُنَا زَیْنَب بِنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا (۴) حضرت سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ بِنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔ (۵) حضرت سَیِّدَتُنَا جَمِیْلَہ بِنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا۔

پہلی بیٹی سَیِّدَتُنَا رُقَیَّہ بِنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی والِدہ ماجِدہ کا نام سَیِّدَتُنَا اُمِّ کُلْثُوم بِنتِ علی بن اَبِی طَالِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح حضرت سیِّدُنا ابراہیم بِن نُعَیْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا اور آپ ان کی حیات میں ہی انتقال فرما گئیں اور جَنَّتُ الْبَقِیْع میں مَدفُون ہوئیں، ان سے صِرف ایک بیٹی پیدا ہوئی لیکن وہ بھی فوت ہو گئی بعد ازاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔(2)

دوسری بیٹی سَیِّدَتُنَا فَاطِمَہ بِنتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی والِدہ کا نام اُمِّ حَکِیْم بِنتِ حَارِث بن ہِشَام بن مُغِیْرہ ہے۔ آپ کا نکاح آپ کے چچا کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الرحمٰن بن زَید بن خَطَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا اور ان سے ایک بیٹے **عبد اللّٰہ** پیدا ہوئے۔ بعض احادیثِ مُبارکہ میں بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا تذکرہ ملتا ہے۔(3)

---

1 ......اسد الغابۃ، عبد الرحمن الاکبر بن عمر، ج ۳، ص ۴۹۳، الاستیعاب، عبد الرحمن الاکبر، ج ۲، ص ۳۸۵۔

2 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۱۹، ص ۴۸۲، کتاب الثقات، ذکر وفاۃ رسول اللہ، ج ۱، ص ۱۶۱۔

3 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۷۰، ص ۲۲۵۔

تیسری بیٹی سَیِّدَتُنَا زَیْنَب بِنْتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد میں سے سب سے چھوٹی تھیں۔آپ کی والدہ کا نام حضرت سَیِّدَتُنَا فُکَیْہَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہے جو کہ اُمّ وَلد تھیں۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا نکاح حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بِن سُرَاقَہ عَدَوِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے اپنی بہن اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ (1)

چوتھی بیٹی سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ بِنْتِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی لاڈلی اور بُلَنْد اِقبال شَہْزادِی ہیں،آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی والدہ کا نام حضرت سَیِّدَتُنَا زَیْنَب بِنْتِ مَظْعُون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہے۔**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحْبُوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُقَدَّس زوجہ ہونے کی وجہ سے اُمّ المؤمنین یعنی تمام مسلمانوں کی ماں بھی ہیں۔**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے شَعْبَانُ الْمُعَظَّم تین ہجری میں نکاح فرمایا۔ اس سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا حضرت سیِّدُ نا خُنَیْس بن حُذَافَہ سَہْمِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں تھیں جنہوں نے جنگِ بَدْر میں شِرکت کی اور بعد ازاں جنگ بدر میں لگنے والے زخموں کے سبب مدینہ منورہ میں شہادت پائی۔ان کی شہادت کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نکاح کی بات کی لیکن انہوں نے سُکُوت اِخْتِیَار فرمایا۔پھر انہوں نے حضرت سیِّدُ نا عُثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نکاح کی بات کی تو انہوں نے عرض کیا کہ فی الحال میرا نکاح کا ارادہ نہیں ہے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شِکَایَت بارگاہِ رِسالت میں لے کر گئے تو **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**یَتَزَوَّجُ حَفْصَۃَ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِنْ عُثْمَانَ وَیَتَزَوَّجُ عُثْمَانَ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِنْ حَفْصَۃَ** یعنی اے عمر! تمہاری بیٹی حَفْصَہ کا نکاح اس سے ہوگا جو عثمان سے افضل ہے اور عثمان کا نکاح اس

---

(1)......الاصابۃ، کتاب النساء، القسم الثانی، ج۸، ص۱۶۷، الرقم:۱۱۲۶۸۔

ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۲۶، طبقات کبری، بقیۃ الطبقۃ الثانیۃ۔۔۔الخ، ج۵، ص۱۸۸۔

سے ہوگا جو حَفْصَہ سے افضل ہے۔'' پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ نے قبول کرکے اپنی بیٹی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نکاح میں دے دی اور چار سو دِرہَم حق مہر مقرر ہوا۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ملاقات حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوئی تو انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**لَا تَجِدْ عَلَيَّ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ حَفْصَةَ فَلَمْ اَكُنْ لِاُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَتَزَوَّجْتُهَا** یعنی اے عمر! آپ مجھ سے خفا نہ ہوں کیونکہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے آپ کی بیٹی حَفْصَہ کے بارے میں بات کی تھی اور مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا راز کسی دوسرے کے سامنے اِفشاں کروں، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نکاح نہ فرماتے تو میں ان سے ضرور نکاح کرلیتا۔''

سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بہت ہی بُلَند ہِمَّت اور سَخِی عورت تھیں۔ فہم وفِراست، حق گوئی اور حاضر جوابی میں اپنے والد ہی کا مِزاج پایا تھا اکثر روزہ دار رہا کرتیں اور تلاوتِ قرآن مجید اور دیگر قسم کی عِبادتوں میں مَصروف رہا کرتی تھیں عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ وحدیث کے عُلوم میں بھی بہت مَعلومات رکھتی تھیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کئی اَحادیثِ مُبارَکہ روایت کی ہیں اور آپ سے آپ کے بھائی حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر کئی اَصحاب نے اَحادیث رِوایت کی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا وِصال حضرت سَیِّدُنا امامِ حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خِلافت کے آخری اَیّام میں شَعْبان ۴۵ھ یا بِاختلافِ رِوایت جُمادَی الْاُولٰی سن اِکتالیس ہجری مدینہ منورہ میں ہوا۔ حاکمِ مدینہ مَرْوَان بن حَکَم نے نمازِ جَنازہ پڑھائی اوران کے بھتیجوں نے قبر میں اتارا اور جَنَّتُ الْبَقِیْع میں دفن ہوئیں بوقتِ وَفات ان کی عمر ساٹھ ۶۰ یا تریسٹھ ۶۳ برس تھی۔ [1]

---

(1) ...... اسد الغابة، حفصه بنت عمر، ج ۷، ص ۷۴۔

طبقات کبری، حفصة بنت عمر، ج ۸، ص ۶۸۔

الاصابة، حفصة بنت عمر، ج ۸، ص ۸۵، الرقم: ۱۱۰۵۳۔

تهذيب التهذيب، كتاب النساء، حرف الحاء، ج ۱۰، ص ۴۶۵، الرقم: ۸۸۶۱۔

پانچویں بیٹی سیِّدَتُنا جَمِیلہ بنتِ عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نام ''عَاصِیَہ'' تھا، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے تبدیل فرما کر ''جَمِیلَہ'' رکھ دیا۔ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک بیٹی کا نام ''عَاصِیَہ'' تھا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبدیل فرما کر ''جَمِیلَہ'' رکھ دیا۔ [1]

فاروقِ اعظم کے پوتے، پوتیاں وغیرہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹوں میں سے صرف تین بیٹے ایسے ہیں جن سے آپ کی اولاد کا سلسلہ آگے چلا اُن میں سب سے زیادہ جن کی اولاد ہوئی وہ آپ کے لاڈلے اور تَربِیَّت یافتہ بیٹے صحابی رسول حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ کتب میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جتنی اولاد کا صَرَاحَۃً تَذکِرہ مِلتا ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

فاروقِ اعظم کے ۲۲ بائیس پوتوں کے نام:

(1)......بِلال بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(2)......مُجَبَّر بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(3)......عَاصِم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(4)......عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(5)......زید بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(6)......سَالِم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(7)......عُبَیْدُ اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(8)......حَمْزَہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(9)......وَاقِد بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(10)......ابو عُبَیدہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(11)......عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(12)......عُثمان بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(13)......عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(14)......عمر بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(15)......ابو عُبَید بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(16)......ابو بکر بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب
(17)......عمر بن عاصم بن عمر بن خطاب
(18)......عُبَیْدُ اللہ بن عاصم بن عمر بن خطاب

---

[1]......مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغییر الاسم۔۔۔الخ، ص ۱۱۸۱، حدیث: ۱۵۔

(19)......حَفْص بن عَاصِم بن عمر بن خطاب (20)......ابُوبکر بن عاصِم بِن عمر بن خطاب

(21)......سُلَیمَان بِن عاصم بن عمر بن خطاب (22)......حُر بِن عُبَیدُ اللّٰه بِن عمر بِن خطاب۔

فاروقِ اعظم کی ۵ پانچ پوتیوں کے نام:

(1)......اُمِّ سَلَمہ بِنتِ عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب (2)......عائشہ بِنتِ عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب

(3)......سَودَہ بِنتِ عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب (4)......حَفْصَہ بِنتِ عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب

(5)......اُمِّ عاصم بِنتِ عاصم بن عمر بن خطاب

فاروقِ اعظم کے ۸ آٹھ پر پوتوں کے نام:

(1)......محمد بن زَید بن عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب (2)......محمد بن سَودَہ بنت عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب

(3)......ابوبکر بن سَودَہ بِنتِ عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب (4)......اُسَید بن سَودَہ بنت عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب

(5)......اِبراہیم بن سَودَہ بِنتِ عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب (6)......عبد اللّٰہ بن حَفْص بن عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب

(7)......ابوبکر بن حُر بن عبید اللّٰہ بن عمر بن خطاب (8)......عمر بن اُمِّ عَاصم بِنتِ عَاصم بن عمر بن خطاب

(یہی مسلمانوں کے خلیفہ ''عمرِ ثانی'' سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔)

فاروقِ اعظم کی تین پر پوتیوں کے نام:

(1)......اَسَماء بِنتِ سَودَہ بن عبد اللّٰہ بن عمر بن خطاب (2)......اُمِّ سَلَمَہ بِنتِ ابوبکر بن حُر بن عبید اللّٰہ بن عمر بن خطاب (3)......فَاطِمَہ بِنتِ عمر بن عَاصم بن عمر بن خطاب۔[1]

فاروقِ اعظم کے نواسے

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صرف دو بیٹیوں سے آپ کی اولاد کا سلسلہ آگے چلا، اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نواسے، نواسیوں کا ذکر بہت کم ملتا ہے۔

---

❶......طبقات کبری، عبد الرحمن بن زید، ج۵، ص۷۳، انساب الاشراف، ولد عبید اللّٰہ بن عمر، ج۱۰، ص۴۵۸، طبقات کبری، عبد اللّٰہ بن عمر، ج۵، ص۴۳۳۔

فاروقِ اعظم کے دونواسوں کے نام:

(1)......**عبد اللہ** بن زَینَب بِنتِ عمر بن خطاب **(2)**......**عبد اللہ** بن فَاطِمہ بِنتِ عمر بن خطاب [1]

فاروقِ اعظم کے بھائیوں کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فقط دو بھائیوں کا تذکرہ کُتُب میں ملتا ہے، تعارف پیش خدمت ہے:

پہلے بھائی: سیِّدُنا زید بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ:

حضرت سیِّدُنا زَید بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عَلّاتی یعنی باپ شریک بھائی ہیں کہ ان دونوں کے والِد ایک اور والِدہ جُدا جُدا ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہ بھائی آپ سے عمر میں بڑے تھے اور ان کا قد مُبارک بھی کافی لمبا تھا۔ انہوں نے اِسلام بھی آپ سے پہلے قبول کیا تھا، اوّلین مُہاجرین میں سے ہیں۔ غَزوۂ بَدر، غَزوۂ اُحُد، غَزوۂ خَندَق، غَزوۂ حُدَیبِیہ وغیرہ تمام غَزوات میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک ہوئے۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کا رِشتۂ مُواخات حضرت سیِّدُنا مَعْن بن عَدِی اَنصارِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ قائم فرمایا تھا۔ امام بُخارِی، امام مُسلِم اور امام ابوداود رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رِوایات لی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عَہدِ خِلافت میں جنگِ یَمامہ میں رَبِیْعُ الْاَوَّل سن گیارہ یا بارہ ہجری میں شہید ہوئے۔ اس جنگ کا جھنڈا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے ہاتھ میں تھا۔ آپ کے شہید ہونے کا سب سے زیادہ افسوس آپ کے چھوٹے بھائی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تھا۔ جنگِ اُحُد میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں اپنی زِرہ دینا چاہی تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ: ''**اِنِّیْ اُرِیْدُ مِنَ الشَّھَادَۃِ مَاتُرِیْدُ** یعنی میں بھی آپ ہی کی طرح راہِ خُدا میں شَہادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت پر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**رَحِمَ اللہُ اَخِیْ سَبَقَنِیْ**

---

[1] ......الاصابۃ، عبد اللہ بن عبد اللہ بن سراقۃ، ج۵، ص۱۵، الرقم: ۶۱۹۶، تاریخ ابن عساکر، ج۰۷، ص۲۲۵۔

شجرۂ خاندان فاروق اعظم
امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ
عبد اللہ
عبد الرحمن اکبر
حفصہ
عاصم
عبد اللہ اصغر
فاطمہ
عیاض
عبد الرحمن اوسط
رقیہ
زید اکبر
زینب
عبد الرحمن اصغر
زید اصغر
عبید اللہ
حُر
ابوبکر
ام سلمہ
عبید اللہ
ابوبکر
سلیمان
حفص
عمر
اُمّ عاصم
بلال
مجبر
عاصم
عبد الرحمن
فاطمہ
عمر
سالم فقیہ
عبید اللہ
حمزہ
واقد
ابوعبیدہ
عبد اللہ
عثمان
سودہ
ابوعبید
عبد الرحمن
عمر
ابوبکر
ام سلمہ
عائشہ
محمد
ابوبکر
اسید
ابراہیم
اسماء
زید
حفصہ
محمد
عبد اللہ
یہی مسلمانوں کے خلیفہ ''ثانی عمر'' سیدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔
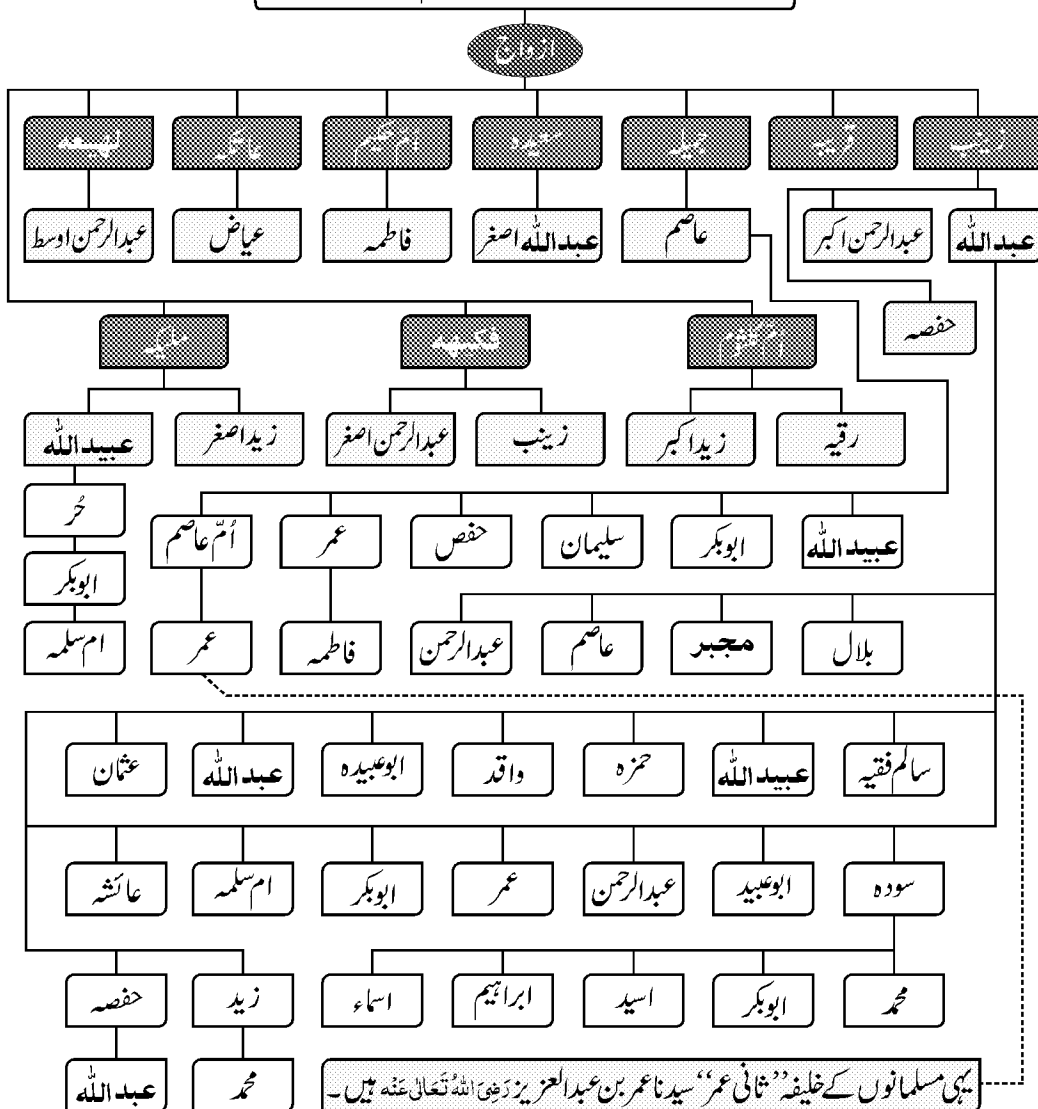
اِلَی الْحُسْنَیَیْنِ اَسْلَمَ قَبْلِیْ وَ اسْتَشْھَدَ قَبْلِیْ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میرے بھائی پر رحم فرمائے جو دو اچھی باتوں میں مجھ سے سبقت لے گئے، مجھ سے پہلے اسلام قبول کیا اور مجھ سے پہلے شہادت حاصل کر لی۔‘‘(1)

فاروقِ اعظم کو غمزدہ کرنے والی شخصیت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی مَضْبُوط قَلْب والی شخصیت تھے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آپ کے بھائی حضرت سیِّدُنا زید بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت نے بہت زیادہ غمزدہ کیا تھا، یہاں تک کہ جب ہوا چلتی تو آپ فرمایا کرتے تھے: ’’**اِنَّ الصَّبَا لَتَھُبُّ فَتَاْتِیْنِیْ بِرِیْحِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی جب ہوا چلتی ہے تو زید بن خطاب کی خُوشبُو میرے پاس لے آتی ہے۔‘‘ حضرت سیِّدُنا زید بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی جَلِیْلُ القَدْر اور بہادر صحابیِ رسول تھے، سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عَہدِ خِلافت میں مُسَیْلِمَہ کَذَّاب کے خلاف لڑی گئی مشہور جنگ ’’جنگِ یَمامَہ‘‘ میں شہید ہو گئے تھے۔(2)

دوسرے بھائی: سیِّدُنا عثمان بن حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہ بھائی آپ کے حقیقی نہیں بلکہ مَجازی بھائی ہیں، یعنی یہ آپ کے بھائی سیِّدُنا زید بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اَخْیافی (ماں شریک) بھائی ہیں کہ ان دونوں کی والدہ ایک ہی ہیں۔ بعض نے ان کے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رضاعی بھائی ہونے کا قول بھی کیا ہے۔ ان کے والِد اَوَّلین صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان میں سے ہیں، سیِّدُنا عُثمان بن حَکِیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِسلام میں اِختِلاف ہے لیکن راجح اِسلام ہی ہے۔(3)

فاروقِ اعظم کی بہنوں کا تعارف

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صرف دو ہی بہنیں ہیں جن کا تعارُف کچھ یوں ہے:

پہلی بہن، سیِّدَتُنا فاطِمہ بنتِ خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا لقب ’’اُمَیْمَہ‘‘ ہے ان کو ’’رَمْلَہ‘‘ بھی کہتے ہیں، ان کی کُنْیَت ’’اُمِّ جَمِیْل‘‘ اور نام ’’فاطِمہ‘‘

---

1. ......تھذیب الاسماء، زید بن الخطاب، ج ۱، ص ۲۰۰۔
2. ......طبقات کبری، زید بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۸۹۔
3. ......فتح الباری، کتاب الادب، ج ۱، ص ۳۲۸، عمدۃ القاری، کتاب الادب، باب صلۃ الاخ المشرک، ج ۱۵، ص ۱۵۲، حدیث: ۵۹۸۱۔

ہے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سگی بہن اور جنَّت کی خُوشْخَبَری پانے والے جَنَّتی صحابی حضرت سیِّدُ نا سعید بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ ہیں۔اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور آپ کی بیٹیوں کے بعد آپ پہلی خاتون ہیں جو مُشَرَّف بہ اِسلام ہوئیں۔اس طرح خواتین میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا دوسرے نمبر پر اسلام لائیں۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ وہی بہن ہیں جو ان کے قبولِ اِسلام کا سبب بنیں۔سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِیمان لانے سے قبل آپ اور آپ کے شوہر اپنے گھر میں چُھپ کر قرآنی مَصَاحِف کی تلاوت کیا کرتے تھے، جب سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے گھر آئے اور دونوں کو مار مار کر لَہُولُہَان کر دیا بالآخر پاک وصاف ہو کر جب ان ہی قرآنی صحائف کی تلاوت کی تو دل کی دنیا زیر وزبر ہوگئی اور بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول فرمالیا۔[1]

دوسری بہن،سَیِّدَتُنَا صَفِیَّہ بنتِ خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دوسری بہن حضرت سَیِّدَتُنَا صَفِیَّہ بنتِ خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں۔آپ حضرت سیِّدُ نا قُدَامہ بن مَظْعُون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نکاح میں تھیں۔حضرت سیِّدُ نا قُدَامہ بن مَظْعُون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہی ہیں جن کی بہن حضرت سَیِّدَتُنَا زَینَب بِنتِ مَظْعُون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زَوجِیَّت میں تھیں۔سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُ نا قُدَامہ بن مَظْعُون رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بَحْرَین کا عامِل مُقَرَّر فرمایا تھا۔[2]

فاروقِ اعظم کے غلاموں کا تعارف

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تاریخ کے مُطالعے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ دورِ جاہلیت میں لوگ اپنے غُلاموں اور خادِموں کے ساتھ بہت نَارَوا سُلُوک رکھتے تھے، انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دینا ان کا محبوب تَرِین مَشْغَلَہ تھا،

---

1. الاصابۃ،فاطمۃ بنت الخطاب،ج۸،ص ۲۷۱،الرقم: ۱۱۵۹۴، طبقات کبری،فاطمۃ بنت الخطاب۔۔۔الخ،ج۸،ص ۲۰۹، فتح الباری، کتاب الاکراہ، باب من اختار۔۔۔الخ،ج ۱۳، ص ۲۷۱، تحت الحدیث: ۶۹۴۲۔
2. الاستیعاب، باب قدامۃ،ج ۳،ص ۳۴۰،الاصابۃ،قدامۃ بن مظعون،ج ۵،ص ۳۲۳،الرقم: ۷۱۰۳۔

خصوصاً جبکہ وہ غلام یا خادم مسلمان ہوتا تو اس کا آقا اس پر ظلم وستم کی انتہا کر دیتا۔صحابی رسول حضرت سیِّدُنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مشہور واقعہ اس رَوَیے کی عَکاسی کرتا ہے۔لیکن جیسے ہی دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلی، عوام وخواص، آقا وغلام کے اِمتیاز کے بغیر تمام لوگوں کے حُقوق یکساں ہو گئے۔**خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ کے جانثار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اپنے غلاموں کے ساتھ حسنِ اخلاق کی اعلی مثالیں قائم کیں۔خُصوصاً امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو ایسے حاکم تھے جن کے اپنے غلاموں کے ساتھ بہترین رویے اور حُسن اخلاق کی پوری تاریخ میں مثال نہیں ملتی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تقوٰی وپرہیز گاری دیکھ کر آپ کے غُلام بھی اپنی غُلامی پر رَشک کرتے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کئی خُدام وغُلاموں کا کُتُب میں تذکرہ ملتا ہے البتہ بعض خُدام ایسے ہیں جو سَفر وحَضر میں ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کے کچھ نہ کچھ حالات سِیرت وتاریخ کی کتابوں میں مل جاتے ہیں لیکن بعض غلام وہ ہیں جن کے نام بَطورِ راوی کے احادیث ورِوایات میں ملتے ہیں تفصیلی تذکرہ کُتُب میں مذکور نہیں۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تقریباً ۳۲ غلام تھے مُختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

(1)......حضرت سیِّدُنا اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کنیت **ابوخالد** ہے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو "**ابوزید**" بھی کہا جاتا ہے۔عَینُ التَّمر کی جنگ میں حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھوں قیدی بن کر آئے اور گیارہ ہجری میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غلامی میں آگئے۔سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہے، آپ کی پسند وناپسند کا انہیں بہت تجربہ تھا۔مختلف اُمورِ زندگی میں سیرتِ فاروقی کے مَظہر تھے۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تابعی ہیں اور کثیر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے احادیث بھی روایت کی ہیں جن میں چاروں خلفاء راشدین کے علاوہ سیِّدُنا ابوعُبَیدہ بِن جَراح، سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل، سیِّدُنا ابوہریرہ، سیِّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سرفہرست ہیں۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی مَرویات صِحاحِ سِتّہ میں بھی موجود ہیں۔آپ کا وِصال ۱۱۴ سال کی عمر میں سن ۸۰ ہجری میں ہوا۔[1]

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج۸، ص۳۳۶، تھذیب الاسماء، حرف الالف، ج۱، ص۱۲۱۔
الوافی بالوفیات، ج۳، ص۱۸۹، الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنۃ خمسین، ج۴، ص۱۹۴۔

(2)......حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه :

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه حضرت سیِّدُنا اسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے بیٹے ہیں۔اور اپنے والد سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے غُسل کے لیے قُمْقُمے (صُراحی نُما برتن) میں پانی گرم کیا کرتے تھے۔[1]

(3)......حضرت سیِّدُنا مِہجَع بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه:

آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا تعلق قبیلہ ''عَک'' سے تھا اسی لیے ''عَکّی'' کہلاتے تھے۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے یہ وہ غلام ہیں جنہوں نے جنگِ بدر میں سب سے پہلے جامِ شہادت نوش کیا۔حُسنِ اَخلاق کے پیکر،مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''مِہجَع میری اُمت کے شُہَداء کے سردار ہیں۔''[2]

(4)......حضرت سیِّدُنا یَسار بن نُمَیر مدنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه:

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے ہاں آٹا صاف کرنے پر معمور تھے۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے دور میں حضرت یَسار بن نُمَیر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه گودام کے مُحافِظ و مُنْتَظِم بھی تھے اسی لیے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو ''خازِنِ عمر'' بھی کہا جاتا ہے۔[3]

(5)......حضرت سیِّدُنا عَمرو بن رَافِع رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه:

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه حضور نبیٔ رَحمت،شفیعِ اُمت صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی اَزواجِ مُطَہَّرات کے ہاں قرآنی مَصاحف نقل کرنے پر مَعمور تھے۔[4]

(6)......حضرت سیِّدُنا نُعَیم بن عبد اللّٰہ مُجمِر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه:

آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی کنیت ''ابو عبد اللّٰہ'' اور لقب ''اَلْمُجمِر یعنی سُلگانے والا'' ہے۔چونکہ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی

---

1. ......دارقطنی،کتاب الطھارۃ،باب الماء المسخن،ج ۱،ص ۵۲،حدیث: ۸۲۔
2. ......تھذیب الاسماء،مھجع،ج ۲،ص ۴۱۸،الاصابۃ،مھجع العکی،ج ۶،ص ۱۸۲،الرقم: ۸۲۷۸۔
3. ......الاصابۃ،یسار بن نمیر،ج ۶،ص ۵۵۵،الرقم: ۹۴۴۳۔
   مصنف ابن ابی شیبۃ،کتاب الفضائل،ما ذکر فی۔۔۔الخ،ج ۸،ص ۱۴۸،حدیث: ۱۲۔
4. ......سنن کبری،کتاب الصلاۃ،باب من قال۔۔۔الخ،ج ۱،ص ۶۷۸،حدیث: ۲۱۷۵۔

عَنْہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے اَنگیٹھی میں عُود سُلگایا کرتے تھے، نیز سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں مسجدِ نبوی میں ہر جمعہ کو خوشبو سُلگانے کی ذمہ داری دے رکھی تھی اسی لیے آپ ''اَلْمُجْمِر یعنی سُلگانے والے'' کے لقب سے مشہور ہوگئے۔آپ کا انتقال ۱۲۰ ہجری میں ہوا۔[1]

(7)......حضرت سیِّدُنا سعد جاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

حضرت سیِّدُنا سَعدالجارِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام ''سَعد بِن نَوفَل'' ہے۔قُلْزُم کے قریب ایک شہر ہے جسے ''الجار'' کہتے ہیں اسی نسبت سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ''الجارِی'' کہلاتے ہیں۔امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کو ''الجار'' کا گورنر بنایا تھا۔[2]

(8)......حضرت سیِّدُنا ہُنَی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''حِمیٰ'' کا گورنر بنایا تھا اور نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے ہُنَی! مسلمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور مظلوم کی بد دعا سے ہمیشہ اپنا دامن بچانا کیونکہ مظلوم کی دعا قبول کی جاتی ہے۔''[3]

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چند دیگر غلاموں کے نام:

(9) حضرت سیِّدُنا عُمیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(10) حضرت سیِّدُنا ابو صالح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(11) حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمن سُلَیمانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(12) حضرت سیِّدُنا ہُرمُزان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(13) حضرت سیِّدُنا عَمرو بن سَعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(14) حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن سعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(15) حضرت سیِّدُنا خالد بن اسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(16) حضرت سیِّدُنا ابو محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(17) حضرت سیِّدُنا عُبَید بن حُنَین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(18) حضرت سیِّدُنا نافع بن حُنَین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

---

1 ......الثقات لابن حبان، ج ٣، ص ٩٠، حدیث: ٤٢٠٦، اللباب فی تهذیب الانساب، ج ٢، ص ٣٠١۔
مصنف ابن ابی شیبة، کتاب صلاة۔۔۔الخ، فی تخلیق المساجد، ج ٢، ص ٢٥٨، حدیث: ٥۔

2 ......معجم البلدان، حرف الجیم، ج ٢، ص ٢٢۔

3 ......بخاری، کتاب الجهاد والسیر، اذا اسلم قوم فی دار الحرب ولهم مال وارضون فهی لهم، ج ٢، ص ٣٢٨، حدیث: ٣٠٥٩ ملتقطا۔

(19) حضرت سیِّدُنا سَعِید بن کَثِیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(20) حضرت سیِّدُنا مالِک بن عِیَاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(21) حضرت سیِّدُنا نَجدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(22) حضرت سیِّدُنا سَعد حارِثی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(23) حضرت سیِّدُنا ابواُمَیَّہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(24) حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(25) حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمن بن بیلمانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(26) حضرت سیِّدُنا ابوخُنَاس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(27) حضرت سیِّدُنا محمد بن اَنَس قَرَشی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(28) حضرت سیِّدُنا ابواُسامہ قَرَشی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(29) حضرت اِبراہیم بن فَرُّوخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(30) حضرت سیِّدُنا فُرقَد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(31) حضرت سیِّدُنا ذَکْوان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(32) حضرت سیِّدُنا عُثمان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فاروقِ اعظم کے مُؤَذِّنین:

کتب احادیث وسیر وتاریخ میں امیر المومنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تین مُؤَذِّنین کا تذکرہ ملتا ہے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(1)......حضرت سیِّدُنا مَسروق بن اَجدَع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔

(2)......حضرت سیِّدُنا اَقرَع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔

(3)......حضرت سیِّدُنا سَعد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔[1]

فاروقِ اعظم کی رسول اللہ سے رشتہ داری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی انسان کی حیات میں اس کے رِشتہ داروں کی اہمیت سے کون واقف نہیں؟ بیسیوں معاملات ایسے ہوتے ہیں جن میں اپنے رشتہ داروں سے رُجُوع کرنا پڑتا ہے، خُصُوصاً جب کوئی مشکل وقت پیش

[1]......جامع المسانید والسنن، مسروق مؤذن عمر۔۔۔الخ، ج۱۸، ص۴۴۸، حدیث: ۴۴۸۔
ابوداود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، ج۴، ص۲۸۱، حدیث: ۴۶۵۶۔
جامع الاصول، الباب الثانی فی۔۔۔الخ، ج۴، ص۸۰، حدیث: ۲۰۸۱۔
معجم کبیر، سعد القرظ عن بلال، ج۱، ص۳۵۳، حدیث: ۱۰۷۵۔

آئے تو اَوّلاً انسان اپنے قریبی رشتہ داروں ہی کی طرف رُجوع کرتا اور اِستِعَانَت (مَدَد) چاہتا ہے۔ رشتہ داروں سے حسنِ اخلاق کی مُتعَدَّد اَحادیثِ مُبارَکہ بھی وارد ہوئی ہیں۔ بعض اوقات یہی رِشتہ دار کسی شخص کی عِزَّت وذِلَّت کا باعِث بھی بنتے ہیں۔ جن رشتہ داروں کا کردار مُعاشرے میں اچھا نہیں ہوتا عموماً لوگ اپنی طرف ان کی نسبت کرنا پسند نہیں کرتے اور جن رشتہ داروں کا کردار مُعاشرے میں بہت اچھا ہوتا ہے، انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تو لوگ بھی اپنی طرف ان کی نسبت کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کُفار ومُشرکین ومُنافقین اور ایسے تمام فاسق لوگ جو دینی ودنیوی مُعاشرے کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں نہ تو انہیں اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کی تعظیم وتوقیر کا کوئی اہتمام کیا جاتا ہے، جبکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان، اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام ودیگر ایسے لوگ جو دینی ودُنیوی مُعاشرے کی نیک نامی کا باعِث بنے، جنہوں نے مُعاشرے کو عزت بخشی بِحَمۡدِ اللّٰہِ تَعَالٰی آج ان کی سیرتِ طیبہ کو سُنہری حُرُوف سے نہ صرف لکھا جاتا ہے بلکہ نہایت ہی ذوق وشوق سے پڑھا بھی جاتا ہے، نیز ان کے مزارات مَرجَعِ خَلَائِق ہیں۔

دنیا کی تمام رشتہ داریوں میں سب سے عظیم رِشتہ داری دوجہاں کے تاجْوَر، سُلطانِ بحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کی رشتہ داری ہے۔ جسے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رشتہ داری نصیب ہوجائے اس کی سَعادت مَندی کے کیا کہنے! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے بعد وہ سعادَت مَند ہیں جنہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رِشتہ داری نصیب ہوئی۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان، تابعین ودیگر مَشاہیر اَعلام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے رِشتہ داری مُلَاحَظہ کیجئے:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی بیٹی کا رسول اللّٰہ سے عقدِ مبارک:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اپنی لاڈلی بیٹی حضرت سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کا نکاح **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شعبان المعظم تین ہجری (ایک قول کے مطابق دو ہجری) میں فرمایا یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا اُمّ المؤمنین یعنی تمام مسلمانوں کی ماں بن گئیں۔ حضور نبیِّ پاک،

صاحبِ لَوْلَاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصالِ ظاہری گیارہ سن ہجری میں ہوا۔ یوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کم وبیش سات سال آٹھ ماہ رَفاقت نَصیب ہوئی۔ [1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی چونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ ہیں لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سُسرالی رشتہ دار ہوئے اور سُسرالی رشتے کا دوزخ میں داخل نہ ہونا، قیامت میں اس کا باقی رہنا نیز اس سُسرالی رشتے کے مخالفین کی مخالفت (Boycott) کا خودسر کارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

سُسرالی رشتہ دار کبھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا:

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**سَاَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یَدْخُلَ النَّارَ مَنْ صَاھَرْتُہُ اَوْ صَاھَرَنِیْ** یعنی میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے سوال کیا کہ وہ اُس شخص کو دوزخ میں نہ ڈالے جس سے میں نے سسرالی رشتہ جوڑا یا جس نے مجھ سے یہ رشتہ قائم کیا۔''[2]

سُسرالی رشتہ قیامت میں بھی باقی رہے گا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ میں نے **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: ''ہر نَسبی اور سُسرالی رشتہ روزِ قیامت ختم ہوجائے گا، مگر میرے یہ دونوں رشتے باقی رہیں گے۔''[3]

سُسرالی رشتے کے مخالفین کی مخالفت کا حکم:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ محبوبِ ربِّ داور، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ......المنتظم، ج ۳، ص ۱۶۰، تھذیب التھذیب، کتاب النساء، حرف الحاء، ج ۱۰، ص ۴۶۴، الرقم: ۸۸۶۱۔

2 ......سیرۃ حلبیہ، باب ذکر مغازیہ، غزوۃ تبوک، ج ۳، ص ۱۸۴، الاستیعاب، عثمان بن عفان، ج ۳، ص ۱۵۶۔

3 ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، نکاح عمر بام کلثوم۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۱۹، حدیث: ۴۷۳۸۔

وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ اِخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَابِیْ وَاَصْهَارِیْ وَسَیَاْتِیْ قَوْمٌ یَسُبُّوْنَهُمْ وَ یَنْتَقِصُوْنَهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاکِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاکِحُوْهُمْ یعنی بے شک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ اور سُسرالی رشتہ دار پسند کئے اور عنقریب ایک قوم آئے گی جو انہیں بُرا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی، تم اُن کے پاس مت بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہ کرنا۔''[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خصوصاً **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سُسرالی رشتہ دار شَیْخَیْنِ کَرِیْمَیْن یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق وسیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شان میں گُستاخی کرنے، ان کی شان کو گھٹانے والوں سے قطع تعلق (Boycott) کا صراحۃً حکم دیا گیا ہے۔ جب حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رشتہ داروں کے گُستاخ کا یہ حکم ہے تو خود **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گُستاخی کرنے والوں کا کیا حکم ہوگا۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدِّدِ دِین وملَّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۳۱۴ پر اسی حدیث مُبارکہ کو نقل کرنے کے بعد اِرشاد فرماتے ہیں: ''جب اہل بیت اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے برا کہنے والوں کے لیے یہ حکم ہیں تو اہلِ کفر اور **عَیَاذًا بِاللّٰہِ** خدا ورسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی جناب میں صریح گُستاخیاں کرنے والوں کی نسبت کس قدر سخت حکم چاہیے۔''

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وہ عُمَر جس کے اَعْدَاء پہ شَیْدَا سَقَر
اُس خُدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

شرح: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دشمنوں کا جہنم عاشق ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ خُداوندی کے مُقَرَّب اور رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ دوستی رکھنے والے ہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر لاکھوں سلام

---

1 ......ضعفاء کبیر، احمد بن عمران الاخنسی، ج ۱، ص ۱۴۴، الرقم: ۱۵۴۔

ہوں۔حضرت سیِّدُ نا ابوسَعِید خُدْرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوعالم کے مالِک ومختار،مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ یعنی جس نے عمر سے بُغض رکھااس نے مجھ سے بُغض رکھااور جس نے عمر سے مَحبت کی اس نے مجھ سے مَحبت کی۔''(1)

اورحضرت سیِّدُ نا سُلیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:''مَنْ اَحَبَّنِیْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ وَ مَنْ اَحَبَّہُ اللّٰہُ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ وَ مَنْ اَبْغَضَنِیْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ وَ مَنْ اَبْغَضَہُ اللّٰہُ اَدْخَلَہُ النَّارَ یعنی جس نے مجھ سے محبت کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے محبت فرمائے گااور جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محبت کی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنت میں داخل فرمائے گااور جس نے مجھ سے بُغض رکھااس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ بُغض رکھے گااور جس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بُغض رکھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔''(2)

معلوم ہوا کہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بُغض رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بُغض ہےاور جس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحبت کی یقیناً وہ جَنَّتی ہےاور جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بُغض رکھا یقیناً وہ جہنمی ہے۔اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شِعر میں اِن ہی دونوں اَحادیثِ مُبارَکہ کی طرف اِشارہ فرمایا ہے۔اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام،صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان،اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی شان اقدس میں گستاخی سے محفوظ ومامون فرمائے،اور اِن نُفُوسِ قُدسِیَّہ کی مَحبت تاقِیامت ہمارے دِلوں میں بَسائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سیِّدُ نافاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ کے ہم زلف:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہم زُلف ہیں کہ دوعالم کے تاجدار،ہم بیکسوں کے غمخوار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ اُمّ

---

1 ......مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب منزلۃ عمر عند اللہ۔۔۔الخ، ج ۹، ص ۶۹، حدیث: ۱۴۴۳۹۔

2 ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، حدیث تسمیۃ۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۵۵، حدیث: ۴۸۲۹ ملتقطاً۔

المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمّ سَلَمہ بنتِ ابواُمَیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زَوجہ قُرَیبہ بنتِ ابو اُمَیّہ دونوں سگی بہنیں تھیں۔ یوں سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم زُلف ہوئے۔

(1)......سیِّدَتُنا اُمّ سَلَمہ بنتِ ابواُمَیّہ۔ زوجۂ **رسول اللّٰہ**

(2)......سیِّدَتُنا قُرَیبہ بنتِ ابواُمَیّہ۔ زوجۂ فاروقِ اعظم۔ (1)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللّٰہ کے بھتیجے:

اُمّ المومنین حضرت سیِّدَتُنا اُمّ سَلَمہ بنت ابواُمَیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی والدہ ''حنتمہ بنت ہاشم'' چچازاد بہنیں تھیں۔ اس طرح حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُمّ المومنین حضرت سیِّدَتُنا اُمّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے دُور کے بھتیجے ہوئے۔ چونکہ حضرت سیِّدَتُنا اُمّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ ہیں لہٰذا حضرت سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بھی بھتیجے ہوئے۔

(1)......سیِّدَتُنا اُمّ سَلَمہ بنتِ ابواُمَیّہ بن مُغیرہ بن **عبد اللّٰہ** بن عُمر بن مَخزُوم۔ زوجۂ **رسول اللّٰہ**

(2)......حَنتَمہ بنتِ ہاشم بن مُغیرہ بن **عبد اللّٰہ** بن عُمر بن مَخزُوم۔ والدۂ فاروقِ اعظم۔ (2)

فاروقِ اعظم کی اہلِ بیت سے رشتہ داری

فاروقِ اعظم مولا علی شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے داماد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنی لاڈلی شہزادی ''حضرت سیِّدَتُنا اُمّ کُلثُوم'' رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا نکاح امیر المومنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا اس طرح سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے داماد ہوئے۔ (3)

---

(1)......الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنة ثلاث وعشرین، ذکر اسماء ولدہ ونسائه، ج ۲، ص ۴۵۰۔

(2)......مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۷۵، الاستیعاب، کتاب کنی النساء، ج ۴، ص ۴۹۳۔

(3)......اسد الغابه، ام کلثوم بنت علی۔۔۔الخ، ج ۷، ص ۴۲۴۔

فاروقِ اعظم شہزادیٔ کونَین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے داماد:

حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ کُلثُوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا نکاح امیر المومنین حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوا جو کہ شہزادیٔ کونین سَیِّدَتُنَا فاطِمَۃُ الزَّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شہزادی ہیں، اس طرح سَیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شہزادیٔ کونین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بھی داماد ہوئے۔ (1)

فاروقِ اعظم حَسَنَینِ کَرِیْمَین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے بہنوئی:

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ کُلثُوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا حَسَنَینِ کَرِیْمَین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی سگی بہن تھیں اس لیے سَیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے بہنوئی ہوئے۔ (2)

فاروقِ اعظم سیِّدُنا اِمام زَینُ العابِدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پھوپھا:

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سَیِّدُ نا امام زین العابِدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پھوپھا ہیں، کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سَیِّدُ نا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے ہیں اور سَیِّدَتُنَا ام کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سَیِّدُ نا امام حُسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہن ہیں اور والد کی بہن پُھوپھی ہوتی ہے اور پُھوپھی کا شوہر پُھوپھا ہوتا ہے، چونکہ سَیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سَیِّدَتُنَا اُمِّ کُلثُوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے شوہر ہیں لہٰذا وہ آپ کے پُھوپھا ہوئے۔ (3)

فاروقِ اعظم سیِّدُنا اِمام باقِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دادا:

سَیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سَیِّدُ نا امام باقِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دادا ہیں کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سَیِّدُ نا امام زَینُ العابِدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے ہیں اور سَیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے پُھوپھا ہیں لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ''دادا'' ہوئے۔ (4)

---

1. ......طبقات کبری، تسمیۃ النساء اللواتی ـــ الخ، ج ۸، ص ۳۳۸۔
2. ......الاصابۃ، فیمن عرف بالکنیۃ من النساء، ام کلثوم بنت علی، ج ۸، ص ۴۶۵، الرقم: ۱۲۲۳۷۔
3. ......طبقات کبری، بقیۃ الطبقۃ الثانیۃ من التابعین، ج ۵، ص ۱۶۲۔
4. ......الاصابۃ، الحسین بن علی، ج ۲، ص ۶۸، الرقم: ۱۷۲۹۔

خاندان قریش
شجرہ طیبہ سیدنا امام الانبیاء
صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
اور سیدنا فاروق اعظم
رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
حارث
ضبہ
اہیب
بلال
جراح
عبداللہ
محارب
عامر
زمعہ
سودہ
تیم الادرم
خزیمہ
حارث
ہصیص
عدی
رزاح
قرط
عبداللہ
عمرو
سہم
جمح
سعید
ہاشم
وائل
عاص
عمرو
عبداللہ
ریاح
عبدالعزی
نفیل
خطاب
عمرو
زید
زہرہ
حارث
عبد
عبدعوف
عوف
عبدمناف
یقظہ
مخزوم
عمرو
ابوامیہ
ام سلمہ
عمر
عبداللہ
اسد
عبدمناف
ارقم
مغیرہ
ولید
خالد
تیم
سعد
کعب
عمرو
عامر
صخر
سلمی
والدہ صدیق اکبر
ابوقحافہ
عبدالعزی
اسد
خویلد
خدیجہ
عوام
عبداللہ
مطلب
حارث
عبیدہ
وہیب
ابی وقاص
وہب
آمنہ
عبدشمس
امیہ
حرب
ابوسفیان
ام حبیبہ
حکم
مروان
ابوالعاص
عفان
عبدالرحمن
محمد
عبداللہ
اسماء
ام کلثوم
عائشہ
عبدالکعبہ
زبیر
عبداللہ
عاتکہ
والدہ عثمان غنی
ام الحکیم بیضاء
اروی
مقوم
ابولہب
غیداق
ضرار
قثم
حارث
ابوسفیان
اروی
برہ
ابوطالب
امیمہ
عبداللہ
صفیہ
حمزہ
عباس
حجل
والدہ زبیر بن عوام
جعفر
عبداللہ
عقیل
ام ہانی
طالب
عبداللہ
فضل
قثم
عبیداللہ
عبدالرحمن
محمد رسول اللہ
صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
زینب
ام کلثوم
محسن
حسین
حسن
سیدہ فاطمہ کی اولاد
ابراہیم
سیدہ ماریہ قبطیہ کی اولاد
فاطمہ
ام کلثوم
رقیہ
زینب
عبیداللہ
قاسم
سیدہ خدیجہ کی اولاد

فاروقِ اعظم سیِّدُ ناامام جَعْفَر صادِق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پردادا:

سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سیِّدُ نا امام جَعْفَر صادِق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پردادا ہیں کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُ نا امام باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے ہیں اور سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے دادا ہیں لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پردادا ہوئے۔(1)

فیضانِ فاروقِ اعظم پاک و ہند میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اولاد کا سِلسلہ تقریباً پوری دنیا میں پھیلتا چلا گیا یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فیضان سے ہند بھی فیضیاب ہوا۔ ہند میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد میں سے ایسے جَلیلُ القَدْر اَئِمَّہ پیدا ہوئے جنہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فیضان کی دُھوم مچادی۔ چند اَئِمّہ کرام کا تعارُف پیش خدمت ہے:

بابا فریدالدین گنجِ شکر فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا شُمار پاک وہند کے مَشْہُور ومَعْرُوف اَولیائے کِرام میں ہوتا ہے، سِلْسِلۂ چِشْتِیَہ کے مَشائخ میں سے ہیں، ۵۷۵ ہجری میں مُلتان کے ایک قصبے کَھُوتی وَال میں پیدا ہوئے، حضرت سیِّدُ نا خواجہ بُخْتیار کاکِی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مُرید اور سیِّدُ نا خواجہ نِظامُ الدین اَولیاء رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پیرومُرشد ہیں۔ آپ کے اَساتِذہ میں آپ کے دادا پیر حضرت سیِّدُ نا خواجہ مُعینُ الدین چِشْتی اَجمیری المعروف خواجہ غَرِیب نواز، شَیخ شِہابُ الدین سُہْرَوَرْدِی، خواجہ فَرِیدُ الدین عَطّار، حضرت بہاءُ الدین زکریا مُلتانی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم کے اَسماء سرِفِہرِست ہیں۔ اَسّی یا نَوّے سال کی عُمر میں وِصال ہوا اور پاکستان کے شہر پاک پَتّن شریف میں آپ کا مَزار مَرجَعِ خَلائق ہے۔(2)

مُجَدِّدُ اَلْفِ ثانی شیخ اَحمد سَرہِندِی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

امام رَبّانی حضرت شیخ اَحمد بن عبدُ الاَحد فاروقی نَقْشْبَنْدِی سَرہِنْدِی المَعْرُوف مُجَدِّدِ اَلْف ثانی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا اصل

---

1 ...... تہذیب الاسماء، جعفر بن محمد، ج ۱، ص ۱۵۵۔

2 ...... اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۵، ص ۳۴۰ ملخصاً۔

نام ''احمد''، کنیت ''ابوالبرکات'' اور لقب ''بَدرُالدین'' ہے۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ذات رُشد وہدایت کا وہ سَر چشمہ ہے کہ جس سے اپنے اور غیر دونوں سیراب ہو رہے ہیں۔ جہالت وگمراہی کے اندھیروں میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فرامین ومکتوبات روشنی کی کرن ہیں۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا وصال ۲۹ صفر ۱۰۳۴ ہجری میں ہوا، آپ کا مَزار شریف مشرقی پنجاب ہند میں ہے۔(1)

سِرَاجُ الاَولِیاء حضرت آغا عبدالرحمن خان سَرہِندِی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت مجدد الف ثانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی اولاد سے ہیں، والد گرامی کا نام خواجہ عَبدُالقَیُّوم سرہندی تھا، آپ کا سلسلہ نسب نو واسطوں سے حضرت امام ربانی اور اِکتالیس واسطوں سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جاملتا ہے۔ ۱۲۴۴ھ کو قندھار میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۵ھ میں وِصال فرمایا۔آپ کا مَزار شَرِیف (ضلع ٹنڈو محمد خان) بابُ الاِسلام سندھ میں ہے، تاج الاَولیاء حضرت مولانا آغا محمد حَسَن جان سَرہِندِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آپ کے فَرزَند اور حضرت مولانا آغا محمد ابراہیم جان سَرہِندِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پوتے ہیں۔(2)

برصغیر کے دو معروف فاروقی عِلمی خاندان:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد میں سے دو سگے بھائی ''بَہاءُالدین اور شَمسُ الدین'' ایران سے ''ہند'' تشریف لائے۔حضرت شَمسُ الدین فاروقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اولاد میں شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پیدا ہوئے۔حضرت بَہاءُالدین کی اولاد میں سے ''شیخ اَرشَد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ'' خیر آباد تشریف لائے اور ان ہی کی اولاد میں علامہ فضل امام خَیر آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پیدا ہوئے۔خانوادۂ خیر آباد (یعنی علامہ فضل امام خیر آبادی کا خاندان) اور خانوادۂ دہلی (یعنی حضرت عبدالرحیم مُحَدِّث دِہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا خاندان) ان ہی دو بھائیوں کی اولاد میں سے ہیں۔خانوادۂ خیر آباد مَعقُولات میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تو خانوادۂ دہلی مَنقُولات میں اپنی مثال آپ ہے اس وجہ سے سَفِینۂ عِلم وفَضَل کو چلانے والے انہی دو قُطب نُما سے رَہنمائی لیتے نظر

---

(1)......اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۲، ص۱۲۶۔

(2)......انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص۵۲۱۔

آتے ہیں۔[1]

امام المنطق علامہ فضل امام خیرآبادی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا سِلْسِلۂ نَسَب ۳۳ واسطوں سے امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جاملتا ہے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نامُوَر شاگردوں میں حضرت صَدْرُ الدین آزُرْدَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور آپ کے فرزند علامہ فضل حق خیرآبادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہیں۔[2]

امام المنطق علامہ فضل حق خیرآبادی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

علامہ محمد فضل حق خیرآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی حضرت علامہ مولانا فضل امام خیرآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کے فَرزَندِ اَرجُمند تھے۔چار ماہ کے قلیل عرصے میں قرآنِ کریم حِفْظ کرنے کے بعد صرف ۱۳ سال کی چھوٹی سی عمر میں فارِغ التحصیل ہو کر کئی علوم میں تبحر حاصل کرلیا۔مَنْطِق وفَلْسَفہ ودیگر عُلُومِ عَقْلِیَّہ میں کمال اِدْراک رکھنے کے ساتھ ساتھ نِہایت فَصِیح وبَلِیْغ اور نَظْم ونَثْر دونوں میں کلام کرنے کے ماہر تھے۔[3]

شاہ عبدالرحیم دہلوی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

حضرت شاہ عبدُالرحیم مُحَدِّثْ دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۱۳۱ھ) حضرت شَمْسُ الدین فاروقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی اولاد میں سے ہیں۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ۱۰۵۴ ہجری کو پیدا ہوئے،عُلُومِ عَقْلِیَّہ ونَقْلِیَّہ کے جامع تھے۔ساری زندگی دَرْس وتَدْرِیس سے وابَستہ رہے،آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔[4]

شاہ ولی اللّٰہ محدث دہلوی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

حضرت شاہ ولی اللّٰہ مُحَدِّثْ دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کنیت ''ابو الفَیَّاض'' لقب ''قُطْبُ الدین'' ہے۔آپ کا

---

1 ......المسوی شرح موطا، ج ۱، ص ۵، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۱۸،ص ۳۷۲۔

2 ......اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۱۸،ص ۳۷۲۔

3 ......نصاب المنطق،ص۱۱۔

4 ......تذکرۂ علماء ہند،ص ۲۹۶، المسوی شرح الموطا،ج ۱،ص ۵۔

سلسلۂ نَسَب ۲۹ واسِطوں سے امیرالمؤمنین حضرت سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جاملتا ہے۔[1]

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مِیلَادُ النَّبِی کے شَیدائی تھے۔جس مُقدّس مکان میں **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادت ہوئی، تارِیخِ اِسلام میں اس مَقام کا نام ''مَولِدُ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم'' (**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیدائش کی جگہ) ہے، یہ بہت ہی مُتبرک مَقام ہے۔سَلاطِینِ اسلام نے اس مُبارک یادگار پر بہت ہی شاندار عمارت بنادی تھی، جہاں اَہلِ حَرَمَین شَرِیفَین اور تمام دنیا سے آنے والے مسلمان دن رات محفلِ مِیلاد شریف منعقد کرتے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت **شاہ ولی اللّٰہ** صاحب مُحَدِّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی کتاب ''فُیُوضُ الحَرَمَین'' میں تحریر فرماتے ہیں:

❀......''**کُنْتُ قَبْلَ ذٰلِکَ بِمَکَّۃَ الْمُعَظَّمَۃِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَوْمِ وِلَادَتِہٖ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی اس سے قبل میں مکہ مُعَظَّمہ میں مِیلاد شریف کے دن **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جائے وِلادت پر حاضر تھا، سب لوگ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دُرُود وسَلام پڑھ رہے تھے۔''

❀......''**یَذْکُرُوْنَ اِرْھَاصَاتِہِ الَّتِیْ ظَھَرَتْ فِیْ وِلَادَتِہٖ وَمَشَاھِدَہٗ قَبْلَ بِعْثَتِہٖ** آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وِلادت کے وقت جو اِرْہَاصَات[2] ظاہر ہوئے تھے اور بِعْثَت سے قبل جو واقعات رُونما ہوئے تھے ان کا ذِکرِ خَیر کر رہے تھے۔''

❀......''**فَرَاَیْتُ اَنْوَاراً سَطَعَتْ دَفْعَۃً وَاحِدَۃً لَا اَقُوْلُ اِنِّیْ اَدْرَکْتُھَا بِبَصَرِ الْجَسَدِ وَلَا اَقُوْلُ اَدْرَکْتُھَا بِبَصَرِ الرُّوْحِ فَقَطْ اَللّٰہُ اَعْلَمُ** میں نے ان انوار کو دیکھا جو یکبارگی اس محفل میں ظاہر ہوئے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ انوار میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھے یا روح کی آنکھوں سے دیکھے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے۔''

❀......''**کَیْفَ کَانَ الْاَمْرُ بَیْنَ ھٰذَا وَذَاکَ فَتَاَمَّلْتُ تِلْکَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُّھَا مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِکَۃِ**

---

1 ......اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۱۶، ص۱۳، المسوی شرح الموطا، ج۱، ص۵۔

2 ......''نبی سے جو بات خلافِ عادت قبلِ نبوّت ظاہر ہو، اُس کو اِرہاص کہتے ہیں۔'' بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۱، ص۵۸۔

الْمُؤَكِّلِيْنَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَشَاهِدِ وَبِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ بہرحال جوبھی معاملہ ہوا جب میں نے ان انوار وتجلیات میں غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ انوار ان ملائکہ کی طرف سے ظاہر ہورہے ہیں جو اس طرح کی نورانی اور بابرکت محافل میں شریک ہوتے ہیں۔"

❀......"**وَرَاَيْتُ يُخَالِطُ اَنْوَارُ الْمَلَائِكَةِ اَنْوَارَ الرَّحْمَةِ** اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ ان ملائکہ سے ظاہر ہونے والے انوار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کے اَنوار سے مل رہے ہیں۔"[1]

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت شاہ **ولی اللہ** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فرزندِ اکبر ہیں۔آپ کی بے شُمار تصانیف میں سے "تَفْسِیرِ فَتْحُ الْعَزِیْز" المعروف "تَفْسِیرِ عَزِیْزِی"، "تُحْفَہ اِثْنَا عَشَرِیَّہ"، "بُسْتَانُ الْمُحَدِّثِیْن"، "فَتَاوٰی عَزِیْزِیَّہ" اور "سِرُّ الشَّہَادَتَیْن" سَرِفہرست ہیں۔

شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت شاہ **ولی اللہ** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پوتے ہیں۔جیّد عالم اور صُوفی بزرگ تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُمّتِ مُسْلِمَہ میں اِفتراق ڈالنے والی فِرقہ وَرانہ کتاب "تقویۃ الایمان" کا پہلا رد "**مُعِیْدُ الْاِیْمَان**" کے نام سے لکھا، بعد از اں ہر دَور میں علماء نے اس کتاب کے رَد لکھے جن میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے کئی رَسائل فتاوٰی رَضَویہ میں موجود ہیں نیز اس سلسلے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خلیفہ صدرالافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کی کتاب "اَطْیَبُ الْبَیَانِ فِی رَدِّ تَقْوِیَۃِ الْاِیْمَان" بھی ایک لاجواب کتاب ہے۔

حاجی اِمدادُ اللہ مُہاجرِ مَکّی فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی:

آپ ہندوستان کے مشہور عالم دین ہیں۔۱۲۳۳ھ ہجری میں سَہارَنپُور کے نَوَاحِی عَلَاقے میں پیدا ہوئے، نہایت ہی قَلِیْلُ الطَّعَام یعنی کم کھانے والے تھے، تقویٰ و پَرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد سے ہیں۔۱۳۱۷ھ ہجری میں مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔

---

[1] ......فیوض الحرمین، ص ۲۶۔

شیخ الاسلام علامہ اَنوارُ اللّٰہ فاروقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے، جَامِعَہ نِظَامِیَّہ (حیدر آباد دکن) کے بانی ہیں، علوم وفنون میں حاجی امداد اللّٰہ مہاجر مکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے شَرفِ تَلَمُّذ حاصل کیا، آج بھی آپ کا فیض پاک وہند میں جاری ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دائرہ معارف قائم کیا، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آپ کے لیے زبردست القابات استعمال فرمائے ہیں۔ والدہ کی طرف سے آپ کا نسب شیخ احمد کبیر رفاعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملتا ہے۔[1]

مولانا حکیم غلام قادر بیگ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یکم محرم الحرام ۱۲۴۳ ہجری کو لکھنؤ ہند میں پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد نے لکھنؤ سے سکونت ترک کرکے بریلی شریف میں سکونت اختیار کرلی، آپ نَسلاً ایرانی یا تُرکستانی مُغل نہیں ہیں بلکہ شاہانِ مُغلیہ نے آپ کے اَجداد کو مرزا اور بیگ کے خطابات سے نوازا تھا، آپ کا سلسلۂ نسب خواجہ عبیدُ اللّٰہ اَحرار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملتا ہے اور ان کے وسیلے سے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملتا ہے۔ اپنے وقت کے مَشہور عالِمِ دِین، عابِد وزاہد اور مُتَّقی شخص تھے، انتہائی مُنکَسِرُ المِزَاج اور خوش اَخلاق تھے، اِنہی اَوصاف کی بِنا پر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے والد ماجد رَئیسُ المُتَکَلِّمِین مولانا نقی علی خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن سے آپ کے بہت قریبی رَوابِط تھے، اگرچہ آپ کا شُمار اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے اَساتِذہ میں ہوتا ہے لیکن فتاوٰی رضویہ میں آپ ہی کے پوچھے گئے سوالات کی تعداد کم وبیش انیس ۱۹ ہے۔[2]

مولانا اِرشاد حُسین رامپوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تیرہویں صدی ہجری کے بُزرگ ترین عالِم اور مُحَدِّثِ کامِل تھے، آپ کا سلسلۂ نسب نو ۹ واسطوں سے سیِّدُنا مُجَدِّدِ الف ثانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تک جاتا ہے اور ان کے وسیلے سے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۴ صفر المظفر ۱۲۴۸ ہجری کو ہوئی اور ۱۵ جمادی الآخر ۱۳۱۱ ہجری کو تقریباً ۶۳

1 ...... عقیدۂ ختم نبوت، ج۵، ص۱۸۔
2 ...... مولانا نقی علی خان، حیات اور علمی وادبی کارنامے، ص۸۸۔

سال کی عمر میں وصال فرمایا۔[1]

خواجہ غلام فَرِید فاروقی مِٹّھن کوٹ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ :

آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ۱۲۶۱ ہجری بمطابق ۱۸۴۳ عیسوی کو دریائے سندھ کے مشرقی علاقے چاچڑاں میں پیدا ہوئے، آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ صاحبِ بَصیرت عالمِ دِین اور پاکیزہ سیرت صُوفی تھے۔آپ نے روھی (چولستان) کے صحراء میں کم وبیش اٹھارہ سال عبادت ورِیاضت میں گزارے، آپ کا وِصال ۱۳۱۹ ہجری میں ہوا۔[2]

مولانا غلام مُجَدِّد سَرہِندی مُجَدِّدِی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ :

آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مکمل نام غلام مُجَدِّد بن عبدالحلیم بن عبدالرحیم مُجَدِّدِی سَرہِندی ہے۔ ۱۳۰۱ ہجری بمطابق ۱۸۸۳ عیسوی میں پیدا ہوئے۔آپ کا سلسلۂ نسب ۱۰ وَاسِطوں سے امام رَبّانی حضرت مُجَدِّدِ اَلف ثانی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تک پہنچتا ہے اور پھراُن کے وسیلے سے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ زَبردَست عالمِ دِین، شُعْلَہ بَیان خَطِیب اور سرورِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سچے مُحِبّ اور عاشِقِ رسول تھے۔حق گوئی، بے باکی، مہمان نوازی اور خُودداری آپ کے نُمایاں اَوصاف تھے۔غیر مُسلم بھی آپ کا دِلی طور پر بہت اِحترام کیا کرتے تھے۔آپ کا وصال ۱۳۷۶ ہجری بمطابق ۱۹۵۷ عیسوی میں ہوا۔[3]

یا اللہ عَزَّوَجَلَّ ان تمام بزرگوں کے مزارات پر اپنی رحمت کی بارش برسا اور ہمیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سلسلے کے تمام بُزرگوں کے فیض سے مالا مال فرما، ان کے صدقے ہماری مغفرت فرما۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب !　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1. ......تذکرہ محدث سورتی، ص۲۷۶۔
2. ......اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج۱۵، ص۳۳۵ ملخصاً۔
3. ......تذکرہ اکابر اہلسنت، ص۳۳۳ ملخصا۔

اَوصافِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتِ مُبارَکہ میں سب سے عظیم، ظاہِری و باطِنی وَصف ''عِشقِ رَسُول'' تھا اور اسی پر آپ کی پوری حیات طیبہ کا مدار تھا۔ اس کے علاوہ آپ کی ذاتِ مُبارَکہ میں بے شُمار ایسے اَوصاف تھے جو آپ کی شخصیت کی عَکاسی کرتے تھے اور دیکھنے والا اُن اَوصاف کے سبب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طَیِّبہ سے مُتاثر ہوجاتا تھا۔ یقیناً یہ تمام اوصاف آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رِسالت سے عطا ہوئے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سراپا خیر ہی خیر تھے۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم کی ذات سراپا خیر ہے:

حضرت سیِّدُ نا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **خلیفۂ رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یوں پکارا: ''**یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہ** یعنی اے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد امت میں بہترین شخص'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذَاکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِنْ عُمَرَ** یعنی آپ نے مجھے یوں کہہ دیا ہے تو سنیئے کہ میں نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ ''عمر سے بہتر کسی انسان پر آج تک سورج طُلوع نہیں ہوا۔''(1)

مدینہ منورہ میں سب سے بہتر:

حضرت سیِّدُ نا ثَابِتُ بِن حُجَّاج رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا ابوسُفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھجوایا، انہوں نے انکار کر دیا تو دوعالَم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ خَیْرٌ مِنْ عُمَرَ**

---

(1)......ترمذی، کتاب المناقب، مناقب عمر بن خطاب، ج ۵، ص ۳۸۴، حدیث: ۳۷۰۴۔

تیسرا باب

اوصافِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عاجِزی واِنکساری، حلم وبُردباری وسخاوت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اِنْفَاقٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ (راہِ خُدا میں خرچ کرنا)
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی باکمال فِراست ومُعاملہ فہمی، اِطاعتِ باری تعالی، تقویٰ وپرہیزگاری
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نماز، نماز میں قراءت، ذکر اللہ اور روزے
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اِعتکاف، جنّتی اَعمال، تلاوت اور گریہ وزاری
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خوفِ خُدا، دُنیا سے بے رَغبتی، فکرِ آخرت، فاروقِ اعظم اور جذبۂ اِیثار
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حق وصداقت کے شہنشاہ، آپ ''صِدّیق'' ہیں۔
- ......ہیبتِ فاروقِ اعظم اور شیطان، بارگاہِ رسالت میں فاروقِ اعظم کا پاس، آپ کا غصہ اور جلال
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اِتّباعِ سُنّت، اِطاعت گزار رعایا، آپ کی جُرأت وبہادری
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور نیکی کی دعوت، قبر کے احوال، نکیرین کے سوال
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیر مُسلموں سے کَنارہ کشی، شرعی اَحکام کی پاسداری،
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مَریضوں کی عِیادت اور لَواحقین سے تعزیت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور مُختلف عُلوم، منقول تفسیرِ قُرآن ومَروی اَحادیثِ مُبارکہ

یعنی مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان عمر سے بہتر کوئی شخص نہیں۔‘‘(1)

فاروقِ اعظم کی تین خصلتیں:

حضرت سیِّدُنا عَوف بِن مالِک اَشْجَعِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے لوگ جمع ہیں جن میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے بلند ہیں۔ عام لوگوں سے تقریباً تین ہاتھ تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر اونچا تھا۔ میں نے کہا: ’’یہ کون ہیں؟‘‘ لوگوں نے بتایا: ’’یہ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔‘‘ میں نے کہا: ’’یہ اتنے اونچے کیوں ہیں؟‘‘ لوگ کہنے لگے: ’’ان میں تین خصلتیں ہیں: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی شخص کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ (۲) انہیں خلیفہ بنایا گیا۔ (۳) اور شہید کیا گیا ہے۔‘‘

مزید فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آیا اور انہیں اپنا خواب سنایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا بھیجا۔ ان کے آنے کے بعد حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے دوبارہ خواب سنانے کا ارشاد فرمایا تو میں نے پھر خواب سنانا شروع کیا اور جب میں نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تین خصلتیں بیان کرتے ہوئے کہا: ’’انہیں خلیفہ بنایا گیا۔ تو حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میری طرف دیکھا اور مجھے جھڑکا کہ یہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زندہ ہیں اور یہی خلیفہ ہیں اور تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟‘‘

بعد میں حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب خلیفہ بنے اور مِنْبَر پر بیٹھے تو مجھے بلایا اور وہی خواب سنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے خواب سنانا شروع کیا اور جب میں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تین خصلتیں بیان کرتے ہوئے یہ کہا: ’’یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے۔‘‘ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ’’مجھے امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے انہی لوگوں میں شامل فرمادے گا۔‘‘ میں نے دوسری صفت بیان کرتے ہوئے کہا: ’’انہیں خلیفہ بنایا گیا۔‘‘ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ’’بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے یہ مَنصَب عطا فرمایا ہے اور آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اسے صحیح طور پر سنبھالنے کی

---

(1) ......فضائل الصحابة للامام احمد، ومن فضائل عمر بن الخطاب، ص ۴۳۰، الرقم: ۶۸۰۔

توفیق عطا فرمائے۔'' پھر میں نے تیسری صفت بیان کرتے ہوئے کہا: ''انہیں شہید کیا گیا۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میرے لیے شہادت کہاں؟ یہ تو تمہارے سامنے ہے کہ جنگوں میں تم لوگ جاتے ہو، میں نہیں۔'' پھر فرمایا: ''ہاں کیوں نہیں؟ اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ چاہے تو ایسا بھی ہوسکتا ہے، اور جب وہ چاہے گا ایسا ہوجائے گا۔''(1)

عذابِ الٰہی سے بچانے والی تین خصلتیں:

حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ابولُولُو نے جب زخمی کردیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: ''میری ان تین باتوں سے حفاظت کیجئے ،: ''میری ان تین باتوں سے حفاظت کیجئے ،اگر کوئی شخص یہ تین باتیں میری جانب مَنْسُوب کرے تو آپ سمجھ لیں کہ وہ جھوٹا ہے۔'' پھر یہ تین باتیں ارشاد فرمائی: (۱) ''میں نے کوئی مَمْلُوک (غلام) چھوڑا ہے۔'' (۲) ''میں نے **کَلَالَہ**(2) کے بارے میں کسی چیز کا کوئی فیصلہ کیا ہے۔'' (۳) ''میں اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کر چکا ہوں۔'' جو بھی ان تینوں باتوں میں سے کوئی بھی بات کہے تو سمجھ لینا کہ بِلاَشُبہ وہ جھوٹا ہے۔

یہ فرمانے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زاروقطار رونے لگے۔'' حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس گِریہ وزاری کا سبب دریافت کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے آخرت میں پیش آنے والا معاملہ رُلا رہا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''اے امیر المومنین! آپ میں تین خصلتیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو کبھی عذاب نہیں دے گا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ کون سی خصلتیں ہیں؟'' میں نے عرض کی: ''(۱) آپ بات کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں۔ (۲) فیصلہ کرتے ہوئے عدل کرتے ہیں۔ (۳) رحم کی اپیل کی جاتی ہے تو رحم کرتے ہیں۔''(3)

---

1 ......الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۴۲۔

2 ......''کَلَالَہ'' اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ تو ماں باپ چھوڑے اور نہ ہی اولاد۔ (پ ۴، النساء: ۱۲)

3 ......موسوعۃ آثار الصحابۃ، مسند آثار الفاروق، ج ۱، ص ۱۲۷، الرقم: ۵۸۲۔

فاروقِ اعظم کی عاجزی وانکساری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کسی شخص میں لاتعداد ایسے اوصاف موجود ہوں جو اس کی شخصیت کی بھرپور عکاسی کرتے ہوں اور لوگوں میں ان کا چرچہ بھی ہو تو بسا اوقات ایسا شخص اپنے نفس کے مکروفریب میں آکر تکبُّر اور خُود پَسندی جیسے اَمراض میں مبتلا ہو جاتا ہے، لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بے شمار اَوصاف کی حامل ہونے کے باوجود **بِحَمْدِاللّٰہِ تَعَالٰی** ان باطنی اَمراض سے پاک اور مُبَرّاء تھے۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ پر کئی کتب لکھی جاچکی ہیں اور تقریباً تمام لوگوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اخلاق، عادات واطوار کو بیان کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عاجِزی واِنکِساری اور تواضُع کو ایک مُستقِل باب میں بیان کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ جیسے عالم اسلام کے عظیم حکمران کا **حقوق اللّٰہ**، حقوق الرسول، حقوق اہل بیت، حقوق العباد کی پاسداری، عدل وانصاف، امن وامان قائم کرنے، علمِ دِین کی نَشر واِشاعت وغیرہ جیسے جواہرات سے مُرَصَّع تاج پر عاجزی وانکساری ایک خُوشْنُما طُرَّہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی عاجزی وانکساری کے سبب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو وہ عزت اور مقام ومرتبہ عطا فرمایا کہ آج تک چہار دَانگِ عالَم میں آپ کے ذِکر کی دھوم ہے اور تاقیامت تمام مسلمان آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اَوصاف حمیدہ کو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بیان کرتے اور ان پر عمل کرتے رہیں گے۔

عاجزی وانکساری سے رفعت ملتی ہے:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ شفیعِ روزِشُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**مَا زَادَ اللّٰہُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کے عَفْو ودَرگُزر کی وجہ سے اس کی عزت میں اِضافہ فرما دیتا ہے اور جو شخص **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔''(1)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اَلتَّوَاضُعُ لَا یَزِیْدُ الْعَبْدَ اِلَّا رِفْعَۃً فَتَوَاضَعُوْا یَرْفَعَکُمُ اللّٰہُ وَالْعَفْوُ لَا یَزِیْدُ الْعَبْدَ اِلَّا عِزًّا فَاعْفُو**

---

(1) ......مسلم، کتاب البر، باب استحباب العفووالتواضع، ص ۱۳۹۷، حدیث: ۲۵۸۸ مختصراً۔

یَعِزُّ کُمُ اللّٰہُ یعنی تواضُع سے بندے کی رفعت میں اضافہ ہوتا ہے، لہٰذا تواضُع اختیار کرو، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **تمہیں بلندی عطا** فرمائے گا اور دَرگُزَر سے کام لینا عزت میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا عفو ودرگزر سے کام لیا کرو، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **تمہیں عزت عطا** فرمائے گا۔''[1]

فاروقِ اعظم زمین پر آرام فرماتے:

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**لَمَّا نَفَرَ عُمَرُ کَوَّمَ کَوْمَۃً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ بَسَطَ عَلَیْھَا ثَوْبَہُ وَاسْتَلْقٰی عَلَیْھَا** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب شہر سے باہر کہیں سفر وغیرہ پر جاتے تو راستے میں اِستِراحت کے لیے مٹی کا ڈھیر لگا کر اس پر کپڑا اِبچھاتے اور پھر آرام فرماتے۔''[2]

فاروقِ اعظم کا سفرِ حج عام مسلمانوں کی طرح:

حضرت سیِّدُنا عامِر بن رَبِیْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حج کے لیے مکہ مکرمہ کو روانہ ہوئے تو پورے سفرِ حج میں جہاں کہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑاؤ کیا، نہ وہاں خیمہ لگایا نہ قنات، صرف یہ کہ کسی درخت پر چادر یا چٹائی ڈال لیتے اور اس کے سائے میں بیٹھ جاتے۔''[3]

فاروقِ اعظم کی عاجزی وانکساری کی انتہا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ملک شام تشریف لے گئے، حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیْدَہ بن جَراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ دونوں ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں گھٹنوں تک پانی تھا، آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، اونٹنی سے اترے اور اپنے موزے اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لئے، پھر اونٹنی کی لگام تھام کر پانی میں داخل ہو گئے تو حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیدہ بن جَراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ اَھْلَ الْبَلَدِ اِسْتَشْرَفُوْکَ**

---

1. ......جمع الجوامع، حرف التاء، ج ۴، ص ۱۲۵، حدیث: ۱۰۶۹۷ ملتقطاً۔
2. ......مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج ۸، ص ۱۵۰، حدیث: ۲۱۔
3. ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۰۵۔

یعنی اے امیر المؤمنین! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کام کر رہے ہیں مجھے یہ پسند نہیں کہ یہاں کے باشندے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نظر اٹھا کر دیکھیں۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عاجزی وانکساری سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَوَّہْ لَمْ یَقُلْ ذَا غَیْرُکَ اَبَا عُبَیْدَۃَ جَعَلْتُہُ نَکَالًا لِّاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّا کُنَّا اَذَلَّ قَوْمٍ فَاَعَزَّنَا اللّٰہُ بِالْاِسْلَامِ فَمَھْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّ بِغَیْرِ مَا اَعَزَّنَا اللّٰہُ بِہٖ اَذَلَّنَا اللّٰہُ یعنی افسوس اے ابوعبیدہ! اگر یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اسے اس اُمت کے لئے نِشانِ عبرت بنا دیتا۔ کیا تمہیں یاد نہیں ہم ایک بے سرو سامان قوم تھے، پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت بخشی، جب بھی ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ عزت کے علاوہ عزت حاصل کرنا چاہیں گے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں رُسوا کر دے گا۔''[1]

عیدگاہ کی طرف ننگے پاؤں تشریف لے جانا:

حضرت سیِّدُنا زِرّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''رَاَیْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ یَمْشِیْ حَافِیاً یعنی میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (نمازِ عید کے لیے) ننگے پاؤں ہی تشریف لیے جا رہے ہیں۔''[2]

عاجزی کے متعلق فرمانِ فاروقِ اعظم:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَ اللّٰہُ حَکَمَتَہٗ یعنی بندہ جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی قدر و منزلت کو بڑھا دیتا ہے۔''[3]

میرے عیب بتانے والا میرا محبوب:

حضرت سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ مَنْ رَفَعَ اِلَیَّ عُیُوْبِیْ یعنی مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو مجھے

---

1 ......مستدرک حاکم، کتاب الایمان، قصۃ خروج عمر الی الشام، ج ۱، ص ۲۳۶، حدیث: ۲۱۴۔

2 ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ومن مناقب امیر ۔۔۔ الخ، ج ۴، ص ۳۲، حدیث: ۴۵۳۵۔

3 ......احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان فضیلۃ التواضع، ج ۳، ص ۴۱۹۔

میرے عیب بتائے۔“[1]

اپنے نفس سے عاجزی کا اقرار:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت علامہ ابنِ جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”**فَمِنْ سَعَادَۃِ الْمَرْءِ اَنْ یُّقِرَّ عَلٰی نَفْسِہٖ بِالْعِجْزِ وَ التَّقْصِیْرِ فِی جَمِیْعِ اَفْعَالِہٖ وَ اَقْوَالِہٖ** یعنی آدمی کی خوش بختی کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے نفس سے عاجزی اور اپنے تمام افعال واقوال میں کوتاہی کا اقرار کرائے۔“[2]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بھی یہ عادتِ مُبارَکہ تھی کہ نہایت ہی عاجزی وانکساری کرنے کے ساتھ ساتھ بسا اوقات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے نفس سے بھی عاجزی کا اقرار کرواتے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا اِبنِ مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہیں باہر نکلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار تھی، میں نے سنا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے آپ کو مخاطب کر کے بطورِ عاجزی ارشاد فرما رہے تھے: ”**اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! وَاللّٰہِ لَتَتَّقِیْنَ اللّٰہَ اَوْ لَیُعَذِّبَنَّکَ** یعنی اے مسلمانوں کے خلیفہ! قسم بخدا! تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو، ورنہ وہ تمہیں ضرور عذاب دے گا۔“[3]

نفس کو ذلیل کرنے کا عزم:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عُمر بن حَفْص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی پُشت پر مَشکیزہ اٹھالیا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ حضور آپ مَت اٹھائیں، ارشاد فرمایا: ”**اِنَّ نَفْسِیْ اَعْجَبَتْنِیْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اُذِلَّھَا** یعنی میرے نفس نے مجھے عُجب پسندی میں مبتلا کردیا تو میں نے اسے ذلیل کرنے کی ٹھان لی۔“[4]

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۲۲۔

2 ......بحر الدموع، ص ۲۰۰۔

3 ......موطا امام مالک، کتاب الکلام، باب ماجاء فی التقی، ج ۲، ص ۴۶۹، حدیث: ۱۹۱۸۔

4 ......تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۷۰۔

فاروقِ اعظم کی تَکَبُّر کی نَحُوسَت سے پاکیزگی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عاجزی وانکساری کو پڑھ کر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جہاں عاجزی وانکساری کے پیکر تھے وہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تکبر جیسی نَحوست سے پاک وصاف تھے۔ کیونکہ تکبر یہ ہے کہ آدمی اپنے کو دوسروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے آپ سے حقیر جانے۔ تکبر کا انجام ذِلت وخواری ہے جو تکبر کرے گا یقیناً ذلیل ہوگا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزِندانِ لعنت گرفتار کرد

یعنی ''تکبر نے عَزَازِیل (شیطان) کو ذلیل وخوار کردیا اور اس کو لعنت کے جیل خانہ میں گرفتار کردیا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **خلیفۂ رسول اللّٰہ** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد سب سے افضل وبہتر ہونے کی بارگاہِ رسالت سے سند عطا ہوئی لیکن آپ نے کبھی تَفَاخُرانہ انداز اِختیار نہ کیا اور نہ ہی کسی مسلمان کو حقیر جانا۔ بلکہ بسا اوقات آپ دیگر مسلمانوں کو اپنے سے بہتر ارشاد فرماتے۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُ نا ابو رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے قریب سے گزرے تو میں قرآن پاک کی خوبصورت لہجے میں تلاوت کررہا تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سن کر ارشاد فرمایا: ''**یَا اَبَا رَافِعْ! لَاَنْتَ خَیْرٌ مِّنْ عُمَرَ تُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْکَ** یعنی اے ابو رافع! یقیناً تم عمر سے بہتر ہو کہ تم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حقوق اور اپنے آقا کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہو۔''(1)

فاروقِ اعظم کا حلم وبردباری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کسی کو کوئی عہدہ مل جائے تو عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اس کے حِلْم یعنی قُوَّتِ برداشت میں بہت زیادہ کمی آجاتی ہے، خُصُوصاً جب اس کے مقام ومرتبہ کے خلاف کوئی بات ہوجائے، لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عالَمِ اِسلام کے وہ عظیم الشان آئیڈیل حکمران تھے جن کے حِلْم اور بُرْدباری میں کبھی

(1) شعب الایمان للبیہقی، باب فی حق السادۃ علی الممالیک، ج۶، ص۳۸۶، حدیث: ۸۶۱۳۔

کمی نہ آئی، اگر کسی سے کبھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے منصب کے خلاف کوئی کوتاہی ہو بھی گئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی اس سے انتقام نہ لیا اور اور نہ ہی اس پر کسی قسم کی کوئی سَرزَنِش کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حلم وبُردباری کا ایک عظیم الشان واقعہ ملاحظہ کیجئے۔

جنگی قاصد آپ کو نہ پہچان سکا:

حضرت سیِّدُنا سَعد بِن اَبی وَقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ملک عراق میں کفار کے خلاف بَرسَرِ پیکار تھے۔ انہوں نے جنگی حالات کے متعلق امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خط لکھ کر بذریعہ قاصد روانہ کیا۔ اِدھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لشکرِ اسلام کی بہت فکر دامنْ گیر تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روزانہ صبح قادِسِیَّہ کی طرف جانے والے راستے پر اکیلے نکل جاتے اور دوپہر تک قاصِد کا اِنتظار کرتے رہتے، اس راستے سے آنے والے ہر شخص سے جنگ کی تازہ ترین صورتِ حال جاننے کی کوشش کرتے۔ ایک روز حسب معمول آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی راستے پر نکلے ہوئے تھے کہ حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قاصد آپہنچا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ''کہاں سے آئے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''میں قاصد ہوں۔'' ارشاد فرمایا: ''**حَدِّثْنِی** یعنی جنگ کی کیا خبر ہے؟ مجھے بتاؤ۔'' اس نے کہا: ''**ھَزَمَ اللّٰہُ الْعَدُوَّ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دشمنوں کو شکست دے دی ہے اور اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی ہے۔'' یہ کہہ کر قاصد اپنی اونٹنی سمیت آگے بڑھ گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اس کی اونٹنی کے ساتھ ساتھ پیدل دوڑنے لگے اور ساتھ ہی ساتھ اس سے فتح کے متعلق دیگر سوالات کرتے رہے یہاں تک کہ دونوں مدینہ منورہ میں داخل ہوگئے۔ لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ قاصد نہایت ہی شرمِندہ ہوا اور عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگا: ''یا امیر المومنین! آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں۔'' فرمایا: ''تم پر کوئی اعتراض نہیں۔''[1]

فاروقِ اعظم کی طرف اِصلاحی مکتوب:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حلم کا یہ عالم تھا کہ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود اگر کوئی ماتحت آپ کو نصیحت آمیز بات کہتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بُرا مَنانے کے بجائے اس کی بات کو خوشی سے قبول فرماتے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا

---

1 ...... فتوح الشام، ذکر فتوح الخورنق۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۷۹، مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب السابع والاربعون، ص ۱۴۱۔

ابوعُبَیدہ بن جَرّاح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وحضرت سیِّدُنا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نصیحتوں سے بھرپور مکتوب لکھا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس مکتوب کو پڑھ کر جواباً ارشاد فرمایا: ''**کَتَبْتُمَا تَعَوَّذَانِیْ بِاللّٰہِ اَنْ اَنْزِلَ کِتَابَکُمَا سِوَی الْمَنْزِلِ الَّذِیْ نَزَلَ مِنْ قُلُوْبِکُمَا وَاَنَّکُمَا کَتَبْتُمَا بِہٖ نَصِیْحَۃً لِیْ وَقَدْ صَدَقْتُمَا فَلَا تَدْعَا الْکِتَابَ اِلَیَّ فَاِنَّہٗ لَا غِنٰی بِیْ عَنْکُمَا وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمَا** یعنی آپ دونوں نے مجھے نصیحتوں سے بھرپور مکتوب لکھا کہ آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ میں یہ خط پڑھ کر وہ مفہوم لوں جو آپ کے دلوں میں نہیں ہے جبکہ آپ نے تو خیر خواہی کے لیے لکھا ہے۔ آپ دونوں نے سچ کہا ہے، مجھے آئندہ بھی آپ کے خط کا انتظار رہے گا، میں آپ حضرات (کی خیر خواہی) سے بے نیاز نہیں ہوں۔''(1)

فاروقِ اعظم کی سخاوت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بے شمار اوصاف کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت سخی بھی تھے، آپ کی سخاوت کے خود آپ کے دوستوں کے مابین بھی چرچے ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد حضرت سیِّدُنا اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے شہزادے حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعض اوصاف کے متعلق گفتگو کی تو میں نے ان کے سامنے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف بیان کیے تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''**مَا رَاَیْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حِیْنَ قُبِضَ کَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰی اِنْتَہٰی مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی رسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد میں نے کسی بھی شخص کو زیادہ کوشش کرنے والا اور سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا حتی کہ یہ اوصاف سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ختم ہو گئے۔''(2)

---

(1)......مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج۸، ص۱۴۸، حدیث: ۱۰ ملتقطا، حلیۃ الاولیاء، معاذ بن جبل، ج۱، ص۳۰۲۔

(2)......بخاری، کتاب المناقب، مناقب عمر بن الخطاب، ج۲، ص۵۲۷، حدیث: ۳۶۸۷۔

ایک ہزار دینار بطور انعام عطا فرمادیے:

حضرت سیِّدُنا عامِر بن حَزم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: ''اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجَازَ رَجُلًا بِاَلْفِ دِیْنَارٍ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کو ایک ہزار دینار بطورِ انعام عطا فرمادیے۔''(1)

حجام کی دل جوئی کے لیے چالیس درہم:

حضرت سیِّدُنا عِکْرِمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت میں بہت ہی ہیبت تھی، ایک بار حجام آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بال بنارہا تھا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے گلا صاف کرنے کے لیے کھنکارا تو اس بے چارے حجام کا خوف کے مارے وضو ٹوٹ گیا۔ بعد ازاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس حجام کی دلجوئی کے لیے چالیس درہم دینے کا حکم فرمایا۔(2)

فاروقِ اعظم اور انفاق فی سبیل اللّٰہ

محبوب شے کو راہ خدا میں خرچ کردیا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایسے سخی تھے کہ راہِ خدا میں اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ چیزیں بھی خرچ کردیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''میرے والدگرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حصے میں خیبر کی کچھ زمین آئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کیا: ''اَصَبْتُ اَرْضًا لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ مِنْهُ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِيْ بِهٖ یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ خیبر کی زمین میرے حصے میں آئی ہے اور اس سے نفیس مال مجھے کبھی نہیں ملا، آپ ارشاد فرمائیں کہ میں اس زمین کا کیا کروں؟'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا یعنی اے عمر! اگر تم چاہو تو اسے اپنی

---

(1) ......مصنف ابن ابی شیبة، کتاب البیوع والاقضیة، من رخص فی جوائز الاسراء۔۔۔الخ، ج۵، ص۴۳، حدیث: ۱۹۔

(2) ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج۳، ص۲۱۷۔

مِلکیت ہی میں رکھو اور اس کے مَنافع راہِ خدا میں صدقہ کردو۔'' چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس زمین کو ایسے صدقہ کیا کہ نہ تو اس کو بیچا جائے گا، نہ ہی ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہوگی بلکہ اس کی آمدنی کو فُقراء، غریب رشتہ داروں، مُسافروں، مہمانوں اور راہِ خدا میں خرچ کیا جائے گا، اور اس کے مُتوَلِّی کو اجازت ہے کہ اس میں سے اپنی ذات یا دوستوں پر جائز طریقے سے خرچ کرے۔ (1)

اپنی باندی کو راہِ خدا میں آزاد کردیا:

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو کسریٰ کے شہر مَدائِن کی فتح کے دن پیغام بھیجا کہ جَلُولاء کے قیدیوں سے ایک باندی خرید کر میرے لیے روانہ کردو۔ انہوں نے ایک لونڈی کو آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ جب وہ لونڈی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا۔ (یعنی وہ بہت خوبصورت تھی) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ** ﴾ (پ۴، آل عمران: ۹۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس باندی کو اُسی وقت راہِ خدا میں آزاد کردیا۔'' (2)

فاروقِ اعظم کی با کمال فراست

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنی مایہ ناز مشہورِ زمانہ تصنیف ''**فیضانِ سنت**'' جلد دوم کے باب ''**نیکی کی دعوت**'' حصہ اول صفحہ ۳۰۷ پر فِراسَت کی تعریف کچھ یوں بیان فرمائی ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے اولیاء کے دلوں میں وہ چیز ڈالتا ہے جس سے انہیں بعض لوگوں کے حالات کا علم ہوجاتا ہے۔'' واقعی مؤمن کے لیے یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ نور ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابوسَعِید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ...... بخاری، کتاب الوصایا، الوقف کیف یکتب، ج ۲، ص ۲۴۴، حدیث: ۲۷۷۲۔

2 ...... تفسیر قرطبی، پ ۴، آل عمران، تحت الآیۃ: ۹۲، ج ۲، الجزء: ۴، ص ۱۰۱۔
کنز العمال، کتاب الزکوۃ، فصل فی آداب الصدقۃ، الجزء: ۶، ج ۳، ص ۱۵۲، حدیث: ۱۶۰۱۸۔

نے ارشاد فرمایا: ''مؤمن کی فراست سے ڈرو کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔''(1)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس نور سے بدَرَجہ اَتَم مَعْمُور تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کے بے شمار ایسے پہلو ہیں جو آپ کی فراست سے معمور ہیں، خصوصاً آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقات آپ کی اعلی فراست کی روشن دلیل ہیں۔(2) بہرحال آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی نوری فراست سے مختلف لوگوں کے مختلف اقوال وافعال کو جان لیا کرتے تھے۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم سچ اور جھوٹ کی پہچان کرلیتے:

......حضرت سیِّدُنا طَارِق بِن شِہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اگر کوئی شخص امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے کوئی بات بیان کرتا اور اس میں جھوٹ مِلاتا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کو روک دیتے، وہ پھر بیان کرتا تو پھر روک دیتے۔ جب وہ بیان کرلیتا تو کہتا کہ ''میں نے جو کچھ بیان کیا وہ حق ہے مگر جتنے حصے کے بارے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ اس کو روک دوں وہ حق نہیں تھا۔''(3)

......حضرت سیِّدُنا حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ: ''**اِنْ كَانَ اَحَدٌ يَعْرِفُ الْكِذْبَ اِذَا حَدَّثَ بِهٖ اِنَّهٗ كِذْبٌ فَهُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی اگر کسی شخص کو گفتگو میں جھوٹ کی پہچان ہوجایا کرتی تھی تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ تھی۔''(4)

فاروقِ اعظم اور اجنبی شخص کی پہچان:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسجد میں تشریف فرما تھے ساتھ ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اصحاب بھی تھے کہ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا: ''حضور! کیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

1 ......ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحجر، ج۵، ص۸۸، حدیث: ۳۱۳۸۔

2 ......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقات کے لیے اسی کتاب کا موضوع ''موافقات فاروقِ اعظم'' ص۶۷۴ کا مطالعہ کیجئے۔

3 ......تاریخ ابن عساکر، ج۴۴، ص۲۸۲۔

4 ......تاریخ ابن عساکر، ۴۴، ص۲۸۱۔

اس شخص کو جانتے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''ایک شخص کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے متعلق غیب سے اطلاع دی تھی جس کا نام (حضرت سیِّدُنا) **سَوادبن قارِب** (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) ہے، میں نے اسے دیکھا تو نہیں لیکن اگر وہ زندہ ہے تو پھر وہ یہی شخص ہے اور اُسے اپنی قوم میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے بلالیا اور اس سے گفتگو فرمائی تو ویسا ہی ہوا جیسا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا تھا۔[1]

شراب کی بوتل سرکہ بن گئی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک بار مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نوجوان آرہا ہے اور اس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل بھی چُھپا رکھی تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی فراست سے پہچان لیا کہ یہ شراب ہی کی بوتل ہوگی، چنانچہ جیسے ہی وہ قریب پہنچا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے پوچھا: ''اے نوجوان! یہ کپڑوں کے نیچے کیا اٹھا رکھا ہے؟'' یقیناً اس بوتل میں شراب تھی نوجوان نے اسے شراب کہنے میں شرمندگی محسوس کی۔ اس نے فوراً دل ہی دل میں دعا کی: ''**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے شَرمندہ اور رُسوا نہ فرما، ان کے ہاں میری پردہ پوشی فرما، میں تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی شراب نہیں پیوں گا۔'' اس کے بعد نوجوان نے عرض کیا: ''امیر المؤمنین! یہ تو سرکے کی بوتل ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے دکھاؤ۔'' جب اس نے وہ بوتل آپ کے سامنے کی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دیکھا تو وہ واقعی سرکے کی بوتل تھی۔[2]

بیٹے کے حقیقی رشتے کو پہچان لیا:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت

---

1 ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر سواد بن قارب الازدی، ج ۴، ص ۷۹۸، حدیث: ۶۶۱۷۔
معجم کبیر، سواد بن قارب، ج ۷، ص ۹۲، حدیث: ۶۴۷۵۔

2 ......مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص ۲۷-۲۸۔

سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کے پاس سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ''وَیۡحَکَ حَدِّثۡنِیۡ مَارَاَیۡتُ غُرَاباً بِغُرَابٍ اَشۡبَہَ بِھٰذَا مِنۡکَ یعنی بہت خوب! کیا معاملہ ہے کہ آج تک میں نے کوّوں میں بھی اتنی مُشابَہت نہیں دیکھی جتنی تم باپ بیٹے میں ہے؟'' اس شخص نے (ایک حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے) عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس بچے کو اس کی ماں نے مرنے کے بعد جنا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی تفصیل بتاؤ۔''

اس نے تفصیل بتاتے ہوئے عرض کی کہ ایک دفعہ میں جنگ کے لیے اپنے گھر سے نکلا تو اس وقت اِس کی ماں اِس سے حاملہ تھی، اُس نے مجھے کہا: ''میں حاملہ ہوں اور تم مجھے اس حال میں چھوڑ کر جنگ پر جارہے ہو؟'' میں نے اس سے کہا: ''تمہارے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کو بطورِ امانت دے کر جارہا ہوں۔'' پھر میں چلا گیا۔ جب میں جنگ سے لوٹ کر واپس آیا تو دیکھا کہ گھر کا دروازہ بند ہے، میں نے اپنی زوجہ کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کا انتقال ہوگیا ہے، میں اس کی قبر پر گیا اور فرطِ غم سے روتا رہا۔ پھر رات کے وقت میں اپنے چچا کے بیٹوں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ میں نے جَنَّتُ الْبَقِیۡع میں قبروں کے درمیان آگ دیکھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ تو وہ لوگ میرے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور کچھ نہ بتایا۔ میں ان کے پاس گیا اور دوبارہ پوچھا تو انہوں نے میری زوجہ کی قبر کے بارے میں بتایا کہ ہم روزانہ اس کی قبر پر آگ دیکھتے ہیں۔ یہ سن کر میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ (بے شک ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لیے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے) پڑھا۔ کیونکہ خدا کی قسم! وہ یعنی میری زوجہ تو کثرت سے روزے رکھنے والی، نَوافِل ادا کرنے والی اور نہایت ہی پاک دامن مسلمان تھی۔ میں نے (قبر کی کھدائی کے لیے) ایک پھاوڑا لیا اور اپنے چچا کے بیٹوں کو لے کر قبر پر آیا۔ دیکھا تو قبر پہلے ہی کھلی ہوئی تھی، میری زوجہ اس میں بیٹھی ہوئی تھی اور یہ بچہ اس کے گرد کھیل رہا تھا۔ اسی وقت آسمان سے نِدا کرنے والے ایک مُنادی نے یوں ندا کی: ''اَیُّھَا الۡمُسۡتَوۡدِعُ رَبَّہٗ وَدِیۡعَتَہٗ خُذۡ وَدِیۡعَتَکَ اَمَّا لَوِ اسۡتَوۡدَعۡتَ اُمَّہٗ لَوَجَدۡتَّھَا یعنی اے اپنے رب کے پاس امانت رکھوانے والے! اپنی امانت (بچہ) لے لے اگر تو اس کی ماں کو بھی بطورِ اَمانت اپنے رب کے سپُرد کر جاتا تو اسے بھی ضرور (زندہ) پاتا۔'' میں نے اس بچے کو اٹھالیا اور قبر خود ہی بند ہوگئی۔ اے امیر

المؤمنین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ وہی بچہ ہے۔"(1)

مولا علی کے خواب کو عملاً بیان فرما دیا:

ایک بار مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے رات کو خواب دیکھا کہ گویا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز فجر رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے ادا فرمائی۔ نماز کے بعد **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مِحْراب سے ٹیک لگا کر تشریف فرما ہو گئے۔ اچانک ایک لونڈی کھجوروں سے بھرا ہوا تھال لے کر حاضر ہوئی اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے رکھ دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور فرمایا: "**یَاعَلِیُّ تَاْخُذُ ھٰذِہِ الرَّطَبَۃَ؟** یعنی اے علی! کیا یہ کھجور کھاؤ گے؟" میں نے عرض کی: "جی ہاں **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔" **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ کھجور میرے منہ میں ڈال دی۔ پھر دوسری کھجور اٹھائی اور اسی طرح مجھ سے پوچھا، میں نے اقرار کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ کھجور بھی میرے منہ میں ڈال دی۔ جب میں بیدار ہوا تو مجھ پر اب تک وہی کیفیت طاری تھی اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو کھجوریں میرے منہ میں ڈالی تھیں ان کا ذائقہ بھی موجود تھا۔ میں وضو کر کے مسجد گیا اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے نماز ادا کی، نماز کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح مِحْراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ ابھی میں نے ارادہ ہی کیا تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا خواب سناؤں کہ اچانک ایک عورت کھجوروں سے بھرا ہوا تھال لے کر مسجد کے دروازے پر آئی اور وہ تھال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور مجھ سے ارشاد فرمایا: "**تَاْکُلُ مِنْ ھٰذَا یَاعَلِیُّ؟** یعنی اے علی! کیا یہ کھجور کھاؤ گے؟" میں نے عرض کیا: "جی ہاں حضور! کیوں نہیں کھاؤں گا۔" پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ کھجور میرے منہ میں ڈال دی۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک اور کھجور اٹھائی اور دوبارہ مجھ سے پوچھا، میں نے اقرار کیا تو آپ نے وہ کھجور بھی میرے منہ

---

1 ......نوادر الاصول، الاصل الحادی والثلاثون، ج ۱، ص ۱۴۲، حدیث: ۲۰۷۔

مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الثانی والثلاثون، ص ۶۷۔

میں ڈال دی۔ پھر اسی طرح کھجوریں اٹھا کر دیگر اصحاب میں تقسیم فرمانا شروع کر دیں۔ میرے دل میں مزید کھجوریں کھانے کا شوق ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ''**یَا اَخِیْ لَوْ زَادَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَتَکَ لَزِدْنَاکَ** یعنی اے میرے بھائی! اگر رات **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمہیں خواب میں دو سے زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو ہم بھی ضرور دیتے۔''

مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''**فَعَجَبْتُ وَقُلْتُ قَدْ اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلٰی مَا رَاَیْتُ الْبَارِحَۃَ** یعنی یہ سن کر میں بڑا مُتَعَجِّب ہوا اور کہا کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کی اطلاع دے دی۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میری طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''**یَا عَلِیُّ! اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ** یعنی اے علی! مؤمن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نور سے دیکھتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''**صَدَقْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ھٰکَذَا رَاَیْتُ وَکَذَا رَاَیْتُ طُعْمَۃً وَلَذَّتَہُ مِنْ یَدِکَ کَمَا وَجَدْتُّ طَعْمَہُ وَلَذَّتَہُ مِنْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی آپ نے سچ فرمایا اے امیر المؤمنین! میں نے خواب میں ایسا ہی دیکھا تھا اور جیسا ذائقہ ولذَّت میں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں دیکھی ہے ویسی ہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارک ہاتھوں میں بھی تھی۔''(1)

پاک دامن قاتلہ تک رسائی:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو راستے میں پڑے بے رِیش مَقْتُول کی لاش کے پاس لایا گیا۔ آپ نے لاش کا معائنہ کرنے کے بعد مقتول کے متعلق لوگوں سے پوچھ گچھ کی لیکن کوئی خاطر خواہ بات سامنے نہ آئی اور نہ ہی قاتل کا کوئی سُراغ ملا۔ بہر حال آپ نے بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کی: ''**اَللّٰھُمَّ اظْفُرْنِیْ بِقَاتِلِہٖ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مجھے اس کے قاتل کی تلاش میں کامیابی عطا فرما۔'' تقریباً ایک سال بعد دوبارہ آپ کو معلوم ہوا کہ جس جگہ اس شخص کی لاش پڑی تھی وہیں پر اب ایک زندہ بچہ موجود ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ''**ظَفَرْتُ بِدَمِ الْقَتِیْلِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ** یعنی اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو اب میں اس شخص کے قاتل تک پہنچ جاؤں گا۔'' پھر آپ نے وہ بچہ

---

(1)......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۳۱۔

ایک عورت کی پرورش میں دے دیا اور اسے تاکید فرمادی کہ: ''اگر کوئی بھی عورت تمہارے پاس اس بچے سے متعلق آئے اسے پیار کرے یا اس کے ساتھ محبت کا اظہار کرے تو اسے کرنے دینا اور اس کی اطلاع ہم تک فوراً پہنچانا۔''

کچھ عرصے بعد اس عورت کے پاس ایک لونڈی آئی اور کہنے لگی کہ: ''کیا تم یہ بچہ کچھ دیر کے لیے مجھے دے سکتی ہو تاکہ میری مالکن اس بچے کو دیکھے، پھر میں تمہیں یہ بچہ واپس لوٹا دوں گی۔'' اس عورت نے کہا: ''کیوں نہیں بلکہ میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلتی ہوں۔'' پھر وہ لونڈی اور عورت دونوں مالکن کے پاس پہنچ گئیں، مالکن نے بچے کو لے کر اسے چوما پیار کیا اور اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ وہ مالکن دراصل ایک انصاری صحابی رسول کی بیٹی تھیں۔ بہرحال اس عورت نے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کے متعلق بتادیا۔ آپ نے تلوار نکالی اور اس صحابی کے گھر پہنچ گئے، دیکھا تو وہ باہر ہی تشریف فرما تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''آپ کی فلاں بیٹی نے کیا کیا؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے جزائے خیر عطا فرمائے، وہ تو **حقوق اللّٰہ**، حقوق والدین، صوم وصلاۃ و دینی معاملات کی ادائیگی کے حوالے سے لوگوں میں مشہور ہے۔'' فرمایا: ''کیا آپ اس بات کو پسند کریں گے کہ میں اس سے کچھ پوچھ گچھ کروں تاکہ خیر میں اس کی رغبت مزید بڑھ جائے؟'' عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ یہیں تشریف رکھیے میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔'' پھر ان انصاری صحابی نے (پردے وغیرہ کے اہتمام کے بعد) اپنی بیٹی سے ملنے کی اجازت دے دی تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کے پاس گئے اور باقی تمام اَفراد کو باہر نکال دیا۔ پھر آپ نے تلوار نکال کر اُن سے فرمایا: ''**لَتَصْدُقِیْنِیْ وَاِلَّا قَتَلْتُکِ وَکَانَ عُمَرُ لَایَکْذِبُ** یعنی تم مجھے سچ سچ بتاؤ گی کہ بچے کا کیا مُعاملہ ہے؟ ورنہ میں تمہیں قتل کردوں گا اور یاد رکھو عمر کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔''

انہوں نے اپنے ساتھ پیش آنے والے معاملے کی روداد سناتے ہوئے عرض کی کہ حضور! میرے پاس ایک بُڑھیا آیا کرتی تھی، اس کا اور میرا معاملہ ایسا تھا جیسے ماں اور بیٹی کا، وہ ایک عرصے تک میرے پاس آتی رہی، پھر ایک دن اس نے مجھ سے کہا: ''بیٹا میں ایک لمبے سفر پر جارہی ہوں، میری ایک بیٹی ہے جسے میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی اس لیے اسے تمہارے ہاں چھوڑ کر جارہی ہوں۔'' اس کی بیٹی کا ایک بیٹا بھی تھا جو بالکل لڑکیوں کے مُشابِہ تھا، میں اسے لڑکی ہی سمجھتی رہی، مجھے کبھی اس پر شک بھی نہ ہوا کہ وہ لڑکی نہیں بلکہ لڑکا ہے، ایک دن میں سو رہی تھی کہ اس نے مجھ پر قابو پالیا اور

میرے ساتھ زنا کیا، اسی دوران میرے ہاتھ میں چُھری آ گئی اور میں نے اسے قتل کر دیا، پھر اس کی لاش اسی راستے پر ڈال دی جہاں آپ نے دیکھی تھی۔ میں اس زِنا سے حامِلہ ہوگئی اور اس بچے کو جَنا تو میں نے اس بچے کو بھی اسی جگہ ڈال دیا جہاں اس کے باپ کی لاش ڈالی تھی۔ (باقی کے تمام مُعاملات سے آپ باخبر ہیں) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس بچے اور اس کے باپ کے متعلق جو کچھ میں نے آپ کو بتایا وہ بالکل صحیح ہے۔''

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس پاک دامن، صحابیِ رسول کی بیٹی کو دعائیں دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**صَدَقْتِ بَارَکَ اللّٰهُ فِيْكِ** یعنی تم نے سچ کہا، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں برکتیں عطا فرمائے۔'' پھر آپ نے انہیں وعظ و نصیحت کی، ان کے لیے مزید دعا کی اور باہر تشریف لے آئے، پھر ان کے والد سے ارشاد فرمایا: ''**بَارَکَ اللّٰهُ فِيْ اِبْنَتِکَ فَنِعْمَ الْاِبْنَةُ اِبْنَتُکَ وَقَدْ وَعَظْتُهَا وَاَمَرْتُهَا** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری بیٹی کو برکتیں عطا فرمائے، کتنی نیک و پرہیزگار بیٹی ہے، میں نے اس سے جو پوچھ گچھ و نصیحت وغیرہ کرنی تھی کر دی ہے۔'' ان صحابی نے بھی آپ کو دعا دیتے ہوئے عرض کی: ''**وَصَلَکَ اللّٰهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! وَجَزَاکَ اللّٰهُ خَيْرًا عَنْ رَّعِيَّتِکَ** یعنی اے امیر المؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو بے شمار بھلائیاں عطا فرمائے اور آپ کو رعایا کے معاملے میں جزائے خیر عطا فرمائے۔''(1)

جیسا آپ چاہتے ویسا ہی ہوتا:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب بھی یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ ''میرے خیال میں یہ کام یوں ہونا چاہیے۔'' تو وہ کام ویسا ہی ہوتا۔ چنانچہ ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک خوبرو نوجوان گزرا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر میرا گمان غلط نہیں تو یہ شخص جاہلیت میں اپنی قوم کا نجومی تھا۔ اُسے بلاؤ۔'' لوگ اُسے بلا کر لائے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب اس سے گفتگو فرمائی تو واقعی وہ اپنی قوم کا نُجُومی نکلا۔(2)

---

1 ...... مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الثالث والثلاثون، ص ۷۹۔

2 ...... بخاری، کتاب المناقب، اسلام عمر بن خطاب، ج ۲، ص ۵۷۸، حدیث: ۳۸۶۶ ملتقطاً۔

فاروقِ اعظم کی معاملہ فہمی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جہاں فراست جیسی بے شمار باکمال خوبیاں عطا فرمائی تھیں وہیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مُعاملہ فہمی جیسے وصف سے بھی بدرجہ اتم مُتَّصِف تھے، یوں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زندگی کے جس پہلو کو بھی دیکھا جائے وہ اسی صفت کی عکاسی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ مُعاملہ فہمی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا عطا کردہ ایک ایسا وصف ہے جو صرف مخصوص افراد ہی کے حصے میں آتا ہے۔ کیونکہ معاملہ فہمی اور فراست دونوں کا گہرا تعلق ہے، جو شخص فراست سے محروم ہوتا ہے وہ کبھی بھی مُعاملہ فہم نہیں ہوسکتا، کیونکہ جہاں نرمی سے کام لینا ہے وہاں غصے سے کام لینا یا اس کے برعکس کرنا یقیناً مُعاملہ فہمی نہیں بلکہ معاملے کو مزید خراب کرنے والی بات ہے۔ فراست و معاملہ فہمی سے مُتعلق ایک مَشہور مقولہ ہے کہ ''جسے یہ فن آگیا کہ کہاں کیا بولنا ہے یا کس وقت کیا کرنا ہے یقیناً وہ دنیا کا بے تاج بادشاہ بن گیا۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا اور اس کے فضل وکرم سے اپنی انہی صفات کے سبب دنیا کے بے تاج بادشاہ تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حَیاتِ طَیِّبَہ کے مُعاملہ فہمی سے متعلق چند گوشے ملاحظہ کیجئے:

قبولِ اسلام کے فوراً بعد اسلام کو ظاہر کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب اسلام قبول کیا اس وقت صرف اُنتالیس لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا یعنی مسلمان بہت ہی قلیل تعداد میں تھے۔ کفارِ قریش میں صرف دو ہی ایسے لوگ تھے جو اپنے رعب و دبدبہ میں مشہور تھے، جن کے نام سے لوگ کانپ جاتے تھے، ایک تو حضرت سیِّدُ نا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسرے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ آپ سے پہلے حضرت سیِّدُ نا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اسلام قبول کر چکے تھے، اب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا، کفار جن دو قوتوں کے بل بوتے پر مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے، اب وہ دونوں ہی مسلمانوں کے پاس تھیں لہٰذا ان دو ۲ قوتوں کے ہونے کے باوجود اگر مسلمان اب بھی کھل کر کفار کے مقابلے میں نہ آتے تو کفار کا غَلَبہ یقینی تھا، لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیسے ہی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غلامی کا پٹا اپنے گلے میں ڈالا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے

آپ کی فراست ومعاملہ فہمی دونوں صفات میں برکت عطا فرمادی اور آپ نے ان دونوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے وقت کے تقاضے کے مطابق بارگاہِ رسالت میں یہ مدنی مشورہ پیش کردیا کہ **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں اسلام قبول کرچکا ہوں لہٰذا مسلمان اب چھپ کر نماز ادا نہیں کریں گے بلکہ اعلانیہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کریں گے اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس مدنی مشورے کی مُوافقت فرما کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فراست اور مُعاملہ فہمی دونوں صفات پر مُہرِ نَبَوِی ثَبْت فرمادی۔

اعلانیہ ہجرت کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اعلانیہ ہجرت بھی آپ کی مُعاملہ فہمی کا شاہکار ہے کیونکہ جب کفار مکہ کے ظلم وستم میں بہت تیزی آگئی اور مسلمانوں کا مکہ مکرمہ میں جینا دوبھر ہوگیا تو سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دے دیا اور مسلمانوں کی ایک تعداد حبشہ ہجرت کرگئی۔ مسلمانوں کے حبشہ ہجرت کرنے سے کفار مزید بپھر گئے اور انہوں نے بقیہ مسلمانوں کو مزید اپنے ظُلم وتَشَدُّد کا نِشانہ بنانا شروع کردیا جس کے نتیجے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام مُسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ جب مسلمانوں نے حبشہ ہجرت کی تو کفار مکہ کے دلوں میں فِطرتاً ایک خیال پیدا ہوا کہ مسلمان اب ہم سے ڈر گئے ہیں جبھی تو مکہ سے حبشہ ہجرت کررہے ہیں، لیکن جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دیا تو یہ خیال ان کے دل میں مزید تَقْوِیَّت پا گیا کہ واقعی مسلمان تو اب بہت کمزور ہوچکے ہیں کہ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اب شاید سب ہی مدینہ منورہ ہجرت کرجائیں گے۔ یہ ایک ایسا وقت تھا کہ اگر کفار مکہ کے اس فاسد خیال کو ٹھیس نہ پہنچائی جاتی تو وہ مکہ مکرمہ میں بقیہ مسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت سے روکنے کے ساتھ ساتھ شدید ظلم وسِتَم کا نشانہ بناتے۔ ایسے نازک وقت میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی باکمال فراست سے جان لیا کہ کفار مکہ کے اس فاسد خیال کو چکنا چُور کرنا بہت ضروری ہے لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مُعاملے کی نَزاکت کو سمجھتے ہوئے تمام مسلمانوں کے برعکس بالکل اعلانیہ اس طرح ہجرت کی کہ تلوار زیبِ تَن کرکے کمان کاندھے پر لٹکائی، تیروں کا ترکش ہاتھ میں لیا اور پہلو

میں نیزہ لٹکا کرحرم روانہ ہوئے۔ **کعبۃ اللہ** شریف کے صحن میں قریش کا ایک گروہ موجود تھا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پورے اطمینان سے سات چکر لگا کر طواف مکمل کیا۔پھرسکون سے نماز ادا کی۔کفار کے ایک ایک حلقے کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے اور بَبَانگِ دُھَل فرمانے لگے: ''تمہارے چہرے ذلیل ہوگئے ہیں، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان چہروں کو خاک میں ملا دے گا،جس نے اپنی ماں کونوحہ کرنے والی، بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ حرم سے باہر آ کر مجھ سے دو دو ہاتھ کرسکتا ہے۔''[1] (یہ فرما کرآپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ باہرتشریف لے آئے اورکوئی بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے آنے کی جراءت نہ کرسکا۔)

فاروقِ اعظم مزاج شناسِ رسول:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حَیاتِ طَیِّبَہ کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی بات پر جلال میں آگئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی معاملہ فہمی سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلال کو جمال میں تبدیل کر دیا۔ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں روزے کے متعلق سوال کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال میں آگئے ۔سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی وہاں موجود تھے اور آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غضب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو دعوت دیتا ہے اور اگر حالت جلال میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ ارشاد فرما دیا تو یقیناً دنیا و آخرت کی تباہی مُقَدَّر ہوگی لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً بارگاہِ رسالت میں مؤدِّبانہ التجا کرتے ہوئے عرض کی: ''**رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ** یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے ، اسلام کے دین ہونے ، محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہیں، ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مزاج شَنَاس رسول تھے، بعد میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہی سوال **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس میٹھے انداز میں کیے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جَلال جَمال میں تبدیل ہوگیا۔[2]

---

1 ......اسد الغابۃ،عمر بن الخطاب،هجرته،ج ۴،ص ۱۶۴ ملخصاً۔

2 ......اس نوعیت کے واقعات کے لیے اسی کتاب کا موضوع، فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول ص ۳۴۵ کا مطالعہ کیجئے۔

حدیثِ قِرطَاس اورفاروقِ اعظم کی مُعَامَلہ فَہمی:

شَفِیۡعُ الۡمُذۡنِبِیۡن، اَنِیۡسُ الۡغَرِیۡبِیۡن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرضِ وفات کامَشہور واقِعہ قِرطاس ہے جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے وصالِ ظاہری سے تین روز قبل ارشادفرمایا کہ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم آئندہ بہک نہ سکو۔ ایسے نازُک وقت میں جب کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مرض الموت میں ہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے مُعاملہ کی نَزَاکَت کوسمجھتے ہوئے اس وقت موجودصحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے مُخاطب ہوکرارشادفرمایا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم درد کی شِدَّت میں ہیں لہٰذا قلم دوات لانے کی حاجت نہیں، ہمارے لیے قرآن کافی ہے۔(1)

رسول اللّٰہ کے وصالِ ظاہری پرآپ کافرمان:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلمانوں کے لیے سب سے بڑے رنج وغم کا وقت وہ تھا جب تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس دنیا سے وصالِ ظاہری فرمایا۔ جہاں مسلمانوں کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وجود ''نعمتِ کُبریٰ'' تھا وہیں منافقین وکفار آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وجودِ مسعود کو اپنے لیے آڑمحسوس کرتے تھے، اگر مسلمانوں کے قلوب میں اس بات کی خواہش تھی کہ تا قیامت ہمیں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قرابت نصیب ہوتو وہیں منافقین وکفار اس بات کے خواہاں تھے کہ مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے فِی الفور پردہ فرماجائیں، بلکہ منافقین کی فتنۂ انکارِ زکوۃ وارتداد جیسی کئی سازشیں بھی تیار تھیں جوآپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال پرموقوف تھیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے منافقین کی انہی ناپاک سازشوں کو کمزور کرنے کے لیے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کی خبر کو پھیلنے سے روکا اور بعدِ وصال مسجد نبوی میں تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اگر کسی نے یہ کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرماگئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑادوں گا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا یہ فرمان بھی منافقین کی سازشوں کو کمزور کرنے کے سلسلے میں بہترین معاملہ فہمی کی عکاسی کرتا ہے۔

---

(1)......اس واقعے کی تفصیل کے لیے اسی کتاب کے صفحہ ۵۷۸ کا مطالعہ کیجئے۔

تمام مسلمان ایک جگہ جمع ہوگئے:

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیاتِ طَیِّبہ میں تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو زندگی کے ہر ہر گوشے میں بہترین رہنمائی عطا فرمائی، کوئی بھی معاملہ ہوتا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوجاتے اور اس کا حل انہیں مل جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ جیسے ہی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصالِ ظاہری ہوا مسلمانوں پر ایک بہت بڑی آزمائش آگئی کہ اب وہ کس سے رَہنمائی حاصل کریں گے؟ لہٰذا فوراً اس بات کو پیشِ نظر رکھا گیا کہ کوئی خلیفہ مُقرّر کیا جائے جس کی اتباع کی جاسکے۔ اس معاملے میں مُہاجرین واَنصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی رائے مختلف ہوگئی۔ ایک طرف رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصالِ ظاہری کا صدمہ تو دوسری طرف رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ کے انتخاب میں مسلمانوں کا اختلافِ رائے اس بات کا تقاضا کرتا تھا کہ فوراً اس اختلاف کو ختم کیا جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے معاملے کی نَزاکت کو سمجھتے ہوئے آگے بڑھ کر تمام مسلمانوں میں سب سے بہتر شخصیت یعنی امیر المؤمنین، خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کرلی، آپ کو دیکھ کر تمام لوگوں نے بیعت کرلی اور مسلمان ایک ہی خلیفہ پر جمع ہوگئے۔ (1)

انتقال سے قبل شوریٰ کا قیام بھی آپ کی معاملہ فہمی ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے وصالِ ظاہری سے قبل امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر کِنَایَۃً تمام مسلمانوں کو مُطَّلع فرمادیا تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت پر تمام مسلمان مُتَّفِق ہوگئے۔ پھر حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے وِصالِ ظاہری سے قبل امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بطورِ وصیت خلیفہ مُقرّر فرمادیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس پر بھی کسی کو اِختلاف نہ ہوا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جب وصالِ ظاہری کا وقت آیا تو

---

(1)......اس واقعے کی تفصیل پڑھنے کے لیے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان صدیق اکبر''، صفحہ ۳۲۱ کا مطالعہ کیجئے۔

وقت کا تقاضا یہ تھا کہ کوئی ایسی حکمت عملی اختیار کی جائے کہ مسلمانوں میں اِنتشار بھی پیدا نہ ہو اور خلیفہ کا تقرُّر بھی ہو جائے۔ لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی فراست سے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے چھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر مشتمل ایک شوریٰ ترتیب دی جس نے خلیفہ کا تقرُّر کیا اور مسلمانوں میں کسی قسم کا اِختلاف نہ ہوا۔ یقیناً یہ بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بہترین معاملہ فہمی کا شاہکار ہے۔

فاروقِ اعظم اور اطاعت باری تعالیٰ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اطاعت باری تعالیٰ اور اطاعت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سختی کے ساتھ کار بند تھے، یہی وجہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تمام صحابہ سے اپنی رضا کا وعدہ فرمالیا۔ چنانچہ پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۹۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةًؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًاۙ(۹۵) ﴾ (پ۵، النساء: ۹۵) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں **اللہ** نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا اور **اللہ** نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور **اللہ** نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَؕ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْاؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۠(۱۰) ﴾ (پ۲۷، الحدید: ۱۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور تمہیں کیا ہے کہ **اللہ** کی راہ میں خرچ نہ کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین سب کا وارث **اللہ** ہی ہے تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے **اللہ** جنّت کا وعدہ فرما چکا اور **اللہ** کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔''

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں سب سے زیادہ پختہ تھے اورخود رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس بات کی گواہی دی۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم رب تعالی کے حکم کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ پاک، صاحِبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَشَدُّ اُمَّتِیْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی عُمَرُ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کے معاملے میں میرا سب سے سخت امتی عمر ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم کا تقویٰ و پرہیزگاری

فاروقِ اعظم تمام صحابہ سے بڑھ کر تارِک الدنیا تھے:

حضرت سیِّدُنا طَلحہ بن عُبَیدُ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ تو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ ہی پہلے ہجرت کی، مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم سب سے بڑھ کر تارِکُ الدنیا اور فکرِ آخرت رکھنے والے تھے۔''(2)

فاروقِ اعظم تقوے کی وَصِیَّت فرماتے:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ صرف خود مُتَّقِی پرہیزگار تھے بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی تقوے کی نصیحت فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا یَحْیٰی بن جَعْدَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا یَسار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا: ''وَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ وَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ یعنی اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قَسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مَعبود نہیں اور میں تمہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔''(3)

---

1 ...... صفة الصفوة، ذكر جملة من مناقبه وفضائله، الجزء: ١، ج ١، ص ١٤٤۔

2 ...... تاريخ ابن عساكر، ج ٤٤، ص ٢٨٧، اسد الغابة، عمر بن خطاب، ج ٤، ص ١٦٧۔

3 ...... مصنف عبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب النوم قبلها۔۔۔الخ، ج ١، ص ٤١٤، حديث: ٢١٣٧۔

تقویٰ مؤمن کی عِزَّت ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''کَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاہُ یعنی مومن کی عزت اس کا تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔''(1)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس فرمان کا اِشارہ قرآن پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمانِ عالیشان کی طرف ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ﴾ (پ۲۶، الحجرات: ۱۳) ترجمۂ کنز الایمان: ''بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔''

دل اور بدن کی راحت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اَلزُّھْدُ فِی الدُّنْیَا رَاحَۃُ الْقَلْبِ وَالْبَدَنِ یعنی دنیا سے بے رَغْبَتی اِختیار کرنے میں دل اور بدن کی راحت ہے۔''(2)

تقوے کے لیے فاروقِ اعظم کی صُحبت:

حضرت سیِّدُنا مِسْوَر بن مَخْرَمَہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''کُنَّا نَلْزَمُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَتَعَلَّمُ مِنْہُ الْوَرَعَ یعنی ہم لوگ اکثر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ہی رہتے تھے تاکہ تقویٰ و پرہیزگاری سیکھیں۔''(3)

فاروقِ اعظم اور نماز

نمازِ فجر میں زار وقطار رونے لگے:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بِن شَدَّاد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرمایا: ایک بار ہمیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نمازِ فجر پڑھائی اور قراءت میں سورہ یوسف کی تلاوت شروع کی، قراءت فرماتے

1. ......جامع الاصول، الفصل الاول، فی احادیث مشترکۃ تبین آداب النفس، نوع سادس، ج ۱۱، ص ۶۵۴، الرقم: ۹۲۳۸۔
2. ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب السابع والخمسون، ص ۱۷۶۔
3. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۲۰۔

رہے یہاں تک کہ جب اس آیتِ مُبارکہ پر پہنچے: ﴿ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴾ (پ۱۳، یوسف: ۸۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اس کی آنکھیں غم سے سَفید ہو گئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا۔'' تو زاروقطار رونے لگے، جب آپ کا رونا مُنْقَطِع ہوا تو رکوع فرمایا۔ (1)

عشاء کی جماعت کا انتظار:

مسجد نبوی میں جب لوگ جلدی حاضر ہوجاتے تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز جلدی پڑھ لیتے اور لوگوں کی حاضری میں دیر مُلَاحَظَہ فرماتے تو تاخیر فرماتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ سب لوگ حاضر ہوجاتے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تاخیر فرماتے۔ چنانچہ ایک بار نمازِ عشاء میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے آپ کی تشریف آوری کا بہت طویل انتظار کیا۔ بہت دیر کے بعد مجبور ہوکر امیر المومنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے درِ اقدس پر حاضر ہوکر عرض کی کہ: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عورتیں اور بچّے سو گئے۔'' اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم برآمد ہوئے اور فرمایا: ''رُوئے زمین پر تمہارے سوا کوئی نہیں جو اس نماز کا انتظار کرتا ہو اور تم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کے انتظار میں رہو۔''(2)

رات کے درمیانی حصے میں رغبت کے ساتھ نماز:

حضرت سیِّدُ نا سَعید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''**كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُحِبُّ الصَّلَاةَ فِيْ كَبِدِ اللَّيْلِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کے درمیانی حصے میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے۔''(3)

فاروقِ اعظم صفیں درست کرواتے:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ صفحات ۶۴۱ پر مُشتمل کتاب ''اِحیاء العلوم کا خُلاصہ'' صفحہ

---

1 ...... تهذيب الاثار للطبرى، ذكر من قال ـــ الخ، ج۲، ص ۱۴۱، حديث: ۹۴۹ ۲ ملتقطا۔

2 ...... بخارى، كتاب مواقيت الصلوة، باب فضل العشاء، ج ۱، ص ۲۰۸، حديث: ۵۶۶۔

3 ...... طبقات كبرى، ذكر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۷۔

۳۹۶ پر ہے: ’’حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ صفوں کے درمیان خَلَا دیکھتے تو فرماتے: اپنی صفیں درست کرلو۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دیکھتے کہ صفیں بالکل سیدھی ہوچکی ہیں، نمازیوں کے درمیان بالکل خلا نہیں رہا اور سب کے کندھے ملے ہوئے ہیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھتے اور تکبیرِ تحریمہ کہتے۔‘‘

فاروقِ اعظم نمازِ فجر میں طویل قراءت فرماتے:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ یُوسُف اور سورۂ نَحل میں سے قراءَت فرماتے، آپ پہلی رکعت میں کچھ زیادہ تلاوت فرماتے تاکہ بعد میں آنے والے بھی جماعت میں شامِل ہوسکیں۔‘‘[1]

فاروقِ اعظم کے نزدیک سب سے اہم کام نماز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک سب سے اہم کام نماز تھا۔ چنانچہ امام بُخاری وامام مُسلم وامام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم نے حضرت سیِّدُنا نافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے صُوبُوں کے گورنروں کے پاس فرمان بھیجا کہ: ’’تمھارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے۔ جس نے اس کا حِفظ کیا اور اس پر مُحافَظت کی اس نے اپنا دین مَحفوظ رکھا اور جس نے اُسے ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔‘‘[2]

فاروقِ اعظم کی نماز میں قراءت

فاروقِ اعظم کی نماز میں طویل قراءت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بعض اوقات نمازِ فجر میں سورہ حج یا سورہ یُوسُف یا سورہ نحل جیسی طویل سورتوں کی قراءت فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ نماز میں شریک ہوجائیں۔[3]

---

1 ......لباب الاحیاء، ص۳۹۶۔

2 ......موطا امام مالک، کتاب وقوت الصلاۃ، باب وقوت الصلاۃ، ج ۱، ص ۳۵، حدیث: ۶۔

3 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان، ج ۲، ص ۵۳۲، حدیث: ۳۷۰۰ ملتقطا۔

کنز العمال، کتاب الصلاۃ، فصل فی اذکار التحریمۃ ومایتعلق بھا، الجزء: ۸، ج ۴، ص ۵۲، حدیث: ۲۲۱۰۵۔

فاروقِ اعظم اور ذکر اللہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کثرت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان ہر وقت ذکر **اللہ** سے تَر رہا کرتی تھی۔ چنانچہ،

کثرت سے ذکر اللہ کرنے والے:

حضرت سیِّدُنا امام جعفر صادِق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''**کَانَ اَکْثَرُ کَلَامِ عُمَرَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان پر اکثر **اللہ اکبر** جاری رہتا تھا۔''(1)

فاروقِ اعظم کے روزے

وفات سے قبل مُسَلْسَل روزے رکھنا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت کم کھانے والے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ دُبلے پتلے جِسْم کے مالک تھے۔ آخری عمر میں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مُسَلْسَل روزے رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وفات سے قبل مُسَلْسَل روزے رکھنے شروع کردیے تھے۔''(2)

فاروقِ اعظم اور اعتکاف

اِعتِکاف کی مَنَّت:

حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رِسالت میں عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے زمانۂ جاہلیت میں نَذْر مانی تھی کہ ایک رات مسجدِ حَرام میں اِعتِکاف کروں گا، کیا میں اپنی نَذْر پوری کروں؟'' **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اپنی نَذْر پوری کرو۔''(3)

---

1. ...... ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳٦۴۔
2. ...... ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳٦۳۔
3. ...... بخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف لیلا، ج ۱، ص ٦٦٦، حدیث: ۲۰۳۲۔

فاروقِ اعظم اور جنتی اعمال

آپ کے لیے جنّت واجِب ہوگئی:

حضرت سیِّدُ نا اَنَس بِن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے اِرشاد فرمایا:

❀......''**مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً** یعنی آج کس نے جنازے میں شرکت کی ہے؟'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے شرکت کی ہے۔''

❀......آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر ارشاد فرمایا: ''**مَنْ عَادَ مِنْكُمْ مَرِيضًا** یعنی آج مریض کی عیادت کس نے کی ہے؟'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوبارہ عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے۔''

❀......پھر فرمایا: ''**مَنْ تَصَدَّقَ** یعنی آج صدقہ کس نے دیا ہے؟'' تو سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوبارہ عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے۔''

❀......فرمایا: ''**مَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا** یعنی آج کس نے روزہ رکھا ہے؟'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے روزہ رکھا ہے۔''

آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**وَجَبَتْ وَجَبَتْ** یعنی اے عمر! تمہارے لیے جنّت واجِب ہوگئی۔''(1)

---

(1)......مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ج ۴، ص ۲۳۷، حدیث: ۱۲۱۸۲۔

واضح رہے کہ بعینہ اس طرح کی روایت امیر المؤمنین **خلیفۂ رسول اللہ** حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں بھی مروی ہے، علامہ ابن جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ''**تلقیح فھوم اھل الاثر**'' صفحہ ۶۸۲ میں اس روایت کی نسبت کو سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف زیادہ صحیح قرار دیا ہے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس روایت کی نسبت دونوں کی طرف صحیح ہے، غالباً تقدیم وتاخیر کا فرق ہے۔ **وَاللهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم** عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تلاوتِ فاروقِ اعظم اور گریہ وزاری

فاروقِ اعظم کی رِقَّت کے سَبَب سانس اُکھڑ گئی:

حضرتِ سیِّدُنا حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان آیات کی تلاوت کی: ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾﴾ (پ۲۷، الطور: ۷تا۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔'' آپ پر خوفِ خدا کے غَلَبے کے سَبَب ایسی رِقَّت طارِی ہوئی کہ آپ کی سانس ہی اُکھڑ گئی اور یہ کیفیت کم وبیش بیس روز تک طاری رہی۔[1]

رُخساروں پر دو سیاہ لکیریں:

امام بَیْہَقِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اپنی سَنَد سے روایت کرتے ہیں: ''اِنَّهٗ كَانَ فِيْ وَجْهِهٖ خَطَّانِ اَسْوَدَانِ مِنَ الْبُكَاءِ یعنی امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چہرے پر کثرت سے رونے کے سبب دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔''[2]

فاروقِ اعظم وظیفہ پڑھتے ہوئے روتے:

حضرتِ سیِّدُنا حَسَن رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا وظیفہ پڑھنے کے دوران بسا اوقات اِتنا روتے کہ غَش کھا کر زمین پر تشریف لے آتے، ایک دو روز تک اپنے گھر سے بھی نہ نکل پاتے اور لوگ آپ کی تیمارداری کے لیے آتے۔''[3]

آیاتِ مُبارکہ نے فاروقِ اعظم کو رلا دیا:

حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر بن سُلَیْمان رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک عیسائی راہِب کے گرجے کے قریب سے گزرے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے یوں بلایا:

---

1 ...... فضائل القرآن لابی عبید، باب ما یستحب۔۔۔الخ، ص ۱۳۷۔

2 ...... شعب الایمان للبیھقی، باب فی الخوف۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۴۹۳، حدیث: ۸۰۶۔

3 ...... شعب الایمان للبیھقی، فصل فی البکاء عند قراءۃ القرآن، ج ۲، ص ۳۶۴، حدیث: ۲۰۵۶۔

''اے راہب! اے راہب!'' اتنے میں راہب باہر آ گیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے دیکھ کر زاروقطار رونے لگے۔ پوچھا گیا: ''یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا یُبْکِیْکَ مِنْ ھٰذَا؟ یعنی حضور! آپ کو کس چیز نے رُلایا اور یہ کون ہے؟'' فرمایا: ''ذَکَرْتُ قَوْلَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ کِتَابِہٖ فَذٰلِکَ الَّذِیْ اَبْکَانِیْ یعنی قرآن پاک میں مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمانِ عالیشان یاد آ گیا اس لیے رونے لگ گیا: ﴿ عَامِلَۃٌ نَّاصِبَۃٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰی نَارًا حَامِیَۃً ﴿۴﴾ تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَۃٍ ﴿۵﴾ ﴾ (پ ۳۰، الغاشیۃ: ۳ تا ۵) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کام کریں مَشَقَّت جھیلیں، جائیں بھڑکتی آگ میں، نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں۔''[1]

فاروقِ اعظم اور خوفِ خدا عزوجل

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی خوف خدا رکھنے والے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طَیِّبَہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ آپ کی حیات کا ہر ہر گوشہ خوف خدا سے بھرپور تھا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نصیحت آموز گفتگو خوف خدا کے بے شُمار مدنی پھولوں پر مُشتمل ہوتی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کوئی ایسا فعل نہ تھا جس سے خوفِ خدا نہ جھلکتا ہو۔ خوفِ خدا آپ کی ذاتِ مُبارکہ پر ایسا غالِب تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر اوقات اس بات کی تمنا کرتے کہ: کاش! میں اس دنیا میں پیدا نہ ہوا ہوتا اور اے کاش! میں بشر ہی نہ ہوتا۔ اس طرح کے کئی اقوال کتب سیرت میں ملتے ہیں۔ چنانچہ،

اے کاش! میں بشر نہ ہوتا:

حضرت سیِّدُنا ضَحَّاک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''اے کاش! میں اپنے گھر والوں کا دُنبہ ہوتا جسے وہ خوب کھلاتے پلاتے حتی کہ میں خُوب موٹا تازہ ہو جاتا۔ پھر ان کے پیارے دوست مہمان بنتے تو وہ مجھے ان کے لیے ذبح کرتے، میرے کچھ گوشت کو بُھونتے، کچھ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے کھا جاتے، پھر مجھے فُضلَہ بنا کر باہر نکال دیتے، اے کاش! میں بشر نہ ہوتا۔''[2]

---

1 ...... مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الغاشیۃ، ج ۳، ص ۶۸ ۳، حدیث: ۳۹۸۰۔

2 ...... شعب الایمان للبیھقی، باب فی الخوف من اللہ تعالی، ج ۱، ص ۴۸۵، حدیث: ۷۸۷۔

کاش! عمر یہ مٹی کا ڈھیلا ہوتا:

حضرت سیِّدُنا **عبداللّٰہ** بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے ایک مٹی کا ڈھیلا اٹھایا اور فرمایا: ''اے کاش! عمر یہ مٹی کا ڈھیلا ہوتا اے کاش! میں پیدا نہ ہوا ہوتا اے کاش! میری ماں نے مجھے نہ جَنا ہوتا اے کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا، کوئی بُھولی بِسَری شے ہوتا۔''(1)

فاروقِ اعظم اور خوف وامید کی اعلیٰ مثال:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اگر آسمان سے ندا کی جائے کہ ''روئے زمین کے تمام آدمی بخش دیئے گئے ہیں سوائے ایک شخص کے۔'' تو میں خوفِ خدا کے سبب یہی سمجھوں گا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ اور اگر یہ ندا کی جائے کہ ''روئے زمین کے تمام آدمی دوزخی ہیں سوائے ایک شخص کے۔'' تو میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید کے سبب یہی سمجھوں گا کہ وہ ایک شخص بھی میں ہی ہوں۔''(1)

فاروقِ اعظم خوفِ خدا کی باتیں سنتے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحْبَار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے کَعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! ہمیں ڈروالی کچھ باتیں سنائیں۔'' تو حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قیامت کے دن ستر انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے عمل لے کر بھی آئیں تو قیامت کے احوال دیکھ کر انہیں حقیر جاننے لگیں گے۔'' اس پر امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ دیر کے لئے سَر جھکا لیا پھر جب اِفاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ''اے کَعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! مزید سنائیں۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! اگر جہنم میں سے بیل کے ناک جتنا حصہ مَشرِق میں کھول دیا جائے تو مَغرِب میں موجود شخص کا دماغ اس کی گرمی کی وجہ سے اُبل کر بہہ جائے۔'' اس پر امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کچھ دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر جب

1 ...... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن خطاب، ج۸، ص۱۵۲، حدیث: ۳۹۔

2 ...... احیاء العلوم، کتاب الخوف، بیان ان الافضل ھو غلبۃ الخوف۔۔۔الخ، ج۴، ص۲۰۲۔

افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ''اے کَعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ! اور سنائیں۔'' تو انہوں نے پھر عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! قیامت کے دن جہنم اس طرح بھڑکے گا کہ کوئی مقرَّب فرشتہ یا نبیِ مُرسَل ایسا نہ ہوگا جو گھٹنوں کے بل گر کر یہ نہ کہے: **رَبِّ! نَفْسِیْ! نَفْسِیْ!** (یعنی اے رب عَزَّوَجَلَّ! آج میں تجھ سے اپنی بَخْشِش کے علاوہ کچھ نہیں مانگتا)۔'' حضرت سیِّدُ نا کَعبُ الْاَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مزید بتایا: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اَوَّلین وآخرین کو ایک ٹیلے پر جمع فرمائے گا، پھر فرشتے نازل ہو کر صفیں بنائیں گے۔'' اس کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''اے جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام)! جہنم کو لے آؤ۔'' تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام جہنم کو اس طرح لے کر آئیں گے کہ اس کی ستر ہزار لگاموں کو کھینچا جا رہا ہوگا، پھر جب جہنم مخلوق سے سو برس کی راہ پر پہنچے گی تو اس میں اتنی شدید بھڑک پیدا ہوگی کہ جس سے مخلوق کے دل دہل جائیں گے، پھر جب دوبارہ بھڑک پیدا ہوگی تو ہر مُقرَّب فرشتہ اور نبی مُرْسَل گھٹنوں کے بَل گر جائے گا، پھر جب تیسری مرتبہ بھڑکے گی تو لوگوں کے دل گلے تک پہنچ جائیں گے اور عقلیں گھبرا جائیں گی، یہاں تک کہ حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عرض کریں گے: ''میں تیرے خلیل ہونے کے صدقے سے صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں۔'' حضرت سیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عرض گزار ہوں گے: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں اپنی مُناجات کے صدقے صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں۔'' حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام عرض کریں گے: ''یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ! تُو نے مجھے جو عزت دی ہے اس کے صدقے میں صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں اس مریم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا کے لیے سوال نہیں کرتا جس نے مجھے جَنا ہے۔''[1]

کاش ہمیں بھی خوفِ خدا نصیب ہو جائے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے صحابی ہیں جن کے جَنَّتی ہونے میں کسی شک وشُبہے کی قطعاً گُنجائش نہیں اس کے باوجود خوفِ خدا کا یہ حال ہے کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے قبر وآخرت کے مراحل وواقعات سن کر خوب گریہ وزاری فرماتے اور بروزِ قیامت فردِ واحد کے جَہَنَّمی ہونے کی صدا پر اپنے آپ کو تصور کرتے کہ وہ جہنمی میں ہی ہوں۔ مگر آہ! آج ہم صبح

---

1 ......الزواجر عن اقتراف الکبائر، مقدمۃ فی تعریف الکبیرۃ، ج ۱، ص ۴۹۔

وشام گناہوں میں گزارنے کے باوجود اپنے آپ کو زمانے کا نیک اور پارسا شخص تَصَوُّر کرتے ہیں، اوّلاً ہم سے کوئی نیکی ہوتی نہیں اور اگر بِالفرض کوئی نیکی کر بھی لیں تو رِیاکاری کی تباہ کارِی اس نیکی کو ہلکی سی چنگاری لگا کر تہس نہس کر ڈالتی ہے۔کاش! ہمیں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ جیسا حقیقی خوفِ خدا نصیب ہو جائے جو رِیاکاری کی تباہ کاری سے پاک وصاف ہو۔ **آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

موت کا جھٹکا تلوار سے سخت ہے:

فرمانِ امیر المؤمنین سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ: ''اگر روزِ قیامت یہ اعلان ہو کہ تمام روئے زمین کے آدمی بخش دیئے گئے ہیں سوائے ایک شخص کے تو خوفِ خدا کے سبب یہی سمجھوں گا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔'' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مُجَدِّدِ دِین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اس فرمان کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''خیر یہ تو حصہ عمر (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ) کا تھا لیکن کم سے کم ہر مسلمان کو اتنا تو ہونا ہی چاہیے کہ صحت وتندرستی کے وقت ''خوف'' (یعنی خوفِ خدا) غالب ہو اور مرتے وقت ''رِجا''۔ (یعنی اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مغفرت کی امید) حدیث میں ہے: ''ہر جھٹکا موت کا ہزار ضرب تلوار سے سخت تر ہے۔'' (مردہ آدمی کو) ملائکہ دبوچے بیٹھے رہتے ہیں ورنہ آدمی تڑپ کر نہ معلوم کہاں جائے، اُس وقت اگر مَعَاذَ الله عَزَّوَجَلَّ کچھ اس طرف سے ناگواری آئی تو سلبِ ایمان ہو گیا۔ اس لیے اس وقت بتایا جائے کہ کس کے پاس جارہا ہے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے دل میں بھی رب عَزَّوَجَلَّ کا حقیقی خوف پیدا ہو جائے تو اس کا ایک ذریعہ دعوت اسلامی کا مدنی ماحول بھی ہے، آپ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے اور اپنے قلب میں خوف خدا کو اجاگر کیجئے۔ اِنْ شَآءَ الله عَزَّوَجَلَّ دونوں جہاں میں بیڑا پار ہو گا۔ لاکھوں لوگ اس مدنی تحریک سے وابستہ ہو کر اپنے دلوں میں خوف خدا کی شمع اجاگر کر کے اپنے قلوب کو رب عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت سے منور کر چکے ہیں۔ ترغیب کے لیے ایک بہار پیشِ خدمت ہے:

---

1 ......ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۴۹۵۔

جب میں نے رسالہ ''قبر کا امتحان'' پڑھا۔۔۔:

سینٹرل جیل حیدر آباد (باب الاسلام سندھ) میں ضلع سانگھڑ کے رہائشی ایک قیدی کی تحریر کا لُبِّ لُباب کچھ یوں ہے کہ میں زندگی کے قیمتی اَیّام اپنے خالق و مالک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانیوں میں بسر کر رہا تھا۔ اس کے اَحکامات کی بجا آوری میں سُستی میری عادت بن چکی تھی۔ لذّتِ گناہ میں مخمور، گندی فلمیں اور ڈرامے دیکھتے دیکھتے میں جرائم کی دنیا میں داخل ہو گیا۔ شب و روز دشتِ جُرم میں بھٹکتا رہتا۔ آخرکار ایک دن مجھے کسی جُرم کی پاداش میں 25 سال قید کی سزا سنا دی گئی۔ جیل میں آنے کے بعد بھی میں نہ سُدھر سکا یہاں تک کہ زندگی کے 11 سال مزید گزر گئے۔

پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے میرے سُدھرنے کا سامان ہو ہی گیا، اس کی ترکیب کچھ یوں بنی کہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ چند باعمامہ اسلامی بھائی ہماری بیرک میں نیکی کی دعوت دینے کیلئے تشریف لاتے اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کے مَدَنی رسائل بھی تحفۃً تقسیم کیا کرتے۔ ایک مُبَلِّغِ دعوتِ اسلامی نے مجھے ایک رسالہ ''قبر کا امتحان'' پڑھنے کے لئے دیا۔ جب میں نے اس میں مُنکَر نکیر کے سوالات کے وقت کی کیفیات، قبر کا اپنے اندر آنے والوں سے سلوک اور قبر کے دیگر مُعاملات کے بارے میں پڑھا تو خوفِ خُداوندی سے لرز اُٹھا، اپنے گناہوں کو یاد کر کے بہت نادم ہوا اور عزمِ مصمم کر لیا کہ اب اپنا دامن گناہوں کی کانٹے دار شاخوں سے حَتَّی الْمَقْدُور بچاؤں گا اور نیکی کے راستے پر چلوں گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے توبہ کر لی اور پنج وقتہ نماز کی پابندی کے ساتھ ساتھ نمازِ تہجّد کی عادت بھی بنالی، چہرے پر داڑھی شریف سجالی اور دعوتِ اسلامی کے مدرسہ فیضانِ قرآن میں علمِ دین حاصل کرنا شروع کر دیا۔ میری توبہ کی بَرَکتیں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں، کیس کی مُشکلات خود بخود ختم ہوتی چلی گئیں اور اب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں آزاد ہونے والا ہوں۔ میری نیت ہے کہ جیل سے رہائی کے بعد اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سُنَّتیں سیکھنے کے لئے راہِ خُدا میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلوں کا مُسافر بنوں گا۔''

کھڑے ہیں مُنکَر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آ کر مرے پیمبر کہ سخت مُشکل جواب میں ہے

خُدائے قہّار ہے غَضَب پر کُھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آ کر شَفِیعِ مَحشَر تُمہارا بندہ عذاب میں ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فاروقِ اعظم کی دنیا سے بے رغبتی

آخرت کے معاملے میں جلدی ہونی چاہیے:

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۸۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی'' ص ۳۷ پر ہے: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آخرت کے معاملے میں سُستی کو بالکل پسند نہ کرتے تھے۔ اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''ہر کام میں آہستگی ہونی چاہیے سوائے آخرت کے معاملے میں۔''

رسول اللہ اور صدیق اکبر کی طرح زندگی:

ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صاحبزادی اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ سے عرض کی: ''اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے ان کپڑوں کے بجائے نرم وملائم کپڑے پہنیں اور اپنے اس کھانے سے زیادہ عُمدہ کھانا کھائیں تو کیا حرج ہے؟ کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رِزق وسیع کر دیا ہے اور آپ کو بہت زیادہ خیر عطا فرمائی ہے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فارق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں تجھے سَرزَنِش کروں گا، کیا تمہیں یاد نہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زندگی کے ٹھاٹھ باٹھ پسند نہیں فرماتے تھے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی صاحبزادی کو بار بار یہی فرماتے رہے حتی کہ انہیں رُلا دیا پھر ارشاد فرمایا: ''میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھے توفیق ملی تو میں ان دونوں یعنی حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے خلیفہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح کٹھن زندگی اختیار کروں گا ہوسکتا ہے میں ان کی پسندیدہ زندگی پالوں۔''(1)

(1)......الزھد وقصر الامل، ص ۵۷۔

فاروقِ اعظم کی دُنیا سے بے رغبتی اور لاتَعَلُّقی:

حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عُبَیْدُ اللّٰہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''مَا کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَوَّلِنَا اِسْلَاماً وَّلَا اَقْدَمِنَا هِجْرَةً وَّلٰكِنَّهُ كَانَ اَزْهَدَنَا فِي الدُّنْيَا وَاَرْغَبَنَا فِي الْاٰخِرَةِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ تو ہم سے پہلے ایمان لائے اور نہ ہی ہم سے پہلے ہجرت کی، مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم سے بڑھ کر دنیا سے بے رَغْبَت اور آخرت کے شائق تھے۔''(1)

فاروقِ اعظم سب سے زیادہ دُنیا سے بے رغبت:

حضرت سیِّدُنا سَعد بن اَبِی وَقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''وَاللّٰهِ مَا كَانَ عُمَرُ بِاَقْدَمِنَا هِجْرَةً وَقَدْ عَرَفْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ فَضَّلَنَا كَانَ اَزْهَدَنَا فِي الدُّنْيَا یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہجرت کرنے میں ہم سے مقدم نہیں لیکن میں نے اس بات کو جان لیا ہے کہ وہ کیوں ہم پر فضیلت وسبقت لے گئے ہیں؟ اور وہ یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم میں سب سے زیادہ دنیا سے بے رَغْبَت ہیں۔''(2)

فاروقِ اعظم حقیقی عِبادت گزار:

حضرت سیِّدَتُنا شِفاء بِنتِ عبد اللّٰہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا چند نوجوانوں کے پاس سے گزریں تو دیکھا کہ وہ آپس میں کُھسر پُھسر کررہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''عبادت گُزار لوگ۔'' (یعنی یہ عبادت گزار لوگ ہیں اس لیے آہستہ آہستہ بات کررہے ہیں۔) فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی بات کیا کرتے تو اتنی بلند آواز سے کہ باآسانی سُنی جاتی، جب چلتے تو تیز تیز چلتے، جب ضرب لگاتے تو اس طرح کہ درد ہوتا حالانکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حقیقی عبادت گزار تھے۔''(3)

دنیا کی لَذَّتوں کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں:

حضرت سیِّدُنا سالم بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم

---

1 ......اسد الغابۃ، عمر بن خطاب، ج ۴، ص ۱۶۷۔

2 ......اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۶۷۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۲۰۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''وَاللہِ مَانَعْبَأُبِلَذَّاتِ الْعَیْشِ وَلٰکِنَّانَسْتَبْقِیْ طَیِّبَاتِنَالِاٰخِرَتِنَا یعنی خدا کی قسم! ہمیں دنیا کی لذّتوں کی کوئی پرواہ نہیں، ہم اپنی پاکیزہ نعمتیں آخرت کے لیے بچا رہے ہیں۔'' یہی وجہ ہے کہ آپ جو کی روٹی زیتون کے ساتھ تناول فرماتے، پیوند لگے کپڑے پہنتے اور خود اپنا کام خود کرتے۔(1)

دنیا سے بالکل بے رغبت خلیفہ:

حضرت سیِّدُنا اَحْنَفْ بِن قَیْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہمیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک جنگ لڑنے عراق بھیجا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں عراق اور فارس پر فتح عطا فرمائی۔ مالِ غَنیمت میں فارس کا سفید کپڑا اکثرت سے ہمیں حاصل ہوا، کچھ ہم نے استعمال کرلیا یعنی پہن لیا اور باقی ساتھ رکھ لیا۔ جب ہم مدینہ طَیِّبَہ پہنچے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضری دی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہم سے مُنہ پھیر لیا اور کلام تک نہ کیا اور ایسی بے رُخی ظاہر کی گویا انہوں نے ہمیں دیکھا تک نہیں۔ ہم بڑے پریشان ہوئے، بہرحال ہم نے اس بات کا تذکرہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کیا۔ انہوں نے فرمایا: ''میرے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دنیا سے بالکل بے رغبت ہیں، انہوں نے آپ لوگوں کو اس قیمتی لباس میں دیکھا ہے جو نہ تو حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہنا اور نہ ہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہنا آپ لوگوں کے ساتھ اس روکھے رویے کی صرف یہی وجہ ہے۔''

حضرت سیِّدُنا اَحْنَفْ بِن قَیْس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی ہم نے یہ سنا تو اپنے گھروں میں آئے، وہ کپڑے اُتارے اور پُرانے کپڑے پہن کر واپس آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بڑے ہی پُرتپاک طریقے سے ملاقات فرمائی، ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ سلام کیا اور ایک ایک کو گلے لگایا، گویا اس سے قبل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہم سے ملاقات ہی نہیں ہوئی تھی۔ مالِ غَنیمت میں حلوے کی قسم سے زرد اور سرخ رنگ کی کوئی میٹھی چیز آپ کے سامنے آئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے چکھا۔ وہ بہت ہی خوش ذائقہ اور خوش بودار تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

(1)...... ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۶۸، تاریخ ابن عساکر، ج۴۴، ص۳۰۰۔

عَنْہ ہماری طرف مُتَوَجِّہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے مہاجرین وانصار! یہ شے اتنی لذیذ ہے کہ اسے پانے کے لیے باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو قتل کرسکتا ہے۔'' اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں شہید ہونے والے مہاجرین انصار کی اولاد میں اسے تقسیم کردیا۔ بعدازاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر تشریف لے گئے اپنے لیے اس لذیذ شے میں سے کچھ نہ رکھا۔[1]

سونے، جواہرات کے خزانوں کی تقسیم:

جب عراق فتح ہوا اور شاہِ کسریٰ کے خزانے مدینہ طَیِّبَہ لائے گئے تو بیت المال کے خزانچی نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں عرض کیا: ''کیا یہ خزانے بیتُ المال میں نہ داخل کردیں؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ہرگز نہیں! اس چھت کے نیچے جو کچھ ہے سب تقسیم کردیا جائے۔'' چنانچہ مسجد میں چٹائیاں بچھائیں گئیں اور اُن پر سارا مال رکھ کر ڈھانپ دیا گیا۔ جب لوگوں کے سامنے پردہ اُٹھایا گیا تو سونے اور جواہرات کی چمک سے ایک عجیب سا سَماں پیدا ہوگیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''جو لوگ یہ خزانہ یہاں تک لائے ہیں بڑے ہی امانت دار ہیں۔'' (یعنی ایسی چمک دمک والے مال کو دیکھ کر بھی انہوں نے کسی قسم کی خیانت نہ کی) لوگوں نے عرض کیا: ''حضور! آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے امین ہیں اور لوگ آپ کے امین۔ جب تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خُدا کے امین رہیں گے تب تک لوگ آپ کے امین رہیں گے اور جب آپ میں کوئی تبدیلی واقع ہوگی تو لوگ بھی خائن ہوجائیں گے۔'' بہرحال آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سارا مال تقسیم کردیا اور اپنی ذات کے لیے کچھ نہ رکھا۔[2]

کیا میں دُنیاوی نعمتیں کھاؤں۔۔۔؟

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دنیاوی عَیْش وعشرت سے بے رَغبتی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا عُتْبَہ بِن فَرْقَد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے آپ کے کھانے کے متعلق گفتگو کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دنیا کی بے رغبتی سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**وَیْحَکَ آکِلُ طَیِّبَاتِیْ فِیْ**

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۲۹۳ ملتقطا، کنزالعمال، فضائل الفاروق، زهده، الجزء: ۱۲، ج ۶، ص ۲۸۴، حدیث: ۳۵۹۵۴ ملتقطا۔

2 ......ریاض النضرة، ج ۱، ص ۳۶۹۔

حَيَاتِي الدُّنْيَا وَاسْتَمْتِعُ بِهَا یعنی اے عُتْبَہ! کیا میں اپنی دنیاوی زندگی ہی میں ساری نعمتیں کھالوں اور ان سے فائدہ اٹھالوں۔''(1)

دنیاداروں کے پاس کثرت سے جانے کی ممانعت:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عُبَیْد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَا تُكْثِرُوا الدُّخُوْلَ عَلَى اَهْلِ الدُّنْيَا فَاِنَّهَا مَسْخَطَةٌ لِلرِّزْقِ** یعنی دنیاداروں کے پاس کثرت سے نہ جایا کرو کیونکہ یہ رزق کی ناراضگی (یعنی تنگدستی) کا سبب ہے۔''(2)

فاروقِ اعظم اور فکرِ آخرت

اپنی قمیص اتار کر عطا فرمادی:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مَطبوعہ ۴۱۰ صفحات پر مُشْتَمِل کتاب ''عُیُوْنُ الْحِکَایَات'' حصہ اَوّل، ص ۳۴۰ پر ہے: حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الْوَہَّاب بِن **عبد اللّٰہ** بِن اَبِی بَکْرَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! نیکی کریں جنت پائیں۔'' پھر اس نے چند عربی اَشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

''میری بچیوں اور ان کی ماں کو کپڑے پہنایئے تو ہم ساری زندگی آپ کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ (یہ نیکی) ضرور کریں گے۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں ایسا نہ کرسکوں تو؟'' اعرابی بولا: ''اے ابوحفص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! اگر ایسا نہ ہوا تو میں چلا جاؤں گا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''اگر تُو چلا گیا تو پھر کیا ہوگا؟''

وہ کہنے لگا: ''تو پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ سے میرے حال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا۔ اور اس دن

---

(1)......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۲۹۶، تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۶۸۔

(2)......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب السابع والخمسون، ص ۱۷۲۔

عَطِیات، اِحسان اور نیکیاں ہوں گی تو (محشر کے دن) کھڑے شخص سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اسے (حساب وکتاب کے بعد) یا تو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا یا جنَّت کی خوشخبری سنائی جائے گی۔''

(اشعار کی صورت میں اس اعرابی کی یہ باتیں سن کر) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھوں سے سَیلِ اَشک رَواں ہوگیا، یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی داڑھی مُبارک تَر ہوگئی۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے غلام کو حکم فرمایا: اے غلام! اس شخص کو میری یہ قمیص عطا کردو۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس نے اچھا شعر کہا ہے، بلکہ اس دن (یعنی روزِ قیامت) کیلئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! (اس وقت) اس قمیص کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالِک نہیں۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفِرت ہو۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فاروقِ اعظم کی دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب

ایک مچھلی بھی نہیں کھاؤں گا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ صرف خود مُتَّقی وپرہیزگار اور دنیا سے بے رغبتی فرمانے والے تھے بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر لوگوں کو بھی تقویٰ وپرہیزگاری اور دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَقَدْ خَطَرَ عَلٰی قَلْبِیْ شَھْوَۃُ السَّمَکِ الطَّرِیِّ** یعنی میرے دل میں تازہ مچھلی کھانے کی طلب ہورہی ہے۔'' یہ سننا تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام یَرْفَا آٹھ میل کا سفر طے کرکے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے تازہ مچھلیوں کا ایک ٹوکرا خرید کرلے آیا۔ بعدازاں اپنی سواری اور اس کے کَجاوے وغیرہ کو دھویا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''**اِنْطَلِقْ حَتّٰی اَنْظُرَ اِلَی الرَّاحِلَۃِ** یعنی چلو میں بھی تمہاری سواری کو دیکھ لوں۔'' جب آپ نے گھوڑے کو مُلاحَظہ کیا تو ارشاد فرمایا: ''**نَسِیْتَ اَنْ تَغْسِلَ ھٰذَا الْعِرْقَ الَّذِیْ تَحْتَ اُذُنِھَا عَذَّبْتَ بَھِیْمَۃً فِیْ شَھْوَۃِ عُمَرَ لَا وَاللّٰہِ لَا یَذُوْقُ عُمَرُ مَکْتَلَکَ** یعنی شاید تم اس پسینے کو دھونا بھول گئے ہو جو اس گھوڑے کے کانوں کے نیچے ہے، افسوس! تم نے عمر کی خواہش کو پورا کرنے

کے لیے اس جانور کو تکلیف میں ڈالا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب عمر تمہاری مچھلیوں میں سے ایک مچھلی بھی نہیں کھائے گا۔''[1]

دنیا سے بے رغبتی کی علامت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا سے بے رغبتی کی ایک علامت یہ بھی ہے جس چیز کی خواہش ہو اس کو ترک کر دیا جائے، بلکہ اپنے نفس پر کنٹرول کیے بغیر ہر وقت کھاتے پیتے رہنا فُضُول خرچ ہونے کی علامت ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا حَسَن رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا عاصم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو دیکھا کہ وہ گوشت کھا رہے ہیں تو فرمایا: ''**مَاهٰذَا** یعنی یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''**قَرِمْنَا اِلَیْهِ** یعنی حضور! ہمیں اس گوشت کو کھانے کی شدید خواہش تھی۔'' آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے دنیا کی بے رغبتی سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**كُلَّمَا قَرِمْتَ اِلٰی شَیْءٍ اَكَلْتَهُ كَفٰی بِالْمَرْءِ سَرَفًا اَنْ يَاْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهٰی** یعنی جب بھی تمہیں کسی شے کی شدید خواہش ہوگی تو تم اسے کھانا شروع کر دو گے، یاد رکھو! کسی شخص کے فُضُول خرچ ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر اس چیز کو کھائے جس کی اسے خواہش ہو۔''[2]

فاروقِ اعظم اور جذبۂ ایثار

ایثار کا عظیم جذبہ:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو کچھ عطا فرمایا تو انہوں نے یوں عرض کی: ''**اَعْطِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّیْ** یعنی یارسول **اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! آپ یہ چیز کسی ایسے شخص کو عطا فرمادیں جو مجھ سے زیادہ اس چیز کی حاجت رکھتا ہو۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ** یعنی اے عمر! اسے لے لو، آگے تمہاری مرضی، اپنے پاس رکھو یا اسے صدقہ کر دو۔

1 ...... کنز العمال، فضائل الفاروق، شمائله، الجزء: ۱۲، ج ۶، ص ۲۸۷، حدیث: ۳۵۹۲۶، تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۶۸۔

2 ...... الزهد لابن المبارک، باب ماجاء فی ذم التنعم، ص ۲۶۲، الرقم: ۷۶۹، تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۰۰۔

اے عمر! اگر تمہارے پاس ایسا مال آئے جو تم نے طلب نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کی چاہت ہو تو اسے رکھ لیا کرو اور جو نہ ملے اس کی طلب مت کرو۔'' حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا سالِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا یَسْاَلُ اَحَدًا شَیْئًا وَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا اُعْطِیَہُ** یعنی یہی وجہ تھی کہ میرے والد حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے اور بغیر مانگے اگر کوئی دے دیتا تو اسے رَدّ نہیں کرتے تھے۔[1]

فاروقِ اعظم اور فکرِ آخرت

روزِ آخرت حِساب وکِتاب کا خوف:

حضرت سیِّدُنا ابو مُوسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا ابو بُردَہ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد گرامی نے تمہارے والد سے کیا کہا تھا؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' تو انہوں نے کہا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کہا تھا: ''کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر وبَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی ہمارا اسلام لانا، آپ کے ساتھ ہجرت کرنا، جہاد کرنا اور تمام وہ اعمال جو ہم نے آپ کے ساتھ کیے وہ ویسے ہی برقرار رہیں البتہ جو کام ہم نے آپ کے بعد کیے (**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف کے سبب ہم یہ چاہیں کہ) ان میں ہمیں برابر برابر نجات مل جائے؟'' (یعنی نہ ثواب نہ عذاب) تو آپ کے والد نے جواب دیا: ''نہیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم نے حضور نبیٔ پاک، صاحِبِ لَوْلَاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد بھی جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، دیگر کثیر اعمال کیے اور ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ ایمان بھی لائے ہیں (ہمیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے امید ہے کہ) ان سب کا ہمیں ضرور ثواب ملے گا۔'' مگر میرے والد حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پھر کہا: ''اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے میری تو یہی خواہش ہے کہ جو اعمال ہم نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کیے وہ تو برقرار رہیں اور جو بعد میں کیے ان میں ہمیں برابر برابر نجات مل جائے۔''

---

[1] ...... مسلم، کتاب الزکاۃ، اباحۃ الاخذلمن اعطی---الخ، ص ۵۲۰، حدیث: ۱۱۱۱۔

حضرت سیِّدُنا ابو بُردہ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ: ''**اِنَّ اَبَاکَ وَاللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ اَبِیْ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یقیناً تمہارے والد میرے والد سے افضل ہیں۔''(1)

وقتِ وَفات بھی ادائیگیِ قرض کی فکر:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر اَسّی ہزار قرض تھے وقتِ وفات آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر فرمایا: ''**بِعْ فِیْھَا اَمْوَالَ عُمَرَ فَاِنْ وَفَتْ وَاِلَّا فَسَلْ بَنِیْ عَدِیٍّ فَاِنْ وَفَتْ وَاِلَّا فَسَلْ قُرَیْشاً وَلَا تَعْدُھُمْ** یعنی میرے دَین (قرض) کو ادا کرنے کے لیے اوّلاً تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہوجائے فَبِہا، ورنہ میری قوم بَنِی عَدِی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اَوروں سے سوال نہ کرنا۔'' پھر حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''**اِضْمَنْھَا** یعنی اے میرے بیٹے! تم میرے قرض کو ادا کرنے کی ضَمانت لے لو۔'' وہ ضامن ہوگئے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین سے پہلے اکابِر مُہاجرین وانصار کو گواہ کرلیا کہ میرے والدِ محترم کے اَسّی ہزار کی ادائیگی اب مجھ پر ہے۔ پھر ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ سارا قرض ادا کردیا۔(2)

فاروقِ اعظم اور اللّٰہ عزوجل کی خفیہ تدبیر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت سے جنت کی بشارت پانے کے باوجود **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خُفْیہ تَدبیر سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے اور مُختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے اپنے مُتعلِق رائے لیتے تھے۔ چنانچہ،

کیا منافقین میں میرا نام بھی ہے؟

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۸۵۷ صفحات پر مشتمل کتاب ''جہنم میں لے جانے والے اعمال'' جلد اول، صفحہ ۸۷ پر ہے: حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں

(1)......بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۹۸، حدیث: ۳۹۱۵۔

(2)......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۳ ملتقطا۔

(یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو) جنت کی بِشارت عطا فرمائی مگر اس کے باوجود آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے فتنوں اور منافقین سے متعلق احوال میں حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے راز دار صحابی حضرت سیِّدُ نا حُذَیفہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار فرمایا: ''اے حُذَیفہ! کیا منافقین میں میرا نام بھی ہے؟'' تو حضرت سیِّدُ نا حُذَیفہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ ان میں سے نہیں۔'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں میرے نفس نے میرے احوال کو مُشتَبَہ تو نہیں کر دیا اور میرے عُیُوب کو مجھ سے چھپا تو نہیں لیا اور یہ خوف اتنا زیادہ ہوا کہ انہوں نے رسولِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے ملنے والی جنت کی بشارت کو چند ایسی شرائط سے مَشروط جانا جو آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ میں نہ پائی جاتی تھیں، لہٰذا آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بشارت سے اپنے آپ کو مُطمئن نہ کیا۔

فاروقِ اعظم بچوں سے دعا کرواتے:

حضرت سیِّدُ نا عبد **اللّٰه** بِن بُرَیدَہ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ بَسا اَوقات چھوٹے چھوٹے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر لے آتے اور ان سے ارشاد فرماتے: ''**اُدْعُ لِیْ فَاِنَّکَ لَمْ تُذْنِبْ بَعْدُ** یعنی میرے لیے دعا کرو کیونکہ تم نے ابھی تک گناہ نہیں کیا۔''(1)

دعا کرو۔۔۔عمر بخشا جائے:

آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں یہ بھی مَنقول ہے کہ آپ مدینہ مُنورہ کے کَمسِن یعنی نابالغ بچوں سے اپنے لیے یوں دعا کرواتے کہ ''دعا کرو! عمر بخشا جائے۔''(2)

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے ڈرتے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے ہمیشہ ڈرتے تھے یہاں تک آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے فرزند حضرت سیِّدُ نا عبد **اللّٰه** بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ وصیت کر دی تھی: ''مجھے لَحد میں

---

(1) ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الستون، ص ۱۸۱۔

(2) ......فضائل دعا، ص ۱۱۲۔

رکھنے کے بعد میرا چہرہ زمین سے اس طرح مِلا دینا کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو۔''(1)

فاروقِ اعظم حق و صداقت کے شہنشاہ

فاروقِ اعظم کی زبان اور دل پر حق نازل فرمادیا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ** یعنی بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عمر فاروق کی زبان اور دل پر حق جاری فرمادیا ہے۔''(2)

فاروقِ اعظم حق ہی کہتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو:

حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقُّ وَمَا لَہٗ صَدِیْقٌ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عمر پر رحم فرمائے کہ وہ حق ہی کہتے ہیں اگرچہ کڑوا ہو اور حق بات کہنے سے ان کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ ان کا کوئی دوست نہیں۔''(3)

حق فاروقِ اعظم کی زبان پر رکھ دیا گیا:

حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ** یعنی بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حق عمر کی زبان پر رکھ دیا ہے وہ حق ہی بولتے ہیں۔''(4)

فاروقِ اعظم جہاں بھی ہوں حق ان کے ساتھ ہوگا:

حضرت سیِّدُنا فَضْل بِنْ عَبَّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

---

1 ......موسوعۃ آثار الصحابۃ، مسند آثار الفاروق۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۴۱، الرقم: ۴۱۳۔

2 ......ترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، ج ۵، ص ۳۸۳، حدیث: ۳۷۰۲۔

3 ......ترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب، ج ۵، ص ۳۹۸، حدیث: ۳۷۴۴ ملتقطا۔

4 ......ابو داود، کتاب الخراج والفیء والامارۃ، باب فی تدوین العطاء، ج ۳، ص ۱۹۳، حدیث: ۲۹۶۲۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**عُمَرُ مَعِیَ وَ اَنَا مَعَ عُمَرَ وَ الْحَقُّ بَعْدَہٗ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ** یعنی عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں، میرے بعد عمر جہاں بھی ہو حق اس کے ساتھ ہوگا۔''(1)

حق میرے بعد فاروق کے ساتھ ہوگا:

ایک روایت میں ہے کہ حسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**اُدْنُ مِنِّیْ وَ اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ وَ الْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَکَ** یعنی اے عمر! میرے قریب آ جاؤ، تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، حق میرے بعد تمہارے ساتھ ہوگا۔(2)

فاروقِ اعظم کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے:

امیر المؤمنین حضرت مولا علی مشکل کشا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ''**کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ مَلَکًا یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ** یعنی ہم کہا کرتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔''(3)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''ہم اَصحابِ نبی کا یہی گمان تھا کہ عمر کی زبان پر فرشتہ بولتا ہے۔''(4)

حق وصَداقت فاروقِ اعظم کے ساتھ ہے:

حضرت سیِّدُنا فضل بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**اَلصِّدْقُ وَ الْحَقُّ بَعْدِیْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ** یعنی حق وصَداقت میرے بعد عمر کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی رہیں۔''(5)

---

1. ......فضائل خلفاء الراشدین لابی نعیم، ص۱۸، حدیث: ۱۱، معجم اوسط، من اسمہ ابراھیم، ج۲، ص۹۲، حدیث: ۲۶۲۹۔
2. ......تاریخ واسط، ذکر ولاۃ عمر بن الخطاب، ص۱۳۲، ریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۹۸۔
3. ......حلیۃ الاولیاء، عمر بن الخطاب، ج۱، ص۷۷، الرقم: ۹۶۔
4. ......مسند امام احمد، مسند علی بن ابی طالب، ج۱، ص۲۲۶، حدیث: ۸۳۴۔
5. ......معجم کبیر، عطاء بن ابی۔۔۔الخ، ج۱۸، ص۲۸۱، حدیث: ۷۱۸ ملتقطا۔

حق وصداقت کے امین کا جَنَّتی محل:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے بھی بتایئے کہ مِعراج کی رات آپ نے جنت میں کیا کیا دیکھا؟'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر بن خطاب! اگر میں تمہارے درمیان اتنا عرصہ رہوں جتنا عرصہ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام اپنی قوم میں (ایک ہزار سال تک) رہے اور پھر میں تمہیں وہ جَنَّتی واقعات ومُشاہدات بتاؤں تو بھی وہ ختم نہ ہوں۔ لیکن اے عمر! جب تم نے مجھے یہ بول ہی دیا ہے کہ مجھے جنت کی باتیں بتایئے تو پھر میں تمہیں وہ بات بتاتا ہوں جو تمہارے علاوہ میں نے کسی کو نہ بتائی۔ (اور وہ یہ ہے کہ) میں نے جنت میں ایک ایسا عالیشان محل دیکھا جس کی چوکھٹ جَنَّتی زمین کے نیچے تھی اور اس کا بالائی حصہ جَوْفِ عرش میں تھا۔ میں نے جبریل سے پوچھا: اے جبریل! کیا تم اس عالیشان محل کے بارے میں جانتے ہو جس کی چوکھٹ جَنَّتی زمین کے نیچے اور بالائی حصہ عرش کے درمیان میں ہے؟ تو جبریل نے عرض کیا: **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نہیں جانتا۔ میں نے پھر پوچھا: اے جبریل! اس محل کی روشنی تو ایسی ہے جیسے دنیا میں سورج کی روشنی، چلو یہی بتادو کہ اس تک کون پہنچے گا اور اس میں کون رہائش اختیار کرے گا؟ تو جبریل امین نے عرض کیا: **یَسْکُنُھَا وَ یَصِیْرُ اِلَیْھَا مَنْ یَّقُوْلُ الْحَقَّ وَیَھْدِیْ اِلَی الْحَقِّ وَاِذَا قِیْلَ لَہُ الْحَقُّ لَمْ یَغْضِبْ وَمَاتَ عَلَی الْحَقِّ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس محل میں وہ رہے گا جو صرف حق بات کہتا ہے اور حق بات کی ہدایت دیتا ہے اور جب اسے کوئی حق بات کہتا ہے تو وہ غصہ نہیں کرتا اور اس کا حق پر ہی انتقال ہوگا۔'' میں نے پوچھا: اے جبریل! کیا تمہیں اس کا نام معلوم ہے؟ عرض کیا: جی ہاں **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ ایک ہی شخص تو ہے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! وہ ایک کون ہے؟ عرض کیا: عمر بن خطاب۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر رِقَّت طاری ہوگئی اور آپ غَش کھا کر زمین پر تشریف لے آئے۔ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں: ''اس واقعے کے بعد ہم نے

سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چہرے پر کبھی ہنسی نہ دیکھی حتی کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔‘‘[1]

فاروقِ اعظم کے حق میں درستی کی دعا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی کلام فرماتے تو آپ کا کلام حق وصداقت پر ہی مَبْنِی ہوتا اور آپ جو بھی کلام فرماتے اس میں **مُصِیْب** یعنی درست ہی ہوتے کہ خود **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اصابت (درستی) کی دعا دی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا اَزْرَق بِن قَیْس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار ہمیں کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز پڑھائی جن کی کنیت **اَبُوْ رِمْثَہ** تھی۔ نماز پڑھانے کے بعد وہ ہماری طرف منہ پھیر کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ ایک بار میں نے اسی طرح **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے نماز ادا کی۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق وعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی صَفِ اَوَّل میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دائیں جانب تشریف فرما تھے۔ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز مکمل فرماتے ہوئے دائیں بائیں اس طرح سلام پھیرا کہ ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ روشن کی زِیارت کی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرف اسی طرح چہرۂ اَقْدس پھیر کر بیٹھ گئے جس طرح میں آپ لوگوں کے سامنے بیٹھا ہوں۔ ایک شخص دو رکعت نفل پڑھنے کے لیے کھڑا ہوگیا۔ جیسے ہی وہ کھڑا ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلدی سے اٹھے اور اس کے قریب جاکر اس کے کندھے کو پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا: ’’بیٹھ جاؤ، کیونکہ اہلِ کتاب اسی بات سے تو ہلاک ہوئے ہیں کہ انہوں نے فرائض اور نوافل کے مابین فاصلہ نہ رکھا۔‘‘ حضور نبیِٔ پاک، صاحبِ لَوْلَاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ’’**اَصَابَ اللّٰہُ بِکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ** یعنی اے عمر بن خطاب! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تجھے ہمیشہ **مُصِیْب** (یعنی درست بات کرنے والا) رکھے۔‘‘[2]

---

[1] ……کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الفاروق، الجزء: ۱۲، ج۶، ص ۲۶۴، حدیث: ۳۵۸۳۳۔

[2] ……ابو داود، کتاب الصلوۃ، باب فی الرجل یتطوع فی مکانہ الذی صلی فیہ المکتوبۃ، ج ۱، ص ۳۷۶، حدیث: ۱۰۰۷۔

فاروقِ اعظم ”صدیق“ ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ”صِدِّیق وہ ہوتا ہے جیسا وہ کہہ دے بات ویسی ہی ہوجائے۔“ چنانچہ حکیم الامت مُفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ”صِدِّیق وہ کہ جیسا وہ کہہ دے بات ویسی ہی ہوجائے۔ اسی لیے تو (حضرت سیِّدُنا یُوسُف عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ جو دو قیدی تھے ان میں سے) شاہی ساقی (یعنی بادشاہ کو شراب پلانے والے) نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو صِدِّیق کہا کیونکہ اس نے دیکھا کہ جو آپ نے کہا تھا وہ ہی ہوا، عرض کیا: **یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ۔**“(1)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ خُصُوصی فضل وکرم تھا کہ جو بات آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے منہ سے نکلتی اکثر وہ پوری ہوجاتی۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم نے جو کہہ دیا وہ ہوگیا:

ایک بار رَبِیعہ بن اُمَیَّہ بن خَلَف نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اپنا خواب بیان کیا کہ ”میں ایک ہرے بھرے میدان میں ہوں، پھر اس سے نکل کر ایک ایسے چٹیل میدان میں آگیا جس میں دور دور تک گھاس یا درخت کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو واقعی میں ایک بنجر میدان میں تھا۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”تو ایمان لائے گا، پھر اس کے بعد کافر ہوجائے گا اور کفر ہی کی حالت میں مرے گا۔“ اپنے خواب کی یہ تعبیر سن کر وہ کہنے لگا: ”حضرت! میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے، میں نے تو یوں ہی جُھوٹ مُوٹ آپ سے کہہ دیا ہے۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ”تو نے خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو مگر میں نے جو تعبیر بیان کردی ہے وہ اب پوری ہوکر رہے گی۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مُسلمان ہونے کے بعد اس نے شراب پی، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کو کوڑوں کی سزا دی اور شہر بدر کر کے خیبر بھیج دیا۔ وہ وہاں سے بھاگ کر روم کی سرزمین میں چلا گیا اور وہاں جا کر نصرانی ہوگیا، پھر مُرتد ہوکر کفر ہی کی حالت میں مرگیا۔(2)

---

1 ......مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۱۶۲۔

2 ......ازالۃ الخفاء، ج۴، ص۱۰۱۔

آسمانی کتابوں میں فاروقِ اعظم کا ذکر

(1) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مؤذِّن حضرت سیِّدُنا اقرع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک پادری سے استفسار فرمایا: ''**هَلْ تَجِدُوْنَا فِيْ شَيْءٍ مِّنْ كُتُبِكُمْ** یعنی کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارے بارے میں بھی کچھ لکھا ہوا پاتے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''ہم اپنی کتابوں میں آپ کی صفات اور اعمال وغیرہ کا ذِکر پاتے لیکن اسماء کا نہیں۔'' فرمایا: ''**كَيْفَ تَجِدُوْنِيْ** یعنی میرے بارے میں تم کیا لکھا ہوا پاتے ہو؟'' اس نے عرض کی: ''**قَرْنٌ مِّنْ حَدِيْدٍ** یعنی جی ہاں! ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ آپ لوہے کا سینگ ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''لوہے کا سینگ! یہ کیا ہے؟'' اس نے عرض کی: ''**اَمِيْرٌ شَدِيْدٌ** یعنی (دینی معاملے میں) سختی کرنے والا حاکم۔'' آپ نے شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔''[1]

(2) حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گھوڑے پر سوار ہوئے تو آپ کی پنڈلی سے کپڑا ہٹ گیا تو اَہلِ نَجران نے دیکھا کہ وہاں ایک سیاہ نشان ہے۔ تو وہ کہنے لگے: ''**هٰذَا الَّذِيْ نَجِدُ فِيْ كِتَابِنَا يُخْرِجُنَا مِنْ اَرْضِنَا** یعنی یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکال دے گا۔''[2]

ہیبتِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حق وصداقت کے شہنشاہ تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ عظیم نعمت بارگاہِ خُداوندی سے بوسیلہ بارگاہِ رسالت عطا ہوئی تھی، حق وصداقت کے ساتھ ساتھ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ میں ایسی ہیبت رکھی تھی جو باطل کو جھنجھوڑ کے رکھ دیتی تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ ہیبت حق و باطل کے درمیان ایک آڑ تھی، اس ہیبت کے سبب بڑے بڑے سُورماؤں کا

---

[1] ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الرابع، ص ۱۵۔

[2] ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الرابع، ص ۱۶۔

پِتّا پانی ہوجاتا (جوش دب جاتا)، حالانکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ظاہری وضع قطع میں نہایت ہی سادہ شخصیت کے مالک تھے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس ہیبت سے نہ صرف انسان کانپتے بلکہ شیطان پر بھی لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔چنانچہ،

ہیبتِ فاروقِ اعظم اور شیطان

فاروقِ اعظم کی ہیبت اور شیطان کا فرار:

حضرت سَیِّدُنا سَعْدبن اَبِی وَقَاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اس وقت حاضر ہوئے جب کچھ قریشی عورتیں آپ سے سوالات کررہی تھیں اوران کی آواز بھی کافی اونچی تھی۔جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ داخل ہوئے تو وہ عورتیں آپ کی آواز کو سنتے ہی دبک گئیں اورفوراً ہی خاموشی سادھ لی۔ یہ منظر دیکھ کر **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرادیے۔حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان عورتوں کو مُخاطب کرکے کہا: ''**یَاعَدُوَّاتِ اَنْفُسِھِنَّ اَتَھَبْنَنِي وَلَا تَھَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے تمہیں خوف آتا ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نہیں آتا۔'' توانہوں نے عرض کیا: ''**اِنَّکَ اَفَظُّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَاَغْلَظُ** یعنی آپ مزاج اور گفتگو کے لحاظ سے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ سخت ہیں۔'' یہ سن کر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**یَاعُمَرُ مَالَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ** یعنی اے عمر! شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیتا ہے۔''[1]

شیطان کے راستہ چھوڑنے کی وجہ:

عارف باللّٰہ، ناصِحُ الاُمّہ، علامہ عبدُالغنی بن اِسماعیل نابُلُسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کو بیان کرنے کے بعد ارشادفرماتے ہیں: ''شیطان حضرت سَیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا راستہ کیوں چھوڑتا تھا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ دل شیطان کی چراگاہ اورخوراک نہیں بلکہ اس کی چراگاہ اورخوراک تو شہوات ہیں۔تو اے لوگو! تم جب محض **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے

[1] ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۵۲٦، حدیث: ۳٦۸۳ ملتقطاً۔

ذکر کے ذریعے شیطان کا بھگانا چاہو گے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شیطان دور بھاگ جاتا تھا تو ایسا ناممکن ہے کیونکہ تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جو پرہیز سے پہلے دوائی پینا چاہتا ہے حالانکہ مِعدہ مُرغَّن غِذاؤں سے بھرا ہوا ہے۔ نیز وہ ایسا کرکے اس شخص کی طرح نفع حاصل کرنا چاہتا ہے جو پرہیز اور مِعْدَہ خالی کرنے کے بعد دوائی پیتا ہے۔ جان لو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر دوا ہے اور تقویٰ پرہیز ہے جو دل کو شہوات سے خالی رکھتا ہے لہٰذا جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر شہوات سے خالی دل میں اُترتا ہے تو وہاں سے شیطان ایسے بھاگتا ہے جیسے غذا سے خالی مِعدہ میں دوا اترنے سے بیماری بھاگتی ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ ﴾ (پ۲٦، ق: ۳۷) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل رکھتا ہو۔''

مزید ارشاد فرماتے ہیں: ''جب آپ حالت نماز میں ہوں تو اپنے دل کی کڑی نگرانی کریں اور دیکھیں کہ کیسے شیطان اسے بازاروں، دنیا بھر کے حساب وکتاب اور دشمنوں کے جوابات دینے کی جانب کھینچ کر لے جاتا ہے؟ اور کیسے آپ کو دنیا بھر کی مختلف وادیوں اور ہلاکت خیزیوں کی سیر کراتا ہے؟ یہاں تک کہ فضولیات دنیا میں سے جو چیز آپ کو یاد نہیں آتی وہ بھی حالت نماز میں یاد آجاتی ہے۔ تو شیطان آپ کے دل پر یلغار اسی وقت کرتا ہے جبکہ آپ نماز اس حالت میں ادا کر رہے ہوں کہ دل بَحث ومُباحَثہ میں مشغول ہو۔ اس لمحے دل کی خُوبیاں وخامیاں سب ظاہر ہوجائیں گی۔ آپ اگر واقعی شیطان سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو تقوی کے ساتھ پہلے پرہیز اپنائیں پھر اس کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذکر کی دوا استعمال کریں تو شیطان آپ سے ایسے ہی بھاگے گا جیسے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھاگتا تھا۔''[1]

فاروقِ اعظم اور بوڑھے عابد کی شکل میں شیطان:

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ٦٤٩ صفحات پر مُشتمل کتاب ''حِکَایتیں اور نَصِیحَتیں'' صفحہ ۳۸ پر ہے: امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نمازِ جمعہ کے لئے نکلا تو مجھے ایک بوڑھے عابد کی شکل میں ابلیس ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: ''اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے

[1] ......اصلاح اعمال، ج۱، ص۲۱۲۔

کہا: ''نماز کے لئے جا رہا ہوں۔'' کہنے لگا: ''نماز تو ہو چکی، اب آپ کی نمازِ جمعہ فوت ہوگئی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو پہچان لیا اور اسے گردن اور گُدّی سے پکڑ کر کہا: ''تیرا سَتیّاناس ہو! کیا تو عابدوں اور زاہدوں کا سردار نہ تھا؟ تجھے ایک سجدے کا حکم دیا گیا مگر تُو نے انکار کیا، تکبر کیا، اور کافروں میں سے ہوا، اب قیامت تک تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دور رہے گا۔'' تو وہ کہنے لگا: ''اے عمر! ذرا خیال سے بول، کیا فرمانبرداری میرے بس میں ہے یا بدبختی میری مَشِیَّت کے تحت ہے؟ میں نے عرش کے نیچے بہت سجدے کیے، یہاں تک کہ آسمان کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر میں نے رکوع وسجود نہ کیے ہوں۔ اتنے قرب کے باوجود مجھے کہا گیا: ﴿ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۟ۙ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ۟ ﴾ (پ ۱۴، الحجر: ۳۴، ۳۵) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔'' پھر کہنے لگا: ''اے عمر! کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر سے امن میں ہو؟'' ﴿ فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۟ ﴾ (پ ۹، الاعراف: ۹۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے۔'' تو میں نے اس سے کہا: ''میری نظروں سے اوجھل ہو جا! مجھے طاقت نہیں کہ (اس مسئلے میں) تجھ سے بحث کروں۔''[1]

فاروقِ اعظم کو شیطان غلط کام کا حکم نہیں دیتا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر شخص کے ساتھ نیکی کا ایک فرشتہ ہے جو اسے نیکی کی طرف بلاتا ہے اور ایک بدی کا شیطان ہوتا ہے جو اسے برائیوں کی طرف بلاتا ہے، لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ جو بدی والا شیطان تھا وہ بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو برے کاموں کی طرف بلانے سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ،

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''**اِنَّا كُنَّا لَنَرٰى شَيْطَانَ عُمَرَ يَهَابُهُ اَنْ يَّاْمُرَهُ بِالْخَطِيْئَةِ يَعْمَلُهَا** یعنی ہم تمام صحابہ یہی سمجھتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ جو شیطان ہے وہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ آپ کو کسی غلط کام کا حکم دے۔''[2]

---

1. ......الروض الفائق، ص ۱۳۔
2. ......کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین، الجزء: ۱۳، ج ۷، ص ۱۲، حدیث: ۳۶۱۴۱ ملتقطا۔

اِنسانی وجِنّاتی شیطان عمر سے بھاگتے ہیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ ایک بار دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں تشریف فرما تھے، اچانک ہم نے بازار سے شوروغُل اور بچوں کی آوازیں سنیں۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اٹھ کر دیکھا تو ایک حبشی لڑکی اچھل کود کررہی تھی اور بچے اس کے گرد شور مچارہے تھے۔ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے عائشہ! آؤ دیکھو۔'' تو مَیں آئی اور اپنی ٹھوڑی حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کندھے پر رکھ کر آپ کے کندھے اور سر کے درمیان سے دیکھنے لگی۔ آپ نے کئی بار فرمایا: ''تم ابھی سیر نہیں ہوئیں؟'' اور میں ہر بار ''نہیں'' میں جواب دے دیتی تاکہ معلوم کرسکوں کہ آپ کے ہاں میرا مقام کیا ہے۔'' میں نے دیکھا کہ اچانک بازار میں حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آگئے۔ ان کی آمد ہی تھی کہ سب لوگ بھاگ گئے اور وہ بچی اکیلی رہ گئی۔'' سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ یہ دیکھ کر حضور نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی شَیَاطِیْنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ** یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ انسانی اور جناتی شیطان عمر کو دیکھ کر بھاگ رہے ہیں۔''(1)

مذکورہ حدیثِ پاک کی شرح:

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

❀......ناچنے والی لونڈی تھی وہ بھی بچی اور اس کا تماشہ دیکھنے والے بھی مدینہ منورہ کے بچے تھے۔ (حدیث پاک میں موجود لفظ) ''**تَزْفِنُ**'' بنا ہے ''**زَفْنٌ**'' سے بمعنی پاؤں زمین پر مارنا۔ اس سے مراد ہے ''ناچنا۔'' عموماً بچے ایسی حرکتیں کرتے ہیں یہ اُن کا کھیل کود اور شُغل ہوتا ہے۔

❀......اُس وقت اُمّ المؤمنین (حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) بھی نوعمر بچی ہی تھیں، آپ کا کھیل دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ یہ ہے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اَخلاقِ کریمانہ، ہم کو تعلیم دی کہ گھر والوں سے ایسا

---

(1)......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب، ج۵، ص۳۸۷، حدیث: ۳۷۱۱۔

برتاؤ کرو، اپنی بیوی کے جائز شوق حتی المقدور پورے کرو۔ معلوم ہوا کہ بچوں کا کھیلنا اور انہیں کھیل دکھانا بالکل جائز ہے۔

......(حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ) حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے سامنے کھڑے ہو گئے، آڑ بن گئے، میں نے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی۔ کندھے اور سر مبارک کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھنے لگی:

ناز برداری تمہاری کیوں نہ فرمائے خدا
نازنین حق نبی ہیں تم نبی کی نازنین

آپ کا لقب ہے ''مَحْبُوبَہ مَحْبُوبِ رَبُّ الْعَالَمِین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا۔'' ہم سب کو فخر ہے کہ ہم اس عظمت والی ماں کی اولاد ہیں۔

......(حضرت سیدتنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ) میں بہت دیر تک یہ تماشہ دیکھتی رہی اور حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری خاطر کھڑے رہے، میں اگرچہ تماشہ سے سیر ہو چکی تھی، مگر میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مجھ سے کتنی مَحبت ہے اور میری خاطِر حضور کب تک یہاں قیام فرما رہیں گے۔

......(تمام لوگوں کے) بھاگنے کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کی گئی کہ یہ کام جائز تھا مگر صورۃً کھیل تماشا تھا۔ حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی ہیبت چھوٹوں بڑوں سب کے دلوں میں تھی، یہ رُعب و ہَیبت رَبّ تعالیٰ کا عطیہ تھی۔

......یہ شیاطین جو اس وقت بھاگے یہ وہ شیاطین تھے جو انسانوں کے ساتھ رہتے یا جو بازار میں مَجْمَعوں میں رہتے ہیں، حدیث شریف میں ہے کہ بازاروں میں، مساجد میں، مَجْمَعوں میں شیاطین رہتے، مَسجدوں کے شیاطین وضو اور نماز میں بہکانے کے لیے رہتے ہیں۔ بازاروں میں گناہ کرانے کے لیے اس سے لازِم نہیں آتا کہ بازاروں اور مسجدوں میں جانا حرام ہو یا وہاں کی حاضری شیطانی کام ہو۔ دوسری روایات میں ہے کہ عید کے دن بچے حُدُودِ مسجد میں کھیل رہے تھے، حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے انہیں بھگانا چاہا تو حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عمر آج عید ہے انہیں عید منانے دو۔ حضرت سیدتنا عائشہ صِدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے پاس کچھ بچیاں گا بجا رہی تھیں، حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چادر اوڑھے لیٹے تھے، جناب صدیق اکبر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے انہیں منع کیا تو

چہرہ اَنور کھول کر فرمایا کہ ''اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے، انہیں خوشی منانے دو۔'' بہر حال یہ حدیث بالکل واضح ہے کہ حضرت اُمّ المؤمنین (سیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) بھی اس وقت بچی تھیں اور وہ ناچنے والی بھی بچی، ناچ دیکھنے والے بھی بچے تھے، لہٰذا یہاں بے پردگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔[1]

آپ کی آمد اور شیطان رَفُو چکر:

حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک جنگ سے واپس تشریف لائے تو ایک حَبْشِیہ لڑکی آکر کہنے لگی: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامتی سے واپس لائے گا تو میں آپ کے سامنے دَف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر تم نے نذر مانی ہے تو بجالو نہیں تو رہنے دو۔'' یہ سن کر وہ دَف بجانے لگی۔ اسی اثنا میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آگئے، وہ دَف بجاتی رہی، اسی طرح حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اور پھر حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے مگر وہ برابر دَف بجاتی رہی۔ پھر اچانک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے۔ جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آمد ہوئی، لڑکی نے فوراً دَف نیچے رکھی اور خود اس کے اوپر بیٹھ گئی۔ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

- ''اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْکَ یَاعُمَرُ یعنی اے عمر! شیطان تم سے خوف کھاتا ہے۔''
- ''اِنِّیْ کُنْتُ جَالِسًا وَھِیَ تَضْرِبُ یعنی میں بیٹھا ہوا تھا تب بھی یہ دَف بجاتی رہی۔''
- ''فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَھِیَ تَضْرِبُ پھر ابوبکر آئے تب بھی یہ دَف بجاتی رہی۔''
- ''ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَھِیَ تَضْرِبُ پھر علی آئے تب بھی یہ دَف بجاتی رہی۔''
- ''ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَھِیَ تَضْرِبُ پھر عثمان آئے تب بھی یہ دَف بجاتی رہی۔''
- ''فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ یَاعُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ لیکن اے عمر! جیسے ہی تم داخل ہوئے اس نے دَف بجانا بند

[1] ......مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۲۷۳۔

کردیا۔“(1)

مذکورہ حدیث پاک کی شرح:

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

……یہ نذر شرعی نہیں تھی کہ نذر شرعی میں ضروری ہے کہ جنس واجب سے ہو، دَف بجانا اور گانا کہیں واجب نہیں۔ نَذر بمعنی نَذْرانہ عَقِیدَت ہے، ہر شخص اپنی حیثیت کے لائق ہی نذرانہ اس بارگاہِ عالی میں پیش کرتا ہے، اس لونڈی کے پاس یہ ہی نذرانہ تھا:

کچھ پاس نہیں میرے کیا نذر کروں تیرے
اک ٹوٹا ہوا دِل ہے اور گوشۂ تنہائی

……ذکر بجانے کا ہے، گانے کی اجازت بھی اس میں داخل ہے۔(مِرْقَات) یعنی گاتے بجاتے اپنے دل کے ارمان پورے کرے۔ خیال رہے کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سلامتی تشریف آوری پر خوشی منانا بہترین عبادت ہے۔ اس لیے یہ نذر درست ہوئی۔ نذر عبادت کی ہوتی ہے۔(مِرْقَات واَشِعَّہ) گناہ کی نذر درست نہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: **لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ** (نَسائی شَرِیف)۔

……خیال رہے کہ جھانجھ کے ساتھ دَف وغیرہ مَمنوع ہے، بغیر جَھانْجھ بلا ضرورت کھیل کود کے لیے بھی مَمنوع۔ غرض صحیح کے لیے دَف، تاشہ بجانا جائز ہے۔ لہٰذا اِعلانِ نِکاح، روزے کے افطار یا سحری کے لیے، یوں ہی غازیوں کے لیے دَف بجانا جائز ہے۔ یہ دَف جھانجھ سے اور لہو ولعب سے خالی تھی لہٰذا جائز تھی۔ لونڈی پر نہ تو پَردَہ واجب ہے نہ اس کی آواز عورت ہے، اسے اجنبی شخص دیکھ بھی سکتا ہے، اس کی آواز بھی سن سکتا ہے۔ لہٰذا یہاں یہ اعتراض نہیں کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجنبی عورت کو کیوں دیکھا اور اس کی آواز کیوں سنی، نہ اس سے مُرَوَّجَہ ناچ گانے پر دلیل پکڑی جاسکتی ہے کہ اب آزاد عورتیں بن سنور کر گاتی ہیں یہ حرامِ قَطْعِی ہے۔ اس حدیث سے بہت لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں۔

……یہ ہیبتِ فاروقی تھی کہ اس بی بی نے وہ کام بند کردیا جو جائز بلکہ عِبادت تھا مگر لہو ولعب کی صورت میں تھا۔

---

(1)……ترمذی، کتاب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، ج۵، ص۳۸۶، حدیث: ۳۷۱۰۔

حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو دیکھ کر گھبرا گئی جیسے بعض ہیبت والے آدمیوں کو دیکھ کر بیٹھے ہوئے باتیں کرنے والے لوگ اِدھر اُدھر ہوجاتے ہیں جگہ خالی کرجاتے ہیں حالانکہ وہاں ان کا بیٹھنا باتیں کرنا حرام نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر یہ کام جائز تھا تو حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو دیکھ کر اس بی بی نے بند کیوں کردیا اور اگر حرام تھا تو پہلے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے کیوں ہوا۔ مگر حضراتِ صُوفِیاء فرماتے ہیں کہ یہ کام ان حضرات کے لیے درست تھا، حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے لیے درست نہ تھا اس لیے ان حضرات کے سامنے ہوتا رہا، حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے آنے پر بند ہوگیا کہ اب لہو ولعب بن گیا۔

……(''اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے'' اس فرمان کے تحت فرماتے ہیں) اے عمر یہ تو ایک عورت ہے جو ایسا کام کررہی تھی جو حقیقۃً درست تھا صورۃً کھیل تھا یہ کیوں نہ ڈر جاتی تمہاری ہیبت کا تو یہ عالم ہے کہ تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے جو مردود دُوسروں سے نہیں ڈرتا۔ اس فرمان عالی میں نہ تو اس عورت کو شیطان فرمایا گیا اور نہ اس کے اس عمل کو شیطانی کہا گیا کہ یہ عمل حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت سے ہوا تھا لہٰذا حدیث بالکل ظاہر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اب تمہارے آنے سے یہ کام غیر درست ہوگیا اور بند ہوگیا۔

……اس حدیث سے بہت سے وہ مسائل حاصل ہوئے جو ابھی شرح کے ضمن میں عرض کیے گئے: (۱) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سلامتی اور تشریف آوری کی خوشی منانا عِبادَتِ مُسْتَحَبَّہ ہے۔ لہٰذا میلاد شریف، معراج شریف وغیرہ کی تاریخوں میں عید منانا، خوشیاں کرنا عبادت ہے۔ (۲) لونڈی پر پردہ نہیں۔ (۳) لونڈی کی آواز اجنبی سن سکتا ہے۔ (۴) دف بجانا مطلقاً منع نہیں بلکہ لہو ولعب کے لیے ہو تو منع ہے۔ (۵) اچھے اور جائز اشعار گانا اور ان کا سننا منع نہیں۔ (۶) حضرت صدیق وعثمان وعلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ پر غلبۂ محبت ہے اور حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) پر غَلَبۂ اِطَاعَت۔ لہٰذا ان حضرات کے مراتب جُداگانہ ہیں۔ (1)

فاروقِ اعظم کی آہٹ سے بھی شیطان بھاگ جاتا ہے:

اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت میرے پاس آکر

1 ……مرآۃ المناجیح، ج۸، ص۳۶۹۔

کہنے لگی: ''میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے عہد کیا ہے کہ اگر میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو امن میں دیکھا تو میں دف بجاؤں گی۔'' سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ اس کی یہ بات میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچائی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے کہو اپنی بات پوری کرلے۔'' یہ سن کر وہ آپ کے قریب دف بجانے لگی۔ ابھی اس نے دو یا تین ضربیں ہی لگائی ہوں گی کہ حضرت عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو دف اس کے ہاتھ سے نیچے جا پڑی، اور وہ بھاگ کر پردے کے پیچھے چھپ گئی۔ سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے اسے کہا: ''تمہیں کیا ہوا؟'' اس نے کہا: ''میں نے سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز سنی ہے اس لیے میں خوفزدہ ہوگئی ہوں۔'' یہ دیکھ کر تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَفِرُّ مِنْ حِسِّ عُمَر یعنی شیطان عمر کی آہٹ سے بھی بھاگ جاتا ہے۔''(1)

بارگاہِ رسالت میں فاروقِ اعظم کا پاس

رسول اللہ بھی فاروقِ اعظم کا لحاظ کرتے ہیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ ایک بار میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حَرِیْرہ (آٹے سے بنایا جانے والا کھانا) پکا کر لائی۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا) سَوْدَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا میرے اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے ان سے کہا: ''تم بھی کھاؤ۔'' انہوں نے اِنکار کیا تو میں نے خوش طَبعی کرتے ہوئے کہا: ''کھالو ورنہ میں اسے تمہارے چہرے پر مَل دوں گی۔'' انہوں نے پھر انکار کیا تو میں نے حَرِیْرہ سے ہاتھ بھرا اور ان کے چہرے پر مَل دیا۔ انہوں نے بھی اپنا ہاتھ حَرِیْرہ سے بھرا اور میرے چہرے پر مَل دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُسکرا دیے۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا) سَوْدَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: ''اَلْطِخِی وَجْھَھَا یعنی اس کے (سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے) چہرے پر اَور مَلو۔'' انہوں نے میرے چہرے پر اَور مَل دیا۔ نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

---

1 ......رياض النضرة، ج ۱، ص ۳۰۰۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں گھر کے باہر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (اپنے بیٹے کو) آواز دی: ''عَبْدُاللّٰہ، عَبْدُاللّٰہ۔'' رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے محسوس کیا کہ غالباً حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اندر آنے والے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں ارشاد فرمایا: ''قُوْمَا فَاغْسِلَا وُجُوْهَكُمَا یعنی جلدی جلدی اٹھو اور اپنا منہ دھولو۔'' اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: ''فَمَا زِلْتُ اَهَابُ عُمَرَ لِهَيْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُ یعنی جب سے میں نے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا لحاظ کرتے ہوئے دیکھا تب سے میرے دل میں بھی حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہیبت بیٹھ گئی۔''[1]

فاروقِ اعظم کا غصہ اور جلال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طَیِّبہ کا جہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے وہیں ان کے غصے اور جلال کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔ یقیناً آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غُصّہ اور جَلال عین شریعت کے مُطابق ہوتا تھا۔ جہاں دینِ اسلام، عِزّت وعَظمتِ اِسلام کا مُعاملہ ہوتا، یا کہیں اَحکاماتِ شَرعِیّہ کی خلاف ورزی ہوتی یقیناً وہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جلال ظاہر ہوتا اور یہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرتِ ایمانی تھی کہ جب آپ کی اپنی ذات کا مُعاملہ ہوتا تو قطعاً سختی نہ فرماتے اور جہاں دین کا مُعاملہ ہوتا تو کسی کو معاف نہ فرماتے اگرچہ ان کا سگا بیٹا یا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دینی مُعاملے میں سختی کو خود رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیان فرمایا۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم کی دینی مُعاملات میں سختی:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ

---

[1] ......سنن کبری للنسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب الانتصار، ج۵، ص۲۹۱، حدیث: ۸۹۱۷۔

کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الفاروق، الجزء: ۱۲، ج۶، ص۲۶۵، حدیث: ۳۵۸۳۸۔

عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل **ابوبکر** ہیں اور دینی معاملے میں سب سے زیادہ سخت **عمر** ہیں، حیا کے اِعتبار سے سب سے زیادہ سچے **عثمان** ہیں اور سب سے بڑے قاضی **علی بن ابی طالب** ہیں۔“[1]

فاروقِ اعظم کی ملائکہ واَنبیاء میں مثل:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بِن عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوعالَم کے مالِک ومُختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا **ابوبکر صدیق** وسیِّدُنا **عمر فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے **فرمایا:** ”کیا میں ملائکہ اور انبیاء میں تمہاری مثل بیان نہ کروں؟“ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا **صدیق اکبر** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مثل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے ابوبکر! ملائکہ میں تمہاری مثال **میکائیل** کی طرح ہے جو رحمت (بارش) لے کر نازل ہوتے ہیں اور انبیاء میں تمہاری مثال حضرت **ابراھیم** عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح ہے کہ جب ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا اور ان کے ساتھ نازیبا سُلُوک کیا تو انہوں نے فرمایا: ﴿**فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۚ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ** ﴿۳۶﴾﴾ (پ ۱۳، ابراھیم: ۳۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔“ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا **فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مثل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے عمر! ملائکہ میں تمہاری مثال **جبریل** کی طرح ہے جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں پر اس کا عذاب، شدت اور سختی لے کر اترتے ہیں اور انبیاء میں تمہاری مثال حضرت **نوح** عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح ہے کہ انہوں نے (اپنی قوم کے لیے بارگاہِ الٰہی میں) یوں دعا کی: ﴿**رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا** ﴿۲۶﴾﴾ (پ ۲۹، نوح: ۲۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔“[2]

فاروقِ اعظم کے غُصّے سے بچو:

حضرت سیِّدُنا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”**اِتَّقُوْا غَضَبَ عُمَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَغْضِبُ اِذَا غَضَبَ** یعنی عمر کے غصے سے بچو

---

1 ......ابن ماجه، کتاب السنة، فضائل خباب، ج ۱، ص ۱۰۲، حدیث: ۱۵۴ ملتقطا۔

2 ......السنة لابن ابی عاصم، باب فی جماع فضائل ابی بکر وعمر، ص ۳۲۴، الرقم: ۱۴۶۱۔

کیونکہ جب اسے غصہ آتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی جلال فرماتا ہے۔“[1]

غصے کے متعلق چند مدنی پھول:

غصے کے متعلق چند مدنی پھول پیش خدمت ہیں تاکہ یہ واضح ہوجائے کہ غصہ کرنا کہاں جائز ہے؟ اور کہاں ناجائز؟ واضح رہے کہ غصہ فی نفسہ برا نہیں بلکہ غصے کا اظہار اگر شریعت کے دائرے میں رہ کر کیا جائے تو جائز ورنہ ناجائز۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات نیک لوگوں کو بھی غصہ آجاتا ہے۔ چنانچہ،

نیک لوگوں کو بھی غصہ آتا ہے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سینوں میں موجود قرآن حکیم کی عِزَّت وعَظَمت کی خاطِر حامِلینِ قرآن کو بھی غصہ لاحق ہوجاتا ہے۔“ ایک اور روایت میں ہے: ”دین کے لئے غصہ میری اُمَّت کے بہترین اور نیک لوگوں ہی کو آتا ہے۔“ ایک روایت کا مَضمون کچھ اس طرح ہے: ”حامِلینِ قرآن سے زیادہ دینی مُعاملے میں کوئی غضبناک ہونے کا مُستحق نہیں کیونکہ ان کے سینے میں قرآن پاک کی عِزَّت وعَظَمت ہوتی ہے۔“[2]

ناحق غصہ کرنا منع ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ناحَق غصے کا اِظہار کرنا، دل میں کِینہ رکھنا اور حَسَد کرنا یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے کو لازم وملزوم ہیں یعنی ان کا ایک دوسرے سے تعلق ہے کیونکہ حَسَد کینے کا نتیجہ ہے اور کینہ غصے کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ ﴾ (پ ٢٦، الفتح: ٢٦) **ترجمۂ کنز الایمان:** ”جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں اَڑ (ضِد) رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اَڑ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا اور وہ اس کے زیادہ

---

1 ......تاریخ بغداد، محمد بن عبد اللہ، ج ٣، ص ٩ ٤، الرقم: ١٠١٨۔

2 ......معجم کبیر، عطاء عن ابن عباس، ج ١١، ص ١٢٢، حدیث: ١١٣٣٢۔

کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدۃ، الجزء: ٣، ج ٢، ص ٥٥، حدیث: ٥٧٩٩، ٥٨٠٣۔

سزاوار اور اس کے اہل تھے۔'' حضرت علامہ مولانا حافظ ابنِ حَجَر مکی ہَیْتَمِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت مبارکہ کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''اس آیت مبارکہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ناحَق غصہ کے سبب صادر ہونے والی نَخْوَت ومُرَوَّت ظاہر کرنے پر کفار کی مذمت فرمائی اور مسلمانوں کو نَخْوَت ومُرَوَّت سے بچانے والے اطمینان اور سکینہ نازل کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ان کی مدح فرمائی ہے کہ انہوں نے پرہیزگاری کو لازم پکڑ لیا ہے، اس لئے وہ اس کے اہل اور مُستحق ٹھہرے ہیں۔''(1)

غصہ پینے کا انعام:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ پاک ہے: ''مومن کے غصہ پی لینے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ نہیں، اور جو غصہ نافِذ کرنے پر قدرت کے باوجود غصہ پی لے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔''(2)

غصے کو زائل کرنے کا طریقہ:

غصے کو زائل کرنے کے طریقوں پر مُشتمل تین احادیثِ مُبارَکہ پیشِ خدمت ہیں:

(1) ''جب تم میں سے کسی کو کھڑے ہوئے غصہ آئے تو وہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھے ہوئے آئے تو لیٹ جائے۔''(3)

(2) ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ** پڑھ لے اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔''(4)

(3) ''بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے، شیطان آگ کی پیدائش ہے اور آگ پانی سے بُجھتی ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لے۔''(5)

---

1 ......الزواجر عن اقتراف الکبائر، الباب الاول فی الکبائر۔۔۔الخ، الکبیرۃ الثالثۃ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۰۳۔

2 ......ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الحلم، ج ۴، ص ۴۶۳، حدیث: ۴۱۸۹۔

کنز العمال، کتاب الاخلاق، باب العلم والاناء، الجزء: ۳، ج ۲، ص ۵۶، حدیث: ۵۸۱۸۔

3 ......ابوداود، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، ج ۴، ص ۳۲۷، حدیث: ۴۷۸۲۔

4 ......ابوداود، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، ج ۴، ص ۳۲۷، حدیث: ۴۷۸۱ملخصا۔

5 ......ابوداود، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، ج ۴، ص ۳۲۸، حدیث: ۴۷۸۴۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ احادیث مبارکہ سے غصے کی دوا اور اس کے بعد اسے زائل کرنے والے اعمال کا پتا چلتا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ غصہ زائل کرنے کی فضیلت والی روایات اور عَفْوو دَرگُزر، بُرْدْباری اور صبر کے فضائل میں غور کرے کیونکہ اس طرح انسان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملنے والے ثواب میں رغبت کرتا ہے جس سے اس کے غصے اور اِہانَت وسزا کی طرف مائل کرنے کا سبب زائل ہوجاتا ہے، خود امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مُبارَک عمل ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم نے آیت سنتے ہی معاف فرمادیا:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کو سزا کا حکم دیا تو اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿ **خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ** ۝۱۹۹ ﴾ (پ ۹، الاعراف: ۱۹۹) **ترجمۂ کنز الایمان:** ''اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیرلو۔''

حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیتِ مبارکہ سنی اور اس میں غور کیا تو اُسے معاف فرمادیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ قرآن پاک سن کر اپنے فیصلے سے رُک جاتے اور اس سے تجاوز نہ فرماتے تھے۔ اس معاملے میں حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی حضرت سیِّدُنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیروی کی یوں کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کو کوڑے مارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: ﴿ **وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ** ﴾ (پ ۴، آل عمران: ۱۳۴) **ترجمۂ کنز الایمان:** ''اور غصہ پینے والے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اسے آزاد کرنے کا حکم دے دیا۔ (1)

غصہ زائل کرنے کے مختلف طریقے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللہُ الْمُبِیْن نے غصے کو زائل کرنے کے مختلف طریقے بیان فرمائے ہیں۔ علامہ ابنِ حَجَر ہَیْتَمِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے غصہ زائل کرنے کے درج ذیل پانچ طریقے بیان فرمائے ہیں:

(1) پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قدرت میں غور کرے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی اس پر غضب فرمائے گا کیونکہ

---

(1) ......الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الثالثۃ، ج ۱، ص ۱۲۲۔

انسان قیامت میں عَفْو ودَرگُزر کا زیادہ محتاج ہوگا، اسی لئے حدیثِ قدسی میں آیا ہے: ''اے ابن آدم! جب تجھے غصہ آئے تو مجھے یاد کرلیا کر میں تجھے اپنے غضب کے وقت یاد رکھوں گا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ تجھے ہلاک نہ کروں گا۔''

(2) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بندہ خود کو سامنے والے کے انتقام لینے سے ڈرائے کہ اگر کوئی شخص اس سے انتقام لینے پر مُسلَّط ہوجائے، اس کی عزت دَری کرے، اس کے عُیُوب کو ظاہر کرے اور اس کی مُصیبت پر خوشی کے اِظہار وغیرہ جیسے دُشمنانہ اَفعال کرے (تو اس پر کیا گزرے گی) یہ وہ دُنیوی مُصِیبَتیں ہیں جس سے آخرت پر کامل بھروسہ نہ کرنے والے کو بھی چاہیے کہ ان سے غفلت نہ برتے۔

(3) تیسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان حالت غصہ کی بُری صورت میں غور کرے اور اپنے نزدیک غصے کی قَبَاحَت اور غضب ناک شخص کی کاٹنے والے کتے سے مُشابہت کا تصور وخیال کرے اور بُزُرگ بار شخص کی اَنبیاء عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام و اولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے مُشابہت میں غور کرے اور پھر ان دونوں مُشابہتوں کے فرق میں غور وفکر کرے۔

(4) چوتھا طریقہ یہ ہے کہ انسان غصے کو ابھارنے والے شیطانی وسوسے پر کان ہی نہ دھرے کیونکہ اگر وہ اسے چھوڑ دے تو وہ اسے لوگوں کے سامنے عاجز ظاہر کردے گا اور یہ سوچے کہ اس کا غصہ اور انتقام **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے عذاب اور اس کے انتقام سے کمتر ہے کیونکہ غضب ناک شخص کسی چیز کو اپنی چاہت کے مطابق دیکھنا چاہتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ارادے پر نظر نہیں رکھتا۔ اور جو اس آفت میں مبتلا ہوجائے تو وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے غضب اور اس کے عذاب سے بےخوف نہیں ہوسکتا جو کہ بندے کے غصے اور انتقام سے بہت بڑا اور سخت ہے۔

(5) پانچواں طریقہ یہ ہے کہ وہ یہ عمل کرے کہ شیطان مردود سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہے اور اپنی ناک پکڑ کر یہ دعا مانگے: ''**اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ اَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَ اَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اے حضرت سیّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رب عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کے غصہ دور فرما اور مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے نجات عطا فرما۔'' کیونکہ یہ دعا حدیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہے، پھر اسے چاہیے کہ بیٹھ جائے پھر بھی غصہ ختم نہ ہو تو لیٹ جائے تاکہ اسے جس زمین سے پیدا کیا گیا ہے اس کے قریب ہوجائے حتی کہ وہ اپنی اصل کے حقیر ہونے اور اپنے نفس کی ذِلّت کو پہچان لے اور غصہ سے پیدا ہونے والی

حرکت اور حرارت سے پیدا ہونے والا غضب سکون پالے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غصے پر قابو پانے کے مزید طریقے جاننے کے لیے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ''غصے کا علاج'' کا مطالعہ کیجئے۔

فاروقِ اعظم کے غصہ ٹھنڈا کرنے کا مدنی انداز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک مرتبہ غصے کے وقت ناک میں پانی چڑھایا اور ارشاد فرمایا: ''غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور یہ عمل غصے کو دور کردیتا ہے۔'' **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے ابوذر! نظر اٹھا کر آسمان اور اس کے خالق عَزَّوَجَلَّ کی عظمت کی طرف دیکھو، پھر یہ یقین کرلو کہ تم کسی سرخ یا سیاہ سے افضل نہیں، مگر یہ کہ تم علم میں اس سے افضل ہو جاؤ۔ جب تمہیں غصہ آیا کرے تو اگر تم کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو ٹیک لگا لو اور اگر ٹیک لگا کر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔''[2]

آیتِ مُبارکہ سُن کر رُک گئے:

حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ** بن عَبَّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حُربن قَیس بن حِصن نے اپنے چچا عُیَیْنَہ بن حِصن کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اجازت دے دی۔ وہ اندر آئے اور کہنے لگے: ''اے خطاب کے بیٹے! خدا کی قسم! تم نہ ہمیں صلہ دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے ہو۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جلال آ گیا اور قریب تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انہیں پکڑ لیتے۔ حُربن قَیس کہنے لگے: ''اے امیر المؤمنین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا ہے: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ۝۱۹۹﴾ (پ ۹، الاعراف: ۱۹۹) **ترجمۂ کنز الایمان:** اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

---

1 ......الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱، ص ۱۰۶۔

2 ......اتحاف السادة المتقین، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، باب بیان علاج الغضب بعد هیجانه، ج ۹، ص ۴۲۷۔

اے امیر المومنین یہ تو جاہل ہے۔'' حُر کا یہ کہنا تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہیں رک گئے اور یہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عادتِ مُبارکہ تھی کہ کتاب اللہ کی بات سن کر ٹھہر جاتے تھے۔[1]

فاروقِ اعظم اور اتباعِ سنت

پھر کبھی غیر اللہ کی قسم نہ کھائی:

حضرت سیِّدُ نا سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار دو عالم کے مالِک ومُختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا کہ وہ اپنے والد کی قسم اٹھا رہے تھے (یعنی یوں کہہ رہے تھے کہ مجھے میرے باپ کی قسم!) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سن لیا اور ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں اپنے آباء کی قسم اٹھانے سے روکتا ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے قصداً یا بھول کر کبھی ایسی قسم نہ اٹھائی۔[2]

فاروقِ اعظم کی اتباعِ رسول کا انوکھا انداز:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر جب قاتِلانہ حَملہ ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا گیا: ''آپ اپنی جگہ کسی کو جانَشِین کیوں نہیں بنا دیتے؟'' فرمایا: ''اگر میں جانَشِین مُقَرَّر کرتا ہوں تو بھی صحیح ہے کیونکہ مجھ سے بہتر (یعنی خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے بھی ایسا کیا تھا اور کسی کو جانشین بنائے بغیر تمہیں یوں ہی چھوڑ دوں تو بھی صحیح ہے کیونکہ دو جہاں کے تاجْوَر، سُلطانِ بَحْرو بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے بہتر تھے، آپ نے بھی کسی کو بِالتَّصْرِیح خلافت کے لیے نامْزَد نہیں کیا۔'' حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1. ......بخاری، کتاب التفسیر، خذ العفو وامر بالعرف، ج ۳، ص ۲۲۷، حدیث: ۴۶۴۲ ملتقطا۔
2. ......ترمذی، کتاب النذور والایمان، ماجاء فی کراھیۃ الحلف بغیر اللہ، ج ۳، ص ۱۸۴، حدیث: ۱۵۳۸۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتّباع میں ہرگز جانشین نہیں بنائیں گے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور اِطاعت گزار رعایا

رَعایا میں فاروقِ اعظم کی اِطاعت کا جذبہ:

حضرت سیِّدُنا ابومُلَیکہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مرضِ جُذَام میں مُبتلا ایک خاتون کے قریب سے گزرے جو طوافِ کعبہ میں مَشغول تھی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے فرمایا: ''اے اللہ کی بندی! اگر تم گھر میں ٹھہرتیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندوں کو تکلیف نہ ہوتی۔'' اس کے بعد وہ خاتون گھر میں بیٹھ گئی۔ پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد ایک شخص اس خاتون کے پاس آیا اور کہنے لگا: ''جس شخصیت (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے تمہیں روکا تھا ان کا تو انتقال ہوگیا ہے اب تم جاکر طواف کرسکتی ہو۔'' وہ خاتون کہنے لگی: ''خدا کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتی کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زندگی میں ان کی اطاعت اور موت کے بعد مخالفت کروں۔''(2)

کبھی چھت کو اُونچا نہ کیا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ رُومی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ طَلْق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہَا کے گھر گیا تو دیکھا کہ ان کے گھر کی چھت بہت ہی چھوٹی ہے۔ میں نے ان سے استفسار کیا: ''**یَا اُمَّ طَلْقٍ مَالِیْ اَرٰی سَقْفَ بَیْتِکَ قَصِیْراً**؟ یعنی کیا بات ہے کہ آپ کے گھر کی چھت بہت نیچی ہے۔'' تو وہ کہنے لگیں: ''**اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَتَبَ اِلَیْنَا لَا تُطِیْلُوْا بِنَاءَ کُمْ فَاِنَّہُ مِنْ شَرِّ اَیَّامِکُمْ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہمیں تحریری حکم نامہ دیا تھا کہ اپنے گھروں کو اونچا نہ بناؤ کیونکہ جس دن تم نے ان کو اونچا کیا وہ تمہاری زندگی کا بُرا دن ہوگا۔''(3)

---

1 ...... بخاری، کتاب الاحکام، باب الاستخلاف، ج ۴، ص ۴۷۹، حدیث: ۷۲۱۸۔
مسلم، کتاب الامارۃ، باب الاستخلاف وترکہ، ص ۱۰۱۳، حدیث: ۱۲۔

2 ...... موطا امام مالک، کتاب الحج، جامع الحج، ج ۱، ص ۳۸۸، حدیث: ۹۸۸۔

3 ...... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب قصر الامل، ج ۳، ص ۳۶۴، الرقم: ۲۸۳۔

فاروقِ اعظم کی جرأت وبہادری

فاروقِ اعظم نے ایک جن کو مقابلے میں پچھاڑ دیا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بِن مَسْعُود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایک صحابی کی ایک جن سے ملاقات ہوئی، دونوں میں کُشتی ہوئی تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی نے اس جن کو پچھاڑ دیا۔ جن نے دوبارہ لڑنے کی دعوت دی تو اس بار بھی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی نے جن کو پچھاڑ دیا۔ صحابی نے بڑے حیرانگی سے جن سے پوچھا: ''تم بڑے لاغر اور کمزور ہو، تمہاری کلائیاں کُتّے جیسی ہیں، کیا سارے جِنّات ایسے ہی ہوتے ہیں یا صرف تم ہی ایسے ہو؟'' جن کہنے لگا: ''خدا کی قسم! میں تو جِنّات میں کافی موٹا تازہ ہوں۔ چلو ایسا کرتے ہیں ایک بار پھر کُشتی کر کے دیکھتے ہیں، اب کی بار بھی اگر تم نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں تمہیں ایک بہت ہی کام کی بات بتاؤں گا جو تمہیں بہت فائدہ دے گی۔'' چنانچہ دونوں میں ایک بار پھر کُشتی ہوئی اور اس بار بھی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی نے جن کو پچھاڑ دیا تو صحابی نے جن سے کہا: ''اب بتاؤ تم مجھے کیا بات بتانا چاہتے تھے؟'' جن نے کہا: ''تمہیں آیت الکرسی آتی ہے؟'' صحابی نے جواب دیا: ''جی ہاں۔'' جن کہنے لگا: ''رات کو اگر کسی گھر میں آیت الکرسی پڑھ لی جائے تو صبح تک کوئی شیطان جن اس گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا بلکہ وہ اس گھر سے شریر گدھے کی طرح دور بھاگ جائے گا۔''

یہ واقعہ سُن کر کسی نے حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مَسْعُود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: ''وہ صحابی کون تھے؟ کہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو نہیں تھے؟'' فرمایا: ''اُن کے سوا اور کون ہو سکتا ہے؟''(1)

فاروقِ اعظم اور نیکی کی دعوت

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں مَنقول ہے کہ ایک دفعہ کچھ کھانا مسجد کے دروازے کے پاس رکھا ہوا تھا، جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ باہر نکلے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت فرمایا: ''یہ کھانا کیسا ہے؟'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''یہ کھانا شہر کے باہر سے ہمارے

(1)......معجم کبیر، عبداللہ بن مسعود الھذلی، ج ۹، ص ۱۶۶، حدیث: ۸۸۲۶۔

پاس لایا گیا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کھانے میں اور اس کو ہمارے شہر میں لانے والے دونوں میں برکت عطا فرمائے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ موجود کسی شخص نے کہا: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! یہ ذخیرہ کیا گیا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت فرمایا: ''کس نے ذخیرہ کیا ہے؟'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''فَرُّوخ (حضرت سیِّدُنا عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلام) اور فلاں نے، جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دونوں کو بلا بھیجا، وہ دونوں حاضر ہوئے تو فرمایا: ''تمہیں مسلمانوں کے کھانے کو روکنے کا اختیار کس نے دیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔'' حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میں نے سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے مسلمانوں پر ان کا کھانا روک لیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دے گا۔'' پس اسی وقت حضرتِ سیِّدُنا فروخ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی بھی کھانے کو ذخیرہ نہ کروں گا۔'' لہٰذا انہوں نے اسے مصر کی طرف بھیج دیا جبکہ حضرت سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلام نے کہا: ''ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔'' بہرحال حضرت سیِّدُنا ابو یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (اس روایت کے راوی) فرماتے ہیں: ''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس غلام کو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا دیکھا۔''(1)

فاروقِ اعظم اور قبر کے احوال

ہمیں قبر کیا نقصان دے گی؟

حضرتِ سیِّدُنا عَطَاء بن یَسَار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اے عمر! جب آپ کا انتقال ہوگا تو کیا حال ہوگا! آپ کی قوم آپ کو لے جائے گی اور آپ کے لئے تین گز لمبی اور ڈیڑھ گز چوڑی قبر تیار کریں گے۔ پھر واپس آکر آپ کو

---

(1)...... مسند امام احمد، مسند عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۵۵، حدیث: ۱۳۵۔

غُسل دیں گے اور کفن پہنائیں گے اور پھر خُوشبو لگا کر آپ کو اُٹھائیں گے حتی کہ آپ کو قبر میں رکھ دیں گے پھر آپ (کی قبر) پر مٹّی برابر کر دیں گے اور آپ کو دفن کر دیں گے اور جب وہ واپَس لوٹیں گے تو آپ کے پاس امتحان لینے والے دو فِرِشتے مُنکَر و نکیر آئیں گے، ان کی آواز بجلی کی کڑک جیسی اور ان کی آنکھیں اُچکنے والی بجلی کی طرح ہوں گی وہ اپنے بالوں کو گھسیٹتے ہوئے آئیں گے اور اپنے دانتوں سے قَبْر کو کھود کر آپ کو جَھنجھوڑ دیں گے۔ اے عُمَر! اُس وقت کیا کَیفِیَّت ہو گی؟'' حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''کیا اُس وقت میری عَقْل آج کی طرح میرے ساتھ ہوگی؟'' فرمایا ''ہاں۔'' عرض کی: ''پھر اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں ان کو کافی ہوں گا۔''(1)

اِمام غزالی کی تشریح:

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی یہ حدیثِ پاک نَقْل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''موت کی وجہ سے عَقْل میں کوئی تبدیلی نہیں آتی صِرف بدن اور اَعضاء میں تبدیلی آتی ہے۔ لہٰذا مُردہ اُسی طرح عَقْل مند، سمجھدار اور تکالیف ولذّات کو جاننے والا ہوتا ہے، عقْل باطِنی شے ہے اور نَظر نہیں آتی۔ انسان کا جسم اگرچہ گل سڑ کر بِکھر جائے پھر بھی عَقْل سلامت رہتی ہے۔''(2)

سخت تشویش اور خوف کا معاملہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خدا کی قسم! تشویش، تشویش اور سخت تشویش خوف، خوف اور سخت ترین خوف کا مُعامَلہ ہے، جانور کی تو مرتے ہی قُوّتِ مَحسُوسَہ خَتم ہوجاتی ہے مگر انسان کی عقْل اور محسوس کرنے کی طاقت جُوں کی تُوں باقی رَہتی بلکہ دیکھنے اور سُننے کی قوّت کئی گُنا بڑھ جاتی ہے۔ ہائے! ہائے! اگر ہماری بداعمالیوں کے سبب **اللّٰہ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی** ہم سے ناراض ہو گیا تو ہمارا کیا بنے گا! ذرا سوچئے تو سہی! اگر ہمیں خوبصورت اور آسائشوں سے بھر پور کوٹھی میں تنہا قید کر دیا جائے تب بھی گھبرا جائیں! اور ہم میں سے شاید قبرِستان میں تو کوئی بھی اکیلا ایک رات گزارنے کی ہمت نہ کر سکے۔ آہ! اُس وقت کیا ہوگا جب مَنوں مِٹّی تلے ہمیں اکیلا چھوڑ کر ہمارے اَحباب پلٹ جائیں گے، جسم اگرچہ

---

1 ...... احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، بیان سوال منکر۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۲۵۸۔

2 ...... احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت ومابعدہ، بیان سوال منکر۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۲۵۸۔

سا کن ہوگا، مگر عقل سلامت ہوگی، لوگوں کو جاتا دیکھ رہے ہوں گے، ان کے قدموں کی چاپ سن رہے ہوں گے۔

آہ! آہ! آہ! بے نَمازیوں، ماہِ رَمضان کے روزے بِلا عذرِ شرعی نہ رکھنے والوں، زکوٰۃ دینے سے کَترانے والوں، فلمیں ڈِرامے دیکھنے والوں، گانے باجے سننے والوں، ماں باپ کو ستانے والوں، مسلمانوں کی بلا اجازتِ شَرعی دل آزاریاں کرنے والوں، چوریاں ڈکیتیاں کرنے والوں، لوگوں کو دھمکی آمیز چٹھیاں بھیج کر رقموں کا مطالبہ کرنے والوں، جیب کُتروں، لوگوں کی زمینیں دبا لینے والوں، بے بس ہاریوں کا خون چوسنے والوں، اِقتِدار کے نشے میں بد مَست ہو کر ظُلم وسِتَم کی آندھیاں چلانے والوں، اپنی صحّت و دولت کے نشے میں بدمست ہو کر گناہوں کا بازار گرم کرنے والوں کو ہوسکتا ہے اِس ظاہِری زندگی میں کوئی قبر میں بند نہ کر سکے تاہم عنقریب یعنی چند سال، چند ماہ، چند دن بلکہ عین ممکن ہے چند گھنٹوں کے بعد موت آسنبھالے اور ان کو قبر میں اکیلا بند کر دیا جائے!

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ
جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ
قبر میں میّت اُترنی ہے ضَرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضَرور

کاش! ہم سب دنیا میں رہتے ہوئے قبر کی تیاری کر لیں، گناہوں میں ملوث ہو کر اپنی قبر کو اندھیری کوٹھری بنانے کے بجائے نیکیاں کر کے اسے روشن کرنے والے بن جائیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فاروقِ اعظم اور نکیرین کے سوال

عمر فاروق اور نَکِیرَین سے سوال:

(1) مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہاں دو فرشتے مُنکَر نَکِیر آجاتے ہیں جو تُند خُو اور سخت دل ہیں، جن کے چہرے ایسے نیلے اور سیاہ ہیں جیسے تاریکی ہوتی ہے۔ ان کی آوازیں گرجتی بجلی کی مانند، آنکھیں گرنے والے ستاروں کی طرح اور دانت نیزوں کی

طرح ہیں۔ وہ اپنے بالوں میں زمین پر تیرتے آتے ہیں۔ (یعنی سارا وجود بالوں سے چُھپا ہوتا ہے گویا بالوں کا مجموعہ زمین پر تیرتا آرہا ہے) ہر ایک کے ہاتھ میں اتنا وزنی ہتھوڑا ہوتا ہے کہ تمام جِنّ واِنس مل کر اسے اٹھا نہیں سکتے۔ وہ دونوں قبر والے سے سوال کرتے ہیں کہ ''**مَنْ رَّبُّکَ** یعنی تیرا رب کون ہے؟ **مَنْ نَبِیُّکَ** یعنی تیرا نبی کون ہے اور **مَادِیْنُکَ** یعنی تیرا دین کیا ہے؟'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب وہ میرے پاس آئیں گے تو کیا میں اسی طرح صحیح سالم رہوں گا جیسے اب ہوں؟'' فرمایا: ''ہاں۔'' عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر تو میں انہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے خوب جواب دوں گا۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا! مجھے جبریلِ اَمین نے بتایا ہے کہ وہ دونوں فرشتے جب تمہاری قبر میں آئیں گے اور سوالات کریں گے تو تم یوں جواب دو گے کہ میرا رب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہے مگر تمہارا رب کون ہے؟ میرا دین اسلام ہے مگر تمہارا دین کیا ہے؟ میرے نبی تو محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں مگر تمہارا نبی کون ہے؟ وہ کہیں گے: بڑی تعجب کی بات ہے، ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں یا تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو؟''(1)

(2) حضرت سیِّدُنا جابِر بن **عبد اللہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یوں مروی ہے کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس وقت ہمارا حال کیا ہوگا؟'' فرمایا: ''جیسا اب ہے۔'' عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر تو میں انہیں کافی ہوں گا۔''(2)

مُنکَر نکِیر اور فاروقِ اعظم:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے پاس مُنکَر و نکِیر اس حالت میں آئیں گے کہ وہ دانتوں سے زمین کُرِیدتے ہوں گے، ان کے لمبے بال گھسٹتے ہوں گے، ان کی آواز کڑکتی بجلی

---

1 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۴۶۔

2 ......اتحاف الخیرۃ المھرہ، کتاب الجنائز، السوال فی القبر وماجاء، ج ۳، ص ۲۹۶، حدیث: ۲۶۷۱ ملتقطا۔

جیسی ہوگی اور آنکھیں ایسے ہوں گی جیسے اچک لینے والی بجلی۔'' عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جس حالت پر دنیا سے ہمارا انتقال ہوگا کیا قبر میں اسی حالت پر اٹھائے جائیں گے؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہاں! اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔'' عرض کیا: ''پھر تو میں انہیں کافی ہوں گا۔''(1)

فاروقِ اعظم اور غیر مسلموں سے کنارہ کشی

جسے اللہ نے ذلیل کیا اُسے عِزّت کیوں دیتے ہو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا کہ وہ لَین دَین کے تمام مُعاملات لکھ کر پیش کریں۔ ان کا کاتِب نَصرانی تھا، اس نے تمام مُعاملات لکھ دیے اور سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ فاروقی میں پیش کردیا۔ آپ کو اس کی لکھائی کی مَہارت دیکھ کر بہت تعجب ہوا مگر آپ کے علم میں نہ تھا کہ وہ کاتِب عیسائی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''تمہارا کاتِب کہاں گیا، اسے اندر لاؤ تاکہ وہ مسجد میں لوگوں کے سامنے یہ تحریر پڑھ کر سنائے۔'' حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کرنے لگے: ''یا امیر المؤمنین! وہ مسجد میں نہیں آسکتا۔'' فرمایا: ''کیوں؟ وہ جنبی ہے کیا؟'' عرض کیا: ''نہیں! وہ کاتب عیسائی ہے۔'' یہ سننا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آگئے اور سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بہت ڈانٹا اور فرمایا: ''تم انہیں اپنے قریب نہ کرو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں دُور کیا ہے۔ تم انہیں عِزّت نہ دو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ذِلّت دی ہے اور تم انہیں امن دے رہے ہو جب کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان پر خوف ڈالا ہے۔ میں نے تمہیں اہل کتاب یعنی غیر مُسلموں کو عہدے دینے سے روکا ہے، کیونکہ وہ رِشوت لینا جائز سمجھتے ہیں۔''(2)

بے دِین شخص ہمارا اَمانت دار نہیں ہوسکتا:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

(1) ......البعث لابی داود، ص۸، حدیث: ۷۔

(2) ......سنن کبری، کتاب الجزیة، لایدخلون مسجدا بغیر اذن، ج ۹، ص ۳۴۳، حدیث: ۱۸۷۲۷، ریاض النضرة، ج ۱، ص ۳۶۲۔

عَنْہ سے فرمایا: ''کوئی حِساب کتاب کا ماہِر آدمی لائیں جو ہماری مدد کیا کرے۔'' وہ ایک عیسائی کو لے آئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! اس سے تو بہتر ہے ہم دونوں مل کر حساب کتاب کرلیا کریں۔ میں نے تم سے وہ شخص مانگا تھا کہ جو ہماری امانت میں شریک ہو (یعنی حساب کتاب بالکل درست کرے اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرے) اور تم ایسے شخص کو لے آئے جس کا دین میرے دِین کا مُخالف ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور شرعی احکام کی پاسداری

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شرعی اَحکامات کی پاسداری میں اس چاند کی مانند ہیں جس کی چمکتی دمکتی روشنی گمراہی میں بھٹکے لوگوں کی راہنمائی کرتی ہے، اَحکامِ شریعت کا پابند بناتی ہے، نیکی کی دعوت دینے میں اعانت کرتی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جس طرح خود اَحکامِ شریعت کی پابندی فرماتے ایسے ہی اپنے ماتحت افراد کو بھی نیکی کی دعوت دے کر شریعت کا پابند بناتے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اِنفرادی واِجتماعی کوشش سے کئی لوگ فرائض ونوافل پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ سُنَّتوں کے بھی عامل بن جاتے۔ چنانچہ،

چاندی کی انگوٹھی پہنو:

ایک مرتبہ دو شخص امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو ارشاد فرمایا: ''کیا تم لوگ سونے کی انگوٹھیاں پہنتے ہو؟'' تو دوسرے شخص نے جواب دیا: ''میری انگوٹھی تو لوہے کی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یہ لوہے کی انگوٹھی تو اس سے زیادہ بدبودار اور خبیث ہے، پھر دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر تمہیں انگوٹھی پہننی ہی ہے تو چاندی کی انگوٹھی پہنو۔''(2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صَدرُ الشَّرِیعہ بَدرُ الطَّرِیقہ مولانا مُفتی محمد اَمجد عَلی اَعْظَمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''مرد کو زیور پہننا مُطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مِثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ

1 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۶۲۔

2 ......طبقات کبری، ابوموسی الاشعری، ج ۴، ص ۸۶۔

سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔[1]

مسجد کا ادب واحترام کرو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد میں ایک شخص کی بلند آواز سنی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مسجد میں اس کا چلانا بہت مَعْیُوب لگا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے سَرزَنِش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کیا تجھے معلوم ہے کہ تو اس وقت کہاں ہے؟'' (یعنی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر مسجد میں ہے اور مسجد کا ادب واحترام یہ ہے کہ یہاں آواز پَست رکھی جائے۔)[2]

مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے:

حضرت سَائِبْ بِنْ یَزِید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں مسجد میں موجود تھا اور وہیں دو شخص بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے۔ اچانک کسی نے مجھے کنکری ماری، جب میں نے کنکری مارنے والے کی طرف دیکھا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔'' میں نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور ان دونوں کو حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا: ''تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟'' انہوں نے جواب دیا: ''ہمارا تعلق طائف سے ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تم حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو، اگر مدینے کے رہائشی ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا۔''[3]

مساجد کا ادب واحترام کیجئے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مساجد کا ادب واحترام ہر شخص پر لازم ہے، مساجد خالِصتاً دینی اُمور، نماز، اِعتکاف ذکر اللہ، تلاوتِ قرآن وغیرہ کے لیے بنائی گئی ہیں۔ ان میں شور وغُل کرنا یا کوئی بھی ایسا کام جو مسجد کے ادب واحترام

1 ...... بہارِ شریعت، ج ۳، حصہ ۱۶، ص ۴۲۶۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلاۃ، فی رفع الصوت فی المساجد، ج ۲، ص ۳۰۹، حدیث: ۲۔

3 ...... بخاری، کتاب الصلوۃ، باب رفع الصوت فی المساجد، ج ۱، ص ۱۷۸، حدیث: ۴۷۰۔

کے مَنافی ہو شرعاً ممنوع ہے۔ آج کل اس بات کا بہت کم خیال رکھا جاتا ہے اور بعض نادان لوگ تو مساجد میں اتنی بلند آواز سے گفتگو کرتے نظر آتے ہیں گویا اپنے گھر یا بازار میں گفتگو کر رہے ہوں، ایسے لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے، نیز بعض حضرات نابالغ اور ناسمجھ بچوں کو بھی اپنے ساتھ مساجد میں لاتے ہیں جو مسجد میں گھومتے پھرتے اور شوروغل مچاتے ہیں یاد رکھیے کہ مساجد میں بچوں، پاگلوں وغیرہ کا داخلہ ممنوع ہے۔ چنانچہ سُلطَانِ مدینہ، قَرارِ قلب وسِینہ، فَیض گنجِینہ، صاحِبِ مُعَطَّر پسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان باقرینہ ہے: ''مسجدوں کو بچوں، پاگلوں، خرید وفروخت، جھگڑے، آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔''(1)

علامہ ابن عابدین شامی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''ایسا بچہ جس سے نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کر دینے) کا خطرہ ہو اور پاگل کو مسجد کے اندر لے جانا حرام ہے اگر نجاست کا خطرہ نہ ہو تو مکروہ۔'' جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں ان کو بھی اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کرلیں اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا بے ادبی ہے۔(2)

بچے یا پاگل یا بے ہوش یا جس پر جن آیا ہوا ہو اس کو دم کروانے کے لیے بھی مسجد میں لے جانے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ واضح رہے کہ مساجد کو جس طرح شوروغل سے بچانا ضروری ہے ویسے ہی اسے بدبو سے بچانا بھی بے حد ضروری ہے۔ احادیث مبارکہ میں مساجد کو خوشبودار رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ''حضور پُرنور شافِعِ یَومُ النُّشُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مَحَلّوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ صاف اور خوشبودار رکھی جائیں۔''(3)

---

(1)...... سنن ابن ماجۃ، کتاب المساجد، مایکرہ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۴۱۵، حدیث: ۷۵۰۔

(2)...... درمختار وردالمحتار، ج ۲، ص ۵۱۸۔

(3)...... ابو داود، کتاب الصلاۃ، اتخاذ المساجد فی الدور، ج ۱، ص ۱۹۷، حدیث: ۴۵۵۔

مسجدوں کو خوشبودار رکھنے کے متعلق دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۳۲ صفحات پر مشتمل شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ''مسجدیں خوشبودار رکھیے'' کا مطالعہ کیجئے۔

فاروقِ اعظم اور مریضوں کی عیادت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت ہی غم خوار تھے اور قلبی طور پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس قدر رحم دل اور شفیق تھے کہ کسی مسلمان کا چھوٹی سے چھوٹی تکلیف میں مبتلا ہونا بھی گوارا نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وقت مسلمانوں کی غم خواری اور امت کی خیر خواہی میں مشغول رہتے تھے۔ مصروف ترین شخصیت ہونے کے باوجود اپنے بیمار اصحاب کی عیادت کرنا بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عاداتِ مبارکہ میں شامل تھا۔

بارگاہِ رسالت میں مَریض کی عِیادت کااِقرار:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مختلف اعمال کے بارے میں استفسار فرمایا جن میں مریض کی عیادت کا بھی ذکر تھا تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں اقرار کیا کہ: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے مریض کی عیادت کی ہے۔''[1]

فاروقِ اعظم مولا علی کی عیادت کے لیے گئے:

ایک بار مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم بیمار ہوگئے، جب حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں سے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیمار ہوگئے ہیں، ہمیں ان کی عیادت کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ چنانچہ تینوں مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے گھر پہنچے اور پھر وہاں نہایت ہی دلچسپ مدنی مکالمہ ہوا۔[2]

مریضوں کی عیادت سے متعلق مرویات:

اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مریضوں کی عیادت سے متعلق کئی مرویات بھی ہیں۔ چنانچہ،

---

1 ...... مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ج ۴، ص ۲۳۷، حدیث: ۱۲۱۸۲۔ تفصیلی روایت کے لیے اسی کتاب کا صفحہ ۱۵۰ ملاحظہ کیجئے۔

2 ...... روح البیان، پ ۱۳، الرعد، تحت الآیۃ: ۳۱، ج ۴، ص ۳۷۷۔
یہ دلچسپ مدنی مکالمہ پڑھنے کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۳ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان صدیق اکبر'' ص ۱۶۸ کا مطالعہ کیجئے۔

(1) تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جودوسخاوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''قیامت کے دن پکارنے والا پکارے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں فُقراء ومَساکین اور مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔'' پس (جب وہ حاضر ہوں گے تو) انہیں نور کے مَنبروں پر بٹھایا جائے گا جہاں یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے شرفِ کلام حاصل کریں گے جبکہ لوگ حساب دے رہے ہوں گے۔''(1)

(2) حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہوتی ہے۔''(2)

فاروقِ اعظم اور لواحقین سے تعزیت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کی غم خواری فرماتے۔ اگر کسی کا انتقال ہوجاتا تو اس کے جنازے میں بھی ضرور شرکت فرماتے۔ نیز میّت کے قریبی رشتے داروں سے تَعْزِیَت بھی فرماتے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک نیک پرہیزگار نوجوان کی قبر پر تشریف لے جانے والا واقعہ بہت ہی مشہور ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس نوجوان کو جانتے تھے اور اس کی عبادات پر تعجب فرماتے تھے، بعدازاں اس کا رات کے وقت انتقال ہوگیا اور اس کے گھر والوں نے راتوں رات اس کا جنازہ وغیرہ پڑھ کے دفنا دیا۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے گھر والوں سے شکوہ کیا کہ تم لوگوں نے مجھے کیوں نہ بتایا، انہوں نے رات کا عُذر کیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس نوجوان سے گفتگو فرمائی۔(3)

فاروقِ اعظم اور مختلف علوم

فاروقِ اعظم کو بارگاہِ رِسالت سے علم عطا ہوا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قرآن وحدیث کے

---

(1) ......جمع الجوامع، الياء مع الصاد، ج ۹، ص ۲۵۶، حديث: ۲۸۵۷۳ ملتقطا۔

(2) ......ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، ج ۲، ص ۱۹۱، حديث: ۱۴۴۱۔

(3) ......تاريخ ابن عساكر، ج ۴۵، ص ۴۵۰، حجة الله على العالمين، المطلب الثالث في ذكر جملة ۔۔۔ الخ، من كرامات عمر، ص ۶۱۲ مختصرا۔
اس واقعے کی تفصیل کے لیے اسی کتاب کا موضوع ''کراماتِ فاروقِ اعظم'' ص ۶۲۴ ملاحظہ کیجئے۔

بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر کئی عُلوم میں مَہارَتِ تامّہ رکھتے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علم کی دولت بارگاہِ رسالت سے عطا ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ دودھ سے لبالب ایک پیالہ مجھے پیش کیا گیا۔ میں نے اس سے پیا اور اتنا سیر ہو گیا کہ مجھے یوں لگا جیسے میرے ناخنوں کے نیچے بھی اس دودھ کی تَرِی پہنچ گئی ہے۔ بچا ہوا دودھ میں نے عمر فاروق کو دے دیا۔'' لوگوں نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے اس سے کیا مفہوم لیا ہے؟'' فرمایا: ''علم۔''(1)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم کے بارے میں حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مَسْعُود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تین اِرشادات پیش خدمت ہیں:

(1) فاروقِ اعظم کا علم تمام قبائل عرب کے علم سے زیادہ وزنی:

۞...... ''لَوْ وُضِعَ عِلْمُ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِیْ كِفَّةِ مِيْزَانٍ وَوُضِعَ عِلْمُ عُمَرَ فِیْ كِفَّةٍ لَرَجَحَ عِلْمُ عَمَر یعنی اگر عرب کے تمام قبائل کا علم میزان کے ایک پلڑے میں اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ والا پلڑا بھاری رہے گا۔''(2)

(2) علم کے نو حصے فاروقِ اعظم کے پاس ہیں:

۞...... ''لَقَدْ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهُ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ اَعْشَارِ الْعِلْمِ یعنی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تو سمجھتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم کے دس میں سے نو حصے اپنے ساتھ لے گئے۔''(3)

(3) ایک سال علم حاصل کرنے سے زیادہ افضل:

۞...... ''لَمَجْلِسٌ كُنْتُ اَجْلِسُهُ مَعَ عُمَرَ اَوْثَقُ فِیْ نَفْسِیْ مِنْ عَمَلِ سَنَةٍ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ایک علمی حلقے میں شرکت کرنا میرے نزدیک ایک سال عمل کرنے سے بھی

---

1 ...... مسلم، فضائل الصحابہ، من فضائل عمر، ص ۱۳۰۳، حدیث: ۲۳۹۱۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۳، حدیث: ۳۶۔

3 ...... الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۳۹۔

زیادہ بہتر ہے۔‘‘[1]

تمام لوگوں کا علم ایک سوراخ میں سما جائے:

حضرت سیِّدُنا اَعْمَش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا شِمْر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’لَکَاَنَّ عِلْمَ النَّاسِ کَانَ مَدْسُوْسًا فِیْ جُحْرٍ مَعَ عِلْمِ عُمَرَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم کے مقابلے میں تمام لوگوں کا علم اتنا ہے کہ وہ ایک چھوٹے سے سوراخ میں سما جائے۔‘‘[2]

فاروقِ اعظم دو تہائی علم لے گئے:

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن مَیْمُون رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ’’ذَهَبَ عُمَرُ بِثُلُثَيِ الْعِلْمِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دو تہائی علم لے گئے۔‘‘[3]

فاروقِ اعظم اور حصولِ علمِ دین

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علم کی یہ دولت بارگاہِ رِسالت سے ہی عطا ہوئی تھی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قرآن وحدیث کا علم خود رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہی حاصل کیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حُصُولِ عِلْمِ دِین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ گاہے بگاہے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے علمی سوالات وغیرہ کرتے ہی رہتے تھے، اور اس معاملے میں بے شمار اَحادیثِ مُبارَکہ موجود ہیں چنانچہ،

فاروقِ اعظم کا اِعتکاف کی نذر کے متعلق سوال:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اعتکاف کی نذر کے بارے میں سوال کیا جو آپ

---

1. ......الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج۳، ص۲۳۹۔
2. ......مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج۷، ص۴۸۶، حدیث:۵۵۔
3. ......تاریخ ابن عساکر، ج۴۴، ص۲۸۶۔

نے زمانہ جاہلیت میں مانی تھی توسرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پورا کرنے کا حکم ارشادفرمایا۔[1]

فاروقِ اعظم کا زانیہ کی نمازِ جنازہ کے متعلق سوال:

حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے زنا کیا،حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے رجم کا حکم دیا بعدازاں اس کی نماز جنازہ کا بھی آپ نے حکم ارشادفرمایا۔تو امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمرفاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا:''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:''اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگراس کی توبہ مدینہ منورہ کے ستر گناہ گاروں میں بانٹی جائے توسب کی بخشش ہوجائے۔ اس سے بڑھ کرافضل شخص کون ہوسکتا ہے جس نے اپنی جان کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں پیش کردیا۔''[2]

فاروقِ اعظم اور رسول اللّٰہ کے علمی خزانے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علوم اولین وآخرین کے جامع ہیں۔امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمرفاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علمی خزانے سے فیضاب ہوتے ہی رہتے۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوئی بات مُختصر بیان فرماتے لیکن امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمرفاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مزاج شناس رسول تھے،فوراً سمجھ جاتے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آج عطافرمانا چاہتے ہیں،آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً سوال کرتے اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مزید وضاحت فرماتے۔چنانچہ یوم عاشوراءدس مُحَرَّمُ الحَرام سے متعلق ایک علمی اورنفیس روایت ملاحظہ کیجئے:

یومِ عاشُوراء سے مُتعلق ایک عِلمی،نَفِیس رِوایت:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبُوب،دانائے غُیُوب،مُنَزَّہٌ عَنِ العُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا:

---

1 ......بخاری،کتاب الایمان والنذور،باب اذا نذر۔۔۔الخ،ج ۴،ص ۳۰۲،حدیث: ۶۶۹۷۔

2 ......مسلم،کتاب الحدود،باب من اعترف علی نفسہ بالزنی،ص ۹۳۳،حدیث: ۲۴ ملتقطا۔

❁ ''جس نے اپنی طرف سے کسی مومن کو عاشوراء کے دن روزہ افطار کرایا گویا اس نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ساری امت کو روزہ افطار کرایا اور اسے سیر کیا۔'' ❁ ''جس نے عاشوراء کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے جنت میں ایک دَرَجہ بلند فرمائے گا۔'' ❁ ''جس نے عاشوراء کے دن کسی مسکین کو کپڑا پہنایا گویا اس نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ساری امت کے مساکین کو کپڑا پہنایا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنتی حلوں میں سے ستر ۷۰ حلے پہنائے گا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بَصد عجز واِحترام عرض کیا: ''**یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ لَقَدْ فَضَّلَنَا اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِیَوْمِ عَاشُوْرَاءَ** یعنی یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں عاشوراء کے دن کے سبب اتنی فضیلت عطا فرمائی ہے؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیبِ لبیب، ہم گناہگاروں کے طبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

❁ ''اے عمر! زمین وآسمان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ❁ ''سورج، چاند اور ستاروں کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ❁ ''عرش وکرسی کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ❁ ''قلم اور لوح کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ❁ ''جبریل امین اور دیگر ملائکہ کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ❁ ''حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور حواء عَلَیْہَا السَّلَام کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ❁ ''جنت کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ❁ ''حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے عاشوراء کے دن جنت میں سکونت اختیار فرمائی۔'' ❁ ''حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام عاشوراء کے دن پیدا ہوئے۔'' ❁ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں عاشوراء کے دن آگ سے نجات عطا فرمائی۔'' ❁ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن ان کی رہنمائی فرمائی۔'' ❁ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرعون کو عاشوراء کے دن غرق فرمایا۔'' ❁ ''حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن آسمان پر اٹھایا۔'' ❁ ''حضرت اِدریس عَلَیْہِ السَّلَام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن آسمانوں پر اٹھایا۔'' ❁ ''حضرت عیسٰی بن مریم عَلَیْہِمَا السَّلَام عاشوراء کے دن پیدا ہوئے۔'' ❁ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی توبہ قبول فرمائی۔'' ❁ ''حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی کشتی عاشوراء کے دن جُودِی پہاڑ پر ٹھہری۔'' ❁ ''حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو

عاشوراء کے دن قید سے نکالا گیا۔'' ❁ ''حضرت یُونُس عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم کی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن توبہ قبول فرمائی۔'' ❁ ''حضرت سُلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کو عاشوراء کے دن بادشاہی عطا کی گئی۔'' ❁ ''قیامت بھی عاشوراء کے دن ہی قائم ہوگی۔'' ❁ ''آسمان سے پہلی بارش بھی عاشوراء کے دن ہی ہوئی۔''(1)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ صرف خود علم دین حاصل کیا کرتے تھے بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حصولِ عِلمِ دِین سے متعلق کئی اقوال موجود ہیں۔ چنانچہ،

حکمرانوں کو علم دین سیکھنے کی نصیحت:

حضرت سیِّدُنا اَحوَص بن حکیم بن عُمَیر عَنْسِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جنگی لشکروں کے سپہ سالاروں کے نام مکتوب لکھا اور ارشاد فرمایا: ''**تَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ فَاِنَّهٗ لَا یُعْذَرُ اَحَدٌ بِاِتِّبَاعِ بَاطِلٍ وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ حَقٌّ وَلَا یُتْرَکُ حَقٌّ وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ بَاطِلٌ** یعنی دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرو، کیونکہ جہالت کے سبب باطل کو حق سمجھ کر اس کی اتباع کرنے اور حق کو باطل سمجھ کر اسے ترک کرنے کا عُذر قبول نہیں کیا جائے گا۔''(2)

سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری کو مکتوب:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف ایک مکتوب لکھا اور حمد وصلاۃ کے بعد ارشاد فرمایا: ''**تَفَقَّهُوْا فِی السُّنَّةِ وَتَفَقَّهُوْا فِی الْعَرَبِیَّةِ وَاَعْرِبُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ عَرَبِیٌّ وَتَمَعَّدَدُوْا فَاِنَّکُمْ مَّعْدِیُّوْنَ** یعنی سنت میں سمجھ بوجھ پیدا کرو اور عربی زبان کو اچھی طرح سیکھو اور قرآن پاک کو عربی لہجے میں پڑھو کہ وہ عربی ہے اور اپنے آپ کو طاقتور بناؤ کہ تم مَعَد بن عَدِی کی اولاد ہو۔''(3)

---

(1) ......بستان الواعظین، مجلس فی فضل یوم عاشوراء، ص ۲۲۸۔

(2) ......کنزالعمال، کتاب العلم، فی فضله والتعریض علیه، الجزء: ۱۰، ج ۵، ص ۱۱۱، حدیث: ۲۹۳۳۵۔

(3) ......مصنف ابن ابی شیبة، کتاب فضائل القرآن، ماجاء فی اعراب القرآن، ج ۷، ص ۱۵۰، حدیث: ۳۔

عام لوگوں کو حصولِ علمِ دِین کی ترغیب:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا:

- ..... ’’تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ خود بھی علم حاصل کرو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ۔‘‘
- ..... ’’وَتَعَلَّمُوا لَهُ الْوَقَارَ وَالسَّكِيْنَةَ اور علم کے لیے وقار اور سکینہ سیکھو۔‘‘
- ..... ’’وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمْتُم مِّنْهُ الْعِلْمَ اور جس سے تم علم سیکھو اس کے سامنے عاجزی اختیار کرو۔‘‘
- ..... ’’وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ عَلَّمْتُمُوْهُ الْعِلْمَ اور جنہیں تم علم سکھاؤ ان کے سامنے بھی عاجزی اختیار کرو۔‘‘
- ..... ’’وَلَا تَكُوْنُوْا جَبَابِرَةَ الْعُلَمَاءِ فَلَا يَقُوْمُ عِلْمُكُمْ بِجَهْلِكُم اور مُتکبِّر عالم نہ بنو کہ تمہارا علم جہالت کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا۔‘‘(1)

قرآن کے حافظ اور علم کے چشمے بن جاؤ:

حضرت سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ’’كُوْنُوْا اَوْعِيَةَ الْكِتَابِ وَيَنَابِيْعَ الْعِلْمِ، وَعُدُّوْا اَنْفُسَكُم مِّنَ الْمَوْتٰى، وَاسْاَلُوْا اللّٰهَ رِزْقاً يَوْماً بِيَوْمٍ، وَلَا يَضُرُّكُمْ اِنْ يَكْثُرُ لَكُمْ یعنی قرآن کے حافظ اور علم کے چشمے بنو، اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ہر دن نیا رزق مانگو، پھر اگر تمہیں زیادہ مل جائے تو تمہیں نقصان نہیں دے گا۔‘‘(1)

فاروقِ اعظم کا اپنے اصحاب سے علمی مذاکرہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ اپنے اصحاب سے علمی مُذاکرات ومُناظرے کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ شاہ ولیُّ اللہ مُحَدِّث دِہلوی عَلَيْهِ رَحمَةُ اللهِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ’’كَانَ مِنْ سِيْرَةِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُشَاوِرُ الصَّحَابَةَ وَيُنَاظِرُهُمْ حَتّٰى تَنْكَشِفَ الْغُمَّةُ وَيَاْتِيَهِ الثَّلْجُ فَصَارَ

---

1 ..... شعب الایمان للبیہقی، باب فی نشر العلم، ج ۲، ص ۲۸۷، حدیث: ۱۷۸۹۔

2 ..... الزہد للامام احمد، زہد عمر بن الخطاب، ص ۱۴۸، الرقم: ۶۳۲۔

غَالِبُ قَضَايَاهُ وَفَتَاوَاهُ مُتَّبَعَةً فِي مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے اصحاب کے ساتھ علمی مذاکرے ومناظرے فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ معاملہ بالکل واضح اور صاف ہوجاتا یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فیصلوں اور فتاویٰ کی مشرق ومغرب میں دھوم تھی۔''(1)

فاروقِ اعظم کم سن اصحاب کا حوصلہ بڑھاتے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ صرف علمی مباحثے کو پسند فرماتے اور علمی مناظرے فرماتے بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حلقۂ احباب میں جو اصحاب حصولِ علم میں دلچسپی لیتے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ دونوں ہمہ وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زیر تربیت رہتے تھے۔ چنانچہ،

سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر کی حوصلہ افزائی:

ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے، آپ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے۔ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو مخاطب کر کے ایک سوال پوچھا اور ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ حَدِّثُونِيْ مَاهِيَ** یعنی اے میرے صحابہ! بیشک ایک درخت ہے، جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مومن کی مثل ہے، بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟'' حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ** یعنی میرے دل میں اس کا جواب آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اپنے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موجودگی میں بولنے سے جھجک محسوس کی کہ جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اتنے جلیلُ القدر صحابہ خاموش ہیں تو میں کیوں بولوں؟'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود

---

1 ......حجۃ اللہ البالغۃ، باب کیفیۃ تلقی۔۔۔الخ، ص ۱۳۲ ۔

ہی جواب ارشاد فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ بعد میں میں نے اپنے والد سے اس بات کا اظہار کیا کہ مجھے اس سوال کا جواب آتا تھا لیکن میں آپ لوگوں کی وجہ سے نہ بول سکا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آئندہ کے لیے میرا حوصلہ بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**لَاَنْ تَکُوْنَ قُلْتَھَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ کَذَا وَ کَذَا** یعنی اے بیٹے! اگر تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے اپنے جواب کا اظہار کر دیتا تو یہ مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ محبوب تھا۔''[1]

سیِّدُنا عبد اللہ بن عبَّاس کی حوصلہ اَفزائی:

ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود ہی لوگوں سے ایک آیت مبارکہ کی تفسیر کے متعلق استفسار فرمایا تو لوگوں نے انکار کیا لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے شاگرد رشید حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَبَّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ اس کے متعلق میرے ذہن میں کچھ ہے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان سے ارشاد فرمایا: ''**یَا ابْنَ اَخِیْ قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَکَ** یعنی اے میرے بھتیجے! اگر تمہیں معلوم ہے تو ضرور بتاؤ اور اپنے آپ کو حقیر (یعنی چھوٹا) نہ سمجھو۔''[2]

فاروقِ اعظم اور علم الافتاء

فاروقِ اعظم زمانۂ نبوی کے مُفتی تھے:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''**مَنْ کَانَ یُفْتِی النَّاسَ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں کون فتوے دیا کرتا تھا؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ مَا اَعْلَمُ غَیْرَھُمَا** یعنی میں صرف دو شخصیات حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا جو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتا ہو۔''[3]

---

1 ......ترمذی، کتاب الامثال، ماجاء فی مثل المؤمن۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۳۹۶، حدیث: ۲۸۷۶۔

2 ......بخاری، کتاب تفسیر القرآن، قولہ ایود احدکم۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۱۸۵، حدیث: ۴۵۳۸۔

3 ......اسد الغابۃ، عبد اللہ بن عثمان ابوبکر، ج ۳، ص ۳۳۰۔

فاروقِ اعظم جامع شرائط مُفتی تھے:

حضرت سیِّدُ نا حُذَیفہ بِن یَمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**اِنَّمَا یُفْتِی النَّاسَ ثَلَاثَۃٌ رَجُلٌ اِمَامٌ اَوْ وَالِیٌ اَوْ رَجُلٌ یَعْلَمُ نَاسِخَ الْقُرْآنِ مِنَ الْمَنْسُوْخِ** یعنی لوگوں کو صرف تین لوگ فتویٰ دے سکتے ہیں: یا تو اِمامُ المُسلمین ہو یا حکومتی عہدے دار ہو یا وہ شخص جو قرآن پاک کے ناسخ و منسوخ کا علم جانتا ہو۔'' لوگوں نے عرض کیا: ''حضور! ایسا کون شخص ہے جس میں یہ شرائط پائی جاتی ہوں؟'' فرمایا: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔''(1)

فاروقِ اعظم اور کتابت وحی

علامہ اِبنِ جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کئی اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم ایسے ہیں جو کاتبِ وحی تھے بعض کے اسماء یہ ہیں: (۱) حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدّیق (۲) حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق (۳) حضرت سیِّدُ نا عثمانِ غنی (۴) حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ (۵) حضرت سیِّدُ نا اُبَی بن کَعب (۶) حضرت سیِّدُ نا زید (۷) حضرت سیِّدُ نا امیر مُعاویہ (۸) حضرت سیِّدُ نا حَنْظَلہ بِن رَبِیع (۹) حضرت سیِّدُ نا خالد بن سعید بن عاص (۱۰) حضرت سیِّدُ نا ابان بن سعید (۱۱) حضرت سیِّدُ نا علاء بن حَضْرَمی۔ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔(2)

فاروقِ اعظم رسول اللّٰہ کے بائیں طرف بیٹھتے تھے:

حضرت سیِّدُ نا امام جَعْفَر صادِق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد حضرت سیِّدُ نا امام محمد باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اور وہ اپنے دادا حضرت سیِّدُ نا امام زَینُ العابدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے دائیں جانب بیٹھتے اور حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بائیں جانب بیٹھتے تھے اور حضرت سیِّدُ نا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے بیٹھتے تھے۔''

---

1. ......دارمی، باب فی الذی یفتی---الخ، ج ۱، ص ۷۳، حدیث: ۱۷۱۔
2. ......کشف المشکل من حدیث الصحیحین، ج ۱، ص ۲۷۳۔

......''یہ تینوں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر بستہ راز (یعنی وحی وغیرہ) لکھا کرتے تھے۔''

......''جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لاتے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی جگہ خالی کردیتے اور وہ ان کی جگہ تشریف فرما ہوتے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور علم کتاب اللہ

فاروقِ اعظم کتاب اللہ کے عالم اور فقیہ:

حضرت سیِّدُنا زید بن وَہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''دو آدمیوں کے مابین ایک آیتِ مبارکہ کی قراءت میں اختلاف ہوگیا، اتنے میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مَسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے، دونوں نے اپنا معاملہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہلے شخص سے فرمایا کہ تمہیں یوں کس نے پڑھایا؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت سیِّدُنا ابوعَمرہ مَعْقِل بِن مُقرِّن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے۔ پھر دوسرے سے استفسار فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑھایا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا زید بن وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مَسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اتنا روئے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آستین آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور میں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رونے کے سبب آنسوؤں کے نشانات دیکھے۔'' پھر سیِّدُنا عبد اللہ بن مَسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''**مَا اَظُنُّ اَھْلَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ لَمْ یَدْخُلْ عَلَیْھِمْ حُزْنُ عُمَرَ یَوْمَ اُصِیْبَ عُمَرُ اِلَّا اَھْلَ بَیْتِ سُوْءٍ اِنَّ عُمَرَ کَانَ اَعْلَمَنَا بِاللّٰہِ وَاَقْرَاَنَا لِکِتَابِ اللّٰہِ وَاَفْقَھَنَا فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِقْرَاْھَا کَمَا اَقْرَاَکَھَا عُمَرُ** یعنی میں اس گھر والوں کو بہت برا سمجھتا ہوں جنہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے دن ان کی وفات کا صدمہ نہ پہنچا۔ بے شک آپ ہم میں سب سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت رکھنے والے، کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری اور دین الٰہی کے سب سے بڑے فقیہ تھے، تم اس آیت کو ویسا ہی پڑھا کرو جیسا سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ

(1)...... کنز العمال، کتاب الفضائل، عباس بن عبد المطلب، الجزء: ۱۳، ج ۷، ص ۲۲۴، حدیث: ۳۷۳۴۸۔

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمہیں پڑھایا۔''(1)

سب سے بڑے عالم کی صُحبت:

حضرت سیِّدُنا خالِد اَسَدِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحبت اختیار کی تو میں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بڑھ کر کسی کو قرآن پاک کا عالم، دین کا فقیہ اور مدرس نہیں دیکھا۔'' مزید فرماتے ہیں: ''سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رحلت سے علم کے دس ۱۰ حصوں میں سے نو ۹ حصے جاتے رہے۔''(2)

فاروقِ اعظم کی لاجواب قرآن فہمی:

حضرت سیِّدُنا طارِق بن شِہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ یہود میں سے ایک شخص (یعنی حضرت سیِّدُنا کَعب اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہنے لگے: ''قرآن میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر وہ ہمارے دین میں اترتی تو اس آیت کے نازل ہونے کے دن کو ہم بطورِ عید منایا کرتے۔'' آپ نے فرمایا: ''وہ کون سی آیت ہے؟'' کہنے لگے: ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ﴾ (پ۶، المائدۃ: ۳) ترجمۂ کنز الایمان: ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے معلوم ہے کہ یہ کب اور کہاں نازل ہوئی تھی۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عرفات میں موجود تھے اور جمعہ کا دن تھا جب یہ آیت کریمہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہوئی۔''(3)

حدیثِ مبارکہ کی شرح:

حضرت علامہ یحیٰی بن شَرَفُ الدین نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: ''امیر

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج۷، ص۴۸۰، حدیث: ۲۱۔
معجم کبیر، عبد اللہ بن مسعود الھذلی، ج۹، ص۱۶۱، حدیث: ۸۸۰۳ ملتقطا۔

2 ......ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۲۲۔

3 ......بخاری، کتاب الایمان، زیادۃ الایمان ونقصانہ، ج۱، ص۲۸، حدیث: ۴۵، مسلم، کتاب التفسیر، ص۱۶۰۹، حدیث: ۵۔

المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مراد یہ تھی کہ ہم نے دو وَجہوں سے اس دن کو عید بنالیا کیونکہ یہ دن یومِ عَرَفہ تھا اور یومِ جُمُعہ بھی تھا اور ان میں سے ہر دن مسلمانوں کے لیے عید ہی ہے۔‘‘(1)

صدر الاَفاضِل مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی اس حدیثِ مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے مذکورہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۳ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں: ’’آپ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن ۲ دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔ مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ (امیر المؤمنین) حضرت (سیِّدُ نا) عمر (فاروقِ اعظم) و (حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ**) بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ عید میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ **اَعظَم نِعَمِ اِلٰھِیَّه** (یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی یادگار و شکر گزاری ہے۔‘‘

تم اہلِ قرآن کہلانے لگو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ’’**تَعَلَّمُوْا کِتَابَ اللّٰہِ تَعَرَّفُوْا بِہٖ وَاعْمَلُوْا بِہٖ تَکُوْنُوْا مِنْ اَھْلِہٖ** یعنی قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو، اس کی معرفت حاصل کرو اور اس پر ایسا عمل کرو کہ تم عاملِ قرآن کہلانے لگو۔‘‘(2)

فاروقِ اعظم اور علم التحریر

لکھنا پڑھنا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زمانہ جاہلیت میں ہی سیکھ لیا تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عہدِ رسالت کے کاتب وحی بھی تھے، البتہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تحریر آپ کے دورِ خلافت میں بہت زیادہ نکھر کر لوگوں کے

(1)......شرح نووی، کتاب التفسیر، الجزء: ۱۸، ج ۹، ص ۱۵۳۔

(2)......مصنف ابن ابی شیبة، کتاب فضائل القرآن، فی التمسک بالقرآن، ج ۷، ص ۱۶۵، حدیث: ۸۔

سامنے ظاہر ہوئی کیونکہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مَفتوحہ علاقوں میں وسعت ہوئی اور ان علاقوں میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُقرّر کردہ عُمّال اور گورنروں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ان سے رابطے کا ایک ذریعہ تحریر بھی تھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گورنروں کو ہر طرح کی اصلاحی وسیاسی تحریریں لکھا کرتے تھے جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم التحریر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

فاروقِ اعظم اور علم التقریر

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم التقریر کے بھی بڑے ماہر تھے، آپ ایک بہترین مُقرِّر تھے، اور آپ کی ذات مبارکہ میں یہ ملکہ زمانہ جاہلیت سے ہی موجود تھا، سیرت نگاروں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ آپ عُکَاظ کے میلوں میں تقریری مقابلوں میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ ایک بہترین مُقرِّر کے اندر جو صفات ہونی چاہیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اندر وہ تمام صفات بدَرَجہ اَتَمّ موجود تھیں۔

فاروقِ اعظم اور علم الخطبات

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر علوم کے ساتھ ساتھ علم الخطبات یعنی خطبے دینے کے علم میں بھی مَہارت رکھتے تھے اور آپ کی پوری خلافت پر اگر نظر ڈالی جائے تو آپ کے خطبات کی کئی اَقسام اُبھر کر سامنے آجاتی ہیں، آپ کے خُطبات میں اِصلاحی خُطبات، علمی خُطبات، سیاسی خُطبات، فکری خُطبات، نظری خُطبات قابل ذکر ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مختلف خُطبات پڑھنے کے لیے اسی کتاب کا موضوع ''ملفوظاتِ فاروقِ اَعظم''، صفحہ ۲۶۴ ملاحظہ کیجئے۔

فاروقِ اعظم اور علم الفرائض

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم الفرائض (یعنی علم المیراث) میں بھی کامل دَسترس رکھتے تھے، بیسیوں مسائل ایسے ہیں جن میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اجتہاد فرما کر ان مسائل کو اَخذ فرمایا جن کی تفصیل کتبِ فقہ میں موجود ہے، نہ صرف آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم الفرائض میں ماہر تھے بلکہ لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ،

علم الفرائض قرآن کی طرح سیکھو:

حضرت سیِّدُ نا مُوَرِّق عِجلی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**تَعَلَّمُوا السُّنَنَ وَالْفَرَائِضَ وَاللَّحْنَ كَمَا تَعَلَّمُوْنَ الْقُرْآنَ** یعنی تم سُنَن وعلم الفرائض اور زبان ایسے سیکھو جیسے قرآن پاک سیکھتے ہو۔''(1)

علم الفرائض سیکھنا دین سے ہے:

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''**تَعَلَّمُوا اللَّحْنَ وَالْفَرَائِضَ فَاِنَّهٗ مِنْ دِيْنِكُمْ** یعنی زبان اور علم الفرائض سیکھو کہ یہ بھی تمہارے دین میں سے ہے۔''(2)

فاروقِ اعظم کی عربی زبان میں مہارت

فاروقِ اعظم کی عربی زبان میں مہارت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوسکتا ہے کسی کو یہ بات بہت ہی عجیب وغریب لگے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عربی زبان کے ماہر تھے۔'' کیونکہ وہ تو تھے ہی عَرَبِیُّ النَّسل تو کیسے عربی کے ماہر نہ ہوتے؟ لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ نسلی عربی ہونا اور بات ہے اور عربی میں مہارت رکھنا اور بات۔ جیسے کسی شخص کا اردو زبان بولنا اور بات ہے اور اس میں مہارت ہونا اور بات۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بذاتِ خود لوگوں کو عربی زبان سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ،

عربی زبان کی سمجھ بوجھ حاصل کرو:

حضرت سیِّدُ نا حَسَن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**عَلَيْكُمْ بِالتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ وَالتَّفَهُّمِ فِي الْعَرَبِيَّةِ وَحُسْنِ الْعِبَارَةِ** یعنی تم پر لازم ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرو اور عربی تحریر اور گفتگو کو اچھا کرو۔''(3)

---

1. ......دارمی، کتاب الفرائض، باب فی تعلیم الفرائض، ج ۲، ص ۴۴۱، حدیث: ۲۸۵۰۔
2. ......مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب فضائل القرآن، ماجاء فی اعراب القرآن، ج ۷، ص ۱۵۰، حدیث: ۱۵۔
3. ......فضائل القرآن لابی عبید، باب اعراب القرآن۔۔۔الخ، ص ۳۵۰۔

زبان کی اصلاح کرنے والے کے لیے رحم کی دعا:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چندلوگوں کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کررہے تھے البتہ ان کے نشانے درست جگہ پر نہیں لگ رہے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں دیکھ کرارشادفرمایا: ''مَا اَسْوَ أَرْمِيَكُمْ یعنی تم لوگ کتنی بری تیراندازی کررہے ہو۔'' انہوں نے عرض کیا: ''نَحْنُ مُتَعَلِّمِيْنَ یعنی اے امیر المؤمنین ابھی ہم تیراندازی سیکھ رہے ہیں۔'' ''نَحْنُ مُتَعَلِّمِيْنَ'' عربی گرائمر کے لحاظ سے غلط جملہ تھا، درست ''نَحْنُ مُتَعَلِّمُوْنَ'' تھا، لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''لَحْنُكُمْ اَشَدُّ مِنْ سُوْءِ رَمْيِكُمْ یعنی تمہاری زبان کی غلطی تمہاری تیراندازی کی غلطی سے زیادہ بُری ہے۔'' پھر ارشادفرمایا کہ میں نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحرو بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً اَصْلَحَ مِنْ لِّسَانِهٖ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی زبان کی اصلاح کرے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور علم المعرفت

فاروقِ اعظم سب سے زیادہ مَعرفتِ اِلٰہی رکھنے والے:

حضرت سیِّدُ نا زَید بن وَہب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''اِنَّ عُمَرَ كَانَ اَعْلَمَنَا بِاللّٰهِ وَ اَقْرَاَنَا لِكِتَابِ اللّٰهِ وَ اَفْقَهَنَا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہم میں سب سے زیادہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی معرِفت رکھنے والے، قرآن کی تلاوت کرنے والے اوردِین کی سمجھ بُوجھ رکھنے والے تھے۔''(2)

فاروقِ اعظم اور علم الانساب

علمُ الانساب کی مَہارت وِرثے میں مِلی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم الانساب میں بھی ماہر تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو

1. ...... کنزالعمال، کتاب العلم، فی فضله والتحریض علیه، الجزء: ۱۰، ج ۵، ص ۱۱۱، حدیث: ۲۹۳۴۳۔
2. ...... مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن خطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۲۱۔

یہ علم وراثت میں ملا تھا، کیونکہ آپ کے قبیلے کے ذمے سفارت تھی جس کے لیے علم الانساب کا جاننا ناگزیر تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا قبیلہ علم الانساب میں مہارت رکھتا تھا اور یہ مہارت آپ کو اپنے والد سے ورثے میں ملی۔

فاروقِ اعظم اور علم القراءت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ کاتبِ وحی تھے اور آپ نے قرآن پاک خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پڑھا تھا اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **علم الکتاب** اور خصوصاً علم القراءت کے بہت بڑے عالم تھے۔

آپ کی بارگاہ میں قراء حضرات کا مجمع لگا رہتا تھا:

حضرت سیِّدُنا امام زُہری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**کَانَ مَجْلِسُ عُمَرَ مُغْتَصًّا عَنِ الْقُرَّاءِ شَبَاباً وَ کَهُوْلًا فَرُبَّمَا اِسْتَشَارَهُمْ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دربار نوجوان اور پُختہ عمر کے قُرّاء حضرات سے بھرا ہوتا تھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے مُشاورت فرماتے رہتے تھے۔''

اور ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''**لَا یَمْنَعُ اَحَدُکُمْ حُدَاثَةَ سَنَةٍ اَنْ یُشِیْرَ بِرَأْیِهٖ فَاِنَّ الْعِلْمَ لَیْسَ عَلٰی حُدَاثَةِ السِّنِّ وَ قِدَمِهٖ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَضَعُهُ حَیْثُ یَشَاءُ** یعنی تمہاری کم عمری تمہیں مشورہ دینے سے نہ روکے کیونکہ علم عمر کی کمی یا زیادتی پر موقوف نہیں بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جسے چاہتا ہے علم عطا فرماتا ہے۔''[1]

بیسیوں واقعات ایسے ملتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کی کوئی غیر معروف قراءت کرتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کی تفتیش فرماتے۔ چنانچہ،

اللہ و رسول کے معاملے میں آپ کی شدت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ہشام بن حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دورِ نبوی میں سورۂ فرقان کی تلاوت کرتے سنا تو وہ ایسی قراءت کر رہے تھے جو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں نہیں سکھائی تھی، قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان سے اُلجھ پڑتا لیکن میں نے خود کو روکے

---

1 ......مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب المستشار، ج ۱۰، ص ۳۶۳، حدیث: ۲۱۱۱۱ ملتقطا۔

رکھا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال لی اور کہا: ''**مَنْ اَقْرَاَکَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُکَ تَقْرَءُ** یعنی یہ سورت تمہیں کس نے ایسے پڑھائی ہے جیسے آج میں نے تم سے سنی ہے؟'' وہ کہنے لگے: ''**رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے۔'' میں نے کہا: ''**کَذَبْتَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَقْرَاَنِیْهَا عَلٰی غَیْرِ مَا قَرَاْتَ** یعنی تم نے جھوٹ کہا، مجھے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی اور طرح پڑھائی ہے۔'' بہرحال میں انہیں کھینچتا ہوا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لے آیا اور عرض کیا: ''**اِنِّیْ سَمِعْتُ هٰذَا یَقْرَءُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰی حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِیْهَا** یعنی یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے اِسے اُس طریقے پر سورۂ فرقان پڑھتے سنا ہے جس پر آپ نے مجھے نہیں پڑھائی۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''اے ہشام! تم پڑھو۔'' انہوں نے آپ کو ویسے ہی پڑھ کر سنا دیا جیسا نماز میں پڑھا تھا۔ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**کَذٰلِکَ اُنْزِلَتْ** یعنی یہ سورت ایسے ہی اُتری ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے عمر! تم پڑھو۔'' تو میں نے ویسا ہی سنایا جیسے میں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پڑھا تھا۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**کَذٰلِکَ اُنْزِلَتْ** یعنی یہ سورت ایسے ہی اُتری ہے۔'' پھر فرمایا: ''**اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ** یعنی یہ قرآن پاک سات طریقوں (قراءتوں) پر اترا ہے جو تمہیں آسان لگے ویسے ہی پڑھ لو۔''[1]

قرآن پاک کی سات قراءتیں:

یاد رہے نُزُولِ قرآن کے وقت اَکْنَافِ عَرَب میں عربی زبان کے سات مختلف لب ولہجے جاری تھے اہلِ نجد کا اپنا لہجہ تھا، بنو اَسَد کا اپنا طرز تَلَفُّظ تھا، اہلِ حجاز عربی الفاظ کو اپنے طریقے سے ادا کرتے تھے۔ ایسے میں اگر قرآن کریم کسی خاص لُغت پر اتار دیا جاتا اور یہ حکم ہوتا کہ صرف اسی لغت اور لہجے میں قرآن پڑھا جائے دوسرے میں نہیں تو یہ امر اُمّت کے لیے مَشَقت کا باعث ہوتا۔ اس لیے قرآن کریم اِنہی سات معروف لُغات پر پڑھنے کی اجازت دے دی گئی جنہیں اب قراءتِ سَبعہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں جو قراءت رائج ہے وہ ''قراءت عاصم بروایت

---

[1] ......بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، ج ۳، ص ۴۰۰، حدیث: ۴۹۹۲۔

حفص‘‘ ہے اور اسی پر قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔

فاروقِ اعظم اور علمُ الفقہ

فاروقِ اعظم دین کے سب سے بڑے فقیہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سبب جس قدر مَسائلِ شَرعیہ دینِ اسلام میں ظاہر اور رائج ہوئے اتنے کسی صحابی کے سبب ظاہر نہ ہوئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بذاتِ خود علمی سوالات کیا کرتے تھے اور **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے جوابات ارشاد فرماتے، اسی طرح **خلیفۂ رسولُ اللہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں بھی آپ کا یہی انداز رہا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی شرعی معاملات ومسائل میں بھرپور مُعاونت فرمائی۔ آپ نے بذاتِ خود **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تمام علوم حاصل کیے تھے اس لیے جب آپ کا دورِ خلافت آیا تو آپ نے **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ فیضِ خلق خدا تک کَمَا حَقُّہٗ پہنچایا۔ جَلِیْلُ الْقَدْر صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دین کا سب سے بڑا فقیہ تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن مَسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ’’**اِنَّ عُمَرَ کَانَ اَفْقَھَنَا فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ** یعنی بے شک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم میں دین کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔‘‘[1]

عہدِ رسالت میں صرف چار مفتی تھے:

حضرت سیِّدُنا صَفْوان بِن سُلَیْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ’’**لَمْ یَکُنْ یُفْتِی فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ غَیْرَ عُمَرَ وَعَلِیٍّ وَمُعَاذٍ وَاَبِیْ مُوْسٰی** یعنی عہدِ رسالت میں صرف چار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہی فتویٰ دیا کرتے تھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔‘‘[2]

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۲۱۔

2 ......تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۲۳۔

صحابہ کرام میں چھ صحابہ فقہ کے امام تھے:

صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان میں چھ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان ایسے تھے جو فقہ کے امام مانے جاتے تھے اور تمام لوگ مسائل فقہیہ میں ان ہی کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ نیز ان تمام صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے مسائل ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے تھے۔ چنانچہ جلیل القدر مُحَدِّث حضرت سیِّدُنا امام شَعبی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی ارشاد فرماتے ہیں:

......”**کَانَ العلمُ یُؤۡخَذُ عَنۡ سِتَّۃٍ مِّنۡ اَصۡحَابِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ** یعنی چھ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان ایسے تھے جن سے لوگ مسائل وغیرہ پوچھتے اور علم حاصل کیا کرتے تھے۔“

......”**کَانَ عُمَرُ وَعَبۡدُ اللّٰہِ وَزَیۡدٌ یُشۡبِہُ عِلۡمُہُمۡ بَعۡضاً وَکَانَ یَقۡتَبِسُ بَعۡضُہُمۡ مِّنۡ بَعۡضٍ** یعنی ان میں سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اور حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مَسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اور حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ ان تمام کے مسائل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے تھے اور یہ ایک دوسرے سے مسائل پر تبادلہ خیال بھی کرتے تھے۔“

......”**کَانَ عَلِیٌّ وَالۡاَشۡعَرِیُّ وَاُبَیٌّ یُشۡبِہُ عِلۡمُہُمۡ بَعۡضُہُمۡ بِبَعۡضٍ وَکَانَ یَقۡتَبِسُ بَعۡضُہُمۡ مِّنۡ بَعۡضٍ** اور ان میں سے امیر المؤمنین مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم اور حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اور حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کَعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے مسائل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے تھے اور یہ ایک دوسرے سے مسائل پر تبادلہ خیال بھی کرتے تھے۔“(1)

ایک اہم وضاحت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا دونوں روایتوں کو پڑھ کر ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کی تعداد ہزاروں میں ہے، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صرف چار یا چھ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان ہی لوگوں کو مسائل بتاتے ہوں یا فقہی سوالات کے جوابات دیتے ہوں؟ تو واضح رہے کہ تمام صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان ہی سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ البتہ مذکورہ بالا صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان مُجتہد اور فَقیہ

(1)......تاریخ ابن عساکر، ج ۳۲، ص ۶۴، تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۲۲۔

تھے یعنی وہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تھے جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیض سے قرآن وسنت میں اجتہاد کرکے خود مسائل اخذ کرلیتے تھے جبکہ بقیہ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ان کے شاگرد تھے اور یقیناً وہ تمام بھی اُمّتِ مُسلِمہ کی رہنمائی فرماتے تھے۔ ورنہ آج پوری دنیا میں علم کا یہ نور کبھی نظر نہ آتا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَئِمَّۂ فِقہ فاروقِ اعظم کے تربیت یافتہ تھے:

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور شام فقہ کے مراکز کہلاتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، مدینہ منورہ میں حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وحضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، کوفہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، شام میں حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علمی فیضان سے لوگ فیضیاب ہوتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے علاوہ بقیہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تربیت یافتہ تھے۔

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کے تلامِذہ:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عَبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خصوصی شاگرد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مَسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال عمل کرنے سے بھی زیادہ مفید ہے۔"[1]

فاروقِ اعظم کے مَسائلِ فِقہِیہ کی تعداد:

چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کی بہت کثرت ہوئی اور لوگوں کو شرعی معاملات بہت زیادہ

---

1 ......الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۳۹۔

پیش آئے اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قرآن وسنت میں اجتہاد کے ذریعے کثیر مسائل اَخذ فرمائے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وہ مسائلِ فقہیہ جو صحیح روایات سے ثابت ہیں ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔شاہ ولی اللہ مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں:''وهم چنيں مجتهدين در رؤس مسائل فقه، تابع مذهب فاروق اعظم اند واين قريب هزار مسئله باشد تخمينا یعنی مجتہدین کے وہ مسائل فقہیہ جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مَسلک کے مطابق ہیں ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور علم اصول الفقہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہ صرف ہزاروں مسائل کے جزئیات کی تدوین کی بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قرآن وحدیث سے ان مسائل کو اخذ کرنے کے اُصول وضَوابِط بھی مُقرر فرمائے جو آج بھی اصول فقہ کے نام سے تدریسی کتب میں موجود ہیں۔چاروں مسالکِ حقہ فقہِ حنفی، فقہِ شافعی، فقہِ حنبلی اور فقہِ مالکی کے تمام فقہی مسائل کا دارومدار انہیں اصولوں پر ہے۔اصولِ فقہ چار ہیں: قرآن، حدیث، اِجماع اور قیاس۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فقہی مسائل کے اِستنباط میں خود بھی ان پر عمل کیا اور اپنے تمام ماتحت حاکموں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔کوئی بھی مسئلہ تلاش کرنا ہوتا تو اوّلاً آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قرآن پاک میں دیکھتے، ثانیاً رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین میں، ثالثاً تمام کِبار اور فقہاء صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو جمع کرتے اور ان کی رائے معلوم کرتے اور پھر اکثریت پر فیصلہ فرمادیتے اور اگر ان تینوں میں سے کوئی صورت نہ ہوتی تو قیاس کے ذریعے خود ہی مسئلہ اخذ کرکے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے پیش فرمادیتے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قضاء کے متعلق جو تحریر بھیجی اس میں یوں تھا: ''**اَلْفَهْمَ اَلْفَهْمَ فِيمَا يَخْتَلِجُ فِيْ صَدْرِكَ مِمَّا لَمْ يَبْلُغْكَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ اِعْرِفِ الْاَمْثَالَ وَالاَشْبَاهَ ثُمَّ قِسِ الاُمُورَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاعْمَدْ عِنْدَ اَحَبِّهَا اِلَى اللّٰهِ وَاَشْبَهِهَا بِالْحَقِّ** یعنی اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ جس مسئلہ میں تمہیں قرآن وحدیث کا کوئی حکم واضح نہ ملے تو اس کی اَمثال اور اَشباہ پر غور کرو پھر مختلف اُمور میں قیاس کرو اور پھر اس پر اعتماد کرو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ قریب اور حق کے

(1) ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۳۰۴۔

زیادہ مشابہ ہو۔‘‘[1]

فاروقِ اعظم اور علم القضاء

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس علم القضاء تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم صلاحیت تھی جو یقیناً ہر ایک کا منصب نہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منصب قضاء کی تمام شرائط کے جامع تھے بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تربیت یافتہ عمال اور گورنر بھی اس عہدے کو بحُسنِ خُوبی سنبھالنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ قیامت تک آنے والے شرعی قاضی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے فیضان کرم سے منصبِ قضاء کی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرتے رہیں گے۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار اس امت کے عظیم قاضیوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا علی بن مدینی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ’’**قُضَاۃُ الْاُمَّۃِ اَرْبَعَۃٌ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ** یعنی امت کے قاضی صرف چار ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا مولا علی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا زید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔‘‘[2]

فاروقِ اعظم اور علم الشعر

فاروقِ اعظم علم الشعر کے سب سے بڑے عالم:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ علم الاشعار میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے، چنانچہ جاحظ نے اپنی کتاب ’’اَلْبَیَان وَالتَّبْیِیْن‘‘ میں لکھا ہے: ’’**کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَعْلَمَ النَّاسِ بِالشِّعْرِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں میں علم الشعر کے سب سے بڑے عالم تھے۔‘‘[3]

فاروقِ اعظم دورانِ سفر اشعار پڑھتے تھے:

سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بذات خود اَشعار بہت ہی کم کہا کرتے تھے۔ اپنے سفروں میں بہت ہی خوش

---

1 ...... دارقطنی، کتاب فی الاقضیۃ والاحکام، کتاب عمر۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۳۴۳، حدیث: ۴۴۲۵ مختصرا۔

2 ...... تاریخ ابن عساکر، ج ۳۲، ص ۶۵۔

3 ...... البیان والتبیین، ج ۱، ص ۲۳۹۔

اِلحانی کے ساتھ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا شیخ ابراہیم مروزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا ابوعُبَیدہ بن جَراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا ابومَسعود انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ تمام حضرات اپنے سفروں کے دوران خوش اِلحانی سے اشعار پڑھا کرتے تھے۔''(1)

فاروقِ اعظم کو اَشعار کی تنقیح میں مَہارت تھی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اشعار کی تنقیح یعنی کانٹ چھانٹ کرکے ان کی نوک پلک سنوارنے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ابنِ رَشیق نے اپنی کتاب ''اَلْعُمدَۃُ فِی مَحَاسِنِ شُعَرَائِہٖ وَآدَابِہٖ'' میں لکھا ہے کہ: ''کَانَ مِنْ اَنْقَدِ اَھْلِ زَمَانِہٖ لِلشِّعْرِ وَ اَنْفَذِھِمْ فِیْہِ مَعْرِفَۃً یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے زمانے میں اشعار کے سب سے بڑے نَقّاد و نَفّاذ یعنی کانٹ چھانٹ کرنے والے تھے۔''(2)

فاروقِ اعظم اور علم المکاشفۃ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رَبُّ العِزّت سے کَشف کا علم بھی عطا ہوا تھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مختلف لوگوں کے مختلف قلبی اَحوال پر مُطَّلع ہوجاتے تھے، اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بسا اوقات لوگوں کے مخفی احوال ظاہر بھی فرمادیتے تھے۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم پر مولا علی کا خواب ظاہر ہوگیا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کشف سے متعلق حضرت سیِّدُ نا شاہ ولی اللّٰہ مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ایک پورا باب قائم کیا ہے جس میں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کشف سے متعلق کئی واقعات ذکر کیے ہیں جن میں مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کا بھی ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رات خواب میں حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست

1 ...... کف الرعاع، ص ۷ ۳، فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۲ ۷ ۳۔

2 ...... العمدۃ فی محاسن شعرائہ وآدابہ، باب فی آداب اشعار الخلفاء، ص ۰ ۱۔

مبارک سے کھجوریں کھائیں اور صبح سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر آپ کا وہ خواب ظاہر ہوگیا۔[1]

فاروقِ اعظم اور علم القیافۃ

دو مختلف چیزوں (باپ بیٹا، اصل فرع وغیرہ) میں سے ایک چیز کے بعض معاملات پر مطلع ہونے کے بعد دوسری شے کے معاملات کو خود ہی جان لینے کو ''علم القِیَافہ'' کہتے ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ علم بھی حاصل تھا۔ چنانچہ،

رشتہ داری کی پہچان:

آپ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد اس سے استفسار فرمایا: ''کیا تمہارے اور اہل نَجْران کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''نہیں۔'' فرمایا: ''ضرور ہے۔'' اس نے پھر انکار کیا تو فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ضرور ہے۔'' راوی کہتے ہیں کہ ہر مسلمان جانتا تھا کہ اس کے اور اہل نجران کے درمیان رشتہ داری ہے لہٰذا ایک شخص نے وضاحت کرتے ہوئے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! اس کے اور اہل نجران کے درمیان رشتہ داری ضرور ہے لیکن اس اس واقعے سے قبل تھی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے فرمایا: ''**مَهْ فَاِنَّا نَقْفُو الْاٰثَارَ** یعنی تم رہنے دو ہمیں نہ بتاؤ، ہمیں نشانیوں سے خود ہی پتہ لگ جائے گا۔''[2]

دو بھائیوں کی پہچان:

حضرت سیِّدُنا شُرَیح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے ایک لمبے بالوں والا لَحِیم، شَحِیم (لمبا، چوڑا) شخص گزرا، پھر اس کے پیچھے ایک اور شخص گُزرا جو چھوٹے بالوں والا اور کمزور و دبلا پتلا تھا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان دونوں کے متعلق فرمایا: ''یہ دونوں بھائی ہیں۔'' جب معلوم کیا گیا تو واقعی وہ دونوں بھائی ہی نکلے۔[3]

---

1. تفصیلی واقعہ کے لیے اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۵ کا مطالعہ کیجئے۔
2. طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۲۰۔
3. انساب الاشراف، عمر بن الخطاب، ج ۱۰، ص ۳۷۷۔

فاروقِ اعظم اور علم التفسیر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جب قرآن پاک کی کوئی آیت وغیرہ نازل ہوتی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے اس کی تلاوت فرماتے اور کاتبانِ وحی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس آیتِ مبارکہ کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق ترتیب سے لکھ لیتے۔ نیز رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بذات خود یا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے استفسار پر اس آیت مبارکہ کی تفسیر بھی بیان فرمادیتے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ کاتب وحی تھے اور بارگاہِ رسالت میں قرآن پاک کی کتابت کرتے تھے اس لیے یقیناً آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آیات مبارکہ کے بعد اس کی تفسیر سے بھی مطلع ہوتے تھے اور بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی۔ کئی روایات میں اس کی صراحت موجود ہے۔ چنانچہ،

سورۃ البقرہ بارہ سال میں رسول اللہ سے پڑھی:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**تَعَلَّمَ عُمَرُ الْبَقَرَةَ فِي اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا خَتَمَهَا نَحَرَ جَزُوْرًا** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے بارہ سال میں سورۂ بقرہ پڑھی اور جب سورۂ بقرہ مکمل ہوگئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شکرانے میں ایک اونٹنی ذبح فرمائی۔''(1)

محافل ختم قرآن جائز ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا آج کل مدنی مُنّے و مدنی مُنّیوں کے ناظرہ یا حفظ قرآن پاک ختم کرنے پر ''ختم قرآن کی محافل'' منعقد کی جاتی ہیں، اس میں حمد و نعت و بیان اور لنگر وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے، یا نیاز دلائی جاتی ہے یہ تمام اُمور بالکل جائز ہیں۔

---

(1)...... سیر اعلام النبلاء، عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۵۲۰، الرقم: ۳۔
شرح زرقانی علی الموطا، کتاب القرآن، باب ماجاء۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۹، تحت الحدیث: ۴۸۰۔

فاروقِ اعظم کا سورۃ النصر کی تفسیر کے متعلق استفسار:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قرآن پاک کی تفسیر کے گہرے علم کا اس بات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلیل القدر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے قرآن پاک کی مختلف آیات کی تفسیر کے متعلق تفسیری مُباحثہ فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اصحاب سے سورۃ النصر یعنی اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے عرض کیا: ''فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَ الْقُصُورِ یعنی اس سے مختلف شہروں اور مُحلّات کی فتح مراد ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے استفسار فرمایا تو میں نے عرض کیا: ''اَجَلٌ یعنی اس سے مراد زندگی کی مدت ہے، یا یہ مثال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے بیان کر کے آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کی خبر دی گئی ہے۔''[1]

فاروقِ اعظم کی قرآن فہمی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام نجدہ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ کے بازار میں تھے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک کھجور کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا نظر آیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے اٹھا کر صاف کیا۔ پھر ایک حبشی کو وہ کھجور کا ٹکڑا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اُطْرُحْ هٰذِهٖ فِيْ فِيْكَ یعنی یہ لو منہ میں ڈال لو۔'' حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو قریب ہی موجود تھے عرض کرنے لگے: ''اے امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''یہ کھجور کا ایک ذرہ سا ٹکڑا ہے یا اس سے بڑا ہے؟'' عرض کیا: ''حضور! یہ ذرے سے بڑا ہے۔'' فرمایا: ''کیا تم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کا مفہوم سمجھتے ہو جس میں ذرے کا ذکر ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴾ (پ۵، النساء: ۴۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''اللّٰہ ایک ذرّہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اُسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔'' (مراد یہ ہے کہ) کسی کام کی ابتداء ذرہ بھر سے ہوتی ہے مگر اس کا انجام اجر عظیم ہوتا ہے۔[2]

---

1 ...... بخاری، کتاب التفسیر، باب وروایت ۔۔۔ الخ، ج ۳، ص ۳۹۱، حدیث: ۴۹۶۹۔

2 ...... تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۱۴۔

فاروقِ اعظم سے منقول تفسیرِ قرآن

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قرآن پاک کی کثیر آیتوں کی تفسیر منقول ہے، لیکن طوالت سے بچتے ہوئے ''فاروقِ اعظم'' کے ۹ حروف کی نسبت سے فقط ۹ آیات کی تفسیر پیشِ خدمت ہے:

(1)......شہوات سے بچنے والے کے لیے بشارت:

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا گیا: ''کیا وہ شخص بہتر ہے جس میں گناہ کرنے کی خواہش ہی نہ ہو اور نہ ہی وہ گناہ کرے یا وہ بہتر ہے جس میں گناہ کی خواہش تو ہو مگر وہ گناہ کرنے سے بچے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جن میں گناہ کی خواہش ہے مگر اس سے بچتے ہیں ان کے بارے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمان ہے: ﴿ **اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ** ﴿۳﴾ ﴾ (۲۶، الحجرات: ۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''وہ ہیں جن کا دل **اللہ** نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''[1]

(2)......تمام اُمّتوں میں بہتر لوگ:

﴿ **كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ** ﴿۱۱۰﴾ ﴾

(پ ۴، آل عمران: ۱۱۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تم بہتر ہو اُن سب اُمّتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور **اللہ** پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو اُن کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَالَ اَنْتُمْ فَكُنَّا كُلُّنَا وَ لٰكِنْ قَالَ كُنْتُمْ خَاصَّةً فِیْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ مَنْ صَنَعَ مِثْلَ صَنِیْعِهِمْ كَانُوْا**

---

[1]......تفسیر ابن کثیر، پ ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ: ۳، ج ۷، ص ۳۴۴۔

خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ یعنی اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو ''**کُنۡتُمۡ**'' کے بجائے ''**اَنۡتُمۡ**'' فرماتا، پھر ہم تمام لوگ مراد ہوتے، لیکن **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ''**کُنۡتُمۡ**'' فرما کر **رسولُ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو خاص فرمادیا، لہٰذا اب جو بھی ان (صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان) جیسے اعمال کریں گے وہ لوگوں میں ظاہر ہونے والی امتوں سے بہتر ہوں گے۔''[1]

حضرت سیِّدُنا قَتَادَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے ہمارے سامنے یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''**یَا اَیُّھَا النَّاسُ مَنۡ سَرَّہُ اَنۡ یَّکُوۡنَ مِنۡ تِلۡکُمُ الۡاُمَّۃِ فَلۡیُؤَدِّ شَرۡطَ اللّٰہِ فِیۡھَا** یعنی اے لوگو! تم میں جو تمام امتوں میں بہتر بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بیان کردہ شرط (یعنی بھلائی کا حکم دینے، برائی سے منع کرنے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانے) کو پورا کرے۔[2]

(3)......پستی اور بلندی دینے والی:

﴿**خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ﴿۳﴾**﴾ (پ۲۷، الواقعۃ: ۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی۔''

حضرت سیِّدُنا ابنِ جَرِیر وابنِ اَبی حاتم رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمَا سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اَلسَّاعَۃُ خَفَضَتۡ اَعۡدَاءَ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ وَرَفَعَتۡ اَوۡلِیَاءَ اللّٰہِ اِلَی الۡجَنَّۃِ** یعنی وہ قیامت جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں کو جہنم میں جھونک دے گی اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کو جنت کی طرف لے جائے گی۔''[3]

(4)......برے لوگ، بروں کے ساتھ، نیک لوگ، نیکوں کے ساتھ:

﴿**وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ ۪ۙ﴿۷﴾**﴾ (پ۳۰، التکویر: ۷) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور جب جانوں کے جوڑ بنیں۔''

---

1 ......درمنثور، پ۴، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۱۰، ج۲، ص۲۹۳۔

2 ......الاستیعاب، مقدمۃ المؤلف، ج۱، ص۱۲۳،

کنزالعمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، الجزء: ۲، ج۱، ص۱۶۲، حدیث: ۴۲۹۰۔

3 ......کنزالعمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، الجزء: ۲، ج۱، ص۲۱۹، حدیث: ۴۶۳۸۔

حضرت سیِّدُ نا نُعمان بن بَشِیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ''یُقْرَنُ بَیْنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ مَعَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ وَیُقْرَنُ بَیْنَ الرَّجُلِ السُّوْءِ مَعَ الرَّجُلِ السُّوْءِ فِی النَّارِ یعنی جنت میں نیک لوگوں کو نیک لوگوں سے ملادیا جائے گا اور جہنم میں برے لوگوں کو برے لوگوں سے مِلا دیا جائے گا۔''[1]

(5)......حج کے مہینے کون کون سے ہیں؟

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ﴾ (پ۲، البقرۃ:۱۹۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے۔''

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حج کے مہینوں سے مراد شوال المکرم، ذیقعدہ اور ذوالحجۃ الحرام (یعنی اس کے دس دن) ہیں۔[2]

(6)......حج کس پر فرض ہے؟

﴿وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ﴾ (پ۴، آل عمران:۹۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔''

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیت مبارکہ میں سبیل کی تفسیر ''اَلزَّادَ وَالرَّاحِلَۃَ'' یعنی زادِ راہ اور سواری سے فرمائی۔[3]

(7)......اللہ کو قرضِ حسنہ دینے سے کیا مراد ہے؟

﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (پ۲۷، الحدید:۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض۔'' حضرت سیِّدُ نا موسیٰ بن ابو کثیر الانصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج۸، ص۱۵۴، حدیث:۱۵۔

2 ......سنن کبری، کتاب الحج، باب کراھیۃ من کرہ القرآن، ج۵، ص۲۸، حدیث:۸۸۷۴ مختصرا۔

3 ......دارقطنی، کتاب الحج، ج۲، ص۲۷۷، حدیث:۲۴۰۳۔

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیتِ مبارکہ میں ''قَرْضًا حَسَنًا'' کی تفسیر ''**اَلنَّفَقَةُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ** یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا'' سے کی۔ (1)

(8)......ظُلم سے مُراد شرک ہے:

﴿**اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ۠** ﴾(پ۷، الانعام: ۸۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیتِ مبارکہ میں ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی۔'' (2)

(9)......لوگوں سے آیت کی تفسیر کے متعلق استفسار:

﴿**اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ** ﴾(پ۳، البقرۃ: ۲۶۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہتیں۔''

حضرت سیِّدُنا عُبَید بن عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں سے استفسار فرمایا: ''**فِیْمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ** یعنی قرآن پاک میں جو یہ آیتِ مبارکہ ہے کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''**اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''بس یہ بتاؤ کہ جانتے ہو یا نہیں؟'' تو حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰه** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**فِیْ نَفْسِیْ مِنْهَا شَیْءٌ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ** یعنی اے امیر المؤمنین! اس حوالے سے مجھے کچھ معلوم ہے۔'' فرمایا: ''**یَا ابْنَ اَخِیْ قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ** یعنی اے بھتیجے! بتاؤ اور اپنے آپ کو حقیر مت سمجھو۔'' سیِّدُنا **عبد اللّٰه** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''حضور! اس آیتِ مبارکہ میں کسی عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ...... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب فضل الجهاد، ما ذکر فی فضل الجهاد۔۔۔ الخ، ج۱۰، ص۳۳۶، حدیث: ۱۹۸۴۳۔

2 ...... کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، الجزء: ۲، ج۱، ص۱۷۴، حدیث: ۴۳۶۴۔

عَنْہ نے فرمایا: ''کس عمل کی مثال بیان کی گئی ہے؟'' پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ''لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِيْ حَتّٰى اَغْرَقَ اَعْمَالَهُ یعنی ایسے غنی شخص کی مثال بیان کی گئی ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں عمل کرتا رہتا ہے پھر رب عَزَّوَجَلَّ اس کے پاس ایک شیطان کو بھیجتا ہے، پھر شیطان اس سے گناہ کرواکے اس کے اعمال برباد کردیتا ہے۔''[1]

فاروقِ اعظم اور علم الحدیث

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر رہا کرتے تھے اس لیے احادیثِ مبارکہ کا کثیر خزانہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سینے میں موجود تھا لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کوئی بھی بات بغیر تصدیق کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف منسوب کرنے پر سختی فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیشِ نظر خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ مبارک تھا کہ ''مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔''[2] یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بہت ہی کم احادیث مروی ہیں۔ چنانچہ حضرت امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نَوَوِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے (کم وبیش) **539** احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں سے چھبیس احادیث مبارکہ پر امام بُخاری وامام مُسلم رَحِمَہُمَا اللّٰہ کا اتفاق ہے یعنی ان دونوں نے ان کو بیان فرمایا ہے، جبکہ ان کے علاوہ چونتیس احادیثِ مبارکہ فقط امام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے اور اکیس احادیثِ مبارکہ امام مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیان فرمائی ہیں۔[3]

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اہلسنت، مُجَدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ

---

1 ...... بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ایود۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۱۸۵، حدیث: ۴۵۳۸۔

2 ...... بخاری، کتاب العلم، باب اثم من۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۷، حدیث: ۱۰۷۔

3 ...... تہذیب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۳۲۵۔

الرَّحْمٰن فتاوٰی رضویہ شریف ج۲۶،ص۴۳۱پرفرماتے ہیں:''صحاح میں صدیق اکبرو فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایات بھی بہت کم ہیں، رحمتِ الٰہی نے (خدمت حدیث کے) حصے تقسیم فرمادیئے ہیں کسی کوخدمت الفاظ (کہ وہ فقط احادیث کو بیان کرتا ہے)، کسی کوخدمت معانی (کہ وہ الفاظوں کے ساتھ ساتھ معانی کو بھی بیان کرتا ہے)، کسی کوتحصیلِ مقاصد (کہ وہ الفاظ اور معانی کے ساتھ ساتھ ان کے مقاصد کو بھی حاصل کرلیتا ہے)، کسی کو اِیْصَالُ اِلَی الْمَطْلُوْب (کہ وہ مقاصد تک دوسروں کو پہنچاتا ہے)، نہ ظاہری روایت کی کثرت وجہِ اَفضلیت ہے (کہ کوئی بہت زیادہ روایات بیان کرکے افضل ہوجائے) نہ اس کی قلّت وجہِ مَفضُولیت (کہ کوئی قلیل روایات بیان کرکے افضل ہونے سے رہ جائے)۔''

آپ سے روایت کرنے والے صحابہ وصحابیات:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے صحابۂ کرام وتابعین عظام دونوں طبقات نے احادیث روایت کی ہیں، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وصحابیات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے اسماء یہ ہیں:

(1) سیِّدُنا عُثمان بن عَفَّان (2) حضرت سیِّدُنا علی بن اَبی طالِب (3) حضرت سیِّدُنا طَلْحہ بن عُبَیْدُ الله (4) حضرت سیِّدُنا سَعد بن اَبی وَقاص (5) حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عَوف (6) حضرت سیِّدُنا عبد الله بن مَسعود (7) حضرت سیِّدُنا ابو ذَر غِفَاری (8) حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عَبسہ (9) حضرت سیِّدُنا عبد الله بن عمر (10) حضرت سیِّدُنا عبد الله بن عباس (11) حضرت سیِّدُنا عبد الله بن زُبیر (12) حضرت سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک (13) حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری (14) حضرت سیِّدُنا جابِر بن عبد الله (15) حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص (16) حضرت سیِّدُنا ابولُبابہ بن عبدالمُنذِر (17) حضرت سیِّدُنا بَراء بن عازِب (18) حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری (19) حضرت سیِّدُنا ابوہُریرہ (20) حضرت سیِّدُنا ابن سَعدی (21) حضرت سیِّدُنا عُقبہ بن عامر (22) حضرت سیِّدُنا نُعمان بن بشیر (23) حاتِم طائی کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عَدی بن حاتِم (24) حضرت سیِّدُنا یَعلی بن اُمَیَّہ (25) حضرت سیِّدُنا سُفیان بن وَہب (26) حضرت سیِّدُنا عبد الله بن سَرجِس (27) حضرت سیِّدُنا فلتان بن عاصم (28) حضرت سیِّدُنا خالد بن عُرفُطَہ (29) حضرت سیِّدُنا اَشعَث بن قَیس (30) حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ باہِلی (31) حضرت سیِّدُنا عبد الله بن اُنَیس (32) حضرت سیِّدُنا بُرَیدہ اسلمی (33) حضرت سیِّدُنا فَضَالہ بن عُبَید (34) حضرت

سیِّدُ ناشَدَّاد بن اَوس (35) حضرت سیِّدُ ناسعید بن عاص (36) حضرت سیِّدُ ناکعب بن عُجْرَہ (37) حضرت سیِّدُ نامِسْوَر بن مَخْرَمہ (38) حضرت سیِّدُ ناسائِب بن یَزِید (39) حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن اَرْقَم (40) حضرت سیِّدُ ناجابِر بن سَمُرَہ (41) حضرت سیِّدُ ناحَبِیب بن مَسْلَمَہ (42) حضرت سیِّدُ ناعبد الرحمٰن بن اَبْزٰی (43) حضرت سیِّدُ ناعَمْرو بن حُرَیْث (44) حضرت سیِّدُ ناطارِق بن شِہَاب (45) حضرت سیِّدُ نامَعْمَر بن عبد اللہ (46) حضرت سیِّدُ نامُسَیِّب بِن حَزْن (47) حضرت سیِّدُ ناسُفیان بن عبد اللہ (48) حضرت سیِّدُ ناابوطُفَیل (49) اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنَاعائشہ (50) اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنَاحَفْصَہ۔ (رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن)

آپ سے روایت کرنے والے تابعین:

(1)......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُ ناعاصم بن عمر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(2)......حضرت سیِّدُ نامالِک بن اَوْس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(3)......حضرت سیِّدُ ناعَلْقَمہ بن وَقَّاص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(4)......حضرت سیِّدُ ناابوعثمان نَہْدِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(5)......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سیِّدُ نااسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

(6)......حضرت سیِّدُ ناقَیس بن اَبِی حازِم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔[1]

فاروقِ اعظم سے مروی احادیث مبارکہ

''بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم'' کے 19 حروف کی نسبت سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی انیس احادیثِ مبارکہ پیش خدمت ہیں:

(1) اَعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سب سے مشہور ومعروف روایت صحیح بخاری کی سب سے پہلی حدیث مبارکہ ہے، جس کا عنوان نِیَّت ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ ناعَلْقَمَہ بِنْ قَیْس لَیْثِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے

[1]......تہذیب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۳۲۵۔

روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں نے دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''**اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰی فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِلٰی اِمْرَاَةٍ یَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ** یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر ایک کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی تو پس جس نے دنیا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی، یا عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی نیت کی۔''(1)

(2) حدیثِ جبریل، ارکان اسلام:

حضرت سیّدُ نا یحییٰ بن یعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دن ہم بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک ایسا شخص آیا جس کے کپڑے بہت سفید تھے، اس کے بالوں کا رنگ کالا سیاہ تھا، البتہ اس کے چہرے پر کسی قسم کے سفر وغیرہ کے کوئی آثار نہ تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اسے اس حُلیے سے نہیں جانتا تھا۔ وہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بالکل سامنے آکر اس طرح بیٹھ گیا کہ اس نے اپنے گھٹنے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک گھٹنوں کے ساتھ مِلا دیے اور اپنے ہاتھوں کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک رانوں پر رکھ لیا۔

❀...... پھر عرض کرنے لگا: ''**اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ** یعنی یا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے۔'' **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتُقِیْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكَاةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا** یعنی اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور **بیت اللہ** کا حج کرو اگر اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتے ہو۔'' یہ سن کر اس نے کہا: ''یا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

(1)...... بخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵، حدیث: ۱۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے سچ فرمایا۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیسا شخص ہے جو خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے۔

❀......اس نے دوسرا سوال کرتے ہوئے عرض کیا: ''**فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ** یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے ایمان کے بارے میں بتایئے۔'' **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ** یعنی ایمان یہ ہے کہ تم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن اور اچھی بُری ہر تقدیر پر ایمان لاؤ۔''

❀......اس نے پھر عرض کیا: ''**فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ** یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔'' **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ** یعنی احسان یہ ہے کہ تم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس طرح عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

❀......اس نے پھر عرض کیا: ''**فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ** یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے قیامت کے بارے میں بتایئے۔'' ارشاد فرمایا: ''**مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ** یعنی مَسْئُول سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں۔''

❀......اس نے پھر عرض کیا: ''**فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَتِھَا** یعنی پھر قیامت کی کچھ نشانیوں کے بارے میں ہی بتا دیجئے۔'' ارشاد فرمایا: ''**اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ** یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے چند نشانیاں یہ ہیں کہ لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور ننگے پاؤں چلنے والے، برہنہ جسم والے، تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارتوں میں فخر کریں گے۔''

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا، میں وہیں ٹھہرا رہا تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے استفسار فرمایا: ''**یَاعُمَرُ اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ** یعنی اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سوالات کرنے والا شخص کون تھا؟'' میں نے عرض کیا: ''**اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''**فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ** یعنی یہ جبریل امین تھے جو تمہارے پاس تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔''(1)

(3) رسول اللہ نے تمام حالات کی خبر دے دی:

حضرت سیِّدُنا طارق بن شہاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فرماتے سنا کہ: ''**قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ** یعنی ایک بار رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے درمیان ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ نے مخلوق کی پیدائش سے ہر چیز کی خبر دینا شروع کی یہاں تک کہ جنّتیوں کے جنَّت میں جانے اور جہنّمیوں کے جہنّم میں جانے کی خبر تک دے دی۔'' مزید فرماتے ہیں: ''**حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ** یعنی ہم میں سے جس نے یاد رکھا سو اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا سو وہ بھول گیا۔''(2)

(4) چھوٹی سے چھوٹی نعمت پر بھی شکر:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ عالیشان میں حاضر ہو کر عرض کی: ''**یا رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے فُلاں کو شُکر ادا کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے دو دینار عطا فرمائے ہیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مگر میں نے فلاں کو ایک سے سو کے درمیان عطا فرمائے اس نے نہ شکر ادا کیا نہ ہی یہ بات کسی سے کہی، تم میں سے کوئی شخص میرے پاس اپنی حاجت بَغَل میں دَبا کر نِکلتا ہے حالانکہ وہ آگ ہوتی ہے۔'' میں نے عرض کی: ''**یا رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں کیوں عطا فرماتے ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وہ مانگنے سے باز نہیں آتے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھ میں بُخل کو ناپسند فرماتا ہے۔''(3)

---

1. ......مسلم، کتاب الایمان، بیان الایمان والاسلام والاحسان، ص ۲۱، حدیث: ۱۔
2. ......بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ وھو الذی یبدء الخلق۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۳۷۵، حدیث: ۳۱۹۲۔
3. ......صحیح ابن حبان، کتاب الزکاۃ، ذکر الاخبار۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۱۷۴، حدیث: ۳۴۰۵۔

(5) رسول اللہ پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے:

حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن مَیْمُون رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے ارشاد فرمایا: ''**كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَ سُوءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ** یعنی نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَروَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے: (۱) بُزدلی سے (۲) بُخل سے (۳) بُڑھاپے کی وجہ سے عقل کے فساد سے (۴) دل کے فِتنے سے (یعنی شیطانی وَساوِس اور گُناہوں کے خیالات وغیرہ) اور (۵) عذابِ قبر سے۔''[1]

(6) اللہ کی قسم اٹھاؤ یا خاموش ہو جاؤ:

ایک بار حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سواری پر سوار تھے اور اپنے والد کی قسم اٹھا رہے تھے تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَسْكُتْ** یعنی بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بات سے منع فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم اٹھاؤ تو جب کبھی قسم اٹھانی ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اٹھاؤ یا خاموش ہو جاؤ۔''[2]

(7) جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں:

حضرت سیِّدُنا عُقْبَہ بن عامِر جُہَنی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡقَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ** یعنی جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے، پھر کلمہ شہادت پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو۔''[3]

---

1. ......ابوداود، کتاب الوتر، باب فی الاستعاذۃ، ج ۲، ص ۱۲۸، حدیث: ۱۵۳۹۔
2. ......ابوداود، کتاب الایمان والنذور، باب فی کراھیۃ الحلف بالاباء، ج ۳، ص ۳۰۰، حدیث: ۳۲۴۹۔
3. ......ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ وسننھا، باب مایقال بعد الوضوء، ج ۱، ص ۲۷۳، حدیث: ۴۷۰۔

(8) مسجد بنانے والے کے لیے جنت میں گھر:

حضرت سیِّدُ ناعبد اللّٰہ بن سُراقہ عَدوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ: ''**مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا یُذْکَرُ فِیهِ اسْمُ اللّٰهِ بَنَی اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ** یعنی جس نے اس لیے مسجد بنائی کہ اس میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا جائے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے جنت میں ایک گھر تیار فرمادے گا۔''(1)

(9) چالیس رات باجماعت تکبیر اولی کے ساتھ نماز کا اجر:

حضرت سیِّدُ نااَنَس بن مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی رَحمت، شَفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**مَنْ صَلّٰی فِي مَسْجِدٍ جَمَاعَةً أَرْبَعِينَ لَيْلَةً لَا تَفُوتُهُ الرَّكْعَةُ الْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عِتْقًا مِنَ النَّارِ** یعنی جو شخص چالیس راتیں نمازِ عشاء پہلی رکعت فوت کیے بغیر ادا کرے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے۔''(2)

(10) مریض کی دعا ملائکہ کی دعا کی طرح ہے:

حضرت سیِّدُ نامَیمُون بن مِہران رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مَرِيضٍ فَمُرْهُ اَنْ يَّدْعُوَ لَكَ فَاِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ** یعنی اے عمر! جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اسے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے کیونکہ مریض کی دعا ملائکہ کی دعا کی طرح ہے۔''(3)

(11) ذخیرہ اندوزی کی آفت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام حضرت سیِّدُ نافَرُّوخ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امیر المؤمنین

---

(1)......ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب من بنی للہ مسجدا، ج ۱، ص ۴۰۷، حدیث: ۷۳۵۔

(2)......ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب صلاۃ العشاء والفجر فی جماعۃ، ج ۱، ص ۴۳۷، حدیث: ۷۹۸۔

(3)......ابن ماجہ، کتاب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی عیادۃ المریض، ج ۲، ص ۱۹۱، حدیث: ۱۴۴۱۔

حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَعَامًا ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَالْاِفْلَاسِ** یعنی جو شخص مُسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے خوراک کی ذخیرہ اندوزی کرے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے جُذام کے مرض اور مُفلسی میں مبتلا فرمادے گا۔''(1)

(12) تمہیں پرندوں کی طرح رزق دیا جائے گا:

حضرت سیِّدُ نا ابوتَمِیم جَیْشَانِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا** یعنی اگر تم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر جیسا توکُّل کرنے کا حق ہے ویسا توکُّل کرو تو وہ تمہیں ایسے رزق عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح بھوکے پیاسے جاتے ہیں لیکن جب شام کو گھر لوٹتے ہیں تو ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے۔''(2)

(13) جو جمعہ کے لیے آئے غسل کر کے آئے:

حضرت سیِّدُ نا عبد **اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والدِ گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ** یعنی تم میں سے جو بھی جمعہ کی ادائیگی کے لیے آئے اسے چاہیے کہ وہ غسل کرلے۔''(3)

(14) اَنبیاءِ کرام کی وِراثت نہیں ہوتی:

حضرت سیِّدُ نا مالِک بن اَوس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا**

---

1 ......ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، ج ۳، ص ۱۵، حدیث: ۲۱۵۵۔

2 ......ترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ، باب فی التوکل علی اللہ، ج ۴، ص ۱۵۴، حدیث: ۲۳۵۱۔

3 ......سنن کبری، کتاب الجمعۃ، ایجاب الغسل۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۲۱، حدیث: ۱۶۷۵۔

صَدَقَةً یعنی ہم انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ تمام صدقہ ہے۔''(1)

(15) بازار میں چوتھا کلمہ پڑھنے والے کا اجر:

حضرت سیِّدُنا سالم بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ قَالَ فِي سُوقٍ جَامِعٍ يُبَاعُ فِيهِ** یعنی جو شخص خرید وفروخت والے بازار میں یہ کہے: **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہ آئے گی، اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ **كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسے شخص کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔''(2)

(16) مجھے اپنی اُمّت پر مُنافِق کا خوف ہے:

حضرت سیِّدُنا ابوعُثمان نَہدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَ يَعْمَلُ بِالْجَوْرِ** یعنی مجھے اپنی امت پر ایسے منافقین کا خوف ہے جو باتیں تو بڑی حکمت ودانائی والی کریں گے لیکن ان کے اعمال فاسقوں وفاجروں والے ہوں گے۔''(3)

(17) رمضان میں ذکر اللہ کرنے والے کی مغفرت:

حضرت سیِّدُنا سَعِید بن مُسَیِّب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے

---

1. ......سنن کبری للنسائی، کتاب الفرائض، ذکر مواریث۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۶۴، حدیث: ۶۳۰۷۔
2. ......شرح السنة للبغوی، کتاب الدعوات، باب ما یقول۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۱۲۸، حدیث: ۱۳۳۲۔
3. ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی نشر العلم، فصل فی انه ینبغی۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۸۴، حدیث: ۱۷۷۷۔

روایت کرتے ہیں کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سُلْطَانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ: ''ذَاکِرُ اللّٰهِ فِيْ رَمَضَانَ يُغْفَرُ لَهُ وَ سَائِلُ اللّٰهِ فِيْهِ لَا يُخَيَّبُ یعنی رمضان المبارک میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرنے والے کی مغفرت کردی جاتی ہے اور رمضانُ المبارک میں سوال کرنے والے کو ناکام نہیں لوٹایا جاتا۔''(1)

(18) سلام ومصافحہ کرنے والوں پر رحمتوں کانزول:

حضرت سیِّدُنا ابوعُثمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا نَزَلَتْ عَلَيْهِمَا مِائَةُ رَحْمَةٍ لِلْبَادِيْ مِنْهُمَا تِسْعُوْنَ وَ لِلْمُصَافِحِ عَشَرَةٌ یعنی جب دو مُسلمان ملاقات کرتے ہیں اور آپس میں مُصافحہ کرتے ہیں تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان پر سو ۱۰۰ رحمتیں نازل فرماتا ہے، نوے ۹۰ رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے پر اور دس ۱۰ رحمتیں مصافحہ کرنے والے پر۔''(2)

(19) تین آدمی سفر کریں تو ایک کو نگران بنالیں:

حضرت سیِّدُنا زَید بِن وَھب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فِيْ سَفَرٍ فَاَمِّرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدَكُمْ ذَاكَ اَمِيْرٌ اَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی جب تم میں کوئی تین افراد ایک ساتھ سفر کریں تو وہ اپنے میں سے ایک کو اپنا نگران مُقرّر کرلیں کہ اس بات کا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم ارشاد فرمایا۔''(3)

فاروقِ اعظم اور سود کی حرمت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حُرمت کا مُنکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مُرتکِب ہو وہ فاسق ومَرْدُوْدُالشَّہَادَۃ ہے، سود کی حُرمت قرآن واحادیث دونوں سے ثابت ہے۔ سود لینے اور دینے والوں سب پر لعنت کی گئی ہے اور احادیثِ مبارکہ میں سود کو اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بھی بدتر فرمایا گیا ہے۔ امیر

1. ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی الصیام، فضائل شهر رمضان، ج ۳، ص ۳۱۱، حدیث: ۳۶۲۷۔
2. ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی مقاربة۔۔۔الخ، فصل فی المصافحة۔۔۔الخ، ج ۶، ص ۴۷۶، حدیث: ۸۹۶۱۔
3. ......مسند بزار، ما روی زید بن وهب، ج ۱، ص ۴۶۲، حدیث: ۳۲۹۔

المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی سود کی حرمت اور اس کے احکام سے متعلق کئی احادیث مبارکہ مروی ہیں، چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

فاروقِ اعظم اور سُود کے بارے میں علم:

حضرت سیّدُنا قاسم بن محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّکُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّا لَا نَعْلَمُ اَبْوَابَ الرِّبَا** یعنی تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ ہم ربا کے مسائل کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔''

✿......''**وَلَاَنْ اَکُوْنَ اَعْلَمَهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ مِصْرَ وَ کَوْرِهَا** حالانکہ ربا کے مسائل جاننا میرے نزدیک اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں مصر یا اس کے اطراف کا مالک بن جاؤں۔''

✿......''**وَمِنَ الْاُمُوْرِ اُمُوْرٌ لَا یَکِدْنَ یَخْفِیْنَ عَلٰی اَحَدٍ** اور سود کے مسائل تو ایسے بدیہی ہیں کہ وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں۔''

✿......''**هُوَ اَنْ یَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ نَسِیْئًا وَاَنْ یَبْتَاعَ الثَّمَرَةَ وَهِیَ مَعَصْفَرَةٌ لَمْ تُطَبْ** مثلاً سونے کو چاندی کے بدلے اُدھار پر بیچنا اور پھلوں کی بیع کرنا اس حال میں کہ وہ پیلے ہوں، خُشک نہ ہوئے ہوں۔''[1]

سُود کے مختلف مسائل اور فاروقِ اعظم:

حضرت سیّدُنا محمد بن سیرین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چاندی کی چاندی کے ساتھ بیع سے منع فرمایا مگر یہ کہ وہ برابر برابر ہو۔'' حضرت سیّدُنا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یا حضرت سیّدُنا زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**اِنَّهَا تُزَیَّفُ عَلَیْنَا الْاَوْرَاقُ فَنُعْطِی الْخَبِیْثَ وَنَاْخُذُ الطَّیِّبَ** یعنی (اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ!) اس طرح تو ہمیں کھوٹی چاندی دی جائے گی، ہم تو کھوٹے سکے دیتے ہیں اور عمدہ لیتے ہیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ اِنْطَلِقْ اِلَى الْبَقِیْعِ فَبِعْ ثَوْبَکَ بِوَرِقٍ اَوْ عَرْضٍ** یعنی ایسا نہ کیا کرو بلکہ بقیع کے بازار میں

1 ......مصنف عبد الرزاق، کتاب البیوع، باب السلف فی الحیوان، ج۸، ص۲۰، حدیث: ۱۴۲۳۸۔

جا کر کپڑے کو چاندی یا کسی اور چیز کے بدلے بیچ دیا کرو۔'' پھر فرمایا: ''فَاِذَا قَبَضْتَهٗ وَكَانَ لَكَ بَيْعُهٗ فَاهْضُمْ مَا شِئْتَ، وَخُذْ وَرِقًا اِنْ شِئْتَ یعنی جب تم کسی چیز پر مکمل قبضہ کرلو اور اس کی بیع تمہارے لیے ہو جائے تو اس میں سے جو چاہے چھوڑ دو اور جتنی چاہے چاندی لے لو۔''[1]

سود اور جس میں سود کا شبہ ہو اس کو چھوڑ دو:

حضرت سَیِّدُنا سعید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''سود کو چھوڑ و اور جس میں سود کا شبہ ہو، اُسے بھی چھوڑ دو۔''[2]

سود جیسی گندی بیماری سے اپنے آپ کو بچائیے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فی زمانہ جہاں ہمارا معاشرہ بے شمار برائیوں میں مبتلا ہے وہیں سود جیسی گندی بیماری بھی اب تیزی سے پھیلتی چلی جارہی ہے، حالانکہ اس بیماری میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے، سود کھانا ایسے ہے جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا، سود سے پاگل پن پھیلتا ہے، سودی کاروبار میں شرکت باعث لعنت ہے، سود خور کی اُخروی سزا یہ ہے کہ اُس کا پیٹ کمرے جیسا بڑا ہوگا اور اُس میں سانپ بھر دیے جائیں گے، سود خور کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے اِعلانِ جنگ ہے، سود خور حاسد، بے رحم اور مال کا حریص یعنی لالچی بن جاتا ہے، سود خور کا نہ تو کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ ہی کوئی نفل، سود خور کا مال اُسے کوئی نفع نہیں دیتا، سود سے معیشت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو سود جیسی گندی بیماری سے بچائیے۔[3] **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں سود جیسی نَحُوسَت سے محفوظ فرما، ہمیں حلال، طیب روزی کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرما، ہمیں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں عطا فرما۔ **اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......مصنف عبد الرزاق، کتاب البیوع، باب السلف فی الحیوان، ج ۸، ۹۷، حدیث: ۱۴۶۲۶۔

2 ......ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، ج ۳، ص ۷۳، حدیث: ۲۲۷۶ مختصراً۔

3 ......سود، اس کی نحوستوں اور اس سے بچنے کے طریقے جاننے کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۹۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''سود اور اس کا علاج'' کا مطالعہ کیجئے۔

چوتھا باب

ملفوظاتِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے--------

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُختلف فرامینِ مبارکہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُختلف اِصلاحی مدنی پھولوں سے مُعَطَّر مدنی گُلدستے
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خُطبات کا بیان
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُختلف سیاسی، اِصلاحی وعلمی خُطبات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکتوبات کا بیان
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مختلف لوگوں کو لکھے گئے سیاسی، اصلاحی وعلمی مکتوبات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وَصِیَّتوں کا بیان
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وقتِ وصال اور دیگر اوقات میں کی گئ وصیتیں
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَنقول مختلف دعائیں

ملفوظاتِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چشمۂ ہدایت تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کبھی فضول گفتگو نہ فرمایا کرتے، آپ کی زبان مبارکہ سے جو کلمات صادر ہوتے وہ اُمَّتِ مُسلِمہ کے لیے مَشعلِ راہ ہوتے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختلف مواقع پر مختلف ملفوظات بطور اقوال، خطبات، وصایا اور دعاؤں کی صورت میں اِرشاد فرمائے جو اصلاح احوال، اصلاح اعمال، خوف خدا، عجز وانکساری ودیگر فکر آخرت سے بھرپور مواد پر مُشتمل ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تمام ملفوظات کا احاطہ کرنا بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے، اس باب میں ''**فرامینِ فاروقِ اعظم**''، ''**خطباتِ فاروقِ اعظم**''، ''**وصایائے فاروقِ اعظم**''، ''**فاروقِ اعظم کی دعائیں**'' شامل ہیں۔

فرامینِ فاروقِ اعظم

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعض فرامین تو آپ کے اَوصاف کے ضمن میں مُختلف مَوضوعات کے تحت گزر چکے ہیں، حصولِ علم اور ترغیب وتحریص کے لیے مزید چند فرامین پیشِ خدمت ہیں:

شیطان کی اولاد اور اُس کے کرتوت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''**اِنَّ ذُرِّیَّةَ الشَّیْطَانِ تِسْعَةٌ زَلِیْتُوْنٌ وَوَثِیْنٌ وَلَقُوْسٌ وَاَعْوَانٌ وَهَفَّافٌ وَمُرَّةٌ وَالْمُسَوِّطُ وَدَاسِمٌ وَوَلَهَانٌ** یعنی شیطان کی یہ نو اولادیں ہیں:'' پھر ارشاد فرمایا: ❁ ''**زَلِیْتُوْن** بازاروں کے شیطان ہیں اور یہ بازاروں میں اپنے جھنڈے گاڑ کر خرید وفروخت کرنے والوں کو گمراہ کرتے ہیں۔'' ❁ ''**وَثِیْن** مصیبتیں کھڑی کرنے والے شیطان ہیں۔'' ❁ ''**اَعْوَان** بادشاہوں وحکمرانوں کے شیطان ہیں جو انہیں گمراہ کرنے پر مامور ہیں۔'' ❁ ''**هَفَّاف** شراب پلانے والے شیطان ہیں۔'' ❁ ''**مُرَّہ** ڈھول ڈھمکے وگانے بجانے والے شیطان ہیں۔'' ❁ ''**لَقُوْس** مجوسیوں کے شیطان ہیں۔'' ❁ ''**مُسَوِّط** خبروں والے شیطان ہیں جو لوگوں کے درمیان ایسی الٹی سیدھی خبریں پھیلاتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔'' ❁ ''**دَاسِم** وہ شیطان ہیں جو گھروں کے شیطان ہیں، جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور سلام نہیں کرتا اور نہ ہی **اللہ** کا نام لیتا ہے تو یہ شیطان اس کے گھر میں داخل ہو کر فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں یہاں تک کہ اس

گھر میں طلاق، خُلع اور مار پٹائی کی نوبت تک آجاتی ہے۔'' ❁ ''**وَلَهَان** وہ شیطان ہیں جو وضوء کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں اور دیگر عبادات کرنے والوں کے دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔''(1)

ہمارے لیے لمحہ فکریہ۔۔۔!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی فوج کا سپہ سالار دو سپاہیوں کو جنگ پر بھیجے اس طرح کہ ایک کو اس کے دشمن کا نام، پتہ، پہچان اور دیگر تمام معاملات سے مطلع کردے جبکہ دوسرے کو فقط یہ کہے کہ تم نے اپنے دشمن سے فقط جنگ لڑنی ہے البتہ وہ دشمن ہے کون؟ یہ نہیں بتاؤں گا تو یقیناً دوسرے کے مقابلے میں پہلے سپاہی کے لیے جنگ لڑنا نہایت ہی آسان ہوگا کہ اسے اپنے دشمن کی **مکمل معلومات** حاصل ہیں۔ قرآن پاک میں **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے پارہ ۱۲، سورہ یوسف، آیت نمبر ۵ میں واضح طور پر ارشاد فرمادیا کہ ''شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے۔'' سیِّدُنا **فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مذکورہ بالا فرمان میں بھی شیطان کی اولاد اور اس کے فتنوں کے بارے میں کافی تفصیل موجود ہے، اگر ہم اپنے اس حقیقی دشمن کو جاننے کے باوجود اس کے خلاف جنگ نہ کرسکیں تو **واقعی یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔۔۔!**

اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنے حقیقی دشمن یعنی نفس وشیطان کے خلاف بہتر اَنداز میں جنگ کرسکیں تو اِس کا ایک ذریعہ دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول بھی ہے، آپ دعوتِ اِسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوجائیے، اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سُنَّتوں کی بَہاریں لُوٹیے۔ سُنَّتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سُنَّتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔

اللّٰہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ......المنبهات، ص ۹۴۔

خُشُوع گردنوں میں نہیں دل میں ہوتا ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کو اپنی گردن جھکائے پایا تو اس سے ارشاد فرمایا: ''**یَا صَاحِبَ الرَّقَبَۃِ اِرْفَعْ رَقَبَتَکَ لَیْسَ الْخُشُوْعُ فِي الرِّقَابِ وَاِنَّمَا الْخُشُوْعُ فِي الْقَلْبِ** یعنی اے گردن نیچی رکھنے والے! اپنی گردن بلند کر کیونکہ خُشوع گردنوں میں نہیں دل میں ہوتا ہے۔''[1]

کہیں پُھول کر آسمان تک نہ پہنچ جاؤ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک شخص نے نمازِ فجر سے فراغت کے بعد لوگوں کو نصیحت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کو منع فرما دیا، تو اس نے عرض کی: ''**تَمْنَعُنِي مِنْ نُصْحِ النَّاسِ؟** یعنی کیا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھے لوگوں کو وعظ کرنے سے روک رہے ہیں؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَخْشٰی اَنْ تَنْتَفِخَ حَتّٰی تَبْلُغَ الثُّرَیَّا** یعنی مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پھول کر ستاروں تک نہ پہنچ جاؤ۔''[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی خشوع وخضوع ظاہری رکھ رکھاؤ کا نام نہیں کہ ظاہر میں تو بڑا متقی پرہیزگار بنا رہے اور باطن ہمیشہ مَیلا رہے، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مذکورہ بالا فرامین ریاکاری پر ایک کاری ضرب ہیں۔ افسوس! آج کل ہم اوّل تو عبادت کرتے ہی نہیں اور اگر ٹوٹی پھوٹی عبادت کر بھی لیں تو ناز و فخر کرتے پھولے نہیں سماتے اور اپنے نیک اَعمال مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ مساجد کی خدمت خلقِ خدا کی مدد اور سماجی فلاح و بہبود کے کاموں کو اپنے خیال میں ''کارنامہ'' تصور کرتے ہوئے ہر جگہ چہکتے اعلان کرتے پھرتے ڈھنڈورا پیٹتے نہیں تھکتے۔ آہ! اُن کا ذہن کس طرح بنایا جائے اُن کو تعمیری اور اَخلاقی سوچ کس طرح فراہم کی جائے اُنہیں کس طرح باور کرایا جائے کہ اے میرے نادان اسلامی بھائیو! اس طرح بلاضرورتِ شرعی اپنی نیکیوں کا اِعلان ریا کاری ہے اور رِیا کاری سراسر تباہ کاری ہے ایسا کرنے سے نہ صرف اَعمال برباد ہوتے ہیں بلکہ ریا کاری کا گناہ نامۂ اَعمال میں درج کر دیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس تواضع، عاجزی و انکساری میں عزت و عظمت ہے، بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

---

[1] ......الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ، الشرک الاصغر، ج ۱، ص ۸۶۔

[2] ......الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ، الشرک الاصغر، ج ۱، ص ۹۶۔

عاجزی اِختیار کرنے والے کو بلندی عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ،

تواضع کرنے والے کے لیے بلندی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَ اللّٰہُ حَکَمَتَہٗ یعنی بندہ جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے تواضُع اختیار کرتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی قَدْر ومَنْزِلت کو بلند فرما دیتا ہے۔''(1)

دس 10 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

دس چیزیں، دس کے بغیر درست نہیں ہوسکتیں:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''عَشَرَۃٌ لَا تَصْلُحُ بِغَیْرِ عَشَرَۃٍ یعنی دس چیزیں دس چیزوں کے بغیر درست نہیں ہوسکتیں۔'' پھر ارشاد فرمایا:

- ''لَا یَصْلَحُ الْعَقْلُ بِغَیْرِ وَرْعٍ یعنی تقوے کے بغیر عقل درست نہیں ہوسکتی۔''
- ''وَلَا الْفَضْلُ بِغَیْرِ عِلْمٍ یعنی علم کے بغیر فضیلت درست نہیں ہوسکتی۔''
- ''وَلَا الْفَوْزُ بِغَیْرِ خَشْیَۃٍ یعنی خوفِ خدا کے بغیر کامیابی درست نہیں ہوسکتی۔''
- ''وَلَا السُّلْطَانُ بِغَیْرِ عَدْلٍ یعنی اِنصاف کے بغیر بادشاہت درست نہیں ہوسکتی۔''
- ''وَلَا الْحَسَبُ بِغَیْرِ اَدَبٍ یعنی اَدب کے بغیر حسب درست نہیں ہوسکتا۔''
- ''وَلَا السُّرُوْرُ بِغَیْرِ اَمْنٍ یعنی اَمن کے بغیر خوشی درست نہیں ہوسکتی۔''
- ''وَلَا الْغِنٰی بِغَیْرِ جُوْدٍ یعنی مالداری بغیر سخاوت کے درست نہیں ہوسکتی۔''
- ''وَلَا الْفَقْرُ بِغَیْرِ قَنَاعَۃٍ یعنی قناعت کے بغیر فقر درست نہیں ہوسکتا۔''
- ''وَلَا الرِّفْعَۃُ بِغَیْرِ تَوَاضُعٍ یعنی عاجزی کے بغیر بلندی درست نہیں ہوسکتی۔''
- ''وَلَا الْجِھَادُ بِغَیْرِ تَوْفِیْقٍ یعنی توفیق کے بغیر جہاد درست نہیں ہوسکتا۔''(2)

---

(1)......الزواجر، الکبیرۃ الرابعۃ، ج ۱، ص ۱۲۳۔

(2)......المنبھات، ص ۹۹۔

قرآن پاک حفظ کرنے کا طریقہ:

حضرت سیِّدُ نا اُبُوالعَالِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ”قرآن کریم کی پانچ پانچ آیات یاد کیا کرو کیونکہ جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام پانچ پانچ آیات لے کر ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوتے تھے۔“(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ ایک مدنی سوچ تھی کہ قرآن پاک جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام جیسا لے کر نازل ہوئے اسی طرح یاد کیا جائے، ورنہ قرآن پاک یاد کرنے میں پانچ آیات کو مخصوص کرنا کوئی فرض واجب نہیں، پانچ آیتوں سے کم یا زیادہ بھی حفظ کی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ یہ طالب علم پر بھی ہوتا ہے کہ بعض طلباء کم سبق یاد کرتے ہیں تو کوئی طلبہ زیادہ سبق یاد کرنے کی بھی اضافی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کی مجلس مدرسۃ المدینہ کے تحت چلنے والے سینکڑوں مدارس میں ہزاروں طلباء وطالبات حفظ وناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کررہے ہیں اور ان میں کئی ایسے طلباء بھی ہوتے ہیں جو روزانہ ایک صفحے سے بھی زائد سبق یاد کرکے سنانے کی ترکیب بناتے ہیں۔

حکومت حاصل کرنے کی حرص:

حضرت سیِّدُ نا عاصم بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”**مَنْ يَّحْرِصُ عَلَى الْاَمَارَةِ لَمْ يَعْدِلْ فِيْهَا** یعنی جو شخص حکومت حاصل کرنے کی حرص رکھتا ہے وہ کبھی بھی اس میں عدل نہیں کرسکتا۔“(2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِس مبارک فرمان میں اقتدار کی خواہش رکھنے والے لوگوں کے لیے عبرت ہی عبرت ہے کہ اِقتدار حاصل کرنے والا بہت برے طریقے سے پھنس جاتا ہے کہ کل بروز قیامت اس سے رعایا کے بارے میں سختی سے پوچھ گچھ کی جائے گی، جس کی حکومت جتنی وسیع ہوگی اس کا

---

(1) ......شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، فصل فی تعلیم القرآن، ج ۲، ص ۳۳۱، حدیث: ۱۹۵۸۔

(2) ......سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ الثالثۃ عشر، محمد بن ابی الحواری، ج ۱۰، ص ۸۹، الرقم: ۱۹۹۱۔

حساب بھی اتنا زیادہ ہوگا، حاکم کل بروزِ قیامت حسرت سے کہے گا: ''اے کاش! ایام حکومت اطاعت الٰہی میں گزارے ہوتے۔'' حدیث مبارکہ میں ہے: ''حکومت اَمانت ہے اور یہ قیامت کے دن رُسوائی وندامت ہے سوائے اُس شخص کے جو اُسے حق کے ساتھ لے اور وہ ذمہ داریاں پوری کرے جو اُس میں ہیں۔''(1)

مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''سلطنت وحکومت نفسانی خواہش، دنیاوی مال عزت کی لالچ سے طلب کرنا حرام ہے کہ ایسے طالبِ جاہ لوگ حاکم بن کر ظلم کرتے ہیں۔''(2)

یہ بھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ایک نعمت ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو جُذام کے مرض میں مبتلا ہونے کے ساتھ اندھا، گونگا اور بہرا بھی تھا، جو اس کے ساتھ لوگ تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن سے پوچھا: ''هَلْ يَرَوْنَ فِيْ هٰذَا مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ شَيْئًا یعنی کیا تمہیں اس کی ذات میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے کوئی نعمت نظر آتی ہے؟'' وہ کہنے لگے کہ نہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''کیوں نہیں ہے! کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو کہ یہ جب پیشاب کرتا ہے تو بغیر کسی تکلیف کے آسانی کے ساتھ کرتا ہے، یہ بھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہی ہے۔''(3)

چھوٹی سی ناپسندیدہ بات بھی آزمائش ہے:

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ لوگوں نے عرض کیا: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر بھی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہیں؟'' فرمایا: ''اِنَّ كُلَّ شَيْءٍ اَصَابَ الْمُؤْمِنَ يَكْرَهُهُ فَهُوَ مُصِيْبَةٌ یعنی مؤمن کو پہنچنے والی ہر وہ چھوٹی سی چھوٹی بات جسے وہ ناپسند کرتا ہے اس کے لیے آزمائش ہی ہے۔''(4)

---

(1) ......مسلم، کتاب الامارۃ، کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، ص ۱۰۱۵، حدیث: ۱۶ ملتقطاً۔

(2) ......مرآۃ المناجیح، ج۵، ص۳۴۸۔

(3) ......کنز العمال، کتاب الاخلاق، الصبر علی البلایا مطلقا، الجزء: ۳، ج۲، ص ۱۰۳، حدیث: ۸۶۵۰۔

(4) ......مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الادب، فی الرجل ینقطع۔۔۔الخ، ج۶، ص ۲۵۹، حدیث: ۳۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مذکورہ بالا دونوں فرامین ''صبروشکر'' کی دو عظیم نعمتوں کی ترغیب سے مالا مال ہیں، یقیناً وہ شخص کامیاب وکامران ہے جو ہر حال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر کرے، اگر کوئی مصیبت آئے تو اس پر صبر کرکے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا پائے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے پیارے بندوں کو آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے تاکہ وہ اس پر صبر کریں اور پھر وہ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ چنانچہ،

محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب بندے کا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں کوئی مرتبہ مُقَرَّر ہو اور وہ اس مرتبے تک کسی عمل سے نہ پہنچ سکے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے جسم، مال یا اولاد کی آزمائش میں مبتلا فرماتا ہے پھر اسے اُن تکالیف پر صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اپنے مقرر درجے تک پہنچ جاتا ہے۔''(1)

حضرت سیِّدُنا عُمَیر بن واصِل رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِذَا کَانَ الرَّجُلُ مُقْصِراً فِی الْعَمَلِ اُبْتُلِیَ بِالْھَمِّ لِیُکَفِّرَ عَنْہُ** یعنی جب کسی شخص سے نیک اعمال کرنے میں کوتاہی ہوتی ہے تو اسے کسی نہ کسی آزمائش میں مبتلا کردیا جاتا ہے تاکہ یہ آزمائش اس کی کوتاہی کا کفّارہ ہوجائے۔''(2)

آٹھ 8 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

- ......''**مَنْ کَثُرَ ضِحْکُہُ قَلَّتْ ھَیْبَتُہُ** یعنی جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہوجاتی ہے۔''
- ......''**مَنْ کَثُرَ مَزَاحُہُ اِسْتَخَفَّ بِالنَّاسِ** یعنی جو زیادہ مزاح کرتا ہے لوگوں کے نزدیک حقیر ہوجاتا ہے۔''
- ......''**مَنِ اسْتَخَفَّ بِالنَّاسِ اِسْتَخَفَّ بِہٖ** یعنی جو لوگوں کے نزدیک حقیر ہو وہ اپنے نزدیک بھی حقیر ہوجاتا ہے۔''
- ......''**مَنْ اَکْثَرَ فِیْ شَیْءٍ عُرِفَ بِہٖ** یعنی جو کسی چیز کو کثرت سے کرتا ہے تو اس کے سبب مشہور ہوجاتا ہے۔''

---

1 ......سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب الامراض المکفرۃ۔۔۔الخ، الامراض المکفرۃ لذنوب، ج ۳، ص ۲۴۶، حدیث: ۳۰۹۰۔

2 ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب السابع والخمسون، ص ۱۷۲۔

- ……"مَنْ کَثُرَ کَلَامُہٗ کَثُرَ سَقَطُہٗ یعنی جوزیادہ بات کرتا ہے اس کی کمینگی بڑھ جاتی ہے۔"
- ……"مَنْ کَثُرَ سَقَطُہٗ قَلَّ حَیَاؤُہٗ یعنی جس کی کمینگی بڑھ جاتی ہے اس کی حیا کم ہوجاتی ہے۔"
- ……"مَنْ قَلَّ حَیَاؤُہٗ قَلَّ وَرْعُہٗ یعنی جس کی حیا کم ہوجاتی ہے اس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے۔"
- ……"مَنْ قَلَّ وَرْعُہٗ مَاتَ قَلْبُہٗ یعنی جس کا تقویٰ کم ہوجاتا ہے اس کا دل مُردہ ہوجاتا ہے۔"[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مذکورہ بالا فرامین زُہد وتقویٰ کے بہت بڑے بڑے ابواب ہیں، اگر کوئی شخص اِخلاص کے ساتھ ان پر عمل کرے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دونوں جہاں کی بھلائیاں پائے گا۔ ان پر عمل کرنے کا ایک آسان طریقہ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنا بھی ہے۔ آپ بھی مدنی اِنعامات کا رِسالہ روزانہ پُر کرکے ہر ماہ اپنے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا مدنی ذہن بنے گا۔ ہر اسلامی بھائی اپنا یہ مَدَنی ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اِصلاح کی کوشش کیلئے مَدَنی اِنعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کیلئے مَدَنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

تو ولی اپنا بنا لے اس کو ربِّ لَمْ یَزَل
مدنی انعامات پر کرتا ہے جو کوئی عمل
اللّٰہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

[1] ……المنبہات، ص ۸۲۔

جہنم کا ذکر کثرت سے کیا کرو:

حضرت سیّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''**اَکْثِرُوا ذِکْرَ النَّارِ، فَاِنَّ حَرَّهَا شَدِيدٌ، وَاِنَّ قَعْرَهَا بَعِيدٌ، وَاِنَّ مَقَامِعَهَا حَدِيدٌ** یعنی دوزخ کو زیادہ یاد کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی بہت شدید ہے، اور اس کی گہرائی بہت دور تک ہے، اور اس کے گُرز لوہے کے ہیں۔''[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دوزخ اور اس کی سختیوں کو یاد کرنے سے فکرِ آخرت کا ذہن ملتا ہے، اور یقیناً سمجھدار تو وہی ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری میں مشغول رہے کہ عذابِ جہنم سہنے کی کسی میں سکت نہیں، جہنم کا سب سے ہلکا عذاب آگ کی جوتیاں ہیں، ذرا غور تو کیجئے! کیا دنیا کی آگ ہم برداشت کر لیتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اگر غلطی سے جلتی ہوئی مُوم بتی پر ہاتھ لگ جائے تو جلن سے بلبلا اٹھتے ہیں، جہنم کی آگ کی گرمی دُنیا کی آگ کی گرمی سے اُنہتر درجے زیادہ ہے، حضورِ اکرم، نُورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ''فرشتوں نے ایک ہزار سال تک جہنم کی آگ کو بھڑکایا تو وہ سُرخ ہوگئی، پھر دوبارہ ایک ہزار برس تک بھڑکائی گئی تو وہ سفید ہوگئی، پھر تیسری بار جب ایک ہزار برس تک بھڑکائی گئی تو وہ کالے رنگ کی ہوگئی تو وہ نہایت ہی خوفناک سیاہ رنگ کی ہے۔''[2]

بھلائی کے کاموں میں آگے بڑھو:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ! اِرْفَعُوْا رُؤُوْسَكُمْ، مَا اَوْضَحَ الطَّرِيْقُ! فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ، وَلَا تَكُوْنُوْا كَلًّا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ** یعنی اے قراء کی جماعت! اپنے سروں کو اُوپر اُٹھاؤ اور دیکھو راستہ کس قدر واضح ہے، بھلائی کے کاموں میں آگے بڑھو اور مسلمانوں پر بوجھ مت بنو۔''[3]

---

1 ...... مصنف ابن ابی شیبة، کتاب ذکر النار، ماذکر فیما اعدلاهل النار، ج ٨، ص ٧٩، حدیث: ٤٠۔

2 ...... ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب منه، ج ٤، ص ٢٦٦، حدیث: ٢٦٠٠۔

3 ...... شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم، ج ٢، ص ٨٢، حدیث: ١٢١٧۔

چھ 6 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

اللّٰہ نے چھ چیزوں کو چھ چیزوں میں چھپادیا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَمَ سِتَّۃً فِیْ سِتَّۃٍ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے چھ چیزوں کو چھ چیزوں میں چھپادیا:

- ......''کَتَمَ الرِّضَاءَ فِی الطَّاعَۃِ یعنی اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں چھپادیا۔''
- ......''کَتَمَ الْغَضَبَ فِی الْمَعْصِیَۃِ یعنی اپنی ناراضگی کو گناہوں میں چھپادیا۔''
- ......''کَتَمَ اِسْمَہُ الْاَعْظَمَ فِی الْقُرْآنِ یعنی اپنے اسمِ اعظم کو قرآن میں چھپادیا۔''
- ......''کَتَمَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ یعنی شب قدر کو رمضان میں چھپادیا۔''
- ......''کَتَمَ الصَّلَاۃَ الْوُسْطٰی فِی الصَّلَوَاتِ یعنی درمیانی نماز کو دیگر نمازوں میں چُھپادیا۔''
- ......''کَتَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الْاَیَّامِ یعنی یوم قیامت کو دیگر ایام میں چھپادیا۔''[1]

مُحاسَبۂ نَفْس کرکے آنسو بہاؤ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اِسْتَغْزِرُوْا الدُّمُوْعَ بِالتَّذَکُّرِ یعنی مُحاسبۂ نفس کرکے اپنے آنسو بہاؤ۔''[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُحاسبۂ نفس کرتے ہوئے فکرِ آخرت میں آنسو بہانا نہایت ہی عظیم سعادت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے مُریدین، مُحِبّین ومُتعلّقین کو ہمیشہ فکرِ مدینہ یعنی مُحاسبۂ نفس کرنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں، اور اِسلامی بھائیوں واِسلامی بہنوں کے لیے فکرِ آخرت پر مشتمل مدنی اِنعامات کا گلدستہ بھی مرتب فرمایا ہے، جن پر عمل کرکے ہر شخص دنیا وآخرت کی بے شمار بھلائیاں حاصل کرسکتا ہے۔

---

1 ......المنبھات، ص ۱۷۔

2 ......المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء الخامس، ج ۱، ص ۲۹۳، الرقم: ۷۳۶۔

آپ بھی دعوتِ اِسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوجایئے اور مدنی اِنعامات پر عمل کر کے اپنی آخرت کو بہتر بنایئے۔

فاروقِ اعظم کی صبر وشُکر کی دو سواریاں:

حضرت سیِّدُ نا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''**لَوْ اُوْتِیتُ بِرَاحِلَتَیْنِ رَاحِلَۃَ شُکْرٍ وَرَاحِلَۃَ صَبْرٍ لَمْ اُبَالِ اَیَّھُمَا رَکِبْتُ** یعنی اگر مجھے دوسواریاں دے دی جائیں، ایک شکر کی سُواری اور ایک صبر کی سُواری تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں دونوں میں سے کسی پر بھی سُوار ہو جاؤں۔''(1)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! صد ہزار آفریں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدنی سوچ پر جنہوں نے خدائے بزرگ وبَرتر کی رضا کے لئے شاہی شان وشوکت، مَحَلَّات وباغات، غِلمان وخُدّام اور دُنیَوِی زیب وزِینت کو ٹھکرا کر سادگی وعاجزی اختیار کی۔ بھوک وپیاس کی مصیبتیں ہنس کر برداشت کیں، کبھی بھی حرفِ شکایت لب پر نہ لائے اور رزقِ حلال کی خاطر محنت مَزدوری کی۔ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کی قدر جان لی۔ اُن پر دنیا کی حقیقت آشکار ہو چکی تھی کہ دنیا بے وفا ہے اُس کی نعمتیں زوال پذیر ہیں۔ اُن عارضی لَذَّتوں کی خاطِر دائمی خوشیوں کو نظر اَنداز کر دینا عقل مندوں کا کام نہیں۔ سمجھدار لوگ وہی ہیں جو باقی رہنے والی خوشیوں کو فانی خوشیوں پر ترجیح دیتے ہیں اور دُنیوی مصائب وتکالیف کو صبر وشکر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اِن پاکیزہ ہستیوں کے صدقے ہمیں بھی اعمالِ صالحہ پر استقامت عطا فرمائے۔ ہر حال میں اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بے صبری وناشکری سے بچا کر صبر وشُکر کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ کامیابی اسی میں ہے کہ ہر آنے والی مصیبت پر صبر کر کے اجر کا مستحق ہو۔ مصائب وآلام کے ذریعے ہمیں آزمایا جاتا ہے اور بہادری یہی ہے کہ امتحان وآزمائش آجائے تو بے صبری کر کے منہ نہ پھیرا جائے بلکہ خوش دِلی سے آزمائشوں سے مقابلہ کیا جائے، مصیبت خود نہ مانگی جائے بلکہ عفو وکرم کی بھیک طلب کی جائے۔ اگر مصیبت آجائے تو اس پر صبر کیا جائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے حفظ وامان میں رکھے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

(1)...... تاریخ ابن عساکر، ج ١٣، ص ٤٧، کنز العمال، کتاب فضائل الصحابۃ، شکرہ، الجزء: ١٢، ج ٦، ص ٢٩٠، حدیث: ٣٥٩٧٩۔

میری مُشکلیں گر تیرا امتحاں ہیں
تو ہر غم قسم سے خوشی کا سماں ہے
گناہوں کی میرے اگر یہ سزا ہے
تو سب مُشکلوں کو مِٹا میرے مولیٰ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پانچ 5 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

فاروقِ اعظم نے سب کچھ دیکھا لیکن ۔۔۔:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں:

- ……''رَاَیْتُ جَمِیْعَ الْاَخِلَّاءِ فَلَمْ اَرَ خَلِیْلًا اَفْضَلَ مِنْ حِفْظِ اللِّسَانِ یعنی میں نے تمام دوست دیکھے لیکن زبان کی حفاظت سے افضل کسی کو نہ پایا۔''
- ……''رَاَیْتُ جَمِیْعَ اللِّبَاسِ فَلَمْ اَرَ لِبَاسًا اَفْضَلَ مِنَ الْوَرْعِ یعنی میں نے تمام لباس دیکھے لیکن تقوے کے لباس سے زیادہ افضل کوئی نہ پایا۔''
- ……''رَاَیْتُ جَمِیْعَ الْمَالِ فَلَمْ اَرَ مَالًا اَفْضَلَ مِنَ الْقَنَاعَةِ یعنی میں نے تمام مال دیکھے لیکن مالِ قناعت سے زیادہ افضل کسی کو نہ پایا۔''
- ……''رَاَیْتُ جَمِیْعَ الْبِرِّ فَلَمْ اَرَ بِرًّا اَفْضَلَ مِنَ النَّصِیْحَةِ یعنی میں نے تمام نیکیاں دیکھی لیکن خیر خواہی سے زیادہ افضل کسی نیکی کو نہ پایا۔''
- ……''رَاَیْتُ جَمِیْعَ الْاَطْعِمَةِ فَلَمْ اَرَ طَعَامًا اَلَذَّ مِنَ الصَّبْرِ یعنی میں نے تمام کھانے دیکھے لیکن صبر سے زیادہ لذیذ کھانا کوئی نہ پایا۔''(1)

---

(1) ……المنبہات، ص ۲۵۔

لوگوں کے بگڑنے اور سدھرنے کی وجہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**قَدْ عَلِمْتَ مَتٰی صَلَاحُ النَّاسِ وَ مَتٰی فَسَادُھُمْ** یعنی کیا تم جانتے ہو کہ لوگ سدھرتے کیسے ہیں اور بگڑتے کیسے ہیں؟'' پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ''جب نصیحت کی بات کسی چھوٹے کی طرف سے آتی ہے تو وہ اس پر بگڑ جاتا ہے اور جب بڑے کی طرف سے آتی ہے تو چھوٹا اس کو مان لیتا ہے تو دونوں کا معاملہ صحیح رہتا ہے۔''(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِس مبارک فرمان میں ایک نہایت ہی خطرناک باطنی مرض ''تکبر'' کی ایک صورت کا بیان ہے۔ کیونکہ اپنے سے چھوٹے کی نصیحت آموز بات کو تسلیم نہ کرنا بھی نفسِ امارہ کی شرارت اور تکبر کی علامت ہے۔ نصیحت کی بات ہر شخص کی قبول کرنی چاہیے، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن تو چھوٹے چھوٹے جانوروں اور بچوں سے بھی نصیحت حاصل کرلیا کرتے تھے۔ ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں منقول ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرنا مُرغی سے سیکھا کہ ''وہ ایک وقت کا کھانا کھانے کے بعد باقی جو بچتا ہے اسے گرا دیتی ہے گویا وہ یہ پیغام دیتی ہے کہ جس رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ابھی کھانا کھلایا ہے بعد میں بھی کھلائے گا لہٰذا ذخیرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔'' صُلح کرنا، بُغض وکینہ وحسد ونفرت سے بچنا میں نے بچوں سے سیکھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے جب کسی بات پر جھگڑتے ہیں تو تھوڑی ہی دیر بعد ایک دوسرے میں گھل مل جاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے ان میں کوئی لڑائی جھگڑا ہوا ہی نہیں ہے۔ وہ بچے گویا یہ پیغام دیتے ہیں کہ آپس کے چھوٹے موٹے اختلاف ختم کرکے صُلح کرلو اور دلوں میں بُغض وکینہ، حسد ونفرت کو جگہ نہ دو۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

چار 4 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

مصیبت کے وقت فاروقِ اعظم کی چار نعمتیں:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: **مَا ابْتَلَیْتُ بِبَلِیَّۃٍ اِلَّا وَ کَانَ لِلّٰہِ**

---

(1)...... جامع بیان العلم وفضلہ، باب حال العلم اذا۔۔۔الخ، ص ۲۲۰، الرقم: ۶۷۹۔

تَعَالٰی عَلَیَّ فِیۡهَا اَرۡبَعُ نِعَمٍ یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں جب بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہوں اس وقت بھی مجھ پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ان چار نعمتوں کا نزول ہوتا ہے: ❁ ''اس مصیبت کے سبب فی الوقت میں گناہ میں مبتلا نہیں ہوتا۔'' ❁ ''اس مصیبت کے وقت مجھ پر اس سے بڑی کوئی مصیبت نازل نہ ہوئی۔'' ❁ ''اس مصیبت کے وقت میں اس پر راضی ہوتا ہوں۔'' ❁ ''اس مصیبت کے وقت مجھے اس پر ثواب کی امید ہوتی ہے۔''(1)

تم برابر بھلائی پر رہو گے:

حضرت سیِّدُنا اِبنِ مُعَاوِیہ کِنْدِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے فرماتے ہیں میں ملک شام میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے لوگوں کی کیفیت کے متعلق پوچھا اور پھر خود ہی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فرمانے لگے: ''شاید لوگوں کی یہ کیفیت ہوگی کہ بدکے ہوئے اونٹ کی طرح مسجد میں آتے ہوں گے اور مسجد میں اپنی قوم یا جان پہچان کے لوگوں کو مجلس میں دیکھ کر ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہوں گے۔'' میں نے عرض کیا: ''نہیں حضور! ایسی کیفیت نہیں ہے، البتہ ان کی مختلف مجلسیں منعقد ہوتی ہیں لوگ بھلائی سیکھتے سکھاتے ہیں۔'' فرمایا: ''**لَنۡ تَزَالُوۡا بِخَیۡرٍ مَّا کُنۡتُمۡ کَذٰلِکَ** یعنی جب تک تمہاری یہ صورت رہے گی تم برابر بھلائی پر رہو گے۔''(2)

تین 3 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

❁ ...... ''**حُسۡنُ التَّوَدُّدِ اِلَی النَّاسِ نِصۡفُ الۡعَقۡلِ** یعنی لوگوں سے حُسنِ اَخلاق سے پیش آنا نصف عقل ہے۔''

❁ ...... ''**حُسۡنُ السُّوَالِ نِصۡفُ الۡعِلۡمِ** یعنی اچھے طریقے سے سوال کرنا آدھا علم ہے۔''

❁ ...... ''**حُسۡنُ التَّدۡبِیۡرِ نِصۡفُ الۡمَعِیۡشَةِ** یعنی اچھی تدبیر اختیار کرنا آدھی معیشت ہے۔''(3)

---

(1) ...... فیض القدیر، حرف الھمزۃ، ج ۲، ص ۱۶۹، تحت الحدیث: ۱۵۰۶۔

(2) ...... کنز العمال، کتاب العلم، باب فی فضلہ والتحریص، الجزء: ۱۰، ج ۵، ص ۱۱۲، حدیث: ۲۹۳۴۴۔

(3) ...... المنبھات، ص ۹۔

فاروقِ اعظم کی زندگی کی بہترین چیز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ یعنی ہم نے اپنی بہترین زندگی صبر کے ساتھ پائی ہے۔''(1)

چار 4 مدنی پھولوں پر مشتمل فاروقی گلدستہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

- ''كُوْنُوْا اَوْعِيَةَ الْكِتَابِ وَيَنَابِيْعَ الْعِلْمِ یعنی قرآن کے حافظ اور علم کے چشمے بن جاؤ۔''
- ''وَعُدُّوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ الْمَوْتٰى اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔''
- ''وَاسْاَلُوْا اللّٰهَ رِزْقَ يَوْمٍ بِيَوْمٍ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہر دن نیا رزق مانگو۔''
- ''وَلَا يَضُرُّكُمْ اَنْ يَكْثُرَ لَكُمْ اور اگر (وہ رزق ربّ تعالٰی کی طرف سے) تمہیں زیادہ مل جائے تو تمہیں نقصان نہیں دے گا۔''(2)

اگر میں اللہ کی راہ میں قید نہ کیا جاؤں۔۔۔؟

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن جَعدہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

- ''لَوْلَا اَنْ اَسِيْرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یعنی اگر میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قید نہ کیا جاؤں۔''
- ''اَوْ اَضَعَ جَبِيْنِيْ لِلّٰهِ فِي التُّرَابِ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے میں اپنی پیشانی کو مٹی میں نہ رکھ سکوں۔''
- ''اَوْ اُجَالِسَ قَوْمًا يَلْتَقِطُوْنَ طَيِّبَ الْكَلَامِ كَمَا يُلْتَقَطُ التَّمْرُ یا میں ایسی قوم کی صحبت اختیار کروں جو اچھی باتوں کو ایسے لیں جیسے کھجور کو لیا جاتا ہے۔''
- ''لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَكُوْنَ قَدْ لَحِقْتُ بِاللّٰهِ تو میں اس بات کو پسند کروں گا کہ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے جا ملوں۔''(3)

---

1 ...... بخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم اللہ، ج ۴، ص ۲۳۹، تحت الباب: ۲۰۔

2 ...... الزھد للامام احمد، زھد عمر بن الخطاب، ص ۱۴۸، الرقم: ۶۳۲۔

3 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج ۸، ص ۱۵۰، حدیث: ۲۵۔

سترہ 17 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

حضرت سیِّدُ نا سعید بن مُسَیِّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کے لیے علم وحکمت کے (درج ذیل) سترہ مدنی پھول ارشاد فرمائے:

❁......''جس نے تمہاری ذات کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی (تمہارے حقوق کو پامال کیا) اسے سزا دینے سے بہتر یہ ہے کہ تم اس کے مُعاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرو (یعنی اسے معاف کردو)۔'' ❁......''اپنے بھائی کے معاملات میں حَتَّی الْمَقْدُور حُسنِ ظَن سے ہی کام لو البتہ اگر وہ کام ہی ایسا کرے کہ اس میں حُسنِ ظَن قائم نہ ہو سکے تو اور بات ہے۔'' ❁......''اگر تم کسی مسلمان سے کوئی بری بات صادر ہوتی دیکھو اور تم اسے اچھائی پر محمول کرنے پر قادر ہو تو اسے اچھائی ہی پر محمول کرو۔'' ❁......''جو شخص اپنے آپ کو مَقامِ تُہمت پر پیش کرے اور پھر اس پر تہمت لگے تو وہ تہمت لگانے والوں کو ملامت نہ کرے۔'' ❁......''جو اپنے راز کو چُھپائے تو بھلائی اس کے ہاتھ میں ہی رہے گی۔'' ❁...... ''اپنے سچے بھائیوں کے ساتھ رہنے کا التزام کرو کیونکہ اچھے حالات میں وہ تمہارے لیے باعث فخر اور برے حالات میں تمہارے مُعاون ہوں گے۔'' ❁......''سچائی کا دامن کبھی نہ چھوڑو اگرچہ اس کے بدلے تمہاری جان ہی چلی جائے۔'' ❁......''فضول کاموں میں نہ پڑو۔'' ❁......''جو چیز ہے ہی نہیں اس کے بارے میں سوال نہ کرو کیونکہ جو چیز نہ ہو اس کے بارے میں سوچنا فضول ہے۔'' ❁......''اپنی ضرورت کے لیے ایسے شخص کی مددمت لو جو تمہاری کامیابی کا خواہاں نہ ہو۔'' ❁......''جھوٹی قسم کھانے کو ہلاکت سمجھو کیونکہ اس کے سبب اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہیں ہلاک فرما دے گا۔'' ❁......''بدکار لوگوں کی صحبت نہ اختیار کرو ورنہ ان کی بدکاری کا اثر تم پر بھی ہو جائے گا۔'' ❁......''اپنے دشمنوں سے ہمیشہ بچ کے رہو اور ہاں امانت دار دوستوں کے علاوہ اپنے دیگر دوستوں سے احتیاط کرو۔'' ❁......''امانت دار وہی ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والا ہے۔'' ❁......''قبرستان جاؤ تو خشوع اختیار کرو اور رب عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کرو تو عاجزی اختیار کرو۔'' ❁......''آزمائش کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگو۔'' ❁......''اپنے معاملے میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والے ہوں۔ (یعنی علماء سے مشورہ کرو) کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے کہ اس کے بندوں میں

سے علماء ہی ڈرنے والے ہیں۔''[1]

توبہ کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھو:

حضرت سیّدُنا عَون بِن عبد اللّٰہ بِن عُتْبَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جَالِسُوا التَّوَّابِيْنَ فَاِنَّهُمْ اَرَقُّ شَيْءٍ اَفْئِدَةً یعنی توبہ کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھو وہ سب سے زیادہ نرم دل ہوتے ہیں۔''[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اچھوں کی صُحبت بندے کو اچھا بنا دیتی ہے اور بُروں کی صُحبت بُرا، مشہور مقولہ ہے: ''صُحْبَتِ صَالِح تُرا صَالِح کُنَد، صُحْبَتِ طَالِح تُرا طَالِح کُنَد یعنی اچھوں کی صُحبت تجھے اچھا بنادے گی اور بُروں کی صُحبت بُرا۔'' اگر نیک پرہیزگار اور توبہ کرنے والے لوگوں کی صُحبت اختیار کی جائے تو انسان پرہیزگاری اور توبہ کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ جبکہ گناہوں میں مُلوّث رہنے والوں کے ساتھ رہنے سے مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گناہوں میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قُرآن وسُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے تحت ہونے والے ہفتہ وار اجتماعات میں بے شمار نیک لوگ شرکت کرتے ہیں، آپ بھی اپنے اپنے شہروں میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اِجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرما کر خوب خوب سنتوں کی بہاریں لُوٹئے۔ **دعوتِ اسلامی** کے سنتوں کی تربیت کے لیے بے شمار مدنی قافلے شہر بہ شہر، گاؤں بہ گاؤں سفر کرتے رہتے ہیں، آپ بھی سنتوں بھرا سفر اختیار فرما کر اپنی آخرت کے لئے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کریں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنی زندگی میں حیرت انگیز طور پر مدنی انقلاب برپا ہوتا دیکھیں گے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تیری دُھوم مچی ہو!

---

1 ......المتفق والمفترق، ابراهيم بن موسى، ج ۱، ص ۳۰۴، الرقم: ۱۴۱۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزهد، کلام عمر بن الخطاب، ج ۸، ص ۱۵۰، حدیث: ۲۴۔

سات7 مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

حضرت سیِّدُ نا علامہ ابنِ حجر عَسْقَلانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے علم وحکمت کے مدنی پھول دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❁......''فضول گوئی سے بچنے والے کو حکمت ودانائی عطا کی جاتی ہے۔'' ❁......''بلا ضرورت اِدھر اُدھر دیکھنے سے بچنے والے کو خشوع قلب (قلبی سکون) عطا کیا جاتا ہے۔'' ❁......''فضول طعام (یعنی ڈٹ کر کھانا یا بغیر کسی بھوک کے صرف لذت کے لیے طرح طرح کی چیزیں کھانا) چھوڑنے والے کو عبادت میں لذّت دی جاتی ہے۔'' ❁......''فضول ہنسنے سے بچنے والے کو رعب ودبدبہ عنایت ہوتا ہے۔'' ❁......''مذاق مَسخری سے بچنے والے کو نور ایمان نصیب ہوتا ہے۔'' ❁......''دنیا کی محبت سے بچنے والے کو آخرت کی محبت دی جاتی ہے۔'' ❁......''دوسروں کے عیب ڈھونڈنے سے بچنے والے کو اپنے عیبوں کی اصلاح کی توفیق ملتی ہے۔''(1)

مومن کی عِزّت تقویٰ ہے:

حضرت سیِّدُ نا یحییٰ بن سعید رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

❁ ''عزّت مؤمن کا تقویٰ ہے۔'' ❁ ''دین اس کا حَسَب ہے۔'' ❁ ''مُرُوَّت اس کا خُلق ہے۔'' ❁ ''بہادری اور بزدلی دو ایسی خصلتیں ہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جہاں چاہے انہیں رکھ دیتا ہے۔'' ❁ ''بزدل تو ایسا ہوتا ہے کہ مشکل وقت میں اپنے والدین کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ ❁ ''بہادر تو ایسے شخص سے بھی لڑتا ہے جو اسے اس کی سواری تک بھی نہیں پہنچنے دے گا۔'' ❁ ''جنگ کرنا بھی مختلف محاذوں میں سے ایک محاذ ہے۔'' ❁ ''شہید وہ ہے جو اپنی جان **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سپرد کر دے۔''(2)

---

(1)......المنبہات، ص ۸۹۔

(2)......مؤطا امام مالک، کتاب الجہاد، ما تکون فیہ الشہادۃ، ج ۲، ص ۲۱، حدیث: ۱۰۲۹۔

سات مدنی پھولوں کا فاروقی گلدستہ

حضرت سیِّدُ نا محمد بن شہاب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ❁ ”بیکار اور فضول کاموں میں مت پڑو۔“ ❁ ”اپنے دشمن سے ہمیشہ دور رہو۔“ ❁ ”امانت دار دوستوں کے سوا اپنے ہر دوست سے چوکنے رہو۔“ ❁ ”امانت دار شخص کا کسی کے ساتھ مُوازَنہ نہیں ہوسکتا۔“ ❁ ”گناہ گاروں کی صحبت سے بچو ورنہ تمہیں بھی ان کی گندگی لگ جائے گی۔“ ❁ ”اپنے سَربَستہ رازوں کو فاش نہ کرو۔“ ❁ ”اپنے معاملے میں ان لوگوں سے مُشاورت کرو جو خوف خدا رکھنے والے ہوں۔“(1)

سچی توبہ کی نشانی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سچی توبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”**اَلتَّوْبَةُ النَّصُوحُ اَنْ یَّتُوبَ الْعَبْدُ مِنَ الْعَمَلِ السَّیِّئِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ اِلَیْهِ اَبَداً** یعنی سچی توبہ یہ ہے کہ بندہ بُرے عمل سے اس طرح توبہ کرے کہ دوبارہ اس کو کبھی بھی نہ کرے۔“(2)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خطباتِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زمانہ جاہلیت میں اگرچہ عربوں کے اندر عموماً خصائِصِ رَذِیلہ (بُرے اوصاف) ہی پائے جاتے تھے، لیکن اس وقت بھی بعض افراد وہ تھے جن میں ایسے بہترین خصائل موجود تھے جو لوگوں کی نظر میں باعثِ فخر تھے، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار ایسے ہی چند افراد میں ہوتا تھا۔ تقریر وخطابت کا ملکہ آپ کو رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے عطا ہوا تھا، نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فصیح وبلیغ عربی زبان نے سونے پہ سُہاگے کا کام کیا، اور اسی خصوصیت کے سبب قریش نے آپ کو عہدۂ سفارت دے دیا تھا۔ ایک خطیب کے اندر خطبے کے حوالے سے جو جو صفات ہونی چاہیے تھیں وہ بدرجہ اتم آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میں موجود تھیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، مایوسر بہ الرجل فی مجلسہ، ج ٦، ص ١١٣، حدیث: ٢۔

2 ......مصف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج ٨، ص ١٥٤، حدیث: ٥٠۔

آواز بہت بلند اور بارُعب تھی، نہایت ہی مُتاثِر کُن شخصیت کے مالک تھے، قد اتنا لمبا تھا کہ زمین پر کھڑے ہوتے تو ایسا لگتا جیسے منبر پر کھڑے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خطبات ایسے ہوتے تھے کہ تاثیر کا تیر بن کر لوگوں کے دلوں میں پیوست ہو جاتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے عموماً فکری، علمی، نظری، وعظ ونصیحت پر مشتمل خطبات دیے جاتے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ملکی اور جنگی معاملات پر بھی خطبے ارشاد فرمائے، یوں آپ نے خطبات کی اِن اقسام میں ایک اور قسم ''سیاسی خطبات'' کا اِضافہ فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چند خطبات پیشِ خدمت ہیں۔

(1) خلیفہ بننے کے بعد پہلا خطبہ:

حضرت سیِّدُنا امام شَعبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ بننے کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ❁ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس بات کی ہمت نہ دے کہ میں اپنے آپ کو حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نشست کا اہل سمجھوں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک درجہ نیچے تشریف لے آئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کی اور ارشاد فرمایا: ❁ ''قرآن پڑھتے رہو تمہیں اس کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔'' ❁ ''اور قرآن پر عمل کرتے رہو اہل قرآن بن جاؤ گے۔'' ❁ ''اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو قبل اس سے کہ تمہارے اعمال کا محاسبہ کیا جائے۔'' ❁ ''اور قیامت کے اس دن کے لیے تیار رہو جس دن تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے اور تم میں سے کوئی بھی اس پر مخفی نہیں ہوگا۔'' ❁ ''کوئی بھی شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت کر کے حقدار کا حق ادا نہیں کر سکتا۔'' ❁ ''اور غور سے سن لو! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مال کے معاملے میں اپنے آپ کو یتیم کے ولی کی جگہ رکھتا ہوں۔'' ❁ ''اگر میں بذاتِ خود مالدار ہوا تو اس مال سے دور رہوں گا اور اگر مالدار نہ ہوا تو جائز طریقے سے اس میں سے کھاؤں گا۔''[1]

فاروقِ اعظم کے نصیحت آموز اشعار:

حضرت سیِّدُنا ابو خالد غَسَّانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے روایت ہے کہ مجھے شامی مَشَایخ نے بیان کیا کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا کہ جب ان کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ منبر پر چڑھے، جب

1 ......المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء التاسع، ج ٢، ص ٧٤، الرقم: ١٢٩١۔

انہوں نے لوگوں کو نیچے دیکھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ثنا بیان کی، اللہ ورسول کی کی حمد وثناء کے بعد آپ کا پہلا کلام یہ اَشعار تھے:

هَوِّنْ عَلَيْكَ فَاِنَّ الْاُمُوْرَ، بِكَفِّ الْاِلٰهِ مَقَادِيْرَهَا

فَلَيْسَ بِآتِيْكَ مَنْهِيُّهَا، وَلَا قَاصِرٍ عَنْكَ مَامُوْرَهَا

ترجمہ: ''اپنی ذات پر نرمی وآسانی کرو کیونکہ تمام معاملات کی ڈور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دست قدرت میں ہے۔ مَنہِیَّات یعنی جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان کی ادائیگی نہ کرو اور مامُور بِہا یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کے کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔''(1)

(2) خیر کی اتباع کرنے والا اسے پالیتا ہے:

حضرت سیِّدُ نا حَسَن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّهُ مَنْ يَّتَّقِ الشَّرَّ يُوْقَهُ، وَمَنْ يَّتَّبِعُ الْخَيْرَ يُؤْتَهُ اے لوگو! جو شر سے ڈرتا ہے تو اس سے بچالیا جاتا ہے اور جو شخص بھلائی چاہتا ہے تو اسے عطا کر دی جاتی ہے۔''(2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی جو شخص برائیوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے، نیکیاں کرنے میں سَبقَت کرتا ہے تو رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اس کی حامی وناصر ہوتی ہے۔

(3) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کی صفات:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن زُبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک بار ارشاد فرمایا:

❁ ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو باطِل کو چھوڑ کر اسے مُردہ کر دیتے ہیں۔'' ❁ ''اور حق کا بول بالا کر کے اسے زندگی بخشتے ہیں۔'' ❁ ''وہ بھلائی کے کاموں میں رغبت رکھتے ہیں تو انہیں رُعب عطا کر دیا جاتا ہے۔''

(1) ...... کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب عمر وسواعظہ، الجزء: ۱۶، ج ۸، ص ۲۶، حدیث: ۴۴۱۸۷۔

(2) ...... کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب عمر وسواعظہ، الجزء: ۱۶، ج ۸، ص ۲۸، حدیث: ۴۴۲۰۴۔

❁ ’’اور وہ ڈرتے بھی ہیں اور انہیں ڈر عطا بھی کیا جاتا ہے۔‘‘ ❁ ’’اگر فقط وہی ڈرتے رہیں تو لوگوں سے امن میں نہیں رہ سکتے۔‘‘ ❁ ’’جن اشیاء کا مُشاہدہ نہیں کیا انہیں بھی یقین سے دیکھتے ہیں۔‘‘ ❁ ’’کیونکہ وہ نہ ختم ہونے والی زندگی یعنی آخرت کو ترجیح دیتے ہیں۔‘‘ ❁ ’’انہیں خوف ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔‘‘ ❁ ’’اور یہ لوگ آخرت کے بدلے دنیا کو چھوڑ دیتے ہیں۔‘‘ ❁ ’’حیات ان کے لیے نعمت اور موت ان کے لیے کرامت ہے۔‘‘ ❁ ’’کل بروزِ قیامت حُورِعین سے ان کی شادی کرائی جائے گی اور جنتی خدام ان کی خدمت پر مامور ہوں گے۔‘‘[1]

(4) کون سی چیز اِسلام کو مُنْہَدِم کر دیتی ہے؟

حضرت سیِّدُنا زِیاد بن حَدِید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’**يَا زِيَادَ ابْنَ حَدِيْرٍ هَلْ تَدْرِيْ مَا يَهْدِمُ الْاِسْلَامَ**؟ یعنی اے زیاد بن حدیر! کیا تم جانتے ہو کہ کونسی چیزیں اسلام کو منہدم کر دیتی ہیں؟‘‘ پھر خود ہی ارشاد فرمایا:

❁ ’’گمراہ امام۔‘‘ ❁ ’’منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑا کرنا۔‘‘ ❁ ’’وہ قرض جو تمہاری گردنوں کو توڑ ڈالے۔‘‘ ❁ ’’اور مجھے تمہارے اوپر اہلِ علم کی لَغزِشوں کا خدشہ ہے۔‘‘ ❁ ’’بہر حال اگر کسی علم والے کی لَغزِش درست ہو جائے تو تم لوگ اس لَغزِش کی پیروی نہ کرو۔‘‘ ❁ ’’اور اگر وہ گمراہ ہی رہے تو اس کی ہدایت کے معاملے میں مایوس نہ ہو جاؤ کیونکہ صاحبِ علم سے لَغزِش ہو جائے تو وہ توبہ کر لیتا ہے۔‘‘ ❁ ’’اور جس کے دل میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ غنا یعنی لوگوں سے بے پرواہی ڈال دے تو وہ فلاح پا گیا۔‘‘[2]

(5) جس نے بھلائی کی ہم اس کی بھلائی کا خیال رکھیں گے:

حضرت سیِّدُنا ابو فِرَاس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❁ ’’اے لوگو! خبردار ہم تمہیں اس وقت سے جانتے ہیں جب **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ

---

1 ...... حلیۃ الاولیاء، عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۹۲۔

2 ...... کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب عمر و مواعظہ، الجزء: ۱۶، ج ۸، ص ۶۸، حدیث: ۴۴۲۰۳۔

سنن دارمی، باب فی کراھیۃ اخذ الرای، ج ۱، ص ۸۲، الرقم: ۲۱۴۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے درمیان موجود تھے۔'' ❁ ''یاد رکھو اس وقت وحی کا نزول ہوتا تھا اور ہمیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمہارے متعلق سیّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذریعے خبردار فرما دیتا تھا۔'' ❁ ''لیکن خبردار! حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اب دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں اور وحی کا سلسلہ مُنقطع ہو چکا ہے۔'' ❁ ''لہٰذا اب ظاہری معاملات میں ہم تمہیں اپنے قول سے پہچانیں گے۔'' ❁ ''لہٰذا جس سے کوئی بھلائی کی بات صادر ہوئی تو ہم بھی اسے بھلائی ہی سمجھیں گے اور بدلے میں اس سے محبت کریں گے۔'' ❁ ''اور جس سے کوئی برائی صادر ہوئی تو ہم بھی اسے برا ہی سمجھیں گے اور بدلے میں اسے ناپسند کریں گے۔'' ❁ ''البتہ تمہارے خفیہ معاملات تمہارے اور رب کے درمیان ہیں، ان کا ہم پر کوئی ذمہ نہیں۔'' ❁ ''خبردار! ایک عرصے تک تو میں یہ ہی سمجھتا تھا کہ تلاوت قرآن کرنے والوں کا مطلوب محض رضائے الٰہی ہے، پھر میری توجہ اس طرف گئی کہ تلاوت قرآن سے کئی لوگ مال ومتاع بھی چاہتے ہیں۔ پس تم **اللہ** کے لیے قرآن کی تلاوت کرو اور **اللہ** ہی کے لیے دیگر اعمال کرو۔''
❁ ''خبردار میں اپنے عُمّال کو تمہارے پاس تمہاری کھالیں کھینچنے اور مال بٹورنے کے لیے نہیں بھیجتا ہوں۔'' ❁ ''بلکہ میں تو اس لیے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہیں فرائض اور سنتیں وغیرہ سکھائیں۔'' ❁ ''پس جو گورنر یا عامل اس سے ہٹ کر کوئی کام کرے تو اسے میرے پاس لاؤ، خدا کی قسم! میں اس سے ضرور بدلہ لوں گا۔'' ❁ ''خبردار مسلمانوں کو بے جا سزائیں دے کر رسوانہ کرو۔'' ❁ ''اور فوج کو دشمن کی زمین میں امتحان میں ڈال کر مت آزماؤ۔'' ❁ ''عوام کے حقوق روک کر انہیں کفر کی کھائی میں مت دھکیلو۔'' ❁ ''انہیں پس پردہ مت ڈالو ورنہ ضائع کر دو گے۔''(1)

(6) فاروقِ اعظم کا جابیہ میں پُراَثر خطبہ:

حضرت سیِّدُنا مُوسیٰ بِنْ عُقْبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جابیہ کے موقع پر ایک نصیحت آموز خطبہ دیا جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

❁ ''میں تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ ڈر ہی وہ شے ہے جس کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے دوستوں کو عزت عطا فرماتا ہے۔ جبکہ نافرمانی کے سبب دشمنوں کو ذلیل و گمراہ کر دیتا ہے۔'' ❁ ''اور اس شخص کے لیے کوئی

---

(1)......مسند امام احمد، مسند عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۹۴، حدیث: ۲۸۶ ملتقطاً۔

عُذر باقی نہیں رہتا جو گمراہی کو ہدایت سمجھ کر کرے اور تباہ و برباد ہو جائے۔'' ❁ ''اور اس شخص کے لیے بھی کوئی عُذر باقی نہیں رہتا جو ہدایت کو گمراہی سمجھ کر ترک کرے۔'' ❁ ''اور حاکم کا اپنی رعایا کے ساتھ سب سے سچا اور پُختہ مُعاہدہ ان کے دینی معاملات کا معاہدہ ہے جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔'' ❁ ''اور ہم پر ضروری ہے کہ ہم بھی تمہیں صرف انہیں کاموں کا حکم دیں جن کاموں میں رب عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں اپنی اطاعت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔'' ❁ ''اور ہم پر یہ بھی ضروری ہے کہ ہم تمہیں صرف انہیں کاموں سے روکیں جن کاموں میں رب عَزَّوَجَلَّ نے تمہیں اپنی نافرمانی کرنے سے منع فرمایا۔'' ❁ ''اور ہم پر لوگوں کی موجودگی یا غیر موجودگی دونوں صورتوں میں یہ بھی ضروری ہے کہ تمہارے معاملے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم کو قائم کریں۔'' ❁ ''جن کی جانب حق مائل ہے ہمیں ان کو وعظ و نصیحت کرنے کی اتنی فکر نہیں۔'' ❁ ''حالانکہ مجھے بخوبی علم ہے کہ لوگ اپنے دینی معاملات کے بارے میں باتیں بناتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، مجاہدین کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور ہم ہجرت بھی کرتے ہیں۔'' ❁ ''وہ یہ سب کام تو کرتے ہیں لیکن ان کاموں کو جس طرح کرنے کا حق ہے ویسا نہیں کرتے۔'' ❁ ''ایمان بناؤ سنگھار کا نام نہیں۔'' ❁ ''گناہگار ہجرت نہ کرنے کے باوجود یہ کہتا ہے: میں نے بھی ہجرت کی تھی، جب کہ گناہ چھوڑنے والے ہی حقیقتاً مہاجرین ہیں۔ ❁ ''بہت ساری قومیں کہتی ہیں کہ ہم نے جہاد کیا حالانکہ جہاد تو یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں دشمنوں سے لڑا جائے اور حرام سے اجتناب کیا جائے۔'' ❁ ''کئی قومیں فریضہ جہاد بحُسنِ خُوبی انجام دیتی ہیں، لیکن نہ ہی ان کا مطلوب اجر و ثواب ہوتا ہے اور نہ ہی شہرت۔'' ❁ ''جان لو کہ ایسا روزہ حرام ہے جس میں مسلمانوں کو اذیت دی جاتی ہے، مسلمان کو اذیت پہنچانا اسی طرح ممنوع ہے جس طرح بحالتِ روزہ کھانا پینا اور بیوی سے ہَمبِستَری کرنا ممنوع ہے اور جس روزے میں یہ صفات ہوں وہی کامل روزہ ہے۔'' ❁ ''جس زکوٰۃ کو حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پاکیزگیٔ نفس کے لیے فرض فرمایا تھا اسی کی ادائیگی کو یہ لوگ نیکی نہیں سمجھتے۔'' ❁ ''نصیحت آموز باتیں اچھی طرح سمجھا کرو۔'' ❁ ''اور خوش بخت ہے وہ انسان جسے غیر کے ذریعے نصیحت کی جائے۔ بدبخت تو اپنی ماں کے پیٹ ہی میں بدبخت ہوتا ہے۔'' ❁ ''سب سے برے امور خلافِ شریعت باتیں ہیں، سنتوں کے معاملے میں میانہ روی اختیار کرنا بدعت کے معاملے میں کوشش کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔'' ❁ ''بلا شبہ لوگوں میں ان کے حکمرانوں کے متعلق

نفرت پائی جاتی ہے، میں نفرت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' ❁ ''تم پر لازم ہے کہ دلوں میں پیدا ہونے والے کینے سے بچو، گناہوں بھری خواہشات اور برے اثرات والی دنیا سے بچو۔'' ❁ ''اور یقیناً میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم لوگ ظالم لوگوں کی طرف مائل ہو لہٰذا مالداروں سے مطمئن نہ ہوا کرو۔'' ❁ ''اور قرآن پاک کو مضبوطی سے تھامے رکھنا تم پر لازم ہے، کیونکہ اس میں نور اور شفاء ہے اور جو شے قرآن کے مخالف ہے اس میں سراسر بدبختی ہے۔'' ❁ ''اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے تمہارے جن امور کا والی بنایا اس کے متعلق میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔'' ❁ ''اور میں نے تمہاری خیر خواہی کے لیے نصیحت کی، غذا کے انتظام کا حکم دیا، تمہارے لشکر تیار کر کے سامان جنگ مہیا کیا۔'' ❁ ''ان تمام باتوں کے بعد اب تمہارے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کوئی حجت نہیں، بلکہ اللہ تعالی کی تم پر حجت ہے، میں بس تم سے یہی کہنا چاہتا تھا اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنے لیے اور تم سب کے لیے معافی مانگتا ہوں۔''(1)

(7) جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا:

حضرت سیِّدُنا قَبِیْصَہ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❁...... ''مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ یعنی جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

❁...... ''وَمَنْ لَا یَغْفِرْ لَا یُغْفَرْ لَہٗ اور جو معاف نہیں کرتا اسے بھی معاف نہیں کیا جاتا۔''

❁...... ''وَمَنْ لَا یَتُوْبُ لَا یُتَابُ عَلَیْہِ اور جو رجوع نہیں کرتا اس کے معاملے میں بھی رجوع نہیں کیا جاتا۔''

❁...... ''وَمَنْ لَا یَتَّقِ لَا یُوَقَّہٗ اور جو خود نہیں بچتا اسے بچایا بھی نہیں جاتا۔''(2)

(8) قرآن سیکھو اور اس کی معرفت حاصل کرو:

حضرت سیِّدُنا باہلی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

(1)...... کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب عمر و مواعظہ، الجزء: ۱۶، ج۸، ص ۶۹، حدیث: ۴۴۲۰۶۔

(2)...... الادب المفرد، باب ارحم من فی الارض، ص ۱۰۲، حدیث: ۳۷۲۔

کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب عمر و مواعظہ، الجزء: ۱۶، ج۸، ص ۶۴، حدیث: ۴۴۱۷۹۔

نے ملک شام میں جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❁ ''قرآن مجید اس طرح سیکھو کہ تمہیں اس کی معرفت حاصل ہوجائے۔'' ❁ ''اور قرآن پر اس طرح عمل کرو کہ تم اہلِ قرآن کہلانے لگو۔'' ❁ ''کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی اہل حق کی قدر و منزلت تک نہیں پہنچاتی۔'' ❁ ''جان لو سچی بات اور بڑی نصیحت موت کے قریب نہیں کرتی، اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رزق سے دور کرتی ہے۔'' ❁ ''اور جان لو بندے اور اس کے رزق کے درمیان ایک پردہ ہے، اگر بندہ صبر کرتا ہے تو اسے رزق عطا کیا جاتا ہے۔'' ❁ ''اور اگر وہ جلد بازی کرتا ہے تو اس حجاب کو توڑ ڈالتا ہے اور اپنے مُقَرَّرَہ رِزق سے زیادہ نہیں حاصل کر پاتا۔'' ❁ ''اور گھوڑوں کو پالو، نیزہ بازی سیکھو، خَچَّر استعمال کرو، جوتے پہنو، مسواک کرو اور اپنے دادا مَعَد بِن عَدِی کی عادت اپناؤ۔'' ❁ ''اور عجمیوں کے اخلاق و عادات سے پرہیز کرو، ظالم و جابر حکمرانوں کی مجاوری سے بچو اور اپنے سینوں پر صلیب اٹھائے جانے سے بچو۔'' ❁ ''اور ایسے دستر خوان پر بیٹھنے سے بچو جس پر شراب نوشی کی جائے گی۔'' ❁ ''اور حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہونے سے بچو اور اپنی عورتوں کو حماموں میں مت جانے دو کیونکہ یہ حلال نہیں۔'' ❁ ''عجمیوں کے شہروں میں جانے کے بعد ایسا کاروبار کرنے سے بچو جو تمہیں اپنے شہروں میں آنے سے روک دے، کیونکہ عنقریب تمہیں اپنے شہروں میں لوٹنا پڑے گا۔'' ❁ ''اور یہ بھی جان لو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تین آدمیوں کو پاک وصاف نہیں فرمائے گا، نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

❁ ''وہ شخص جو اپنے دنیاوی فائدے کے لیے حاکم سے سودا کرے وہ چیز اس نے پالی تو اس کی حفاظت کرے گا اور بد عہدی کرے گا۔'' ❁ ''دوسرا وہ شخص جو عصر کے بعد کوئی چیز بیچنے کے لیے اس طرح نکلے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جھوٹی قسمیں اٹھائے اس بات پر کہ اسے فلاں چیز اتنے اتنے کی ملی ہے اور پھر اس کی جھوٹی قسموں کی وجہ سے وہ چیز فروخت جائے۔''

❁ ''اور مومن کو گالی دینا فسق ہے، مومن کے قتل کو حلال جاننا کفر ہے اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرو۔'' ❁ ''جو شخص جادوگر یا کاہن یا نجومی کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو یقیناً اس نے حضور نبی رحمت، شَفِیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جو کچھ نازل کیا گیا اس کا انکار کر دیا۔''(1)

---

1 ......اتحاف الخیرة المهرة، کتاب المواعظ، باب جامع فی المواعظ، ج ۹، ص ۹ ۵۳، حدیث: ۹۵۰۶۔

(9) ملکِ شام میں داخل ہونے کے بعد خطبہ:

حضرت سیِّدُنا سائِب بِن مُہجان شامی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ملکِ شام میں داخل ہوئے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کی، وعظ ونصیحت کی، اچھی باتوں کا حکم کیا اور بُری باتوں سے روکا۔ پھر فرمایا:

❁ ''بے شک رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری طرح خطاب کرنے کھڑے ہوئے تھے۔'' ❁ ''اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے، صلہ رحمی کرنے اور آپس کے تَعَلُّقات کی بہتری کا حکم ارشاد فرمایا۔'' ❁ ''اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سوادِ اعظم کی پیروی کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ ایک روایت میں ہے کہ اطاعت و فرمانبرداری کو لازم کرلو۔'' ❁ ''کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا دستِ قُدرت جماعت پر ہے۔'' ❁ ''اور بے شک شیطان اکیلے آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے دور رہتا ہے۔'' ❁ ''کوئی شخص عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے کیونکہ تیسرا ان میں شیطان ہوگا۔'' ❁ ''اور جس شخص کو اس کی برائی برے لگے اور نیکی اچھی لگے اس بات پر تو یہ اس کے مؤمن ومسلمان ہونے کی نشانی ہے۔'' ❁ ''اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ برائی اسے پریشان نہیں کرتی (یعنی وہ گناہوں پر نادم نہیں ہوتا) اور نیکی اسے خوش نہیں کرتی۔'' ❁ ''اگر بھلائی والا کوئی عمل کر بھی لے تو اسے رب عَزَّوَجَلَّ کی ذات سے ثواب کی کوئی امید نہیں ہوتی۔'' ❁ ''اور اگر کوئی برا عمل کرے تو اس برائی کے معاملے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پکڑ سے نہیں ڈرتا۔'' ❁ ''دنیا کی طلب معروف یعنی شرعی طریقے سے کرو کیونکہ تمہیں رزق دینا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے۔'' ❁ ''اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ رکھو تمہارے ادھورے کاموں کو وہی مکمل فرمانے والا ہے۔'' ❁ ''اپنے اعمال پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے مدد مانگو کیونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، اسی کے پاس ''**اُمُّ الْکِتَاب**'' ہے۔'' ❁ ''ہمارے نبیٔ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور درود وسلام ہوں۔ **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ**۔''[1]

(10) اس نے فلاح پائی جو خواہشاتِ نفس سے بچا:

حضرت سیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی الاصلاح بین الناس، ج۷، ص۴۸۸، حدیث: ۱۱۰۸۵۔

عَنْہ اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا کرتے تھے: ❁ ''تم میں سے وہ شخص کامیاب وکامران ہوا جو خواہشاتِ نفس، طمع اور غصے پر عمل کرنے سے محفوظ رہا اور اسے گفتگو میں سچ بولنے کی توفیق دی گئی، کیونکہ سچ بھلائی کی طرف لے جاتا ہے۔'' ❁ ''جو جھوٹ بولتا ہے وہ سرکشی کرتا ہے اور جو سرکشی کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے لہٰذا سرکشی سے بچو۔'' ❁ ''دن بدن اچھے اعمال کرتے رہو، مظلوم کی بددعا سے بچو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرو۔''(1)

مکتوباتِ فاروقِ اعظم

فاروقِ اعظم بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ تھے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل کے جدید دور میں تو ایک دوسرے سے رابطے کے بے شمار ذرائع موجود ہیں لیکن صدیوں پہلے اگر کوئی رابطے کا ذریعہ تھا تو وہ صرف مکتوب تھا۔ ایک دوسرے کی خیر خیریت، تازہ حالات سے آگاہی، جنگی معاملات میں مشاورت، عُمّال وگورنروں کا بادشاہوں سے رابطہ وغیرہ ہر قسم کی معلومات ومعاملات خط وکتابت ہی کے ذریعے کیے جاتے تھے۔ خصوصاً ایک ملک کے دوسرے ملک کے ساتھ سفارتی معاملات میں مکتوب کو بڑی اہمیت حاصل تھی، ایک بادشاہ کا جب کوئی مکتوب کسی دوسرے ملک کے بادشاہ کے دربار میں جاتا تو اس پر مختلف پہلوؤں سے بادشاہ کے دربار میں موجود ماہرین غور وخوض کرتے اور اس سے نتائج اخذ کرتے۔ لہٰذا کسی بھی ملک کے بادشاہ کو علم التحریر کے اُصول وضوابط کو جاننا، فصاحت وبلاغت، استعاروں کا بہترین استعمال، ذومعنی کلام، مخففات کا استعمال، الفاظوں کی ترتیب اور مختصر الفاظ میں جامع مانع کلام کرنے جیسی تمام صلاحیتیں ہونا بہت ضروری تھا، بادشاہوں کی پُراثر تحریر کا وزیروں، مُشیروں، درباریوں اور تمام رعایا پر بہت گہرا اثر پڑتا تھا۔ **بِحَمْدِ اللہ تَعَالٰی** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا اور حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل وکرم سے ان تمام صلاحیتوں کے جامع تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے عزیز واقرباء، کمانڈروں، عمالوں، گورنروں، قاضیوں اور عام لوگوں کو اصلاحی، سماجی، فلاحی، سیاسی، مذہبی اور عوامی امور پر مختلف اقسام کے مکتوب لکھے جن سے کتب سیر وتاریخ بھری پڑی ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکتوب پڑھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ واقعی

(1)...... سنن کبری، کتاب الجمعۃ، باب کیف یستحب ۔۔۔ الخ، ج ۳، ص ۳۰۵، حدیث: ۵۸۰۴۔

آپ بارگاہِ رسالت ہی کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ کے چند مکتوب ملاحظہ کیجئے۔

گیارہ 11 مدنی پھولوں پر مشتمل بیٹے کو نصیحت آموز فاروقی مکتوب:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک مکتوب لکھا جس میں ارشاد فرمایا:

❀ ...... "**اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّیْ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ مَنِ اتَّقَی اللّٰہَ وَقَّاہُ** یعنی حمد وصلوۃ کے بعد میں تمہیں تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بچا لیتا ہے۔"

❀ ...... "**وَمَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْہِ کَفَاہُ** اور جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے کافی ہوتا ہے۔"

❀ ...... "**وَمَنْ اَقْرَضَہٗ جَزَاہُ** اور جو شخص **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو قرض دیتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بہتر بدلہ دیتا ہے۔"

❀ ...... "**وَمَنْ شَکَرَ زَادَہٗ** اور جو شکر ادا کرتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے مزید عطا فرماتا ہے۔"

❀ ...... "**اَلتَّقْوٰی نَصْبُ عَیْنَیْکَ وَعِمَادُ عَمَلِکَ وَجِلَاءُ قَلْبِکَ فَاِنَّہٗ لَا عَمَلَ لِمَنْ لَا نِیَّۃَ لَہٗ** یعنی تقویٰ تمہارا نصب العین، عمل کی بنیاد اور دل کی جلاء ہے، بغیر اچھی نیت کے کسی عمل خیر کا ثواب نہیں۔"

❀ ...... "**وَلَا اَجْرَ لِمَنْ لَا حَسْبَۃَ لَہٗ** اور بغیر رضائے الٰہی کے کسی عمل پر اجر نہیں۔"

❀ ...... "**وَلَا مَالَ لِمَنْ لَا رِفْقَ لَہٗ** اور جس میں نرمی نہیں اس کے پاس مال ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔"

❀ ...... "**وَلَا جَدِیْدَ لِمَنْ لَا خُلُقَ لَہٗ** اور جس میں عُمدہ اَخلاق نہیں اس میں کوئی بزرگی نہیں۔"(1)

چار 4 مدنی پھولوں پر مشتمل ایک گورنر کو نصیحت آموز فاروقی مکتوب:

حضرت سیِّدُنا جَعفر بن بُرقان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ایک گورنر کو مکتوب لکھا جس کے آخر میں کچھ اس طرح کا مضمون تھا:

❁ "شدت وسختی کے حساب سے پہلے پہلے کشادگی اور نرمی میں اپنا محاسبہ کرو۔" ❁ "جو شخص شدت وسختی کے حساب سے پہلے پہلے آسودگی میں اپنا محاسبہ کرتا ہے تو وہ رضا ورشک کی طرف لوٹتا ہے۔" ❁ "جسے زندگی یادِ الٰہی سے

---

(1) ...... کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب عمر ومواعظہ، الجزء: ۱٦، ج۸، ص ۲۵، حدیث: ٤٤١٨۲۔

غافل کردے اور وہ گناہوں میں مصروف ہوجائے، یقیناً اس کا نتیجہ حسرت وندامت ہے۔'' ❁ ''جو تمہیں وعظ ونصیحت کی جائے اس سے نصیحت حاصل کرو تاکہ تم ان کاموں سے رُک جاؤ جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔''(1)

سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ کو نصیحت آموز مکتوب:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا امیر مُعاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف ایک مکتوب لکھا جس میں ارشاد فرمایا: ''حق کے ساتھ لازم رہو، حق تمہارے لیے اہلِ حق کی مَنازِل واضح کرے گا، حق کے ساتھ ہی فیصلہ کرو۔''(2)

حصولِ دنیا سے متعلق فاروقی مکتوب:

حضرت سیِّدُنا شَقِیْق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی کو ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

❁......''**اِنَّ الدُّنْیَا خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ** یعنی بے شک دنیا سرسبز اور میٹھی ہے۔''

❁......''**فَمَنْ اَخَذَھَا بِحَقِّھَا کَانَ قَمِنًا اَنْ یُّبَارَکَ لَہٗ فِیْہِ** یعنی جس نے اسے صحیح طریقے سے حاصل کیا تو وہ اس بات کا حق دار ہے کہ اسے اس دنیا میں برکت دی جائے۔''

❁......''**وَمَنْ اَخَذَھَا بِغَیْرِ ذٰلِکَ کَانَ کَالْاٰکِلِ الَّذِیْ لَایَشْبَعُ** یعنی جس نے اسے صحیح طریقے سے حاصل نہ کیا تو وہ اس پیٹو شخص کی طرح ہے جو کبھی سیر نہیں ہوتا۔''(3)

سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشعری کو نصیحت آموز مکتوب:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ایک مکتوب لکھا جس میں ارشاد فرمایا:

❁ ''کام کرتے رہنے میں قوت ہے اس لیے آج کا کام کل پر مت ڈالو کیونکہ جب تم ایسا کروگے تو مختلف کام تم پر

---

(1)......شعب الایمان للبیہقی، فصل فیما بلغنا عن الصحابۃ۔۔۔الخ، باب فی الزھد وقصر الامل، ج۷، ص۳۶۶، حدیث: ۱۰۶۰۱۔

(2)......سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ الثانیۃ عشرۃ، احمد بن حنبل، ج۹، ص۴۷۰، الرقم: ۱۸۷۶۔

(3)......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج۸، ص۱۴۷، حدیث: ۴۔

جمع ہوجائیں گے نتیجتاً تمہیں نقصان اٹھانا پڑے گا یا تمہارا نقصان ہوجائے گا۔ ❁ ''اگر تمہیں دو کاموں میں اختیار دیا جائے ان میں سے ایک دُنیاوی ہو اور دوسرا اُخروی تو تم اُخروی کو دُنیاوی پر ترجیح دو، کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔'' ❁ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہو اور **کتاب اللہ** کو سیکھتے سکھاتے رہو کیونکہ **کتاب اللہ** علم کا چشمہ اور دلوں کی بہار ہے۔''(1)

ایک ذمہ دار کو کیسا ہونا چاہیے۔۔۔؟

حضرت سیِّدُنا سعید بن اَبِی بُرْدَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اشعری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ایک مکتوب لکھا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

❁ ''حمد وصلاۃ کے بعد! میں کہتا ہوں کہ حکمرانوں میں سب سے زیادہ خوش بخت وہ ہیں جن کی رعایا اچھی ہو۔'' ❁ ''اور سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے جس کی رعایا بُری ہو۔'' ❁ ''اور تم خلافِ شریعت کاموں سے بچو ورنہ تمہاری رعایا بھی خلاف شرع کاموں میں پڑ جائے گی۔'' ❁ ''پس اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو تمہاری مثال اس چوپائے کی سی ہوجائے گی جو زمین پر سبزہ دیکھے اور وہ اس میں چرنے لگ جائے، وہ اس سے افزائش جسم اور فربہ ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس مال کا اس کے جسم کا حصہ ہونا اس کے لیے ہلاکت ہے۔''(2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی اگر حاکم یا نگران وغیرہ کوئی بھی ذمہ دار خود کو صحیح کرلے تو اس کی رعایا خود بخود درست ہوجائے گی، کیونکہ اس کا عمل ان سب کے لیے حجت ہے۔ آپ کتنی ہی بڑی ذمہ داری پر فائز کیوں نہ ہوں اپنے مدنی مقصد کو ہرگز نہ بھولیں کہ ''**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ**۔'' اپنی اصلاح کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے مدنی قافلوں میں سفر کرنے کو اپنا معمول بنالیجئے۔ ہوسکتا ہے کسی اسلامی بھائی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں تو کسی علاقے وغیرہ کا نگران نہیں، نہ ہی میرے ماتحت کوئی اسلامی بھائی ہیں لہٰذا مجھے دینی کام کی کوئی حاجت نہیں۔ ایسے اسلامی بھائیوں کے لیے

---

(1) ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، کلام الحسن البصری، ج۸، ص۲۶۲، حدیث: ۱۰۹۔

(2) ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج۸، ص۱۴۷، حدیث: ۷۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ''مُردے کے صدمے'' کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''نگران سے مراد صرف کسی ملک یا شہر یا مذہبی وسماجی وسیاسی تنظیم کا ذمہ دار ہی نہیں بلکہ عموماً ہر شخص کسی نہ کسی کا ذمہ دار ہوتا ہے مثلاً مُراقِب (یعنی سُپَروائزَر) اپنے ماتحت مزدوروں کا، افسر اپنے کلرکوں کا، امیرِ قافلہ اپنے قافلوں کا اور ذیلی نگران اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کا۔ یہ ایسے معاملات ہیں کہ ان نگرانیوں سے فراغت مشکل ہے۔ بالفرض اگر کوئی تنظیمی ذمہ داری سے مُستَعفِی ہو بھی جائے تب بھی اگر شادی شدہ ہے تو اپنے بال بچوں کا نگران ہے۔ اب وہ اگر چاہے کہ ان کی نگرانی سے گُلُوخَلاصی ہو تو نہیں ہو سکتی۔ بہرحال ہر نگران سخت امتحان سے دوچار ہے مگر ہاں جو انصاف کرے اس کے وارے نیارے ہیں چنانچہ ارشادِ رحمت بنیاد ہے: ''انصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، گھر والوں اور جن جن کے نگران بنتے ہیں ان کے بارے میں عدل سے کام لیتے ہیں۔''(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا تحریر سے واضح ہوا کہ ہم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے، والدین اپنی اولاد کے، اساتذہ اپنے شاگردوں کے، شوہر اپنی بیوی کا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا! ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کریں اور اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہیں تاکہ ہمارے ماتحت بھی اپنی اصلاح کی کوشش میں لگے رہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فاروقِ اعظم کی وصیتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نصیحت عبرت دلانے والی بات یا اس بات کو کہتے ہیں جس میں کوئی نیک مشورہ شامل ہو، جبکہ سفر کو جاتے وقت یا زندگی کے آخری لمحات میں جو باتیں کی جاتی ہیں وہ وصیت کہلاتی ہیں۔ عوام الناس عموماً وصیت اُن ہی باتوں کو سمجھتے ہیں جو زندگی کے آخری لمحات میں کی جائیں جبکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ وصیت اُن باتوں کو بھی کہتے ہیں جو عام زندگی میں اِس انداز میں کی جائیں کہ گویا آخری دم تک اُن پر عمل کرنا ضروری ہے، یا وہ باتیں جن پر عمل کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، یا وہ جو کسی کی زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہوں، یا وہ کلام اور گفتگو جو فکرِ آخرت پر مشتمل ہوں

1 ......نسائی، کتاب آداب القضاۃ، فضل الحاکم۔۔۔الخ، ص ۸۵۱، حدیث: ۵۳۸۹۔

ان پر بھی وصیّت کا اطلاق ہوتا ہے۔ بہرحال کسی شخص کی وصیّتیں وہی باتیں ہوتی ہیں جن پر عمل کرنے میں کم از کم اس کے نزدیک فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے، نیز وہ اُن پر عمل کو ضروری سمجھتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختلف لوگوں کو مختلف مواقع پر کئی وصیتیں فرمائیں، جو اصلاح کے بے شمار مدنی پھولوں پر مُشتمل ہیں۔ چند وصیّتیں ملاحظہ کیجئے۔

9 مدنی پھولوں پر مشتمل نصیحت آموز وصیتوں کا فاروقی گلدستہ:

حضرت سیِّدُنا حَسَن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ''اے امیر المؤمنین! میں دیہات کا رہنے والا ہوں اور میری بہت مصروفیات ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھے پختہ اور واضح وصیتیں کیجئے۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''ہمیشہ عقلمندی سے کام لو۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر وصیتیں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❁ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔'' ❁ ''اور نماز ادا کرتے رہو۔'' ❁ ''اور فرض زکوۃ ادا کرتے رہو۔'' ❁ ''اور حج وعمرہ کرتے رہو۔'' ❁ ''اور اپنے امیر کی اطاعت بجالاؤ۔'' ❁ ''اور مسلمانوں کے بالکل واضح طریقے پر چلنا تجھ پر لازم ہے۔'' ❁ ''اور ایسے خفیہ طریقے پر چلنے سے بچو جسے مسلمان جانتے ہی نہ ہوں۔'' ❁ ''اور ہر اس چیز کو اپنے اوپر لازم کرلو جسے بیان کرنے اور پھیلانے میں تمہیں شرم محسوس نہ ہو اور نہ ہی وہ تمہیں رسوا کرے۔'' ❁ ''اور ہر ایسی چیز سے بچو جسے بیان کرنے اور پھیلانے میں تمہیں شرم محسوس ہو اور وہ تمہیں رسوا کر دے۔'' یہ تمام وصیتیں سن کر اس شخص نے بارگاہِ فاروقی میں عرض کیا: ''**یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اَعْمَلُ بِھِنَّ، فَاِذَا لَقِیْتُ رَبِّیْ اَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ بِھِنَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی اے امیر المؤمنین! میں ان امور پر ہمیشہ عمل کرتا رہوں گا اور جب ربّ عَزَّوَجَلَّ سے میری ملاقات ہوگی تو میں عرض کروں گا کہ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ سب باتیں مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سکھائی تھیں۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**خُذْھُنَّ فَاِذَا لَقِیْتَ رَبَّکَ فَقُلْ لَّہٗ مَا بَدَا لَکَ** یعنی ان نصیحتوں کو پہلے اپنے پلے سے باندھ لو پھر جب ربّ سے ملاقات کرو تو وہاں

جو چاہے عرض کر دینا۔''[1]

فاروقِ اعظم کی تقوے کی وصیت:

حضرت سیِّدُنا سماک بن حرب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کھڑے ہونے کی جگہ سے دو سیڑھی نیچے منبر پر کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا: ''**اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللہِ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا لِمَنْ وَلَّاہُ اللہُ اَمْرَکُمْ** یعنی میں تمہیں تقوے کی وصیت کرتا ہوں، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جسے تمہارا حکمران بنایا ہے اس کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو۔''[2]

خلوت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی وصیت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اُوْصِیْکُمْ بِاللہِ اِذَا بِاللہِ خَلَوْتُمْ** یعنی میں تمہیں تنہائی میں بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔''[3]

نیک لوگوں کو اپنا دوست بنانے کی وصیت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اِعْتَزِلْ مَا یُؤْذِیْکَ وَعَلَیْکَ بِالْخَلِیْلِ الصَّالِحِ وَقَلَّمَا تَجِدُہُ وَشَاوِرْ فِیْ اَمْرِکَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اللہَ** یعنی جو چیز تمہیں اذیت پہنچائے اس سے دور رہو، نیک، صالح شخص کو اپنا دوست بناؤ اور یہ تمہیں کم ہی ملیں گے۔ اور جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے ہیں اُن سے مُشاورت کرو۔''[4]

برائی سرزد ہو جائے تو اچھائی کرلو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۞ ''لوگوں سے ہر دَم ہوشیار رہو کہ وہ کہیں تمہیں ہلاکت میں نہ ڈال دیں کیونکہ تمہارا معاملہ تمہاری ہی طرف لوٹے

---

1. ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۵۸۔
2. ......کنز العمال، کتاب المواعظ، خطب عمر ومواعظه، الجزء: ۱۶، ج ۸، ص ۲۶، حدیث: ۴۴۱۹۰۔
3. ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی اخلاص العمل۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۴۸، حدیث: ۶۸۱۰۔
4. ......شعب الایمان للبیهقی، باب فی مباعدة الکفار۔۔۔الخ، مجانبة الفسقة والمبتدعة، ج ۷، ص ۵۶، حدیث: ۹۴۴۲۔

گا نہ کہ ان کی طرف۔'' ❁ ''اور صرف چلتے چلتے دن کو مت ختم کردو چونکہ دن میں تم جو عمل بھی کروگے وہ تمہارے اوپر محفوظ رہے گا۔'' ❁ ''اور جب تم سے بُرائی سرزد ہوجائے تو اس کے بعد اچھائی بھی کرو۔'' ❁ ''کیونکہ میرے نزدیک پُرانے گناہ کو مٹانے کے لیے جو نیکی کی جائے اس سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی شدید طلب کی جائے یا اس کے حُصول میں جلدی کی جائے۔''(1)

اپنے نفس کا مُحاسبہ کرو:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بطورِ نصیحت ارشاد فرمایا: ❁ ''**حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا فَاِنَّهُ اَهْوَنُ لِحِسَابِكُمْ** یعنی تم اپنا مُحاسبہ کرو قبل اس سے کہ تمہارا حساب لیا جائے کیونکہ یہ تمہارے حساب لیے جانے سے زیادہ آسان ہے۔'' ❁ ''**وَزِنُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا** اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہو قبل اس سے کہ تمہارے اعمال کا مُحاسبہ کیا جائے۔'' ❁ ''**وَتَزَيَّنُوْا لِلْعَرْضِ الْاَكْبَرِ يَوْمَ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ** اور قیامت کے اس دن کے لیے تیار رہو جس دن تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے اور تم میں سے کوئی بھی اس پر مخفی نہیں ہوگا۔''(2)

اپنا مُعاملہ ظاہر رکھو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بطورِ نصیحت ارشاد فرمایا: ''**مَنْ اَرَادَ الْحَقَّ فَلْيَنْزِلْ بِالْبَرَازِ يَعْنِيْ يُظْهِرُ اَمْرَهُ** یعنی جو شخص حق کا ارادہ رکھتا ہو وہ اپنا مُعاملہ ظاہر رکھے۔''(3)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

فاروقِ اعظم سے منقول دعائیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ رَبُّ الْعِزَّت سے مُناجات کرنے، اس کا قرب حاصل کرنے، اس کے فضل

(1) ......المجالسة وجواهر العلم، الجزء الثالث عشر، ج ۲، ص ۲۲۴، حديث: ۱۸۹۵۔

(2) ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الزهد، کلام عمر بن الخطاب، ج ۸، ص ۱۴۹، حديث: ۱۸۔
الزهد للامام احمد، زهد عمر بن الخطاب، ص ۱۴۸، الرقم: ۶۳۳۔

(3) ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الزهد، کلام عمر بن الخطاب، ج ۸، ص ۱۵۱، حديث: ۲۶۔

وانعام کے مُستحق ہونے اور بَخشش ومَغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا نہایت آسان اور مُجرَّب ذریعہ دُعا ہے۔دُعا مانگنا ہمارے پیارے آقا، حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے بندوں کی مُتَواتِر عادت، درحقیقت عبادت بلکہ مَغزِ عِبادت اور گنہگار بندوں کے حق میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت اور عظیم سعادت ہے۔بعض حضرات دعا کی قبولیت کے شاکی ہوتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، لہٰذا قبولیت دعا کی شرائط سے متعلق سورۂ مومن کی آیت نمبر ۶۰ کے تحت صدرالافاضل، مولانا سید محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی کی بیان کردہ تفسیر سے ایک نہایت جامع اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''**اللّٰہ تعالٰی** بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں: (۱) ایک اخلاص دعا میں (۲) دوسرے یہ کہ قلب (دل) غیر کی طرف مَشغول نہ ہو (۳) تیسرے یہ کہ وہ دعا کسی امرِ ممنوع پر مُشتمل نہ ہو (۴) چوتھے یہ کہ **اللّٰہ** تعالٰی کی رحمت پر یقین رکھتا ہو (۵) پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی۔ جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے، قبول ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ''دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔'' یا تو اس کی مُراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے گُناہوں کا کفارہ کردیا جاتا ہے۔''(1)

واضح رہے کہ دعا مانگنے کا کوئی وقت مخصوص نہیں، نماز سے پہلے دعا مانگنا بھی جائز تو بعد میں مانگنا بھی جائز، فرض نماز کے بعد بھی جائز، نفل نماز کے بعد بھی جائز، ایک بار دعا مانگنے کے بعد دوبارہ دعا مانگنا بھی جائز ہے۔یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مختلف مواقع پر مختلف دعائیں مذکور ہیں، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چند دعائیں ملاحظہ کیجئے:

(1) نرمی، طاقت اور سخاوت کی دعا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفۂ اوّل حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد عوام الناس کے سامنے پہلا طویل خُطبہ ارشاد فرمایا، اور پھر آخر میں یوں دعا کی:

---

1 ......خزائن العرفان، پ ۲۴، المومن، تحت الآیۃ: ۶۰۔

❀……اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ غَلِیْظٌ فَلَیِّنِّیْ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں سخت طبیعت کا مالک ہوں، مجھے نرم فرما دے۔

❀……اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں کمزور ہوں مجھے طاقت عطا فرما۔

❀……اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ بَخِیْلٌ فَسَخِّنِیْ یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں کم خرچ کرنے والا ہوں مجھے سخی بنا دے۔[1]

(2)مدینہ مُنوَّرہ میں شہادت کی دعا:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والدگرامی حضرت سیِّدُنا اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ مُنوَّرہ میں وفات کی یوں دعا کیا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر میں موت عطا فرما۔''[2]

(3)نیک لوگوں کے ساتھ وفات کی دعا:

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن مَیمُون اَزدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب دعا مانگا کرتے تو یوں ارشاد فرماتے: ''اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ مَعَ الْاَبْرَارِ وَلَا تُخَلِّفْنِیْ فِی الْاَشْرَارِ وَقِنِیْ عَذَابَ النَّارِ وَاَلْحِقْنِیْ بِالْاَخْیَارِ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے، مجھے شریر لوگوں میں باقی نہ رکھ، مجھے جہنم سے بچا کر نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔''[3]

(4)لباس پہننے کی دعا:

حضرت سیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نئی قمیص زیب تن فرمائی۔ میرا گمان ہے کہ انہوں نے قمیص گلے میں ڈالنے سے پہلے یہ دعا پڑھی: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ یعنی تمام تعریفیں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں کہ جس

---

1 ……طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۰۸۔

مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، ما ذکر عن۔۔۔الخ، ج ۷، ص ۸۱، حدیث: ۲۔

2 ……بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب کراھیۃ النبی۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۶۲۲، حدیث: ۱۸۹۰۔

3 ……الادب المفرد، باب: ۲۷۹، ص ۱۶۴، حدیث: ۶۲۹۔

نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں سترپوشی کرتا ہوں اور اس سے اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔''

پھر ارشاد فرمایا کہ ''میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''جو نیا لباس پہنے اور یوں کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِي كَسَانِي مَا اُوَارِي بِهٖ عَوْرَتِي وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِي حَيَاتِي یعنی تمام تعریفیں اس خدا کیلئے جس نے مجھے پہنایا اور میرے ستر کو ڈھانپا اور اس سے میں اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔ اور پھر پرانا ہونے پر اس لباس کو صدقہ کردے تو وہ اپنی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ وامان میں رہے گا۔''[1]

(5) صَلَاۃُ اللَّیل سے پہلے اور بعد کی دعا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب صَلَاۃُ اللَّیل کے لیے کھڑے ہوتے تو بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کرتے: ''قَدْ تَرٰى مَقَامِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَارْجِعْنِيْ مِنْ عِنْدِكَ يَا اللهُ بِحَاجَتِيْ مُفْلِجًا مُنْجِحًا مُسْتَجِيْبًا مُسْتَجَابًا لِيْ، قَدْ غَفَرْتَ لِيْ وَرَحِمْتَنِيْ یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! بلاشبہ تو میری حیثیت سے بخوبی آگاہ ہے اور میری حاجت کو بھی جانتا ہے، لہٰذا تو مجھے اپنی بارگاہ سے میری حاجت پوری فرما اس حال میں کہ میں بکھر چکا ہوں، تیری عطا سے اپنی حاجتیں پانے والا ہوں، تیری بارگاہ سے مانگنے والا اور پانے والا ہوں، تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔''

اور جب صَلَاۃُ اللَّیل سے فارغ ہوتے تو بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا کرتے: ''اَللّٰهُمَّ لَا اَرٰى شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا يَدُوْمُ، وَلَا اَرٰى حَالًا فِيْهَا يَسْتَقِيْمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ اَنْطِقُ فِيْهَا بِعِلْمٍ وَاَصْمُتُ بِحُكْمٍ اَللّٰهُمَّ لَا تُكْثِرْ لِيْ مِنَ الدُّنْيَا فَاَطْغٰى، وَلَا تُقِلَّ لِيْ مِنْهَا فَاَنْسٰى، فَاِنَّهُ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں دنیا کی کسی شے کو دائمی نہیں سمجھتا اور نہ ہی دنیاوی حالت کو یکساں سمجھتا ہوں، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے علمی گفتگو کرنے، حکم شریعت پر خاموشی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما، یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھ پر دنیا کی کثرت نہ فرما

---

[1] ......ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب ما یقول الرجل۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۴۲، حدیث: ۳۵۵۷۔

ترمذی، احادیث شتی، باب من ابواب الدعوات، ج ۵، ص ۳۲۷، حدیث: ۳۵۷۱۔

کہ میں گُمراہ ہوجاؤں، نہ ہی قلت فرما کہ تجھے بُھول جاؤں کیونکہ بَقَدرِکِفایت رِزق غافِل کردینے والے کثیر رزق سے کئی گنا بہتر ہے۔[1]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دورانِ طواف اکثر ایک ہی دعا پڑھا کرتے تھے البتہ بعض اَوقات اُس میں تبدیلی بھی کردیا کرتے تھے۔آپ کی دو دعائیں یہ ہیں:

(6) طواف کرتے وقت کی دعا:

حضرت سیِّدُنا اِبنِ اَبِی نَجِیْح رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دورانِ طواف اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے: ''رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔''[2]

(7) طواف کرتے وقت کی ایک اور دعا:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید بَصْری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دَورانِ طواف یہ دعا پڑھ رہے تھے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی مَعبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادِر ہے، اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔''[3]

---

1 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، باب ما ذکر عن ابی بکر وعمر، ج ۷، ص ۸۲، حدیث: ۷۔

2 ...... اخبار مکۃ، ج ۱، ص ۳۰۲، الرقم: ۴۲۰۔

کتاب الدعا للطبرانی، جامع ابواب الحج، القول فی الطواف، ص ۲۶۹، حدیث: ۸۵۷۔

3 ...... کنز العمال، کتاب الحج والعمرۃ، ادعیتہ، الجزء: ۵، ج ۳، ص ۶۷، حدیث: ۱۲۴۹۸۔

(8) خواہشاتِ قلبی سے نجات اور رِزق میں برکت کی دعا:

حضرت سیِّدُنا حَسَّان بِن فائِد عَبَسِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

……''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ غِنَائِیْ فِیْ قَلْبِیْ وَرَغْبَتِیْ فِیْمَا عِنْدَكَ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے دل کی تونگری عطا فرما اور جو تیرے پاس ہے اس میں رغبت عطا فرما۔

……وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ وَاَغْنِنِیْ عَمَّا حَرَّمْتَ عَلَیَّ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے رزق میں برکت عطا فرما اور حرام کردہ چیزوں سے دور رہنے کی توفیق عطا فرما۔''[1]

(9) نمازِ جنازہ کے بعد کی دعا:

حضرت سیِّدُنا سعید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک شخص کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد اس کے لیے یوں دعا فرمائی:

''اَللّٰھُمَّ اَصْبَحَ عَبْدُكَ هٰذَا قَدْ تَخَلّٰی مِنَ الدُّنْیَا وَتَرَكَهَا لِاَهْلِهَا وَاسْتَغْنَیْتَ عَنْهُ وَافْتَقَرَ اِلَیْكَ یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرے اس بندے نے اس حال میں صبح کی ہے کہ یہ دنیا کے مال ومتاع سے خالی ہے اور اس نے دنیا کو اپنے اَہل کے لیے چھوڑ دیا ہے اور یہ صرف تیرا ہی مُحتاج ہے حالانکہ تو اِس سے بے پرواہ ہے۔''

''كَانَ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ بندہ گواہی دیتا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں۔''

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِیِّهٖ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کی مغفرت فرما اور اس کے گناہوں سے درگزر فرما اور اسے اپنے نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ملحق فرما۔''[2]

---

1 ……مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الدعاء، باب ما ذکر عن ابی بکر وعمر، ج ۷، ص ۸۱، حدیث: ۳۔

2 ……مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الدعاء، ما یدعی به فی الصلاة علی الجنائز، ج ۷، ص ۱۲۶، حدیث: ۶۔
کنز العمال، کتاب الموت، صلاة الجنائز، الجزء: ۱۵، ج ۸، ص ۲۹۹، حدیث: ۴۲۸۱۷۔

(10)گناہوں کی معافی کی دعا:

حضرت سیِّدُنا رُکَین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یوں دعا مانگا کرتے تھے:

❀......''اَللّٰھُمَّ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔''

❀......''وَاَسْتَھْدِیْكَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِیْ تجھ سے اپنے معاملات میں ہدایت طلب کرتا ہوں۔''

❀......''وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، تو میری توبہ کو قبول فرما، بے شک تو ہی تو میرا رب ہے۔''

❀......''اَللّٰھُمَّ فَاجْعَلْ رَغْبَتِیْ اِلَیْكَ وَاجْعَلْ غِنَائِیْ فِیْ صَدْرِیْ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے تجھ سے لو لگانے کی توفیق عطا فرما، مجھے غنائے قلبی عطا فرما۔''

❀......''وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ وَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّیْ اور جو تو نے مجھے رزق دیا ہے اس میں برکت عطا فرما اور میری دعا قبول فرما کیونکہ تو ہی تو میرا رب ہے۔''(1)

(11)عافیت و درگزر کی دعا:

حضرت سیِّدُنا اَبُو العَالِیَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یوں دعا کرتے سنا: ''اَللّٰھُمَّ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں عافیت عطا فرما اور ہم سے دَرگُزر فرما۔''(2)

(12)غفلت سے پناہ کی دعا:

حضرت سیِّدُنا سُلَیم بِن حَنْظَلَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یوں دعا مانگا کرتے تھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تَاْخُذَنِیْ عَلٰی غِرَّۃٍ اَوْ تَذَرَنِیْ فِیْ غَفْلَۃٍ اَوْ

(1)......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، ما یقال فی دبر الصلوات، ج ۷، ص ۹ ۳، حدیث: ۷ ۱۔

(2)......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، باب ما ذکر عن ابی بکر و عمر، ج ۷، ص ۱ ۸، حدیث: ٦۔

تَجْعَلْنِیْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو میری نافرمانی پر پکڑ فرما، یا مجھے غفلت میں چھوڑ دے یا مجھے غافل کر دے۔''(1)

قلیل لوگوں میں سے بنائے جانے کی دعا:

حضرت سیِّدُنا اِبراہیم تیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس یوں دعا مانگی: ''**اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْقَلِیْلِ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے قلیل (تھوڑے) لوگوں میں سے بنادے۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**مَاھٰذَا الَّذِي تَدْعُوبِهِ؟** یہ کس طرح کی دعا مانگ رہے ہو؟'' اُس نے عرض کیا: ''**اِنِّي سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُولُ وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ فَاَنَا اَدْعُو اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْ اُولٰئِكَ الْقَلِيلِ** یعنی میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ ارشاد سنا ہے: ﴿**وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ** ﴾ (پ۲۲، السبا: ۱۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔'' اسی لیے میں یہ دعا مانگ رہا ہوں کہ مجھے ان ہی قلیل لوگوں میں سے بنادے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بَصَد عاجزی کرتے ہوئے ارشاد فرمانے لگے: ''**كُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ** یعنی سارے ہی لوگ عمر سے زیادہ جانتے ہیں۔''(2)

بخشش ومغفرت حاصل کرنے کا آسان ذریعہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دُعا، **اللہ ربُّ العِزَّت** عَزَّوَجَلَّ سے مُناجات کرنے، اس کی قُربت حاصل کرنے، اس کے فضل وانعام کے مُستحق ہونے اور بخشش ومَغفِرت کا پروانہ حاصل کرنے کا نہایت آسان اور مُجرَّب ذریعہ ہے۔ اسی طرح دُعا پیارے آقا مدینے والے مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُتَوارِث سُنَّت، **اللہ ربُّ العِزَّت** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے بندوں کی متواتر عادت، درحقیقت عبادت بلکہ مغزِ عبادت، اور گنہگار بندوں کے حق میں **اللہ ربُّ العِزَّت** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت وسعادت ہے۔

---

1 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، باب ماذکر عن ابی بکر وعمر، ج۷، ص ۸۲، حدیث: ۸۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، باب ماذکر عن ابی بکر وعمر، ج۷، ص ۸۱، حدیث: ۵۔

دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِیْن مولانا نَقی علی خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اِرشاد فرماتے ہیں: ''اے عزیز! دعا ایک عجیب نعمت اور عُمدہ دَولت ہے کہ پروردگار تَقَدَّس وَتَعالٰی نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور اُن کو تعلیم کی، حلِ مُشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں، اور دفعِ بلا وآفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں۔''[1] دعا کے اس قدر مفید اور نفع بخش ہونے کے باوجود اس سے استفادہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اس کے شرائط وآداب بھی ملحوظِ خاطر رہیں ورنہ عین ممکن ہے کہ دعا کرنا فائدہ مند نہ ہو۔ دعا کے فضائل وآداب اور اس سے مُتَعَلِّقَہ اَحکام پر مُشتمل **دعوت اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 326 صفحات پر مشتمل کتاب ''فضائلِ دُعا'' کا مُطالعہ فرمائیے۔

یَا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اصلاحی اقوالِ زریں، نصیحت آموز خطبات، فکرِ آخرت سے بھرپور وصیتیں اور عجز وانکساری سے معمور دعاؤں سے فیضیاب فرما، ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کے لیے، اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنا آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق مرحمت فرما، **یَا اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں معاف فرما دے، ہم سے ہمیشہ کے لیے راضی ہو جا، کل بروزِ قیامت اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت نصیب فرما، ہمیں سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شفاعت نصیب فرما، سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شفاعت نصیب فرما، سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شفاعت نصیب فرما، مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی شفاعت نصیب فرما، ہمیں جنَّت الفِردوس میں ان تمام مُقدَّس ہستیوں کا پڑوس نصیب فرما۔ **آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

عفو کر اور صدا کے لیے راضی ہو جا
گر کرم کر دے تو جنّت میں رہوں گا یا رب
گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یارب

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

[1] ......فضائل دعا، ص ۳۱۔

پانچواں باب

فاروقِ اعظم عہدِ رسالت میں

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عہد رسالت میں مبارک کردار
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضائل میں اِنفرادیت
- ......وہ فضائل جو فقط سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو حاصل ہوئے۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضائل میں شراکت
- ......وہ فضائل جن میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شریک ہیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور بارگاہ رسالت میں مدنی مکالمے
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَصحابِ کہف سے ملاقات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ملاقات

فاروقِ اعظم عہدِ رسالت میں

فاروقِ اعظم بارگاہِ نبوی وصدیقی کے تربیّت یافتہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی حاکم کو حکمرانی مل جائے تو اُس کے طور طریقے کھل کر سامنے آجاتے ہیں اور بسا اوقات ایسی باتیں بھی اُس سے صادر ہوجاتی ہیں جو حکمرانی سے پہلے اُس میں موجود نہ تھیں، یقیناً مخلص حکمران وہی ہے جس کا کردار حکمرانی ملنے سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں یکساں رہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ ایسی ہی تھی کہ عَہدِ رسالت وعَہدِ صدیقی دونوں میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں کی تائیدوتوثیق حاصل رہی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کردار آپ کی سیرتِ طَیِّبہ کی بہترین عَکاسی کرتا ہے، اِن دونوں اَدوار میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ کو دیکھنے اور بعد میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اپنے عہد میں آپ کی سیرت کو دیکھنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت اور بارگاہِ صدیقی کے تربیت یافتہ تھے۔ کبھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِن دونوں کی مخالفت نہ کی بلکہ اپنے وصالِ ظاہری تک اِنہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایسی بے مثال حُکمرانی کی جو قیامت تک آنے والے تمام حکمرانوں کے لیے مَشعلِ راہ ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہدِ رسالت میں حیاتِ طَیِّبہ کے بے شمار پہلو ہیں، بعض تو ایسے ہیں جنہیں پورے باب کی حیثیت حاصل ہے، اِنہیں باب ہی کے طور پر بیان کیا گیا ہے مثلاً:

- ......فاروقِ اعظم کا قبولِ اسلام
- ......فاروقِ اعظم کی ہجرت
- ......فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول
- ......فاروقِ اعظم کے غزوات وسرایا

اِن کے علاوہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہدِ رسالت کے کئی روشن پہلو ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

فاروقِ اعظم کی فضائل میں اِنفرادیت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! محبوب رب کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ بےکس پناہ

سے کوئی بھی محروم نہ رہا، جو بھی آیا جھولیاں بھر بھر کے لے گیا، تو یہ کیسے ہوتا کہ جن کو خود **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مانگا ہو اور وہ محروم رہ جائیں؟ یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت سے بے شمار ایسے فضائل عطا ہوئے جس میں آپ مُنفرد ہیں یعنی وہ فضائل خاص آپ ہی کو عطا ہوئے کوئی دوسرا اُن میں شریک نہ تھا۔ اِن تمام فضائل کی تفصیل کتب احادیث میں موجود ہے، یہاں آپ کے فقط اُنیس ۱۹ فضائل کا اِجمالی خاکہ پیش خدمت ہے:

(1)...... ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے جنّتی محل کا ذکر فرمایا۔''(1)

(2)...... ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کی غیرت کا ذکر فرمایا۔''(2)

(3)...... ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خود علم عطا فرمایا۔''(3)

(4)...... ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے دورِ خلافت کی قوّت کو بیان فرمایا۔''(4)

(5)...... ''شیطان آپ کو دیکھ کر اپنا راستہ ہی تبدیل کر لیتا ہے۔''(5)

(6)...... ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو اس امت کا **مُحَدَّث** فرمایا۔''(6)

(7)...... ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نبی نہ ہونے کے باوجود انبیاء کی طرح کلام کرنے والے ہیں۔''(7)

(8)...... ''**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دین میں پختگی کو بیان فرمایا۔''(8)

(9)...... ''بارگاہِ الٰہی و بارگاہِ رسالت سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی موافقات حاصل ہوئیں۔''(9)

---

1 ...... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۳۹۰، حدیث: ۳۲۴۲۔

2 ...... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۳۹۰، حدیث: ۳۲۴۲۔

3 ...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۵، حدیث: ۳۶۸۱۔

4 ...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۵، حدیث: ۳۶۸۲۔

5 ...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۵، حدیث: ۳۶۸۳۔

6 ...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۷، حدیث: ۳۶۸۹۔

7 ...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۸، حدیث: ۳۶۸۹۔

8 ...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۸، حدیث: ۳۶۹۱۔

9 ...... موافقات کی تفصیل کے لیے اسی کتاب کا موضوع ''موافقاتِ فاروقِ اعظم'' صفحہ ۶۷۴ کا مطالعہ کیجئے۔

(10)...... ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے قبول اسلام کی دعا فرمائی۔''(1)

(11)...... ''آپ کے دل اور زبان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حق جاری فرمادیا۔''(2)

(12)...... ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔''(3)

(13)...... ''شیطان بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے خوف کھاتا ہے۔''(4)

(14)...... ''شیاطینِ جن وانس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھاگتے ہیں۔''(5)

(15)...... ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو دعاؤں میں یادرکھنے کا فرمایا۔''(6)

(16)...... ''آپ کے قبول اسلام پر آسمان والوں نے بھی خوشیاں منائیں۔''(7)

(17)...... ''آپ کے قبول اسلام کے بعد شیطان وقت ملاقات مُنہ کے بَل گر پڑتا ہے۔''(8)

(18)...... ''اِسلام آپ کی وفات پر روئے گا۔''(9)

(19)...... ''حق میرے بعد عمر کے ساتھ ہوگا چاہے وہ جہاں بھی ہوں۔''(10)

فاروقِ اعظم کی فضائل میں شرکت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت سے اِنفرادی فضائل کے علاوہ کئی ایسے فضائل بھی حاصل ہوئے جو مُشترکہ تھے یعنی وہ فضائل آپ کو سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یا دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ

1...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج۵، ص ۳۸۳، حدیث: ۳۷۰۳۔

2...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج۵، ص ۳۸۳، حدیث: ۳۷۰۲۔

3...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج۵، ص ۳۸۵، حدیث: ۳۷۰۶۔

4...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج۵، ص ۳۸۷، حدیث: ۳۷۱۱۔

5...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج۵، ص ۳۸۷، حدیث: ۳۷۱۱۔

6...... ابوداود، کتاب الوتر، باب الدعاء، ج۲، ص ۱۱۴، حدیث: ۱۴۹۸۔

7...... ابن ماجه، کتاب السنة، فضل عمر، ج۱، ص ۷۶، حدیث: ۱۰۳۔

8...... معجم کبیر، سدیسة مولاة حفصة۔۔۔الخ، ج ۲۴، ص ۳۰۵، حدیث: ۷۷۴۔

9...... تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۱۳۸۔

10...... مسند بزار، عطاء بن ابی رباح۔۔۔الخ، ج۶، ص ۹۸، حدیث: ۲۱۵۴۔

الرِّضْوَان کے ساتھ عطا ہوئے۔ اِن تمام فضائل کی تفصیل بھی کتب اَحادیث میں موجود ہے، یہاں آپ کے فقط اُنیس ۱۹ فضائل کا اِجمالی خاکہ پیشِ خدمت ہے:

(1)...... ”**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائی۔“[1]

(2)...... ”**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو شہادت کی خوشخبری عطا فرمائی۔“[2]

(3)...... ”**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکرِ خیر فرماتے۔“[3]

(4)...... ”چلتے ہوئے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھام لیا۔“[4]

(5)...... ”**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کی اِقتداء کا حکم فرمایا۔“[5]

(6)...... ”آپ سے بہتر کسی شخص پر سورج طلوع نہ ہوا۔“[6]

(7)...... ”کل بروزِ قیامت **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وسیِّدُنا صدیق اکبر کے ساتھ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے۔“[7]

(8)...... ”آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وزیر ہیں۔“[8]

(9)...... ”**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا ابوبکر وعمر کو اپنے کان و آنکھیں فرمایا۔“[9]

(10)...... ”فاروقِ اعظم بلند و بالا مرتبے والے ہیں۔“[10]

---

1. ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر...الخ، ج ۲، ص ۵۲۹، حدیث: ۳۶۹۳۔
2. ......ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی الاعور...الخ، ج ۵، ص ۴۲۰، حدیث: ۳۷۷۸۔
3. ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر...الخ، ج ۲، ص ۵۲۷، حدیث: ۳۶۸۹۔
4. ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر...الخ، ج ۲، ص ۵۲۹، حدیث: ۳۶۹۴۔
5. ......ابن ماجه، کتاب السنة، فضل ابی بکر الصدیق، ج ۱، ص ۷۴، حدیث: ۹۷۔
6. ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص...الخ، ج ۵، ص ۳۸۴، حدیث: ۳۷۰۴۔
7. ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص...الخ، ج ۵، ص ۳۷۸، حدیث: ۳۶۸۹۔
8. ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص...الخ، ج ۵، ص ۳۸۲، حدیث: ۳۷۰۰۔
9. ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص...الخ، ج ۵، ص ۳۷۸، حدیث: ۳۶۹۱۔
10. ......ابن ماجه، کتاب السنة، باب فی فضائل اصحاب...الخ، فضل ابی بکر...الخ، ج ۱، ص ۷۳، حدیث: ۹۶۔

(11)......''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پُختہ عمر والے جنتیوں کے سردار ہیں۔''(1)

(12)......''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا ابوبکر و عمر کو اپنا رفیق خاص فرمایا۔''(2)

(13)......''آپ کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک واقعے پر آپ کے ایمان لانے کا ذکر فرمایا۔''(3)

(14)......''بوقت وصال رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سے راضی تھے۔''(4)

(15)......''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو شہادت کی دعا دی۔''(5)

(16)......''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کی اِقتداء کا حکم ارشاد فرمایا۔''(6)

(17)......''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ محبوبِ خدا ہیں۔''(7)

(18)......''فاروقِ اعظم کی محبت ایمان کی ضمانت ہے۔''(8)

(19)......''سیِّدُنا ابوبکر و عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام کے ماں باپ ہیں۔''(9)

فاروقِ اعظم کا علمی ذوق وشوق:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عہدِ رسالت میں ایک پہلو نہایت ہی شاندار رہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مقابلے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بلا جھجک

---

1 ......ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب۔۔۔الخ، فضل ابی بکر۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۷۵، حدیث: ۱۰۰۔

2 ......معجم کبیر، باب من روی عن ابن مسعود۔۔۔الخ، ج ۱۰، ص ۷۷، حدیث: ۱۰۰۰۸۔

3 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۱۸، حدیث: ۳۶۶۳۔

4 ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر فضائل عمر، ج ۴، ص ۷۴، حدیث: ۴۵۷۱۔

5 ......ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب ما یقول الرجل۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۴۲، حدیث: ۳۵۵۸۔

6 ......ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۷۴، حدیث: ۳۶۸۲۔

7 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۱۹، حدیث: ۳۶۶۲۔

8 ......کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل الشیخین۔۔۔الخ، الجزء: ۱۳، ج ۷، ص ۸، حدیث: ۳۶۱۱۱۔

9 ......تاریخ الاسلام للذہبی، ج ۳، ص ۲۷۴۔

علمی سوالات کرلیا کرتے تھے، آپ کے علم دوست ہونے پر یہ بالکل واضح دلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ علم نبوی کا کثیر حصہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حصے میں آیا۔ ذخیرۂ احادیث میں ایسی بے شمار احادیث موجود ہیں کہ جن میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت سے علمی خزانے حاصل کرتے نظر آتے ہیں۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مختلف علوم کے بارے میں جاننے کے لیے اسی کتاب کا موضوع ''اَوصافِ فاروقِ اعظم'' صفحہ ۲۰۱ کا مطالعہ کیجئے۔

فاروقِ اعظم مزاج شناسِ رسول تھے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشیر و وزیر ہونے کے ساتھ یہ بھی ایک عظیم شرف حاصل کیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **''مزاج شناس رسول''** تھے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ اَنور کی مختلف حیثیتوں کی پہچان میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مہارت حاصل تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رُخِ مصطفےٰ کو دیکھ کر فوراً پہچان جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اَوقات ایک ہی بات کو کوئی اور صحابی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھتا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزاج سے آشنا نہ ہونے کے سبب صحیح طریقے سے سوال نہ کر پاتا اور وہی سوال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کرتے تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس کا تفصیلی جواب اِرشاد فرماتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی مشہور حدیث پاک ہے جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے روزے کے متعلق سوال کیا تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال میں آگئے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً مزاجِ رسول کو سمجھا اور وہی سوال کسی اور انداز میں کیا تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کا تفصیلی جواب اِرشاد فرمایا۔[1]

فاروقِ اعظم رسول اللّٰہ کو مانوس کرتے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عہدِ رسالت میں نہ صرف یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مزاج شناس رسول تھے، اگر کبھی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال میں ہوتے تو آپ

---

1 ...... مسلم، کتاب الصیام، استحباب صیام ثلاثة ایام۔۔۔الخ، ص ۵۸۹، حدیث: ۱۱۶۲۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اِس طرح مانوس کرتے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جلال، جمال میں تبدیل ہوجایا کرتا۔ مثلاً مذکورہ بالا روزے سے متعلق سوال والی روایت ہی کو پڑھ لیجئے کہ جیسے ہی اُس شخص نے روزے کے متعلق سوال کیا تو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال میں آ گئے لیکن سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً ہی ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ جلال، جمال میں تبدیل ہوگیا۔ اِسی طرح بخاری شریف کی ایک طویل روایت ہے جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں یہ مشہور ہو گیا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی اَزواجِ مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کَبِیدَہ خاطِر (رنجیدہ) پایا تو اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے: ''**اَسْتَاْنِسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ** یعنی **یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ سے اُنسِیَّت بھری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسی پیاری گفتگو کی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مَلال جاتا رہا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خوش ہوگئے۔ (1)

فاروقِ اعظم بارگاہِ رسالت کے مُشِیر:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت میں ایک اور ایسا عظیم مقام و مرتبہ بھی حاصل تھا جس میں سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ کوئی آپ کا شریک نہ تھا، وہ یہ کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت کے مُشِیر تھے۔ حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مختلف اُمور پر مُشَاوَرَت فرماتے رہتے تھے، بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مُشاورت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِۚ﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۵۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو۔''

حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اِس آیت میں جن سے مشورہ کرنے کا حکم دیا

---

(1)...... بخاری، کتاب المظالم والغضب، باب الغرفۃ والعلیۃ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۳۳، حدیث: ۲۴۶۸ ملتقطاً۔

گیا ہے اُن سے مراد حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ (1)

اور بار ہا ایسا بھی ہوا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے مشورے کے مطابق وہ کام ہوا۔ بلکہ آپ نے جو رائے پیش کی اُسے بارگاہِ ربُّ العٰلمین و بارگاہِ رسالت دونوں سے تائید حاصل ہوگئی۔ اِس طرح کے کئی واقعات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ غزوۂ فتح مکہ کے بارے میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں سے مشاورت کی اور عمل فاروقِ اعظم کی رائے کے مطابق ہوا۔ (2)

فاروقِ اعظم مدینہ مُنوَّرہ کے عاملِ صدقات تھے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عہدِ رسالت میں یہ بھی فضیلت حاصل تھی کہ آپ کو حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ کے صدقات پر عامل مقرر فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا ابن سعدی مالکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے صدقات پر عامل بنایا، جب میں نے اپنا کام مکمل کرلیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے اُس کی اجرت دینے کا اِرادہ کیا۔ میں نے عرض کیا: ''**اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰہِ وَ اَجْرِي عَلَى اللّٰہِ** یعنی اے امیر المؤمنین! میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے کام کیا ہے اور مجھے اِس کا اَجر بھی وہی دے گا۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''**خُذْ مَا اُعْطِيتَ** یعنی جو تمہیں دیا جارہا ہے وہ لے لو۔'' پھر فرمایا کہ **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک عہد میں مجھے بھی صدقات پر عامل مقرر کیا گیا بعد ازاں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اِس کی اجرت عطا فرمانے کا ارادہ کیا تو میں نے بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہی عرض کیا جو تم نے مجھ سے کہا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِذَا اُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَ فَكُلْ وَ تَصَدَّقْ** یعنی اے عمر! جب تمہیں کوئی چیز تمہارے مانگے بغیر ہی مل رہی ہو تو اُسے لے لو، اب تمہاری مرضی کہ اُسے خود کھالو یا راہِ خدا میں صدقہ کردو۔'' (3)

---

1 ...... سنن کبری، کتاب آداب القاضی، باب مشاورۃ الوالی۔۔۔الخ، ج ۱۰، ص ۱۸۶، حدیث: ۲۰۳۰۰۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، حدیث فتح مکۃ، ج ۸، ص ۵۴۲، حدیث: ۵۳۔

3 ...... مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اباحۃ الاخذ۔۔۔الخ، ص ۵۲۰، حدیث: ۱۱۲۔

فاروقِ اعظم کی حَجَّۃُ الوداع میں رَفاقتِ مصطفٰے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قبولِ اسلام سے لے کر سفر و حضر ہر جگہ دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَعِیَّت میں رہے۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیاتِ طیّبہ میں جو آخری حج ادا فرمایا جس میں قرآن پاک کا نُزُول بھی مکمل ہو گیا اُسے ''حَجَّۃُ الوَداع'' کہتے ہیں، اُس میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھرپور رفاقت مصطفٰے نصیب ہوئی۔ اِسی حج کے موقع پر تکمیل دین کی آیات بھی نازل ہوئیں، اُس وقت بھی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَعِیَّت میں تھے، یہی وجہ ہے کہ بعد میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جب اِن آیات کے بارے میں کوئی استفسار کرتا تو آپ اُس کی وضاحت فرماتے کہ یہ آیات حجۃ الوداع کے موقعے پر نازل ہوئی تھیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا طارِق بن شِہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ قوم یہود میں سے ایک شخص (یعنی حضرت سیِّدُنا کَعْب اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے اور ایمان لے آئے تھے) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور عرض کیا: ''**اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ آيَةً فِيْ كِتَابِكُمْ لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا** یعنی اے امیر المؤمنین! آپ لوگ اپنی کتاب یعنی قرآن پاک میں ایک ایسی آیت کی تلاوت کرتے ہیں کہ اگر وہی آیت یہود پر نازل ہوتی تو اُس آیت کے نزول کے دن کو وہ عید مناتے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''وہ کون سی آیت ہے؟'' اُنہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت مبارکہ تلاوت کی۔ جسے سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''**فَقَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِىْ اُنْزِلَتْ فِيْهِ وَالسَّاعَةَ وَاَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حِيْنَ نَزَلَتْ لَيْلَةَ جُمْعَةٍ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِعَرَفَةَ** یعنی میں اس دن اس وقت اور اس مقام کو اچھی طرح جانتا ہوں، وہ جمعہ کی رات تھی اور ہم سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مقام عرفہ میں تھے۔''[1]

---

1 ......مسلم، کتاب التفسیر، ص ۱۶۰۹، حدیث: ۵۔

بخاری، کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان ونقصانہ، ج ۱، ص ۲۸، حدیث: ۴۵۔

فاروقِ اعظم عہدِ رِسالت میں فیصلے کیا کرتے تھے:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**مَا یَمْنَعُکَ مِنَ الْقَضَاءِ وَقَدْ کَانَ اَبُوْکَ یَقْضِیْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی اے **عبد اللہ** بن عمر! تمہیں لوگوں کے فیصلے کرنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ تمہارے والد امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں فیصلے کیا کرتے تھے۔'' میں نے عرض کیا: ''حضور! نہ میں اپنے والد گرامی کی طرح ہوں اور نہ ہی آپ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح ہیں۔ میرے والد گرامی پر جب کسی بات کا فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا تو وہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھ لیتے اور حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کوئی اشکال ہوتا تو وہ سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کے واسطے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے پوچھ لیتے تھے۔ اور مجھے عہدۂ قضاء کی بالکل تمنا نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: ''**مَنْ کَانَ قَاضِیاً فَقَضٰی بِالْجَھْلِ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَمَنْ کَانَ قَاضِیاً فَقَضٰی بِالْجَوْرِ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَمَنْ کَانَ قَاضِیاً عَالِماً یَقْضِیْ بِحَقٍّ اَوْ بِعَدْلٍ سَاَلَ التَّفَلُّتَ کَفَافاً** یعنی جو قاضی جہالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا وہ جہنمی ہے اور جو قاضی ظلم و زیادتی کے ساتھ فیصلہ کرے گا وہ بھی جہنمی ہے اور جو قاضی عالم ہو اور حق کے ساتھ فیصلہ کرے یا عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے تو اس نے برابری کی بنیاد پر جاں بخشی کا سوال کیا۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ''اے **عبد اللہ**! یہ حدیث ہمارے قاضیوں کو نہ سنانا نہیں تو وہ منصب قضاء چھوڑ دیں گے اور ہمارے کام کے نہ رہیں گے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور نبوی مدنی مکالمے

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تمام علمی معاملات **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیضان تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت سے قرآن وحدیث کی تعلیم

(1)..... صحیح ابن حبان، کتاب القضاء، ذکر الزجر عن دخول المرء فی قضاء۔۔۔ الخ، ج ۷، ص ۲۵۷، حدیث: ۵۰۳۴، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۳۵۔

حاصل کی تھی۔ بارگاہِ رسالت میں بسا اوقات کئی علمی مکالمے بھی ہوا کرتے تھے جن میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھرپور شرکت فرمایا کرتے۔ حصولِ برکت کے لیے صرف دو ۲ مُکالمے پیش خدمت ہیں:

فاروقِ اعظم اور بارگاہِ رسالت کی تین محبوب چیزیں:

ایک بار حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اَصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدنی مُکالمہ شروع فرمایا۔ سب سے پہلے خود ہی ارشاد فرمایا:

❀...... ’’**حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَ النِّسَاءُ وَ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ** یعنی مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں، خوشبو لگانا، بیویاں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔‘‘

❀...... یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا:

❀...... ’’**صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! وَحُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلَاثٌ** یعنی یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔‘‘

❀...... ’’**اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ** اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ روشن کی زیارت کرنا۔‘‘

❀...... ’’**وَاِنْفَاقُ مَالِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ** اور اپنا مال دوعالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ پر نچھاور کرنا۔‘‘

❀...... ’’**وَاَنْ یَکُوْنَ اِبْنَتِیْ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ** اور اپنی بیٹی کو خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نکاح میں دینا۔‘‘

❀...... یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ صدیقی میں عرض کیا:

❀...... ’’**صَدَقْتَ یَا اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَحُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلَاثٌ** یعنی اے صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔‘‘

❀...... ’’**اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ** یعنی نیکی کا حکم دینا۔‘‘ ❀...... ’’**وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ** اور برائی سے منع کرنا۔‘‘

﴾……''وَالثَّوْبُ الْخَلَقُ اور پرانے کپڑے پہننا۔''

……یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ فاروقی میں عرض کیا:

﴾……''صَدَقْتَ یَا عُمَرُ وَحُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلَاثٌ یعنی اے فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔''

﴾……''اِشْبَاعُ الْجِیْعَانِ یعنی بھوکے کا پیٹ بھرنا۔'' ﴾……''وَکِسْوَۃُ الْعُرْیَانِ اور ننگے کو کپڑے پہنانا۔''

﴾……''وَتِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔''

……یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ عثمانی میں عرض کیا:

﴾……''صَدَقْتَ یَا عُثْمَانُ وَحُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا ثَلَاثٌ یعنی اے عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔''

﴾……''اَلْخِدْمَۃُ لِلضَّیْفِ یعنی مہمان کی خدمت کرنا۔'' ﴾……''وَالصَّوْمُ فِی الصَّیْفِ اور گرمیوں میں روزے رکھنا۔'' ﴾……''وَالضَّرْبُ بِالسَّیْفِ اور تلوار کے ساتھ جہاد کرنا۔''

……بارگاہِ رسالت کے اِس علمی وروحانی مدنی مکالمے کو سن کر سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: ''اَرْسَلَنِیَ اللہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی لِمَا سَمِعَ مَقَالَتَکُمْ وَاَمَرَکَ اَنْ تَسْاَلَنِیْ عَمَّا اُحِبُّ اِنْ کُنْتُ مِنَ الدُّنْیَا یعنی یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اللہ تبارک وتعالٰی نے آپ حضرات کا یہ مدنی مکالمہ سن کر آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے بھی یہ استفسار فرمائیں کہ اگر میں دنیا والوں میں سے ہوتا تو مجھے کون سی چیزیں محبوب ہوتیں۔'' دوعالَم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِستفسار فرمایا: ''مَا تُحِبُّ اِنْ کُنْتَ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا یعنی اے جبریل! اگر تم دنیا والوں میں سے ہوتے تو تمہیں کون سی چیزیں محبوب ہوتیں۔'' عرض کی:

﴾……''اِرْشَادُ الضَّالِّیْنَ یعنی راہ بھولنے والوں کو راہ دکھانا۔'' ﴾……''وَمُوَانَسَۃُ الْغُرَبَاءِ الْقَانِتِیْنَ اور فرمانبردار اجنبیوں سے ہمدردی کرنا۔'' ﴾……''وَمُعَاوَنَۃُ اَھْلِ الْعِیَالِ الْمُعْسِرِیْنَ اور تنگ دستوں کی

مدد کرنا۔''

......سیّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام پھر عرض گزار ہوئے: ''**یُحِبُّ رَبُّ الْعِزَّةِ جَلَّ جَلَالُهٗ مِنْ عِبَادِهٖ ثَلَاثَ خِصَالٍ** یعنی اللہ **رَبُّ الْعِزَّت جَلَّ جَلَالُهٗ** کو بھی اپنے بندوں کی تین خصلتیں محبوب ہیں۔''

......''**بَذْلُ الْاِسْتِطَاعَةِ** یعنی (نیکیوں کے معاملے میں) اپنی طاقت کو خرچ کرنا۔'' ......''**وَالْبُكَاءُ عِنْدَ النَّدَامَةِ** اور ندامت کے وقت رونا۔'' ......''**وَالصَّبْرُ عِنْدَ الْفَاقَةِ** اور فاقے کی حالت میں صبر کرنا۔''(1)

فاروقِ اعظم اور بارگاہِ رسالت کی چار چیزیں:

......ایک بار حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے، مدنی مُکالمہ شروع ہوگیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا:

......''**اَلْكَوَاكِبُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَاءِ فَاِذَا انْتَثَرَتْ كَانَ الْقَضَاءُ عَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ** یعنی ستارے آسمان والوں کے لیے اَمان ہیں جب یہ جھڑ جائیں گے تو تقدیر آسمان والوں پر غالب آجائے گی۔''

......''**وَاَهْلُ بَيْتِيْ اَمَانٌ لِاُمَّتِيْ فَاِذَا زَالَ اَهْلُ بَيْتِيْ كَانَ الْقَضَاءُ عَلٰى اُمَّتِيْ** یعنی میرے اہل بیت میری اُمت کے لیے اَمان ہیں اور جب یہ دنیا سے چلے جائیں گے تو میری اُمت پر قضاء غالب آجائے گی۔''

......''**وَاَنَا اَمَانٌ لِاَصْحَابِيْ فَاِذَا ذَهَبْتُ كَانَ الْقَضَاءُ عَلٰى اَصْحَابِيْ** یعنی میں خود اپنے صحابہ کے لیے اَمان ہوں اور جب میں اِس دنیا سے چلا جاؤں گا تو قضاء میرے صحابہ پر غالب آجائے گی۔''

......''**وَالْجِبَالُ اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ فَاِذَا ذَهَبَتْ كَانَ الْقَضَاءُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ** یعنی پہاڑ زمین والوں کے لیے اَمان ہیں اور جب یہ پہاڑ ختم ہوجائیں گے تو قضاء اُن پر غالب آجائے گی۔''

......**خلیفۂ رسول اللہ** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

......''**اَرْبَعَةٌ تَمَامُهَا بِاَرْبَعَةٍ** یعنی چار ۴ چیزیں چار ۴ چیزوں کے ساتھ مکمل ہوتی ہیں۔'' ......''**تَمَامُ الصَّلَاةِ بِسَجْدَتَيِ السَّهْوِ** ناقص نماز سجدۂ سہو کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔'' ......''**وَالصَّوْمُ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ** اور

---

1 ......المنبهات، ص ۲۷۔

روزہ صدقۂ فطر کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔“ ......”وَالْحَجُّ بِالْهَدْيَةِ اور حج قربانی کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔“ ......”وَالْاِيْمَانُ بِالْجِهَادِ اور ایمان جہاد کے ساتھ مکمل ہوتا ہے۔“

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا:

......”اَلْبُحُوْرُ اَرْبَعَةٌ یعنی سمندر چار ہیں۔“ ......”اَلْهَوٰى بَحْرُ الذُّنُوْبِ خواہشات گناہوں کا سمندر ہیں۔“ ......”وَالنَّفْسُ بَحْرُ الشَّهَوَاتِ اور نفس شہوتوں کا سمندر ہے۔“ ......”وَالْمَوْتُ بَحْرُ الْاَعْمَارِ اور موت عُمروں کا سمندر ہے۔“ ......”وَالْقَبْرُ بَحْرُ النَّدَامَاتِ اور قبر ندامتوں کا سمندر ہے۔“

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا:

......”وَجَدْتُّ حَلَاوَةَ الْعِبَادَةِ فِيْ اَرْبَعَةِ اَشْيَاءٍ یعنی عبادت کی لذت کو میں نے چار چیزوں میں پایا۔“

......”اَوَّلُهَا فِيْ اَدَاءِ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰى پہلی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کی ادائیگی میں۔“ ......”وَالثَّانِيْ فِيْ اِجْتِنَابِ مَحَارِمِ اللّٰهِ تَعَالٰى دوسری اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں سے بچنے میں۔“ ......”وَالثَّالِثُ فِي الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ ابْتِغَاءَ ثَوَابِ اللّٰهِ تیسری حصول ثواب کی خاطر نیکی کا حکم کرنے میں۔“ ......”وَالرَّابِعُ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ اتِّقَاءَ غَضَبِ اللّٰهِ چوتھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب سے ڈرتے ہوئے برائی سے منع کرنے میں۔“

......نیز امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

......”اَرْبَعَةٌ ظَاهِرُهُنَّ فَضِيْلَةٌ وَبَاطِنُهُنَّ فَرِيْضَةٌ یعنی چار چیزیں ایسی ہیں جن کا ظاہر فضیلت والی بات ہے اور باطن فرض ہے۔“ ......”مُخَالَطَةُ الصَّالِحِيْنَ فَضِيْلَةٌ وَالْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ فَرِيْضَةٌ یعنی نیک لوگوں سے ملتے رہنا فضیلت والی بات ہے لیکن اُن کی اِقتداء کرنا فرض ہے۔“ ......”وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ فَضِيْلَةٌ وَالْعَمَلُ بِهٖ فَرِيْضَةٌ اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا فضیلت کی بات ہے لیکن اِس پر عمل کرنا فرض ہے۔“ ......”وَزِيَارَةُ الْقُبُوْرِ فَضِيْلَةٌ وَالْاِسْتِعْدَادُ لَهَا فَرِيْضَةٌ اور قبروں کی زیارت کرنا فضیلت والی بات ہے لیکن اِس کی تیاری کرنا فرض ہے۔“ ......”وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ فَضِيْلَةٌ وَاتِّخَاذُ الْوَصِيَّةِ مِنْهُ فَرِيْضَةٌ اور مریض کی عیادت کرنا فضیلت والی بات ہے لیکن اِس کی شرعی وصیت کو پورا کرنا فرض ہے۔“

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا:

......''**مَنِ اشْتَاقَ اِلَی الْجَنَّةِ سَارَعَ اِلَی الْخَیْرَاتِ** یعنی جس نے جنت کی خواہش کی، اس نے نیکیاں کرنے میں جلدی کی۔'' ......''**وَمَنِ اشْفَقَ مِنَ النَّارِ انْتَهٰی عَنِ الشَّهَوَاتِ** اور جس نے جہنم سے نجات کی خواہش کی، وہ شہوات سے رک گیا۔'' ......''**وَمَنْ تَیَقَّنَ بِالْمَوْتِ انْهَدَمَتْ عَلَیْهِ اللَّذَّاتُ** اور جسے موت کا یقین ہوگیا، اُس کی لذتیں ختم ہوگئیں۔'' ......''**وَمَنْ عَرَفَ الدُّنْیَا هَانَتْ عَلَیْهِ الْمُصِیْبَاتُ** اور جس نے دنیا کی حقیقت کو پہچان لیا، اس پر مصیبتیں آسان ہوگئیں۔''(1)

فاروقِ اعظم کی اَصحابِ کہف سے ملاقات:

ایک دن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اَصحاب کہف سے ملاقات کی آرزو کی تو اسی وقت حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْهِ السَّلَام نازل ہوئے اور بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! آپ انہیں دنیا میں ظاہراً نہیں دیکھ پائیں گے، البتہ اپنے اکابر صحابہ میں چار صحابیوں کو ان کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ آپ کا پیغام اُن تک پہنچائیں اور انہیں آپ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔'' نبیِّ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے جبریل! اس کی کیا صورت ہوگی، میں اپنے صحابہ کو ان کے پاس کیسے بھیجوں اور ان کے پاس جانے کا حکم کس کو دوں؟'' سیِّدُنا جبریل عَلَیْهِ السَّلَام نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! ایسا کریں آپ اپنی چادر مبارک کو بچھائیں اور ایک طرف حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، دوسری طرف حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، تیسری طرف حضرت علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم اور چوتھی طرف حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم کو بٹھا دیجئے۔ پھر اس ہوا کو بلائیں جسے **اللہ تعالی** نے حضرت سلیمان عَلَیْهِ السَّلَام کے لیے مُسَخَّر فرمایا تھا، کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کرے آپ اُس ہوا سے ارشاد فرمائیے کہ اِن چاروں صحابۂ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُم کو اٹھائے اور اس غار تک لے جائے جہاں اصحاب کہف آرام فرما ہیں۔'' چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ایسا ہی فرمایا۔ تو ہوا نے آپ کی

(1)......المنبهات، ص ۳۵ ماخوذاً۔

چادر مبارک کو اٹھایا، چاروں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس پر آرام وسکون سے بیٹھے رہے دیکھتے ہی دیکھتے وہ چادر آنکھوں سے اوجھل ہوگئی یہاں تک کہ اصحاب کہف کے غار کے پاس ہوا نے چادر کو زمین پر رکھ دیا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے غار کے قریب پہنچ کر منہ سے پتھر ہٹایا جیسے ہی روشنی اندر پہنچی تو اَصحاب کہف کے اُس عاشق کتے نے جو اُن کے ساتھ ہی آرام کر رہا تھا ہلکی سی آواز نکالی، گویا اس نے غار میں داخل ہونے والوں کو بغیر اجازت داخلے سے خبردار کیا۔ خطرے کی بُوسُونگ کر فوراً حملہ کرنے کے لیے باہر آیا لیکن جب **اولیاء اللہ** کے اس عاشق نے **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِن پیارے عُشّاق کو دیکھا تو اِن کے قدموں کے بوسے لینے لگا اور بڑے پیار سے اپنی دُم ہلانے لگا اور پھر سر کے اشارے سے اندر آنے کو کہا۔ چاروں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم غار کے اندر گئے اور سوئے ہوئے اصحاب کہف کو یوں سلام کیا: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ**۔''

اللہ تعالٰی نے اپنے کرم سے اصحاب کہف کو بیدار فرمایا اور انہوں نے بھی جواباً سلام کیا۔ چاروں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اپنا تعارف کروایا اور فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے نبی حضرت **محمد بن عبد اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ لوگوں کو سلام ارشاد فرمایا ہے۔'' انہوں نے کہا: ''ہماری طرف سے بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول حضرت **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جب تک زمین وآسمان ہیں سلامتی نازل ہو اور آپ سب پر بھی۔'' پھر سب لوگ بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ اصحاب کہف سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لے آئے اور دین اسلام کو قبول کیا اور عرض کیا کہ: ''ہماری طرف سے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سلام پیش کیجیے گا۔'' پھر وہ اپنی اپنی جگہوں پر دوبارہ لیٹ گئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان پر حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ظاہر ہونے تک نیند طاری فرمادی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب ظہور فرمائیں گے تو انہیں سلام کریں گے اور ایک بار پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کو بیدار فرمائے گا اور اس کے بعد قیامت تک کے لیے سوجائیں گے۔ بہر حال چاروں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان چادر پر اپنی اپنی جگہ دوبارہ بیٹھ گئے اور ہوا انہیں بارگاہِ رسالت میں پہنچانے کے لیے چادر کو لے کر چل پڑی۔

اُدھر حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوگئے اور ان چاروں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ جو ہوا سب کچھ بیان کردیا۔ اور جب چاروں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بارگاہِ رسالت

میں حاضر ہوئے تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے استفسار کیا کہ ''اصحاب کہف سے ملاقات کیسی رہی اور انہوں نے کیا کہا؟'' عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، پھر ہم نے انہیں دین اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور دین اسلام میں داخل ہوگئے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کی۔**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! انہوں نے آپ کو سلام بھی عرض کیا ہے۔'' یہ سن کر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت خوش ہوئے اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور بارگاہِ الٰہی میں یوں دعا فرمائی: ''**یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْن!** میرے، میرے رشتہ داروں، میرے دوستوں، میرے بھائیوں، میرے محبین کے مابین کبھی جُدائی نہ ڈالنا اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے، میرے اہل بیت سے محبت کرتا ہے، ان کا حامی ہے، اور جو میرے اصحاب سے محبت کرتا ہے ان سب کی مغفرت فرما۔''[1]

سَیِّدُنا فاروقِ اعظم اور سَیِّدُنا اُوَیس قَرَنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا اُوَیس قرنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مشہور تابعی بزرگ ہیں، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو قُطب اور اَبدالوں کے سرداروں میں شمار کیا جاتا ہے۔اگرچہ آپ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا زمانۂ مبارکہ پایا ہے لیکن چونکہ زیارت سے مشرف نہ ہوئے اس لیے شرف صحابیّت کو نہ پایا۔ البتہ اَکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے آپ کی ملاقات ثابت ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ تابعی کے درجے پر فائز ہوئے۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وہ تابعی بزرگ ہیں جن کا تذکرہ بارگاہِ رسالت میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حصولِ برکت کے لیے آپ کے فضائل پر تین اَحادیث پیشِ خدمت ہیں:

(1)......حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن اَبی لَیلیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک شامی بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''**اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ** یعنی بے شک تابعین میں سے سب سے افضل تابعی وہ ہے جسے اُوَیس کے نام سے یاد کیا جائے گا۔''[2]

---

1 ......روح البیان، پ۱۵، الکھف، تحت الآیۃ: ۲۱، ج۵، ص۲۳۱، انوارِ آفتاب صداقت، ج۲، ص۱۹۸، فیضانِ صدیق اکبر، ص۶۱۲۔

2 ......مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل اویس القرنی، ص۱۳۷۵، حدیث: ۲۲۴ مختصراً۔

(2)......حضرت سیِّدُنا سَلّام بن مِسکین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشادفرمایا: ''**خَلِیْلِیْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اُوَيْسُ الْقَرَنِی** یعنی اِس اُمت میں میرے خلیل (دوست) اُوَیس قرنی ہیں۔''[1]

(3)......حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشادفرمایا: ''**سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَرَنِيْ وَاِنَّ شَفَاعَتَهُ فِيْ اُمَّتِيْ مِثْلَ رَبِيْعَةَ وَ مُضَرَ** یعنی میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام اُویس بن عبداللہ قرنی ہوگا، بے شک اُس کی شفاعت میری اُمت کے حق میں قبیلۂ رَبیعہ اور قبیلۂ مُضر کے اَفراد سے بھی زیادہ ہوگی۔''[2]

اُوَیس قرنی کے بارے میں رسول اللہ کی غیبی خبر:

(1)......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشادفرمایا:

❀......''**يَا عُمَرُ! يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ فِيْ آخِرِ النَّاسِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسُ الْقَرَنِيْ** یعنی اے عمر! میری امت کے آخری لوگوں میں ایک شخص ہوگا جسے اُوَیس قرنی کہا جائے گا۔''

❀......''**فَيُصِيْبُهُ بَلَاءٌ فِيْ جَسَدِهِ فَيَدْعُوْ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَذْهَبُ بِهِ اِلَّا لُمْعَةٌ فِيْ جَنْبِهِ اِذَا رَآهَا ذَكَرَ اللّٰهَ** یعنی اُس کے جسم میں ایک بیماری لاحق ہوگی تو وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اُس کے بارے میں دعا کرے گا تو وہ بیماری دور ہوجائے سوائے اس کے پہلو میں ایک چھوٹے سے نشان کے کہ وہ جب بھی اُسے دیکھے گا تو ربّ **تعالٰی** کو یاد کرے گا۔''

❀......''**فَاِذَا رَأَيْتَهُ فَاَقْرِئْهُ مِنِّيْ السَّلَامَ وَاْمُرْهُ اَنْ يَدْعُوَ لَكَ، فَاِنَّهُ كَرِيْمٌ عَلٰى رَبِّهِ بَارٌّ بِوَالِدَتِهِ** یعنی اے عمر! جب تمہاری اُس سے ملاقات ہو تو اُسے میرا اسلام کہنا اور اُسے کہنا کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے کیونکہ وہ

---

1 ......طبقات کبری، بقیۃ طبقۃ من روی۔۔۔الخ، ج۶، ص۲۰۵، الرقم: ۲۰۷۶۔

2 ......جمع الجوامع، حرف السین، ج۵، ص۱۵، حدیث: ۱۳۰۸۴۔

اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہت عزت وعظمت والا ہے اور اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیکی کرنے والا ہے۔"

......"لَوْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَابَرَّهُ يَشْفَعُ لِمِثْلِ رَبِيْعَةَ وَ مُضَرَ یعنی اگر وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اٹھالے تو ربّ عَزَّوَجَلَّ اُسے ضرور پورا فرماتا ہے اور وہ میری امت کی قبیلہ رَبیعہ اور مُضَر کے برابر شفاعت کرے گا۔"[1]

(2)......ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہی روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"سَيَقْدِمُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسٌ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ لَهُ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَهُ یعنی عنقریب تمہارے پاس ایک ایسا شخص آئے گا جسے لوگ اُوَیس کے نام سے یاد کریں گے، اُس کے جسم پر سفید داغ ہوں گے پھر وہ ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرے گا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُنہیں دور فرمادے گا، پس تم میں سے جو کوئی اُس سے ملاقات کرے تو اُس سے اپنے لیے دعائے مغفرت ضرور کروائے۔"[2]

(3)......ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہی روایت ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرِئَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ یعنی تمہارے پاس اُوَیس بن عامر یَمَنی مددگار فوج کے ساتھ آئیں گے اور وہ مُراد قبیلہ سے ہیں اور قرن کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، اُن کے جسم پر بَرَص یعنی سفید داغ ہیں پھر اُنہیں اُس سے نجات دے دی جائے گی سوائے ایک درہم کی جگہ کے برابر۔ اُن کی والدہ بھی ہیں جس کے ساتھ وہ بہت نیک سلوک کرنے والے ہیں، اگر وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم اٹھالیں تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُسے ضرور پورا فرمائے گا، پس اے عمر! اگر تم ان سے دعائے مغفرت کرواسکو تو ضرور کروانا۔"[3]

1......جمع الجوامع، حرف الیاء، ج ۹، ص ۱۶۱، حدیث: ۲۷۹۲۹۔

2......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی اویس القرنی، ج ۷، ص ۵۳۹، حدیث: ۲۔

3......مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل اویس القرنی، ص ۱۳۷۶، حدیث: ۲۲۵۔

فاروقِ اعظم کی سیِّدُ نا اُویس قرنی سے ملاقات:

چونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حضرت سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں غیبی خبر دے دی تھی، اِس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُن کی تلاش میں رہتے اور جب بھی قافلے آتے خصوصاً یَمَن کے قافلے تو آپ اُن سے ضرور پوچھتے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا اُسَیر بن جابِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس جب اَہلِ یَمَن میں سے کوئی امداد لے کر آتا تو وہ اُن سے سوال کرتے کہ کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟ یہاں تک کہ ایک دن سیِّدُ نا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اُن کے پاس پہنچ گئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُن کے درمیان یوں مکالمہ ہوا:

- ......**سیِّدُ نا فاروقِ اعظم:** ''**اَنْتَ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ** یعنی آپ ہی اُویس بن عامر ہیں؟
- ......**سیِّدُ نا اویس قرنی:** ''**نَعَمْ** یعنی جی ہاں! میں ہی اُویس بن عامر ہوں۔''
- ......**سیِّدُ نا فاروقِ اعظم:** ''**مِنْ مُرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ** کیا آپ قبیلہ مراد سے ہیں، پھر قرن سے؟''
- ......**سیِّدُ نا اویس قرنی:** ''**نَعَم** جی ہاں! ایسا ہی ہے۔''
- ......**سیِّدُ نا فاروقِ اعظم:** ''**فَکَانَ بِکَ بَرَصٌ فَبَرَأْتَ مِنْہُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْھَمٍ** یعنی آپ کے جسم پر برص کے نشان تھے پھر آپ کو اُن سے نجات مل گئی بس ایک درہم کے برابر نشان باقی ہے۔''
- ......**سیِّدُ نا اویس قرنی:** ''**نَعَم** جی ہاں! ایسا ہی ہے۔''
- ......**سیِّدُ نا فاروقِ اعظم:** ''**لَکَ وَالِدَۃٌ** یعنی آپ کی والدہ بھی ہیں؟''
- ......**سیِّدُ نا اویس قرنی:** ''**نَعَم** جی ہاں! بالکل ہیں۔''

اِس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوعالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کے بارے میں جو غیبی خبر دی تھی وہ تفصیل سے سنائی کہ میں نے حسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ سنا ہے کہ ''اہلِ یمن کی امداد کے ساتھ تمہارے پاس قبیلہ مراد سے قرن

کا ایک شخص آئے گا جس کا نام اُویس بن عامر ہوگا، اُس کو بَرَص کی بیماری ہوگی اور پھر ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی سب ٹھیک ہوجائے گی، قرن میں اُس کی والدہ ہے جس کے ساتھ وہ بہت نیکی والا سلوک کرتا ہوگا، اگر وہ کسی چیز پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم اٹھالے تو **اللہ تعالیٰ** بھی اُس کو ضرور پورا فرمائے گا، اگر تم سے ہو سکے تو اُس سے مغفرت کی دعا کروانا۔'' لہٰذا اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیے۔ یہ سن کر سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے دعائے مغفرت کی۔

- ......**سیِّدُ نا فاروقِ اعظم:** ''**اَیْنَ تُرِیْدُ** یعنی اب آپ کا کہاں کا ارادہ ہے؟''
- ......**سیِّدُ نا اویس قرنی:** ''**اَلْکُوْفَۃَ** یعنی میں کوفہ جاؤں گا۔''
- ......**سیِّدُ نا فاروقِ اعظم:** ''**اَلَا اَکْتُبُ لَکَ اِلٰی عَامِلِھَا** میں کوفہ کے گورنر کو آپ کے بارے میں ایک مکتوب نہ لکھ دوں تا کہ آپ کو وہاں کوئی تکلیف نہ ہو۔''
- ......**سیِّدُ نا اویس قرنی:** ''**اَکُوْنُ فِیْ غَبْرَاءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیَّ** یعنی خاک نشیں لوگوں میں رہنا مجھے پسند ہے۔''

جب دوسرا سال آیا تو کوفہ کے اَشراف میں سے ایک شخص آیا اور اُس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات کی، تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس سے سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق پوچھا، اس نے کہا: ''**تَرَکْتُہُ رَثَّ الْبَیْتِ قَلِیْلَ الْمَتَاعِ** میں جب اُن کے پاس سے آیا تو اُس وقت وہ ایک خستہ حالت والے گھر میں تھوڑے سے ضروری سامان کے ساتھ رہ رہے تھے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے بھی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے متعلق تفصیلی حدیث سنائی۔ پھر وہ شخص جب سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے پاس دوبارہ گیا تو اُن سے عرض کیا کہ میرے لیے دعائے مغفرت کر دیجئے۔ اُنہوں نے جواباً اِرشاد فرمایا کہ تم ایک اچھے سفر سے آرہے ہو تم میرے لیے دعا کرو لیکن اُس شخص نے دوبارہ آپ ہی کو دعا کے لیے کہا تو اُنہوں نے فوراً امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**لَقِیْتَ عُمَرَ** کیا تم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملاقات کر کے آئے ہو؟'' اُس نے عرض کیا: ''جی ہاں۔'' پھر سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُن کے لیے دعائے مغفرت

فرمائی۔ اِس واقعے کے بعد لوگوں کو سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مقام ومرتبے کا علم ہوا۔ [1]

فاروقِ اعظم اُویس قرنی کو ہر سال تلاش کرتے:

بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں اِرشاد فرمایا تھا تب سے میں عہدِ رسالت میں بھی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو ڈھونڈ تا رہا لیکن وہ نہ ملے۔ پھر **خلیفۂ رسول اللہ** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہدِ خلافت میں بھی اُنہیں بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملے۔ پھر اپنے ہی عہدِ خلافت میں جب دیگر علاقوں کے وُفود آئے تو میں اُن میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو تلاش کرتا رہا بالآخر ایک وفد میں آپ مجھے مل گئے۔ میں نے اُن سے کہا: ''**یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَنْتَ اُوَیْسُ الْقَرَنِیُّ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے! کیا آپ ہی اُویس قرنی ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی اُویس قرنی ہوں۔'' میں نے کہا: ''**فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامَ** یعنی بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو سلام ارشاد فرمایا ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: ''**عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ السَّلَامُ وَعَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ** یعنی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی میرا سلام ہو اور اے امیر المؤمنین! آپ پر بھی سلامتی نازل ہو۔'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اُنہیں دعا کی درخواست کی۔ بعد ازاں ہر سال ہماری ملاقات ہوتی وہ مجھے اپنی خیر خیریت سے آگاہ کرتے اور میں اُنہیں اپنے بارے میں آگاہ کرتا۔ [2]

علم وحکمت کے مدنی پھول:

......**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** حضور نبی کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر یمن میں مُقیم تابعی بزرگ حضرت سیِّدُ نا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

---

1 ......مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل اویس القرنی، ص ۱۳۷۵، حدیث: ۲۲۵۔

2 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۹، ص ۴۳۱۔

کے متعلق غیب کی خبر دی، نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ یمن کی امداد کے ساتھ آئیں گے۔

❀......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو غیبی خبر دی تھی وہ **بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی** پوری ہوئی اور سیّدُنا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ واقعی یَمَنی مددگار فوج کے ساتھ تشریف لائے اور فاروقِ اعظم سے ملاقات کی۔

❀......یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بھی یہ پُختہ عقیدہ تھا کہ حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو غیبی خبر دی ہے وہ پوری ہو کر ہی رہے گی، جبھی تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عہدِ رسالت و عہدِ صدیقی دونوں میں سیّدُنا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو تلاش کرتے رہے اور بالآخر اپنے ہی عہدِ خلافت میں اُن سے ملاقات کی ترکیب بن گئی۔

❀......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عہدِ رسالت میں بھی سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع میں اپنی زندگی گزارتے تھے اور بعد میں بھی آپ کی یہی عادت مبارکہ رہی، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت سیّدُنا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے ملاقات ہوئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے اُن سے دعائے مغفرت کی درخواست کی۔

❀......یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دعائے مغفرت کروانے کا حکم خود نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَروَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیا۔ نیز بزرگوں سے دعا کروانا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ثابت ہے۔

❀......علمائے کرام نے اِس بات کی تصریح فرمائی ہے، نیز اَحادیث مبارکہ سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ سیّدُنا اُوَیس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اَپنی والدۂ ماجدہ کی بہت خدمت کیا کرتے تھے، اِسی وجہ سے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ اور بارگاہِ رسالت سے یہ مقام ومرتبہ ملا کہ اگرچہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ صحابی نہیں لیکن بارگاہِ رسالت میں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ذکر خیر ہوتا تھا۔

❀......اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے سیّدُنا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نہ کرسکے۔ چنانچہ منقول ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ایک بار اپنی والدہ سے بارگاہِ رسالت میں حاضری کی اِجازت طلب کی، والدہ نے اجازت تو دے دی لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ: ''بیٹا! **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم درِ دولت پر موجود نہ ہوں تو واپس آجانا۔'' آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یمن سے سفر کر کے جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو اپنے کاشانۂ اقدس پر تشریف فرما نہیں ہیں۔ فوراً والدہ کی بات یاد آئی اور واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ یوں والدہ ماجدہ کی اطاعت میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نہ ہوسکی۔ جب **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم درِ دولت پر تشریف لائے تو سیدنا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نور کو ملاحظہ فرمالیا اور استفسار فرمایا کہ ''یہاں کوئی آیا تھا؟'' عرض کی گئی: ''جی! یمن سے اُویس نامی شخص آئے تھے اور آپ کو سلام عرض کر گئے ہیں۔'' فرمایا: ''یہ نورِ اُویس ہی کا ہے جسے وہ بطورِ ہدیہ چھوڑ گئے ہیں۔''

یہ بھی منقول ہے کہ جب سیدنا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کاشانۂ نبوت پر زیارت نہ کی تو اُمّ المؤمنین سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے استفسار کیا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کب تشریف لائیں گے؟'' فرمایا: ''شاید ظہر تک تشریف لے آئیں۔'' عرض کیا: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میرا اسلام عرض کر دیجئے گا۔'' جب **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم درِ دولت پر تشریف لائے تو سیدنا اُویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے نور کو ملاحظہ فرمالیا اور اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے استفسار فرمایا۔ عرض کیا: ''جی! یمن سے اُویس نامی شخص آئے تھے اور آپ کو سلام عرض کر گئے ہیں۔'' فرمایا: ''یہ نورِ اُویس ہی کا ہے جسے وہ بطور ہدیہ چھوڑ گئے ہیں۔''[1]

......حضرت سیِّدُنا اُوَیس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ شان بھی ظاہر ہوئی کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مستجاب الدعوات تھے، نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ شان تھی کہ اگر کسی بات پر قسم اٹھالیتے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور پورا فرماتا تھا۔ معلوم ہوا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کو بلند درجات ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی بارگاہ سے ملتے ہیں، ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی عطا ہوتے ہیں، انہیں بیان کرنا **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت اور ان کو تسلیم کرنا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنت مبارکہ ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......خواجہ اویس قرنی صحابی یا تابعی؟، ص ۲۳، ذکر اویس، ص ۶۸۔

فاروقِ اعظم کا قبولِ اسلام

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

فاروقِ اعظم کا قبولِ اسلام

ایک اہم وضاحت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام کے مختلف واقعات کتب میں ملتے ہیں، ان تمام واقعات میں کوئی تضاد نہیں۔ مشہور واقعہ وہی ہے جس میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ شہید کرنے کے ارادے سے نکلے اور اپنی بہن و بہنوئی کے گھر چلے گئے اور بالآخر دارِ اَرقم میں جا کر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی موجودگی میں قبولِ اسلام کرلیا۔ البتہ قبولِ اسلام سے قبل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ دیگر کئی ایسے واقعات پیش آئے جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام میں معاون ثابت ہوئے اور اسلام کی محبت آپ کے دل میں گھر کر گئی نیز وہی واقعات آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام کا مُحَرِّک بھی بنے۔ ایسے ہی چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

قبولِ اسلام میں معاون چند واقعات

(1)......اسلام کی محبت دل میں بیٹھ گئی:

حضرت سیِّدُنا شُرَیح بن عُبَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے خود ارشاد فرماتے ہیں کہ: میں اسلام لانے سے قبل ایک بار تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایذاء پہنچانے کے ارادے سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے پہلے ہی مسجد حرام میں پہنچ کر نماز میں مصروف ہو چکے ہیں۔ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے ''**سُوْرَۃُ الْحَآقَّہ**'' کی تلاوت شروع کی تو میں قرآن کریم سن کر دنگ رہ گیا اور سوچنے لگا کہ قریش سچ کہتے ہیں یہ واقعی شاعر ہیں۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ''**سُوْرَۃُ الْحَآقَّہ**'' کی یہ دو آیتیں پڑھیں: ﴿**اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍۚ(۴۰) وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍؕ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَۙ(۴۱)**﴾ (پ۲۹، الحاقۃ: ۴۰، ۴۱) (**ترجمۂ کنزالایمان:** ''بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں، اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔) میں نے سوچا یہ شاعر نہیں بلکہ کاہن لگتے ہیں۔ (کیونکہ اِدھر میرے دل میں خیال آیا کہ

یہ شاعر ہیں اُدھر اُنہوں نے اس کی نفی کردی، اور تعجب کی بات یہ کہ میرے دل کی بات جان لی۔) ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ''سُوْرَۃُ الْحَاقَّہ'' کی یہ دو آیتیں پڑھیں: ﴿ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٣﴾ ﴾ (پ ۲۹، الحاقۃ: ۴۲، ۴۳) (ترجمۂ کنزالایمان: ''اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، اس نے اتارا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔'' بس یہ سننا تھا کہ میرے دل میں اسلام کی محبت بیٹھ گئی۔ [1]

(2)......بچھڑے کا نبی کریم کی رسالت کی شہادت دینا:

ابوجہل لعین نے اعلان کیا کہ اے قبیلہ قریش! محمد بن عبد اللہ ہمارے دین کو باطل اور ہمارے معبودوں کو مردود ٹھہراتا ہے جو آدمی اسے (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) قتل کر دے میں اسے ایک سو سرخ یا سیاہ اونٹنیاں اور ایک ہزار اَوقیہ چاندی جس کا ہر اَوقیہ چالیس درہم کا ہو گا بطورِ انعام دوں گا۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ننگی تلوار لیے سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شہید کرنے کے ارادے سے نکلے، راستے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک بچھڑے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیے ہوئے ہیں، بچھڑے کے منہ سے یہ صدا بلند ہوئی: ''اے آلِ ذریح! ایک آدمی پکار پکار کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کی شہادت کی دعوت دے رہا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سن کر گہری سوچ میں پڑ گئے اور اسلام آپ کے دل میں داخل ہو گیا۔ [2]

(3)......بکری کا نبی کریم کی رسالت کی گواہی دینا:

اس بچھڑے کا کلام سن کر جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آگے بڑھے تو ایک بکری کو چرتے ہوئے دیکھا اس کے پاس ہاتفِ غیبی کی آواز سنی جو ایسے اشعار پڑھ رہا تھا جن میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کی بحث تھی۔ چند اشعار اور اُن کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

---

1 ......مسند امام احمد، مسند عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۴۸، حدیث: ۱۰۷۔

2 ......شرح زرقانی علی المواهب، اسلام الفاروق، ج ۲، ص ۱۰ ملتقطا۔

قَدْ لَاحَ لِلنَّاظِرِ مِنْ تِهَامِ ...... وَ قَدْ بَدَاَ لِلنَّاظِرِ الشَّامِ

ترجمہ: ''یقیناً تہامہ اور شام کے رہنے والوں پر یہ بات واضح ہوچکی ہے (یعنی حضرت سیّدُنا محمد بن عبد اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی) سچے نبی اور ساری مخلوق کے سردار ہیں۔''

مُحَمَّدٌ ذُو الْبِرِّ وَ الْاِکْرَامِ ...... اَکْرَمَہُ الرَّحْمٰنُ مِنْ اِمَامِ

ترجمہ: ''**محمد** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات تو اتنی مُکَرَّم ومُحْتَرم ہے کہ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ نے انہیں امام کا لقب عطا فرما کر اکرام عطا فرمایا ہے۔''

یَاْمُرُ بِالصَّلَاۃِ وَالصِّیَامِ ...... قَدْ جَاءَ بَعْدَ الشِّرْکِ بِالْاِسْلَامِ

ترجمہ: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز اور روزے کا حکم ارشاد فرماتے ہیں، کیونکہ آپ شرک کے مقابل اسلام کو لے کر آئے ہیں۔''

وَیَزْجُرُ النَّاسَ عَنِ الْآثَامِ ...... وَالْبِرِّ وَالصِّلَاتِ لِلْاَرْحَامِ

ترجمہ: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نیکی اور صلہ رحمی کا حکم ارشاد فرماتے ہیں اور لوگوں کو بُتوں کی پوجا سے روکتے ہیں۔''

ان اشعار کو سن کر حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اسلام کے ساتھ محبت میں مزید اضافہ ہوگیا۔[1]

(4)......''ضِمَار'' نامی بُت کا نبی کریم کی رسالت کی شہادت دینا:

جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بچھڑے اور بکری سے آگے نکلے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گزر ''ضِمَار'' پر سے ہوا یہ ایک بت کا نام ہے کفار اس کی پرستش کرتے تھے آپ نے اس بت سے اشعار سنے جن میں ایمان پر شوق دلایا گیا تھا اور سیّدِ عالَم، **نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے پر ڈرایا گیا تھا۔ وہ پانچ اشعار درج ذیل ہیں:

اَوْدَی الضِّمَارُ وَکَانَ یُعْبَدُ مُدَّۃً ...... قَبْلَ الْکِتَابِ وَقَبْلَ بَعْثِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: ''ضمار (بُت) برباد ہوگیا حالانکہ اس کی اس وقت سے عبادت کی جارہی تھی جب کہ قرآن مجید ابھی

---

1 ......شرح زرقانی علی المواہب، اسلام الفاروق، ج ۲، ص ۱۰ ملتقطاً۔

نازل نہ ہوا تھا اور حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت بھی نہ ہوئی تھی۔''

اِنَّ الَّذِیْ وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی ...... بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّھْتَدِیْ

ترجمہ: ''حضرت سیِّدُنا عیسٰی بن مریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد جو نبوت اور ہدایت کا اب وارث ہے وہ قبیلہ قریش کا ہدایت دینے والا ایک شخص ہے۔''

سَیَقُوْلُ مَنْ عَبَدَ الضَّمَارَ وَمِثْلَہٗ ...... لَیْتَ الضَّمَارَ وَمِثْلَہٗ لَمْ یُعْبَدْ

ترجمہ: ''وہ دن دور نہیں جب ضمار اور اس کی مانند دیگر بتوں کی پرستش کرنے والے کہہ اٹھیں گے کہ کاش! ضمار اور دیگر بتوں کی عبادت نہ کی جاتی۔''

وَاصْبِرْ اَبَا حَفْصٍ فَاِنَّکَ آمِرٌ ...... یَّاْتِیْکَ عِزٌّ غَیْرُ عِزِّ بَنِیْ عَدِیْ

ترجمہ: ''اے ابو حفص! اپنے موجودہ ارادے سے ہاتھ روک لے، تجھے حکومت ملے گی اور بنو عدی کی دی ہوئی موجودہ عزت کے علاوہ بھی تجھے بڑی عزت نصیب ہوگی۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب بت کے یہ اشعار سنے تو آپ کے تعجب میں مزید اضافہ ہوگیا اور اسلام کی محبت آپ کے دل میں اور زیادہ ہوگئی۔ [1]

(5)......فاروقِ اعظم اور ایک خوفناک چیخ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبول اسلام میں مُعاوَنَت کا ایک اور واقعہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود ہی بیان فرمایا کہ ایک بار میں بت خانے میں بتوں کے قریب سویا ہوا تھا کہ ایک شخص بتوں کے چڑھاوے کے لیے ایک بچھڑا لایا اور اسے ذبح کردیا۔ اچانک ایک زوردار اور خوفناک چیخ سنائی دی لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ چیخنے والا کون ہے۔ کوئی کہہ رہا تھا: ''**یَا جَلِیْحُ اَمْرٌ نَجِیْحٌ رَجُلٌ فَصِیْحٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** یعنی اے شخص! کتنی اہم بات ہے کہ ایک فصیح و بلیغ شخص کہہ رہا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' یہ آواز سن کر سب لوگ بھاگ گئے۔ البتہ میں وہیں موجود رہا۔ میں نے سوچا یہ کیا راز ہے میں ضرور جاننے کی کوشش کروں گا۔ اچانک پھر وہی آواز

1 ......شرح زرقانی علی المواهب، اسلام الفاروق، ج ۲، ص ۱۰۔

دوبارہ آئی کہ: ''یَا جَلِیحُ اَمْرٌ نَجِیحٌ رَجُلٌ فَصِیحٌ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اے شخص! کتنی اہم بات ہے کہ ایک فصیح وبلیغ شخص کہہ رہا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' بعد میں معلوم ہوا کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔اس واقعے سے بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دل اسلام کی طرف راغب ہوگیا۔[1]

قبولِ اسلام کے چند واقعات

(1)......فاروقِ اعظم کے قبولِ اسلام کا ابتدائی واقعہ:

حضرت سیِّدُنا جابِر بن عبد **اللہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے کی ابتداء آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک رات میری ہمشیرہ دردِ زِہ میں مبتلا ہوئیں۔لہٰذا رات گزارنے کی غرض سے میں اپنے گھر سے نکل کر کعبۃ **اللہ** شریف کے پردوں کے پیچھے چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور سیدھے حطیمِ کعبہ میں داخل ہوگئے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دواُونی کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رب عَزَّوَجَلَّ نے جب تک چاہا نماز ادا فرمائی اور واپس تشریف لے گئے۔اسی دوران میں نے ایک پُراَثر اور غیر مانوس کلام سنا جو اس سے قبل کبھی نہ سنا تھا۔ میں فوراً کعبۃ **اللہ** شریف کے پردوں سے نکل کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے پیچھے چل دیا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری موجودگی کو محسوس فرمایا تو پوچھا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''عمر بن خطاب۔'' فرمایا: ''**یَا عُمَرُ مَا تَدَعُنِي لَیْلًا وَلَا نَہَارًا** یعنی اے عمر! تم رات دن کسی وقت بھی میرا تعاقب کرنے سے باز نہیں آتے۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**فَخَشِیْتُ اَنْ یَدْعُوَ عَلَيَّ** یعنی میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے کوئی بددعا نہ دے دیں لہٰذا میں نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کلمۂ شہادت سن کر ارشاد فرمایا: ''**اُسْتُرْہُ** یعنی اے عمر! اسے ابھی پوشیدہ رکھو۔'' میں نے عرض کیا: ''**وَالَّذِي بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَاُعْلِنَنَّہُ کَمَا اَعْلَنْتُ الشِّرْکَ** یعنی اے میرے

---

1 ......بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۵۷۸، حدیث: ۳۸۶۶ ملتقطاً۔

کریم آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس ذات کی قسم جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں ضرور کلمۂ شہادت کا ویسے ہی اعلان کروں گا جیسے قبولِ اسلام سے قبل اپنے شرک کا اعلان کرتا رہا تھا۔''[1]

(2)......فاروقِ اعظم کے اسلام لانے کا تفصیلی واقعہ:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہاتھ میں ننگی تلوار لیے باہر نکلے، گلی سے گزر رہے تھے کہ قبیلہ بَنُوزُہرَہ کے ایک شخص سے سامنا ہوگیا، اس نے پوچھا: ''اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟'' کہا: ''میں محمد بن عبد اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو قتل کرنے جارہا ہوں۔'' اس نے کہا: ''اگر تم نے محمد بن عبد اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو شہید کردیا تو بَنُوہاشم اور بَنُوزُہرَہ سے تمہیں کیسے امن حاصل ہوگا؟'' سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''لگتا ہے تم بھی اپنا دین تبدیل کرکے مسلمان ہوگئے ہو؟'' اس نے کہا: ''اے عمر! کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتاؤں؟ تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی دونوں تمہارا دین چھوڑ کر مسلمان ہوچکے ہیں۔'' یہ سننا تھا کہ مزید طیش میں آگئے اور اپنے بہن و بہنوئی کے گھر کی طرف چل پڑے۔ آپ کی بہن حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ جمیل فاطِمہ بنت خطاب اور بہنوئی حضرت سیِّدُنا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر میں اس وقت حضرت سیِّدُنا خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے اور دونوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے، جیسے ہی انہیں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آنے کی خبر ہوئی تو فوراً چھپ گئے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے ہی اندر آئے تو پوچھا: ''مجھے کچھ پڑھنے کی بھنبھناہٹ آرہی تھی، تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟'' دونوں نے جواب دیا: ''ہمارے مابین تو کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔'' آپ نے فرمایا: ''مجھے لگتا ہے کہ تم دونوں اپنا دین ترک کرچکے ہو۔'' آپ کے بہنوئی بولے: ''کیا حق تمہارے عقیدہ کے برخلاف نہیں ہے؟'' یہ سنتے ہی آپ اپنے بہنوئی پر پل پڑے اور انہیں خوب مارا پیٹا۔ آپ کی بہن غضب ناک ہوکر بولیں: ''اے عمر! حق وہ نہیں جو تمہارا عقیدہ ہے، اور سن لو میرا اعلان یہ ہے: **اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔**'' جب آپ پر حق واضح ہونے لگا تو پوچھا: ''جو کتاب تم لوگ پڑھ رہے تھے میرے پاس لاؤ میں بھی پڑھنا چاہتا ہوں۔'' بہن نے کہا: ''اسے

[1] ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول مافعل ومن فعلہ، ج ۸، ص ۳۴۲، حدیث: ۱۴۷۔

صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔تم وضو یا غسل کرلو پھر اسے پڑھ سکتے ہو۔آپ نے اٹھ کر وضو کیا، اور پھر قرآن پاک کی سورۃ طٰہٰ پڑھنا شروع کردی۔جیسے جیسے قرآن پاک پڑھتے گئے اسلام کی محبت دل میں اُترتی گئی۔کہنے لگے: ''مجھے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لے چلو۔'' حضرت سیِّدُنا خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو چھپے بیٹھے تھے جب یہ سنا تو باہر نکل آئے اور بولے: ''اے عمر! تمہیں بشارت ہو مجھے یقین ہے کہ تم ہی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کا ثَمَر ہو کیونکہ جمعرات کی رات آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُسلسل یہی دعا فرماتے رہے ہیں: **اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ الْھِشَامِ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! دینِ اسلام کو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابوجہل) کے ساتھ عزت عطا فرما۔'' حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان دنوں صَفا پہاڑی کے دامن میں واقع دارِ ارقم کے اندر جلوہ فرما تھے۔حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں آئے تو دروازہ پر حضرت سیِّدُنا امیر حمزہ، حضرت سیِّدُنا طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان موجود تھے۔حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آمد کا سن کر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان گھبرا گئے۔حضرت سیِّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر عمر اچھی نیت سے آرہا ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس کی سلامتی چاہی تو بچ جائے گا، ورنہ اس کا قتل کوئی بڑی بات نہیں۔'' اس وقت صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان صحن میں اور حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگے کمرے میں تشریف فرما تھے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باہر تشریف لائے اور سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گریبان اور تلوار کی حَمائل پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''اے عمر! کیا تم اس وقت باز آؤ گے جب وَلید بن مُغیرہ کی طرح **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تمہاری ذلت میں آیت نازل فرمائے گا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا فرمائی: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! عمر کو راہِ اسلام نصیب فرما۔اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! یہ عمر بن خطاب ہے، اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔'' یہ سننا تھا کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بے ساختہ پکار اٹھے: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔'' اور اسلام قبول کرلیا۔(1)

---

(1) ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب استقامۃ فاطمۃ علی الاسلام، ج۵، ص۹۷، حدیث: ۶۹۸۱ ملخصا۔

اتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب علامات النبوۃ، فضائل عمر بن الخطاب، ج۹، ص۲۲۱، حدیث: ۸۸۶۵ ملخصا۔

اِجابت کا سِہرا عِنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دعائے محمد
اِجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسول اللہ کی دعا کا پس منظر:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام کے لیے جو حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت، حسن اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا مانگی تھی اس کا پس منظر اعلیٰ حضرت عَظِیم البَرَکت مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت پروانۂ شمعِ رِسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے والدِ گرامی رَئِیسُ الْمُتَکَلِّمِین مولانا نَقی علی خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے تفصیلاً بیان فرمایا ہے۔جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

''جب کفارِ مکہ نے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا تو بعض مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی حبشہ ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ہجرت کے ارادے سے گھر سے نکلے، ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ مکہ مکرمہ کے ایک مشہور شخص **اِبنِ دَغِنَہ** سے ملاقات ہوگئی، وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو واپس مکہ مکرمہ لے آیا اور تمام کفار کے سامنے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امان دے دی۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر کے صحن میں عبادت کرنا شروع کر دی جسے کفار کے بچے وغیرہ دیکھتے اور خوش ہوتے۔کفار کو اس سے تکلیف ہوئی اور انہوں نے ابن دغنہ سے شکایت کی، **اِبنِ دَغِنَہ** نے آپ سے بات کی تو فرمایا مجھے تمہاری امان کی کوئی ضرورت نہیں، میرے لیے رب کی امان ہی کافی ہے۔وہ اپنی امان توڑ کر چلا گیا اور رب عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی حفظ وامان میں لے لیا اور ظالموں کے ظلم وستم سے انہیں محفوظ کیا۔انہی دنوں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی کہ **یَا اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسلام کو ابوجہل یا عمر بن خطاب کے ایمان سے قُوّت دے۔''(1)

---

(1)......انوار جمال مصطفےٰ، ص ۱۱۴ بتصرف۔

(3)......اِسلامِ فاروقِ اعظم بزبانِ فاروقِ اعظم:

حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم لوگ پسند کرو گے کہ میں تمہیں اپنے اسلام لانے کا واقعہ سناؤں؟'' ہم نے کہا: ''جی ہاں! کیوں نہیں۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سخت ترین مخالفین میں سے تھا۔ ایک دن شدت کی گرمی تھی، اس گرمی میں مکے کی گلیوں میں ایک شخص نے مجھے دیکھ کر کہا: ''تم اس وقت کدھر جا رہے ہو؟'' میں نے کہا: ''اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جو خود کو نبی سمجھتا ہے۔'' وہ بڑے تعجب سے بولا: ''اے عمر! تو اُنہیں شہید کرے گا جب کہ ان کا دین تو تمہارے گھر میں بھی داخل ہو چکا ہے؟'' میں نے کہا: ''کہاں؟'' اس نے کہا: ''تمہاری بہن کے گھر۔'' یہ سن کر میں شدید غصے کی حالت میں بہن کی طرف چلا آیا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے پوچھا گیا: ''کون؟'' میں نے کہا: ''عمر بن خطاب۔'' اس وقت وہ لوگ اپنے ہاتھوں میں لیے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ میرا نام سن کر جلدی جلدی میں اٹھ کر چھپ گئے اور قرآنی صحیفہ وہیں چھوڑ دیا۔ میری بہن نے دروازہ کھولا تو میں نے کہا: ''اے اپنی جان کی دشمن! تم نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے یہ کہہ کر میں نے کوئی چیز اٹھائی اور اس کے سر پر دے ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا، وہ روتے ہوئے کہنے لگی: ''جو جی چاہے کرلو، میں باز نہیں آؤں گی کیونکہ میں اسلام لا چکی ہوں۔'' میں'' اسی غصے کی حالت میں کمرے میں داخل ہوا اور چار پائی پر بیٹھ گیا، میں نے دیکھا کہ وہاں ایک قرآنی صحیفہ رکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا: ''یہ کیا ہے؟ مجھے دو۔'' بہن بولی: ''تم اس کے اہل نہیں ہو، کیونکہ اسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔'' بہر حال پاکی وغیرہ کے بعد آخر کار بہن نے مجھے وہ صحیفہ دے دیا۔ میں نے اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا تو اس میں لکھا تھا: ''**بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ**'' جب میں نے **اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** پڑھا تو مجھے مزید پڑھنے کا شوق ہوا، جب میں نے دوبارہ پڑھا تو کانپنے لگ گیا یہاں تک کہ میں نے وہ صحیفہ رکھ دیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں نے اسے دوبارہ اٹھا کر پھر پڑھنا شروع کر دیا۔ جوں جوں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اسماء میرے سامنے سے گزرتے گئے، مجھ پر لرزہ طاری ہوتا گیا یہاں تک کہ میں بے ساختہ پکار اٹھا: ''**اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰہِ**۔'' یہ سن کر گھر میں چھپے ہوئے لوگ تکبیر کہتے ہوئے باہر نکل آئے اور مجھے

بشارت دینے لگے کہ ''اے ابن خطاب! مبارک ہو حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیر کے روز یہ دعا مانگی تھی: اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دو مردوں ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کے ساتھ جو تجھے زیادہ پسند ہے، اسلام کو عزت عطا فرما۔'' اور ہمیں یقین ہے کہ آپ ہی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کا ثمرہ ہیں۔ میں نے کہا: ''مجھے بتاؤ کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کہاں ہیں؟'' انہوں نے آپ کا پتا بتا دیا۔ میں وہاں پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آواز آئی ''کون؟'' میں نے کہا: ''ابن خطاب۔'' مگر کسی نے دروازہ کھولنے کی ہمت نہ کی کیونکہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ میری سخت مخالفت سب پر آشکار تھی اور میرے مسلمان ہوجانے سے یہ لوگ بے خبر تھے۔ حضور نبیِّ پاک، صَاحِبِ لَولَاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''دروازہ کھول دو، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لیے بہتری چاہے گا تو اسے ہدایت عطا فرما دے گا۔'' چنانچہ انہوں نے دروازہ کھول دیا اور دو مَردوں نے مجھے پکڑ کر سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔'' پھر آپ نے میرا گریبان پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور ارشاد فرمایا: ''اے ابن خطاب! اسلام لے آؤ۔'' پھر آپ نے میرے لیے یوں دعا کی: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ہدایت دے دے۔'' یہ دعا کرنا تھی کہ میں بے ساختہ پکار اُٹھا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰه۔'' مسلمانوں نے یہ سن کر اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ حرمِ کعبہ تک اس کی گونج جا پہنچی۔''[1]

فاروقِ اعظم کے حق میں رسول اللّٰہ کی دعا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جس دن اسلام لائے اس دن رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سینے پر تین بار ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَا فِيْ صَدْرِهٖ مِنْ غِلٍّ وَاَبْدِلْهُ اِيْمَانًا یعنی اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! عمر کے سینے میں جو بھی اسلام کی دشمنی ہے اسے نکال کر ایمان سے تبدیل فرما دے۔''[2]

---

1 ......مسند بزار، اسلم مولی عمر عن عمر، عمر بن خطاب، ج ۱، ص ۴۰۰، حدیث: ۲۷۹۔

2 ......معجم کبیر، سالم عن ابن عمر، ج ۱۲، ص ۲۳۶، حدیث: ۱۳۱۹۱۔

قبولِ اِسلام کے بعد فاروقِ اعظم کے اشعار:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبولِ اسلام کے بعد درج ذیل اشعار پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْمَنِّ الَّذِي وَجَبَتْ ...... لَهُ عَلَيْنَا اَيَادٍ مَا لَهَا غَيْرُ

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس رب عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس کے ہم پر بہت احسانات ہیں، اور ہم پر وہی احسان فرمانے والا ہے اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں جو ہم پر احسان کرے۔''

وَقَدْ بَدَاَنَا فَكَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا ...... صِدْقَ الْحَدِيْثِ نَبِيٌّ عِنْدَهُ الْخَبَرُ

ترجمہ: ''اس نے ہمیں پیدا کیا لیکن ہائے افسوس! ہم اسی کو جھٹلانے لگے، اس غیب کی خبریں دینے والے (نبی) نے سچی باتیں بتائیں کہ جس کے پاس خبریں ہیں۔''

وَقَدْ ظَلَمْتُ ابْنَةَ الْخَطَّابِ ثُمَّ هَدٰى ...... رَبِّيْ عَشِيَّةً قَالُوْا قَدْ صَبَا عُمَرُ

ترجمہ: ''اور آہ! میں نے (اپنی بہن) خطاب کی بیٹی (حضرت سیدتنا فاطمہ بنت خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) پر ظلم کیا، پھر میرے پروردگار نے مجھے شام کے وقت ہدایت عطا فرمائی، اس پر کافر کہنے لگے عمر نے دین بدل لیا۔''

وَقَدْ نَدِمْتُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْ زَلَلٍ ...... بِظُلْمِهَا حِيْنَ تُتْلٰى عِنْدَهَا السُّوَرُ

ترجمہ: ''اور یہ جو غلطی مجھ سے سرزد ہوئی میں اس پر نادم ہوں کہ میں نے (اپنی بہن پر) اس وقت ظلم وزیادتی کی جب اس کے پاس قرآن مجید کی سورتیں تلاوت کی جارہی تھیں۔''

لَمَّا دَعَتْ رَبَّهَا ذَا الْعَرْشِ جَاهِدَةً ...... وَالدَّمْعُ مِنْ عَيْنِهَا عَجْلَانَ يَبْتَدِرُ

ترجمہ: ''جب اس نے عرش کے مالک اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے پوری کوشش سے دعا کی تو اس وقت اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو ٹپک رہے تھے۔''

اَيْقَنْتُ اَنَّ الَّذِيْ تَدْعُوْهُ خَالِقُهَا ...... فَكَادَ يَسْبِقُنِيْ مِنْ عِبْرَةٍ دُرَرُ

ترجمہ: ''جسے دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ جس سے وہ دعائیں مانگ رہی ہے وہ اس کا خالق ہے تو جلد ہی میری آنکھوں میں بھی موتیوں جیسے آنسو ابھر آئے۔''

فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ خَالِقُنَا ...... وَاَنَّ اَحْمَدَ فِيْنَا الْيَوْمَ مُشْتَهَرُ

ترجمہ: ''تو اس پر میں بے ساختہ پکار اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارا خالق **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہے اور حضرت **محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہم میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول بن کر ظاہر ہو چکے ہیں۔''

نَبِيٌّ صِدْقٍ اَتٰى بِالْحَقِّ مِنْ ثِقَةٍ ...... وَافِى الْاَمَانَةِ مَا فِيْ عَوْدِهٖ خَوَرُ

ترجمہ: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے نبی حق لے کر آئے ہیں ایسی قابل اعتماد شخصیت (حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَيْهِ السَّلَام) کے واسطے سے جو امانت کو درست پہنچانے والے ہیں اور ان کے بار بار آنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم کے قبولِ اسلام کا سبب حقیقی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے قبول اسلام کے اسباب تو بہت سے ہیں لیکن قبول اسلام کا سبب حقیقی آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے حق میں **خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی وہ دعا تھی جو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ان کے قبول اسلام کے لیے مانگی تھی اور آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه اسی دعا کا ثمرہ ہیں۔

دعائے محمد عطائے خدا ہے ...... صحابہ کا سردار فاروقِ اعظم

فاروقِ اعظم نے کب اسلام قبول فرمایا؟

آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے قبول اسلام کے تین دن بعد ایمان لائے۔ تاریخ کے اعتبار سے آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه ماہ ذوالحجہ ۶ بعثت نبوی (بمطابق ۶۱۷ عیسوی جمعرات) کو عین جوانی کی حالت میں مُشَرَّف بہ اِسلام ہوئے۔(2)

فاروقِ اعظم اللّٰہ کے محبوب ہیں:

حضرت سیِّدُنا عبد **اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّى الله

(1) ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۴۳۔

(2) ......طبقات کبری، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۰۴۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ اَوْ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے محبوب ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ (1)

فاروقِ اعظم مُرادِ رسول ہیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں یوں دعا فرمائی: ''اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! خصوصاً عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔''(2)

معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ ہیں جنہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مانگ کر لیا ہے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مرادِ رسول عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں۔

فاروقِ اعظم کے اسلام پر آسمان والوں کی خوشی:

(1) حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے پر سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے پر آسمان والے ایک دوسرے کو خوشخبری دے رہے ہیں۔''(3)

(2) حضرت سیِّدُنا حَسَن رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''لَقَدْ فَرِحَ اَھْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ یعنی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام پر آسمان والے بھی خوش ہوگئے۔''(4)

---

1 ...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی۔۔۔الخ، ج۵، ص ۳۸۳، حدیث: ۳۷۰۱۔

2 ...... ابن ماجه، کتاب السنة، فضل عمر بن الخطاب، ج۱، ص ۷۷، حدیث: ۱۰۵۔

3 ...... ابن ماجه، کتاب السنة، فضل عمر رضی اللہ عنه، ج۱، ص ۷۶، حدیث: ۱۰۳۔

4 ...... مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب العاشر، ص ۲۲۔

فاروقِ اعظم چالیسویں مسلمان ہیں:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر انتالیس افراد اسلام لا چکے تھے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مسلمان ہونے پر چالیس کی تعداد مکمل ہوگئی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو بھیج کر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (پ ۱۰، الانفال: ۶۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللّٰہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔''(1)

اُنتالیس صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے قبل اسلام لانے والے انتالیس صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: ''(1) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق (2) حضرت سیِّدُنا عثمان غنی (3) حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا (4) حضرت سیِّدُنا زُبیر بن عَوَّام (5) حضرت سیِّدُنا طَلحہ بن عُبید اللّٰہ (6) حضرت سیِّدُنا سعد بن اَبی وقاص (7) حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عَوف (8) حضرت سیِّدُنا سعید بن زید (9) حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیدہ بن جَراح (10) حضرت سیِّدُنا حمزہ بن عبد المُطَّلِب (11) حضرت سیِّدُنا عُبَیدہ بن حارِث (12) حضرت سیِّدُنا جعفَر بن اَبی طالب (13) حضرت سیِّدُنا مُصعب بن عُمَیر (14) حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مَسعُود (15) حضرت سیِّدُنا عَیّاش بن ابی رَبیعہ (16) حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری (17) حضرت سیِّدُنا ابوسَلَمہ بن عبدالاَسَد (18) حضرت سیِّدُنا عثمان بن مَظعُون (19) حضرت سیِّدُنا زید بن حارِثہ (20) حضرت سیِّدُنا بلال حبشی (21) حضرت سیِّدُنا خَبّاب بن ارت (22) حضرت سیِّدُنا مِقْداد بن عَمرو (23) حضرت سیِّدُنا صُہَیب (24) حضرت سیِّدُنا عَمّار بن یاسِر (25) حضرت سیِّدُنا عامر بن فُہَیرہ (26) حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عَبَسہ (27) حضرت سیِّدُنا نُعَیم بن عبد اللّٰہ نَحّام (28) حضرت سیِّدُنا حاطِب بن حارِث جُمَحی (29) حضرت سیِّدُنا خالِد بن سعید بن عاص (30) حضرت سیِّدُنا خالِد بن بُکَیر (31) حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن جَحش (32) حضرت سیِّدُنا ابواحمد عَبد بن جَحش (33) حضرت سیِّدُنا عامر بن بُکَیر

(1)......معجم کبیر، احادیث عبداللہ ابن عباس، ج ۱۲، ص ۴۷، حدیث: ۱۲۴۷۰۔

(34) حضرت سیِّدُ نا عُتبۃ بن غَزوان (35) حضرت سیِّدُ نا اَرقم بن ابو اَرقم (36) حضرت سیِّدُ نا اُنَیس بن جُنادہ غِفاری (37) حضرت سیِّدُ نا واقد بن عبد اللّٰہ (38) حضرت سیِّدُ نا عامِر بن رَبیعہ (39) حضرت سیِّدُ نا سائِب بن عُثمان رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔"[1]

فاروقِ اعظم کی قوت ایمانی اور دجال

فاروقِ اعظم کی قوتِ ایمانی پر صحابہ کرام کا اتفاق:

حضرت سیِّدُ نا ابو سعید خُدرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں دَجّال کے متعلق بتایا کرتے تھے کہ اسے ایک آدمی پر مُسَلَّط کیا جائے گا اور اسے اختیار دیا جائے گا کہ اسے مار دے یا زندہ رکھے تو دجال اس سے کہے گا کہ "اَلَسْتُ بِرَبِّکَ؟ یعنی بتا کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟" وہ شخص جواب دے گا: "**مَا کُنْتُ فِیْ نَفْسِیْ اَکْذِبُ مِنْکَ السَّاعَۃَ** یعنی اے دجال! میں تجھ سے ایک لمحہ بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔" (یعنی میرا رب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہے) حضرت سیِّدُ نا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: "**فَمَا کُنَّا نَرٰی اِلَّا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰی مَاتَ** ہم سب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہی گمان تھا کہ دجال کو جس شخص پر مسلط کر دیا جائے گا وہ یقیناً سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہوں گے۔ لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کر دیا گیا۔"[2]

فاروقِ اعظم کا اظہار و اعلان اسلام

کفار کے گھروں میں اعلان اسلام:

حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن حارِث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعض گھر والوں سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات میں ایمان لایا میں نے سوچا کہ مکہ مکرمہ میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سب سے بڑا دشمن کون ہے؟ مجھے اسے اپنے اسلام کی خبر دینی چاہیے۔ میرے ذہن میں آیا کہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن تو ابو جہل ہے۔ اس کے پاس چلنا چاہیے۔ لہٰذا جونہی صبح ہوئی

---

1. ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب التاسع، ص ۲۲۔
2. ......مسند ابی یعلی، مسند ابی سعید الخدری، ج ۱، ص ۴۷۵، حدیث: ۱۲۶۱۔

میں ابوجہل کے گھر پہنچا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل باہر نکلا اور مجھے دیکھا تو خوش ہوکر بولا: ''خوش آمدید بھانجے کہو کیسے آنا ہوا؟'' میں نے کہا: ''تمہیں یہ بتانے آیا ہوں کہ میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول حضرت **محمد** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلمہ پڑھ لیا ہے اور ان کا لایا ہوا پیغام تسلیم کرلیا ہے۔'' جیسے ہی اس نے یہ سنا تو یہ کہتے ہوئے دروازہ بند کرلیا کہ ''**اللہ** بُرا کرے تیرا اور تیرے عقیدے کا۔'' مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ[1]

اِظہارِ اِسلام کا انوکھا انداز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب اسلام لائے تو کفارِ قریش کو فوری طور پر اس کا علم نہ ہوسکا۔ آپ نے سوچا اہلِ مکہ میں اسلام کے خلاف کون سب سے زیادہ پروپیگنڈہ کرنے والا ہے؟ بتایا گیا: ''جَمِیل بن مَعْمَر جُمَحِی۔''[2] آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے پاس گئے۔ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''میں بھی اپنے والدِ گرامی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے پیچھے ہولیا اور میں اس وقت مکمل ہوش وحواس اور فہم وشعور بھی رکھتا تھا۔'' جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے پاس پہنچے تو اس سے کہا: ''میں اسلام لاچکا ہوں۔'' اتنا سننا تھا کہ وہ مسجد حرام جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا، اور قریش کی تمام مجالس میں جاکر بلند آواز سے یوں پکارنے لگا: ''سنو! عمر بن خطاب اپنے دین سے پھر گیا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے جھڑک کر ارشاد فرمایا: ''**کَذَبَ وَلٰکِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَآمَنْتُ بِاللّٰہِ وَصَدَّقْتُ رَسُوْلَہٗ** یعنی اے لوگو! یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لایا ہوں، اور میں نے اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق کی ہے۔''[3]

---

1 ...... سیرۃ ابن ھشام، ذکر قوۃ عمر فی۔۔۔الخ، ج۱، ص۳۲۴۔

2 ...... یہ بعد میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لے آئے تھے، غزوہ حنین میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت فرمائی، ان کو ''**ذُوالْقَلْبَیْن**'' یعنی دو دل والا کے لقب سے پکارا جاتا تھا، قرآن پاک میں ایک جوف میں دو دل کی ممانعت والی آیت مبارکہ انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (اسد الغابۃ، جمیل بن معمر، ج۱، ص۴۳۳)

3 ...... صحیح ابن حبان، ذکر وصف اسلام عمر۔۔۔الخ، الجزء: ۹، ج۶، ص۱۶، حدیث: ۶۸۴۰ ملتقطا۔

قبولِ اسلام کے بعد راہِ خدا میں تکالیف

قبولِ اسلام کے بعد کفار کی طرف سے تکالیف:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب کفارِ قریش کے سامنے اپنے اسلام کا کھل کر اظہار فرمایا تو تمام کفار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے مقابلہ کرتے کرتے نڈھال ہو کر بیٹھ گئے۔ کفار پھر بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تکلیفیں پہنچا رہے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: ''**اِفْعَلُوْا مَابَدَا لَکُمْ فَوَ اللّٰہِ لَوْ کُنَّا ثَلَاثَ مِئَۃَ رَجُلٍ لَقَدْ تَرَکْتُمُوْھَا لَنَا اَوْ تَرَکْنَاھَا لَکُمْ** یعنی تم جو کر سکتے ہو کرلو، اگر ہم (یعنی مسلمان) تین سو کے قریب ہوتے تو ہمارے درمیان فیصلہ ہوجاتا۔ یا تو مکہ کی سرداری ہمیں مل جاتی یا تمہارے پاس ہی رہتی۔'' یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک وہاں ایک شخص آ گیا، جس نے ایک ریشمی حُلّہ اور قُومسی قمیص پہنی ہوئی تھی، وہ کہنے لگا: ''کیا بات ہے؟'' اسے بتایا گیا کہ عمر بن خطاب اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا: ''**فَمَہْ اِمْرُؤٌ اِخْتَارَ دِیْنًا لِنَفْسِہٖ اَفَتَظُنُّوْنَ اَنَّ بَنِیْ عَدِیْ تُسَلِّمُ اَیَّکُمْ صَاحِبَھُمْ؟** یعنی اسے چھوڑ دو، ایک شخص نے جب نیا دین اپنے لیے پسند کرلیا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے، تم کیا سمجھتے ہو کہ بنو عَدِی اپنے سرداروں کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔'' یہ سننا تھا کہ آناً فاناً سب کفار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یوں دور ہوگئے جیسے کسی چیز سے کپڑا کھینچ لیا جائے۔ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ بعد میں میں نے مدینہ طیبہ آکر اپنے والدِ گرامی سے پوچھا: ''**یَا اَبَتِ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِیْ رَدَّ عَنْکَ الْقَوْمَ یَوْمَئِذٍ؟** یعنی اے ابا جان! وہ کون شخص تھا جس نے اس دن لوگوں کو آپ سے دور کیا تھا؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''بیٹے وہ (میرا خالو) عاص بِن وائل تھا۔''(1)

راہِ خدا میں تکالیف اٹھانے کی خواہش:

حضرت سیِّدُ نا اُسامہ بِن زَید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**کَانَ الرَّجُلُ اِذَا اَسْلَمَ فَعَلِمَ بِہِ النَّاسُ یَضْرِبُوْنَہٗ وَیَضْرِبُھُمْ** یعنی جب بھی کوئی اسلام

---

1 ......صحیح ابن حبان، ذکر وصف اسلام عمر۔۔۔الخ، الجزء: ۹، ج ۶، ص ۱۶، حدیث: ۶۸۴۰۔

تو معلوم ہونے پر لوگ اسے مارتے اور وہ لوگوں کو مارتا۔‘‘ بہر حال میں اسلام لانے کے بعد ایک شخص کے گھر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی: ’’کون؟‘‘ میں نے کہا: ’’عمر بن خطاب۔‘‘ یہ سنتے ہی وہ شخص باہر نکل آیا۔ میں نے کہا: ’’**اَعَلِمْتَ اَنِّي قَدْ صَبَوْتُ** ؟یعنی کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں؟‘‘ اس نے کہا: ’’واقعی ؟‘‘ میں نے کہا: ’’ہاں واقعی۔‘‘ وہ کہنے لگا: ’’ایسا نہ کرو۔‘‘ میں نے کہا: ’’کیوں؟‘‘ وہ کہنے لگا: ’’بس نہ کرو۔‘‘ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کرلیا۔ میں نے کہا: ’’عجیب بات ہے۔‘‘ اس کے بعد میں قریش کے ایک اور بڑے سردار کے پاس پہنچا، دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ بولا: ’’کون؟‘‘ میں نے کہا: ’’عمر بن خطاب۔‘‘ یہ سن کر وہ باہر آیا۔ میں نے کہا: ’’**اَعَلِمْتَ اَنِّي قَدْ صَبَوْتُ** ؟یعنی کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں؟‘‘ اس نے کہا: ’’کیا واقعی۔‘‘ میں نے کہا: ’’ہاں یقیناً۔‘‘ کہنے لگا: ’’ایسا نہ کرو۔‘‘ اور ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کرلیا۔ میں نے سوچا ضرور کوئی نہ کوئی بات ہے۔ چنانچہ مجھے ایک شخص نے مشورہ دیا کہ اگر تم اپنا اسلام تمام لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہو تو فلاں شخص جب حرم میں موجود ہو اس کے پاس جانا اور اسے بتانا، وہ تمہارے اسلام کی خبر لوگوں میں پھیلا دے گا۔ تو میں نے ایسے ہی کیا اور حرم میں جا کر اس شخص کو تلاش کیا اور اپنے اسلام کا جب میں نے اسے بتایا تو اس نے کہا: ’’واقعی مسلمان ہو گئے ہو تم؟‘‘ میں نے کہا: ’’ہاں۔‘‘ تو اس نے بلند آواز سے پکارا: ’’**اَلَا اِنَّ عُمَرَ قَدْ صَبَا** یعنی اے لوگو! سنو عمر بن خطاب اپنے دین سے پھر گیا ہے۔‘‘ بس پھر کیا تھا لوگوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا، میں نے بھی لوگوں کو بہت مارا۔ اتنے میں میرا خالو عاص بن وائل وہاں آ گیا اس نے پوچھا: ’’یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟‘‘ بتایا گیا کہ عمر بن خطاب اپنے آباء کے دین سے پھر گیا ہے اور لوگ اس کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ شخص حجر اسود کے قریب کھڑے ہو کر زور سے بولا: ’’**اَلَا اِنِّي قَدْ اَجَرْتُ ابْنَ اُخْتِي فَلَا يَمَسُّهُ اَحَدٌ** یعنی اے لوگو! میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دے دی ہے اب اسے کوئی ہاتھ نہ لگائے۔‘‘ یہ سننا تھا کہ سب لوگ مجھ سے دور ہو گئے۔ تب میں انتظار میں کھڑا رہا کہ اب کوئی مجھے مارے، مگر کوئی میرے قریب نہ آیا۔ میں نے دل میں سوچا: ’’**مَاهٰذَا بِشَيْءٍ اِنَّ النَّاسَ يُضْرَبُوْنَ وَ اَنَا لَا اُضْرَبُ وَلَا يُقَالُ لِي شَيْءٌ** یعنی یہ کیا بات ہوئی کہ دیگر مسلمانوں کو تو راہِ خدا میں تکالیف دی جائیں لیکن مجھے نہ تو مارا جائے اور نہ ہی کچھ کہا جائے۔‘‘ بہر حال میں نے مزید کچھ انتظار کیا جب لوگ اطمینان سے حرم میں بیٹھ گئے تو میں نے اپنے خالو سے آ کر کہا: ’’**اِسْمَعْ جِوَارُكَ عَلَيْكَ رَدٌّ** یعنی

غور سے سنو! تم نے مجھے جو پناہ دی ہے وہ میں تمہیں واپس لوٹاتا ہوں۔'' وہ کہنے لگا: ''بھانجے! ایسا نہ کر۔'' میں نے کہا: ''نہیں، مجھے تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔'' اس کے بعد کفار سے میری اکثر جھڑپیں ہوتی رہتیں یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسلام کوعزت وطاقت عطا فرمائی۔ (1)

ایک اہم بات:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دورِ جاہلیت میں جب کوئی بڑا آدمی یا سردار کسی شخص کو پناہ دے دیتا تو پھر اسے کوئی کچھ نہ کہتا تھا، کہ اب اس کو کسی قسم کی تکلیف دینا اس سردار سے بغاوت کے مترادف تھا، یہی وجہ ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ان کے خالو عاص بن وائل نے پناہ دی تو تمام لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے۔

ایمانِ فاروقِ اعظم سے تقویت اسلام

(1).....اعلانیہ عبادت کا سلسلہ شروع ہوگیا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: میرے اسلام لانے کے بعد ہم (یعنی مسلمانوں) نے کبھی چھپ کر عبادت نہ کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت مبارک نازل فرمائی: ﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۠(۶۴) ﴾ (پ۱۰، الانفال: ۶۴) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔'' اور قرآن میں نازل ہونے والی یہ پہلی آیت تھی جس میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو ''مومنین'' کا نام دیا گیا۔ ان دنوں عمر بن خطاب مکہ مکرمہ میں باطل کے خلاف لڑائی کا جھنڈا گاڑے ہوئے تھا۔ کفار قریش اس سے حق بات پر لڑتے تھے، جب کہ عمر بن خطاب ان سے یہی کہتا تھا کہ اگر ہم تین سو ہوجائیں تو فیصلہ ہوجائے اور یہ مکہ کی سرداری یا ہم تمہیں دے دیں گے یا تم ہمیں دے دو گے۔ (2)

---

1 ......مسند بزار، اسلم مولی عمر عن عمر، ج ۱، ص ۴۰۰، حدیث: ۲۷۹۔

2 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۸۲۔

(2)..... مسلمان محفوظ ہو گئے:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بِن اِسحاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ عبد اللّٰہ بن اَبی ربیعہ اور عَمرو بن عاص جنہیں کفار قریش نے یہ ذمہ داری دی تھی کہ وہ حبشہ کے بادشاہ نَجاشی کو ورغلا کر وہاں گئے ہوئے مسلمانوں کو واپس لائیں لیکن نَجاشی بادشاہ نے انہیں بے مراد لوٹا دیا۔ ادھر مکہ مکرمہ میں حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمان ہوگئے۔ آپ بڑے ہی رعب اور دبدبہ والے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیٹھ پیچھے بھی کوئی آپ پر اعتراض نہیں کرسکتا تھا۔ اسی لیے حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وجہ سے مسلمان کفار قریش کے شر اور ان کی تکالیف سے محفوظ ہو گئے۔ [1]

(3)..... مسلمان مُعَزَّز ہو گئے:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام لائے ہم (یعنی سب مسلمان) معزز ہو گئے۔ [2]

(4)..... مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے:

۞..... حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اِسلام لانا فتح تھا۔ (یعنی جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام قبول فرمایا گویا مسلمانوں کو ایک عظیم الشان فتح حاصل ہوگئی)۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہجرت سراپا نصرت اور حکومت عین رحمت تھی۔ جب تک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمان نہ ہوئے تھے ہمیں کعبۃ اللّٰہ میں جا کر نماز پڑھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام قبول کر کے کفار سے جنگ کی پس ہم نے کعبۃ اللّٰہ میں نماز پڑھی۔

۞..... حضرت سیِّدُ نا صُہَیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے پر ہی ہم کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے اور طواف کیا۔ [3]

---

1 ..... ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۸۳۔

2 ..... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۵، حدیث: ۳۶۸۴۔

3 ..... طبقات کبری، اسلام عمر، ج ۳، ص ۲۰۴۔

(5)..... مؤمنوں کو نئی پہچان ملی:

حضرت سیِّدُ نا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ جب تک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمان نہ ہوئے تھے تب تک ہمیں ''مومنین'' کا نام نہ دیا گیا تھا اور جیسے ہی آپ نے اسلام قبول فرمایا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں ''مومنین'' کا معزز نام عطا فرما دیا۔[1]

(6)..... کفار کی قوت ٹوٹ گئی:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مُشَرَّف بہ اسلام ہوئے تو مشرکین نے غمزدہ ہو کر کہا: ''آج ہم آدھے ہو گئے۔''[2]

(7)..... مسلمانوں کی قُوّت میں اضافہ ہو گیا:

حضرت سیِّدُ نا صُہَیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مسلمان ہو جانے کے بعد ہم کفار کا بھرپور مقابلہ کیا کرتے تھے۔[3]

فاروقِ اعظم کا راہِ خدا میں تکلیفیں سہنے کا جذبہ:

حضرت سیِّدُ نا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود ارشاد فرمایا: ''میں جب بھی کسی مسلمان کو راہِ خدا میں تکالیف سہتے ہوئے تو دیکھتا تو کہتا: یہ کیا بات ہوئی کہ دیگر مسلمان تو راہِ خُدا میں تکلیفیں سہیں، ان پر باتیں کسی جائیں اور میں اس سعادت سے محروم رہوں۔''[4]

دعا حضرت نے کی جن کے اسلام لانے کی
ظہور دیں کے وہ پہلے نشاں فاروقِ اعظم تھے

---

1. ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۸۴۔
2. ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، قتال عمر مع المشرکین...الخ، ج ۴، ص ۳۸، حدیث: ۴۵۵۰۔
3. ......صفۃ الصفوۃ، ج ۱، الجزء: ۱، ص ۱۴۲۔
4. ......مسند بزار، اسلم مولی عمر عن عمر، ج ۱، ص ۴۰۳، حدیث: ۲۷۹۔

مسلمان کیا فرشتے بھی خوش ہوئے جن کے اسلام لانے پر
وہ حق کی شان غیظ دشمناں فاروقِ اعظم تھے
پڑھی جانے لگیں ساری نمازیں خانہ حق میں
مسلمانوں کی اس شوکت کی جاں فاروقِ اعظم تھے

اِسلام بروزِ قیامت فاروقِ اعظم سے مصافحہ کرے گا:

حضرت سیِّدُنا حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ کل بروز قیامت اسلام آئے گا تو خَلقِ خُدا غور سے اسے دیکھے گی یہاں تک کہ وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچے گا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑ کر عرش کے درمیانی حصے پر چڑھے گا، پھر بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کرے گا: ''**اِیْ رَبِّ! اِنِّیْ کُنْتُ خَفِیًّا وَ اَهَانَ وَهٰذَا اَظْهَرَنِیْ فَکَافِئْهُ** یعنی اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میں چھپا ہوا اور کمزور تھا، اس نے مجھے ظاہر کیا، لہٰذا اسے پورا بدلہ عطا فرما۔'' یہ سن کر رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے فرشتے حاضر ہوں گے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں جنت میں داخل کر دیں گے حالانکہ اس وقت لوگ اپنے حساب کتاب میں مشغول ہوں گے۔[1]

آپ کے ہاتھ پر قبولِ اسلام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر قبولِ اسلام کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں: (۱) وہ لوگ جنہوں نے عہدِ رسالت وعہدِ صدیقی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ (۲) وہ جنہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے دورِ خلافت میں قبولِ اسلام کیا۔ یقیناً دوسری قسم کے لوگوں کی تعداد پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں بلا مبالغہ لاکھوں لوگوں نے قبولِ اسلام کیا۔ البتہ کتب احادیث وسیر وتواریخ میں دونوں اَقسام کے مسلمانوں کا بہت ہی کم تذکرہ ملتا ہے۔ چند ایسے مسلمانوں کے اسمائے مبارکہ پیشِ خدمت ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ اسماء الرجال کی کتب میں موجود ہے:

[1] ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب الحادی عشر، ص ۲۳۔

......حضرت سیِّدُ نا اسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الاکرم۔(سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام)

یہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نہایت ہی قریبی اور خاص الخاص خادم تھے۔ سفر و حضر میں عموماً یہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ مختلف واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں سیِّدُ نا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُشیر کی حیثیت حاصل تھی۔ نیز سیِّدُ نا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مشہور واقعہ جس میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عوام الناس ورعایا کی خیر خواہی کے لیے رات کو مدینہ منورہ کے علاقائی دورے کے لیے روانہ ہوئے، اُس میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہی غلام یعنی حضرت سیِّدُ نا اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ساتھ تھے۔ بیوہ خاتون کے لیے غلے کے گودام سے جب سیِّدُ نا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے راشن لیا اور انہیں فرمایا کہ یہ سامان میری پیٹھ پر ڈال دوتو انہوں نے اُس سامان کوخود اٹھانے کی پیش کش کی لیکن سیِّدُ نا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فکر آخرت کا ذہن دیتے ہوئے اِن کی مدنی تربیت فرمائی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیِّدُ نا اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سیِّدُ نا فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ سے تقویٰ و پرہیز گاری کی خصوصی تربیت اور فیضان حاصل کرتے رہتے تھے۔

......حضرت سیِّدُ نا زید بن اسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الاکرم۔(سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام)

......حضرت سیِّدُ نا کعبُ الاَحبار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَھَّاب۔

......حضرت سیِّدُ نا رُفَیل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔

......حضرت سیِّدُ نا ھُرمُزان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الحَنَّان۔[1]

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو اور ان سب کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......فتوح الشام، ذکر فتح مدینة بیت المقدس، ج ۱، ص ۲۳۵۔

الاصابة، الرفیل، ج ۲، ص ۴۲۸، الرقم: ۲۷۴۷۔

الاصابة، الھرمزان الفارسی، ج ٦، ص ۴۴۸، الرقم: ۹۰۲٦۔

فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول

(رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ سے محبت)

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عقیدۂ محبت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی کا خوف
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق
- ......رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آئیڈیل شخصیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بارگاہِ رسالت کا ادب واحترام
- ......احادیث فضائل فاروقِ اعظم، بعد صدیق اکبر سب سے افضل
- ......فضائل فاروقِ اعظم بزبانِ سرورِ دوعالم، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ''مُحَدَّث'' ہیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اُخروی شان، بارگاہِ رسالت سے عطا کردہ بشارتیں،
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فتنوں کو روکنے کا تالا اور دروازہ ہیں، آپ جہنم سے بچانے والے ہیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ربّ کا خصوصی کرم، آپ کی ناراضگی ربّ کی ناراضگی

فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! انسان میں والدین، اولاد، بھائی بہن، زوجہ، خاندان، مال، تجارت اور مکان وغیرہ ان تمام چیزوں سے محبت فطری چیز ہے۔لیکن رب تعالیٰ اپنے بندوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ اگر تمہارے اندر ان تمام چیزوں کی محبت میری اور میرے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت سے بڑھ جائے تو گویا تم خطرے کی حد میں داخل ہوچکے اور بہت جلد تمہیں میرا غضب اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔اس سے پتا چلتا ہے کہ ایک مومن کے لئے حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت نہ صرف فرض ہے بلکہ سب سے قریبی رشتہ داروں اور سب سے قیمتی مَتاع پر مُقَدَّم ہے۔خود رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: ''**لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ** یعنی تم میں کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! محبت جب حد سے بڑھ جائے تو عشق کا رنگ اختیار کرلیتی ہے، عشق کی تاثیر بڑی حیرت انگیز ہے۔عشق نے بڑی بڑی مشکلات میں عقل انسانی کی رہنمائی کی ہے۔عشق نے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کیا ہے۔عشق کے کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔دیکھیے! مدینۂ منورہ کا رقت انگیز ماحول ہے، نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَروَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ظاہری ہوچکا ہے، ماحول سوگوار ہے، ہر آنکھ اشکبار ہے، کیونکہ جانِ کائنات ربّ کائنات کے لقاء کا سفر اختیار کرچکی ہے، تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو یقین ہوچکا ہے کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واقعی دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں، لیکن ایک عاشق ایسا بھی تھا جس کے عشق اور عقل میں مناظرہ جاری تھا، عقل اس بات پر مُصِر تھی کہ محبوب واقعی تشریف لے جاچکے ہیں، عشق پکار پکار کر کہہ رہا تھا یہ نہیں ہوسکتا، یہ نہیں ہوسکتا۔بالآخر عشق کے دلائل کا عقل پر غلبہ ہوا تو تلوار نکال لی اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے درمیان جاکر اپنے عشق کا فیصلہ سنادیا کہ اگر کسی نے بھی یہ کہا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرماگئے ہیں تو اس کی گردن اڑا دوں گا۔یہ کیسا عاشق ہے جو اپنی آنکھوں کے مُشاہدے کو بھی عشق کے

---

[1] ......بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول۔۔۔الخ، ج۱، ص۱۷، حدیث:۱۵۔

ترازو میں تول رہا ہے؟ یہ کیسا عاشق ہے جو عقل کے دلائل کو عشق کے دلائل سے مات دے رہا ہے؟ یہ عاشق صادق کون ہے؟ یہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یہ وہی عاشق ہیں جن کے اسلام کی دعا خود **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کی، پوری کائنات **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مرید ہے، مگر یہ وہی عاشق ہیں جو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرید ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی مراد بھی ہیں، یہ وہی عاشق ہیں جنہیں رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے خود **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مانگا۔ جی ہاں! اس عاشقِ صادق کو اسی کامل عشق کے طُفَیل دنیا میں اختیار و اقتدار اور آخرت میں عزت و وقار ملا۔ یہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشق کا کمال تھا کہ مشکل سے مشکل گھڑی اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی اتباع رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِنحراف گوارا نہ تھا۔ وہ ہر مرحلے میں اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نقش پا ڈھونڈتے اور اُسی کو مَشعَلِ راہ بنا کر فاتح و کامراں رہتے۔ گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا مَقصدِ حیات اِس بات کو بنالیا تھا کہ:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں
محمد کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے
اِسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشق کی محفل میں شریک ہوں، فتح وظفر جن کے قدم چومتی تھی، عشقِ رسول جن کی مَتاعِ زندگی، اتباعِ رسول جن کا سرمایۂ حیات، اور جہاں بانی جن کی تقدیر بن چکی تھی۔ ہم دیکھیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات سے اُن کا کیسا والہانہ تعلق تھا۔ اگر ہم اپنی نگاہ بصیرت تیز کریں اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول کے واقعات میں ان کی چلتی پھرتی زندگی دیکھیں، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اَقدس میں اُن کی مقدس و باعظمت اَداؤں کا مُشاہدہ کریں، چشمِ تصوُّر سے لوحِ دل پر اُن کے پاکیزہ عشق کا نقشہ اتاریں، تو ہوسکتا ہے اُن کا کچھ فیضانِ عشق ہمارے

اوپر بھی جلوہ بار ہو، عشق فاروقِ اعظم کی حیرت انگیز تاثیر ہمارے قافلۂ حیات کو بھی علم وہُنر، جہد وعمل اور فلاح وظفر سے آشنا کردے۔ آیئے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول سے بھرے ہوئے دولت خانے کے روشن دروازوں کو کھولتے ہیں، جس دروازے کو بھی کھولا جائے اس سے ایک ایسی نایاب خوشبو آتی ہے جو مَشَامِ جاں کو مُعَطَّر ومُنَوَّر کردیتی ہے۔ اے کاش! رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ہمیں بھی عشقِ فاروقِ اعظم کا ایک قطرہ نصیب ہوجائے۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

واضح رہے کہ محبت کا یہ تقاضا ہے کہ جس سے محبت کی جائے پھر فقط اس کی ذات ہی تک محبت کو محدود نہ رکھا جائے بلکہ اس کی آل اولاد، اس کے گھر والوں، اس کے دوستوں، عزیز واقرباء الغرض جو چیز اس سے منسوب ہوجائے اس سے بھی محبت کی جائے۔ نیز محبت میں اگر اس کا دوسرا رخ بھی شامل ہوجائے تو یہ دوطرفہ محبت مزید طاقتور ہوجاتی ہے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ محبت کے اسی درجہ پر فائز تھے کہ آپ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نہ صرف ذاتِ مُبارکہ بلکہ آپ سے منسوب ہر چیز سے محبت کرتے تھے۔ نیز آپ کی محبت میں دوسرا رخ بھی شامل تھا کہ جہاں آپ کو دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عشقِ حقیقی تھا وہیں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بے حد پیار ومحبت فرمایا کرتے تھے، اسی طرح جہاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آل، اولاد، ازواج، عزیز واقرباء ودیگر لوگوں سے محبت فرماتے تھے تو وہ بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ''**عشقِ رسول**'' کے باب کو چند حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پھر ہر حصے میں متعلقہ محبت کے دوسرے رخ کو بھی بَطَرِیقِ اَحسَن بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل کچھ یوں ہے:

(1)...... **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ سے محبت۔

(2)...... **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت سے محبت۔

(3)...... **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج مطہرات سے محبت۔

(4)...... **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب سے محبت۔

(5)...... **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلقات سے محبت۔

رسول اللہ کی ذات سے محبت

فاروقِ اعظم کی عشق رسول میں گریہ وزاری:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے، جس کا کچھ مضمون یوں ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''مالکِ کون ومکان، مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسی چٹائی پر آرام فرمار ہے تھے جس پر کچھ نہ بچھا ہوا تھا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُقَدَّس قدموں کی طرف ''سلم'' درخت کے پتوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور سرِ اقدس کے پاس چمڑا لٹک رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اُمت کے غمخوار آقا، دوعالم کے داتا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو پر چٹائی کے نشان ثبت ہو گئے تھے۔ یہ دیکھ کر میں رونے لگا۔'' نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! کیوں روتے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''یا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قیصر وکسریٰ دنیا کی آسائشوں اور نعمتوں میں ہیں جبکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ اُن کے لئے دنیا کی عارضی نعمتیں ہوں اور تمہارے لئے آخرت کی اَبدی راحتیں؟''(1)

رسول اللہ کا ذکر کرتے تو رونے لگ جاتے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام حضرت سیِّدُ نا اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کرتے تو عشقِ رسول سے بے تاب ہو کر رونے لگتے اور فرماتے: ''خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو لوگوں میں سب سے زیادہ رحم دل اور یتیم کے لیے والد کی طرح، بیوہ عورت کے لیے شفیق گھر والے کی طرح اور

(1)...... مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء...الخ، ص ٧٨٦، حدیث: ١٣١٣۔

لوگوں میں دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر تھے، وہ تو نکھرے نکھرے چہرے والے، مہکتی خوشبو والے اور حسب کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکرم تھے، اَوَّلِین وآخِرین میں آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مثل کوئی نہیں۔''[1]

فاروقِ اعظم کا عقیدۂ محبت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والہانہ محبت کے کیا کہنے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو بِلاَ تَکَلُّف تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے اپنے آپ کو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بندہ یعنی غلام اور خدمت گار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا سعید بن مسیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب منصبِ خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے برسرِ منبر فرمایا: ''**کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکُنْتُ عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ** یعنی میں حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت بابرکت سے فیض یافتہ رہا ہوں پس میں حضور کا بندہ (غلام) اور خدمت گار رہا ہوں۔''[2]

ہم کو تو وہ پسند جسے آئے تو پسند

جو چیز رسول اللّٰہ کو پسند نہیں مجھے بھی پسند نہیں:

حضرت سیِّدُنا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں دِیباج سے بنا ہوا قبا (چُوغہ) پیش کیا گیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے ایک بار پہنا اور پھر اتار کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیج دیا اور ارشاد فرمایا کہ: ''مجھے جبریل امین نے اس کے پہننے سے منع کر دیا ہے۔'' یہ سن کر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''**کَرِھْتَ اَمْرًا وَّ اَعْطَیْتَنِیْہِ فَمَالِیْ** یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جو چیز آپ نے ناپسند فرمائی وہ مجھے عطا فرمادی، جو چیز آپ کو ہی ناپسند ہے میں اس کا کیا کروں؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ......جمع الجوامع، ج ۱۰، ص ۱۶، حدیث: ۳۳۔

2 ......مستدرک حاکم، کتاب العلم، خطبة عمر بعد ماولی ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۳۳۲، حدیث: ۴۴۵ ملتقطا۔

نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں بلکہ بیچنے کے لیے دیا ہے۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دو ہزار درہم میں بیچ دیا۔[1]

فاروقِ اعظم اور رسول اللہ کی ناراضگی کا خوف

رسول اللہ کے غضب سے خدا کی پناہ:

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضور سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کی: ''یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ تورات کا نسخہ ہے۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ مبارک شدتِ جلال کی وجہ سے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدل رہا تھا لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کی خبر نہ تھی کہ خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے عمر! تجھے رونے والی عورتیں روئیں! تم تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ انور کی حالت نہیں دیکھ رہے۔'' تب حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ انور کو دیکھا اور فوراً کہا: ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب سے خدا کی پناہ! ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہوئے۔'' سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم پر موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ظاہر ہوتے اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اتباع کرتے تو راہِ راست سے ہٹ جاتے اور اگر موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام دنیا میں ہوتے اور میری نبوت کے ظہور کے زمانے کو پاتے تو میری پیروی کرتے۔''[2]

---

1. ......مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، تحریم استعمال اناء الذھب...الخ، ص ۱۱۴۹، حدیث: ۱۶۔
2. ......دارمی، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی...إلخ، ج ۱، ص ۱۲۶، حدیث: ۴۳۵۔

فاروقِ اعظم مزاج شناسِ رسول اللہ:

حضرت سیِّدُنا ابوقتادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ایک شخص حاضر ہوکر کہنے لگا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں؟'' سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ بات سن کر جلال آ گیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب رخِ انور پر جلال کے آثار دیکھے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو راضی کرنے کے لیے یوں گویا ہوئے: ''**رَضِیْنَا بِاللہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ غَضَبِ اللہِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ** یعنی ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلال سے پناہ مانگتے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بار بار یہ الفاظ دھرانے لگے تو نبیِٔ اکرم رحمت دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جلال مبارک رحمت میں تبدیل ہوگیا۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ساری عمر بلا ناغہ روزہ رکھتا ہے؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''نہ اس نے روزہ رکھا نہ چھوڑا۔ چھوڑا تو اس نے واقعی نہیں مگر اسے کسی روزہ کا ثواب بھی نہیں ملا اس لیے روزہ رکھا بھی نہیں۔'' عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جو شخص ہمیشہ دو دن روزہ رکھتا اور ایک دن چھوڑتا ہے اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟'' فرمایا: ''ایسی طاقت کس میں ہے؟'' عرض کیا: ''ایک دن روزہ رکھنے اور ایک دن چھوڑنے والا کیسا ہے؟'' فرمایا: ''یہ تو داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کا روزہ ہے۔'' عرض کیا: ''جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن چھوڑے وہ کیسا ہے؟'' فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ مجھ میں ایسی طاقت آجائے۔'' اس کے بعد رحمتِ عالم، نُورِ مجسّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہر ماہ میں تین دن اور رمضان میں پورا ماہ روزہ رکھنا تمام عمر روزہ رکھنے کی فضیلت رکھتا ہے، اور عرفات کے دن روزہ رکھنے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مجھے امید ہے کہ اگلے ایک سال اور پچھلے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور دسویں محرم کے روزہ میں رب کی رحمت سے مجھے امید ہے کہ پہلے ایک سال کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔''(1)

---

(1)...... مسلم، کتاب الصیام، استحباب صیام ثلاثۃ ایام، ص ۵۸۹، حدیث: ۱۱۶۲۔

فاروقِ اعظم کا خوفِ خُدا و خوفِ رسولِ خُدا:

حضرت سیِّدُنا ابومُوسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بعض سوالات کیے گئے جو آپ کو پسند نہ آئے مگر جب وہ سوالات بار بار پوچھے گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال میں آ گئے اور ارشاد فرمایا: ''**فَلَا تَسْئَلُوْنِی عَنْ شَیْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ** یعنی تم مجھ سے جس شے کے بارے میں پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔'' تو حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن حذافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ''یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا باپ کون ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ حذافہ ہے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرے اقدس پر جلال کے آثار دیکھے تو عرض کیا: ''یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ یہ سن کر خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جلال رحمت میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیوار کی طرف مُتَوَجِّہ ہو کر ارشاد فرمایا: ''ابھی اس دیوار کے وسط میں مجھ پر جنت و دوزخ پیش کی گئی اس سے پہلے میں نے خیر و شر کی ایسی مثال نہیں دیکھی۔''(1)

رسول اللّٰہ کا جلال دیکھ کر فوراً توبہ:

حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سُلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک بار ہمارے پاس تشریف لائے تو انتہائی جلال کی حالت میں تھے۔ ہمیں یوں لگا جیسے جبریل امین بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر پر تشریف لے گئے۔ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ میں نے آپ کو کبھی روتے ہوئے نہ دیکھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُکُمْ** یعنی آج پوچھو، جو بھی پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ خدا کی قسم! جو کچھ تم پوچھو گے میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔'' ایک صحابی نے عرض کیا: ''یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا باپ کون

---

(1)...... بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الظہر عند الزوال، ج ۱، ص ۲۰۰، حدیث: ۵۴۰۔

ہے؟'' فرمایا: ''حُذَافہ۔'' ایک منافق بولا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں؟'' فرمایا: ''جہنم میں۔'' ایک اور شخص بولا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہم پر ہر سال حج فرض ہے؟'' فرمایا: ''اگر میں ہر سال کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہوجاتا جسے تم پورا نہ کرسکتے اور تم ہر سال حج نہ کرتے تو تم پر عذاب نازل ہوتا۔'' دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جلال دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً پکار اٹھے: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارے سربستہ ایسے راز نہ کھولیں۔ ہمیں معاف فرمادیجئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے گا۔'' یہ سُن کر سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غصہ جاتا رہا۔ اس کے بعد **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیوار کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا: ''اس دیوار کے پیچھے مجھے جنت ودوزخ دکھائی گئی ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور رسول اللہ کی تصدیق

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک رات مکہ مکرمہ میں کھڑے ہوکر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! کیا میں نے تیرا پیغام نہیں پہنچادیا؟'' تو حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوگئے چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بے حد دردمند تھے لہٰذا عرض کی: ''جی ہاں! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کی رغبت دلائی، اس معاملہ میں خوب کوشش کی اور خیر خواہی سے کام لیا۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان ضرور غالب آئے گا یہاں تک کہ کفر اپنی جگہوں کی طرف لوٹ جائے گا اور سمندر اسلام سے بھر جائیں گے اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں وہ قرآن پاک سیکھیں گے اور اس کی قراءت کریں گے، پھر کہیں گے ہم نے قرآن پاک پڑھا اور دوسروں کو سکھایا تو ہم سے بہتر کون ہے؟ کیا ان لوگوں میں کوئی بھلائی ہے؟''(2)

---

1 ......مسند ابی یعلی، ابوسفیان عن انس، ج ۳، ص ۲۹۸، حدیث: ۳۶۷۸۔

2 ......معجم کبیر، ھند بنت الحارث...الخ، ج ۱۲، ص ۱۹۴، حدیث: ۱۳۰۱۹۔

رسول اللہ کی تصدیق اور فاروقِ اعظم

عمر نے سچ کہا:

امیر المؤمنین خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول، بی بی آمنہ کے پھول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابوبکر! باہر جا کر لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں تو اس پر جنت واجب ہوگئی۔'' سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جیسے ہی میں باہر نکلا تو راستے میں میری ملاقات حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوگئی۔ انہوں نے مجھ سے استفسار کیا تو میں نے انہیں بتادیا کہ میں اس بات کا اعلان کرنے جارہا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''آپ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں دوبارہ جائیے اور عرض کیجئے کہ لوگوں کو عمل کرنے دیں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ اس پر تکیہ نہ کر بیٹھیں۔'' سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ والی ساری بات عرض کر دی تو سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صَدَقَ عُمَرُ یعنی عمر نے سچ کہا۔'' پھر میں رک گیا۔ (1)

فاروقِ اعظم اور رسول اللہ کی اطاعت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ سے حقیقی محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتِّباع کا جذبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نس نس میں بَسا ہوا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ خود رب عَزَّوَجَلَّ نے بھی اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع کو اپنی محبت کا مِعیار اِرشاد فرمایا۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ

---

1 ......جمع الجوامع، ج۱۰، ص۱۱، حدیث: ۲۱۔

اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (پ۳، آل عمران: ۳۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللّٰہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللّٰہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے ۔''

کسی سے کوئی چیز نہ لو:

محبوبِ ربُّ العزت، مُحسنِ اِنسانیّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کوئی چیز بھیجی تو انہوں نے اسے لوٹا دیا۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے استفسار فرمایا: ''اے عمر! تم نے وہ چیز کیوں لوٹا دی؟'' انہوں نے عرض کیا: ''کیا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں نہیں بتایا کہ آدمی کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ لے؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ حکم تو سوال کرنے کی صورت میں ہے اور جو چیز سوال کے بغیر حاصل ہو وہ تو رزق ہے جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے عطا فرمایا ہے۔'' تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں کسی سے کوئی شئے نہ مانگوں گا اور جو چیز سوال کئے بغیر میرے پاس آئے گی اسے لے لیا کروں گا۔''[1]

رسول اللّٰہ کی اتباع و پیروی:

حضرت سیِّدُنا جُبَیر بن نُفَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت سیِّدُنا شُرَحْبِیل بن سِمط رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ سترہ یا اٹھارہ میل دور علاقہ ''حِمْص'' کے ''دُوْمِیْن'' نامی ایک گاؤں کے پاس گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: ''میں نے امیر المؤمنین سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مقام ''ذُوالْحُلَیْفَہ'' میں اسی طرح دو رکعت نماز ادا کرتے دیکھا۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّمَا اَفْعَلُ كَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ میں وہی کر رہا ہوں جو میں نے خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کرتے دیکھا ہے۔''[2]

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب البیوع والاقضیۃ، فی الرجل یھدی الی۔۔۔الخ، ج۵، ص۲۳۱، حدیث:۲۔
کنز العمال، کتاب الزکاۃ، فصل فی آداب الاخذ۔۔۔الخ، الجزء:۶، ج۳، ص۲۶۹، حدیث:۱۶۱۴۷۔

2 ......مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ المسافرین۔۔۔الخ، ص۳۴۹، حدیث:۱۳۔

اِتّباعِ رسول میں فاروقِ اعظم کی سادہ اور سخت کوش زندگی:

حضرت سیِّدُ نا مُصعب بن سَعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنے والدِ گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین! آپ نے جو کپڑے پہنے ہیں یہ تو بہت سخت ہیں آپ ان سے نرم کپڑے کیوں نہیں پہنتے نیز آپ جو کھانا کھاتے ہیں وہ آپ کے شایانِ شان نہیں آپ اس سے اچھا کھانا کیوں نہیں پسند کرتے حالانکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں رزق میں وسعت بھی دے رکھی ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں اب تمہارے ضمیر سے اس کی دلیل فراہم کرتا ہوں، تمہیں یاد نہیں کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس قدر مَشَقَّت آمیز زندگی بسر کرتے تھے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دکھوں اور تکالیف سے بھری زندگی کے مختلف احوال سناتے رہے یہاں تک کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حَفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا رونے لگیں۔ پھر ارشاد فرمایا: ''خدا کی قسم! دنیا میں میں بھی نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور خلیفۂ **رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسی تکلیفوں بھری زندگی گزاروں گا تا کہ میں ان دونوں جیسی پسندیدہ زندگی پاسکوں۔''[1]

فاروقِ اعظم کی سُنَّت سے مَحَبَّت:

ایک روایت میں ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے بیٹی! حضور نبیِّ رحمت، شَفیعِ اُمّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ کیسی تھی؟'' انہوں نے کہا: ''خدا کی قسم! ایک ایک ماہ گھر میں نہ دِیا جلتا اور نہ ہی ہَنڈِیا پکتی تھی۔ **سیِّد عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ایک جُبَّہ ہوتا تھا جسے آپ اوڑھنا اور بچھونا بنا لیتے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''یہ بتاؤ نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ **خلیفۂ رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زندگی کیسی تھی؟ انہوں نے کہا: ''وہ بھی ویسی ہی تھی۔'' تو سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اُن تین دوستوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے، جن میں سے دو دنیا میں ایک ہی طریقے پر چلتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے اور تیسرا اُن کی مخالفت میں

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، ما ذکر عن نبینا۔۔۔الخ، ج۸، ص ۱۳۰، حدیث: ۳۳۔

چلے۔کیا وہ اِن سے جا ملے گا؟'' انہوں نے کہا:''ہرگز نہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا:''وہ تیسرا ساتھی میں ہوں، میں ان کی سنت پر ہی چلتا ہوا ان کے پاس پہنچوں گا۔''(1)

فاروقِ اعظم کی آئیڈیل شخصیات

پیارے آقا کی پیروی کا جذبہ:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا:''مالِ غنیمت کے ذخیرے میں ایک اندھی اونٹنی بھی ہے اس کا کیا کریں؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا:''اُسے کسی ایسے گھرانے کے سپرد کردو جو اس سے بہتر استفادہ کرسکیں۔''(یعنی غریب ہوں) میں نے کہا:''حضور! وہ تو اندھی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا:''اسے وہ اپنے اونٹوں کی قطار میں لگالیں گے۔'' میں نے کہا:''حضور! وہ زمین سے چَرے گی کیسے؟'' فرمایا:''وہ جِزیہ کے غَلّہ میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں میں ہے؟'' میں نے کہا:''جزیہ میں سے۔'' فرمایا:''خدا کی قسم! تم لوگ اسے کھانا ہی چاہتے ہو۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سات بڑے تھال پڑے رہتے تھے، اگر کہیں سے کوئی پھل یا کوئی نئی چیز آتی تو ان میں ڈال دی جاتی اور انہیں سب سے پہلے حضور نبیِ رحمت، شَفِیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزواجِ مطہرات کے گھروں میں بھیج دیا جاتا۔سب سے آخر میں اُمّ المومنین حضرت سیِّدَتُنا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا حصہ بھیجا جاتا تاکہ اگر کمی آئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی کے حصہ ہی میں آئے۔'' چنانچہ اس اونٹنی کا کچھ گوشت ان تھالوں میں ڈالا گیا اور اُمہات المؤمنین، رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات کی خدمات میں بھیجا گیا اور بقیہ گوشت کو پکوا کر مہاجرین وانصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی دعوت کردی گئی۔حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بولے:''اے امیر المومنین! اگر آپ ہر روز ایسی ہی دعوت کیا کریں تو کتنا اچھا ہو۔کئی مرتبہ آپ نے پہلوتہی کرتے ہوئے دعوت نہ کی اور نہ آپ کے ساتھ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا:''آئندہ میں ایسی دعوت کبھی نہیں کروں گا۔

---

(1)......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۳۸۔

میرے دونوں دوستوں (یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور خلیفۂ رسول اللّٰہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے جس راہ کو پسند کیا اور اس پر چلے، اگر میں وہ چھوڑ دوں تو ان کے راستے سے ہٹ کر کسی اور راہ میں جا پڑوں گا۔''(1)

بڑھی ہوئی آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نئی قمیص پہنی تو چھری منگوائی اور فرمایا: ''اے بیٹے! اس کی لمبی آستینوں کو سرے سے پکڑ کر کھینچو اور جہاں تک میری انگلیاں ہیں ان کے آگے سے کپڑا کاٹ دو۔'' سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کاٹا تو وہ بالکل سیدھا نہیں بلکہ اوپر نیچے سے کٹا۔ میں نے عرض کیا: ''ابا جان! اگر اسے قینچی سے کاٹا جاتا تو بہتر رہتا؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بیٹا! اسے ایسے ہی رہنے دو کیونکہ میں نے شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسے ہی کاٹتے دیکھا تھا۔ اس لیے میں نے بھی چھری سے آستینیں کاٹ دیں۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آستین کاٹنے کے بعد کُرتے کی حالت یہ تھی کہ اس سے بعض دھاگے باہر نکل نکل کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قدموں کے بوسے لیتے رہتے تھے۔(2)

فاروقِ اعظم اور رسول اللّٰہ و خلیفۂ رسول اللّٰہ کی اِتّباع:

حضرت سیِّدُنا ابو وائل شَقِیْق بن سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں ایک کرسی پر سیِّدُنا شَیْبَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ کعبۃ اللّٰہ شریف میں بیٹھا ہوا تھا، تو شَیْبَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہنے لگے کہ اسی جگہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف فرما تھے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ''میرا ارادہ ہے کہ کعبے میں موجود درہم و دینار، مال و زر تقسیم کردوں۔'' میں نے کہا: ''حضور! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دونوں دوست (یعنی نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور خلیفۂ رسول اللّٰہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)

---

1 ...... موطا امام مالک، کتاب الزکاۃ، باب جزیۃ اھل الکتاب۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۲۵۷، حدیث: ۶۳۰، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۳۸۔

2 ...... مستدرک حاکم، کتاب اللباس، کان نبی اللہ۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۲۷۵، حدیث: ۷۴۹۸۔

تو ایسا نہیں کرتے تھے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ دونوں شخصیتیں ہیں ہی ایسی کہ جن کی پیروی کرنی چاہیے۔(یعنی میں ان دونوں کی اتباع میں اب یہ مال تقسیم نہیں کروں گا۔)(1)

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ فرمایا: ''میں یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک غریب مسلمانوں میں **کعبۃ اللّٰہ** شریف کا سارا مال تقسیم نہ کردوں۔'' میں نے کہا: ''آپ ایسا نہیں کرسکتے۔'' فرمایا: ''کیوں؟'' میں نے کہا: ''اس لیے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مقام سب نے دیکھ لیا ہے اور سیِّدُنا **ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عمل بھی کسی سے مخفی نہیں، وہ مال کی حاجت بھی رکھتے تھے پھر بھی یہ مال انہوں نے تقسیم نہیں کیا۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اٹھے اور حرم شریف سے باہر نکل گئے۔'' (یعنی آپ نے مال تقسیم کرنے کا ارادہ ترک فرمادیا۔)(2)

فاروقِ اعظم کی رسول اللّٰہ سے والہانہ محبت:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات کی خواہش تھی کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے **معلوم** کروں کہ یہ آیتِ مُبارکہ کن دو اَزواجِ مُطَہَّرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ﴾ (پ۲۸، التحریم:۴) **ترجمۂ کنز الایمان:** ''نبی کی دونوں بیبیو اگر **اللّٰہ** کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۔'' حتی کہ میں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ حج کیا، پھر ہم ایک راستے پر جارہے تھے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ قضائے حاجت کے لیے ایک طرف ہوگئے۔ جب فارغ ہو کر تشریف لائے تو میں نے برتن لے کر آپ کو وضو کروایا۔ پھر میں نے آپ سے وہی بات پوچھ لی کہ یہ آیت مبارکہ کن دو ازواج مُطَہَّرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے **عبد اللّٰہ** بن عباس! بڑے تعجُّب کی بات ہے اب تک تمہیں معلوم نہیں کہ یہ آیت کن دو ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟'' پھر فرمایا: ''حَفْصَہ اور عائِشہ صِدِّیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کے بارے

---

1 ...... بخاری، کتاب الحج، باب کسوۃ الکعبۃ، ج ۱، ص ۵۳۲، حدیث: ۱۵۹۴۔

عمدۃ القاری، کتاب الحج، باب کسوۃ الکعبۃ، ج ۷، ص ۱۲۰، تحت الحدیث: ۱۵۹۴۔

2 ...... ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب مال الکعبۃ، ج ۳، ص ۵۲۲، حدیث: ۳۱۱۶۔

میں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس واقعے کو تفصیلاً بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

میں اور میرے ایک پڑوسی انصاری صحابی (حضرت سیِّدُنا عِتبان بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) ہم دونوں محلۂ بنواُمَیَّہ بن زید میں رہتے تھے اور دونوں کا یہ معمول تھا کہ ایک دن میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتا اور دوسرے دن وہ۔ میں جو بھی بارگاہِ رسالت سے علم حاصل کرتا وحی ہوتی یا کوئی بھی بات ہوتی تو میں انہیں بتا دیتا اسی طرح وہ مجھے بتا دیتے۔ ہم قریش جب مکہ مکرمہ میں تھے تو اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ اور یہاں مدینہ منورہ میں آکر ہمارا ایسی قوم سے واسطہ پڑا جن پر عورتیں غالب ہیں۔ ان سے ہماری عورتوں نے بھی خود سَری سیکھ لی ہے۔ میں ایک دن اپنی زوجہ پر کسی بات کے سبب غصے ہو رہا تھا تو وہ آگے سے تکرار کرنے لگی۔ میں نے کہا: ''یہ عادت تمہیں کہاں سے پڑ گئی؟'' وہ کہنے لگی: ''میری تکرار آپ کو بُری لگتی ہے۔ خدا کی قسم! دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزواجِ مطہرات آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تکرار کر لیتی ہیں اور پورا پورا دن آپس میں بات نہیں ہوتی۔'' یہ سن کر میں اپنی بیٹی اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ (حضرت سیِّدَتُنا) حَفصہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے پاس آیا اور انہیں کہا: ''کیا یہ سچ ہے کہ تم ازواج میں سے اگر کوئی نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تکرار کر لیتی ہے تو دن بھر آپ سے کلام نہیں کرتی؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: ''تم نامراد ہوئیں اور خسارے میں ہو۔ کیا تمہیں اس بات کی کوئی فکر نہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ناراض کرنے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بھی ناراض ہو جائے گا اور پھر صرف ہلاکت ہی ہو گی۔ اے بیٹی! تم کبھی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تکرار نہ کرنا، آپ سے کوئی چیز مت مانگنا، جو حاجت ہو مجھے بتانا میں پوری کر دوں گا، اور اپنے ساتھ والی (یعنی حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) پر کبھی رشک نہ کرنا کیونکہ وہ تم سے زیادہ حسین اور **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پسندیدہ زوجہ ہیں۔''

اُن دِنوں ہم آپس میں یہ باتیں کرتے تھے کہ غَسّان کا بادشاہ ہم پر حملے کرنے کے لیے اپنے گھوڑوں کو تیار کر رہا ہے۔ ایک رات میرا وہی دوست میرے گھر آیا اور دروازے پر بہت زور سے دَستک دینے لگا ساتھ ہی مجھے آوازیں بھی دینے لگا۔ میں حیران ہو کر باہر آیا اور اس سے خیریت دریافت کی تو اس نے کہا: ''ایک بہت بڑا حادثہ رُونما ہو گیا ہے۔''

میں نے پوچھا: ''کیا ہوا؟ کیا غسان نے حملہ کردیا ہے؟'' اس نے کہا: ''نہیں بلکہ اس سے بھی ہولناک حادثہ پیش آیا ہے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔'' میں نے کہا: ''حَفْصہ برباد اور نامراد ہوگئی، مجھے یہی کچھ ہوجانے کا خدشہ تھا۔'' چنانچہ میں حَفْصہ کے پاس آیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا: ''روتی کیوں ہو، کیا میں نے تمہیں ڈرایا نہ تھا؟ کیا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمہیں طلاق دے دی؟'' کہنے لگی: ''مجھے معلوم نہیں، مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے مہمان خانے میں ہم سے جدا ہوکر بیٹھ گئے ہیں۔'' تو میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حبشی غلام کے پاس آیا اور کہا کہ ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میرے داخل ہونے کی اجازت مانگو۔'' وہ واپس آیا تو کہنے لگا: ''میں نے آپ کا ذکر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کردیا ہے مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔'' میں اٹھ کر مسجد نبوی چلا آیا۔ کچھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان منبر کے قریب افسردہ بیٹھے تھے اور چند صحابہ تو روبھی رہے تھے۔ میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا۔ پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے غلام کے پاس آکر کہا کہ ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میرے داخل ہونے کی اجازت مانگو۔'' وہ واپس آیا تو کہنے لگا: ''میں نے آپ کا ذکر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کردیا ہے مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔'' میں کچھ کہے بغیر خاموشی سے واپس پلٹا تو پیچھے سے غلام نے مجھے آواز دی کہ ''آپ اندر آجایئے! اجازت مل گئی ہے۔'' چنانچہ میں اندر گیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کیا۔ آپ ایک چٹائی پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے جس کے نشانات آپ کے پہلو پر واضح نظر آرہے تھے۔ میں نے کھڑے کھڑے عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: ''**اللّٰہ اکبر**۔''

پھر میں کھڑے کھڑے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دلجوئی کے لیے عرض گزار ہوا: ''**اَسْتَاْنِسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ کے ساتھ باتیں کرکے آپ کو مانوس کرنا چاہتا ہوں۔ ہم قریش جب مکہ مکرمہ میں تھے تو اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ اور یہاں مدینہ منورہ میں آکر ہمارا ایسی قوم سے واسطہ پڑا جن پر عورتیں غالب ہیں۔'' یہ سن کر حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مسکرائے۔میں نے کہا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں حفصہ کے پاس گیا تھا اور اسے کہا: آپ اپنے ساتھ والی (یعنی حضرت سَیِّدَتُنَا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا) پر کبھی رشک نہ کرنا کیونکہ وہ تم سے زیادہ حسین اور شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پسندیدہ زوجہ ہے۔'' یہ سن کر سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دوبارہ مُسکرادیئے۔جب میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دوبارہ مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا اور کمرے میں نگاہ دوڑائی تو سوائے تین چمڑوں کے کچھ بھی نظر نہ آیا۔میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! دعا فرمائیں اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی اُمّت پر کُشادگی کرے، فارس اور روم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وسعت فرمائی ہے حالانکہ وہ لوگ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔'' یہ سن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدھے ہوکر تشریف فرما ہوگئے۔ پھر فرمایا: ''اے ابن خطاب! یہ وہ قومیں ہیں جنہیں دنیا ہی میں نعمتیں دے دی گئی ہیں۔آخرت میں ان کا حصہ نہیں۔''

ایک روایت میں یوں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلام سے ایک بار یوں بھی کہا تھا کہ: ''اے رباح! (غلام کا نام) میرے لیے اجازت مانگو۔مجھے گمان ہے کہ شاید رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سمجھے ہیں کہ میں حَفْصہ کی (حمایت میں) بات کرنے آیا ہوں۔خدا کی قسم! اگر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حکم فرمائیں تو میں اپنی بیٹی حَفْصہ کی گردن اڑا دوں۔''[1] پھر آگے مکمل واقعہ ہے۔

علم وحکمت کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس طویل حدیث پاک سے علم وحکمت کے بے شمار مدنی پھول چننے کو ملتے ہیں، چند مدنی پھول پیشِ خدمت ہیں انہیں اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجالیجئے:

......حصولِ علمِ دین کا حریص ہونا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنت ہے۔اسی لیے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کے دوست انصاری صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ باری باری دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

---

1 ......بخاری، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا، ج ۳، ص ۴۶۰، حدیث: ۵۱۹۱ ملتقطا۔
مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء، ص ۷۸۵، حدیث: ۳۰۔

......علم کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنے اور اہل وعیال کی کفالت کا انتظام بھی کرنا چاہیے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک دن حصول علم کے لیے جاتے تھے اور ایک دن رزق حلال میں مشغول رہتے۔

......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ایک دوسرے کو حسن اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے احوال اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیث سے مُطَّلع کرتے رہتے تھے، جیسے اس انصاری صحابی نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مُطَّلع کیا۔

......اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ والد کا اپنی بیٹی کے گھر اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی بیٹی اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا حَفْصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر تشریف لے گئے۔

......طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد سے کھڑے ہو کر سوال کرے کہ اسی میں علم اور صاحب علم (یعنی استاد) کی تعظیم وادب ہے۔ جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھڑے کھڑے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استفسار فرمایا۔

......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اپنے محبوب آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی میٹھی میٹھی باتیں سننے کے شیدائی تھے اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاموشی ان کے لیے نہایت ہی تکلیف دہ تھی۔ جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خاموشی کی اس حالت میں دیکھا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے رہا نہ گیا۔ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ طرزِ عمل تھا کہ وہ اپنے رؤف رحیم، رحمۃ اللعالمین آقا کی رحمت ہی کو طلب کرتے ہیں اور پیاری پیاری مسکراہٹوں سے لطف اندوز ہوتے تھے نیز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب سے پناہ مانگتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی رب کی ناراضگی ہے اور رب کی ناراضگی میں تو ہلاکت ہی ہے۔

......اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گفتگو کے ذریعے دل جوئی کرنا بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی

سنّت ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گفتگو کے ذریعے دِل جوئی کی۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسول اللہ کی گستاخی پر غیرتِ فاروقِ اعظم:

حضرت سیِّدُنا ابو حُمَید ساعِدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص سے عُمدہ کھجوریں ادھار لیں۔ وہ شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنے حق کا تقاضا کرنے لگا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج تو کچھ مُیَسَّر نہیں، اگر چاہو تو کچھ دن مہلت دو جب بھی کچھ میسر آئے گا ہم تمہارا قرض لوٹا دیں گے۔'' وہ کہنے لگا: ''ہائے دھوکہ!'' یہ سننا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آگئے اور آپ کا رنگ مُتَغَیَّر ہوگیا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**دَعْنَا یَا عُمَرُ! فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا** یعنی اے عمر! چھوڑ دو کیونکہ حق دار کو بات کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چند اصحاب کو حضرت سیدتنا خَولَہ بِنتِ حَکِیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بھیجا تاکہ معلوم کرکے آئیں کہ ان کے پاس کچھ کھجوریں وغیرہ ہیں یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ ان کے پاس کھجوریں ہیں، پھر ان کھجوروں سے قرض کی ادائیگی کردی گئی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قرض لینے والے کے پاس تشریف لائے اور استفسار فرمایا کہ ''کیا تمہارے قرض کی ادائیگی مکمل ہوگئی ہے؟'' عرض کی: ''جی حضور! آپ نے قرض کی ادائیگی کردی ہے اور مجھے تکلیف سے نجات دے دی ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ بندے وہی ہیں جو اپنے قرض کی ادائیگی کرنے والے اور تکلیف سے نجات دینے والے ہیں۔''[2]

---

1 ......عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل۔۔۔الخ، ج ۱۴، ص ۱۶۴، تحت الحدیث: ۵۱۹۱ ملتقطاً۔

2 ......معجم صغیر، باب المیم، من اسمہ محمد، ج ۲، ص ۹۸، حدیث: ۱۰۴۲۔

رسول اللہ کی بارگاہ کا ادب و احترام

سرکار کی بارگاہ میں آواز بلند نہ کرتے:

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن زُبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیتِ مُبارکہ نازل ہوئی: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ﴾ (پ۲۶، الحجرات:۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔'' اس آیت کے نازل ہونے کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کلام کرتے تو اتنی دھیمی آواز سے بات کرتے کہ آپ کی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور پوچھنا پڑھتا تھا کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(۳)﴾ (پ۲۶، الحجرات:۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''(1)

رسول اللہ کی تعظیم اور ادب و احترام:

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اونٹنی پر شریک سفر تھا۔ بسا اوقات میں حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آگے ہو جاتا تھا تو میرے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے ڈانٹتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے عبد اللہ! کسی شخص کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ سیّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آگے ہو۔''(2)

پیارے آقا کے لیے پانی لے کر پیچھے دوڑ پڑے:

حضرت سیّدُنا اَنس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجوَر، سُلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ...... بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الحجرات، ج۳، ص۳۳۱، حدیث:۴۸۴۵ مختصرا۔

2 ...... بخاری، کتاب الھبۃ وفضلھا۔۔۔الخ، من اھدی لہ ھدیۃ۔۔۔الخ، ج۲، ص۱۷۹، حدیث:۲۶۱۰ مختصرا۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو کوئی آپ کے ساتھ نہ تھا۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دوڑ کر سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچ گئے۔کیا دیکھتے ہیں **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک چھپّر کے نیچے بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہیں۔سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پیچھے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے۔جیسے ہی **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدے سے سر اٹھایا تو سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''اے عمر! تم نے بہت اچھا کیا مجھ کو سجدے میں دیکھ کر تم ایک طرف ہوگئے۔ابھی جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ کی امت میں سے جو شخص آپ پر ایک بار درود پڑھتا ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔''[1]

دنیا و مافیہا سے محبوب:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن ہشام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہم **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پاس بیٹھے تھے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِي** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ حَتّٰی اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ** نہیں عمر اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! (تمہاری محبت اس وقت تک کامل نہیں ہوگی) جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**وَاللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِي** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! خدا کی قسم! آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔'' یہ سن کر نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ** یعنی اے عمر! اب (تمہاری محبت کامل ہوگئی۔)[2]

---

1 ......معجم اوسط، بقیۃ ذکر من اسمہ محمد، ج ۵، ص ۲۸، حدیث: ۶۲۰۲۔

2 ......بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی، ج ۴، ص ۲۸۳، حدیث: ۶۶۳۲۔

عشق و محبت کا دوسرا رخ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب تک آپ نے جتنے بھی اقوال وواقعات مُلاحَظہ کیے وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عشق ومحبت سے متعلق تھے، اب آپ وہ احادیثِ مبارکہ وواقعات ملاحظہ کیجئے جو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت والفت سے متعلق ہیں۔

احادیثِ فضائل فاروق اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بے شمار فضائل ومَناقب احادیثِ مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔ اور سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام تو بارگاہِ رسالت میں یہ عرض کرتے ہیں: ''**لَوْ جَلَسْتُ مَعَکَ مِثْلَ مَا جَلَسَ نُوْحٌ فِيْ قَوْمِه مَا بَلَغْتُ فَضَائِلَ عُمَرَ وَلَيَبْكِيَنَّ الْاِسْلَامُ بَعْدَ مَوْتِکَ يَا مُحَمَّدُ عَلٰى عُمَرَ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھ کر اتنا عرصہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل بیان کروں جتنا حضرت سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی قوم میں (تبلیغ کے لیے) ٹھہرے رہے (یعنی 950 سال) تب بھی حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل بیان نہ کرسکوں اور **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اسلام آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت عمر کی وفات پر ضرور روئے گا۔''(1)

بعد صدیق اکبر سب سے افضل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء ورُسُل بَشَر ورُسُل ملائکہ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد سب سے افضل حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، ان کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق، ان کے بعد حضرت سیِّدُنا عثمان غنی، ان کے بعد حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا، ان کے بعد **عَشَرَۂ مُبَشَّرہ** کے بقیہ صحابۂ کرام، ان کے بعد باقی اہلِ بدر، ان کے بعد باقی اہلِ اُحد، ان کے بعد باقی اہلِ بیعتِ رضوان، پھر

---

(1)...... اللآلی المصنوعة، ج ۱، ص ۲۷۸، لسان المیزان، حرف الحاء من اسمه الحبیب، ج ۲، ص ۳۰۸، الرقم: ۲۲۹۱۔

تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔[1]

صدیق، اولیں ہیں خلافت کے تاجدار
بعد ان کے عمر وعثمان وحیدر ہیں بالیقین
اللہ اللہ ان کی عظمت اور شانِ سربلند
انبیاء کے بعد ان کا کوئی بھی ہمسر نہیں

فاروقِ اعظم بعد صدّیقِ اکبر سب سے افضل:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانۂ مبارکہ میں سب سے افضل حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شمار کرتے ان کے بعد حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اور ان کے بعد حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو۔''[2]

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرت کے ضمن میں کئی فضائل بیان ہوچکے ہیں۔ اب وہ فضائل بیان کیے جاتے ہیں جو کسی باب کے ضمن میں بیان نہیں کیے گئے۔

فضائلِ فاروقِ اعظم بزبانِ سرورِ دوعالم

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے:

حضرت سیِّدُنا عُقْبَہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَر یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔''[3]

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مُجَدِّدِ دین وملّت پروانۂ شمعِ رِسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اس حدیث مبارکہ کو ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''آپ (سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی فطرت اتنی کاملہ تھی کہ

---

1. ......منح الروض الازھر، ص ۳۴۴ ملتقطا، بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۱، ص ۲۴۱۔
2. ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب فضل ابی بکر بعد النبی، ج ۲، ص ۵۱۸، حدیث: ۳۶۵۵۔
3. ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۸۵، حدیث: ۳۷۰۶۔

اگر دروازۂ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فَضلِ الٰہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں۔''[1]

رسول اللہ کا فاروقِ اعظم سے دُعا کے لیے فرمانا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والدِ گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عمرہ پر جانے کی اجازت چاہی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جانا۔'' بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ''اے میرے بھائی! اپنی دعا میں ہمیں بھی شامل رکھنا۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''جہاں کی تمام تر نعمتوں سے بڑھ کر میرے لیے یہ بڑی نعمت ہے کہ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بھائی۔''[2]

دعا کے لیے فاروقِ اعظم کے پاس بھیجا:

حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں قحط پڑا تو ایک شخص خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر منور پر آیا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے امت کے لیے بارش مانگیں، لوگ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔'' سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''تم عمر فاروق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے پاس جاؤ اور کہو کہ لوگوں کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بارش طلب کریں، یقیناً بادل برسے گا اور عمر سے یہ بھی کہو کہ دُور اندیشی سے کام لیں۔'' اس شخص نے بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہو کر سارا خواب بیان کر دیا۔ خواب سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت روئے اور فرمایا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مَیں نے عذر کے بغیر تیرے احکام کی بجا آوری میں کبھی کمی نہیں چھوڑی۔''[3]

---

[1] ......فتاویٰ رضویہ، ج۲۹، ص۳۷۳۔

[2] ......ترمذی، کتاب الدعوات، باب من ابواب الدعوات، ج۵، ص ۳۲۹، حدیث: ۳۵۷۳۔
مسند امام احمد، مسند عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۷۰، حدیث: ۱۹۵۔

[3] ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر، ج۷، ص ۴۸۲، حدیث: ۳۵، الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۳۸۔

درود شریف اور ذکر عمر سے مجالس کو مزین کرو:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ **سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلَاۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِذِکْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی اپنی مجلسوں کو مجھ پر درود پاک پڑھ کر اور عمر کا ذکر کر کے آراستہ کرو۔''(1)

فاروقِ اعظم ''مُحَدَّث'' ہیں

فاروقِ اعظم اُمّتِ مُحمّدیہ کے مُحَدَّث ہیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''پہلی امتوں میں **مُحَدَّث** ہوتے تھے میری امت میں اگر کوئی **مُحَدَّث** ہے تو عمر ہے۔''(2)

''مُحَدَّث'' کسے کہتے ہیں؟

علامہ مُحِبّ طَبَری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یہاں **مُحَدَّث** کا معنی یہ ہے کہ جس پر ربانی الہام ہو، یعنی وہ لوگ جن پر وحی نہیں آتی مگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے آئینۂ قلب پر اَسرار نازل فرماتا ہے۔''(3)

فاروقِ اعظم اُمّت میں کلام کرنے والے ہیں:

حضرت سیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالَم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو نبی نہ ہونے کے باوجود کلام کرتے تھے، میری امت میں اگر کوئی ہے تو عمر ہے۔''(4)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1. ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۸۰۔
2. ......بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث الغار، ج ۲، ص ۴۶۶، حدیث: ۳۴۶۹۔
3. ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۸۷۔
4. ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۷، حدیث: ۳۶۸۹۔

فاروقِ اعظم کی اُخروی شان

سب سے پہلے نامۂ اَعمال فاروقِ اعظم کو دیا جائے گا:

حضرت سیِّدُنا عِمران بن حُصَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ روزِ قیامت سب لوگ جمع ہوں گے۔ عمر بن خطاب ایک جگہ کھڑے ہوں گے، ان کے پاس کوئی چیز آئے گی جوان کی ہم شکل ہوگی اور کہے گی: ''اے عمر! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو میری طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔'' وہ پوچھیں گے: ''تم کون ہو؟'' وہ کہے گی: ''میں اسلام ہوں۔ اے عمر! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو بہتر جزا دے۔'' اس کے بعد ندا آئے گی: ''خبردار! عمر بن خطاب سے پہلے کسی کو نامۂ اعمال نہ دیا جائے، چنانچہ آپ کو سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال دے کر جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔'' شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان جنت نشان سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت روئے اور اپنے سارے غلام آزاد کر دیئے۔''[1]

سب سے پہلے حق عمر کو سلام کرے گا:

حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کَعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کل بروز قیامت سب سے پہلے حق عمر فاروق کو سلام کرے گا اور ان سے مصافحہ کرے گا اور سب سے پہلے ان ہی کا ہاتھ پکڑ کر ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔''[2]

حق سے مراد یا تو وہ فرشتہ ہے جس کے ذریعے صواب یعنی درست بات کا الہام کیا جاتا ہے یا وہ حق مراد ہے جو باطل کی ضد ہوتا ہے۔ حق کا سلام و مصافحہ کرنا ان کے لیے مشورہ وغیرہ میں ظاہر ہونے سے کنایہ ہے یا یہ مراد ہے کہ کل بروز قیامت اس کو جسم دے دیا جائے گا اور وہ ہاتھ پکڑ کر آپ کو جنت میں لے جائے گا۔[3]

---

1 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۰۷۔

2 ......ابن ماجہ، کتاب السنۃ، فضل عمر، ج ۱، ص ۷٦، حدیث: ۱۰۴۔

3 ......حاشیہ سندھی علی ابن ماجہ، کتاب السنۃ، فضل عمر، ج ۱، ص ۷٦، تحت الحدیث: ۱۰۴ ملخصاً۔

قیامت والو! فاروقِ اعظم کو پہچان لو:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ روزِ قیامت ندا آئے گی: ''اَیْنَ الْفَارُوْقُ یعنی فاروق کہاں ہیں؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیش کیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: ''مَرْحَباً بِکَ یَا اَبَا حَفْصٍ ھٰذَا کِتَابُکَ اِنْ شِئْتَ فَاقْرَاْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا فَقَدْ غُفِرَتْ لَکَ یعنی اے ابوحفص! یہ تمہارا اعمال نامہ ہے، چاہو تو پڑھو، چاہو تو رہنے دو میں نے تمہیں بخش دیا گیا ہے۔'' اسلام کہے گا: ''یَا رَبِّ ھٰذَا عُمَرُ اَعَزَّنِیْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا فَاَعِزُّهُ فِیْ عَرَصَاتِ الْقِیَامَةِ یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ عمر ہیں، جنہوں نے دنیا میں مجھے معزز کیا، تو انہیں قیامت کے میدان میں معزز فرما۔'' اس کے ساتھ ہی آپ کو ایک نورانی اُونٹنی پر بٹھایا جائے گا، اور دو ایسے جبے پہنا دیئے جائیں گے کہ اگر ان میں سے ایک بھی دنیا میں کھول دیا جائے تو اس کی مہک سے سارا جہان معطر ہو جائے، آپ کی سواری کے آگے ستر ہزار جھنڈے لہراتے چلے جا رہے ہوں گے۔ پھر آواز آئے گی: ''یَا اَھْلَ الْمَوْقَفِ ھٰذَا عُمَرُ فَاعْرِفُوْهُ یعنی یہ عمر ہیں۔ قیامت والو! انہیں پہچان لو۔''[1]

بارگاہِ رسالت سے عطا کردہ بشارتیں

فاروقِ اعظم کے لیے بارگاہِ نبوی سے مَغفِرت کی بَشارت:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ آپ نے وہ تکیہ حضرت سیِّدُنا سَلْمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دے دیا تو سیِّدُنا سَلْمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''صَدَقَ اللہُ وَرَسُوْلُہُ یعنی رَبُّ الْعَالَمِیْن اور رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سچ فرمایا۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے ابو عبد اللہ! ہمیں بھی بتاؤ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا فرمایا۔'' حضرت سیِّدُنا سَلْمان فارسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''میں سرکارِ مدینہ راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ

---

[1] ......ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۱۸۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسے ہی تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ حضور سرورِ کونین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ تکیہ مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''**مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْخُلُ عَلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَيُلْقِي لَهُ وِسَادَةً اِكْرَامًا لَهُ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ** یعنی کوئی بھی مسلمان اپنے بھائی کے پاس جائے اور وہ اس کی تکریم کرتے ہوئے اپنا تکیہ اُسے دے دے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''(1)

بارگاہِ رسالت سے جنت کی بشارت:

حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، کہ دو عالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ** یعنی عمر بن خطاب جنتی ہیں۔''(2)

ابھی ایک جنتی شخص آئے گا:

حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ** یعنی ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لے آئے۔''(3)

جنت میں پیارے آقا کی مَعِیَّت:

حضرت سیِّدُنا زید بن اَبِی اَوفٰی سے روایت ہے کہ **سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''**اَنْتَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ** یعنی اے عمر! تم جنت میں میرے ساتھ تین میں سے تیسرے نمبر پر ہو گے۔''(4) (یعنی دائیں طرف سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، درمیان میں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور بائیں طرف آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)

---

(1) ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب تکریم المسلم۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۷۸۳، حدیث: ۶۶۰۱۔

(2) ......صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ عن۔۔۔الخ، مناقب الصحابۃ، ذکر اثبات الجنۃ لعمر، الجزء: ۹، ج ۶، ص ۱۸، حدیث: ۶۸۴۵۔

(3) ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۸۸، حدیث: ۳۷۱۴۔

(4) ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۱۶۵۔

فاروقِ اعظم اہلِ جنت کے آفتاب:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عُمَرُ سِرَاجُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یعنی عمر فاروق اہل جنت کے لیے آفتاب ہیں۔''(1)

مولا علی مُشکل کُشا کی تصدیق:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم، رءوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ ''عمر بن خطاب اہل جنت کا آفتاب ہیں۔'' جب یہ بات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوئی تو وہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ایک قافلے کے ساتھ حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: ''آپ نے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یعنی عمر بن خطاب آفتابِ اہل جنت ہیں؟'' انہوں نے کہا: ''جی ہاں۔'' حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اُکْتُبْ لِیْ خَطَّکَ یعنی آپ اپنے ہاتھ سے مجھے یہ لکھ دیں۔'' حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے تحریر لکھ دی: ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ھٰذَا مَا ضَمِنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرِیْلَ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا، یہ وہ تحریر ہے جسے علی بن ابی طالب (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے دوعالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت کر کے لکھا ہے اور حضور نبیٔ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام سے سنا اور انہوں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے یہ فرمان عالیشان سنا کہ عمر بن خطاب اہل جنت کا آفتاب ہیں۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ تحریر لے کر اپنی اولاد کو دے دی اور انہیں وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اِذَا اَنَا مُتُّ وَغَسَّلْتُمُوْنِیْ وَکَفَّنْتُمُوْنِیْ فَادْرَجُوْا ھٰذِہٖ مَعِیَ فِیْ کَفَنِیْ

---

(1)...... تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۱۶۶۔

حَتّٰی اَلْقِیَ بِھَارَبِّیْ یعنی جب میرا انتقال ہوجائے اور تم مجھے کفن اور غسل دے چکو تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا میں اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کردوں گا۔'' چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔[1]

فاروقِ اعظم کا جنت میں تیار شدہ محل:

حضرت سیِّدُنا جابِر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد حضرت سیِّدُنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا وہاں میں نے سونے اور جواہرات سے بنا ہوا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: ''یہ محل کس کا ہے؟'' کہا گیا: ''یہ عمر فاروق کا محل ہے۔'' تو میں نے اس میں داخل ہونا چاہا، مگر اے عمر! مجھے تمہاری غیرت یاد آگئی۔ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا؟''[2]

قرشی نوجوان کا جنتی محل:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت میں ایک محل دیکھا تو میں نے کہا: ''یہ کس کا ہے؟'' بتایا گیا کہ ''یہ ایک قریشی نوجوان کا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''وہ نوجوان کون ہے؟'' کہا گیا: ''عمر بن خطاب ہے۔''[3]

یہ محل کس کا ہے۔۔۔؟

حضرت سیِّدُنا ابوہُرَیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک بار خود کو جنت میں دیکھا، وہاں ایک محل کی دیوار کے ساتھ ایک عورت وضو کررہی تھی، میں نے کہا: ''یہ محل کس کا ہے؟'' وہ کہنے لگی: ''عمر بن خطاب کا ہے۔'' تو اے عمر! مجھے تمہاری

---

1. ......ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۱۱۔
2. ......بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ج۳، ص۴۷۰، حدیث: ۵۲۲۶۔
3. ......مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ج۴، ص۲۱۵، حدیث: ۱۲۰۴۶۔

غیرت یاد آئی تو میں واپس لوٹ آیا۔'' حضرت سیِّدُ نا ابو ہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سن کر رو پڑے، ہم بھی مجلس میں بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگے: ''**اَوَ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَغَارُ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا مجھے آپ پر غیرت آسکتی ہے؟''(1)

عربی نوجوان کا جنتی محل:

حضرت سیِّدُ نا بُرَیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صبح کے وقت حضرت سیِّدُ نا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور فرمایا: ''**یَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي اِلَی الْجَنَّۃِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَکَ اَمَامِي** یعنی اے بلال! تم جنت میں مجھ سے پہلے کیسے چلے گئے؟ میں جنت میں جب بھی گیا ہوں تمہارے قدموں کی آہٹ میرے آگے ہوتی ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''آج رات میں جنت میں گیا تو تمہارے قدموں کی آواز میرے آگے آگے تھی، میں نے وہاں ایک بہت بلند سونے کا محل دیکھا۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنتی فرشتوں اور اپنے درمیان ہونے والے مکالمے کو یوں بیان فرمایا:

- ......میں نے کہا: ''**لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ** یعنی یہ محل کس کا ہے؟''

  جنتی فرشتے کہنے لگے: ''**لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ** یعنی عرب کے ایک آدمی کا ہے۔''

- ......میں نے کہا: ''**اَنَا عَرَبِيٌّ لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ** یعنی عربی تو میں بھی ہوں پھر یہ کس کا ہے؟''

  وہ کہنے لگے: ''**لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ** یعنی وہ آدمی قرشی بھی ہے۔''

- ......میں نے کہا: ''**اَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ** یعنی قرشی تو میں بھی ہوں پھر یہ کس کا ہے؟''

  وہ کہنے لگے: ''**لِرَجُلٍ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ** یعنی وہ شخص امت محمدیہ میں سے ہے۔''

- ......میں نے کہا: ''**اَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْر** یعنی محمد تو میں ہوں پھر یہ میرے کس امتی کا ہے؟''

  وہ کہنے لگے: ''**لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی یہ عمر بن خطاب کا ہے۔''

حضرت سیِّدُ نا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایک عمل تو یہ

---

(1) ......بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ج ۳، ص ۴۷۰، حدیث: ۵۲۲۷۔

ہے کہ میں ہمیشہ اذان کے بعد دو رکعت پڑھتا ہوں اور دوسرا عمل یہ ہے کہ جس وقت بھی وضو ٹوٹے پھر سے وضو کر لیتا ہوں اور میں نے یوں سمجھ لیا ہے کہ ہر وضو کے بعد دو رکعت پڑھنا میرے لیے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ضروری ہے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''انہی دو عملوں کے سبب تمہارا یہ مقام ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم کے رفیقِ جنت:

حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، ایک مرتبہ دو عالَم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمّ المومنین حضرت سیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: ''**اَلَا اُبَشِّرُکِ** یعنی اے عائشہ! کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟'' عرض کی: ''کیوں نہیں **یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' فرمایا:

- ......''تمہارے والد یعنی ابوبکر جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''
- ......''**عمر جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت نوح** عَلَیْہِ السَّلَام **ہوں گے۔**''
- ......''عثمان جنتی ہیں ان کا رفیق میں خود ہوں۔''
- ......''علی جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت یحیٰی بن زکریا عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''
- ......''طلحہ جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت داود عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''
- ......''زبیر جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''
- ......''سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت سلیمان بن داود عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''
- ......''سعید بن زید جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت موسیٰ بن عمران عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''
- ......''عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''
- ......''ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں ان کے رفیق حضرت سیِّدُنا اِدریس عَلَیْہِ السَّلَام ہوں گے۔''

پھر فرمایا: ''اے عائشہ! میں مُرسلین کا سردار ہوں اور تمہارے والد **اَفْضَلُ الصِّدِّیْقِیْن** (یعنی صدیقین میں سب سے افضل) ہیں اور تم اُمّ المومنین (یعنی تمام مومنوں کی ماں) ہو۔''(2)

---

(1)......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۸۵، حدیث: ۳۷۰۹۔

(2)......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۵۔

فاروقِ اعظم فتنوں کو روکنے کا تالا ہیں

فاروقِ اعظم کے ہوتے کوئی فتنہ نہیں ہوگا:

حضرت سیِّدُنا حَسَن فِرْدَوسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا ابوذر غِفَاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ملے اور مصافحہ کرتے ہوئے زور سے ان کا ہاتھ دبایا۔ سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بولے: ''دَعْ یَدِيْ یَا قُفْلَ الْفِتْنَةِ یعنی اے فتنے کے تالے! میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے ابوذر! فتنے کے تالے کا کیا مطلب؟'' انہوں نے عرض کیا: ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک دن سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ہم ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آنے کے بجائے پیچھے ہی بیٹھنا پسند کیا۔ چنانچہ آپ تمام کے پیچھے بیٹھ گئے۔ آپ کو دیکھ کر دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَا تُصِیْبُکُمْ فِتْنَةٌ مَّا دَامَ هٰذَا فِیْکُمْ یعنی جب تک یہ عمر تمہارے درمیان موجود ہے، تمہیں کوئی فتنہ نہیں پہنچے گا۔ (یعنی فتنوں کے دروازے پر تالا لگا رہے گا۔)''[1]

فاروقِ اعظم فتنوں کو روکنے کا دروازہ ہیں

فاروقِ اعظم فتنوں کو روکنے والا دروازہ ہیں:

حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اَیُّکُمْ یَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ یعنی فتنے کے بارے میں کسی کو رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کوئی حدیث یاد ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''مجھے یاد ہے۔'' فرمایا: ''سناؤ تمہارا یہی منصب ہے۔'' میں نے حدیث سناتے ہوئے کہا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے میں نے یہ سنا ہے کہ ''فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ یعنی انسان کا فتنہ اس کے اہل

---

[1] ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۳۴۔

خانہ، مال، جان، اولاد اور پڑوسیوں کے بارے میں ہوتا ہے جو روزہ، نماز، صدقہ، اور نیکی کے حکم دینے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے مِٹ جاتا ہے۔'' یہ حدیث پاک سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَلٰكِنَّ الْفِتْنَةَ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ** یعنی یہ حدیث پاک نہیں بلکہ میں اس حدیث کی بات کر رہا ہوں جس میں اس فتنہ کی بات ہے جو سمندر کی طرح موج مارے گا۔'' میں نے کہا: ''اے امیر المؤمنین! آپ کا اس سے کیا واسطہ، ابھی تو اس فتنے کا دروازہ بند ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ** یعنی وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟'' میں نے عرض کیا: ''**يُكْسَرُ** یعنی توڑا جائے گا اور پھر کبھی بند نہیں ہوسکے گا۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بعد میں پوچھا: ''**اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ** یعنی کیا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس دروازے کا علم تھا؟'' انہوں نے کہا: ''**نَعَمْ! كَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ** جی ہاں بالکل علم تھا بلکہ ایسا علم تھا جیسے کل دن سے پہلے رات کا آنا یقینی معلوم ہوتا ہے اور ہاں! میں نے انہیں جو کچھ بتایا وہ کوئی غلط باتوں کا مجموعہ نہیں تھا بلکہ بالکل صحیح باتیں تھیں۔'' بہرحال صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیِّدُنا حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ان کی ہیبت کے پیش نظر کوئی سوال نہ کر سکے البتہ ان کے غلام سیِّدُنا مسروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**اَلْبَابُ عُمَرُ** یعنی فتنوں کو روکنے والا وہ دروازہ خود امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات ہے۔''[1]

فاروقِ اعظم جہنم سے بچانے والے ہیں

جہنم کا تالا:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن سَلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے گزرے جو آرام فرما رہے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن کا پاؤں ہلا کر کہا: ''کون ہو؟'' انہوں نے کہا: ''امیر المؤمنین کا بیٹا **عبد اللّٰہ** ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کہا: ''**قُمْ يَا ابْنَ قُفْلِ جَهَنَّمَ** یعنی اے جہنم کے تالے کے بیٹے! اٹھ جاؤ۔'' اپنے والد محترم کے متعلق یہ الفاظ سن کر حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ

---

1 ...... بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الصلاۃ کفارۃ، ج ۱، ص ۱۹۵، حدیث: ۵۲۵۔

تَعَالٰی عَنْہ اٹھے تو غصے سے اُن کا چہرہ سرخ ہوچکا تھا، اٹھتے ہی اپنے والدگرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''**یَا اَبَۃِ اَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَ ابْنُ سَلَامٍ لِیْ** یعنی اے ابا جان! کچھ سنا آپ نے! **عبداللہ** بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کیا کہا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟ انہوں نے کیا کہا ہے؟'' حضرت سیِّدُنا **عبداللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''انہوں نے آپ کو جہنم کا تالا کہا ہے۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''**اَلْوَیْلُ لِعُمَرَ اَنَّ کَانَ بَعْدَ عِبَادَۃِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً وَمُصَاھَرَتُہُ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَضَایَاہُ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِقْتِصَادِ اَنْ یَّکُوْنَ مَصِیْرَہُ اِلٰی جَھَنَّمَ حَتّٰی یَعْنِیْ یَکُوْنُ قُفْلًا لِجَھَنَّمَ** یعنی عمر کا ٹھکانہ جہنم ہو بلکہ وہ اس کا تالا بن جائے تو اس کے لیے ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اگرچہ وہ چالیس سال تک عبادت کرتا رہے، اس کا **رسول اللہ** سے سسرالی رشتہ بھی ہو، لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ بھی کرے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سبز چادر زیب تن کی، فاروقی درہ کندھے پر رکھا اور حضرت سیِّدُنا **عبداللہ** بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچے۔ استفسار فرمایا: ''**یَا ابْنَ سَلَامٍ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ قُلْتَ لِاِبْنِیْ قُمْ یَا ابْنَ قُفْلِ جَھَنَّمَ** یعنی اے **عبداللہ** بن سلام! آپ نے میرے بیٹے کو یہ کہا ہے: اے جہنم کے تالے کے بیٹے۔'' انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**کَیْفَ عَلِمْتَ اَنِّیْ فِیْ جَھَنَّمَ** یعنی تمہیں میرے جہنمی بلکہ جہنم کا تالہ ہونے کی خبر کیسے ہوئی؟'' انہوں نے عرض کیا: ''**مَعَاذَ اللہِ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ تَکُوْنَ فِیْ جَھَنَّمَ وَلٰکِنَّکَ قُفْلُ جَھَنَّمَ** یعنی اے امیر المؤمنین! میں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **مَعَاذَ اللہ** عَزَّوَجَلَّ جہنمی نہیں کہا بلکہ جہنم کا تالا کہا ہے۔'' فرمایا اس کا کیا مطلب؟'' انہوں نے عرض کیا کہ مجھے میرے والد گرامی نے اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہوئے یہ بات بتائی کہ حضرت سیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرت سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام سے سن کر یہ بات ارشاد فرمائی:

❀...... ''**یَکُوْنُ فِیْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت میں ایک شخص آئے گا، جسے لوگ **عمر بن خطاب** کہیں گے۔''

❀...... ''**اَحْسَنُ النَّاسِ دِیْناً وَاَحْسَنُھُمْ یَقِیْناً مَادَامَ بَیْنَھُمُ الدِّیْنُ عَالِیْ وَالدِّیْنُ فَاشٍ** وہ سب سے

بہتر دین ویقین والا ہوگا، جب تک دنیا والوں میں رہے گا ان کا دین غالب اور یقین مُحکَم رہے گا۔‘‘

......’’**وَاسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی مِنَ الدِّیْنِ فَجَهَنَّمُ مُقْفَلَةٌ** لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہیں گے اور جہنم کو تالہ لگا رہے گا۔‘‘

......’’**فَاِذَا مَاتَ عُمَرُ یَرِقُّ الدِّیْنُ وَیَقِلُّ الْیَقِیْنُ وَتَقِلُّ اَعْمَارُ الصَّالِحِیْنَ وَافْتَرَقَ النَّاسُ عَلٰی فِرَقٍ مِّنَ الْاَهْوَاءِ** جب وہ چلا جائے گا دین کمزور ہوجائے گا، یقین کم ہوجائے گا، صالحین کی عُمریں کم ہوجائیں گی اور لوگ گروہ در گروہ ہوجائیں گے۔‘‘

......’’**فُتِحَتْ اَقْفَالُ جَهَنَّمَ فَیَدْخُلُ فِیْ جَهَنَّمَ مِنَ الْاٰدَمِیِّیْنَ کَثِیْرٌ** جہنم کے تالے ٹوٹ جائیں گے اور لوگ اس میں داخل ہونا شروع ہوجائیں گے۔‘‘(1)

فاروقِ اعظم لوگوں کو جہنم سے بچانے والے ہیں:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن دِینار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: ’’سیِّدُنا کَعبُ اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہہ رہے ہیں: ’’**اِنَّکَ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ** یعنی سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جہنم کے دروازوں میں ایک دروازہ پر ہیں۔‘‘ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ سن کر خوف طاری ہوا اور بار بار کہنے لگے: ’’جو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے گا۔‘‘ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا کَعبُ اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور کہا: ’’**مَرَّةً فِی الْجَنَّةِ وَمَرَّةً فِی النَّارِ** یعنی کیا کوئی شخص بیک وقت جنت اور جہنم دونوں میں جاسکتا ہے؟ (یعنی مجھے نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے جنت کی بشارت دی ہے اور آپ مجھے جہنم کے دروازے پر کھڑا کر رہے ہیں۔) انہوں نے عرض کیا: ’’اے امیر المؤمنین! کیا بات ہے اور میرے بارے میں آپ کو کیا خبر پہنچی ہے۔‘‘ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ’’مجھے فلاں شخص نے بتایا ہے کہ تم نے میرے متعلق یہ کہا ہے۔‘‘ انہوں نے عرض کیا: ’’**اَجَلْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَجِدُکَ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ قَدْ سَدَدْتَہٗ اَنْ یَدْخُلَ** یعنی جی ہاں میں نے یہ کہا ہے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا منصب بھی یہی ہے۔ خدا کی قسم! آپ

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۳۴۔

نے جہنم کا دروازہ بند کر رکھا ہے اور کسی کو اندر نہیں جانے دیا یعنی لوگوں کو اسلام کی راہ پر ڈال دیا ہے اور وہ جہنم میں جانے سے بچ گئے ہیں۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پریشانی جاتی رہی۔ [1]

جہنم کے دروازے پر:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی زوجہ مُقَدَّسہ حضرت سیِّدَتُنَا اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بلایا جو امیر المؤمنین مولی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم وحضرت سیِّدَتُنَا فاطمۃُ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی لاڈلی شہزادی تھیں اور وہ رو رہی تھیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کیا: ''**یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! ھٰذَا الْیَھُوْدِیُّ یَقُوْلُ اِنَّکَ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ جَھَنَّم** یعنی اے امیر المؤمنین! یہ یہودی کعب اَحبار کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں۔'' (حضرت سیِّدُنا کعب اَحبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اَجِلَّہ اَئِمَّہ تابعین وعلمائے کتابیین واعلم علمائے توریت سے ہیں، پہلے یہودی تھے، خلافتِ فاروقی میں مُشَرَّف بہ اسلام ہوئے، شاہزادیٔ مولا علی کا اس وقت غصے کی حالت میں انہیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا بر بنائے نازُک مزاجی تھا کہ لازِمۂ شاہزادگی ہے رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن) امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**مَاشَاءَ اللّٰہُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ یَّکُوْنَ رَبِّیْ خَلَقَنِیْ سَعِیْدًا** یعنی جو رب عَزَّوَجَلَّ چاہے۔ خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید (یعنی خوش بخت) پیدا کیا ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا بھیجا، انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی: ''**یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَنْسَلِخُ ذُوْ الْحِجَّۃِ حَتّٰی تَدْخُلَ الْجَنَّۃَ** یعنی امیر المؤمنین! مجھ پر جلدی نہ فرمائیں، اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ذِی الْحِجَّہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حیران ہو کر ارشاد فرمایا: ''**اَیُّ شَیْءٍ ھٰذَا مَرَّۃً فِی الْجَنَّۃِ وَمَرَّۃً فِی النَّارِ؟** یعنی اے کعب! یہ کیا بات ہوئی کبھی تو جہنمی کہتے ہو، کبھی جنتی کہتے ہو؟'' عرض کی: ''**وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ! اِنَّا لَنَجِدُکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ جَھَنَّمَ تَمْنَعُ النَّاسَ اَنْ یَّقَعُوْا فِیْھَا، فَاِذَا مُتَّ لَمْ یَزَالُوْا یَقْتَحِمُوْنَ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ** یعنی یا

[1] ......ریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۳۰۷۔

امیر المؤمنین! قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! آپ کو کتاب اللّٰہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں، جب آپ انتقال فرمائیں گے تو قیامت تک لوگ جہنم میں گرتے رہیں گے۔''(1)

فاروقِ اعظم کی رِحلت پر اسلام روئے گا:

حضرت سیِّدُنا عَمَّار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبریلِ امین (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے تو میں نے انہیں کہا: ''**اَخْبِرْنِيْ عَنْ فَضَائِلِ عُمَرَ وَ مَاذَا لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی** یعنی عمر فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی فضیلت اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ان کی قدر و قیمت بیان کرو۔'' وہ کہنے لگے: ''**لَوْ جَلَسْتُ مَعَکَ قَدْرَ مَا لَبِثَ نُوْحٌ فِيْ قَوْمِہٖ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اُخْبِرَکَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ وَمَا لَہٗ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ** یعنی یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر میں حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی عمر جتنا وقت آپ کے پاس بیٹھوں تو بھی عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل اور بارگاہِ الٰہی میں آپ کا مقام و مرتبہ بیان نہیں کرسکتا۔'' پھر جبریل امین (عَلَیْہِ السَّلَام) نے کہا: ''**لَیَبْکِیَنَّ الْاِسْلَامُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِکَ عَلٰی مَوْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اسلام دو مرتبہ روئے گا ایک تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحلت پر اور دوسری مرتبہ عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رحلت پر۔''(2)

آسمانی کتب میں آپ کی تعریف:

حضرت سیِّدُنا کَعْبُ الْاَحبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ملک شام میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: ''**کتاب اللّٰہ** میں لکھا ہے کہ ایسے شہر جن میں بنی اسرائیل کا بسیرا ہوگا ان کی فتح ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر ہوگی جو نیکوکار، مسلمانوں پر رحیم، کافروں پر عذابِ اَلیم اور ظاہر و باطن میں ایک جیسا ہوگا، اس کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہوگا، اپنے اور بیگانے اس کی نظر میں برابر ہوں گے، اور اس کے ساتھ

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۳، فتاوی رضویہ، ج ۳۰، ص ۶۱۲۔

2 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۳۰، ص ۱۲۲، مسند ابی یعلی، مسند عمار بن یاسر، ج ۲، ص ۱۱۹، حدیث: ۱۶۰۰، ص ۱۷۹۔
ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۱۷ ملتقطا۔

راتوں کو عبادت کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے اور لوگوں کی غم خواری کرنے والے ہوں گے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اَحَقٌّ مَا تَقُوْلُ یعنی جو آپ کہہ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے؟'' میں نے کہا: ''اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جو میری بات سن رہا ہے! یہ بالکل سچ ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَعَزَّنَا وَ کَرَّمَنَا وَ شَرَّفَنَا وَرَحِمَنَا بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَرَحْمَتِهِ الَّتِی وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ یعنی تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں عزت فضیلت اور شرافت بخشی اور ہمارے پیارے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اپنی رحمت کے صدقے رحم فرمایا جو ہر شے کو مُحِیط ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم پر رب کا خصوصی کرم

روزِ عرفہ فاروقِ اعظم پر خصوصی کرم:

حضرت سیِّدُنا بلال بن رَباح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے روزِ عرفہ مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے بلال! لوگوں کو خاموش کراؤ۔'' جب سب خاموش ہو گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''آج اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم پر کرم فرمایا ہے، تمہاری نیکیوں کے سبب تمہارے گناہ معاف فرما دیئے ہیں اور جتنا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا ثواب عطا فرمایا ہے، تو تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی برکت پر یہاں سے نکل کھڑے ہو، آج اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرشتوں کے سامنے تمام اہلِ عرفہ (حجاج کرام) پر عُمومی کرم فرمایا ہے اور عمر بن خطاب پر خُصوصی کرم فرمایا ہے۔''(2)

فاروقِ اعظم کا دِین سب سے زیادہ ہے:

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، میں نے خواب دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں جنہوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں۔ کسی کی قمیص صرف اس کے سینے تک ہے، کسی کی اس سے لمبی ہے۔ جب عمر بن

---

(1) ......تفسیر نظم الدرر، پ ۲۶، الفتح، تحت الآیۃ: ۲۹، ج ۷، ص ۲۱۷، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۱۹۔

(2) ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۰۳۔

خطاب پیش ہوئے تو ان کی قمیص زمین تک لمبی تھی۔'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ مبارک خواب سن کر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے کسی صحابی نے پوچھا: ''**مَا اَوَّلْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ذَالِکَ؟** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر مراد لی ہے؟'' فرمایا: ''دین۔''(1)

فاروقِ اعظم سے محبت کا صلہ

سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک کی شیخین سے محبت:

حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کی: ''**مَتَی السَّاعَةُ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قیامت کب قائم ہوگی؟'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے دریافت فرمایا: ''**وَمَاذَا اَعْدَدْتَ لَهَا** یعنی تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' تو اس نے عرض کی: ''**لَا شَیْءَ اِلَّا اَنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! تیاری تو کچھ نہیں کی، مگر میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتا ہوں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ** یعنی تم جس سے محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہوگے۔'' حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز سے اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی جتنی خوشی شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان سے ہوئی کہ ''تم جس کے ساتھ محبت کرتے ہو اسی کے ساتھ ہوگے۔'' حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''**فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاهُمْ وَاِنْ لَمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِهِمْ** یعنی میں سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت سیِّدُنا ابوبکر اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ ان سے محبت کرنے کی وجہ سے میں انہیں کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان کے مثل نہیں ہیں۔''(2)

---

1 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۸، حدیث: ۳۶۹۱۔

2 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۵، حدیث: ۳۶۸۸۔

شارحِ حدیث علامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''اس حدیثِ پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ، اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صالحین اور اہلِ خیر سے محبت کی فضیلت ہے، خواہ وہ صالحین حیات ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کی علامت یہ ہے کہ مسلمان اُن کے احکام پر عمل کرتا ہے اور جن کاموں سے انہوں نے منع کیا ہے اُن سے باز رہتا ہے۔ جبکہ صالحین سے محبت میں یہ شرط نہیں ہے کہ انسان اُن کے اعمال کی مثل عمل کرے کیونکہ اگر وہ اُن کے اعمال کی مثل کرے گا تو وہ خود صالحین میں سے ہوگا، اُن کی مثل ہوگا نہ کہ اُن کے مُحِبِّین میں سے ہوگا۔ (1)

فاروقِ اعظم سے محبت کرنے کا اِنعام:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ عُمِرَ قَلْبُہٗ بِالْاِیْمَانِ** یعنی جس نے عمر سے محبت کی اس کا دل ایمان سے مَعْمُور کردیا جائے گا۔''(2)

فاروقِ اعظم کی ناراضگی رب کی ناراضگی

فاروقِ اعظم کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے:

حضرت سیِّدُنا عَلِیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِتَّقُوْا غَضَبَ عُمَرَ، فَاِنَّ اللہَ یَغْضِبُ اِذَا غَضَبَ** یعنی عمر کے غضب سے بچا کرو کیونکہ ان کی ناراضگی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی ناراض ہوجاتا ہے۔''(3)

فاروقِ اعظم کی رِضا حکم ہے:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سُلْطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللہُ

---

(1)......شرح صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب المرء مع من احب، ج ۱۶، ص ۱۸۶، تحت الحدیث: ۱۶۲۔

(2)......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۱۹۔

(3)......جمع الجوامع، حرف الھمزہ، ج ۱، ص ۸۳، حدیث: ۴۳۴۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَام فَقَالَ اِقْرَأْ عُمَرَ السَّلَامَ وَ قُلْ لَہٗ اِنَّ رَضَاہُ حُکْمٌ وَاِنَّ غَضَبَہٗ عِزٌّ یعنی میرے پاس جبریلِ امین (عَلَیْہِ السَّلَام) آئے اور کہا کہ عمر فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے سلام دے دیں اور انہیں یہ بتادیں کہ ان کی رضا حکم ہے، اور ان کی ناراضگی (دین کے لیے) عزت ہے۔''[1]

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رضا کو حکم اور آپ کے غضب کو دین کے لیے عزت اس لیے فرمایا گیا ہے کہ آپ فقط حق بات کے لیے ہی راضی ہوتے اور غصہ فرماتے ہیں۔[2]

جس نے عمر سے بُغض رکھا اس نے مجھ سے بُغض رکھا:

حضرت سیِّدُنا جابِر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ یعنی جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''[3]

زندگی میں عِزّت اور رِحلت میں شہادت:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا روایت کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صَاحِبُ رَحَا دَارَۃُ الْعَرَبِ یَعِیْشُ حَمِیْدًا وَیَمُوْتُ شَہِیْدًا یعنی وہ شخص عرب کے شہروں کا سردار ہے، وہ زندہ رہے گا تو عزّت سے اور رِحلت کرے گا تو شہادت سے۔'' عرض کیا گیا: ''وہ کون ہے؟'' فرمایا: ''عمر بن خطاب۔''[4]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1. ......معجم کبیر، باب العین، ج ۱۲، ص ۴۸، حدیث: ۱۲۴۷۲۔
2. ......فیض القدیر، ج ۴، ص ۴۷۸، تحت الحدیث: ۱۷۰۸ ملخصاً۔
3. ......الشفاء، الباب الثالث فی تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ، فصل من توقیرہ وبرہ، ج ۲، ص ۵۴۔
4. ......معجم اوسط، من اسمہ مطلب، ج ۶، ص ۲۷۲، حدیث: ۸۷۴۹۔

فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول

(رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولاد و اقرباء سے محبت)

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔

- ...... سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَہلِ بیت سے عقیدت و محبت
- ...... سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حَسَنَیْنِ کَرِیْمَین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے عقیدت و محبت
- ...... سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے عقیدت و محبت
- ...... سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خاتونِ جنّت سیِّدہ فاطمۃُ الزہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے عقیدت و محبت
- ...... سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاندان سے عقیدت و محبت
- ...... سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا سے عقیدت و محبت
- ...... سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بنی ہاشم سے عقیدت و محبت

رسول اللہ کی اولاد و اقرباء سے محبت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَسلکِ حق اَہلسُنَّت و جَماعت وہ مُہذَّب، پیارا اور باادب مَسلک ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہر مَقبول بندے کا ادب واحترام موجود ہے، حبیبِ خُدا، شافعِ روزِ جزا، مالِکِ ہر دوسَرا، حُضُور خاتَم الاَنبیاء، احمد مُجتبیٰ، مُحمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات گرامی سے جس کی بھی نسبت ہو ہر سُنّی مسلمان کے دل میں اس کی تعظیم وتکریم ضرور ہوگی۔ برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حَسَن رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اسی عقیدے کی تَرجُمانی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

جب سَرکارِ دوعالَم، نُورِ مُجَسَّم، شَفیعِ مُعَظَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نورانی تلووں کو بوسے دینے والی نَعْلَین شَریفَین کا یہ ادب واحترام ہے تو اہل بیت اَطہار جو کہ سرورِ کون ومَکاں، وارثِ زمین وآسماں، مَحبُوبِ ربِّ دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خُون مُبارک ہیں اُن کا ادب واحترام اور اُن سے عقیدت واُلفت کا کیا عالَم ہوگا۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البَرَکت، اِمامِ اَہلسُنَّت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، پَروانۂ شَمعِ رِسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اہلِ بیتِ اَطہار رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں:

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اہل بیت عظام کی یہ عظیم محبت مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کو خود اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے عطا ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبدُالرحمٰن بن اَبِی لَیلیٰ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **''لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ وَتَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ عِتْرَتِہٖ وَ ذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذَاتِہٖ وَیَکُوْنَ اَھْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ''** یعنی کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے

اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور میری اَولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اس کی اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے اور میرے گھر والے اسے اپنے گھر والوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔''[1]

صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جو نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شب وروز، نظرِ ایمان سے زیارت فرماتے تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قَدَمین شریفین کے بوسے لیتے تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے نمازیں ادا فرماتے تھے، اُن سے زیادہ اس حدیث پاک کا مفہوم کون سمجھ سکتا ہے؟ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس حدیث پاک کے پکے عامل تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی بھی اپنی ذات، اپنی اولاد کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت پر ترجیح نہ دی۔ آیئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اہل بیت سے عشق ومحبت کے دِلنشین واقعات کو ملاحظہ کیجئے اور اپنے دل میں محبت اہل بیت کی شمع کو مزید روشن کیجئے:

حسنین کریمین سے عقیدت و محبت

فاروقِ اعظم حَسَنَینِ کَرِیمَین کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتے:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب خلافت فاروقی میں اللہ تعالٰی نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ہاتھ پر مدائن فتح کیا اور مالِ غنیمت مدینہ منورہ میں آیا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجدِ نبوی میں چٹائیاں بچھوائیں اور سارا مالِ غنیمت ان پر ڈھیر کروا دیا۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مال لینے جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے حضرت سیِّدُنا امامِ حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

❁......''یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعْطِنِیْ حَقِّیْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اے امیر المؤمنین! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو مسلمانوں کو مال عطا فرمایا ہے اس میں سے میرا حصہ مجھے عطا فرما دیں۔''

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بِالرَّحْبِ وَ الْکَرَامَۃِ یعنی آپ کے لیے بڑی پذیرائی اور کرامت (عزت) ہے۔'' ساتھ ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک ہزار درہم انہیں دے دیے۔ انہوں نے اپنا حصہ لیا اور چلے گئے۔

❁......ان کے بعد حضرت سیِّدُنا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کھڑے ہو کر اپنا حصہ مانگا۔

---

[1] ......شعب الایمان، باب فی حب النبی، فصل فی براءتہ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۸۹، حدیث: ۱۵۰۵۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بِالرَّحْبِ وَ الْکَرَامَۃِ یعنی آپ کے لیے بڑی پذیرائی اور کرامت (عزت) ہے۔'' ساتھ ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک ہزار درہم انہیں بھی دے دیے۔

❀......اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہما اٹھے اور اپنا حصہ مانگا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''بِالرَّحْبِ وَ الْکَرَامَۃِ یعنی آپ کے لیے بھی بڑی پذیرائی اور کرامت (عزت) ہے۔'' اور ساتھ ہی انہیں پانچ سو درہم عطا فرمائے۔

انہوں نے عرض کیا: ''اے امیر المومنین! میں نے اس وقت بھی حضور نبیِ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تلوار اٹھا کر جہاد کیا ہے جب سیِّدُنا حَسَن و حُسَین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کم عمر مدنی منے تھے۔ اس کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں ایک ایک ہزار درہم اور مجھے پانچ سو عطا کیے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ سننا تھا کہ اہل بیت کی محبت کا سمندر موجیں مارنے لگا اور عشق ومحبت سے سرشار ہوکر ارشاد فرمایا: ''اِذْھَبْ فَأْتِنِی بِاَبٍ کَاَبِیْھِمَا وَ اُمٍّ کَاُمِّھِمَا وَ جَدٍّ کَجَدِّھِمَا وَ جَدَّۃٍ کَجَدَّتِھِمَا وَ عَمٍّ کَعَمِّھِمَا وَ خَالٍ کَخَالِھِمَا فَاِنَّکَ لَا تَاتِیْنِیْ بِہٖ جی ہاں بالکل! (اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بھی ان کے برابر حصہ دوں تو) جاؤ پہلے تم حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے باپ جیسا باپ لاؤ، ان کی والدہ جیسی والدہ، ان کے نانا جیسا نانا، ان کی نانی جیسی نانی، ان کے چچا جیسا چچا، ان کے ماموں جیسا ماموں اور ان کی خالاؤں جیسی خالائیں لاؤ اور تم کبھی بھی نہیں لاسکتے۔ کیونکہ:

❀......''اَبُوْھُمَا فَعَلِیُّ الْمُرْتَضٰی ان کے والد علی المرتضی شیرِ خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

❀......''اُمُّھُمَا فَفَاطِمَۃُ الزَّھْرَاء ان کی والدہ سیِّدہ فاطِمۃُ الزَّہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں۔''

❀......''جَدُّھُمَا مُحَمَّدُ نِ الْمُصْطَفٰی ان کے نانا محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔''

❀......''جَدَّتُھُمَا خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی ان کی نانی سیِّدہ خدیجۃُ الکُبریٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہیں۔''

❀......''عَمُّھُمَا جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ان کے چچا حضرت جَعْفَر بن اَبی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

❀......''خَالُھُمَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے ماموں حضرت ابراہیم بن رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

٭٭........''خَالَتَاهُمَا رُقَیَّةُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ اِبْنَتَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اوران کی خالائیں رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیٹیاں سیّدہ رُقیّہ اور سیّدہ اُمِّ کلثوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ہیں۔''(1)

اعلیٰ حضرت سیرتِ فاروقی کے مَظْہر ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہل بیت سے عشق ومحبت کا یہ نہایت ہی انوکھا انداز ہے کہ اپنی سگی اولاد کے مقابلے میں اہل بیت کے شہزادوں کو دوگنا عطا فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اہل بیت سے یہی محبت آج آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عُشّاق میں بھی سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عاشقِ فاروقِ اعظم، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امامِ اَہلِ سُنَّت، مُجَدِّدِ دِین وملّت، پَروانۂ شَمعِ رِسالت مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن سیرتِ فاروقی کے مَظْہر ہیں، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی عاداتِ مبارکہ میں سے تھا کہ جب محفل میلاد وغیرہ میں شیرنی تقسیم ہوتی تو سادات کرام کو دیگر لوگوں کی بنسبت دوگنا حصہ نذر کیا جاتا۔ چنانچہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے خلیفہ مولانا ظَفَرُ الدِّین بہاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ البَارِی فرماتے ہیں:

''حضور (یعنی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے یہاں مجلسِ میلاد مبارک میں ساداتِ کرام کو بَنِسْبَت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقت تقسیمِ شِرینی (یعنی شرینی تقسیم ہوتے وقت) مِلا کرتا تھا اور اسی کا اِتّباع اہلِ خاندان بھی کرتے ہیں۔''(1)

امیرِ اَہلِ سُنَّت سیرتِ فاروقی کے مَظْہر ہیں:

تبلیغِ قرآن وسنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے بانی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اَہلسنّت، شیخِ طریقت، رَہبرِ شرِیعت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اس وقت عالَمِ اسلام کی عظیم علمی ورُوحانی شخصیت ہیں، آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ عشقِ نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں فنا ہیں اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جس سے عشق ہوتا ہے اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے بھی عشق ہوجاتا ہے۔ محبوب کے گھر سے، اس کے درو دیوار سے، محبوب کے گلی کوچوں تک سے عقیدت ہوجاتی ہے۔ پھر بھلا جو عشقِ نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں گم ہووہ

---

1 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۴۰۔

2 ......حیات اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۸۲۔

آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی آل اور اہلِ بیت سے محبت کیوں نہ رکھے گا۔ لہٰذا جہاں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کو مدینہ پاک کے ذرے ذرے سے بے پناہ محبت ہے وہیں آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه حضراتِ ساداتِ کرام کی تعظیم وتوقیر بجالانے میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ ملاقات کے وقت اگر امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کو بتادیا جائے کہ یہ سید صاحب ہیں تو بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه نہایت ہی عاجزی سے سید زادے کا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں۔ انہیں اپنے برابر میں بٹھاتے ہیں، ساداتِ کرام کے بچوں سے بے پناہ محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں۔ کبھی کبھی کسی سید زادے کو دیکھ کر امام اہلسنّت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کا یہ شعر جھوم جھوم کر پڑھنے لگتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه خود اس شعر کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه اِس شعر میں فرماتے ہیں: **یا نورَ اللّٰه** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! آپ تو ہیں ہی نور بلکہ **نُوْرٌ عَلٰی نُوْر** (یعنی نور پرنور)۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی مبارک نسل میں تاقیامت جتنے بھی بچّے ہوں گے یعنی ساداتِ کرام وہ بھی سب کے سب نور ہیں۔ اے نور والے پیارے پیارے آقا! آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا سارے کا سارا گھرانا ہی نور، نور اور بس نور ہے۔''(1)

نور اندر نور باہر گھر کا گھر سب نور ہے
آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه سیرتِ فاروقی کے مظہر ہیں کہ بارہا مشاہدے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کی بھی یہ عادتِ مبارکہ ہے کہ آپ سے جو اسلامی بھائی ملاقات کے لیے آتے ہیں انہیں عموماً آپ کی طرف سے کچھ نہ کچھ تحفۃً ضرور عطا ہوتا ہے، اگر کسی اسلامی بھائی کے بارے میں یہ معلوم ہوجائے کہ یہ سید صاحب ہیں تو اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں نیز دیگر لوگوں کے مقابلے میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ

---

(1)......نیکی کی دعوت، حصہ اول، ص۵۸۶۔

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان سید صاحب کو دوگنا تحفۃً پیش کرتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللّٰہ کی
سب صحابہ سے ہمیں تو پیار ہے
ان شاء اللّٰہ اپنا بیڑا پار ہے
ہم کو اہل بیت سے بھی پیار ہے
دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حَسَنَینِ کَرِیْمَین کی خوشی میں فاروقِ اعظم کی خوشی:

حضرت سیِّدُ نا امام جعفر صادِق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد گرامی حضرت سیِّدُ نا امام محمد باقر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس یمن سے کچھ عمدہ کپڑے آئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ کپڑے مہاجرین وانصار میں تقسیم کر دیے۔لوگ ان کپڑوں کو پہن کر بہت فرحت محسوس کررہے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر رسول اور قبر انور کے درمیان تشریف فرما تھے، لوگ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کو سلام کرتے اور دعائیں دیتے۔ اچانک آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے شہزادیٔ کونین کے کاشانۂ اقدس سے حسنین کریمین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا باہر تشریف لائے کیونکہ سیِّدہ فاطمۃُ الزَّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا گھر مسجد نبوی کے صحن ہی میں تھا۔ دونوں شہزادوں کے جسموں پر ان عمدہ کپڑوں میں سے کوئی کپڑا نہیں تھا۔ جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شہزادوں کو دیکھا تو آپ کے تیور تبدیل ہوگئے، ماتھے پر شکن پڑ گئے، آپ نے جلال میں آکر ارشاد فرمایا: ''**وَاللّٰہِ مَا ھَنَانِیْ مَا کَسَوْتُکُمْ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے جو تم لوگوں کو قیمتی کپڑے پہنائے ہیں انہیں دیکھ کر مجھے ذرہ بھر بھی خوشی نہیں ہوئی۔'' سب لوگ یہ سن کر حیران وپریشان ہوگئے اور عرض کرنے لگے کہ ''حضور ایسی کیا بات ہوگئی جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ ارشاد فرما رہے ہیں؟ حالانکہ یہ تمام کپڑے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

نے خود ہی عطا فرمائے ہیں۔‘‘

ارشاد فرمایا: ’’**مِنْ اَجْلِ الْغُلَامَیْنِ یَتَخَطَّیَانِ النَّاسَ لَیْسَ عَلَیْہِمَا مِنْہُمَا شَیْءٌ** یعنی یہ بات میں ان دونوں شہزادوں کی وجہ سے کہہ رہا ہوں، جو لوگوں کے درمیان اس حالت میں چل رہے ہیں کہ ان دونوں نے ان قیمتی کپڑوں میں سے کوئی کپڑا پہنا ہوا نہیں ہے۔‘‘ راوی کہتے ہیں کہ: ’’**ثُمَّ کَتَبَ اِلٰی صَاحِبِ الْیَمَنِ اَنْ اَبْعَثَ اِلَیَّ بِحُلَّتَیْنِ لِحَسَنٍ وَ حُسَیْنٍ وَ عَجِّلْ** یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً حاکم یمن کو خط لکھا کہ جلد از جلد امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے لیے دو بہترین اور قیمتی حلے تیار کرواکے بھیجو۔‘‘ حاکم یمن نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور دو حلے تیار کرواکے بھیج دیے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حسنین کریمین کو وہ جوڑے پہنائے اور مسرور ہو کر ارشاد فرمایا: ’’**لَقَدْ کُنْتُ اَرَاھَا عَلَیْہِمْ فَمَا یَھْنِیْنِیْ حَتّٰی رَاَیْتُ عَلَیْہِمَا مِثْلَھَا** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب تک ان دونوں شہزادوں نے نئے کپڑے نہیں پہنے تھے مجھے دوسروں کے پہننے کی کوئی خوشی نہ تھی۔‘‘

ایک روایت میں یوں ہے کہ حسنین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو کپڑے پہنا کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ’’**اَلْآنَ طَابَتْ نَفْسِیْ** یعنی اب میں خوش ہو گیا ہوں۔‘‘(1)

اپنی اولاد سے زیادہ سادات کرام سے محبت:

حضرت سیِّدُنا اِمام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں آیا اور منبر پر چڑھ گیا اور اپنی ننھی سوچ کے مطابق آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہنے لگا کہ ’’**اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ اَبِیْ وَ اذْھَبْ مِنْبَرَ اَبِیْکَ** یعنی آپ میرے والد کے منبر سے اُتر جائیں، اپنے والد کے منبر پر جا کر بیٹھیں۔‘‘ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ’’**اِنَّ اَبِیْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ مِنْبَرٌ** یعنی میرے والد کا تو کوئی منبر ہی نہیں۔‘‘ یہ کہہ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے اپنی گود میں بٹھا لیا، میرے ہاتھ میں کنکر تھے جن سے میں کھیلتا رہا۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فارغ ہوئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور فرمایا: ’’**مَنْ عَلَّمَکَ؟** یعنی اے حسین بیٹا! آپ کو یہ بات کس نے سکھائی؟‘‘ میں نے کہا: ’’کسی نے نہیں۔‘‘ آپ رَضِیَ

(1)...... تاریخ ابن عساکر، ج ۱۴، ص ۱۷۷، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۴۱۔

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اَیْ بُنَیَّ لَوْ جَعَلْتَ تَاْتِیْنَا یعنی اے میرے بیٹے! میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں۔'' چنانچہ میں ایک دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر گیا مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ علیحدگی میں مصروفِ گفتگو تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دروازے پر کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد وہ واپس لوٹنے لگے تو ان کے ساتھ ہی میں بھی واپس لوٹ آیا۔ بعد میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''لَمْ اَرَکَ یعنی حسین بیٹا! آپ ہمارے پاس دوبارہ آئے ہی نہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! میں تو آیا تھا مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مصروفِ گفتگو تھے۔ آپ کے بیٹے عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی باہر کھڑے انتظار کر رہے تھے (میں نے سوچا جب بیٹے کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہے مجھے کیسے ہوسکتی ہے) لہٰذا میں ان کے ساتھ ہی واپس چلا گیا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ اِنَّمَا اَنْبَتَ فِیْ رُؤُوْسِنَا اللّٰہُ ثُمَّ اَنْتُم یعنی اے میرے بیٹے حسین! میری اولاد سے زیادہ آپ اس بات کے حق دار ہیں کہ آپ اندر آجائیں۔ اور ہمارے سروں پر یہ جو بال ہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بعد کس نے اگائے ہیں تم سادات کرام نے ہی تو اُگائے ہیں۔''(1)

فاروقِ اعظم کی شہزادۂ امام حَسَن کے ساتھ والہانہ محبت:

ایک بار امامِ حَسَن مُجتبٰی، لختِ جگر مولا علی شیرِ خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کاشانۂ فاروقی پر آنے کی اجازت طلب کی، ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دروازے پر حاضر ہوکر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اجازت نہ دی۔ یہ دیکھ کر سیِّدُنا امام حسن مجتبٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی واپس آگئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں بلا بھیجا۔ انھوں نے آکر کہا: ''یا امیر المؤمنین! میں نے یہ خیال کیا کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی تو مجھے کیوں دیں گے؟'' یہ سن کر امیر المؤمنین

(1)......تاریخ ابن عساکر، ج ۱۴، ص ۱۷۵۔

حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شہزادۂ اہل بیت سے والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْہُ وَھَلْ اَنْبَتَ الشِّعْرُ فِی الرَّاْسِ بَعْدَ اللّٰہِ اِلَّا اَنْتُم یعنی آپ میرے بیٹے سے زیادہ اجازت کے مستحق ہیں اور ہمارے سروں پر یہ بال اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات کے بعد آپ لوگوں نے ہی تو اگائے ہیں۔''(1)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مُجَدِّدِ دین وملّت حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوی رضویہ میں یہ احادیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ''شہزادوں سے امیر المؤمنین کے اس فرمانے کا مطلب بھی وہی ہے جو لفظ اوّل میں تھا کہ یہ بال تمھارے مہربان باپ ہی نے اگائے ہیں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس طرح اراکین سلطنت اپنے آقازادوں سے کہتے ہیں کہ جو نعمت ہے تمہاری ہی دی ہوئی ہے یعنی تمہارے ہی گھر سے ملی ہے۔''(2)

وظائف کی تقرُّری میں سادات سے ابتداء:

حضرت سیِّدُ نا امام جَعْفَر صادِق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد گرامی حضرت سیِّدُ نا امام محمد باقِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وظائف مُقرّر کرنے کے لیے مَردم شماری کروائی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ ''سب سے پہلے کس کا وظیفہ مُقرّر کیا جائے؟ آغاز کس سے کیا جائے؟'' سب کہنے لگے: ''اے امیر المؤمنین! سب سے پہلے آپ اپنا وظیفہ مُقرّر کریں۔'' مگر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سادات سے آغاز کیا اور حضرت سیِّدُ نا امام حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ و حضرت سیِّدُ نا امام حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے پانچ پانچ سو درہم ماہانہ وظیفہ مُقَرّر کیا۔(3)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مولا علی سے عقیدت و محبت

مولا علی کی دوستی کے بغیر شرف کی تکمیل نہیں:

حضرت سیِّدُ نا سَعِید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ

1 ......الصواعق المحرقة، ص ۱۷۹۔
2 ......فتاوی رضویہ، ج ۳۰، ص ۴۶۷۔
3 ......الاوائل للعسکری، ج ۱، ص ۶۴، ریاض النضرة، ج ۱، ص ۳۴۱۔

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''تَحَبَّبُوا اِلَی الْاَشْرَافِ وَتَوَدَّدُوْا وَاتَّقُوْا عَلٰی اَعْرَاضِکُمْ مِنَ السُّفْلَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ لَا یُتِمُّ شَرَفٌ اِلَّا بِوِلَایَةِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یعنی اشراف سے اظہارِ محبت کرو اور انہیں سے محبت رکھو، اپنی عزتوں کو جاہلوں سے محفوظ رکھو اور اچھی طرح جان لو کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دوستی کے بغیر شرف مکمل ہی نہیں ہوتا۔''(1)

مولا علی کی تین خصوصیات بزبان فاروقِ اعظم:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''لَقَدْ اُعْطِیَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ثَلَاثَ خِصَالٍ لَاَنْ تَکُوْنَ لِیْ خَصْلَةٌ مِّنْهَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْطِیَ حُمْرَ النِّعَمِ یعنی حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ ان میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو وہ مجھے سُرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔''(2) کسی نے عرض کیا: ''مَا هُنَّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ حضور وہ تین باتیں کون سی ہیں؟'' فرمایا:

❀...... ''تَزَوُّجُهٗ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی لاڈلی شہزادی حضرت سیِّدہ فاطمۃُ الزَّہراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے نکاح کرنا۔''

❀...... ''سُکْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحِلُّ لَهٗ فِیْہِ مَا یَحِلُّ لَهٗ یعنی حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مسجد میں بحالتِ جنابت رہنا کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ورسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دونوں کے لیے یہ حلال تھا۔''

❀...... ''وَالرَّایَةُ یَوْمَ خَیْبَرَ یعنی خیبر کے روز شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو فتح کا جھنڈا عطا فرمانا۔''(3)

---

1 ...... الصواعق المحرقة، ص۱۷۸۔

2 ...... واضح رہے کہ سرخ اونٹ عربوں کے نزدیک نہایت ہی قیمتی اور عزیز ترین مال شمار کیا جاتا ہے۔

3 ...... مستدرک حاکم، کتاب معرفة الصحابة، سدوا ھذہ الابواب...الخ، ج۴، ص۹۴، حدیث: ۴۶۸۹۔

میں وہاں نہ رہوں جہاں مولا علی نہ ہوں:

حضرت سیِّدُنا ابوسَعِید خُدرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حج کے لیے تشریف لے گئے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے طواف کعبہ کرتے ہوئے حجر اسود کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''**اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ** یعنی میں جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے جو نہ تو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان اور اگر میں نے دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی کبھی تجھے نہ چومتا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے بوسہ دیا۔ یہ سن کر مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: ''**یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّہٗ یَضُرُّ وَیَنْفَعُ** یعنی اے امیر المؤمنین! بے شک یہ پتھر نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی۔'' فرمایا: ''وہ کیسے؟'' عرض کیا: ''**اِنِّیْ اَشْھَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُؤْتٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَلَہٗ لِسَانٌ ذَلَقٌ یَشْھَدُ لِمَنْ یَسْتَلِمُہٗ بِالتَّوْحِیْدِ فَھُوَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَضُرُّ وَیَنْفَعُ** یعنی بے شک میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ کل بروزِ قیامت حَجَرِ اسود کو لایا جائے گا اس حال میں کہ اس کی ایک زبان ہوگی جس کے ذریعے وہ گواہی دے گا کہ فلاں شخص نے اسے ایمان کی حالت میں بوسا دیا ہے۔ اے امیر المؤمنین! یہی اس کا نقصان اور نفع دینا ہے۔'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ اَعِیْشَ فِیْ قَوْمٍ لَسْتَ فِیْھِمْ یَا اَبَا الْحَسَنِ** یعنی اے ابوالحسن! میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی قوم میں رہوں جس میں آپ نہ ہوں۔''[1]

مولا علی سب سے بڑے قاضی ہیں:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**عَلِیٌّ اَقْضَانَا وَاُبَیٌّ اَقْرَؤُنَا** یعنی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم میں

[1] ......شعب الایمان للبیھقی، باب فی المناسک، فضیلۃ حجر الاسود، ج ۳، ص ۴۵۱، حدیث: ۴۰۴۰ ملتقطاً۔

سب سے بڑے قاضی اور حضرت اُبَی بن کَعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم میں سب سے بڑے قاری ہیں۔‘‘[1]

مولا علی کو تکلیف دینا رسول اللہ کو تکلیف دینا ہے:

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن شَاش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک طویل حدیث روایت کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’مَنْ آذٰی عَلِیًّا فَقَدْ آذَانِیْ یعنی جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔‘‘[2]

مولا علی کے خلاف باتیں کرنے والے کو سرزنش:

حضرت علامہ مولانا عبد الرؤف مَناوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی مذکورہ بالا حدیثِ پاک کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ’’قَدْ کَانَتِ الصَّحَابَۃُ یَعْرِفُوْنَ لَہٗ ذٰلِکَ یعنی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو تکلیف دینا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف دینا ہے۔‘‘ پھر بطور دلیل امام دارقطنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے ایک روایت بیان کی کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک آدمی کو مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے خلاف باتیں کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ’’وَیْحَکَ اَتَعْرِفُ عَلِیًّا ھٰذَا ابْنُ عَمِّہٖ یعنی تیرا برا ہو کیا تو جانتا ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کے بیٹے ہیں؟‘‘ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پُر انوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’وَاللہِ مَا آذَیْتَ اِلَّا ھٰذَا فِیْ قَبْرِہٖ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو نے اس مزار پُر انوار میں موجود خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف دی ہے۔‘‘ (کیونکہ تو نے مولا علی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو برا کہہ کر ان کو تکلیف دی اور مولا علی کو تکلیف دینا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف دینا ہے۔)[3]

---

1 ......مسند امام احمد، مسند الانصار، ج۸، ص۲، حدیث: ۲۱۱۴۳ مختصراً۔

2 ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، من اطاع علیا۔۔۔الخ، ج۴، ص۸۹، حدیث: ۴۶۷۷ مختصراً۔

3 ......فیض القدیر، حرف المیم، ج۶، ص۲۴، تحت الحدیث: ۸۲۶۵۔

مولا علی میرے آقا و مولا ہیں:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مقابلے میں حضرت سیّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ساتھ امتیازی سلوک فرمایا کرتے تھے۔ جب صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا: ''اِنَّہٗ مَوْلَايَ یعنی حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے آقا و مولا ہیں۔''(1)

مولا علی میرے اور ہر مؤمن کے مولا ہیں:

حضرت سیّدُنا ابو فاخِتَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ایک ایسی مجلس میں تشریف لائے جہاں امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف فرما تھے۔ جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دیکھا تو سمٹ گئے اور عاجزی کرتے ہوئے مولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے جگہ کو کُشادہ فرما دیا۔ مجلس کے اختتام کے بعد جب مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم تشریف لے گئے تو بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں عرض کیا: ''یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّکَ تَصْنَعُ بِعَلِيٍّ صَنِیْعًا مَا تَصْنَعُہٗ بِاَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ یعنی اے امیر المؤمنین! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ساتھ حسن سلوک کا جیسا انداز ہے ویسا کسی اور صحابی کے ساتھ نہیں ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''مَا رَاَیْتَنِيْ اَصْنَعُ بِہٖ یعنی آپ لوگوں نے کیا دیکھا، میرا ان کے ساتھ کیسا رویہ ہے؟'' عرض کیا: ''رَاَیْتُکَ کُلَّمَا رَاَیْتَہٗ تَضَعْضَعْتَ وَتَوَاضَعْتَ وَاَوْسَعْتَ حَتّٰی یَجْلِسَ یعنی ہم نے دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دیکھتے ہیں تو ان کے لیے سمٹ جاتے ہیں، ان کے لیے عاجزی کرتے ہوئے جگہ کو وسیع کر دیتے ہیں جہاں وہ تشریف فرما ہوتے ہیں۔'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''مَا یَمْنَعُنِيْ وَاللہِ اَنَّہٗ لَمَوْلَايَ وَمَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ یعنی مجھے مولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ اس حسن سلوک سے کون سی چیز روک سکتی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بے شک یہ میرے مولا ہیں اور ہر مومن کے مولا ہیں۔''(2)

---

1 ......فیض القدیر، حرف المیم، ج ٦، ص ٢٨٢، تحت الحدیث: ٩٠٠٠، تاریخ ابن عساکر، ج ٤٢، ص ٢٣٥۔

2 ......تاریخ ابن عساکر، ج ٤٢، ص ٢٣٥۔

مولا علی کے لیے اپنی چادر اتار کر بچھادی:

حضرت علامہ مولانا حافظ ابوالحسن علی بن عمر دارقُطْنِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے متعلق دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ وہ اپنی زمینوں کی طرف گئے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''اِذْهَبُوْا بِنَا اِلَيْهِ یعنی ہمیں بھی وہیں لے چلو۔'' جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کام کررہے ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تقریباً ایک گھنٹہ ان کے ساتھ کام کرتے رہے۔ پھر دونوں بیٹھ کر آپس میں گفتگو کرنے لگے تو مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: ''يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَاَيْتَ لَوْ جَاءَكَ قَوْمٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالَ لَكَ اَحَدُهُمْ اَنَا ابْنُ عَمِّ مُوْسٰى اَكَانَتْ لَهُ عِنْدَكَ اَثَرَةٌ عَلٰى اَصْحَابِهٖ یعنی اے امیر المؤمنین! اگر آپ کے پاس بنی اسرائیل کے کچھ لوگ آئیں اور ان میں سے ایک آدمی یہ کہے کہ میں سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا چچازاد بھائی ہوں تو کیا آپ اسے اس کے ساتھیوں پر ترجیح دیں گے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''جی ہاں۔'' تو مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: ''فَاَنَا وَاللّٰهِ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَابْنُ عَمِّهٖ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چچازاد بھائی یعنی ان کے چچا کا بیٹا ہوں۔'' راوی کہتے ہیں: ''فَنَزَعَ عُمَرُ رِدَاءَهُ فَبَسَطَهُ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سنتے ہیں اپنی چادر اتار کر بچھادی اور مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اس پر بٹھادیا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: ''لَا وَاللّٰهِ لَا يَكُوْنُ لَكَ مَجْلِسٌ غَيْرُهٗ حَتّٰى نَفْتَرِقَ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب ہمارے اٹھنے تک یہاں آپ کے علاوہ کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔'' چنانچہ مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم مجلس کے ختم ہونے تک اس چادر پر ہی تشریف فرما رہے۔

امام دارقُطْنِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''ذَكَرَ عَلِيٌّ لَهُ ذٰلِكَ اِعْلَامًا بِاَنَّ مَا فَعَلَهُ مَعَهُ مِنْ مَجِيْئِهٖ اِلَيْهِ وَعَمَلَهُ مَعَهُ فِيْ اَرْضِهٖ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا هُوَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ فَزَادَ عُمَرُ فِيْ اِكْرَامِهٖ وَاَجْلَسَهُ عَلٰى رِدَائِهٖ یعنی مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اپنے آپ کو خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کے بیٹے ہونے کا ذکر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے یہ بتانے کے لیے کیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین ہونے کے باوجود جو میرے ساتھ کام کیا وہ دراصل رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قرابت داری کی وجہ سے کیا، یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کے اکرام میں مزید اضافہ فرمایا اور آپ کو اپنی چادر پر بٹھایا۔''(1)

فرامینِ مولا علی بزبانِ فاروقِ اعظم:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرت مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے بارہ ۱۲ ایسے کلمات ارشاد فرمائے کہ اگر لوگ ان پر عمل کریں تو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو جائیں اور کبھی بھی غلط حرکات نہ کریں۔'' لوگوں نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! وہ کون سے کلمات ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ نصیحت آموز کلمات یہ ہیں:

(1)......تو اپنے مسلمان بھائی کی پسند کا خیال رکھ، اس کے ساتھ بھلائی کر۔ پھر تجھے بھی اس کی طرف سے تیری پسندیدہ چیز ہی ملے گی۔

(2)......کبھی بھی کسی مسلمان بھائی کے کلام میں بدگمانی نہ کر (یعنی ہمیشہ اچھا پہلو تلاش کر) تجھے ضرور اس کے کلام میں کوئی اچھی بات مل جائے گی۔

(3)......جب تیرے سامنے دو کام ہوں تو اس کام میں ہرگز نہ پڑ جس میں نفس کی پیروی کرنا پڑے کیونکہ نفس کی پیروی میں سَراسر نقصان ہے۔

(4)......جب کبھی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی کسی حاجت میں حاجت برآری چاہتا ہو تو دعا سے پہلے اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کثرت سے درود پاک پڑھ۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر بہت لطف وکرم فرماتا ہے جو اس سے اپنی حاجتیں طلب کرے۔ پھر اگر کوئی شخص اللہ ربُّ العزَّت سے دو چیزیں مانگتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے وہ چیز عطا فرماتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے اور جو نقصان دہ ہو اسے بندے سے روک لیتا ہے۔

(5)......جو شخص یہ چاہے کہ ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول رہے تو اسے چاہیے کہ صبر کو اپنا شِعار بنالے اور ہر

1......الصواعق المحرقة، ص ۱۷۹۔

مصیبت پر صبر کرے۔

(6)......اور جو شخص دنیوی زندگی (میں طوالت) کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ مصائب کے لئے تیار ہو جائے۔

(7)......جو شخص عزت و وقار برقرار رکھنا چاہے تو وہ رِیا کاری سے بچے۔

(8)......جو شخص قائد و رہنما (یعنی سردار) بننا چاہے تو اسے چاہے کہ ہر حال میں اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ چاہے اسے کتنی ہی دشواری کا سامنا کرنا پڑے (یعنی سرداری کے لئے ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی مشقت برداشت کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشقت کے انسان کو بلند رتبہ حاصل نہیں ہوتا)۔

(9)......جس بات سے تیرا تعلق نہ ہو خواہ مخواہ اس کے بارے میں سوال نہ کر۔

(10)......بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت جان اور فرصت کے لمحات سے بھرپور فائدہ اٹھا، ورنہ غم و پریشانی کا سامنا ہوگا۔

(11)......استقامت آدھی کامیابی ہے، جیسا کہ غم آدھا بڑھاپا۔

(12)......جو چیز تیرے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دے کیونکہ اس کو چھوڑ دینے ہی میں تیری سلامتی ہے۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** ہمارے بزرگانِ دین نے ہماری رہنمائی کے لئے کیسے کیسے نصیحت آموز کلمات ارشاد فرمائے، مذکورہ بالا کلمات ایسے جامع اور حکمت آموز ہیں کہ اگر کوئی شخص ان پر عمل کر لے تو وہ دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہو جائے، اسے دین و دنیا کے کسی معاملے میں شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے، ان بارہ کلمات میں حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ہمیں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ بتا دیا ہے کہ اگر اس طرح زندگی گزارو گے تو بہت جلد ترقی و کامیابی کی دولت نصیب ہوگی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا نصیب ہوگی۔

یہ حضرات خود علم و عمل کے پیکر ہوا کرتے تھے اور جو شخص مخلص و باعمل ہو اس کے سینے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ علم و حکمت کے چشمے رواں فرما دیتا ہے، پھر اس کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کتنے ہی مُردہ دلوں کو زندہ کر دیتے ہیں، کتنوں کی بگڑی بن جاتی ہے۔ جب یہ لوگ کسی کو نصیحت کرتے ہیں تو خیر خواہی کی نیت سے کرتے ہیں اور جو بات دل کی گہرائیوں سے نکلے وہ مؤثر کیوں نہ ہو۔ حقیقۃً وہی بات اثر کرتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔

1......عیون الحکایات، ج۱، ص۲۸۸۔

دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ **یااللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ **آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ سے عقیدت و محبت

تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خاتونِ جنت حضرت سیِّدَتُنا فاطمۃُ الزَّہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ارشاد فرمایا: ''**یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، وَاللّٰہِ مَا مِنَ الْخَلْقِ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیْنَا مِنْ اَبِیْکِ، وَمَا مِنْ اَحَدٍ اَحَبُّ اِلَیْنَا بَعْدَ اَبِیْکِ مِنْکِ** یعنی اے رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہزادی! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمام مخلوق میں کوئی ایسا نہیں جو ہمیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد گرامی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ محبوب ہو اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے والد گرامی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے زیادہ ہمیں کوئی محبوب نہیں۔''(1)

رسول اللّٰہ کے چچا سے عقیدت و محبت

حضرت عباس کے قریب سے سوار ہو کر نہ گزرتے:

حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبِی زِناد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَہَّاب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: ''**اِنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَمْ یَمُرَّ بِعُمَرَ وَلَا بِعُثْمَانَ وَھُمَا رَاکِبَانِ اِلَّا نَزَلَا حَتّٰی یَجُوْزَ الْعَبَّاسُ اِجْلَالًا لَہٗ وَیَقُوْلَانِ عَمُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب سے گزرتے اور وہ سوار ہوتے تو دونوں اِن کی تعظیم کے لیے ان کے گزرنے تک سواری سے اتر جاتے اور فرماتے کہ یہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی

(1) ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، باب ماجاء فی خلافۃ ابی بکر، ج ۸، ص ۵۷۲، حدیث: ۴ مختصراً۔

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا ہیں۔‘‘(1)

حضرت سیِّدُنا عباس کی سواری کی لگام پکڑ کر چلتے:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن شِہاب رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ’’اِنَّ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ زَمَنَ وِلَایَتِہِمَا کَانَ لَا یَلْقَاہُ وَاحِدٌ مِّنْہُمَا رَاکِبًا اِلَّا نَزَلَ وَقَادَ دَابَّتَہُ وَمَشٰی مَعَہُ حَتّٰی یَبْلُغَ مَنْزِلَہُ اَوْ مَجْلِسَہُ فَیُفَارِقُہُ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وامیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں اپنے اپنے دورِ خلافت میں حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سوار ہو کر نہیں ملا کرتے تھے، بلکہ اپنی سواری سے اتر کر ان کی سواری کی لگام پکڑ لیتے اور ان کے ساتھ ساتھ چلتے یہاں تک کہ جب وہ اپنے گھر یا اپنی مجلس میں پہنچ جاتے تو یہ دونوں الگ ہو جاتے۔‘‘(2)

حضرت سیِّدُنا عبّاس کو قبولِ اسلام کی درخواست:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قبول اسلام کی دعوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’اَسْلِمْ فَوَاللّٰہِ اِنْ تُسْلِمْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یُسْلِمَ الْخَطَّابُ وَمَا ذَاکَ اِلَّا لِاَنَّہُ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یعنی آپ اسلام قبول کر لیجئے کیونکہ آپ کا اسلام قبول کرنا مجھے اپنے والد خطاب کے اسلام قبول کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ ان کے نزدیک بھی آپ کا اسلام قبول کرنا بہت پسندیدہ ہے۔‘‘(3)

فاروقِ اعظم کا غیرتِ ایمانی سے بھرپور جواب:

حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا موقع آیا تو حضور نبی پاک، صاحب لولاک

---

(1) الاستیعاب، عباس بن عبد المطلب، ج ۲، ص ۳۶۰۔

(2) الصواعق المحرقۃ، ص ۱۷۸۔

(3) مسند بزار، مسند ابن عباس، ج ۱۱، ص ۱۸۲، حدیث: ۴۹۲۴۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ سے باہر رات کے وقت ''مَرُّ الظَّهْرَان'' مقام پر اترے۔ میں نے دل میں کہا: ''**وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ! وَاللّٰهِ لَئِنْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَنْوَةً قَبْلَ اَنْ يَاْتُوْهُ فَيَسْتَاْمَنُوْهُ اَنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ اِلَى آخِرِ الدَّهْرِ** یعنی ہائے قریش کی صبح! (یعنی کل قریش کی صبح کتنی بھیانک ہوگی) خدا کی قسم! اگر تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بزورِ شمشیر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور قریش نے بڑھ کر امن کی درخواست نہ کی تو وہ قیامت تک کے لیے تباہ ہوجائیں گے۔'' میں شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سفید خچر پر بیٹھ کر باہر نکلا اور ایک پیلو کے درخت تک ہی پہنچا تھا کہ آگے سے حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے کہا: ''اے علی! مکہ مکرمہ سے آنے والا کوئی لکڑہارا یا کوئی دودھ والا یا کوئی حاجت مند شخص مل جائے تو اسے حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آمد کی اطلاع دے دی جائے تاکہ وہ مکے والوں سے جا کر کہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بزورِ شمشیر مکہ مکرمہ داخل ہونے سے قبل ہی وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر امن کے خواستگار ہوجائیں۔'' میں اسی تلاش میں تھا کہ مجھے ابوسفیان کی آواز آئی جو اپنے ساتھی بُدَیْل بن وَرْقاء سے محوِ گفتگو تھے۔ ابوسفیان ان سے کہہ رہے تھے: ''**مَا رَاَيْتُ كَاللَّيْلَةِ نِيرَانًا قَطُّ وَلَا عَسْكَرًا** یعنی آج رات جتنی آگ اور جتنا بڑا لشکر نظر آیا ہے پہلے تو کبھی نظر نہیں آیا۔'' (کیونکہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لشکر میں اپنی کثرت ظاہر کرنے کے لیے قطار میں خیمے لگوائے اور ان میں آتش روشن کروائے تھے۔) بُدَیْل نے جواب دیا: ''خدا کی قسم! یہ بنوخُزَیمہ ہیں جو جنگ کے ارادے سے یہاں آئے ہیں۔'' ابوسفیان نے انہیں ٹوکا کہ ''خُزَاعَہ کا اتنا لشکر اور اتنی آگ نہیں ہوسکتی۔''

''بنوخُزَاعَہ'' ایک عرب قبیلہ ہے جنہوں نے حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت سیِّدُنا اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد سے مکہ مکرمہ کی سرداری چھین لی تھی، پھر دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جدِّ اَمجد حضرت سیِّدُنا ہاشم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام قریش کو اکٹھا کیا اور بنوخُزَاعَہ سے جنگ کر کے انہیں مکہ مکرمہ سے مار بھگایا۔ آج فتحِ مکہ کی رات چوں کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اچانک لشکر لے کر آئے تھے، اور اَہلِ مکہ کو اس کی کوئی پیشگی اطلاع نہ تھی اس لیے وہ سمجھے یہ شاید بنوخُزَاعَہ پھر مکہ پر قبضہ کرنے آگئے

ہیں۔‘‘ بہر حال حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان کی آواز سن کر میں نے باآواز بلند کہا: ’’اوابو حَنْظَلَہ۔‘‘ ابوسفیان میری آواز پہچان کر بولے: ’’ابوالفضل تم یہاں؟‘‘ (ابو الفضل حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت ہے) میں نے کہا: ’’جی ہاں! میں ہوں۔‘‘ وہ کہنے لگے: ’’**مَالَکَ؟ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ** یعنی کیا بات ہے؟ آپ پر میرے ماں باپ قربان۔‘‘ میں نے کہا: ’’**وَیْحَکَ یَا اَبَا سُفْیَانَ! ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ** یعنی اے ابوسفیان! آپ پر افسوس ہے۔ یہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عظیم لشکر لے کر آئے ہیں۔ خدا کی قسم! کل کی صبح قریش کے لیے بڑی بھیانک ہے۔‘‘ وہ کہنے لگے: ’’**فَمَا ھٰذِہِ الْحِیْلَۃُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ** یعنی آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟‘‘ میں نے کہا: ’’خدا کی قسم! اگر آپ ان کے قابو میں آ گئے تو ضرور آپ کی گردن اڑ جائے گی۔ میرے پیچھے اس خچر پر بیٹھ جائیے، میں آپ کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لے چلتا ہوں اور آپ کے لیے امن طلب کروں گا۔‘‘ حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گئے۔ میں ابوسفیان کو لے کر سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لشکر میں پہنچ گیا۔ میں جس خیمہ کے آگے سے گزرتا مسلمان آپس میں چہ مگوئیاں کرتے کہ یہ کون ہے؟ مگر جب وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دراز گوش پر مجھے بیٹھا دیکھتے تو مطمئن ہو جاتے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خچر پر آپ کے چچا جا رہے ہیں۔ جب ہم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خیمے پر سے گزرے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اٹھ کر کہا: ’’یہ کون ہے؟‘‘ اور جب انہوں نے سواری کے پیچھے ابوسفیان کو دیکھا تو پکار اُٹھے: ’’**اَبُوْ سُفْیَان عَدُوُّ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَمْکَنَ مِنْکَ بِغَیْرِ عَقْدٍ وَّلَا عَھْدٍ** یعنی او دشمن خدا ابوسفیان! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد ہے جس نے بغیر کسی صلح اور معاہدے کے تجھے میرے سامنے کر دیا۔‘‘ ساتھ ہی وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بھاگے۔ میں نے بھی خچر کو بھگایا اور سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آنے سے قبل ابوسفیان کو حضور نبیٔ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچا دیا۔ ساتھ ہی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی پہنچ گئے اور کہنے لگے: ’’**یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُوْ سُفْیَان قَدْ اَمْکَنَ اللّٰہُ مِنْہُ بِغَیْرِ**

عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ فَدَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَهٗ یعنی یارسول **اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! ابوسفیان کسی صلح اور معاہدہ کے بغیر ہمارے قبضے میں آ گیا ہے، اب آپ اجازت دیں کہ میں اس کی گردن اڑادوں۔'' حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''**یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّيْ قَدْ اَجَرْتُهٗ** یعنی یارسول **اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میں نے انہیں امان دے دی ہے۔'' یہ کہہ کر میں نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا سرانور پکڑ لیا اور کہا: ''آج کی رات میرے سوا کوئی شخص سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے سرگوشی نہیں کرے گا۔'' جب سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے ابوسفیان کے بارے میں زیادہ کلام کیا تو میں نے کہا: ''**مَهْلًا يَا عُمَرُ وَاللّٰہِ لَوْ كَانَ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ مَا قُلْتَ هٰذَا وَلٰكِنَّكَ قَدْ عَرَفْتَ اَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ بَنِيْ عَبْدِ مُنَافٍ** یعنی اے عمر! بس کیجئے۔ خدا کی قسم! اگر عدی بن کعب کے قبیلہ سے کوئی شخص ہوتا (یعنی آپ کے قبیلہ سے ہوتا) تو آپ کبھی یہ باتیں نہ کرتے۔ آپ یہ اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ابوسفیان بنی عبد مناف سے ہیں۔'' سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے غیرتِ ایمانی سے بھرپور جواب دیتے ہوئے کہا: ''**مَهْلًا يَا عَبَّاسُ فَوَاللّٰہِ لَاِسْلَامُكَ يَوْمَ اَسْلَمْتَ كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ اَسْلَمَ وَمَا بِيْ اِلَّا اَنِّيْ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ اِسْلَامَكَ كَانَ اَحَبَّ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِسْلَامِ الْخَطَّابِ** یعنی اے عباس! بس کریں۔ خدا کی قسم! جس روز آپ اسلام لائے اس دن آپ کا اسلام قبول کرنا میرے نزدیک میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ محبوب تھا اگر وہ اسلام قبول کر لیتا اور یہ پسندیدگی فقط مجھ تک نہیں ہے بلکہ میں جانتا ہوں کہ حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو بھی میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے آپ کا اسلام قبول کرنا زیادہ محبوب تھا۔'' بعد ازاں حضرت سیِّدُنا ابوسفیان رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔[1]

رسول اللہ کے رشتہ دار زیادہ محترم تھے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ہر دشمن کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کی ذات ننگی تلوار تھی آپ کا سینہ غیرت

---

1 ......شرح معانی الآثار، کتاب الحجة، باب فی فتح رسول اللہ۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۲۴۴، حدیث: ۵۳۲۷ مختصراً۔

اسلامی کا خزینہ تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اپنے والد کے اسلام سے حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام کو محبوب تر سمجھنا صرف اسی بنیاد پر ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رشتہ دار سب سے زیادہ محترم تھے۔

سیِّدُنا عباس کا پرنالہ دوبارہ لگادیا:

حضرت سیِّدُنا **عبداللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میرے والد گرامی حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان کا ایک پرنالہ تھا جو اس راستے میں پڑتا تھا جہاں سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ گزرتے تھے۔ ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جمعہ کے دن اُجلے کپڑے پہنے مسجد جارہے تھے۔ اور حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاں دو چُوزے ذبح کیے گئے تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُس پرنالے کے بالکل نیچے پہنچے تو خون سے ملا ہوا پانی آپ پر آگرا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسی وقت پرنالہ اکھاڑنے کا حکم دے دیا۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور پرنالہ اکھاڑ دیا گیا۔ پھر آپ واپس آئے، کپڑے تبدیل کیے اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: ''**وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَوْضَعُ الَّذِیْ وَضَعَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ پرنالہ اس جگہ خود خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لگایا تھا۔'' فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے کہا: ''**اَنَا اَعْزِمُ عَلَیْکَ لِمَا صَعِدْتَّ عَلٰی ظَھْرِیْ حَتّٰی تَضَعَہٗ فِی الْمَوْضَعِ الَّذِیْ وَضَعَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی میں آپ کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں، آپ میری پیٹھ پر کھڑے ہوں اور جہاں سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پرنالہ لگایا تھا وہیں دوبارہ لگائیں۔'' حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم کی تعمیل کی اور پرنالہ دوبارہ وہیں لگادیا۔ [1]

حضرت سیِّدُنا عباس کے وسیلے سے بارش کی دعا فرماتے:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب قَحْط پڑتا تو امیر المؤمنین حضرت

---

[1] ......مسند امام احمد، حدیث العباس۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۴۴۹، حدیث: ۱۷۹۰۔

سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیِّدُ نا عباس بن عبدُ المُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے وسیلے سے یہ دعا مانگتے [1]: ''**اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا** اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! بے شک ہم پہلے تیری بارگاہ میں اپنے حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش نازل فرماتا تھا اور اب ہم اپنے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں ہمیں بارش عطا فرما۔'' راوی کہتے ہیں کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ یہ دعا فرماتے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ بارش نازل فرمادیتا۔''[2]

رسول اللہ کے خاندان سے ابتداء کی جائے:

حضرت سیِّدُ نا محمد بن عَجْلَان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے جب رجسٹر بنایا تو اپنے اصحاب سے مشورہ لیتے ہوئے فرمایا: ''**بِمَنْ نَبْدَاُ؟** یعنی سب سے پہلے کس سے ابتداء کی جائے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے اصحاب نے عرض کیا: ''**بِنَفْسِکَ فَابْدَاْ** یعنی حضور! وظائف کی تقرّری کا آغاز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ اپنی ذات سے کریں کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ امام ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ نے فرمایا: ''**لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِمَامُنَا فَبِرَھْطِہٖ نَبْدَاُ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ** نہیں! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے امام ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے ان کے خاندان سے آغاز کیا جاتا ہے، اور ان کے بعد جو دَرَجہ بَدَرَجہ رشتہ دار ہوں گے۔''[3]

بنی ہاشم سے عقیدت و محبت

آپ کی عقیدت اور ان کے حقوق کی نگہداشت:

حضرت سیِّدُ نا امام زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**کَانَ عُمَرُ اِذَا اَتَاہُ مَالُ الْعِرَاقِ اَوْ خُمُسُ الْعِرَاقِ، وَلَمْ یَدَعْ رَجُلاً مِّنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ عَزَباً اِلَّا زَوَّجَہُ، وَلَا رَجُلاً لَّیْسَ لَہُ خَادِمٌ اِلَّا اَخْدَمَہُ** یعنی

1 ......وسیلے سے متعلق دیگر روایات و تفصیلی معلومات کے لیے ''فیضانِ فاروقِ اعظم'' جلد دوم، ص ۱۶۴ کا مطالعہ کیجئے۔

2 ......بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سوال الناس۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۳۴۶، حدیث: ۱۰۱۰۔

3 ......کتاب الاموال لابی عبید، کتاب مخارج الفی۔۔۔الخ، تدوین عمر الدیوان۔۔۔الخ، ص ۲۳۶، الرقم: ۵۴۹۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس جب بھی عراق سے مالِ جِزیہ یا خُمُس آتا آپ بنی ہاشم کے کسی غیر شادی شدہ شخص کی شادی کر دیتے اور جس کے پاس خادم نہ ہوتا اسے خادم عطا فرما دیتے۔“[1]

تمہارے آستانے سے کوئی لوٹا نہیں خالی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیا شان ہے ساداتِ کرام، ان کے نانا جان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اہل بیت کرام کی! اس سخی گھرانے کے ساتھ جو بھی حسنِ سلوک کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا بلکہ اس پر انعام واکرام کی ایسی بارش ہوتی ہے کہ محتاج اور غمگین لوگوں کے دلوں کی مُرجھائی کلیاں کِھل اُٹھتی ہیں، گردشِ ایام کی زَد میں آکر سُنسان و وِیران ہوجانے والے باغات میں بہار آجاتی ہے۔ جس نے بھی ان مُبارَک ہستیوں سے حُسنِ سلوک کیا وہ بے شمار پریشانیوں سے نجات پاکر شاداں وفرحاں ہوگیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ کریموں سے تعلق رکھنے والے پر بھی ضرور کرم کیا جاتا ہے۔ اہل بیت کرام چمنستانِ کرم کے مہکتے پھول ہیں ان کی خوشبو سے عالَمِ اسلام مہک رہا ہے، ان ہی درخشاں ستاروں کی روشنی سے نہ جانے کتنے بھولے بھٹکے مسافروں کو نشانِ منزل ملا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، پروانۂ شمعِ رسالت شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن، اہل بیتِ اطہار کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی --- زہراء ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا --- تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

یَا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اِن **نُفُوسِ قُدْسِیَّہ** کے صدقے دین ودنیا کی بھلائیاں عطا فرما، ان ساداتِ کرام کا باادب بنا، بے ادبوں سے ہم سب کو محفوظ فرما۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان کی غلامی میں استقامت عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صحابہ کا گدا ہوں اور اہلِ بیت کا خادم

یہ سب ہے آپ کی نظرِ عنایت یا رسول اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ...... ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۴۰، کتاب الاموال لابی عبید، کتاب الخمس واحکامہ، باب سھم ذی القربی۔۔۔الخ، ص ۳۴۵، الرقم: ۸۵۵۔

فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول

(اُمہات المؤمنین سے عقیدت ومحبت)

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......اُمہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کا خصوصی شرف
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی اُمہات المؤمنین سے عقیدت ومحبت
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی اُمہاتُ المؤمنین کی مالی خیر خواہی
- ......اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کے نزدیک سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا مقام ومرتبہ
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اور اُمہاتُ المؤمنین کی نگہبانی
- ......اُمہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کا مبارک حج
- ......اُمہاتُ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کے لیے حج کے خصوصی انتظامات
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی اُمّ المومنین کی گستاخی کرنے والے کو سزا

اُمہات المؤمنین سے عقیدت ومحبت

حضرت سیِّدُنا اَنس بِن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ یعنی جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔''(1)

حضرت سیِّدُنا بَہز بن حَکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَبَرُّ یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بھلائی کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبُوْکَ یعنی تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہارے والد۔''(2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ تمام فضائل وحقوق ایک عام مؤمن کی والدہ کے لیے ہیں، ذرا غور تو کیجئے کہ سرورِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ جو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجیت کے شرف کی وجہ سے اُمہات المؤمنین کے لقب سے سرفراز ہوئیں۔ قرآن پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (پ۲۱، الاحزاب:۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔''

ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ جن کو تمام دنیا کی عورتوں میں یہ خصوصی شرف ملا ہے کہ انہیں حرمِ نبی میں داخل ہونے کا شرف نصیب ہوا اور وہ دن رات محبوبِ خدا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور ان کی خدمت وصحبت کے انوار وبرکات سے سرفراز ہوتی رہیں اور جن کی فضیلت وعظمت کا خطبہ پڑھتے ہوئے قرآنِ عظیم نے قیامت تک کے لئے یہ اعلان فرما دیا: ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۳۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔'' یقیناً ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کا مقام ومرتبہ اور ان کی تعظیم وتکریم عام ماؤں سے کہیں زیادہ ہے۔ علامہ زُرقانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ

1 ......فیض القدیر، حرف الجیم، فصل فی المحلی۔۔۔الخ، ج۳، ص۴۷۷، تحت الحدیث: ۳۶۴۲۔

2 ......مسلم، کتاب البر والصلۃ۔۔۔الخ، باب بر الوالدین۔۔۔الخ، ص۱۳۷۸، حدیث: ۱۔

لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ یعنی جن سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نکاح فرمایا، چاہے دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد انھوں نے وفات پائی ہو، یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لیے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم وواجب الاحترام ہیں۔(1)

یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین اور جناب سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد تمام امت میں افضل ہونے کے باوجود امہات المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کی بے حد تعظیم واکرام کیا کرتے تھے۔ نیز گاہے بگاہے ان کی مالی خدمت بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ،

فاروقِ اعظم نے اُمّ المؤمنین کی خیر خواہی کی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے پاس کچھ مال بطور ہدیہ بھیجا تو انہوں نے اسی وقت وہ سارا مال رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دیا اور یوں دعا مانگی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! آئندہ سال امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی دعا قبول ہوئی اور نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد اَزواج مطہرات رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے سب سے پہلے وصال فرمایا۔''(2)

اُمّ المؤمنین کے نزدیک فاروقِ اعظم کا مَقام:

ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے نزدیک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے زیادہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ محبوب ہیں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن شَقِیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے پوچھا: ''**مَنْ**

---

1 ......شرح زرقانی علی المواھب، المقصد الثانی، الفصل الثالث فی ذکر ازواجه الطاھرات، ج ۴، ص ۳۵۶۔

2 ......طبقات کبری، زینب بنت جحش، ج ۸، ص ۸۷۔

كَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ یعنی **خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟'' فرمایا: ''**اَبُوْ بَكْرٍ** یعنی میرے والدگرامی حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' میں نے عرض کیا: ''**ثُمَّ مَنْ؟** یعنی ان کے بعد کون زیادہ محبوب ہے؟'' فرمایا: ''**ثُمَّ عُمَر** میرے والدگرامی کے بعد حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔''(1)

اُمہات المؤمنین کی نگہبانی

اُمہات المؤمنین کا حج:

حضرت سیِّدُ نا ابنِ اَبِی نَجِیح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دوعالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ الَّذِيْ يُحَافِظُ عَلٰى اَزْوَاجِيْ بَعْدِيْ فَهُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ** یعنی جو شخص میرے بعد میری ازواج کی حفاظت کرے گا، وہ سچا اور نیکوکار ہوگا۔'' چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دورِ خلافت میں لوگوں سے فرمایا: ''**مَنْ يَحُجُّ مَعَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟** یعنی امہات المؤمنین کے ساتھ کون حج کی سعادت حاصل کرے گا؟'' (یعنی انہیں بحفاظت حج پر لے جائے اور واپس بھی لائے۔) حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**اَنَا** یعنی حضور اس سعادت کے لیے میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔'' چنانچہ امیر المؤمنین کے حکم پر انہوں نے امہات المؤمنین کی خیر خواہی کی سعادت حاصل کی اور انہیں حج کروایا۔ اور حج کے لیے ایسا محفوظ راستہ اختیار کیا جس میں گہری گھاٹیاں تھیں اور وہاں سے عام لوگوں کی آمدورفت نہ تھی، نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پردے کی غرض سے اونٹوں کے کجاووں پر سبز چادریں بھی ڈلوائیں۔(2)

اُمّ المؤمنین کی گستاخی کرنے والے کو سزا:

حضرت سیِّدُ نا ابووائل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''ایک شخص نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے قرض واپس لینا تھا۔ اس نے آکر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے ساتھ جھگڑا کیا اور نامناسب رویہ اختیار کیا نیز

---

1. ......مسند ابی یعلی، مسند عائشة، ج ٤، ص ٧٢٣، حدیث: ٤٧٨١۔
2. ......تاریخ ابن عساکر، ج ٣٥، ص ٢٨٦، ریاض النضرة، ج ١، ص ٣٤٢۔

مال کی وصولی کے لیے بار بار آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ام المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے گستاخی کے سبب اسے تیس کوڑے لگوائے۔''(1)

اُمہات المؤمنین کی خیر خواہی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنے گھر سے نکل کر جب بھی اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے گھروں کے قریب سے گزرتے ہوئے تو آتے جاتے اُنہیں سلام کرتے، ایک بار واپسی پر آپ نے دیکھا کہ ایک شخص اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے دروازے کے باہر بیٹھا ہوا ہے۔آپ نے اس سے پوچھا: ''تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''ام المؤمنین سیِّدَتُنَا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے میرا کچھ قرض دینا ہے، وہی لینے کے لیے یہاں بیٹھا ہوں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور سَیِّدَتُنَا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: ''کیا آپ کی ضروریات کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم کافی نہیں ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں، لیکن مجھ پر چند اور حقوق بھی ہیں، میں نے اپنے سرتاج ابوالقاسم محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر کسی پر کچھ قرض ہو اور وہ اس کی ادائیگی کی کوشش میں لگا رہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ساتھ ایک محافظ فرشتہ مُقَرَّر فرما دیتا ہے۔لہٰذا میں چاہتی ہوں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے وہ محافظ فرشتہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے۔''(2)

اَزواجِ مُطَہَّرات کے حج کے لیے خصوصی انتظام:

حضرت سیِّدُ نا مُنذِر بن سَعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حج کی اجازت طلب کی۔تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انکار فرما دیا۔ازواج مطہرات نے اصرار کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''آئندہ سال آپ کو اجازت ہوگی اور یہ میری ذاتی رائے نہیں۔'' حضرت سَیِّدَتُنَا زَیْنَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کیا: ''میں نے

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الحدود، باب فی التعزیر کم هو، وکم یبلغ به، ج ٦، ص ٥٦٧، الحدیث: ٢۔

2 ......معجم اوسط، من اسمه علی، ج ٣، ص ٢٥، حدیث: ٣٥٧٩۔

رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے حَجَّۃُ الْوَداع کے موقع پر سنا ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ حج اور اس کے بعد حصر ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سَیِّدَتُنا زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سوا دیگر تمام ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو حج پر بھیج دیا اور ساتھ ہی حضرت سَیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجا اور ارشاد فرمایا: ''**اَنْ یَّسِیْرَ اَحَدُھُمَا بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَالْاٰخَرُ خَلْفَھُنَّ وَلَا یُسَایِرُھُنَّ اَحَدٌ** یعنی تم دونوں میں سے ایک شخص آگے چلے اور دوسرا پیچھے۔ دونوں ایک ساتھ چلنے کی کوشش نہ کریں۔'' اور طواف کے متعلق یہ حکم جاری فرمایا: ''**اِذَا طُفْنَ بِالْبَیْتِ لَا یَطُوْفُ مَعَھُنَّ اَحَدٌ اِلَّا النِّسَاءُ** یعنی پہلے مردوں سے حرم کو خالی کردیا جائے اور صرف خواتین ہی ازواجِ مُطَہَّرات کے ساتھ طواف کریں۔''(1)

حدیثِ مبارکہ کی شرح:

حضرت علامہ مُحِبُّ الدِّین طَبَرِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یہ بھی مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے عہد میں ہر سال لوگوں کے ساتھ خود حج فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے ممکن ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ازواجِ مُطَہَّرات کے حفاظتی امور کی ذمہ داری اس لیے دی ہو کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر مصروفیات کے باعث یہ فریضہ بذاتِ خود انجام نہیں دے سکتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج کو اپنے دور کے آخری حج میں شرکت کی اجازت دی، اور ان کے ساتھ حضرت سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجا۔(2)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1. ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۴۲۔
2. ......بخاری، کتاب جزاء الصید، باب حج النساء، ج ۱، ص ۶۱۳، حدیث: ۱۸۶۰، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۴۲۔

فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول

(رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب سے محبت)

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے--------

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عقیدت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مالی خیر خواہی
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مولا علی شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدَتُنا عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدَتُنا اُمّ اَیمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

اَصحابِ رسول سے عقیدت و محبت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عشق رسول کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام اصحاب سے بھی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ خصوصاً خلیفہ **رسول اللّٰہ** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہ وہ آپ کے لیے مثالی شخصیت (آئیڈیل) تھے۔ چنانچہ،

صدیق اکبر سے عقیدت و محبت

حیات صدیق کا ایک دن اور ایک رات:

حضرت سیِّدُ نا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک بار حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر چھڑ گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے روتے ہوئے فرمایا: ''میری یہ تمنا ہے کہ اے کاش! میرے تمام اعمال صالحہ کے بدلے میں مجھے سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک دن اور ایک رات کا عمل دے دیا جائے، ان کا ایک رات کا عمل تو ہجرت کے موقع پر تھا جب وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غار کو چلے تھے، وہاں پہنچنے پر سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جب تک میں اندر نہ جاؤں آپ داخل نہ ہوں، اگر اس میں کوئی نقصان دہ چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھ تک پہنچے گی۔'' تو وہ اندر گئے غار صاف کیا، غار میں چاروں طرف سوراخ تھے، جنہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے تہبند کے ٹکڑے کرکے پُر کیا۔ دو سوراخ رہ گئے ان پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا پاؤں رکھ دیا اور عرض کیا: ''یا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اندر تشریف لے آیئے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم داخل ہوئے اور سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گود میں سرانور رکھ کر استراحت فرمانے لگے، سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سوراخ میں سے کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا۔ مگر حضور نبیٔ کریم، رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نیند میں خلل آجانے کے خوف سے انہوں نے ذرا جنبش تک نہ کی، مگر آنسو ٹپک پڑے جو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رخِ انور کے بوسے لینے لگے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہوئے اور فرمایا: ''ابوبکر! تمہیں کیا ہوا؟'' عرض کیا: ''کسی (سانپ) نے ڈس لیا، آپ پر میرے ماں باپ قربان!'' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے متاثرہ جگہ پر لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل ٹھیک

ہوگیا۔ اور ایک دن کا عمل یہ ہے کہ جب **رسولُ اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو عرب قبائل مرتد ہوگئے وہ کہنے لگے کہ ''ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔'' سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر وہ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا، میں نے (یعنی سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے) عرض کیا: ''اے خلیفہ رسول! لوگوں سے نرمی برتیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے فرمایا: ''تم جاہلیت میں بڑے سخت تھے، اب اسلام میں آکر اتنے نرم کیوں ہوگئے ہو؟ وحی ختم ہوچکی اور دین مکمل ہوچکا، اب کسی نرمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا، کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کردی جائے گی؟''[1]

پوری زندگی کے جملہ اعمال سے بہتر:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں کچھ لوگوں کے متعلق عرض کیا گیا کہ وہ آپ کو حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک رات اور ایک دن کی نیکی میری زندگی کے جملہ نیک اعمال سے کہیں بہتر ہے، اگر کہو تو تمہیں سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک دن اور ایک رات بتلاؤں؟'' عرض کیا گیا: ''امیر المؤمنین! ضرور بتلائیے۔'' فرمایا: ''رات تو وہ ہے جب محبوبِ ربِّ داوَر، شفیعِ روزِ محشر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکۂ مکرمہ سے ہجرت کر کے رات کے وقت نکلے۔ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپ کے ساتھ تھے، جو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے، کبھی دائیں کبھی بائیں، **رسولُ اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: ''ابوبکر! یہ کیا ہے، تم پہلے تو کبھی اس طرح نہیں چلے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''مجھے جب خوف آتا ہے کہ کوئی دشمن آگے گھات لگائے نہ بیٹھا ہو تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں اور جب یہ خیال آتا ہے کوئی پیچھا کرنے والا پیچھے سے حملہ آور نہ ہو تو آپ کے پیچھے چلنے لگ جاتا ہوں اور چونکہ امن نہیں اس لیے دائیں بائیں بھی چل رہا ہوں۔'' حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات بھر اپنے پیروں کی انگلیوں پر چلتے رہے تاکہ قدموں کے نشان نہ ثابت ہوں جس کے سبب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدمین

---

[1] ......جامع الاصول، الکتاب السابع فی الغدر، الباب الرابع، الفرع الثانی فی فضائل الرجال علی الانفراد، ج۸، ص۴۵۸، حدیث: ۶۴۲۶۔

مبارک کہ جا بجا زخمی ہو گئے، جب سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کے قدموں کی تکلیف دیکھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کندھوں پر اٹھالیا اور غار کے دھانے تک لے آئے، وہاں آپ کو اتارا پھر عرض کیا: ''غار میں پہلے میں جاتا ہوں، اگر کوئی چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھے نقصان دے گی۔'' سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اندر گئے اور کوئی موذی شے نہ پائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اٹھا کر غار میں لے آئے، جہاں ایک سوراخ تھا، جس میں بچھو اور سانپ تھے، سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ڈر ہوا کہیں کوئی موذی شے نکل کر رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف نہ پہنچائے انہوں نے اس پر اپنا قدم رکھ دیا، تو اس سوراخ میں موجود سانپ نے آپ کے قدم پر ڈس لیا، آپ نے جنبش نہ کی کہ کہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آرام میں خلل واقع نہ ہوجائے مگر تکلیف کے سبب آنسو چھلک پڑے، دوعالم کے مالِک ومختار، مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** یعنی اے ابوبکر! غم نہ کر، بے شک **اللہ تعالٰی** ہمارے ساتھ ہے۔'' پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس بات سے **اللہ تعالٰی** نے سیِّدُ نا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دل پر سکون نازل کر دیا تو یہ تھی ابوبکر کی ایک رات۔ اور دن وہ ہے جس میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انتقال فرمایا اور کئی عرب قبائل مُرتَد ہو گئے تو اس موقع پر میرے منع کرنے کے باوجود حضرت سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کمال فہم وفراست اور دُور اندیشی سے کام لیتے ہوئے مُرتَد قبائل کے خلاف جہاد کر کے اس فتنے کو ہمیشہ کے لئے زمیں برد کر دیا۔'' اس کے بعد حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر فضلیت دینے والوں کو ایک تَہدِیدآمیز (یعنی سخت الفاظ والا) خط لکھا جس میں انہیں آئندہ ایسا کرنے سے سختی سے منع فرما دیا۔ [1]

صحابہ کرام کی مالی خیر خواہی

فاروقِ اعظم نے ۴۰۰ دینار سے خیر خواہی کی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ایک غلام کو حضرت سیِّدُ نا ابوعُبَیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے ۴۰۰ دینار دے کر بھیجا اور اسے ان کے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں

1 ......دلائل النبوۃ، باب خروج النبی مع صاحبہ ابی بکر الصدیق، ج ٢، ص ٤٧٦-٤٧٧۔

کا وہ کرتے کیا ہیں۔ وہ غلام دینار لے کر گیا اور حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیدہ بن جَرّاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دینار اُن کی بارگاہ میں پیش کر دیئے۔ انہوں نے کچھ غور کیا پھر ان سب کو تقسیم کر دیا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام آپ کے پاس لوٹ آیا اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ غلام نے یہ بھی دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسے ہی دینار حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے بھی تیار کر رکھے ہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ دینار غلام کو دے کر حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف بھیجا اور اسے ان کے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تاکہ وہ دیکھ سکے کہ ان دیناروں کا وہ کیا کرتے ہیں۔ اس نے ایسا ہی کیا اور جب حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس دینار لے کر حاضر ہوا تو انہوں نے بھی وہ دینار تقسیم کر دیئے۔ جب ان کی زوجہ محترمہ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ بولیں: ''خدا کی قسم! ہم بھی مسکین ہیں، ہمیں بھی عطا فرمایئے۔'' دو دینار بچے تھے آپ نے وہ انہیں دے دیئے۔ پھر وہ غلام امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا ماجرا عرض کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّهُمْ اِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ** یعنی یہ لوگ آپس میں بھائی ہیں۔''(1)

بغیر سوال و چاہت کے جو ملے لے لو:

حضرت سیِّدُنا سائب بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابنِ سَعدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار فرمایا: ''تمہارے پاس کتنا مال ہے؟'' عرض کیا: ''**فَرَسَانِ وَعَبْدَانِ وَبَغْلَانِ اَغْزُوْ بِهِنَّ وَمَزْرَعَةٌ آكُلُ مِنْهَا** یعنی دو گھوڑے، دو غلام اور دو خچر ہیں، ان سے میں جہاد کرتا ہوں اور ایک کھیت ہے جس سے کھاتا ہوں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں ایک ہزار دینار عطا کیے اور ارشاد فرمایا: ''**خُذْ هٰذِهٖ فَاسْتَنْفِقْهَا** یعنی یہ لے لو اور انہیں خرچ کرو۔'' سیِّدُنا ابن سعدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**اِنَّهُ لَا حَاجَةَ لِيْ اِلَيْهَا وَسَتَجِدُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ هُوَ اَحْوَجُ اِلَيْهَا مِنِّيْ** حضور! مجھے اس کی حاجت نہیں۔ شاید آپ کو مجھ سے زیادہ حاجت مند آدمی مل جائے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**بَلٰى فَخُذْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانِيْ اِلٰى مِثْلِ مَا دَعَوْتُكَ اِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ** یعنی

---

(1) ...... معجم کبیر، بقیۃ المیم، ذکر مشاھد۔۔۔الخ، ج ٢٠، ص ٣٣، حدیث: ٤٦۔

ہاں کیوں نہیں لیکن تم لے لو کیونکہ ایک بار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی مجھے کچھ عطا فرمایا تو میں نے بھی وہی جواب دیا جو تم نے دیا۔'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَاجَاءَکَ اللّٰہُ بِہٖ مِنْ رِزْقٍ غَیْرِ مُتَشَوِّفَۃٍ اِلَیْہِ نَفْسُکَ وَلَا سَائِلَۃٍ فَاقْبَلْہُ فَاسْتَنْفِقْہُ فَاِنِ اسْتَغْنَیْتَ عَنْہُ فَتَصَدَّقْ بِہٖ وَمَالَمْ یَاْتِکَ فَدَعْہُ** یعنی اے عمر! جو مال تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بغیر چاہت اور بغیر سوال کے عطا فرمائے وہ ضرور لے لو، اگر خود اپنے لیے ضرورت نہیں تو لے کر صدقہ کر دو اور جو چیز نہ ملے اس کی چاہت نہ رکھو۔''(1)

عاشقانِ رسول اللہ سے عقیدت ومحبت

رسول اللہ کے مُحِبِّیْن ومُقرَّبِین کو ترجیح:

حضرت سیِّدُنا اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ترجیح اور فضیلت دی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بارے میں اپنے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے گفتگو کی اور عرض کیا: ''نہ تو اُسامہ کے والد کا مقام ومرتبہ میرے والد سے زیادہ ہے اور نہ ہی اُسامہ رتبے کے اعتبار سے مجھ سے بڑھ کر ہے، اس کے باوجود آپ نے اُسامہ کو ایک ہزار دینار سے زائد کیوں دیے؟'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**لِاَنَّ زَیْدًا کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْکَ وَکَانَ اُسَامَۃُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْکَ** یعنی یہ میں نے اس لیے کیا ہے کہ (حضرت اُسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد) حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تیرے والد عمر سے زیادہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبوب تھے اور حضرت اُسامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تجھ سے زیادہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو محبوب تھے۔''(2)

اے امیر! آپ پر سلام ہو:

حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم

(1)......ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۳۹۔

(2)......ترمذی، کتاب المناقب، مناقب زید بن حارثہ، ج۵، ص۴۴۵، حدیث: ۳۸۳۹ملتقطا۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب حضرت سیِّدُ نا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھتے تو اُنہیں یوں سلام کرتے: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا الْاَمِیْرُ** یعنی اے امیر! آپ پر سلام ہو۔'' ایک بار سیِّدُ نا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی مغفرت فرمائے، آپ مجھے امیر کہہ کر کیوں پکارتے ہیں؟'' فرمایا: ''اے اُسامہ بن زید! جب تک تم زندہ ہو میں تمہیں اسی طرح ''امیر'' ہی کہہ کر پکارتا رہوں گا کیونکہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اِنتقال کے وقت تمہیں ہی امیر بنایا تھا۔''(1)

عشق ومحبت کا دوسرا رخ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب تک آپ نے جتنے بھی اقوال وواقعات ملاحظہ کیے وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے عشق ومحبت سے متعلق تھے، اب آپ وہ احادیث مبارکہ وواقعات ملاحظہ کیجئے جو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت والفت سے متعلق ہیں۔

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا صدیق اکبر

صدیق اکبر کی فاروقِ اعظم سے محبت:

حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**وَاللّٰہِ اِنَّ عُمَرَ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب عمر ہیں۔''(2)

عمر سے بہتر کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا:

حضرت سیِّدُ نا جابِر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک بار حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یوں پکارا: ''**یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ**

---

(1)......تاریخ ابن عساکر، ج٨، ص ٠٧۔

(2)......کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الفاروق، الجزء: ١٢، ج٦، ص ٢٤٤، حدیث: ٣٥٧٤١۔

یعنی اے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد سب سے بہتر۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذَاکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِنْ عُمَرَ یعنی اگر تم نے مجھے یوں پکارا ہے تو پھر اپنی فضیلت بھی سنو میں نے خود خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمہارے متعلق یہ فرماتے سنا ہے کہ عمر سے بہتر کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔''[1]

میں نے سب سے بہتر شخص کو حاکم بنایا:

حضرت سیِّدُ نا زُبَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا بھیجا تاکہ انہیں خلیفہ بنائیں۔ تو لوگوں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کیا: ''اِسْتَخْلَفْتَ عَلَیْنَا فَظًّا غَلِیظًا، فَلَوْ مَلَکَنَا کَانَ اَفَظَّ وَاَغْلَظَ، مَاذَا تَقُوْلُ لِرَبِّکَ اِذَا اَتَیْتَہ وَقَدِ اسْتَخْلَفْتَ عَلَیْنَا یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم پر ایک ایسے شخص کو خلیفہ مقرر فرما رہے ہیں جو پہلے ہی بہت سخت مزاج ہے، اگر وہ ہم پر حاکم بن گیا تو پھر وہ زیادہ سختی و شدت سے پیش آئے گا۔ رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جب آپ جائیں گے تو کیا جواب دیں گے؟'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''اَتُخَوِّفُوْنِي بِرَبِّي، اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَمَّرْتُ عَلَيْهِمْ خَيْرَ اَهْلِکَ یعنی تم مجھے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جواب دہی سے ڈرا رہے ہو سنو میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عرض کروں گا: یا اللہ عَزَّوَجَلَّ میں نے اُس شخص کو ان پر حاکم مقرر کیا ہے جو سب سے بہتر ہے۔''[2]

فاروقِ اعظم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میرے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''وَاللّٰہِ مَا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ رَجُلٌ اَحَبَّ

---

1 ...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۸۴، حدیث: ۳۷۰۴۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۵، حدیث: ۲۶۔

اِلَیَّ مِنْ عُمَرَ یعنی روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے زیادہ محبوب ہو۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان مولا علی شیر خدا

فاروقِ اعظم کے اوصاف حمیدہ:

حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا پہلا دن تھا، مہاجرین وانصار مسجد نبوی میں جمع تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم تشریف لائے اور ایک طویل خطبہ دیا جس میں اوّلاً رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کی، ثانیاً رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدح وثنا بیان کی، ثالثاً امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مناقب کو بیان فرمایا، پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مناقب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❀...... ''قَامَ مَقَامَهُ الْفَارُوْقُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ شَمَّرَ عَنْ سَاقَيْهِ وَحَسَّرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مَنْصَبِ خِلافت سنبھالا۔ دو عالَم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خلافت کو بَطریقِ اَحسن سنبھالنے کے لیے کَمَر بَستہ ہوگئے۔''

❀...... ''لَا تَاْخُذُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ فاروقِ اعظم کی شخصیت تو وہ تھی کہ انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی خوف اور کوئی ڈر نہ تھا۔''

❀...... ''كُنَّا نَرٰى اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِهٖ ہم دیکھتے تھے کہ سکینہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔''

❀...... ''وَكَيْفَ لَا اَقُوْلُ هٰذَا وَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ هٰكَذَا نُحْيِيْ وَهٰكَذَا نَمُوْتُ وَهٰكَذَا نُبْعَثُ وَهٰكَذَا نَدْخُلُ الْجَنَّةَ اور میں ان کے اوصاف کیوں نہ بیان کروں کہ میں نے خود سُلْطَانُ الْمُتَوَكِّلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضرت سیِّدُنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے درمیان دیکھا اور یہ فرماتے سنا کہ دنیا میں ہم اسی طرح رہیں گے اور دنیا سے اسی طرح رخصت ہوں گے،

---

1 ......الادب المفرد، باب الولد، مبخلة مجبنة، ص ٣٢، حدیث: ٨٤ ملتقطاً۔

کل بروزِ قیامت ہمیں ایک ساتھ اٹھایا جائے گا اور اسی طرح اکھٹے جنت میں داخل ہوں گے۔‘‘

❀......’’وَکَیْفَ لَا اَقُوْلُ هٰذَا فِي الْفَارُوْقِ وَالشَّيْطَانُ يَفِرُّ مِنْ حِسِّهٖ اور میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف کیوں نہ بیان کروں کہ شیطان بھی ان کی آہٹ سے بھاگ جاتا تھا۔‘‘

❀......’’فَمَضٰی شَهِيْدًا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مگر آہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شہید ہوکر ہم سے بچھڑ گئے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو۔‘‘(1)

فاروقِ اعظم کا ذِکر ضرور کرو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ’’**اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّ هَلًا بِعُمَرَ** یعنی جب صالحین (نیک لوگوں) کا ذکر ہو تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر ضرور کیا کرو۔‘‘(2)

شیخین سے مؤمن ہی محبت رکھے گا:

حضرت سیِّدُنا زَید بن وَہب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا سُوید بن غَفلہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ’’**يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّي مَرَرْتُ بِنَفَرٍ يَذْكُرُوْنَ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ بِغَيْرِ الَّذِيْ هُمَا اَهْلٌ لَهُ مِنَ الْاِسْلَامِ** یعنی اے امیر المؤمنین! میں ایک ایسے گروہ کے پاس سے گزرا جو سیِّدُنا صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا تذکرہ اس طرح کر رہے تھے جو اسلام میں روا نہیں۔‘‘ یہ سن کر مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم منبر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ❀......’’**وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ لَا يُحِبُّهُمَا اِلَّا مُؤْمِنٌ فَاضِلٌ وَلَا يَبْغَضُهُمَا وَيُخَالِفُهُمَا اِلَّا شَقِيٌّ مَارِقٌ فَحُبُّهُمَا قُرْبَةٌ وَبُغْضُهُمَا مُرُوْقٌ** یعنی خالق کائنات کی قسم! صرف حقیقی مؤمن ہی ان دونوں سے محبت کرے گا اور بد بخت و بد دین ہی ان سے نفرت و مخالفت کرے گا کیونکہ ان کی محبت قربت (ایمان حقیقی) اور ان

---

(1)......کنز العمال، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، خلافۃ امیر المؤمنین۔۔۔الخ، الجزء: ۵، ج ۳، ص ۲۸۵، حدیث: ۱۴۲۳۸ ملخصا۔

(2)......معجم اوسط، من اسمہ محمد، ج ۴، ص ۱۵۵، حدیث: ۵۵۴۹۔

سے نفرت بے دینی ہے۔ ﴿﴾ ......"مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَذْكُرُوْنَ اَخَوَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ وَزِيْرَيْهِ وَصَاحِبَيْهِ وَسَيِّدَيْ قُرَيْشٍ وَاَبَوَيِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَنَابَرِيْءٌ مِّمَّنْ يَذْكُرُهُمَا وَعَلَيْهِ مُعَاقِبٌ یعنی لوگوں کو کیا ہوگیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ان دونوں بھائیوں، وزیروں، دوستوں، قریش کے سرداراور مسلمانوں کے روحانی والدین کا اس طرح ذکر کرتے ہیں حالانکہ میں ہر اس شخص سے بَری ہوں جو ان کا اس طرح ذکر کرتا ہے اور اسے سزا دوں گا۔"(1)

فاروقِ اعظم محبوبِ شیرِ خُدا ہیں:

حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا مشکل کشا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چادر اوڑھے آرام فرما رہے ہیں۔ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: "مَا عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِصَحِيْفَتِهٖ مِنْ هٰذَا الْمُسَجّٰى یعنی روئے زمین پر مجھے ان چادر اوڑھے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے زیادہ کوئی شخص اتنا محبوب نہیں ہے کہ جس کے نامۂ اعمال کے ساتھ میں ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کروں۔"(2)

فاروقِ اعظم مولا علی کے خاص الخاص دوست:

حضرت سیِّدُنا ابو سَفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دیکھا گیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر ایک مخصوص چادر زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: "اِنَّهُ كَسَانِيْهِ خَلِيْلِيْ وَصَفِيِّيْ وَصَدِيْقِيْ وَخَاصِّيْ عُمَرُ اِنَّ عُمَرَ نَاصَحَ اللّٰهَ فَنَصَحَهُ اللّٰهُ ثُمَّ بَكٰى یعنی یہ چادر میرے خلیل، صفی، صدیق اور خاص الخاص دوست عمر نے پہنائی ہے۔ بے شک عمر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے خیر خواہی کرتے ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے خیر خواہی فرماتا ہے۔" یہ فرماتے ہوئے رو پڑے۔(3)

---

1 ......حلية الاولياء، شعبة بن الحجاج، ج ۷، ص ۲۳۶، الرقم: ۱۰۳۳۲۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۶، حدیث: ۱۵۔

3 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۱، حدیث: ۳۰۔

فاروقِ اعظم کا فیصلہ ذرہ بھر تبدیل نہیں کروں گا:

حضرت سیِّدُنا سالم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اہل نجران کو ملک بدر کردیا۔ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے دورِ خلافت میں وہ لوگ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''**یَا اَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ کِتَابُکَ بِیَدِکَ وَشَفَاعَتُکَ بِلِسَانِکَ اَخْرَجَنَا عُمَرُ مِنْ اَرْضِنَا فَارْدُدْنَا اِلَیْھَا** یعنی اے امیر المؤمنین! اب کاغذی کاروائی آپ کے ہاتھ میں ہے، شفاعت آپ کی زبان پر ہے، حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہمیں ہماری زمین سے نکال دیا تھا آپ ہمیں دوبارہ لوٹنے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔'' یہ سن کر مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''**وَیْحَکُمْ اِنَّ عُمَرَ کَانَ رَشِیدَ الْاَمْرِ وَلَا اُغَیِّرُ شَیْئًا صَنَعَہُ عُمَرُ** یعنی تمہاری بربادی ہو، بے شک حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بالکل درست فیصلہ فرمانے والے تھے اور یاد رکھو حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو فیصلہ فرما دیا میں اس میں ذرہ بھر تبدیلی نہیں کروں گا۔''[1]

فاروقِ اعظم کا معاہدہ نہیں توڑوں گا:

حضرت سیِّدُنا امام شَعْبِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کوفہ تشریف لائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**مَا قَدِمْتُ لِاَحُلَّ عُقْدَۃً شَدَّھَا عُمَرُ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو معاہدہ کر لیا تھا میں اسے ہرگز نہیں توڑوں گا۔''[2]

صدیق اکبر و فاروقِ اعظم حکمرانوں کے لیے حُجَّت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ حُجَّۃً عَلٰی مَنْ بَعْدَھُمَا مِنَ الْوُلَاۃِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَسَبَقَا وَاللّٰہِ سَبْقاً بَعِیْداً، وَاَتْعَبَا وَاللّٰہِ مَنْ بَعْدَھُمَا اِتْعَاباً شَدِیْداً** یعنی بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا دونوں کو ان کے بعد آنے والے تمام حکمرانوں کے لیے قیامت تک کے لیے حُجَّت بنا دیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ دونوں (اپنے امورِ خلافت کو

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۳، حدیث: ۳۷۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۳، حدیث: ۳۸۔

بہتر طریقے سے انجام دینے میں) بہت دور تک سبقت لے گئے اور انہوں نے اپنے بعد میں آنے والوں کو بہت تھکا دیا۔''[1]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس

فاروقِ اعظم کا ذکر کثرت سے کرو:

حضرت سیِّدُنا سعید بن جُبَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے شاگرد رشید حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے استاد محترم یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''**اَکْثِرُوْا ذِکْرَ عُمَرَ فَاِنَّ عُمَرَ اِذَا ذُکِرَ ذُکِرَ الْعَدْلُ وَاِذَا ذُکِرَ الْعَدْلُ ذُکِرَ اللّٰہُ** یعنی اے لوگو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو کیونکہ جب ان کا ذکر کیا جائے گا تو ان کے عدل وانصاف کا ذکر ہوگا اور جب عدل وانصاف کا ذکر ہوگا تو رب عَزَّوَجَلَّ کا ذکر ہوگا۔''[2]

فاروقِ اعظم ایک ہوشیار پرندے کی طرح ہیں:

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''**کَانَ وَاللّٰہِ خَیْراً کُلَّہٗ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! وہ تو سراپا خیر ہی خیر تھے۔'' اور جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ''**کَانَ وَاللّٰہِ کَالطَّیْرِ الْحَذِرِ الَّذِیْ یُنْصَبُ لَہٗ فِیْ کُلِّ طَرِیْقٍ شَرَکٌ وَکَانَ یَعْمَلُ عَلَی مَا یَرٰی مَعَ الْعُنْفِ وَشِدَّۃِ النِّشَاطِ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو اس پرندے کی طرح ہیں جسے ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ ہر جگہ اسے پھنسانے کے لیے جال بچھا دیا گیا ہے اور وہ ہر کام شدت وسختی اور چستی کے ساتھ کرتا رہتا ہے۔''[3] (یعنی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ تو دھوکا دیتے ہیں اور نہ ہی دھوکا کھاتے ہیں۔)

---

[1] ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب التاسع عشر، ص ۴۲۔

[2] ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۸۰۔

[3] ......تاریخ ابن عساکر، ج ۳۰، ص ۳۸۶ ملتقطا۔

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیدتنا عائشہ صدیقہ

جس مجلس میں ذکرِ عمر ہو وہ مجلس اچھی گفتگو والی ہے:

حضرت سیِّدُنا امام شَعبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ''**اِذَا ذُكِرَ عُمَرُ فِی الْمَجْلِسِ حَسُنَ الْحَدِیْثُ** یعنی جب کسی مجلس میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر کیا جائے تو گفتگو میں حسن پیدا ہوجاتا ہے۔''[1]

فاروقِ اعظم کے ذِکر سے مجالس کو مزین کرو:

حضرت سیِّدُنا جَعفر بن بُرقَان رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ''**زَیِّنُوْا مَجَالِسَكُمْ بِذِكْرِ عُمَرَ** یعنی اپنی مجالس کو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذکر سے مُزَیَّن کرو۔''[2]

ذکرِ صالحین کے وقت ذکرِ عمر ضرور کرو:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ''**اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَیَّ هَلاً بِعُمَرَ** یعنی جب صالحین یعنی نیک لوگوں کا ذکر ہو تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر ضرور کیا کرو۔''[3]

فاروقِ اعظم تمام اُمور کو تنِ تنہا انجام دینے والے:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں: ''**كَانَ وَاللّٰہِ اَحْوَذِیًّا نَسِیْجَ وَحْدِہٖ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر

---

1. ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۸۰۔
کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الفاروق، الجزء: ۱۲، ج ٦، ص ۲٦۳، حدیث: ۳۵۸۲۲۔
2. ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۸۰۔
3. ......مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ج ۹، ص ۴۸۴، حدیث: ۲۵۲۰٦۔

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے تمام معاملات میں ماہر اور تن تنہا مشکل امور کو سرانجام دینے والے تھے۔''[1]

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیّدنا عبد اللہ بن مسعود

فاروقِ اعظم کا ذکر ضرور کرو:

حضرت سیِّدُنا طارِق بِن شِہَاب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّ هَلاً بِعُمَرَ** یعنی جب صالحین یعنی نیک لوگوں کا ذکر ہو تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر ضرور کیا کرو۔''[2]

کاش میں عمر جیسا خادم ہوتا:

حضرت سیِّدُنا مَنصُور رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''**اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّ هَلاً بِعُمَرَ وَدَدْتُّ اَنِّيْ خَادِمٌ لِمِثْلِ عُمَرَ حَتّٰى اَمُوْتَ** یعنی جب صالحین یعنی نیک لوگوں کا ذکر ہو تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر ضرور کیا کرو اور میری یہ خواہش ہے کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خادم بن کر رہوں یہاں تک کہ میرا وصال ہو جائے۔''[3]

فاروقِ اعظم کی مختلف صِفات:

حضرت سیِّدُنا ذَر بن حُبَیْش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مختلف صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❀......''**اِذَا ذُكِرَ الصَّالِحُونَ فَحَيَّ هَلاً بِعُمَرَ** جب صالحین (نیک لوگوں) کا ذکر ہو تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر ضرور کیا کرو۔''

1......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب المغازی، ماجاء فی خلافة عمر بن الخطاب، ج۸، ص ۵۷۴، حدیث: ۱۴ ملتقطا۔

2......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج۷، ص ۴۷۹، حدیث: ۹۔

3......معجم کبیر، باب العین، من اسمه عبد الله، ج ۹، ص ۱۶۵، حدیث: ۸۸۱۸۔

❁......''اِنَّ اِسْلَامَهُ كَانَ نَصْرًا وَاِنَّ اِمَارَتَهُ كَانَتْ فَتْحًا بے شک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اسلام لانا مسلمانوں کے لیے ایک عظیم مدد تھا اور ان کی خلافت ایک شاندار فتح تھی۔''

❁......''وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا اَعْلَمُ عَلَى الْاَرْضِ شَيْئًا اِلَّا وَقَدْ وَجَدَ فَقْدَ عُمَرَ حَتَّى الْعِضَاهُ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرے علم میں روئے زمین پر کوئی شے ایسی نہیں ہے جس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال پر آپ کی جدائی محسوس نہ کی ہو یہاں تک کہ جسم کے ہر ہر حصے نے آپ کی جدائی محسوس کی۔''

❁......''وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنِّي لَاَحْسَبُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ وَيُرْشِدُهُ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس بات کا گمان کرتا ہوں کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا جو آپ کو سیدھی راہ دکھاتا اور رہنمائی کرتا تھا۔''

❁......''وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنِّي لَاَحْسَبُ الشَّيْطَانَ يَفْرَقُ اَنْ يُحْدِثَ فِي الْاِسْلَامِ فَيَرُدَّ عَلَيْهِ عُمَرُ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ شیطان اسلام میں کوئی نئی بات پیدا (یا بدعت ایجاد) کرنے سے اس لیے گھبراتا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کا رد فرما دیں گے۔''

❁......''وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ كَلْبًا يُحِبُّ عُمَرَ لَاَحْبَبْتُهُ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں کتا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کرتا ہے تو میں ضرور اس کتے سے محبت کروں گا۔''[1]

فاروقِ اعظم کا علم سب سے وزنی:

حضرت سیِّدُ نا طارِق بن شِہَاب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ اَنَّ عِلْمَ عُمَرَ وُضِعَ فِيْ كِفَّةِ مِيْزَانٍ وَوُضِعَ عِلْمُ اَهْلِ الْاَرْضِ فِيْ كِفَّةٍ لَرَجَحَ عِلْمُهُ بِعِلْمِهِمْ یعنی اگر میزان کے ایک پلڑے میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا علم رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں پوری دنیا کا علم رکھا جائے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا علم تمام دنیا والوں کے علم سے وزنی ہوگا۔''[2]

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۲۲۔

2 ......معجم کبیر، باب العین، من اسمه عبد الله، ج ۹، ص ۱۶۳، حدیث: ۸۸۰۹۔

فاروقِ اعظم کی خلافت رحمت ہے:

حضرت سیِّدُنا ذَربن حُبَیْش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مختلف صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

......''لَقَدْ اَحْبَبْتُ عُمَرَ حَتّٰی لَقَدْ خِفْتُ اللّٰہَ یعنی میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کی تو مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف نصیب ہوگیا۔''

......''وَلَوْ اَعْلَمُ اَنَّ کَلْباً یُحِبُّ عُمَرَ لَاَحْبَبْتُہٗ اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ فلاں کتا حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کرتا ہے تو ضرور میں اس کتے سے محبت کروں گا۔''

......''وَلَوَدِدْتُّ اَنِّیْ کُنْتُ خَادِماً لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور میری یہ خواہش ہے کہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خادم بن کر رہوں۔''

......''وَلَقَدْ وَجَدَ فَقْدَہٗ کُلُّ شَیْءٍ حَتَّی الْعِضَاۃُ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات پر آپ کی جدائی کو ہر چیز نے محسوس کیا یہاں تک کہ جسم کے ہر ہر حصے نے آپ کی جدائی محسوس کی۔''

......''وَاِنَّ ھِجْرَتَہٗ کَانَتْ نَصْراً وَاِنَّ سُلْطَانَہٗ وَاِنْ کَانَ رَحْمَۃً اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہجرت مسلمانوں کی نصرت تھی اور آپ کی خلافت مسلمانوں کے لیے رحمت تھی۔''(1)

فاروقِ اعظم کی محبت میں رب کی خشیت مل گئی:

حضرت سیِّدُنا عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''لَقَدْ خَشِیْتُ اللّٰہَ فِیْ حُبِّیْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یعنی حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کرنے کے سبب مجھے رب عَزَّوَجَلَّ کی خشیت مل گئی۔''(2)

فاروقِ اعظم کا اسلام مسلمانوں کی فتح تھی:

حضرت سیِّدُنا عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے

---

(1)......معجم کبیر، باب العین، من اسمہ عبد اللہ، ج ۹، ص ۱۶۴، حدیث: ۸۸۱۴۔

(2)......معجم کبیر، باب العین، من اسمہ عبد اللہ، ج ۹، ص ۱۶۴، حدیث: ۸۸۱۶۔

ہیں: ''اِنَّ كَانَ اِسْلَامُ عُمَرَ لَفَتْحاً وَاِمَارَتُهُ لَرَحْمَةً وَاللّٰهِ مَا اسْتَطَعْنَا اَنْ نُّصَلِّيَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى اَسْلَمَ عُمَرُ فَلَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ قَابَلَهُمْ حَتّٰى دَعَوْنَا فَصَلَّيْنَا یعنی بے شک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قبولِ اسلام مسلمانوں کے لیے فتح اور ان کی خلافت مسلمانوں کے لیے رحمت تھی۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی قسم آپ کے قبولِ اسلام سے قبل ہم **کعبۃ اللّٰه** شریف میں نماز پڑھنے کی جرأت نہیں کرتے تھے، لیکن جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبولِ اسلام کیا تو آپ نے کفار کا سامنا کیا یہاں تک کہ ہم نے **کعبۃ اللّٰه** شریف میں نماز ادا کی۔''(1)

فاروقِ اعظم کے قبولِ اسلام سے ہم عزت دار ہو گئے:

حضرت سیِّدُنا قَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰه** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''مَا زِلْنَا اَعِزَّةً مُنْذُ اَسْلَمَ عُمَرُ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام سے ہم عزت دار ہو گئے۔''(2)

فاروقِ اعظم کی آہٹ سے شیطان بھاگتا ہے:

حضرت سیِّدُنا قاسِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰه** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اِنِّيْ لَاَحْسِبُ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنْ حِسِّ عُمَرَ یعنی بے شک مجھے یقین ہے کہ شیطان امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آہٹ سے بھاگ جاتا ہے۔''(3)

فاروقِ اعظم کی فرشتہ رہنمائی کرتا ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو وائل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰه** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مَا رَاَيْتُ عُمَرَ اِلَّا وَكَاَنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهُ یعنی میں نے دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دونوں آنکھوں کے مابین ایک فرشتہ ہے جو اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔''(4)

---

1 ...... معجم کبیر، باب العین، من اسمه عبد الله، ج ۹، ص ۱۶۵، حدیث: ۸۸۲۰۔

2 ...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۶، حدیث: ۳۶۸۴۔

3 ...... معجم کبیر، باب العین، من اسمه عبد الله، ج ۹، ص ۱۶۶، حدیث: ۸۸۲۵۔

4 ...... مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۱۶۔

فاروقِ اعظم کو جو ناپسند وہ مجھے بھی ناپسند:

حضرت سیِّدُ نا شَقِیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**اِنَّ عُمَرَ کَرِہَ الصَّلَاۃَ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ اَنَا اَکْرَہُ مَا کَرِہَ عُمَرُ** یعنی بے شک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نمازِ عصر کے بعد نوافل پڑھنا ناپسند کرتے تھے اور جو چیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ناپسند ہے وہ مجھے بھی ناپسند ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم کی وفات پر لوگوں کی ہچکیاں:

حضرت سیِّدُ نا ابو وائل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب خلیفہ مقرر کیا گیا تو حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ سے کوفہ تشریف لے گئے۔ اہل کوفہ کے سامنے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''**فَاِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَاتَ فَلَمْ نَرَ نَشِیْجاً اَکْثَرَ مِنْ یَوْمَئِذٍ وَاِنَّا اِجْتَمَعْنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ وَلَمْ نَالُ عَنْ خَیْرِنَا ذَا فَوْقٍ فَبَایَعْنَاہُ فَبَایِعُوْا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ** یعنی جس دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا، اس سے زیادہ کسی دن ہم نے لوگوں کی ہچکیاں نہ دیکھیں اور پھر ہم صحابہ کرام (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم) جمع ہوئے اور بکوشش تمام اپنے میں سے بہترین اور فائق شخص (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کا انتخاب کر کے اس کی بیعت کر لی، لہٰذا تمام لوگ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کر لیں۔''(2)

فاروقِ اعظم اسلام کا مضبوط قلعہ:

حضرت سیِّدُ نا ابو وائل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر چڑھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے متعلق ہم سے

---

(1) ......معجم کبیر، باب العین، من اسمہ عبد اللّٰہ، ج ۹، ص ۱٦۸، حدیث: ۸۸۳۴۔

(2) ......معجم کبیر، باب العین، من اسمہ عبد اللّٰہ، ج ۹، ص ۱٦۹، حدیث: ۸۸۳٦۔

گفتگو کرنا چاہتے تھے تو آپ کو دو تین مرتبہ شدید کھانسی آئی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ حِصْناً حَصِيْناً لِلْاِسْلَامِ يَدْخُلُ فِيْهِ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ فَانْهُدِمَ الْحِصْنُ** یعنی بے شک امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام کے لیے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ اس میں کوئی داخل تو ہوسکتا تھا لیکن نکل نہیں سکتا تھا۔ آہ! اس قلعے کو شہید کردیا گیا۔''(1)

فاروقِ اعظم نے شیطان کو زمین پر پٹخ دیا:

حضرت سیّدُنا زِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**لَقِيَ رَجُلٌ شَيْطَاناً فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَاتَّخَذَا فَصَرَّعَ الشَّيْطَانَ** یعنی مدینہ منورہ کی گلیوں میں ایک شخص کی شیطان سے ملاقات ہوگئی، دونوں آپس میں گُتھَّم گُتھَّا ہوگئے تو اس شخص نے شیطان کو زمین پر پٹخ دیا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''حضور وہ کون شخص تھا جس نے شیطان کو زمین پر پٹخ دیا؟'' فرمایا: ''**مَنْ يُطِيْقُ بِهٖ اِلَّا عُمَرَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا کس میں اتنی طاقت ہے؟''(2)

وہ رہائشی بہت بُرے ہیں:

حضرت سیّدُنا زَید بن وَہب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**اِنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ مِنَ الْعَرَبِ لَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهِمْ مُصِيْبَةُ عُمَرَ لَاَهْلُ بَيْتِ سُوْءٍ** یعنی بے شک عرب کے وہ رہائشی بہت بُرے ہیں کہ جنہیں امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کا صدمہ نہ پہنچا۔''(3)

فاروقِ اعظم کی وفات کا صدمہ:

حضرت سیّدُنا زید بن وَہب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**مَا اَظُنُّ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ حُزْنُ عُمَرَ يَوْمَ اُصِيْبَ عُمَرُ اِلَّا اَهْلَ بَيْتِ**

---

(1)...... معجم کبیر، باب العین، من اسمہ عبد اللہ، ج ۹، ص ۱۷۰، حدیث: ۸۸۴۴۔

(2)...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۷۹، حدیث: ۱۲۔

(3)...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۱۷۔

سُوْءٍ اِنَّ عُمَرَ كَانَ اَعْلَمَنَا بِاللّٰهِ وَ اَقْرَاَنَا لِكِتَابِ اللّٰهِ وَ اَفْقَهَنَا فِي دِيْنِ اللّٰهِ یعنی میں اس گھر والوں کو بہت برا سمجھتا ہوں جنہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کے وصال کے دن ان کی وفات کا صدمہ نہ پہنچا۔ بے شک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه ہم میں سب سے زیادہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی معرفت رکھنے والے، کتاب اللّٰه کے سب سے بڑے قاری اور دین الٰہی کے سب سے بڑے فقیہہ تھے۔''(1)

جیسا فاروقِ اعظم نے قرآن پڑھایا ویسا پڑھو:

حضرت سیِّدُ نا زید بن وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰه بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ''يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَيْفَ تَقْرَاُ هٰذِهِ الْآيَةَ یعنی ہمارا ایک آیت کی قراءت پر جھگڑا ہو گیا ہے یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ اس آیت کو کیسے پڑھیں گے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے ایک سے پوچھا: ''مَنْ اَقْرَاَكَ؟ یعنی تم یہ بتاؤ تمہیں قرآن کس نے پڑھایا ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''حضرت سیِّدُ نا ابو حکیم مُزَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے۔'' پھر آپ نے دوسرے سے پوچھا: ''مَنْ اَقْرَاَكَ؟ یعنی تمہیں قرآن کس نے پڑھایا ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''اَقْرَاَنِي عُمَرُ یعنی مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے قرآن پڑھایا ہے۔'' حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰه بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے ارشاد فرمایا: ''اِقْرَاْ كَمَا اَقْرَاَكَ عُمَرُ یعنی تم دونوں ویسے ہی پڑھو جیسا حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے پڑھایا ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه زار و قطار رونے لگے اور اتنا روئے کہ آپ کے آنسو چٹائی پر گرنے لگے۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اِنَّ عُمَرَ كَانَ حِصْنًا حَصِيْنًا عَلَى الْاِسْلَامِ يَدْخُلُ فِيْهِ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ اِنْثَلَمَ الْحِصْنُ فَهُوَ يَخْرُجُ مِنْهُ وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِ یعنی بے شک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه اسلام کے لیے ایک مضبوط قلعہ تھے، جس میں کوئی داخل تو ہو سکتا تھا لیکن اس میں کوئی نکل نہ سکتا تھا، پس آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کا جب وصال ہو گیا تو وہ قلعہ مُنْہَدِم ہو گیا اب اس سے کوئی نکل تو سکتا ہے داخل نہیں ہو سکتا۔''(2)

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۲۱۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۲، حدیث: ۴۰۔

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا طلحہ

فاروقِ اعظم کی وفات کے سبب نَقص داخل ہوگیا:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جس روز امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا تو حضرت سیِّدُنا طَلْحَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**مَا اَھْلُ بَیْتٍ حَاضِرٍ وَلَا بَادٍ اِلَّا وَقَدْ دَخَلَ عَلَیْھِمْ نَقْصٌ** یعنی شہری یا دیہاتی گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہیں ہے جہاں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات کے سبب نَقص داخل نہ ہوا ہو۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا ابو عثمان

میزانِ فاروق میں بال برابر بھی جھکاؤ نہ ہوتا:

حضرت سیِّدُنا عاصم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی جس پر آپ سہارا لے کر چلا کرتے تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اکثر فرمایا کرتے تھے: ''**وَاللّٰہِ لَوْ اَشَاءُ اَنْ تَنْطِقَ قَنَاتِیْ ھٰذِہٖ لَنَطَقَتْ لَوْ کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِیْزَانًا مَا کَانَ فِیْہِ مِیْطُ شَعْرَۃٍ** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میں یہ چاہوں کہ میری یہ لاٹھی بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان بیان کرے تو وہ ضرور بیان کرے گی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اگر میزان ہوتے تو اس میں بال برابر بھی جھکاؤ نہ ہوتا۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا حسن

اس اُمَّت کے سب سے بہترین مَرد کو چھوڑ دیا:

حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر بن سُلَیْمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فرماتے سنا: ''**خَطَبَ عُمَرُ وَالْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ امْرَاَۃً فَاَنْکَحُوا الْمُغِیْرَۃَ وَتَرَکُوْا عُمَرَ اَوْ قَالَ رَدُّوْا عُمَرَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وحضرت سیِّدُنا مُغِیْرَہ بن شُعْبَہ رَضِیَ

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۱۸۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۴، حدیث: ۴۱۔

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں نے ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا تو ان لوگوں نے حضرت سیِّدُنا مُغیرہ بن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اس عورت سے نکاح کر دیا اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو چھوڑ دیا یا ان کو جواب دے دیا۔'' جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَقَدْ تَرَكُوا اَوْ رَدُّوا خَيْرَ هٰذِهِ الاُمَّةِ** یعنی ان لوگوں نے اس امت کے سب سے بہترین مرد کو چھوڑ دیا یا جواب دے دیا۔''[1]

فاروقِ اعظم تین باتوں میں سب پر سبقت لے گئے:

حضرت سیِّدُنا یُونُس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر کیا کرتے تو کہا کرتے: ''**وَاللّٰهِ مَا كَانَ بِاَوَّلِهِمْ اِسْلَامًا وَلَا اَفْضَلِهِمْ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهُ غَلَبَ النَّاسَ بِالزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَالصَّرَامَةِ فِي اَمْرِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگرچہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے پہلے اسلام نہ لائے اور نہ ہی اسلام پر سب سے زیادہ خرچ کیا لیکن وہ ان تین باتوں ''دنیا کے معاملے میں کنارہ کشی''، ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں جلدی کرنے'' اور ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے خوف ہونے'' میں تمام لوگوں پر سبقت لے گئے۔''[2]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا سعد

فاروقِ اعظم دنیا سے کنارہ کشی میں سبقت لے گئے:

حضرت سیِّدُنا ابوسَلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَمَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ بِاَقْدَمِنَا اِسْلَامًا وَلٰكِنْ قَدْ عَرَفْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ فَضَلَنَا كَانَ اَزْهَدَنَا فِي الدُّنْيَا يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے پہلے اسلام نہیں لائے لیکن مجھے معلوم ہے کہ ایک خوبی کے سبب وہ ہم سب سے افضل ہیں اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۴، حدیث: ۴۲۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۷۵، حدیث: ۴۳۔

اختیار کرلی۔''[1]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا قبیصہ بن جابر

فاروقِ اعظم سب سے زیادہ مَعرفتِ الٰہی رکھنے والے:

حضرت سیِّدُ نا عبدُ المَلِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا قُبَیْصَہ بن جابِر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''**مَا رَاَیْتُ رَجُلاً اَعْلَمَ بِاللّٰهِ وَ لا اَقْرَاَ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَ لا اَفْقَهَ فِي دِينِ اللّٰهِ مِنْ عُمَرَ** یعنی میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بڑھ کر **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی معرفت رکھنے والا، قرآن مجید کا قاری اور دینِ الٰہی کا فقیہ نہیں دیکھا۔''[2]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا معاذ بن جبل

فاروقِ اعظم جنّتی ہیں:

حضرت سیِّدُ نا مُصْعَب بِن سَعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشادفرمایا: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جنتی ہیں کیونکہ **رسول اللّٰه** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جوخواب میں دیکھیں وہ بھی بالکل سچ ہوتا ہے اور **رسول اللّٰه** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ارشادفرمایا: ''**بَيْنَمَا اَنَا فِي الْجَنَّةِ اذ رَاَيْتُ فِيهَا دَارًا فَقُلْتُ لِمَنْ هَذِهِ ؟ فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی میں جنت میں موجود تھا کہ میں نے وہاں ایک عالیشان گھر دیکھا میں نے پوچھا یہ کس کا ہے تو کہا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔''[3]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیدتنا اُمِّ اَیمن

آج اسلام کمزور ہوگیا:

حضرت سیِّدُ نا طارِق بِن شِہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کردیا گیا تو حضرت سیِّدَتُنَا اُمِّ اَیْمَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ارشادفرمایا: ''**اَلْيَوْمَ وَهَى الْاِسْلَامُ**

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۴، حدیث: ۴۵۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۲۰۔

3 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۲۳۔

یعنی آج اسلام کمزور ہو گیا۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر

فاروقِ اعظم ہمیشہ اچھائی پر قائم رہے:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**مَا زَالَ عُمَرُ جَادًّا جَوَّادًا مِنْ حِیْنِ قُبِضَ حَتّٰی اِنْتَھٰی** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیشہ اچھی بات، اچھے کام اور سخاوت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دنیا سے تشریف لے گئے۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیّدُنا حذیفہ

حیاتِ فاروقِ اعظم میں اسلام بہادر مرد کی مثل ہو گیا:

حضرت سیِّدُنا رِبعی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فرماتے سنا: ''**مَا كَانَ الْاِسْلَامُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ اِلَّا كَالرَّجُلِ الْمُقْبِلِ مَا يَزْدَادُ اِلَّا قُرْبًا فَلَمَّا قُتِلَ عُمَرُ كَانَ كَالرَّجُلِ الْمُدْبِرِ مَا يَزْدَادُ اِلَّا بُعْدًا** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں گویا اسلام اس مرد کی طرح ہو گیا جو چھاتی تان کے آگے ہی آگے بڑھتا جاتا ہے اور جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کر دیا گیا تو اسلام گویا اس شخص کی طرح ہو گیا جو پیٹھ پھیر کر پیچھے ہی پیچھے جاتا ہے۔''(3)

لوگوں کا علم فاروقِ اعظم کی گود میں آجاتے:

حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**كَاَنَّ عِلْمَ النَّاسِ كَانَ مَدْسُوْسًا فِيْ حُجْرِ عُمَرَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم کے مقابلے میں لوگوں کا علم اتنا ہے کہ وہ

---

1 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۷۹، حدیث: ۱۱۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۲، حدیث: ۳۱۔

3 ...... مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۶، حدیث: ۵۴۔

سارا علم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گود میں سما جائے۔''(1)

رب کے معاملے میں ملامت کرنے والے سے بے خوف:

حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ بن یَمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**وَاللّٰهِ مَا اَعْرِفُ رَجُلًا لَا تَاْخُذُهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ اِلَّا عُمَرَ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے قطعاً خوفزدہ نہ ہو۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا امیر معاویہ

فاروقِ اعظم نے دنیا کو دُھتکار دیا:

حضرت سیِّدُنا امیر مُعاوِیہ بن ابو سُفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ''**اَمَّا اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يُرِدِ الدُّنْيَا وَلَمْ تُرِدْهُ وَاَمَّا عُمَرُ فَاَرَادَتْهُ وَلَمْ يُرِدْهَا وَاَمَّا نَحْنُ فَتَمَرَّغْنَا فِيْهَا ظَهْرًا لِبَطْنٍ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہ تو دنیا کا ارادہ فرمایا اور نہ ہی دنیا نے آپ کا ارادہ کیا۔ لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دنیا نے تو ارادہ کیا لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے دُھتکار دیا اور ہم تو دنیا میں پیٹ کی خاطر پُشت تک لَت پَت ہو چکے ہیں۔''(3)

نہیں خوش بخت مُحتاجان عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم سا
مراد آئی مُرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو در سُلطان عالم سا

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

---

1 ......تاریخ الخلفاء، ص ۹۵، تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۲۸۵۔

2 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۲۳۲، تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۷۱، تاریخ الخلفاء، ص ۹۵۔

3 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۲۸۷، تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۶۷۔

فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول

(رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منسوبات سے محبت)

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر سے محبت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مکہ مکرمہ سے محبت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدینہ منورہ سے محبت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مساجد سے محبت
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور مسجد حرام کی توسیع
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور مسجد نبوی کی توسیع
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حجر اسود سے کلام
- ......اِسلام میں نسبت کی بہاریں

رسول اللہ کے منسوبات سے محبت

فاروقِ اعظم عاشقِ حقیقی تھے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ محبت کی اس منزل پر فائز تھے جسے عشق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جب محبت انتہاء کو پہنچ جائے تو اُسے عشق کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا علی بن عبد الرحمٰن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے عشق اور محبت کے درمیان فرق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ''**اَلْحُبُّ لَذَّۃٌ تُعْمِیْ عَنْ رُؤْیَۃِ غَیْرِ الْمَحْبُوْبِ فَاِذَا تَنَاھِیْ سُمِّیَ عِشْقًا** یعنی محبت وہ لذت ہے جو محبوب کے علاوہ کسی کو بھی دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے اور محبت کی اِنتہاء کو عشق کہتے ہیں۔''(1)

حضرت سیِّدُنا اُبُو دَرداء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ** یعنی کسی شے کی محبت تجھے اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے۔''(2)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول کے کیا کہنے! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات سے محبت، اولاد سے محبت، ازواج سے محبت، اصحاب سے محبت بلکہ ہر وہ چیز جسے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نسبت ہو جائے اس سے بھی محبت فرماتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طَیِّبَہ کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے اِس عشقِ حقیقی کا والہانہ اظہار ہوتا ہے، چند واقعات ملاحظہ کیجئے:

محبوب کے شہر سے محبت

فاروقِ اعظم کی مکہ مکرمہ سے محبت:

قرآن پاک میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ(۱) وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ(۲) ﴾ (پ ۳۰، البلد: ۱ تا ۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔''

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُفَسِّرین کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس شہر کی

---

1 ...... شعب الایمان، فی محبۃ اللہ عزوجل، معانی المحبۃ، ج ۱، ص ۳۷۹، حدیث: ۴۵۷۔

2 ...... شعب الایمان، فی محبۃ اللہ عزوجل، معانی المحبۃ، ج ۱، ص ۳۶۸، حدیث: ۴۱۲۔

قسم یاد فرمارہا ہے وہ مکہ مکرمہ ہے۔اسی آیت مبارکہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں یوں عرض گزار ہوئے: ''**بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَاللّٰہِ اَنْ اَقْسَمَ بِحَیَاتِکَ دُوْنَ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَلَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہٗ اَنْ اَقْسَمَ بِتُرَابِ قَدَمَیْکَ فَقَالَ لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ کی فضیلت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اتنی بلند ہے کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کی ہی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے قسم ذکر فرمائی ہے نہ کہ دوسرے انبیاء کی، اور آپ کا مقام ومرتبہ اس کے ہاں اتنا بلند ہے کہ اس نے **لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ** کے ذریعے آپ کے مبارک قدموں کی خاک کی قسم ذکر فرمائی ہے۔''[1]

حضرت علامہ شِہَابُ الدِّین محمد بن عمر خَفَّاجِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ''نَسِیْمُ الرِّیَاض'' شرح شِفا میں فرماتے ہیں: ''**قَدْ قَالُوْا اِنَّ ھٰذَا الْقَسَمَ اَدْخَلَ فِیْ تَعْظِیْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَسَمِ بِذَاتِہٖ وَبِحَیَاتِہٖ کَمَا اَشَارَ اِلَیْہِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِقَوْلِہٖ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَغْتَ مِنَ الْفَضِیْلَۃِ عِنْدَہٗ اَنْ اَقْسَمَ بِتُرَابِ قَدَمَیْکَ فَقَالَ: لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ** یعنی مُفَسِّرِین نے تحریر کیا ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر کی قسم، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات اور عمر کی قسم سے زیادہ تعظیم پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ اس کی طرف امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان الفاظ کے ساتھ اشارہ فرمایا کہ **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے والدین آپ پر فدا ہوں! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اتنے بلند مرتبے والے ہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک قدموں کی قسم ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: **لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ** یعنی میں اس شہر مکہ کی قسم ذکر کرتا ہوں۔''[2]

علامہ شِہَابُ الدِّین احمد بن محمد قَسْطَلَانِی ''مَوَاہِبُ اللَّدُنِّیَّہ'' میں فرماتے ہیں: ''**عَلٰی کُلِّ حَالٍ فَھٰذَا مُتَضَمِّنٌ لِلْقَسَمِ بِبَلَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا یَخْفٰی مَافِیْہِ مِنْ زِیَادَۃِ التَّعْظِیْمِ وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ**

---

1 ...... شرح زرقانی علی المواھب، الفصل الخامس۔۔۔الخ، ج۸، ص ۴۹۳، فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۵۵۶۔

2 ...... نسیم الریاض، الباب الاول، الفصل الرابع فی قسمه تعالی، ج ۱، ص ۳۱۷۔

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَاللّٰہِ اَنْ اَقْسَمَ بِحَیَاتِکَ دُوْنَ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَلَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِیْلَتِکَ عِنْدَہٗ اَنْ اَقْسَمَ بِتُرَابِ قَدَمَیْکَ فَقَالَ لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ یعنی ہر حال میں یہ نبیٔ اکرم، نورِ مجسم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر کی قسم کو شامل ہے اور اس قسم میں جو تعظیم و مرتبے کی زیادتی ہے وہ کسی پر مخفی نہیں، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں یوں عرض گزار ہوئے کہ **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ کی فضیلت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں اتنی بلند ہے کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کی ہی اس نے قسم ذکر فرمائی ہے نہ کہ دوسرے انبیاء کی، اور آپ کا مقام و مرتبہ اس کے ہاں اتنا بلند ہے کہ اس نے **لَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ** کے ذریعے آپ کے مبارک قدموں کی خاک کی قسم ذکر فرمائی ہے۔‘‘(1)

ایک لطیف نکتہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ مکرمہ سے اس لیے بھی محبت فرماتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے محبوب آقا محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس شہر میں تشریف فرما ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ محبت اور عشقِ حقیقی قرآن پاک کا عملی نمونہ ہے خود رب عَزَّوَجَلَّ بھی شہر مکہ کی قسم کو اس لیے ذکر فرمارہا ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس میں تشریف فرما ہیں۔ یہاں ایک لطیف نکتہ قابل ذکر ہے کہ عموماً جب کوئی قسم اٹھاتا ہے تو کسی معظم دینی کی اٹھاتا ہے جو اس سے افضل ہوتا ہے تاکہ اس سے اس کی بات کو تائید و تاکید حاصل ہوجائے۔ لیکن جب ربّ عَزَّوَجَلَّ کسی شے کی قسم ذکر فرمائے تو اس میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ اس شے کو عظمت و شرف نصیب ہوجائے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مُجَدِّدِ دین و ملّت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوی رضویہ، ج۵، صفحہ ۵۵۸ میں مولانا شاہ عبدالحق مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے حوالے سے اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں: ’’یعنی

---

(1) ...... شرح زرقانی علی المواھب، الفصل الخامس۔۔۔الخ، ج۸، ص ۴۹۳۔

شہر کی قسم کھانے سے مراد یہی ہے کہ اس خاکِ پا کی قسم اٹھائی ہے کیونکہ شہر سے مراد وہ زمین اور جگہ ہے جہاں حضور پاؤں رکھ کر چلتے ہیں، بظاہر یہ الفاظ سخت معلوم ہوتے ہیں کہ باری تعالی حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے خاکِ پا کی قسم اٹھائے، لیکن اگر اس کی حقیقت کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی پوشیدگی وغبار نہیں وہ اس طرح کہ **اللّٰہ تعالی** جب اپنی ذات وصفات کے علاوہ کسی شے کی قسم اٹھاتا ہے تو وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ شے (**مَعَاذَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ) **اللّٰہ تعالی** سے عظیم ہے، بلکہ حکمت یہ ہوتی ہے کہ اس چیز کو وہ شرف وعظمت نصیب ہو جائے جس کی وجہ سے عام لوگوں پر اس کا امتیاز قائم ہو اور لوگ محسوس کریں کہ یہ شے بنسبت دوسری چیزوں کے نہایت عظیم ہے نہ کہ وہ **مَعَاذَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بنسبت **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے عظیم ہے۔"[1]

فاروقِ اعظم کی مدینہ منورہ سے محبت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جس طرح مکہ مکرمہ سے محبت فرماتے تھے بِعَیْنِہٖ ویسے ہی مدینہ منورہ سے بھی محبت فرماتے تھے، بلکہ نہ صرف محبت فرماتے بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ کی افضلیت کے بھی قائل تھے۔ اور یقیناً یہ محبت وافضلیت اسی وجہ سے تھی کہ یہ شہرِ محبوب اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ چنانچہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۵۳۹ صفحات پر مشتمل کتاب ''ملفوظات اعلی حضرت'' (مکمل چار حصے) صفحہ ۲۳۶ سے دو اقتباس پیش خدمت ہیں:

عرض: ''حضور! مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظّمہ میں ایک لاکھ کا، اِس سے مکہ معظّمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟''

ارشاد: جُمْہور حَنَفِیّہ کا یہی مَسلک ہے اور سیِّدُ نا امام مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک مدینہ افضل اور یہی مذہب امیر المؤمنین (حضرت سیِّدُ ناعمر) فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہے۔ ایک صحابی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے کہا: ''مکہ معظّمہ افضل ہے۔'' فرمایا: ''کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے؟'' انہوں نے کہا: ''**وَاللّٰہِ بَیْتُ اللّٰہِ وَحَرَمُ اللّٰہِ**'' فرمایا: ''میں **بَیْتُ اللّٰہ** اور **حَرَمُ اللّٰہ** میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے؟'' انہوں نے کہا: ''بخدا

[1] ......مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۶۵۔

خانہ خُدا وحرمِ خُدا۔'' فرمایا: ''میں خانہ خُدا وحرمِ خُدا میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے؟''(1)

وہ وہی کہتے رہے اور امیر المؤمنین (حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) یہی فرماتے رہے اور یہی میرا (یعنی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا) مسلک ہے (کہ مدینہ افضل ہے) صحیح حدیث میں ہے نبی (کریم رَءُوفٌ رَّحیم) صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ یعنی مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔''(2)

دوسری حدیث نَصِّ صریح ہے کہ فرمایا: ''اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ یعنی مدینہ مکہ سے افضل ہے۔''(3)

ثواب میں فرق کیوں؟

اور تَفَاوُتِ ثَوَاب (یعنی ثواب میں فرق) کا جواب باصواب (یعنی درست جواب) شَیْخِ مُحَقِّق (شاہ) عبد الحق (مُحَدِّث) دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کیا خوب دیا کہ: ''مکہ میں کَمِّیَّت زیادہ ہے اور مدینہ میں کَیْفِیَّت (تاریخ مدینۃ اردو ترجمہ ''جَذْبُ القُلُوب، ص۱۹) یعنی وہاں ''مقدار'' زیادہ ہے اور یہاں ''قدر'' اَفْزُوں (یعنی زیادہ)۔ جیسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں؟ گنتی میں وہ (یعنی لاکھ روپے) دونے ہیں اور مالیت میں یہ (یعنی پچاس ہزار اشرفیاں) دس گُنی۔ مکہ معظّمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے اِرادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے اِرادے پر ثواب۔ مدینہ طیبہ میں نیکی کے اِرادے پر ثواب اور گناہ کے اِرادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں۔ عَجَب نہیں کہ حدیث میں ''خَیْرٌ لَّھُمْ'' کا اِشارہ اِسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔(4)

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

---

1 ...... مؤطا امام مالک، کتاب الجامع، باب ماجاء فی امر المدینۃ، ج ۲، ص ۳۹۶، حدیث: ۱۷۰۰۔

2 ...... بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب من رغب عن المدینۃ، ج ۱، ص ۶۱۸، حدیث: ۱۸۷۵ ملتقطاً۔

3 ...... معجم کبیر، عمرۃ بنت عبد الرحمن عن رافع، ج ۴، ص ۲۸۸، حدیث: ۴۴۵۰۔

4 ...... ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۲۳۸۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

فاروقِ اعظم کی مدینہ منورہ میں موت کی تمنا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدینہ منورہ سے عشق ومحبت اس بات سے بھی اجاگر ہوتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ میں وفات کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد گرامی حضرت سیِّدُ نا اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ میں وفات کی یوں دعا کیا کرتے تھے: ''**اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ رَسُولِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر میں موت عطا فرما۔''(1)

ایک اہم بات:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کی افضلیت کا مسئلہ فروعی ہے، لہٰذا دونوں کے قائلین پر کوئی حکم شرعی نہیں۔ اگر کوئی مکہ مکرمہ کو افضل جانتا ہے تو اس سے بھی نہیں الجھنا چاہیے، اگر کوئی مدینہ منورہ کو افضل کہتا ہے تو اس سے بھی نہیں الجھنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تو عشق ومحبت کا ایک انداز ہے کہ جو مکہ مکرمہ کو افضل کہتے ہیں وہ بھی دو عالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وجہ سے افضل کہتے ہیں اور جو مدینہ منورہ کو افضل کہتے ہیں وہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وجہ سے افضل کہتے ہیں۔ بعض عشاق مکہ مکرمہ کو اس لیے افضل کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جائے پیدائش ہے اور ان کے مقابلے میں دیگر عشاق مدینہ منورہ کو اس لیے افضل کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آخری آرام گاہ ہے۔ بعض عشاق مکہ مکرمہ کو اس لیے افضل کہتے ہیں وہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور ان کے مقابلے میں دیگر عشاق مدینہ منورہ کو اس لیے افضل کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں اگر ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے تو

---

1 ......بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب کراھیة النبی...الخ، ج ١، ص ٦٢٢، حدیث: ١٨٩٠۔

ایک گناہ ایک ہی شمار جبکہ مکہ مکرمہ میں اگر ایک نیکی ایک لاکھ ہے تو ایک گناہ بھی ایک لاکھ گناہ کے برابر ہے۔

عاشقِ فاروقِ اعظم اور مدینہ منورہ سے محبت:

عاشقِ فاروقِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے مدینہ منورہ کی حاضری پر ایک نعتیہ کلام لکھا جو آپ کے شہرہ آفاق نعتیہ دیوان ''حدائقِ بخشش'' میں موجود ہے، اس کے دو حصے ہیں: ایک حصے میں علمی انداز میں مدینہ منورہ سے محبت کا اظہار فرمایا اور دوسرے حصے میں عشق کے بولوں میں اظہار فرمایا، چند اشعار مع شرح پیشِ خدمت ہیں:

کعبے کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

شرح: ''یعنی ہم تو مدینہ منورہ کے عاشق ہیں کہ ہم سے جس نے بھی جاننے کی کوشش کی کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ تو ہم نے سب سے یہی کہا کہ مدینہ منورہ جا رہے ہیں **کعبۃ اللہ** شریف کا تو نام تک نہ لیا۔''

کعبہ ہے بے شک انجمن آراء دلہن مگر
ساری بہار دلہنوں دولہا کے گھر کی ہے

شرح: ''یعنی بے شک **کعبۃ اللہ** شریف محفل کو حسن وخوبصورتی دینے والی دلہن کی طرح ہے مگر دلہنوں کے گھر کی خوبصورتی سے دولہا کے گھر کی خوبصورتی ہوتی ہے کہ دلہن نے بھی خود جا کر دولہا کے گھر کو خوبصورتی اور زینت دینی ہے دلہن کی حسن زینت بھی دولہا کے لیے ہوتی ہے۔''

کعبہ دلہن ہے تربتِ اطہر نئی دلہن
یہ رشکِ آفتاب وہ غیرتِ قمر کی ہے

شرح: ''**کعبۃ اللہ** شریف دلہن کی مثل ہے اور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مزار پر انوار نئی دلہن کی مثل ہے، اگر سورج **کعبۃ اللہ** شریف کی تابانیوں اور سج دھج وچمک دمک کو دیکھتا ہے تو چاند روضہ **رسول اللہ** کی زیب وزینت کو دیکھتا ہے، اگر **کعبۃ اللہ** شریف آفتاب کا منظورِ نظر ہے تو روضہ مبارکہ چاند کا منظورِ نظر

ہے، اگر سورج **کعبۃ اللہ** شریف کو دیکھ کر رشک کرتا ہے تو چاند روضہ اقدس کو دیکھ کر رشک کرتا ہے۔''

دونوں بنی سجیلی انیلی بنیں مگر

جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

شرح: ''**کعبۃ اللہ** شریف اور روضہ مبارکہ دونوں دلہنیں خوبصورتی اور زینت وسجاوٹ میں اپنی مثال آپ ہیں، مگر جو دلہن اپنے خاوند کے پاس ہوتی ہے اسی کو سہاگن کہتے ہیں، وہی شہزادے کی زوجہ ہوتی ہے، جس دلہن کو کنور یعنی شہزادہ اپنی راجکماری یعنی شہزادی بنا کر رکھے وہی سہاگن کہلاتی ہے۔''(1)

عاشقِ اعلیٰ حضرت اور مدینہ منورہ سے محبت:

عاشقِ اعلیٰ حضرت، امیرِ اہلسنت، شیخِ طریقت، بانی دعوتِ اسلامی مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مدینہ منورہ سے محبت کے کیا کہنے! آپ کی حیاتِ مبارکہ کا لمحہ لمحہ مدینہ منورہ وشہنشاہ مدینہ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کا خزینہ ہے۔ آپ کے مُرِیدِین، مُحِبِّین، مُعتَقِدِین وغیرہ میں بھی مدینہ منورہ کی ایک خاص محبت دیکھی گئی ہے، ذکر مدینہ ان کے قلوب کو گرما کے رکھ دیتا ہے، کئی مُرِیدِین تو مدینہ منورہ کی محبت میں دیوانے نظر آتے ہیں۔ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا مُناجاتوں، نعتوں اور مَنقَبَتوں کا مُعَطَّر مُعَطَّر مدنی گلدستہ ''**وسائل بخشش**'' مدینہ منورہ کی محبت والے اشعار سے بھرا ہوا ہے۔ اِظہارِ عشق ومحبت کے لیے صرف ایک کلام کے چند اشعار پیشِ خدمت ہیں:

نہ دولت نہ مال و خزینے کی باتیں

سناؤ ہمیں بس مدینے کی باتیں

مدینے کی باتیں سناؤ کہ ہیں یہ

مریض محبت کے جینے کی باتیں

شہا میرا سینہ مدینہ بنا دو

---

(1)......سخن رضا، ص ۲۵۳۔

خیالوں میں ہوں بس مدینے کی باتیں

یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! تجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا واسطہ ہمیں بھی مدینہ منورہ کی حقیقی محبت عطا فرمایا اور مدینہ منورہ میں اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرما۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسول اللہ کی مساجد سے محبت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مساجد سے بھی بہت محبت فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ مُقدَّس مقامات ہیں جہاں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بارگاہِ رب العزت میں اپنی جبین نیاز کو جھکایا۔

فاروقِ اعظم نے مسجدِ حرام کی توسیع کروائی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجدِ حرام کی توسیع کا اہتمام فرمایا۔ یقیناً جہاں اس میں دیگر مسلمانوں کے لیے نماز سے متعلقہ فوائد موجود ہیں وہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس مسجد حرام سے محبت وعقیدت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ شاہ **ولی اللہ** محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک سال عمرہ کرنے کی نیت سے مسجد حرام کا قصد فرمایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد حرام کو وسیع وکُشادہ کرنے کا اہتمام فرمایا۔''(1)

فاروقِ اعظم نے مسجدِ حرام کی بیرونی دیوار تعمیر فرمائی:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد حرام کی توسیع کے ساتھ ساتھ اس کے لیے دیوار بھی تعمیر فرمائی اور یہ عمل بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مسجد حرام سے محبت پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ: ''عہدِ رسالت میں مسجد حرام کی کوئی بیرونی دیوار نہیں تھی، جب امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منصب خلافت پر مُتمکِّن ہوئے تو آپ نے مسجد کے

(1) ......ازالۃ الخفاء، ج۳، ص۲۳۵۔

قریب کے گھروں کوخرید کرانہیں مسجد میں شامل کردیا اور پھر پوری مسجد کے گرد ایک چھوٹی سی دیوار تعمیر فرمادی جس پر چراغ رکھے جاتے تھے۔''(1)

فاروقِ اعظم کامسجدِ نبوی کاادب واحترام:

حضرت سیِّدُنا سائِب بن یزید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھے ایک شخص نے کنکر مارا میں نے (اٹھ کر) دیکھا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔فرمانے لگے: ''**اِذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ** یعنی جاؤان دونوں مردوں کو بلالاؤ۔'' میں گیا اور انہیں بلالایا۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فرمایا: ''**مَنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا** یعنی تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟'' بولے: ''ہمارا تعلق طائف سے ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی اگر تم یہاں کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا۔تم **خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں آوازیں بلند کررہے ہو؟''(2)

مسجدِ نبوی کے فرش کو پکا کروادیا:

مسجد نبوی میں سب سے پہلے پتھر بچھانے والے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں کہ مسجد نبوی کا فرش کچا تھا،لوگ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو مٹی کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ،آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد کا فرش پکا کرنے کے لیے ریتی بچھانے کا حکم دیا چنانچہ مقامِ عُقَیق سے بجری لائی گئی اور مسجد نبوی میں بچھا کر اس کے فرش کو پکا کردیا گیا۔''(3)

مساجد کو آباد کرنے کا خصوصی اہتمام:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دورِ خلافت میں مساجد کو آباد کرنے کے لیے

---

1 ......روح المعانی، پ ١٧، الحج، تحت الآیۃ: ٢٥، ج ١٧، ص ١٨٤۔

2 ......بخاری، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت۔۔۔الخ، ج ١، ص ١٧٨، حدیث: ٤٧٠۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ٣، ص ٢١٥۔

انہیں روشن کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا تاکہ لوگ رمضان المبارک کی راتوں میں آسانی سے نمازِ تراویح وغیرہ عبادات کا اہتمام کرسکیں۔ چنانچہ علامہ اِسماعیل حَقِّی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ جَعَلَ فِی الْمَسْجِدِ الْمَصَابِیْحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی مساجد میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے روشنی کے لیے چراغ چلائے۔''(1)

مُتَوَلِّی کو کیسا ہونا چاہیے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس مذکورہ بالا تمام حکایات سے جہاں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مساجد سے بے پناہ عقیدت ومحبت کا پتہ چلتا ہے وہیں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ مساجد کی خدمت کرنا ایک بہت ہی عظیم کام ہے۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں مساجد کی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ عرفِ عام میں آج کل ایسے خوش نصیبوں کو ''مُتَوَلِّی'' کہا جاتا ہے۔ بعض مساجد میں مسجد کمیٹی یا اس کے صدر کو بھی متولی کہا جاتا ہے لہٰذا سیرتِ فاروقی کی روشنی میں ''ایک مُتَوَلِّی (یا مسجد کمیٹی) کو کیسا ہونا چاہیے؟'' سے متعلق چند مدنی پھول پیش خدمت ہیں:

❀......''مُتَوَلِّی کو چاہیے کہ خود کو مسجد کا خادم سمجھے اور مسجد کی خدمت میں یہ نیت کرے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے گھر کی خدمت کرکے اس کی رضا حاصل کروں گا، نہ یہ کہ لوگوں کے سامنے میرا وقار بلند ہو اور مسجد کے معاملات پر میری اجارہ داری قائم ہو۔''

❀......مسجد کمیٹی یا مُتَوَلِّی وغیرہ بلکہ ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ مساجد کو غیر شرعی مُعاملات سے بچائے، اور مسجد کے آداب کا خصوصی اہتمام کرے مثلاً شور شرابے، لڑائی جھگڑے، دنیاوی گفتگو، بھیک مانگنے، تُھوکنے، اُنگلیاں چٹخانے، مسجد کو بچوں پاگلوں اور نجاست وغیرہ سے بچانے کا اہتمام کرے۔''

❀......''مسجد کے انتظامی معاملات کے ساتھ ساتھ مسجد کو پاکیزہ رکھنے کا بھی خصوصی اہتمام کرے، اس کے لیے فقط مسجد کے خادم کی صفائی وغیرہ پر اکتفاء کرنے کے بجائے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے بذاتِ خود مسجد کی صفائی میں حصہ

(1)......روح البیان، پ١٠، التوبۃ، تحت الآیۃ: ١٨، ج٣، ص٤٠٠۔

لے کر اس طرح دیگر نمازیوں میں بھی مساجد کی صفائی وغیرہ کے معاملے میں دلچسپی پیدا ہوگی۔‘‘

٭......’’مسجد کے ہر طرح کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھے، خصوصاً مسجد کو بدبودار ہونے سے بچائے، اس کے لیے اولاً تو استنجا خانے وغیرہ مسجد سے دور کسی مقام پر بنانے چاہییے بصورت دیگر روزانہ ان کی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرے تا کہ مسجد بدبودار ہونے سے محفوظ رہے۔[1]

٭......’’مسجد کی بجلی چونکہ وقف کا مال ہے لہٰذا اسے ضائع ہونے سے بچانے کے لیے خصوصی اہتمام کیا جائے، اس کے لیے مسجد کمیٹی خادمین کے بجائے آگے بڑھ کر خود ہی اضافی پنکھے، لائٹیں وغیرہ بند کر دیا کریں۔ خصوصاً پانی چڑھانے والی موٹروں پر خصوصی نظر رکھیں کہ بعض اوقات ٹینکی میں پانی بھر جانے کی صورت میں موٹر چلتی ہی رہتی ہے اور پانی و بجلی دونوں کا ضیاع ہوتا ہے۔‘‘

٭......’’مسجد کی دیکھ بھال پر خصوصی توجہ دے اور یہ سوچے کہ میرے گھر میں جب کوئی پنکھا، لائٹ وغیرہ خراب ہو جائے تو جلد از جلد اسے درست کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا گھر تو اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی خراب ہو جانے والی چیز کی فوراً مرمت کی جائے۔‘‘

٭......’’مسجد کے امام و مؤذن پر اپنا رعب اور دھونس جمانے کے بجائے ان کے ساتھ ہمیشہ عزت واحترام اور ادب کے ساتھ پیش آئے، انہیں اپنا خادم سمجھنے کے بجائے اپنے آپ کو ان کا خادم سمجھے کہ آپ کی نمازوں کا دارومدار انہی پر ہے۔ نیز وہ وارثانِ محراب و منبر ہیں اور یقیناً وہ بہت مرتبے والے ہیں، جہاں تک ممکن ہو مسجد کے معاملات میں امام مسجد کی رائے ہی کو فوقیت دی جائے جبکہ شریعت کے مطابق ہو، بصورت دیگر اس سے مشاورت ضرور کی جائے۔‘‘

٭......’’امام و مؤذن کی گاہے بگاہے مُقَرَّرہ مُشاہرے کے علاوہ اپنی ذاتی جیب سے بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے بصد عاجزی خدمت کرتے رہا کریں کہ جس طرح آپ کے مَعاشی مَسائل ہیں اسی طرح ان کا بھی ان مسائل وغیرہ سے واسطہ رہتا ہے۔ نیز ان کے مقررہ وظیفے وغیرہ کو بھی بذاتِ خود اُن کی خدمت میں بطریقِ احسن پیش کریں۔‘‘

---

1 ...... مسجد کو بدبودار ہونے سے بچانے اور اسے خوشبودار رکھنے سے متعلق دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۶۰ صفحات پر مشتمل رسالے ’’مسجدیں خوشبودار رکھیے‘‘ کا مطالعہ فرمائیں۔

......''مسجد کو آباد کرنے کا خصوصی اہتمام کرے، اس کے لیے بڑی راتوں میں اجتماع ذکر ونعت وغیرہ کی ترکیب بھی ایک بہترین ذریعہ ہے۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فاروقِ اعظم اور حجرِ اسود

فاروقِ اعظم کا حجرِ اسود سے کلام:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن سَرجِس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حج کرتے ہوئے حجر اسود کو چوم کر اِرشاد فرمایا: ''**وَاللّٰہِ اِنِّي لَاُقَبِّلُکَ وَاِنِّي اَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ وَاَنَّکَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا اَنِّي رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَکَ مَا قَبَّلْتُکَ** یعنی خدا کی قسم! میں تجھے چوم رہا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ تو کسی کو نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان اور اگر میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے کبھی نہ چومتا۔''[2] یہ سن کر مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: ''**بَلٰی یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّهٗ یَضُرُّ وَ یَنْفَعُ** یعنی اے امیر المؤمنین! کیوں نہیں، یہ حجر اسود نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی دیتا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''وہ کیسے؟'' عرض کیا: ''**کتاب اللہ** میں ہے۔'' فرمایا: ''**کتاب اللہ** میں کہاں ہے؟'' عرض کیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْؕ قَالُوْا بَلٰىۛۚ**﴾ (پ۹، الاعراف: ۱۷۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں۔'' فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پیدا فرمایا پھر آپ کی پیٹھ پر اپنے دستِ قُدرت سے مسح فرمایا اور تمام

---

1 ......مسجد کے مزید آداب جاننے کے لیے بہارِ شریعت، ج۳، حصہ ۱۶، ص۴۹۷ کا مطالعہ فرمایئے۔

2 ......مسلم، کتاب الحج، استحباب تقبیل الحجر الاسود، ص ۶۶۱، حدیث: ۱۲۷۸۔

اولادِ آدم سے اپنی رَبُوبِیّت کا اِقرار لیا کہ میں تمہارا رب ہوں اور عَبُودِیّت کا بھی اقرار لیا کہ تم سب میرے بندے ہو اور پھر ان سے عہد و میثاق لیا اور ان کا یہ میثاق وعہد ایک وَرَق میں لکھ دیا۔ اس وقت حجر اسود کی دو آنکھیں اور ایک زبان تھی رب عَزَّوَجَلَّ نے اس سے فرمایا: ''اپنا منہ کھول۔'' اس نے اپنا منہ کھولا تو وہ وَرَق اس کے منہ میں ڈال دیا۔'' پھر فرمایا: ''اے حجر اسود! قیامت تک جو اپنے عہد کی پاسداری کرے تو اس کی گواہی دینا۔'' مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت کے دن حجر اسود کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی ایک تیز اور فصیح زبان ہوگی جس سے وہ اس شخص کی گواہی دے گا جس نے ایمان کی حالت میں اس کا استیلام[1] کیا ہوگا اے امیر المؤمنین! یہی تو حجر اسود کا نفع ونقصان دینا ہے۔'' مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کا یہ کلام مبارک سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَعِيْشَ فِيْ قَوْمٍ لَسْتَ فِيْهِمْ يَا اَبَا الْحَسَن** یعنی میں اس بات سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسی قوم میں زندگی گزاروں جہاں اے ابوالحسن تم نہ ہو۔''[2]

رسول اللہ کی حجر اسود پر مہربانی:

حضرت سیِّدُنا سُوَید بن غَفَلَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حجر اسود کو چومنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''**رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا** یعنی اے حجر اسود! میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تم پر مہربان دیکھا ہے۔''[3]

اُسوۂ رسول اللہ پر عمل کرنے کی ترغیب:

حضرت سیِّدُنا یَعْلٰی بن اُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہمراہ طواف میں مشغول تھے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حجر اَسود کا اِستِیلام کیا لیکن حضرت سیِّدُنا یَعْلٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

1 ...... حجر کو بوسہ دینے یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر چوم لینے یا اشارہ کرکے ہاتھوں کو بوسہ دینے کو اِستیلام کہتے ہیں۔ بہار شریعت، ج۱، حصہ ۶، ص۱۰۹۶۔

2 ...... شعب الایمان، فضیلۃ الحجر الاسود۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۴۵۱، حدیث: ۴۰۴۰۔

3 ...... مسلم، کتاب الحج، استحباب تقبیل الحجر الاسود، ص ۶۶۲، حدیث: ۲۵۲۔

نے کعبے کے چاروں کونوں کا استیلام کیا۔ سیّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ عمل دیکھ کرارشاد فرمایا: ''کیا آپ نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حج کرنے کی سعادت حاصل کی ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''جی بالکل کی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''کیا نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی کعبے کے چاروں کونوں کا استیلام کیا ہے؟'' عرض کیا: ''نہیں۔''(1) (یعنی جیسا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کیا ویسے ہی تم بھی کیا کرو۔)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حجر اسود سے اس لیے محبت فرمایا کرتے تھے اور اسے اس لیے چومتے تھے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے بوسہ دیا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حجر اسود کل بروز قیامت استیلام کرنے والوں کے ایمان کی گواہی دے گا۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں حجر اسود چومنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جنہیں اب تک یہ سعادت حاصل نہ ہوئی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے انہیں بھی یہ سعادت نصیب فرمائے اور اے کاش! ان تمام اسلامی بھائیوں کا یہ مدنی ذہن بن جائے کہ اگر اب تک ہمیں یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی تو ہم حجر اسود کے علاوہ دیگر چیزوں کے سامنے کلمہ طیبہ پڑھ کر انہیں اپنے مسلمان ہونے پر گواہ کرلیں۔ تاکہ وہ اشیاء کل بروز قیامت ہمارے ایمان کی گواہی دیں۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں بھی اپنے محبوب اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صدقے حجر اسود کو چومنے کی سعادت عطا فرمائے۔ **آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اسلام میں نسبت کی بہاریں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب اشیاء، اقوال وافعال سے کتنی محبت فرماتے تھے، جب ایک شے کی نسبت کسی معظم شخصیت سے ہوجائے تو کیا وہ شے بھی عظمت والی ہوجاتی ہے؟ جی ہاں! واقعی اگر کسی عام چیز کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے بندوں سے نسبت ہوجائے تو وہ عام چیز پھر عام نہیں رہتی بلکہ خاص ہوجاتی ہے۔ اور پورے عالم میں اس کے چرچے ہونے لگتے ہیں، عالی نسبتوں سے بے قیمت چیزیں بھی قیمتی ہوجاتی ہیں، ہمارے معاشرے میں کئی اشیاء کا

(1)......معجم اوسط، من اسمہ محمد، ج ۴، ص ١٦، حدیث: ۵۰۵۳۔

مدار بھی نسبتوں پر ہے، ملکوں اور مذہبوں کی نسبت سے قومیں پہچانی جاتی ہیں، اور قوموں کی نسبت سے افراد پہچانے جاتے ہیں، انہی نسبتوں پر رشتہ داریاں قائم ہیں، اسلامی معاشرے کا قیام اور اس کی بقا بھی نسبتوں کی پاسداری پر ہے۔ دین اسلام تو نسبتوں کی بہاروں سے بھرا ہوا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

❀......''مدینہ منورہ کا قدیم نام ''یثرب'' تھا، یہ بیماریوں کا شہر کہلاتا تھا لیکن جیسے ہی اسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوگئی وہ اب ''یثرب'' نہ رہا بلکہ ''مدینہ منورہ'' بن گیا، اور اُسے ایسی عظمت نصیب ہوئی کہ جسمانی وروحانی بیماروں کے لیے ''شفاخانہ'' بن گیا۔''

❀......''گھوڑا ایک عام جانور ہے اس کی حیثیت بھی ایک عام جانور کی سی ہے لیکن اسے مجاہدین سے نسبت ہوگئی، جس کی برکت سے اسے ایسی عظمت ملی کہ قرآن پاک میں خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پارہ ۳۰ سورۃ العادیات میں ان جہادی گھوڑوں کی قسم یاد فرمائی۔''

❀......''**عبد اللہ** بِن قُحافہ کو جب **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوئی تو وہ صدیق اکبر بن گئے، عمر بن خطاب کو جب **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوئی تو وہ فاروقِ اعظم بن گئے، عثمان بن عفان کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوئی تو ذُوالنُّورَین بن گئے، علی بن ابی طالب کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوئی تو شیر خدا بن گئے۔'' (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم)

❀......''رمضان المبارک کا ایک امتیاز یہ بتایا گیا کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا یوں اس کو نزول قرآن سے نسبت ہے، اسی نسبت کی وجہ سے حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رمضان المبارک کو قرآن سے آباد فرمایا۔''

❀......''قرآن کریم کا یہ امتیاز بتایا کہ اس کو شب قدر میں نازل کیا گیا یوں قرآن کی شب قدر سے نسبت ہے۔''

❀......''آب زم زم کو حضرت سیِّدُنا اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کے قدمین سے نسبت ہے اسی نسبت نے اس کو اتنا محترم بنادیا کہ ہر طواف کرنے والا اس سے اپنی پیاس بجھاتا ہے۔''

❀......''مجاہدین سے نسبت کی وجہ سے ان کی بیویوں کے احترام کی ہدایت کی گئی۔''

❀......''دائیں بائیں اوپر نیچے تمام سمتیں ہیں لیکن جب ان میں سے کسی کو بیت **اللہ** سے نسبت ہوگئی تو اس کے

احترام میں اس سمت تُھوکنے سے منع فرمادیا گیا۔''

......''مٹی کی کیا حقیقت ہے مگر جب یہی مٹی حضرت سیِّدُنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کے سُموں سے مس ہوتی ہے تو تریاق واکسیر بن جاتی ہے جس بے جان میں ڈالیں اسے زندہ کردیتی ہے۔''

......''حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام وحضرت سیِّدُنا ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کے استعمال کی مبارک اشیاء لکڑی کے ایک صندوق میں رکھی گئیں تھیں جس کو فرشتوں نے اٹھایا تھا اور جس کی شان یہ بتائی گئی کہ میدان جنگ میں اس کو آگے آگے رکھتے اور اس کی برکت سے مسلمان فتح ونصرت پاتے۔''

......''ایک عام قمیص کسی کی آنکھوں پر ڈالنے سے کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن جب اس قمیص کی حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام سے نسبت قائم ہوگئی تو اس کی یہ شان ہوگئی کہ حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے چہرے پر ڈالی گئی تو آنکھوں میں نور آگیا۔''

......''دنیا میں لاکھوں اونٹ ہوں گے لیکن جب ایک اونٹنی کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی حضرت سیِّدُنا صالح عَلَیْہِ السَّلَام سے نسبت ہوگئی تو اس کی یہ شان ہوگئی کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے نَاقَةُ اللّٰہ یعنی اللّٰہ کی اونٹنی فرمایا اور اسے ایذاء دینے والی قوم ثمود کو تباہ وبرباد کردیا گیا، قوم کو ہدایت کردی گئی تھی اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔ اور اسے بری طرح ہاتھ نہ لگانا کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا۔''

......''اونٹنی تو اونٹنی ہے کتے بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوبوں کے محافظ اور دربان بن جائیں تو محترم ہوجاتے ہیں، اصحاب کہف کے کتے کی جب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ان ولیوں سے نسبت ہوگئی تو اس کی ایسی شان ہوگئی کہ قرآن پاک میں اس کا تذکرہ آگیا۔'' ایک پنجابی شاعر نہایت ہی خوبصورت انداز میں کتے کی نسبت کو بیان کرتے ہیں:

جنوں نسبت پاکاں دی مل جائے او جنتی اے
بھاویں کتا ہووے بیٹھا کوئی غار دے بوہے تے
زندگی دا مزا آوے سرکار دے بوہے تے
موت آوے تے سر ہووے سرکار دے بوہے تے

……''نسبتوں سے دن محترم ہوجاتے ہیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے یوم ولادت اور یوم وصال کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے، اسی طرح حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے یوم ولادت اور یوم وصال کا اس وقت ذکر فرما کر دنیا کو حیران کر دیا جب وہ ابھی شیر خوار ہی تھے۔''

……''دنیا میں پتھر تو بہت سے ہیں لیکن جب اسے حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے نسبت ہوگئی تو اس کی شان بلند ہوگئی اور قرآن پاک میں اسے مقام ابراہیم کے نام سے یاد فرمایا گیا۔''

……''دنیا میں پہاڑ تو بہت ہیں مگر جب صفا و مروہ کو حضرت سیدتنا ہاجرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے نسبت ہوگئی تو قرآن میں ان کا ذکر آگیا بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے وہی سعی کرنا سعادت کا باعث بن گئی۔''

……''دنیا میں شہر تو بہت سارے ہیں لیکن جب یثرب کہلانے والے شہر کو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوگئی تو وہ یثرب سے مدینہ منورہ ہوگیا۔''

یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں انبیاء کرام، صحابہ کرام، اولیاء عظام اور ان سے منسوب تمام اشیاء کا ادب و احترام نصیب فرمایا، ہمیں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرح سچا پکا عاشق رسول بنا، ہر مسلمان کو اتباعِ حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و اتباعِ فدایانِ حبیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے دونوں جہاں میں سرخروئی نصیب فرما، ہمیں اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرما۔ آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں؟
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں؟
جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں؟
سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں؟

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آٹھواں باب

ہجرتِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔

- ۔۔۔۔۔سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ہجرتِ حبشہ
- ۔۔۔۔۔آپ نے ہجرتِ حبشہ کیوں نہ کی؟
- ۔۔۔۔۔سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ہجرتِ مدینہ
- ۔۔۔۔۔سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہجرتِ مدینہ کا مبارک انداز
- ۔۔۔۔۔سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہجرتِ مدینہ کا نقشہ
- ۔۔۔۔۔مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے میں آپ کے قافلے کے شرکاء
- ۔۔۔۔۔بعد ہجرت آپ کی مدینہ منورہ میں رہائش
- ۔۔۔۔۔مدینہ منورہ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہِ رسالت میں حاضری کا معمول

ہجرتِ فاروقِ اعظم

فاروقِ اعظم اور ہجرتِ حبشہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کفار کے ظلم وستم سے تنگ آکر مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے دو ہجرتیں کیں، ایک حبشہ کی طرف اور ایک مدینہ منورہ کی طرف۔ حبشہ کی جانب پہلی ہجرت ۵ بعثت نبوی بمطابق ۴۵ ولادت نبوی کو ہوئی اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت ۱۳ بعثت نبوی بمطابق ۵۳ ولادت نبوی کو ہوئی۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حبشہ کی ہجرت میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ۶ بعثتِ نبوی بمطابق ۴۶ ولادتِ نبوی میں قبولِ اسلام فرمایا، جبکہ ہجرتِ حبشہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام سے قبل ہوچکی تھی اس لیے آپ اس ہجرت میں شرکت نہ کرسکے۔

فاروقِ اعظم اور ہجرت مدینہ

ہجرت کا انوکھا انداز:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے فرمایا: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سوا کسی نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار لی۔ کمان کاندھے پر لٹکائی۔ تیروں کا تَرکَش ہاتھ میں لے کر حرم روانہ ہوئے۔ **کعبۃ اللہ** شریف کے صحن میں قریش کا ایک گروہ موجود تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پورے اِطمینان سے سات چکر لگا کر طواف مکمل کیا۔ پھر سکون سے نماز ادا کی۔ کفار کے ایک ایک حلقے کے سر پر جا کر کھڑے ہوئے اور بَبانگِ دُہل فرمانے لگے: ''تمہارے چہرے ذلیل ہوگئے ہیں، جس نے اپنی ماں کو نوحہ کرنے والی، بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنا ہو وہ حرم سے باہر آکر مجھ سے دو دو ہاتھ کرسکتا ہے۔'' (یہ فرما کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ باہر تشریف لے آئے۔)(1)

فاروقِ اعظم نے کمزوروں کو راہ دکھائی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر

(1)......اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج۴، ص ۱۶۳۔

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کعبۃ اللہ** شریف میں موجود کفارِ قریش کے گروہ سے مذکورہ گفتگو فرما کر باہر تشریف لے آئے اور کسی کافر کو آپ کے پیچھے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ البتہ چند کمزور لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے آگئے تو آپ نے ان کو سکھایا، کامیابی کا راستہ بتلایا۔ پھر مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ [1]

فاروقِ اعظم کے رفیقِ ہجرت:

حضرت سیِّدُنا ابنِ اِسحاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے رفیقِ ہجرت حضرت سیِّدُنا عَیَاش بِن اَبِی رَبِیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، ان دونوں نے اکٹھے ہجرت کی۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسے خود بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہجرت کا ارادہ کر کے میں، عَیَاش بِن اَبِی رَبِیعہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اور ہِشَام بِن عاص بِن وائِل (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) تینوں مکہ مکرمہ سے باہر نکلے اور قبیلہ بَنُوغَفَّار کے قریب مقام ''تَنَاضِب'' پر اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ کل صبح ہم تینوں یہاں پہنچ جائیں گے۔ اگر تینوں میں سے کوئی نہ آیا تو اس کے متعلق یہی سمجھا جائے گا کہ اسے روک لیا گیا ہے۔ لہٰذا باقی دونوں ہجرت کر جائیں گے۔'' فرماتے ہیں: ''اگلے دن میں اور عَیَاش بِن اَبِی رَبِیعہ تو پہنچ گئے لیکن ہشام بن عاص بن وائل کو روک لیا گیا۔ بہر حال ہم مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔'' [2]

ہجرتِ فاروقِ اعظم کا مدنی قافلہ:

حضرت سیِّدُنا عَیَاش بن اَبِی رَبِیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو وہ تھے جنہوں نے باقاعدہ مشاورت کے ساتھ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مَعِیّت میں ہجرتِ مدینہ کی، البتہ ان کے علاوہ بھی کئی ایسے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تھے جنہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ہجرت کی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن اسحاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ان تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بھی ہجرت کی:

(1) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بھائی حضرت سیِّدُنا زید بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **(2)** حضرت سیِّدُنا عمرو بن

---

1 ......اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ٤، ص ١٦٤۔

2 ......اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ٤، ص ١٦٤۔

سُراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (3) اور حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن سُراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (4) حضرت سیِّدُ نا خُنَیس بن حُذافہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (5) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بہنوئی حضرت سیِّدُ نا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (6) حضرت سیِّدُ نا واقِد بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (7) حضرت سیِّدُ نا خَولِی بن اَبِی خَولِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (8) حضرت سیِّدُ نا ہِلال بن اَبِی خَولِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (9) حضرت سیِّدُ نا عَیاش بن اَبِی رَبِیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (10) حضرت سیِّدُ نا خالِد بن بُکَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (11) حضرت سیِّدُ نا ایاس بن بُکَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ (12)......حضرت سیِّدُ نا عاقِل بن بُکَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہجرت کر کے جب یہ مدینہ منورہ پہنچے تو یہ تمام حضرات قبیلہ بنُو عَمرو بن عَوف کے صحابی حضرت سیِّدُ نا رِفاعہ بن مُنذِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاں تشریف فرما ہوئے۔[1]

بعدِ ہجرت تیسرے نمبر پر مدینہ منورہ پہنچے:

حضرت سیِّدُ نا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے والوں میں ہمارے پاس سب سے پہلے حضرت سیِّدُ نا مُصعَب بن عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ان کے بعد نابینا صحابی حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن اُمِّ مَکتُوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پہنچے اور یہ دونوں لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ ان کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیس صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ پہنچے۔ ہم نے عرض کیا: ''**مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہجرت نہیں کی؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**ھُوَ عَلٰی اَثَرِيْ** یعنی وہ ہمارے پیچھے پیچھے تشریف لا رہے ہیں۔'' پھر چند دنوں کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ حضرت سیِّدُ نا بَراء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**فَمَا رَاَیْتُ اَھْلَ الْمَدِیْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَھُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی میں نے مدینے والوں کو اتنا خوش پہلے کبھی نہ دیکھا تھا جتنا خوش رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف آوری پر دیکھا تھا۔''[2]

---

1 ......تہذیب الاسماء، عمر بن الخطاب۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۳۲۶، اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۶۴۔

2 ......بخاری، کتاب مناقب الانصار، مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۶۰۰، حدیث: ۳۹۲۵۔
اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۶۴ ملخصاً۔

فاروقِ اعظم کے بیٹے سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر کی ہجرت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد ہجرت کی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عُقْبَہ بن حُرَیْث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہلے ہجرت کی تھی یا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**لَا بَلْ هُوَ هَاجِرٌ قَبْلِيْ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے پہلے ہجرت کی تھی اور وہ دنیا و آخرت دونوں میں مجھ سے بہتر ہیں۔''(1)

ہجرتِ فاروقی سیرتِ فاروقی کا ایک روشن باب:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہجرت آپ کی سیرت کا ایک ایسا روشن باب ہے جس کے ہر پہلو سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عشق ومحبت اور آپ کی واضح شان وشوکت نمایاں نظر آتی ہے۔ مثلاً:

✿...... جتنے بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے ہجرت کی کفارِ قریش کے ظلم وستم سے تنگ آکر اور ان سے بچنے کے لیے خفیہ طور پر ہجرت کی اور کافروں کو اس بات کا علم نہ ہونے دیا جبکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چھپ کر نہیں بلکہ اعلانیہ ہجرت کی اور باقاعدہ کفار کے پاس جاکر ان کے علم میں یہ بات لائے کہ میں ہجرت کر کے جا رہا ہوں جس نے جو کرنا ہے کر لے، یہ اندازِ ہجرت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جرأت وبہادری اور عظیم الشان شُجَاعَت کا واضح ثُبُوت ہے۔

✿...... آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اندازِ ہجرت دیکھ کر گویا یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے ہجرتِ مدینہ فقط اس لیے کی کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہجرت کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی

---

(1)...... تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۵۲۔

سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہجرت کا راستہ
امیر المؤمنین حضرت
سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے
مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے وہی
عام راستہ اختیار فرمایا جس سے لوگ مکہ
مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے رہتے تھے،
یقیناً یہ امر بھی آپ کی بے مثال جرأت
وبہادری پر دلالت کرتا ہے۔
ارضِ حجاز
(عرب شریف)
مدينة منوره
ذوالحليفة
الحمراء
بدر
ام البرك
مستورة
نجران
رابغ
قضيعة
خليص
دهبان
عسفان
جدة
حداء
مكّة مُكرّمه
منى
السيل الكبير
الطائف
تربة
مستابة

سیرتِ طیّبہ سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیّبہ کا مدار **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتّباع پر تھا۔ایک مرتبہ آپ نے دورانِ طواف حجرِ اسود کو چوما تو اسے مخاطب کر کے یہی ارشاد فرمایا کہ میں تجھے اس لیے چوم رہا ہوں کہ تجھے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چوما ہے۔

……مسلمان کفار کے ظلم وستم سے اتنا تنگ آچکے تھے کہ انہیں ہجرت کرتے ہوئے بھی خوف محسوس ہوتا تھا کہ کہیں کفار ان کا پیچھا کر کے کوئی نقصان نہ پہنچائیں لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس جراءت مندانہ ہجرت نے دیگر مسلمانوں کے حوصلے بلند کر دیے اور آپ کے پیچھے پیچھے دیگر مسلمان بھی ہجرت کرنے لگ گئے۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رہائش:

عہدِ رسالت میں مدینہ منورہ ایک چھوٹا سا رہائشی علاقہ تھا، اس کے مختصر رقبے کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی شریف جتنے رقبے پر بنی ہوئی ہے دوعالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت کے وقت پورا مدینہ منورہ اتنے ہی رقبے پر آباد تھا۔یہی وجہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے جب کوئی صحابی ہجرت کر کے آتا تو وہ مدینہ منورہ کے اطراف کے علاقے قبا وغیرہ میں قیام کرتا، مدینہ منورہ کے اطراف کے علاقوں کو ”عَوَالِی المدینہ“ بھی کہا جاتا تھا۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اسی علاقے میں رہائش اختیار فرمائی۔صحیح بخاری کی ایک روایت میں بالکل واضح طور پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رہائش کا عَوَالِی المدینہ میں ہونے کی صراحت موجود ہے۔البتہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے اور مسجدِ نبوی کی تعمیر فرمائی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَزواجِ مُطَہَّرات وچند صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے گھر مسجدِ نبوی کے ساتھ ہی تعمیر فرمائے۔ان میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گھر بھی تھا۔(1)

فاروقِ اعظم کا رِشتہ مُؤاخات:

واضح رہے کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے

(1)……بخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، ج ۱، ص ۵۰، حدیث: ۸۹ ماخوذا۔

مابین دومرتبہ رشتۂ مُؤاخات قائم فرمایا تھا، ایک تو مکہ مکرمہ میں اور ایک مدینہ منورہ میں۔ مکہ مکرمہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا امیر المؤمنین خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ رشتۂ مُؤاخات قائم فرمایا تھا اور جب سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ ہجرت کرکے تشریف لے گئے تو وہاں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک روایت کے مطابق سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے ساتھ رشتۂ مُؤاخات قائم فرمایا اور دیگر روایات میں حضرت سیِّدُنا عُوَیمِر بن ساعِدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عتبان بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن عَفْراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر بھی ہے۔[1]

فاروقِ اعظم نے رسول اللہ سے پہلے ہجرت کیوں کی؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں قبولِ اسلام کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سفر وحضر کے ساتھی تھے، واقعی یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہلے ہجرت کیوں کی؟ حالانکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چاہتے تو سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرح اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ بھی ہجرت کرسکتے تھے۔ اس کی چند نفیس وجوہات ہیں:

❀……پہلی وجہ تو وہ ہے جو شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے بیان کی، فرماتے ہیں: ”ھجرت نمود بسوئے مدینہ قبل از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتمہید وتوطیہ ساخت برائے قدوم وے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے ہجرت کی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کے لیے وہاں کی فضا کو مناسب وہموار کیا۔“[2]

❀……امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ……طبقات کبری، ذکر ھجرۃ عمر بن۔۔۔الخ، ج ٣، ص ٢٠٦۔

2 ……ازالۃ الخفاء، ج ٣، ص ١٦٠۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قبل ہجرت کرنے کی حقیقی وجہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت ہے۔

.......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اِعلانیہ ہجرت دیکھ کر ایسا لگتا ہے گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی ہجرت کے ذریعے کفار کے عزائم کو جاننا چاہتے تھے کہ میری اِعلانیہ ہجرت پر ان کا رَدِّ عمل کیا ہوتا ہے۔ جیسا ردعمل ہوتا آپ کے بعد **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا دیگر مسلمان ویسا ہی قدم اٹھاتے۔

فاروقِ اعظم کی بارگاہِ رِسالت میں حاضری کا مَعمول:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ چلے گئے اور بعد میں حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی تشریف لے گئے تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے پڑوسی صحابی حضرت سیِّدُنا عِتبَان بن مالِک اَنصاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو بَنُو اُمَیَّہ بن زَید سے تعلق رکھتے تھے ان کے ساتھ مشاورت کرکے یہ مَعمول بنا لیا تھا کہ ایک دن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضری دیتے اور دوسرے دن وہ حاضری دیتے اور دونوں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے اور ایک دوسرے کو بتاتے۔[1]

فاروقِ اعظم کے مَشورے سے مُؤذِن کا تقرُّر:

جب تمام مسلمان ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور کفار قریش کے شر سے تقریباً محفوظ ہو گئے تو تاجدارِ رِسالت، شَہَنْشاہِ نَبُوَّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سب سے پہلے اس بات کی طرف توجّہ فرمائی کہ اب مسلمانوں کے لیے اسلام کے فرائض وارکان وغیرہ کی تعیین کی جائے۔ اب تک اذان کا کوئی خاص طریقہ مُتعیَّن نہیں ہوا تھا۔ سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بات کا مشورہ دیا کہ اذان کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا جائے جو نماز کے لیے مسلمانوں کو بلائے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''جب مسلمان مدینہ منورہ ہجرت کرکے آ گئے تو نماز کی ادائیگی تو ہوتی تھی لیکن اذان نہیں دی جاتی تھی تو

---

(1)...... بخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، ج ۱، ص ۵۰، حدیث: ۸۹۔

ارشاد الساری، کتاب العلم، باب التناوب...الخ، ج ۱، ص ۳۲۹، تحت الحدیث: ۸۹ وغیرھا۔

ایک دن اس پر مشاورت کی گئی، بعض صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان نے ناقوس بجانے کا مشورہ دیا جس طرح نصاریٰ اپنی عبادت کے لیے بجاتے تھے، بعض صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان نے بوق (بگل) بجانے کا مشورہ دیا جس طرح یہودی بجایا کرتے تھے۔لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے بارگاہِ رسالت میں مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا: ''اَوَ لَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا یُنَادِیْ بِالصَّلَاةِ یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ایک شخص کو مقرر کر دیا جائے جو نماز کے لیے بلایا کرے؟'' شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو آپ کا یہ مشورہ بہت پسند آیا اور آپ نے حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کو نماز کے لیے بلانے کا حکم ارشاد فرمایا۔[1]

اذان کے جواب کی فضیلت:

مدینے کے تاجدار، ہم غریبوں کے غمگُسار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ایک بار ارشاد فرمایا: ''اے عورتو! جب تم بلال کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لیے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ایک ہزار درجات بلند فرمائے گا اور ایک ہزار گناہ مٹائے گا'' خواتین نے یہ سن کر عرض کی: ''یہ تو عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے کیا ہے؟'' فرمایا: ''مردوں کے لیے دگنا۔''[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پر قربان! اس نے ہمارے لیے نیکیاں کمانا، درجات بڑھوانا اور گناہ بخشوانا کس قدر آسان فرما دیا ہے۔ اگر کوئی اسلامی بہن روزانہ پانچوں اذانوں اور اقامتوں کا جواب دے تو اسے روزانہ ایک کروڑ باسٹھ لاکھ نیکیاں ملیں گی، ایک لاکھ باسٹھ ہزار درجات بلند ہوں گے اور ایک لاکھ باسٹھ ہزار گناہ معاف ہوں گے۔ جبکہ اسلامی بھائی کو دگنا یعنی تین کروڑ چوبیس لاکھ نیکیاں ملیں گی، تین لاکھ چوبیس ہزار درجات بلند ہوں گے اور تین لاکھ چوبیس ہزار گناہ معاف ہوں گے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ...... بخاری، کتاب الاذان، باب بدء الاذان، ج ۱، ص ۲۲۰، حدیث: ۶۰۴ ملتقطاً۔

2 ...... کنز العمال، کتاب الصلاۃ، آداب المؤذن، الجزء: ۷، ج ۴، ص ۲۸۷، حدیث: ۲۱۰۰۵۔

نواں باب

فاروقِ اعظم کے غزوات وسرایا

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......غَزْوَۂ بَدْر اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ اُحُد اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ بَنُو نَضِیر اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ بَدْرُ الْمَوْعِد اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غزوۂ بَنِی مُصْطَلِق اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ خَنْدَق اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ حُدَیْبِیَّہ اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ خَیْبَر اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ فَتْحِ مَکَّہ اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ حُنَیْن اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ طَائِف اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......غَزْوَۂ تَبُوْک اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جنگی مہم، جَیْشِ ذَاتُ السَّلَاسِل
- ......جیشِ اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

فاروقِ اعظم کے غزوات وسرایا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابتدائے اسلام میں سرکارِنامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کفار سے جنگ کرنا حرام تھا، کفار سے جنگ کا حکم صفر المظفر کی ۱۲ تاریخ سن ۲ ہجری کو نازل ہوا، اِس اِجازت سے قبل ستر ۷۰ سے زائد آیات مبارکہ جنگ کی ممانعت میں نازل ہوتی رہیں، جنگ کی ممانعت کی زیادہ تر آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔ جہاد کی اجازت کا یہ حکم اِنتہائی مناسب وقت پر نازل ہوا کیونکہ مکہ مکرمہ میں مسلمان قلیل تعداد اور مشرکین کثیر تعداد میں تھے۔ اگر وہاں جنگ کا حکم نازل ہوتا تو مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ جب مکہ مکرمہ میں کفار کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی، وہاں سے تمام مسلمانوں کو نکال دیا گیا اور مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شہید کرنے کی سازشیں کی جانے لگیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی وہیں جمع ہو گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نصرت وحمایت پر کمر بستہ ہو گئے، مدینہ منورہ دارُ الاسلام بن گیا اور مسلمانوں کے لیے قلعے کا کام دینے لگا تو جہاد کا بھی حکم دیا۔[1]

”غزوات“ و”سرایا“ کسے کہتے ہیں؟

جن جنگوں میں حضور نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود شرکت فرمائی اُنہیں **مُحَدِّثِیْن** کی اِصطلاح میں ”**مَغَازِیْ**“ اور ”**غَزَوَات**“ کہا جاتا ہے اور جن میں آپ خود شریک نہ ہوئے بلکہ اپنے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو امیر بنا کر بھیجا اُنہیں ”**سَرَایَا**“ اور ”**بُعُوْث**“ کہا جاتا ہے۔ اِن چاروں اِصطلاحات میں مختصر سا فرق ہے۔ ”**مَغَازِیْ**“ جمع ہے ”**مَغْزِیْ**“ کی، جس کے معنی غازیوں کے اوصاف کو بیان کرنا ہے۔ جبکہ ”**غَزَوَات**“ جمع ہے ”**غَزْوَۃ**“ کی۔ اِسی طرح ”**سَرَایَا**“ جمع ہے ”**سَرِیَّۃ**“ کی، اِس سے مراد وہ لشکر ہے جو کم از کم پانچ افراد پر مشتمل ہو۔ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کم از کم سو اَفراد پر مشتمل ہو تو ”**سَرِیَّۃ**“ کہلائے گا۔ ”**سَرِیَّۃ**“ کے اَفراد کی زیادہ سے زیادہ تعداد ۴۰۰ چار سو ہوتی ہے اور بعض علماء کے نزدیک ۵۰۰ پانچ سو۔ جبکہ ”**بُعُوْث**“ جمع ہے ”**بَعْث**“ کی، اِس سے مراد وہ فوجی مہم ہوتی ہے جو لشکر سے کچھ منتخب اَفراد کو الگ کر کے بھیجی جائے۔[2]

---

1 ......شرح الزرقانی علی المواھب، کتاب المغازی، ج ۲، ص ۲۱۸ ملخصا، سیرتِ سید الانبیاء، ص ۱۴۳۔

2 ......سیرتِ سید الانبیاء، ص ۱۷۶۔

رسول اللہ کی بعض جنگوں میں عدمِ شرکت کی وجہ:

''سَرَایَا'' اور ''بُعُوث'' میں دو عالَم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شریک نہ ہونے کی وجہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ہی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللّٰهِ** یعنی اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر لوگوں کو چھوڑ کر جہاد کے لیے جانے میں مسلمان مردوں کے دل رنجیدہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا اور نہ ہی مجھے اتنی سواریاں میسر ہیں کہ میں ان سب کو اپنے ساتھ جہاد پر لے جانے کے لیے سوار کروں تو میں کسی لشکر کے ساتھ جہاد پر جانے سے نہ رکتا۔'' **وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ اَنِّي اُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلُ** یعنی اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میری یہ شدید خواہش ہے کہ میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں۔''(1)

علم المغازی کی اہمیت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غزوات کا علم بڑی شان وشوکت والا علم ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہے اور یقیناً جس چیز کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوجائے تو وہ شان والی ہوجاتی ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام زہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**فِيْ عِلْمِ الْمَغَازِيْ عِلْمُ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا** یعنی علم مغازی میں دنیا وآخرت کے علوم موجود ہیں۔''(2)

عِلْمُ الْمَغَازی قرآن کی طرح سیکھتے:

حضرت سیِّدُنا اِمامِ حُسَین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صاحبزادے حضرت سیِّدُنا امام زَیْنُ العَابِدِین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے

---

1 ......بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب تمنی الشهادة، ج ٢، ص ٢٥٢، حدیث: ٢٧٩٧۔

2 ......البداية والنهاية، ج ٢، ص ٦٤٢۔

ہیں: ''کُنَّا نَعْلَمُ مَغَازِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نَعْلَمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مغازی کا علم اس طرح حاصل کرتے جس طرح قرآن مجید کی سورتیں سیکھا کرتے تھے۔''[1]

علم المغازی تمہارے اجداد کا شرف ہے:

حضرت سیِّدُنا سَعد بِن اَبِی وَقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پوتے حضرت سیِّدُنا اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ہمیں مغازی اور سرایا کی تعلیم دیتے تھے اور فرماتے تھے: ''يَا بُنَيَّ هٰذِهٖ مَآثِرُ آبَائِكُمْ فَلَا تُضِيْعُوْا ذِكْرَهَا یعنی اے بیٹے! یہ علم تمہارے آباء واَجداد کا شرف ہے اس کے ذکر کو ضائع مت کرو۔''[2]

رسول اللہ کے غزوات کی تعداد:

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غزوات کی تعداد میں اختلاف ہے، اختلاف کی وجہ غزوات کی تعداد کو شمار کرنا ہے، بعض علماء کرام نے ''غَزْوَهٔ اَحْزَاب'' اور ''غَزْوَهٔ قُرَيْظَهْ'' یا ''غَزْوَهٔ خَيْبَرْ'' اور ''غَزْوَهٔ وَادِی الْقُرٰی'' کو ایک شمار کیا ہے اور بعض علماء کرام نے اِن کو الگ الگ شمار کیا ہے۔ ترتیب زمانی (زمانے) کے اِعتبار سے اِن غزوات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1)......''غَزْوَةُ اَبْوَاء'' اِسے ''غَزْوَةُ وَدَّانْ'' بھی کہا جاتا ہے۔

(2)......''غَزْوَةُ بُوَاطْ''

(3)......''غَزْوَةُ سَفَوَانْ'' یہی ''غَزْوَةُ بَدْرِ الْاُوْلٰی'' بھی کہلاتا ہے۔

(4)......''غَزْوَةُ الْعُشَيْرَة''

(5)......''غَزْوَةُ بَدْرِ الْكُبْرٰى''

(6)......''غَزْوَةُ بَنِىْ سُلَيْم'' اِسے ''غَزْوَةُ قَرْقَرَةِ الْكُدْرْ'' بھی کہا جاتا ہے۔

(7)......''غَزْوَةُ السَّوِيْق''

(8)......''غَزْوَةُ الْغَطَفَانْ'' اِسے ''غَزْوَةُ ذِی الْاَمَرّ'' بھی کہتے ہیں۔

---

1 ......البداية والنهاية، ج ۲، ص ۶۴۲، سبل الهدى والرشاد، الباب الثانى، اختلاف الناس۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۰۔

2 ......سبل الهدى والرشاد، الباب الثانى، اختلاف الناس۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۰۔

(9)......''غَزْوَۃُ الْفُرُعْ'' جو حجاز کے علاقوں میں ''بُحْرَانْ'' کے مقام پر پیش آیا۔

(10)......''غَزْوَۃُ بَنِیْ قَیْنُقَاعْ'' (11)......''غَزْوَۃُ اُحُدْ''

(12)......''غَزْوَۃُ حَمْرَآءِ الْاَسَدْ'' (13)......''غَزْوَۃُ بَنِیْ نَضِیْرْ''

(14)......''غَزْوَۃُ بَدْرِ الْاَخِیْرَۃِ'' یہ ''غَزْوَۃُ بَدْرِ الْمَوْعِدْ'' بھی کہلاتا ہے۔

(15)......''غَزْوَۃُ دُوْمَۃِ الْجَنْدَلْ''

(16)......''غَزْوَۃُ بَنِی الْمُصْطَلِقْ'' یہ ''غَزْوَۃُ الْمُرَیْسِیْعْ'' بھی کہلاتا ہے۔

(17)......''غَزْوَۃُ خَنْدَقْ'' (18)......''غَزْوَۃُ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ''

(19)......''غَزْوَۃُ بَنِیْ لِحْیَانْ'' (20)......''غَزْوَۃُ حُدَیْبِیَّۃ''

(21)......''غَزْوَۃُ ذِیْ قَرَدْ''۔ ''ق'' اور ''ر'' کے زبر اور پیش دونوں کے ساتھ۔

(22)......''غَزْوَۃُ خَیْبَرْ''

(23)......''غَزْوَۃُ ذَاتِ الرِّقَاعْ'' اسے ''غَزْوَۃُ بَنِیْ مُحَارِبْ'' و ''غَزْوَۃُ بَنِیْ ثَعْلَبَۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔

(24)......''غَزْوَۃُ فَتْحِ مَکَّۃَ'' (25)......''غَزْوَۃُ حُنَیْنْ''

(26)......''غَزْوَۃُ طَائِفْ'' (27)......''غَزْوَۃُ تَبُوْکْ''

بعض محدثین کے نزدیک اِن تمام غزوات کی تقدیم وتاخیر میں بھی اختلاف ہے جس کی تفصیل سیر وتاریخ کی کتب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔[1]

فاروقِ اعظم کے غزوات کی تعداد:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حسن اَخلاق کے پیکر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تقریباً تمام غزوات میں شرکت فرمائی، چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''وَشَهِدَ الْمَشَاهِدَ كُلَّهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ

[1]......سبل الهدى والرشاد، الباب الثانى، اختلاف الناس۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۸۔

غزوات فاروق اعظم کا تفصیلی نقشہ
ایلة
دومة الجندل
جذام
قضاعة
عبس وذبیان
البدع
تبوک
عنوة
تیماء
قبائل بلی
قبائل طی
الحجر
وادی القری
ارض فدک
خیبر
بنواسد
ذوامر
ینبع البحر
الاحزاب
بنوالنضیر
ذوقرد
ذات الرقاع
بواط
المدینة النبویه
احد
قبائل غطفان
العشیرة
بنوقینقاع
بنوقریظة
حمراء الاسد
سفوان
بدرالموعد
بدرالکبری
السویق
الابواء
بنوسلیم
بنوالمصطلق
اسلم
بنولحیان
بحران
حنین
هوازن
الحدیبیة
مکة المکرمة
باهلة
عمرة القضاء
الطائف
فتح مکة
انمار
تهامة عسیر
ازه السراة

اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام غزوات میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت فرمائی۔''

علامہ جَلالُ الدِّین سُیُوطِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی علامہ نووی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کا قول نقل فرماتے ہیں: ''**شَهِدَ عُمَرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشَاهِدَ كُلَّهَا** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام غزوات میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت فرمائی۔''(1)

غزوات میں فاروقِ اعظم کی سعادتیں:

غزوات میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حاصل ہونے والی سعادتوں میں سے سب سے بڑی سعادت تو یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مختلف جنگوں میں شرکت کی۔ لیکن اس عظیم سعادت کے علاوہ بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مختلف غزوات میں کئی سعادتیں حاصل ہوئیں۔ اِن غزوات میں ''غزوۂ بَدر، غزوۂ بَدر المَوْعِد، غزوۂ اُحد، غزوۂ خَندَق، غزوۂ بنی مُصطَلِق، غزوۂ حُدَیبِیہ، غزوۂ خَیبر، غزوۂ فتحِ مکہ، غزوۂ حُنَین، غزوۂ طائِف اور غزوۂ تبُوک'' قابل ذکر ہیں، تفصیل درج ذیل ہے۔

(۲ ہجری) غَزْوَۂ بَدْر اور فاروقِ اعظم

✿......''حضرت علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اپنی مشہور کتاب ''سیرتِ سَیِّدُ الاَنبِیاء'' ص ۱۴۹ پر ارشاد فرماتے ہیں: ''غزوہ بَدر'' کو ''بَدر کُبریٰ''، ''بَدر عُظمیٰ''، ''بَدر ثانیہ''، ''بَدر قِتال'' اور ''یومُ الفُرقان'' بھی کہتے ہیں۔ نبی پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ جنگ رمضان المبارک میں کفار کے ساتھ لڑی، یہی وہ عظیم واقعہ ہے جس کے نتیجے میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اِسلام کو غلبہ عطا فرمایا، مقام ''بَدر'' جس میں یہ غزوہ پیش آیا حَرَمَین شَرِیفَین کے درمیان، مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے۔''

✿......آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ۱۱ رمضان المبارک بروز ہفتہ تین سو پانچ مہاجرین وانصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی معیت میں مدینۂ منورہ سے بدر کی جانب نکلے۔ مشہور یہ ہے کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ ۳۱۳ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آٹھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس میں بنفسِ نفیس شامل نہ تھے۔ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین

(1)......جامع الاصول، الباب الثالث، فی ذکر العشرۃ من الصحابۃ، ج ۱۲، ص ۱۷۷، تاریخ الخلفاء، ص ۹۱۔

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت سے کچھ ضروری امور کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔اس لیے آپ نے غنیمت میں سے دوسروں کے برابران کو بھی حصہ عطا فرمایا اور خوشخبری دی کہ ان کے لیے بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس میں شامل ہونے والوں کا ہے، یہ حضرات چونکہ غنیمت اور ثواب کے لحاظ سے اس میں شمولیت کرنے والوں کی مانند ہیں لہٰذا علمائے کرام نے اِنہیں اُن میں شمار فرمایا ہے۔

……یہ وہ پہلا غزوہ ہے جس میں انصار حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نکلے اِس سے قبل کسی غزوہ میں وہ شریک نہ ہوئے تھے۔اِس غزوہ میں کفار کا لشکر کثیر تعداد میں گھوڑوں، تلواروں اور سامان حرب سے لیس ایک ہزار فوجیوں پر مشتمل تھا، جبکہ مسلمانوں کے پاس سامان، گھوڑوں، زادِراہ اور اسلحہ کی قلت اتنی تھی کہ پورے لشکر میں دو گھوڑے اور آٹھ تلواریں تھیں، اس کے باوجود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مؤمنوں کو فتح ونصرت سے نوازا، کفار میں سے ستر مقتول ہوئے اور ستر قیدی ہوگئے، مسلمانوں کو بہت سامال غنیمت حاصل ہوا، جس کی تفصیل حدیث وسیرت کی کتابوں میں موجود ہے۔بہرحال اس جنگ بدر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بڑے بڑے فضائل حاصل ہوئے، تفصیل درج ذیل ہے:

فاروقِ اعظم کو قرآنی تائید حاصل ہوگئی:

ملکِ شام سے کفار کا ایک قافلہ ساز وسامان کے ساتھ آرہا تھا، سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اَصحاب کے ساتھ اُس قافلے سے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے، اُدھر جب کفار مکہ کو معلوم ہوا تو ابوجہل بھی قریش کا ایک بڑا لشکر لے کر ملک شام سے آنے والے قافلے کی مدد کے لیے نکل کھڑا ہوا۔لیکن جب اُس قافلے کو معلوم ہوا کہ مسلمان اُن کے مقابلے کے لیے آرہے ہیں تو اُنہوں نے وہ راستہ تبدیل کردیا اور سمندری راستے کسی اور راہ نکل گئے۔ابوجہل کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس کے ساتھیوں نے کہا کہ قافلہ تو صحیح سلامت دوسری راہ نکل گیا لہٰذا واپس مکہ مکرمہ چلتے ہیں لیکن اُس نے واپس جانے سے اِنکار کردیا اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے مقام بدر کی طرف چل پڑا۔اِدھر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم ہوا تو آپ نے اپنے اَصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا: ''**اللہ تعالٰی** نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کُفّار کے دونوں گروہوں میں سے ایک پر مسلمانوں کو فتح عطا

فرمائے گا خواہ وہ ملک شام والا قافلہ ہو یا مکہ مکرمہ سے آنے والے کفارِ قریش کا لشکر۔'' قافلہ چونکہ نکل چکا تھا لہٰذا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بدر کی طرف جانے کا اِرادہ فرمایا۔ بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ''ہم باقاعدہ جنگ کی تیاری سے نہیں آئے تھے، لہٰذا ابوجہل کے لشکر سے اِعراض کرکے اُسی ملک شام والے قافلے کا تعاقب کرنا چاہیے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جیسا آپ کے رَبّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو حکم فرمایا ہے ویسا ہی کیجئے یعنی بدر کی طرف تشریف لے چلیے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی: ﴿ **كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَكٰرِهُوْنَۙ(۵)** ﴾ (پ ۹، الانفال: ۵) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے ربّ نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اُس پر ناخوش تھا۔'' بعد ازاں تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بدر جانے پر اِجماع (اتفاق) ہوگیا اور غزوۂ بدر کا وقوع ہوا۔ [1]

فاروقِ اعظم کا ایمان افروز جواب:

کچھ روایات میں یوں بھی ہے کہ غزوۂ بدر کے لیے جاتے ہوئے راستے میں جب **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مقام ''**رَوْحَاء**'' سے روانہ ہوکر مقام ''**صَفْرَاء**'' کے قریب پہنچے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ خبر ملی کہ مشرکین مکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کی تیاری کرکے مکہ مکرمہ سے نکل آئے ہیں۔ یہ خبر سن کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین وانصار تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ فرمایا کہ ''مشرکین سے جنگ کے لیے پیش قدمی کی جائے یا نہیں؟'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا مِقداد بن اَسود کِندی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ جواب دیتے ہوئے عرض کیا: ''**یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کی طرح آپ کو یہ نہیں کہیں گے: ﴿ **فَاذْهَبْ**

---

[1] ......تفسیر بیضاوی، پ ۹، الانفال، تحت الآیۃ: ۵، ج ۳، ص ۸۹ مختصرا، تاریخ الخلفاء، ص ۹۷، الصواعق المحرقۃ، ص ۱۰۰۔

اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (پ۶، المائدۃ: ۲۴) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔'' بلکہ ہم تو آپ کی بارگاہ میں یہ عرض کرتے ہیں کہ چلیے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کا رب جنگ فرمائیں ہم آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے، ہم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔'' یہ جواب سن کر حسن اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت مسرور ہوئے اور خوشی سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرۂ مبارکہ مُنَوَّر ہو گیا۔[1]

فاروقِ اعظم کی غیرت ایمانی:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگ بدر میں اپنے اَصحاب سے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ بنو ہاشم اور دیگر قبائل کے چند مردوں کو کفار جنگ میں مجبور کر کے لائے ہیں، انہیں ہمارے ساتھ لڑنے کی کوئی چاہت نہ تھی، اس لیے اگر کوئی ہاشمی سامنے آئے تو اسے قتل نہ کرنا۔ **اَبُو الْبُخْتَرِی** بن ہشام کو نہ مارنا، اور میرے چچا عباس کو بھی نہ مارنا کیونکہ انہیں بھی زبردستی ہم سے لڑنے کے لیے مجبور کر کے لایا گیا ہے۔'' یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہنے لگے: ''آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے باپ، بیٹوں، بھائیوں اور رشتہ داروں کو قتل کر رہے ہیں تو ہم آپ کے چچا عباس کو چھوڑ دیں گے؟ خدا کی قسم! اگر مجھے وہ مل گیا تو تلوار سے اس کا منہ زخمی کر دوں گا۔'' حضرت سیِّدُنا ابو حُذَیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بات **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَلال (دکھ) پہنچا اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے ابو حَفْص!'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ موقع تھا جب پہلی بار آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے میری کنیت سے پکارا تھا۔ فرمایا: ''**اَيُضْرَبُ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالسَّيْفِ** یعنی کیا رسولِ خدا کے چچا کا چہرہ تلوار سے مارا جائے گا؟'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی جوش میں آ گئی اور عرض کیا: ''**دَعْنِيْ وَ لَاَضْرِبُ عُنُقَ اَبِيْ حُذَيْفَةَ بِالسَّيْفِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نَافَقَ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1. ......دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ذکر سبب خروج النبی۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۳۴۔

وَسَلَّم! مجھے اجازت دیں میں تلوار سے ابوحُذَیفہ کا سر اتار دوں گا۔ خدا کی قسم! یہ منافق ہوگیا ہے۔'' اُس وقت تو حضرت سیِّدُنا ابوحُذَیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جذبات میں آکر یہ الفاظ کہہ دیے تھے لیکن جب بعد میں انہیں اِحساس ہوا تو فرمایا کرتے تھے: ''**وَاللّٰہِ مَا اَنَا بِآمِنٍ مِنْ تِلْکَ الْکَلِمَۃِ الَّتِیْ قُلْتُ یَوْمَئِذٍ وَلَا اَزَالُ مِنْھَا خَائِفًا اِلَّا اَنْ یُّکَفِّرَھَا اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِّیْ بِالشَّھَادَۃِ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس دن جو میں نے یہ الفاظ کہہ دیے تھے تب سے مجھے سکون نہیں ملا اور ہمیشہ خوف زدہ رہتا ہوں، البتہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے کفارے میں مجھے شہادت عطا فرمائے تو بات بن سکتی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ خلافت صدیق اکبر میں مُسَیلمہ کذّاب کے خلاف لڑی گئی جنگ ''جنگِ یمامہ'' میں شہید ہوگئے۔

علامہ ابنِ اِسحاق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب کو ''**اَبُو الْبُخْتَرِیْ**'' کے قتل سے اس لیے روکا تھا کہ اس نے مکہ مکرمہ میں کفار کو جنگِ بدر پر جانے سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی، اُس نے کبھی آپ کو تکلیف نہ دی تھی اور نہ ہی اس کی کوئی ناپسندیدہ بات کبھی آپ تک پہنچی۔ (1)

ایک لطیف نکتہ اور شانِ فاروقِ اعظم:

...... پیچھے اس بات کو ذکر کیا گیا ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جب یہ خبر ملی کہ کفارِ مکہ جنگ کے لیے مکہ مکرمہ سے نکل چکے ہیں تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ کیا کہ جنگ کے لیے پیش قدمی کرنی چاہیے یا نہیں؟ تو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عشق ومحبت سے بھرپور جواب دیا جسے سن کر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا رخِ روشن جگمگا اٹھا۔ یہی وجہ تھی کہ اب تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے اندر ایک ایسا ولولہ اور جذبہ پیدا ہو چکا تھا جو جنگ کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اِنہی جذبات میں تھے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ کے قتل سے منع فرمایا جو اُس وقت کفار کے ساتھ تھے۔ چونکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلے حکم کی تعمیل کے لیے بے تاب تھے اس لیے اُس دوسرے حکم کی حکمت عملی کو بعض صحابہ نہ سمجھ سکے۔

(1) ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر دعاء ابی حذیفۃ لشھادتہ، ج ۴، ص ۲۳۹، حدیث: ۵۰۴۲۔

حضرت سیِّدُ نا ابوحُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جواب بھی انہیں جذبات کا پیش خیمہ تھا لیکن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بالکل قریب رہنے والے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جیسے سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُس حکمت عملی کو فوراً سمجھ گئے۔ لہٰذا سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس بات کا تدارک فرمانے کے لیے بذات خود سیِّدُ نا ابوحُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کچھ نہ ارشاد فرمایا بلکہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اِس بات کو ارشاد فرمایا تاکہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کریں اور سیِّدُ نا ابوحُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے یہ بات واضح ہو کہ جب سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے غیرت مند صحابی نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان پر کوئی اِظہار خیال نہیں کیا تو یقیناً اس میں کوئی بہت بڑی حکمت پنہاں ہے، لہٰذا اس سے باز رہنا چاہیے۔ یہی وجہ تھی کہ جب بعد میں سیِّدُ نا ابو حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہ بات سمجھ میں آ گئی تو اپنے کلام پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ اس واقعے میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اور حضرت سیِّدُ نا ابوحُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چند وجوہ سے شان ظاہر ہوتی ہے۔

❀......اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے چچا کو قتل نہ کرنے کی حمایت میں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آگے پیش کیا۔

❀......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صرف اور صرف رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ملال کا لحاظ کیا اور اس کے لیے اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کیا ورنہ آپ ہی تھے جنہوں نے کفار سے جنگ کے بعد قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا اور اس کو تائید قرآنی حاصل ہوئی۔

❀......سیِّدُ نا ابوحُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے جذبات کی تلافی میں جو دعا مانگا کرتے تھے وہ رب عَزَّوَجَلَّ نے پوری فرمائی اور آپ کو شہادت نصیب ہوگئی۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فاروقِ اعظم نے اپنے ماموں کو قتل کیا:

اِسی جنگ بدر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا، اورقتل کرنے میں ماموں کی رشتہ داری آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے مانع نہ ہوئی۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ (۲۲)﴾ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ’’تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔‘‘

اِس آیت مبارکہ میں لفظ ’’اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ‘‘ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوا ہے۔(1)

فاروقی قبیلے کے کفار کا بدر میں شریک نہ ہونا:

جنگ بدر میں کفار قریش کی طرف سے تقریباً تمام قبائل کے اَفراد نے شرکت کی لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبیلے میں سے آپ کے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کے علاوہ کسی فرد نے بھی کفار کی طرف سے شرکت نہ کی، ہوسکتا ہے کہ آپ کے قبیلے والے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی اور رُعب و دبدبے کی وجہ سے شامل نہ ہوئے ہوں۔ چنانچہ علامہ اِبنِ جَریر طَبَری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ’’وَلَمْ یَكُنْ بَقِيَ مِنْ قُرَيْشٍ

---

1 ......روح البیان، پ۲۸، المجادلۃ، تحت الآیۃ: ۲۲، ج۹، ص۴۱۳۔

بَطَنٌ اِلَّا نَفَرٌ مِّنْهُمْ نَاسٌ اِلَّا بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُمْ رَجُلٌ وَاحِدٌ یعنی جنگ بدر میں قبائل قریش میں سے کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کے اَفراد شریک نہ ہوئے ہوں ماسوا بنی عدی بن کعب کے کہ اِس قبیلے کا ایک فرد بھی جنگ کے لیے نہ نکلا۔''(1)

فاروقی قبیلے کے مسلمانوں کی بدر میں شرکت:

اِس غزوۂ بدر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبیلے یا اُن کے حلیف قبیلے میں سے جن صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے شرکت کی اُن کی تعداد تقریباً ۱۳ ہے۔تمام کے اَسماء درج ذیل ہیں:

- سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بڑے بھائی حضرت سیِّدُنا زید بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن سُراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا عمرو بن سُراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔(یہ دونوں بھی بھائی ہیں۔)
- حضرت سیِّدُنا واقِد بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا خَولِی بن اَبی خَولِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا مالِک بن اَبی خَولِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا عامِر بن رَبیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا عامِر بن بُکَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا عاقِل بن بُکَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا خالِد بن بُکَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا اِیاس بن بُکَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔
- حضرت سیِّدُنا مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

(1)......تاریخ طبری، ذکر وقعۃ بدر الکبری، ج ۲، ص ۲۹۔

۞ حضرت سیِّدُ نا عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔[1]

غزوۂ بدر میں فاروقِ اعظم کا عظیم شرف:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غزوۂ بدر میں ایک عظیم شرف یہ بھی حاصل ہوا کہ مسلمانوں کی طرف سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حلیف قبیلے کے ایک ہی گھر کے سات بھائی اکھٹے جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ مذکورہ بالا ناموں میں آخری سات نام انہی بھائیوں کے ہیں۔ البتہ یہ سات بھائی اَخْیَافی یعنی ماں شریک بھائی ہیں کہ ان کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیِّدُ نا عفراء بنتِ عُبَید انصاریہ نَجَارِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا ہے، پہلے شوہر حارِث بن رِفاعہ انصاری کی وفات کے بعد بُکَیر بن عَبدِ یا لیل کے نکاح میں آئیں۔ بُکَیر بن عَبدِ یا لیل سے اُن کے ہاں چار بیٹے پیدا ہوئے جن کے اَسماء یہ ہیں:

حضرت سیِّدُ نا اَیاس بن بُکَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ حضرت سیِّدُ نا عاقِل بن بُکَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

حضرت سیِّدُ نا خالِد بن بُکَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ حضرت سیِّدُ نا عامِر بن بُکَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

اِن سے قبل حارِث بن رِفاعہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے تین بیٹے تھے، جن کے اَسماء یہ ہیں:

حضرت سیِّدُ نا معوذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ حضرت سیِّدُ نا معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔ حضرت سیِّدُ نا عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہ ساتوں بیٹے جنگ بدر میں شریک ہوئے، اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے یہ ایک عظیم شرف ہے نیز یہ اَمر عَجَائِبَات میں سے ہے کیونکہ اِن کے علاوہ کوئی اور سات بھائی جنگِ بدر میں موجود نہ تھے۔[2]

فاروقِ اعظم کے ساتھ ملائکہ کی رفاقت:

غزوۂ بدر کے موقع پر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ

1 ......البدایۃ والنہایۃ، ج ۳، ص ۸۸ تا ۹۴، الاصابۃ، عفراء بنت عبید۔۔۔الخ، ج ۸، ص ۲۴۰، الرقم: ۱۱۴۸۵۔
اسد الغابۃ، حرف العین، ج ۷، ص ۲۱۳، الرقم: ۷۱۰۵۔

2 ......الاصابۃ، کتاب النساء، حرف العین المھملۃ، ج ۸، ص ۲۴۰، الرقم: ۱۱۴۸۵، البدایۃ والنہایۃ، ج ۳، ص ۹۰۔

اللہ تعالٰی کی طرف سے مدد کے لیے آنے والے ملائکہ کی آپ کو رفاقت حاصل ہوئی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقعے پر **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق وسیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام) اور ایک کے ساتھ میکائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) ہیں۔''[1]

بدر کے سب سے پہلے شہید فاروقِ اعظم کے غلام تھے:

غزوۂ بدر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی عظیم سعادت حاصل ہوئی کہ مسلمانوں کی طرف سے جس صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جام شہادت نوش کیا وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام ''**مِھْجَع**'' تھے۔ حضرت علامہ امام مُحْیُ الدِّین شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**مِھْجَع** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام ہیں اور مسلمانوں میں سے یہ وہ پہلے صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں جو بدر کے دن شہید ہوئے، اس طرح کہ یہ دو صفوں کے درمیان میں تھے انہیں ایک تیر آکر لگا اور جام شہادت نوش کر لیا اور یہ یَمَنی صحابی تھے۔ حضرت سیِّدُنا عبد **اللہ** بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ مبارکہ انہی حضرت مِھْجَع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا بِلال، سیِّدُنا صُہَیب، سیِّدُنا خَبَّاب، سیِّدُنا عَمَّار، سیِّدُنا عُتبہ بن غَزْوَان، سیِّدُنا اَوس بن خَوْلِی، سیِّدُنا عامِر بن اَبِی فُہَیرہ رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿**وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِہِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْہِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَہُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴿۵۲﴾**﴾ (پ۷، الانعام: ۵۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور دور نہ کروانہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔''

اس آیتِ مبارکہ کا شانِ نزول کچھ یوں ہے کہ ''کُفّار کی ایک جماعت دوعالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئی انہوں نے دیکھا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گرد غریب صحابہ کی ایک

[1] ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی ابی بکر، ج۷، ص۴۷۵، حدیث: ۳۲مختصرا۔

جماعت حاضر ہے جو ادنیٰ درجہ کے لباس پہنے ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ ہمیں اِن لوگوں کے پاس بیٹھتے شرم آتی ہے، اگر آپ اِنہیں اپنی مجلس سے نکال دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں اور آپ کی خدمت میں حاضر رہیں، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کو منظور نہ فرمایا۔ اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔''(1)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کے غلام کا اعزاز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام حضرت سیِّدُنا **مِهْجَع** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بدر کے دن سب سے پہلے جامِ شہادت نوش کیا تو **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کے لیے ارشاد فرمایا: ''**سَیِّدُ الشُّهَدَاءِ مِهْجَع وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ** یعنی **مِهْجَع** شہداء کے سردار ہیں اور میری امت میں قیامت کے دن جسے سب سے پہلے جنت کے دروازے کی طرف بلایا جائے گا وہ یہی ہیں۔''(2)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کے داماد کا اعزاز:

اسی غزوۂ بدر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے داماد اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیٹی اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پہلے شوہر حضرت سیِّدُنا خُنَیس بن حُذافہ سَہمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شریک تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جنگ احد میں زخم لگے تھے اور وہی زخم آپ کے انتقال کا سبب بنے۔(3)

بدر کے قیدیوں کے بارے میں فاروقِ اعظم کی رائے:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب جنگِ بدر میں سَتّر کافِر قید کر کے **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لائے گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کے متعلق حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشورہ طلب فرمایا۔

---

1 ......تهذیب الاسماء، مهجع، ج ۲، ص ۴۱۸، خزائن العرفان، پ ۷، الانعام: ۵۲۔

2 ......روح المعانی، پ ۲۰، ج ۲۰، ص ۴۵۶، تحت الآیة: ۲، تفسیر خازن، پ ۲۰، ج ۳، ص ۴۴۵، تحت الآیة: ۲۔

3 ......اسد الغابة، خنیس بن حذافة، ج ۲، ص ۱۸۱، الاصابة، خنیس بن حذافة، ج ۲، ص ۲۹۰، الرقم: ۲۲۹۹۔

حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ تمام قیدی ہمارے ماموں، رشتہ داروں اور بھائیوں کی اولاد ہیں، میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے کہ اس طرح مسلمانوں کو مالی قوت حاصل ہوگی اور فدیہ لینے کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ اِن کے دل نرم پڑ جائیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اِنہیں ہدایت عطا فرمائے اور یہ مسلمان ہوجائیں۔''

جبکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری رائے تو یہ ہے کہ یہ مشرکین کے سردار، اُن کے پیشوا اور سرپرست ہیں اِن کی گردنیں اُڑائیں۔ حضرت علی المرتضٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عقیل پر اور حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عباس پر اور مجھے میرے رشتہ داروں پر مقرر کیجئے کہ اُن کی گردنیں ماردیں۔ تاکہ واضح ہوجائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی محبت نہیں۔'' بہرحال رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کو پسند کیا اسی پر اتفاق ہوگیا، اور اُن قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔[1]

اشرف العلماء، شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی یہاں ایک نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُ نا امیر حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِس مشورے پر اِعتراض نہیں کیا اور اس اقدام سے معذرت بھی نہیں کی بلکہ فقط بارگاہِ رسالت سے اشارے کے منتظر تھے حالانکہ پہلے بھی اپنے کافر رشتہ داروں کو قتل کرتے رہے تھے مگر حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کو ترجیح دی اور زیادہ مناسب خیال فرمایا۔ پھر اِن مختلف آراء پر ردِّ عمل ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بعض بندوں کے دلوں کو مکھن سے بھی زیادہ نرم بنادیا ہے اور بعض کے دلوں کو پتھر سے بھی زیادہ سخت بنادیا ہے، اے ابوبکر! تمہارا حال رقت قلبی اور ملائمت کے لحاظ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح ہے جنہوں نے کفار و مشرکین کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ

---

1 ...... مسند امام احمد، مسند عمر بن الخطاب، ج ١، ص ٧٣، حدیث: ٢٠٨ مختصرا۔

عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ (پ ۱۳، ابراھیم: ۳۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''توجس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔'' اے عمر! تمہارا حال اللہ عَزَّوَجَلَّ ورسول کے دشمنان کے حق میں شدت وسختی کے لحاظ سے حضرت نوح عَلَیْهِ السَّلَام کی طرح ہے جنہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا: ﴿رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ﴿۲۶﴾ (پ ۲۹، نوح: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔''(1)

لیکن بعد ازاں یہ آیت مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کی موافقت میں نازل ہوگئی: ﴿مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ؕ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ۖۗ وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۷﴾ (پ ۱۰، الانفال: ۶۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں اُن کا خون خوب نہ بہائے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''(2)

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ یعنی تین باتوں میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے میری موافقت ہوئی: مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنانے، مسلمان عورتوں کے پردے اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔''(3)

رسول اللہ کا بدر کے مُردہ کفارِ قریش سے خطاب:

حضرت سیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ بدر کے اِختتام کے بعد کفارِ قریش کے جو لوگ قتل ہوئے تھے اُن کی لاشیں جمع کر کے ایک کنوئیں میں ڈالنے

1 ......سیِّدُنا حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ، ص ۴۳ ملخصاً۔

2 ......خزائن العرفان، پ ۱۰، الانفال: ۶۷۔

3 ......مسلم، کتاب فضائل الصحابة، من فضائل عمر، ص ۱۳۰۶، حدیث: ۲۴۔

کا حکم دیا۔ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادتِ کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے۔ یہاں سے تشریف لے جاتے وقت اُس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور اُنہیں اُن کے نام، اُن کے والد کے نام کے ساتھ آواز دے کر ارشاد فرمایا: ''**یَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَیَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَھَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا** یعنی اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا اب تمہیں یہ پسند ہے کہ تم نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ بہرحال ہم نے اُس وعدے کو سچا پایا جو ہمارے رب نے ہم سے فرمایا تھا، کیا تم نے بھی اُس اُس وعدے کو سچا پایا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا؟'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر عرض کی: ''**یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا تُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَھَا** یعنی **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کیا اِن بے جان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''**وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ** یعنی اے عمر! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے۔'' (مگر انہیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں۔)[1]

فاروقِ اعظم اِختیاراتِ مصطفےٰ کے قائل تھے:

……**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ **سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مختلف سوالات کرتے رہتے تھے، جس سے نہ صرف آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت سے علمی فیضان ملتا بلکہ بارگاہِ رِسالت میں موجود دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی فیضان رسالت سے فیضیاب ہوتے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار قریش کے مُردوں کے بارے میں سوال کرنا اِسی بنا پر تھا۔

……مذکورہ بالا روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اِختیاراتِ مصطفےٰ کے قائل تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عقیدہ تھا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو

1 ……بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جھل، ج ٣، ص ١١، حدیث: ٣٩٧٦ مختصراً، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ٢٦٩۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے بے شمار اختیارات عطا فرمائے ہیں۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مُردوں کی سماعت کا سوال اِس لیے کیا تھا تاکہ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بھی معلوم ہوجائے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بے شمار اختیارات عطا فرمائے ہیں۔اس بات پر کئی قرائن موجود ہیں۔مثلاً:

❀……غزوۂ بدر میں جو مسلمان بنفسِ نفیس لڑے تھے اُن کی تعداد تین سو پانچ تھی۔جبکہ اُن کے مقابلے میں کفار کی تعداد تین چار گنا زیادہ تھی،مسلمانوں کے پاس جنگی آلات نہ ہونے کے برابر تھے،جبکہ کفار جنگی آلات سے لیس تھے،مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کے لشکر میں جنگی مہارت رکھنے والے لوگ بھی بہت زیادہ تھے،اِن تمام باتوں کے باوجود اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نام کا بول بالا ہوا،امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک غزوۂ بدر کی یہ فتح ہی اس بات کی دلیل تھی کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خاص مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے اور ایسے بے شمار اختیارات عطا فرمائے ہیں جن کی بدولت قلیل مسلمان کثیر کافروں پر غالب آگئے۔

❀……غزوۂ بدر میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کی مدد اپنے فرشتوں کے ذریعے فرمائی،یہ بات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم میں تھی جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے واضح دلیل تھی کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خصوصی مقام ومرتبہ اور عظیم الشان اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

❀……خود غزوۂ بدر میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب،دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کئی معجزات سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علم میں آئے۔''مثلاً ❁ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کنکریوں کی ایک مٹھی لی اور تین بار فرمایا:''چہرے بگڑ گئے۔'' پھر اُسے کفار کی جانب پھینک دیا،اُنہی کنکریوں کی بدولت وہ فرار ہو گئے۔❁ کفار کی مدد کے لیے شیطان اپنے لشکر سمیت آیا لیکن فرشتوں کے نزول سے ڈر کر خائب وخاسر ہوکر بھاگ گیا۔❁ حضرت سیِّدُنا عُکاشہ بن مِحْصَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جو ان کے ہاتھ میں آتے ہی تیز تلوار بن گئی۔❁ اسی طرح حضرت سیِّدُنا سَلَمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں بھی کھجور کی شاخ تلوار بن گئی۔❁ حضرت سیِّدُنا قَتَادَہ بن نُعمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھ زخمی ہوگئی،

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس پر اپنا دست اقدس پھیرا تو فی الفور ٹھیک ہوگئی۔ ❁ حضرت سیِّدُنا مُعوِّذ بن عفراء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بازو کٹ گیا تو **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس پر اپنا لُعابِ دَہن لگایا، وہ فی الفور ٹھیک ہوگئی۔''

ان تمام معجزات کا علم ہونے کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ سوال کرنا کہ **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ اِن بغیر روح کے کافروں سے خطاب کررہے ہیں؟ یقیناً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عقیدہ تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خصوصی مقام ومرتبہ اور عظیم الشان اختیارات عطا فرمائے ہیں، اور اُن کے لیے اِن مردوں سے کلام کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

❁......غزوۂ بدر سے قبل اِن معجزات کے علاوہ بھی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کئی معجزات دکھائے جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے اِس بات پر واضح دلائل تھے کہ رَبّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خصوصی مقام ومرتبہ اور عظیم الشان اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

❁......**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ وہ دُور ونزدیک سے پکارنے والوں کی آواز سن لیتے ہیں، یہ صفت آپ کو اپنی حیات ظاہری میں بھی حاصل تھی اور اب بھی حاصل ہے، اِسی طرح آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے توسل سے اَولیائے کاملین کو بھی یہ صفت حاصل ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے بھی اُن کی قبروں کے پاس سننا ثابت ہے۔ خود امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اختیاراتِ مصطفےٰ کے ساتھ ساتھ مُردوں کے سماع کے بھی قائل تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ بعدِ انتقال ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور اُس سے کلام فرمایا۔(1)

فاروقِ اعظم کی بقیع الغرقد حاضری:

❁......حضرت علامہ امام ابنِ عبد البر مالکی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت

---

1 ......تفصیلی واقعہ پڑھنے کے لیے اِسی کتاب کا باب ''کراماتِ فاروقِ اعظم'' ص۶۲۴ کا مطالعہ کیجئے۔

سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ''بَقِیْعُ الْغَرْقَدْ'' قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں قبر والوں کو سلام کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اَخْبَارٌ مَّا عِنْدَنَا اَنَّ نِسَاءَ کُمْ قَدْ تَزَوَّجْنَ وَدُوْرَکُمْ قَدْ سُکِنَتْ وَاَمْوَالُکُمْ قَدْ قُسِمَتْ یعنی تم پر سلامتی ہو اے قبر والو! ہمارے پاس تمہارے لیے یہ خبریں ہیں کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے نکاح کر لیے، تمہارے گھروں میں دیگر لوگ رہائش پذیر ہو گئے اور تمہارے اَموال تقسیم ہو گئے۔'' تو اُن قبر والوں کی طرف سے ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: ''یَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخْبَارٌ مَّا عِنْدَنَا اَنَّ مَا قَدِمْنَا وَجَدْنَا وَمَا اَنْفَقْنَا فَقَدْ رَبِحْنَا وَمَا خَلَفْنَا فَقَدْ خَسِرْنَاہُ یعنی اے امیر المؤمنین! ہمارے پاس آپ لوگوں کے لیے یہ خبریں ہیں کہ جو ہم نے آخرت کے لیے جمع کیا تھا وہ ہم نے پا لیا اور جو راہِ خدا میں خرچ کیا تھا اُس کا نفع حاصل کر لیا اور جو دنیا میں ہی چھوڑ دیا تھا اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔''(1)

کیا مُردے سنتے ہیں۔۔۔؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ برزخی (قبر وحشر) کی زندگی دنیاوی زندگی کے مقابلے میں بہت زیادہ فرق والی ہے، مرنے کے بعد مُردے کی قوت سماعت وغیرہ دنیا سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے، مُردوں کے سننے سے متعلق اَحادیثِ مبارکہ حَدِّتَوَاتُر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ حصولِ برکت کے لیے سماعِ موتی پر فقط تین احادیث پیش خدمت ہیں:

(1)......حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی وَذَھَبَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَاَقْعَدَاہُ یعنی جب مُردے کو قبر میں لٹا دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی لوٹ کر واپس جاتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز تک کو سن رہا ہوتا ہے، پھر اُس کے پاس دو ۲ فرشتے آتے ہیں، اُسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔۔۔اِلخ۔''(2)

(2)......حضرت سیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں جا کر یوں ارشاد فرمایا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا

1......الاستذکار، کتاب الطھارۃ، باب جامع الوضوء، ج ۱، ص ۲۲۵۔

2......بخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، ج ۱، ص ۴۵۰، حدیث: ۱۳۳۸ مختصرا۔

اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یعنی تم پر سلامتی ہو اے مسلمانوں کے گھروں والو! اور اگر **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو عنقریب ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔"[1]

(3)......حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰه** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "**مَا مِنْ اَحَدٍ مَرَّ بِقَبْرِ اَخِیْهِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُهٗ فِي الدُّنْیَا فَسَلَّمَ عَلَیْهِ اِلَّا عَرَفَهٗ وَرَدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ** یعنی جب بھی کوئی شخص اپنے کسی مؤمن بھائی کی قبر کے قریب سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور اسے سلام کرتا ہے تو وہ صاحب قبر اسے پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔"[2]

غیرتِ فاروقِ اعظم بمقابلۂ دُشمنانِ محبوبِ اعظم:

حضرت سیِّدُنا عُروَہ بن زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ (لشکر کفار کے دو فوجیوں) صَفوان بن اُمَیَّہ اور عُمیر بن وَہب نے جنگِ بدر میں ہونے والے کفار کے نقصانات کا آپس میں تذکرہ کیا تو عُمیر کہنے لگا: "خدا کی قسم! تم نے سچ کہا۔ اِن (یعنی ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے کفار کے جنگ بدر میں قتل ہوجانے) کے بعد دنیا میں جینا بے کار ہے۔ اگر مجھ پر قرضہ نہ ہوتا اور بیوی بچوں کے ضائع ہونے کا خدشہ دامن گیر نہ ہوتا تو (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) میں خود جا کر **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو قتل (شہید) کر کے آتا۔ میرے پاس تو اُنہیں قتل (شہید) کرنے کی ایک معقول وجہ بھی ہے وہ یہ کہ میرا بیٹا اُن کے پاس قید ہے۔" صفوان بن اُمیہ نے عمیر بن وہب کے یہ جذبات دیکھے تو اُس نے موقعہ غنیمت جانا اور کہا: "تو اپنے قرضے اور بچوں کی فکر مت کر، تیرا قرضہ میرے ذمہ رہا، تیرے بال بچے میرے بچوں کے ساتھ رہیں گے، اُن کی ذمہ داری میں لیتا ہوں مجھے اُنہیں پالنے میں کوئی دقت نہیں۔" عُمیر بن وَہب نے کہا: "تو پھر اِس گفتگو کو صیغۂ راز میں رکھنا، ہم دونوں کے علاوہ کسی تیسرے تک یہ بات قطعاً نہ پہنچے۔" صَفوان بِن اُمَیَّہ نے حامی بھر لی اور عُمیر بن وَہب کو اپنی تلوار تیز کرنے کے ساتھ زہر آلود کر کے تھما دی اور وہ مدینہ طیبہ آ گیا۔

جب وہ پہنچا اُسی وقت امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کئی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ

---

[1] ......مسلم، کتاب الطھارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ۔۔۔الخ، ص ۱۵۰، حدیث: ۳۹ مختصرا۔

[2] ......الاستذکار، کتاب الطھارۃ، باب جامع الوضوء، ج ۱، ص ۲۲۵۔

مسجدِ نبوی کے دروازے پر بیٹھے جنگِ بدر کے واقعات کا تذکرہ کررہے تھے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کا ذکر بھی کررہے تھے۔ اچانک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظر عُمیر بن وَہب پر پڑ گئی جس نے مسجد کے دروازے کے سامنے آکر اپنا اونٹ بٹھایا تھا نیز اُس نے اپنے گلے میں تلوار بھی لٹکا رکھی تھی۔ اُسے دیکھ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی باکمال فراست کے ذریعے جان لیا کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے، لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آگئی اور فرمایا: ''**هٰذَا الْكَلْبُ عَدُوُّ اللّٰهِ مَا جَاءَ اِلَّا لِشَرٍّ هٰذَا الَّذِيْ حَرَشَ بَيْنَنَا** یعنی یہ کُتا خدا کا دشمن عُمیر بن وَہب ہے جو بڑا فتنہ لے کر آیا ہے۔ اِسی نے بدر کے دن ہمارے اور کفار میں جنگ بھڑکائی تھی۔''

یہ کہہ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''**هٰذَا عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ قَدْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مَعَهُ السِّلَاحُ وَهُوَ الْفَاجِرُ الْغَادِرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَاْمَنْهُ** یعنی **یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ دُشمنِ خُدا عُمیر بن وَہب مسجد میں اسلحہ لے کر آیا ہے اور یہ فاجر اور غدار ہے اِسے ہرگز اَمن نہ دیجئے گا۔'' فرمایا: ''اِسے میرے پاس لے کر آؤ۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے اور تلوار کی ڈوری جو گلے میں ڈالی جاتی ہے اُسے پکڑ کر اُس کے گلے میں پھندا ڈال دیا اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے فرمایا کہ آپ لوگ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پہنچیں اور اِس کے شر سے حفاظت کریں کیونکہ اِس سے اَمن کی کوئی اُمید نہیں ہے۔'' ساتھ ہی عُمیر بن وَہب کو کھینچ کر دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر کردیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''اے عمر! اِسے چھوڑ دو۔'' پھر فرمایا: ''اے عُمیر! میرے قریب آجاؤ۔'' وہ قریب ہوگیا اور زمانۂ جاہلیت کا سلام کرتے ہوئے بولا: ''**اَنْعِمُوْا صَبَاحًا** یعنی نعمتوں میں صبح کرتے رہو۔'' یہ زمانۂ جاہلیت کا سلام تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**قَدْ اَكْرَمَنَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْ تَحِيَّتِكَ وَ جَعَلَ تَحِيَّتَنَا السَّلَامَ وَ هِيَ تَحِيَّةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ** یعنی اے عمیر! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں تمہارے سلام کے بغیر ہی عزت عطا فرمائی ہے اور ہمیں وہ سلام عطا فرمایا ہے جو جنت والوں کا سلام ہے۔''

پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''یہ بتاؤ تم یہاں کیسے آئے ہو؟'' وہ بولا: ''اُس قیدی کے لیے آیا ہوں جو تمہارے پاس ہے۔ اُس سے اچھے برتاؤ کا مُتَمَنِّی ہوں۔'' فرمایا: ''تو پھر تم نے گلے میں تلوار کیوں لٹکا رکھی

ہے۔'' وہ کہنے لگا: ''**اللہ** اِس تلوار کا بُرا کرے، اِس نے ہمیں آج تک کیا فائدہ دیا ہے؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''سچ کہو کس اِرادے سے آئے ہو؟'' وہ کہنے لگا: ''صرف اِسی لیے آیا ہوں۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**فَمَا شَرَطْتَّ لِصَفْوَانِ بْنِ اُمَیَّۃَ الْجَمْحِيْ فِي الْحُجْرِ**؟ کیا تم نے صَفْوَان بن اُمَیَّہ جُمَحِی سے بند کمرے میں کوئی معاہدہ نہیں کیا؟'' یہ سن کر عُمیر بن وَہب گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ میں نے اُس سے کیا معاہدہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''**تَحَمَّلْتَ لَهُ بِقَتْلِيْ عَلٰى اَنْ يُعَوِّلَ بَيْنَكَ وَ يَقْضِيْ دَيْنَكَ وَ اللّٰهُ حَائِلٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ذٰلِكَ** یعنی تم نے اُس سے میرے قتل کا معاہدہ کیا ہے اِس شرط پر کہ وہ تمہارے اہل وعیال کی کفالت کرے گا اور تمہارے قرض کو ادا کردے گا حالانکہ تم دونوں کے مابین ہونے والی گفتگو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے علم میں ہے۔'' یہ سن کر عُمیر بن وَہب بولا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم آپ کی آسمانی خبروں کو جھٹلایا کرتے تھے۔''

پھر عرض کرنے لگے: ''**اِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ الَّذِيْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَفْوَانَ فِي الْحُجْرِ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ اَحَدٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُهُ ثُمَّ اَخْبَرَكَ اللّٰهُ بِهٖ فَآمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَاقَنِيْ هٰذَا الْمَقَامَ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! صَفْوَان اور میرے مابین جو معاہدہ ہوا تھا وہ ایک بند کمرے میں تھا، ہم دونوں کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تھا، لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو اُس کے بارے میں بتادیا پس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لے آیا اور تمام تعریفیں اُس ربّ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس نے مجھے اِس مقام پر لاکر کھڑا کیا۔''

حضرت سیِّدُنا عُمیر بن وَہب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبول اِسلام پر تمام مسلمان بہت خوش ہوئے اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا ایمان افروز تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**لَخِنْزِيْرٌ كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْهُ حِيْنَ اِطَّلَعَ وَ لَهُوَ الْيَوْمَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ بَعْضِ بَنِيَّ** یعنی جب یہ عُمیر بن وَہب حالتِ کُفر میں یہاں آئے تھے تو اُس وقت میرے نزدیک ایک خنزیر اُن سے زیادہ محبوب تھا اور اب قبول اِسلام کے بعد یہی عُمیر بن وَہب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھے میری اَولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔''

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عَلِّمُوْا اَخَاکُمُ الْقُرْآنَ یعنی اپنے اس بھائی کو قرآن سکھاؤ۔'' اوران کا قیدی بھی چھوڑ دیا گیا۔ حضرت سیِّدُنا عُمیر بن وَہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''قَدْ كُنْتُ جَاهِداً مَا اسْتَطَعْتُ عَلٰى اِطْفَاءِ نُوْرِ اللّٰهِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَاقَنِيْ هٰذَا الْمَسَاقَ فَلْتَاْذَنْ لِيْ فَاَلْحِقُ بِقُرَيْشٍ فَاَدْعُوْهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ لَعَلَّ اللّٰهُ يَهْدِيْهِمْ وَ يَسْتَنْقِذُهُمْ مِّنَ الْهَلَكَةِ یعنی یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پہلے میں ہمیشہ اِس بات کی کوشش میں لگا رہتا تھا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نور کو بجھادوں لیکن تمام تعریفیں اُس رَبّ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس نے مجھے اِس مقام پر کھڑا کردیا، اب آپ مجھے اِس بات کی اجازت دیجئے کہ میں قریش کے پاس جاؤں اور اُنہیں اِسلام کی دعوت دوں، ہوسکتا ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُن میں سے کسی کو ہدایت عطا فرمائے اور اُسے ہلاکت سے بچالے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ مکرمہ آکر اسلام کی دعوت دینے لگے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر کثیر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔''(1)

روایت سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے سیرتِ فاروقی کے نایاب پہلوؤں سمیت علم وحکمت کے بے شمار مدنی پھول ملتے ہیں، چند مدنی پھول پیش خدمت ہیں:

❁......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطا سے باکمال فراست کے مالک تھے، لوگوں کو دیکھتے ہی اُن کو پہچان لیتے تھے، بلکہ اُن کے عزائم کو بھی جان لیتے تھے کہ فلاں شخص کس نیت سے آیا ہے۔

❁......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں سے شدید بغض اور نفرت کیا کرتے تھے، دین کے دشمن آپ کو ایک نظر نہ بھاتے تھے، اُن کو دیکھتے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی جوش میں آجاتی۔

❁......یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت ونفرت صرف اور

(1)......معجم کبیر، باب العین، عمیر بن وھب، ج ١٧، ص ٥٦، حدیث: ١١٧۔

صرف **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کے لیے ہوتی تھی۔

......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی جان سے زیادہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جان عزیز تھی، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ کی حفاظت کرنا آپ کے ایمان کی جان تھی، یہی وجہ تھی کہ خطرے کی بو محسوس کرتے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بذات خود صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کے لیے بارگاہِ رسالت میں بھیج دیا۔

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تو یہ باکمال فراست تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی شخص کے چہرے کو دیکھ کر پہچان لیا کرتے تھے کہ وہ کس ارادے سے آیا ہے، جب آپ پر اُس کا ارادہ ظاہر ہوا جس کا قرینہ اُس کی تلوار تھی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً اُسے پکڑ کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی مُعَظَّمِ دِینی، یا شعائرِ اِسلام کی توہین کرنے کے اِرادے سے اُن کی طرف کوئی اَسلحہ وغیرہ لے کر بڑھے تو اُسے اِس سے روکا جائے گا، نیز اُسے پکڑ کر خود سزا دینے کے بجائے قانون کے حوالے کر دیا جائے کہ نقصان پہنچانے کے بعد پکڑنے سے مزید نقصان سے بچت تو ہو سکتی ہے لیکن جو نقصان ہو گیا اُس کی تلافی بہت مشکل ہے۔

......**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ کی حفاظت سے متعلق سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مبارک فعل اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دشمنوں اور شریروں کے شر سے بچانے کے لیے چھوٹوں کا اپنے بزرگوں کے لیے حفاظتی اقدامات کرنا بہت ضروری ہے اور یہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سنت مبارکہ ہے۔

......اِس مبارک روایت کے ابتدائی حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے غیبی مدد، دوعالم کے مالک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک ذات سے ظاہر ہونے والے معجزات اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غزوۂ بدر میں جو بارگاہِ رسالت سے انعام واکرام ملے انہیں اپنے لیے باعث سعادت اور باعث فخر سمجھتے تھے اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ مل بیٹھ کر ان کا تذکرہ بھی کیا کرتے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کو یاد کیا کرتے تھے۔

فاروقِ اعظم کے پَر پوتے اورغزوۂ بدر کا ذکر:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اُن سعادتوں کا چرچہ آپ کی اولاد میں بھی منتقل ہوتا رہا، یہاں تک کہ اگر اُن کے سامنے کوئی غزوۂ بدر کا واقعہ بیان کر دیتا تو وہ خوشی سے جھوم اُٹھتے۔ چنانچہ غزوۂ بدر کے مشہور واقعات میں ایک عظیم واقعہ اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ یہ بھی ہے کہ اُس دن حضرت سیِّدُ نا قَتَادہ بِن نُعمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آنکھ زخمی ہوگئی، چوٹ لگنے کے باعث وہ اپنی جگہ سے نکل کر رُخسار پر ڈھلکنے لگی، لوگوں نے چاہا کہ اُسے کاٹ ڈالیں لیکن وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے اپنی جگہ دبا کر اپنا لعاب مُبارک لگا دیا تو وہ آنکھ فی الفور اِس طرح ٹھیک ہوگئی کہ دیکھنے والے دیکھ کر حیران رہ جاتے اور نہ پہچان پاتے کہ دونوں آنکھوں میں سے صحیح آنکھ کون سی تھی؟ اور زخمی آنکھ کون سی تھی؟

حضرت سیِّدُ نا قَتَادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولاد میں سے کوئی شخص امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پر پوتے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جنہیں ''عمرِ ثانی'' بھی کہا جاتا ہے اِن کے دربار میں حاضر ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُس شخص سے اِستفسار فرمایا کہ تم کون ہو؟ وہ شخص چونکہ جانتا تھا کہ میرے جدّ اَمجد یعنی حضرت سیِّدُ نا قَتَادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اِن کے جدِ اَمجد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں غزوۂ بدر میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک تھے، لہٰذا اُس نے فِی البَدِیْہہ یعنی اُسی وقت فوراً دو اشعار پڑھ کے اپنا تعارف کروایا۔ وہ اشعار یہ ہیں:

اَنَا اِبْنُ الَّذِيْ سَالَتْ عَلَى الْخَدِّ عَيْنُهُ
فَرُدَّتْ بِكَفِّ الْمُصْطَفٰى اَحْسَنَ الرَّدِّ

ترجمہ: ''یعنی میں ان کا بیٹا ہوں جن کی غزوۂ بدر میں رخسار پر آنکھ بہہ گئی تھی، پھر دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک سے اپنی جگہ نہایت ہی خوبصورتی سے لوٹ آئی۔''

فَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ لِاَوَّلِ اَمْرِهَا
فَيَا حُسْنَ مَا عَيْنٍ وَ يَا حُسْنَ مَارَدِّ

ترجمہ: ''اور اُس کی ایسی کیفیت ہوگئی جیسی وہ پہلی تھی، وہ آنکھ کتنی مبارک تھی جس نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دستِ مبارک کے بوسے لیےاور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُس آنکھ کواپنی پہلی والی حالت پرلوٹانا کتنا حَسِین تھا۔“

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان وعظمت، اپنے آباء واجداد کے ذکر خیر، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی نسل پاک کی طہارت سے بھرپور اشعار سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ خوشی سے جھوم اٹھے اور اُس شخص کو بہت سے اِنعام واِکرام سے نوازا۔ کیسا حَسِین اِمتزاج ہے کہ یہاں حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَولاد اور حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَولاد کی اِس طرح ایک خوشگوار ملاقات ہوئی۔ اور اُس مبارک عہد یعنی سن ۲۳ ہجری میں جب حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے ماں شریک بھائی حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کی قبر میں اترے۔[1]

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر رحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۳ ہجری) غزوۂ اُحُد اور فاروقِ اعظم

......غزوۂ اُحُد شوال المکرم کے مہینے میں پیش آیا، تمام غزوات سے یہ غزوہ شدید اور مشکلات سے بھرپور تھا، جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ یہ غزوہ شوال المکرم ۳ ہجری میں پیش آیا لیکن اس کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ اُحُد ایک مشہور اور مبارک پہاڑ ہے جو مدینہ طیبہ سے ایک فَرسَخ پر واقع ہے، اِس پہاڑ کے آغاز اور مدینہ منورہ کے باب البقیع کے درمیان $2\frac{4}{7}$ میل سے کچھ زیادہ فاصلہ ہے۔[2]

یہ وہی پہاڑ ہے جس کے بارے میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اُحُدٌ ھٰذَا جَبَلٌ

[1] ......عمدۃ القاری، کتاب المغازی، ج ۱۲، ص ۶۴، تحت الحدیث: ۳۹۹۷۔

[2] ......وفاء الوفاء، الفصل السابع، موقع احد من المدینۃ، ج ۳، ص ۹۲۷۔

یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ یعنی اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں۔''(1)

......سرکارِ والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **غزوۂ اُحد** کے لیے ایک ہزار افراد لے کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جن میں منافقین بھی شامل تھے لیکن رئیس المنافقین **عبد اللّٰہ** بن اُبَی بن سَلُول اپنے تین سو ۳۰۰ منافق ساتھیوں کے ہمراہ راستے سے ہی واپس آگیا اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اب صرف سات سو جانثار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان باقی رہ گئے۔(2)

......مسلمان سب پیدل تھے، لشکرِ اسلام میں صرف دو گھوڑے تھے، ایک گھوڑا حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے اور دوسرا گھوڑا حضرت سیِّدُنا ابو بردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس تھا، نیز سو ۱۰۰ زِرہ پوش بھی تھے۔ جبکہ مشرکین کی تعداد تین ہزار ۳۰۰۰ تھی، اُن میں سات سو ۷۰۰ زِرہ پوش، دو سو ۲۰۰ گھوڑے اور تین ہزار ۳۰۰۰ اُونٹ بھی تھے، اِس غزوہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن اُمِّ مَکْتُوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔(3)

......اسی غزوہ میں ایک موقع پر مسلمانوں کو سخت ہزیمت بھی اٹھانی پڑی کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن جبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تقریباً پچاس تیر اندازوں پر مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''دو ۲ پہاڑوں کے درمیان اِس جگہ کو مت چھوڑنا خواہ ہم غالب آئیں یا مغلوب ہوجائیں۔'' جب کفار کو شکست ہوئی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے، دورانِ جنگ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن جبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کے بعض ساتھی ثابت قدم رہے اور جام شہادت نوش فرمایا اور آپ کے زیادہ ساتھی یہ سمجھ کر کہ جنگ ختم ہوگئی ہے وہ مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہوگئے اور حضرت سیِّدُنا خالد بن وَلید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو اُس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے پہاڑ کے عقب سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوگئے اور بظاہر مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

---

1 ......بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الخدمۃ فی الغزو، ج ۲، ص ۲۷۸، حدیث: ۲۸۸۹ مختصراً۔
عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، ج ۱۲، ص ۸۸۔

2 ......عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، ج ۱۲، ص ۸۹۔

3 ......طبقات کبری، غزوۃ رسول اللہ احدا، ج ۲، ص ۲۸، شرح الزرقانی علی المواھب، غزوۃ احد، ج ۲، ص ۳۹۸۔

……اِس غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جام شہادت نوش فرمایا، جن میں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیّدُنا امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت بھی ہے، اُن کی شہادت پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشادفرمایا کہ ''آپ کی شہادت سے بڑھ کر میرے لئے اور کوئی مصیبت نہ ہوگی، اِس مقام سے بڑھ کر غضب ناک مقام پر کھڑا ہونے کا مجھے اِس سے قبل اتفاق نہ ہوا۔'' نیز یہ بھی فرمایا کہ ''فرشتے آسمانوں میں حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''**ربّ تعالی اور اُس کے رسول کا شیر**'' کہہ کر پکارتے ہیں۔'' آپ کا ایک لقب ''**سید الشہداء**'' بھی ہے۔[1]

……غزوۂ اُحد میں ستر انصاری اور پانچ مہاجرین صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جامِ شہادت نوش فرمایا، مہاجرین میں حضرت سیّدُنا حَمزہ بِن عبدُ المُطَّلِب، حضرت سیّدُنا عبد اللہ بِن جَحش، حضرت سیّدُنا مُصعب بِن عُمَیر، حضرت سیّدُنا عثمان بِن شَمَّاس رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے اَسماءِ مبارَکہ سرِفہرست ہیں۔[2]

اِس جنگِ اُحد میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بڑے بڑے فضائل حاصل ہوئے، تفصیل درج ذیل ہے۔

فاروقِ اعظم نے دشمنوں کو بھگا دیا:

جنگ اُحد میں سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک سعادت یہ بھی حاصل ہوئی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواہش کو پورا کیا اور کفار قریش کو مار بھگایا۔ چنانچہ حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن اسحاق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ جنگ اُحد کے روز **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ ایک پہاڑ کی گھاٹی میں موجود تھے، جب کہ قریش کا ایک ٹولہ مسلمانوں کو ڈھونڈتا ہوا اُسی پہاڑ کے اوپر چڑھ آیا۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں اپنے سے اوپر دیکھا تو اِس بات کو ناپسند فرمایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کرتے ہوئے اپنی خواہش کا یوں اظہار فرمایا: ''**لَیْسَ لَهُمْ اَنْ یَعْلُوْنَا** یعنی یہ کفار ہم سے بلند نہ ہونے پائیں۔'' چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

1 ……سیرۃ ابن ھشام، غزوۃ احد، ج ۲، ص ۸۳۔

2 ……عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، ج ۱۲، ص ۸۹۔

شرح الزرقانی علی المواھب، غزوۃ احد، ج ۲، ص ۴۴۹، الروض الانف، دفن عبد اللہ۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۲۸۴۔

اور دیگر کچھ مہاجر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اُٹھے اور انہیں پہاڑ سے نیچے بھگا دیا۔[1]

فاروقِ اعظم کو دفاعی جواب دینے کا نبوی حکم:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن اِسحاق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ قبولِ اِسلام سے قبل جب (حضرت سیِّدُنا) ابو سُفیان (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے میدانِ اُحد سے پلٹنے کا ارادہ کیا تو وہ ایک پہاڑ پر چڑھ کر بولے: ''جنگ ایک کھیل ہے، (جس میں ہار بھی ہے، اور جیت بھی) دن کا بدلہ دن ہے، تم نے بدر میں ہمارے ستر ۷۰ آدمی مارے اور آج ہم نے تمہارے ستر ۷۰ آدمی مار (شہید کر) دیئے، ہُبَل (بت) کا نام بلند رہے (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قُمْ فَاَجِبْهُ یعنی اے عمر! اُٹھ کر اِسے جواب دو۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اٹھے اور اُسے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ لَا سَوَاءَ قُتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقُتْلَاكُمْ فِي النَّارِ یعنی صرف اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی سب سے بلند اور بزرگ و برتر ہے، کوئی برابر کا بدلہ نہیں ہوا کیونکہ ہمارے مقتول (شہداء) جنت میں ہیں اور تمہارے دوزخ میں۔'' جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُسے جواب دے چکے تو ابوسفیان نے کہا: ''اے عمر! اِدھر آؤ۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اِئْتِه فَانْظُرْ مَايَقُوْلُ یعنی اے عمر! جاؤ اور سنو یہ کیا کہتا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُس کے پاس گئے تو وہ بولا: ''اے عمر! تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، بتاؤ کیا محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو ہم نے (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) ختم (شہید) کر دیا ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''لَا وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ كَلَامَكَ الْاٰنَ یعنی خدا کی قسم! ہرگز نہیں، بلکہ وہ اِس وقت بھی تیری گفتگو سن رہے ہیں۔'' ابو سفیان نے کہا: ''یقیناً تم میرے نزدیک ابن قمئہ سے زیادہ سچے ہو، جس نے مجھے کہا ہے کہ میں نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو (مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) قتل کر دیا ہے۔''[2]

فاروقِ اعظم کی غیرتِ ایمانی:

ایک روایت میں یوں ہے کہ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی اور رسول

---

1 ...... الکامل فی التاریخ، ذکر غزوة احد، ج ۲، ص ۵۲۔

2 ...... اسد الغابة، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۶۵۔

اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ پہاڑ کے دامن میں موجود تھے تو ابوسفیان ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر یوں پکارنے لگا: ''اَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ یعنی کیا تم میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) موجود ہیں؟'' رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: ''لَا تُجِیبُوہُ یعنی اُسے جواب نہ دینا۔'' اُس نے دوبارہ سوال کیا: ''اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ اَبِي قُحَافَةَ کیا ابن ابی قحافہ (یعنی سیِّدُنا ابوبکر صدیق) تم میں موجود ہیں؟'' رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: ''لَا تُجِیبُوہُ یعنی اُسے جواب نہ دینا۔'' اس نے دوبارہ سوال کیا: ''اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ کیا تم میں ابن خطاب (یعنی عمر فاروقِ اعظم) موجود ہیں؟'' تو وہ کہنے لگا: ''اِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوا فَلَوْ كَانُوا اَحْيَاءً لَاَجَابُوْا یقیناً یہ سارے لوگ قتل (شہید) ہوچکے ہیں، اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ سن کر اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور جلال میں آکر ارشاد فرمایا: ''كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اَبْقَى اللّٰهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيكَ یعنی او خدا کے دشمن! تو جھوٹ بول رہا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھ پر باقی رکھا ہے اُسے جو تجھے ذلیل ورُسوا کردیں گے۔ (یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور میں بالکل خیریت سے ہیں۔)'' پھر وہ کہنے لگا: ''اُعْلُ هُبَلُ یعنی ھُبَل بُت کا نام بلند ہو (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ)۔'' رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِسے جواب دو۔'' عرض کیا: ''کیا جواب دیں؟'' فرمایا: ''اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ یعنی یہ کہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اعلیٰ اور بُزرگ وبرتر ہے۔'' ابوسفیان کہنے لگا: ''لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَكُمْ یعنی ہمارے لیے مددگار تو عزیٰ بت ہے لیکن تمہارا کوئی مددگار نہیں۔'' رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِسے جواب دو۔'' عرض کیا: ''کیا جواب دیں؟'' فرمایا: ''اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَكُمْ یعنی ہمارا مددگار اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے لیکن تمہارا کوئی مددگار نہیں۔''[1]

فاروقِ اعظم رسول اللہ کے دِفاعی مُشیر ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا دونوں روایات سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کئی اوصاف اور دیگر مدنی پھول حاصل ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

---

1 ...... بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، ج ۳، ص ۳۴، حدیث: ۴۰۴۳ مختصراً۔

……جب ابوسفیان نے فقط رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موجودگی کی بات کی تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خاموش رہے لیکن جیسے ہی اُس نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کے وصال کی بات کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے رہا نہ گیا اور جذبۂ غیرت ایمانی کے ساتھ کھڑے ہوکر سخت الفاظ میں جواب دیا۔ معلوم ہوا کہ اپنی ذات کے مقابلے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات کو ترجیح دینا سنت فاروقی اور عین ایمان، بلکہ ایمان کی جان ہے اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ کی ذات کو اپنی ذات پر ترجیح کیوں نہ دیتے کہ یہ ایمان افروز تربیت تو انہیں بارگاہِ رسالت سے ہی عطا ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک بار فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِی یعنی یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کی ذات مبارکہ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے سوائے میری جان کے۔'' ارشاد فرمایا: ''لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِیَدِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ نہیں اے عمر! اُس ربّ عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بات اُس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک میں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''فَاِنَّہُ الْاٰنَ وَاللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِي یعنی یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ یعنی اے عمر! اب بات مکمل ہوگئی۔''(1)

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

……سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ سے یہ والہانہ

(1)……بخاری، کتاب الایمان والنذور، کیف کانت یمین النبی۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۲۸۳، حدیث: ۶۶۳۲۔

محبت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کے وقت بھی دیکھنے میں آئی کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وِصالِ ظاہری ہوا تو یہی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''**وَاللّٰہِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال نہیں ہوا۔''(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تمام اُمت مسلمہ کا اِس بات پر اِجماع ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو وعدہ الٰہیہ کے مطابق فقط ایک آن کے لیے موت آئی اور پھر دوبارہ اُن کے اجسامِ مبارکہ میں روح کو لوٹا دیا گیا۔ اور تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ** یعنی بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے اَجسام مبارکہ کو کھائے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔''(2)

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے، مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات، مثل سابق وہی جسمانی ہے
رُوح تو سب کی ہے زندہ اُن کا، جسمِ پُر نور بھی رُوحانی ہے
اَوروں کی رُوح ہو کتنی ہی لطیف، اُن کے اَجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی، رُوح ہے پاک ہے نورانی ہے
اُس کی ازواج کو جائز ہے نکاح، اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حَیٌّ اَبَدی ان کو رضاؔ، صِدقِ وعدہ کی قضا مانی ہے

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت، پروانۂ شمع رِسالت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن حیاتِ اَنبیاء کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

---

1 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی لو۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۱، حدیث: ۳۶۶۷ مختصرا۔

2 ......ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ، ج ۲، ص ۲۹۰، حدیث: ۱۶۳۷ مختصرا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

﴾……مذکورہ بالا دونوں روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فعلاً اور قولاً دونوں طرح دفاع کرنے والے ہیں۔ کفار کا لشکر جب پہاڑ کے اوپر آیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فعلاً (جنگ کے ذریعے) دفاع کیا کہ دشمنوں کو مار بھگایا اور جب کفار کی طرف سے جنگی اُمور پر تبادلہ خیال کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے قولاً (گفتگو کرکے) دفاع کیا۔

﴾……دیگر جیِّد صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی موجودگی کے باوجود حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جواب کا ارشاد فرمانا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے کفار کو جواب دیں۔

﴾……ابو سفیان نے جب فقط موجودگی کے متعلق پوچھا تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دینے سے منع فرمادیا، لیکن چوتھی مرتبہ جب شہادت کی بات کی تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دینے سے منع نہ فرمایا اور اِس بار حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی جواب دیا، تو گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو چوتھی مرتبہ جواب دینے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موافقت حاصل ہوئی۔

﴾……مذکورہ بالا دونوں روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی دشمن وغیرہ کسی کے خلاف گفتگو کرے تو اسے منہ نہ لگایا جائے لیکن جب وہ حد سے تجاوُز کر جائے تو اُس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تین مرتبہ جواب نہ دیا، چوتھی مرتبہ جواب دیا۔

﴾……یہ بھی معلوم ہوا کہ جب بزرگوں کی ذات کے متعلق کوئی باتیں بنائے، اُن کی شان میں گستاخی کرے یا کسی بھی قسم کا کلام کرے تو ہمیں چاہیے کہ ان کا دفاع کریں اور اُن کی طرف سے بھرپور جواب دیں البتہ سزا دینے کی

اجازت صرف حاکم کو ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیِّدُنا ابوسفیان کا قبولِ اسلام:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایات میں حضرت سیِّدُنا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کی زوجہ ہِند رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا دونوں نے رمضان المبارک ۸ ہجری میں فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔اور یہی سیِّدُنا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کاتب وحی حضرت سیِّدُنا امیرِ مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ حَبِیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے والد ہیں۔(1)

(۴ ہجری) غَزْوَۂ بَنُو نَضِیْر اور فاروقِ اعظم

✿......غزوۂ ''بنونضیر'' ربیع الاول سن ۴ ہجری میں پیش آیا۔حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے آس پاس کے کئی یہودی قبائل جیسے اَوس، خَزرَج، بنونضیر وغیرہ سے معاہدہ کیا ہوا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی مُہم میں کفار مکہ کا ساتھ نہیں دیں گے، نہ ہی اُن کے حلیف یعنی مددگار بنیں گے۔''بنو نضیر'' یہودیوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا۔اس قبیلے والوں کی رہائش مسجد قباء سے پیچھے عالیہ کی سمت میں مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر تھی۔(2)

✿......جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کو وقتی طور پر ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو یہی بنونضیر ابوسفیان کے حلیف بن گئے۔نیز ایک دو اور معاملات میں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چند صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ اِس قبیلے میں تشریف لے گئے، تو اِنہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مَعَاذَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دھوکے سے شہید کرنے کی کوشش کی لیکن رَبّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہلے ہی اِن کے اِس ناپاک ارادے سے خبردار کردیا۔ بہرحال **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کو کفار قریش کی مدد کرنے اور دھوکہ دہی سے کام لینے کی وجہ سے

(1)......الاصابۃ، صخر بن حرب۔۔۔الخ، ج۳، ص۳۳۲، الرقم: ۴۰۶۲۔

(2)......شرح الزرقانی علی المواھب، حدیث بنی نضیر، ج۲، ص۵۰۵، سیرتِ سیدالانبیاء، ص۱۵۸۔

مدینہ منورہ سے جلاوطنی کا حکم ارشاد فرمادیا۔لیکن رئیس المنافقین **عبد اللّٰہ** بن اُبی نے انہیں اِس بات پر ابھارا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں لہٰذا تم لوگ ڈٹے رہو تو سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ اِس قبیلے کا محاصرہ کرلیا، منافقین نے اُن کا کوئی ساتھ نہ دیا بہرحال مرعوب ہوکر انہوں نے ہتھیار ڈال دیے اور جلاوطنی پر مجبور ہوگئے۔(1)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی سعادت مندی:

......**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کہیں کسی قبیلے میں کسی معاہدے وغیرہ کے لیے جاتے تو اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو ساتھ لے کر جاتے ، اِس ''غزوۂ بنونضیر'' میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ''بنونضیر'' کے ساتھ بات چیت کے لیے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی ساتھ لے کر گئے۔''(2)

(۴ ہجری) غَزْوَۂ بَدْرُ الْمَوْعِد اور فاروقِ اعظم

......یہ غزوہ شعبان المعظم کے مہینے میں سن ۴ ہجری میں پیش آیا اور ایک قول کے مطابق یکم ذیقعدہ کو پیش آیا، اس غزوہ کو اِن ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے: ''**بَدْرُ الْمَوْعِد، بَدْرُ الْمِیْعَاد، بَدْرُ الصُّغْرٰی، بَدْرُ الثَّالِثَہ، بَدْرُ الْاٰخِیْرَۃ**۔غزوۂ اُحد سے فارغ ہونے کے بعد ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں نے حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وعدہ کیا کہ اِسی سال کے اختتام پر ہم دوبارہ ''بدر'' اور ''صفراء'' کے مقام پر آئیں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کریں گے۔سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُن کے مقابلے کے لیے نکلے، اِسی وجہ سے اِس غزوے کو ''**غَزْوَۂ بَدْرِ الْمَوْعِد** یعنی مقام بدر میں لوٹ کر دوبارہ ہونے والی جنگ'' رکھا گیا۔

......**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ پر اپنا نائب مُقرر فرمایا۔مشرکین کا لشکر ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سمیت نکل کر ''**مَرُّ الظَّہْرَان**'' تک پہنچا جو

---

1 ......کتاب المغازی، غزوۃ بنی نضیر، ج ۱، ص ۳۶۴، سیرۃ ابن ھشام، غزوۃ بدر۔۔۔الخ، امر اجلاء بنی النضیر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۶۴ ملخصا۔

2 ......کتاب المغازی، غزوۃ بنی نضیر، ج ۱، ص ۳۶۴۔

مکہ اور عُسفان کے درمیان مکہ مکرمہ سے ایک دن کی مَسافت پر واقع ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مشرکین کے دلوں میں رُعب ڈال دیا اور وہ وہیں سے فرار ہو گئے، اس کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی اپنے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ساتھ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔[1]

فاروقِ اعظم کی سَعادت مَندی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک تو سب سے عظیم سَعادت مَندی یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں اِس غزوہ میں شرکت کی اور دوسری سعادت یہ ہے کہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ڈیڑھ ہزار (۱۵۰۰) صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور اِس لشکر میں صرف دس افراد ایسے تھے جن کے پاس گھوڑے تھے، اُن میں سے ایک سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے۔ جس مجاہد کے پاس اُس کا گھوڑا ہوتا ہے مالِ غنیمت میں بھی اُس کا حصہ دوگنا (Double) ہوتا ہے۔[2]

(۵ ھجری) غزوۂ بنی مُصْطَلِق اور فاروقِ اعظم

......غزوۂ ''بَنِی مُصْطَلِق'' صحیح قول کے مطابق غزوۂ خندق سے قبل شعبان المعظم کے مہینے میں پیش آیا۔ اِسے غزوۂ ''مُرَیْسِیْع'' بھی کہتے ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ۲ شعبان المعظم سن ۵ ہجری کو تقریباً سات سو ۷۰۰ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ اِس مُہِم کے لیے روانہ ہوئے اور حضرت سیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مُقرّر فرمایا، بعض اَقوال کے مطابق حضرت سیِّدُنا ابوذر غِفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا نائب مُقرّر فرمایا۔ اِس غزوہ میں اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور اُم المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھیں۔[3]

---

1 ...... کتاب المغازی، غزوۃ بدر الموعد، ج ۱، ص ۳۸۴، سیرۃ ابن ھشام، ج ۲، ص ۱۸۰۔
شرح الزرقانی علی المواھب، غزوۃ بدر الاخیرۃ---الخ، ج ۲، ص ۵۳۶۔

2 ...... کتاب المغازی، غزوۃ بدر الموعد، ج ۱، ص ۳۸۷۔

3 ...... طبقات کبری، غزوۃ رسول اللہ---الخ، ج ۲، ص ۴۸۔

❀......اِس غزوے کی وجہ یہ ہوئی کہ حارِث بِن اَبِی ضَرار جو اپنے قبیلے ''بَنِیْ مُصْطَلِق'' کا سردار تھا، اُس نے بعض عرب قبائل کو دعوت دی تاکہ مسلمانوں کے خلاف جنگی لشکر تیار کیا جاسکے۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جب اِس بات کا علم ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا بُرَیدہ بِن حُصَیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تحقیق کے لیے بھیجا انہوں نے اُس کے پاس جاکر معلوم کرلیا کہ واقعی اُن کا جنگ ہی کا ارادہ ہے اور پھر آکر **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبردار کردیا، اس پر **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لشکر کے ساتھ اُن کے خلاف جہاد فرمایا۔[1]

❀......مسلمانوں کو اس غزوے میں غلبہ عطا ہوا، صرف ایک صحابی رسول شہید ہوئے، جبکہ دشمن کے دس افراد قتل ہوئے، سات سو(۷۰۰) یا اس سے زائد قید ہوئے، مالِ غنیمت میں چوپائے اور بھیڑ بکریاں وغیرہ بھی ہاتھ آئیں۔ قیدیوں میں حضرت سیِّدُنا جُوَیرِیہ بِنتِ حارِث بِن اَبِی ضَرار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی تھیں، جو بعد میں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجیّت میں آئیں اور اُمّ المؤمنین ہونے کا شرف حاصل کیا۔ جب یہ خبر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو ملی تو انہوں نے اُن کے قبیلے کے تمام قیدیوں کو آزاد کردیا کہ اب یہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سُسرالی خاندان ہے، چنانچہ بنی مُصْطَلِق کے اُن افراد کو آزادی نصیب ہوئی، سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ''میرے علم میں کوئی دوسری عورت نہیں جو اپنے خاندان کے لیے اِن سے بڑھ کر باعثِ بَرَکت ہو۔''[2]

❀......یہ وہی غزوہ ہے جس میں اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ہار گم ہوگیا تھا، جس کے سبب قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے تیمم جیسی عظیم نعمت حاصل ہوئی۔ ''**مُرَیْسِیْع**'' اِس قبیلے ''**بَنِیْ مُصْطَلِق**'' کے ایک کنویں کا نام ہے، کبھی قبیلے کی طرف نسبت کرکے اُسے ''**غَزْوَۂ بَنِیْ مُصْطَلِق**'' کہا جاتا ہے اور کبھی کنویں کی طرف نسبت کرکے ''**غَزْوَۂ مُرَیْسِیْع**'' کہا جاتا ہے۔[3]

اِس غزوۂ بنی مُصْطَلِق میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل

---

1 ......طبقات کبری، غزوۃ رسول اللہ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۴۹۔

2 ......کتاب المغازی، غزوۃ المریسیع، ج ۱، ص ۴۱۱، طبقات کبری، ذکر ازواج رسول اللہ۔۔۔الخ، ج ۸، ص ۹۲۔

3 ......طبقات کبری، غزوۃ رسول اللہ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۴۸۔

ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

مُقَدِّمَۃُ الجَیْش کے افسر فاروقِ اعظم:

اِس غزوۂ مُصْطَلِق میں اوّلاً امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مقدمۃ الجیش کے افسر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے۔ ''مُقَدِّمَۃ الجَیْش'' لشکر کے اُس حصے کو کہتے ہیں جو لشکر کے آگے آگے ہوتا ہے اور اُس کا کام دشمن کی صورت حال سے پورے لشکر کو آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کفار کے ایک جاسوس کو پکڑ لیا جو مسلمان لشکر کی جاسوسی کرنے آیا تھا، نیز اُس جاسوس سے لشکر کفار کی ضروری معلومات لینے کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے قتل کر دیا۔ جب کفار کو اِس بات کا علم ہوا تو اُن پر مسلمانوں کا رُعب طاری ہو گیا، اور یہی اُن کی شکست کا سبب بھی بنا۔ (1)

فاروقِ اعظم نِدا کے لیے مامور:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک اور سعادت یہ بھی حاصل ہوئی کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عین قتال کے وقت آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اِس بات پر مامور فرمایا کہ آپ یہ ندا کر دیں کہ ''جو کلمۂ اِسلام کہے گا اُسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔'' (2)

فاروقِ اعظم نے مُنافِق کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی:

''**غَزْوَۂ بَنِیْ مُصْطَلِق**'' سے فارغ ہو کر جب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نزول فرمایا تو مہاجرین وانصار کے دو افراد کے مابین کچھ تنازع ہو گیا۔ مہاجر صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُنا **جَہْجَاہ بِنْ سَعِیْد غِفَارِی** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اجیر تھے۔ بعض کے نزدیک اُن کا نام حضرت سیِّدُنا **جَہْجَاہ** بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھا۔ (3)

---

1 ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۶۸ ماخوذا۔

2 ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۶۸ ماخوذا۔

3 ......الاصابۃ، جھجاہ بن سعید، ج ۱، ص ۶۲۱، الرقم: ۱۲۴۸۔

اِسی طرح انصاری صحابی کے نام سے متعلق بھی دو قول ہیں: ایک قول کے مطابق اُن کا نام حضرت سیِّدُنا **سِنَان بِنْ فَرْوَہْ جُہَنِی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھا اور دوسرے قول کے مطابق اُن کا نام حضرت سیِّدُنا **سِنَانْ بِنْ تَیم** بن اَوْس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھا۔ بہرحال دونوں نے اپنے اپنے قبیلے کے لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کو ناپسند فرمایا۔ جب رئیس المنافقین **عبد اللّٰہ** بن اُبَی کو معلوم ہوا تو وہ انصار کو ورغلانے لگا اور کہنے لگا: ''**لَا تُنْفِقُوا عَلَی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِہٖ** یعنی یہ جو **رسول اللّٰہ** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اردگرد لوگ (یعنی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) ہیں اُن پر تم اپنے مال ومتاع خرچ نہ کرو یہ لوگ خود ہی بھاگ جائیں گے۔'' ساتھ وہ یہ بھی بکواس کرنے لگا: ''**وَلَئِنْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِہٖ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ** یعنی ہم پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزّت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلّت والا ہے۔'' اِس منافق خبیث نے ''عزت والے'' سے اپنی ذات مراد لی اور دوسرے لفظ سے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَرفع واعلی ذات کریمہ مراد لی۔

۞......حضرت سیِّدُنا زید بن اَرقم انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب اُس کے الفاظ سنے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غیرت ایمانی سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ مُحَمَّدًا الْعَزِیْزُ، وَاَنْتَ الْاَذَلُّ اَوْ اَنْتَ الذَّلِیْلُ** یعنی بے شک **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عزت والے ہیں اور تو ہی سب سے بڑا ذلیل اور ذلیل وخوار ہے۔'' حضرت سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ خبر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچائی۔

۞......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی وہیں موجود تھے، انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''**دَعْنِي یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَضْرِبْ عُنُقَ ھٰذَا الْمُنَافِقِ** یعنی **یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ مجھے اِس بات کی اجازت دیجئے کہ میں اِس منافق کی گردن اڑا دوں۔'' **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''**دَعْہُ لَا یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَقْتُلُ اَصْحَابَہٗ** یعنی اے عمر! اِسے چھوڑ دو ورنہ لوگ باتیں بنائیں گے کہ **مُحَمَّد** (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اپنے ساتھیوں کو قتل کروا رہے ہیں۔''

۞......پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے علم ہونے کے باوجود **عبد اللّٰہ** بن اُبَی کو بلا کر اُس سے استفسار فرمایا

تو اُس نے واضح طور پر انکار کردیا اور قسم اُٹھا کر کہنے لگا کہ میں بھلا ایسی بات کیوں کروں گا۔'' **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے کچھ نہ کہا تو بظاہر یوں لگا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس کی تصدیق کی اور حضرت سیِّدُنا زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تکذیب فرمائی۔ سیِّدُنا زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب معلوم ہوا تو فرماتے ہیں: ''**فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلٰى اَحَدٍ فَبَيْنَمَا اَنَا اَسِيرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ قَدْ حَفَقْتُ بِرَاْسِي مِنَ الْهَمِّ** یعنی جب مجھے اِس بات کا معلوم ہوا تو مجھ پر ایسی غم کی کیفیت طاری ہوگئی کہ شاید ہی کسی پر ایسی کیفیت طاری ہوئی ہو۔ میں ایک بار سفر میں **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھا اور غم کی وجہ سے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔'' فرماتے ہیں:

۞......''**اِذْ اَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَكَ اُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي** یعنی اچانک **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے قریب تشریف لائے اور میرا کان پکڑ کر مروڑا اور میرے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔''

۞......''**فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي اَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا** یعنی **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِس مبارک اور پیار بھری ادا سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر مجھے ہمیشہ کی زندگی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔''

۞......''**ثُمَّ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِي فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی پھر مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ملے اور فرمانے لگے کہ **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمہیں کیا ارشاد فرمایا۔'' میں نے عرض کیا: ''**مَا قَالَ لِي شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُ عَرَكَ اُذُنِي وَضَحِكَ فِي وَجْهِي** یعنی **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے کچھ نہ ارشاد فرمایا بس میرا کان مروڑا اور میرے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔'' سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**اَبْشِرْ** تمہیں خوشخبری ہو۔''

۞......''**ثُمَّ لَحِقَنِي عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِي لِاَبِي بَكْرٍ** یعنی سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی مجھ سے ملے اور فرمایا کہ **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تم سے کیا ارشاد فرمایا، میں نے انہیں بھی وہی عرض کیا کہ **رسول اللّٰه** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے کچھ نہ ارشاد

فرمایا بس میرا کان مروڑا اور میرے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اَبْشِرْ تمہیں خوشخبری ہو۔'' جب صبح ہوئی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تائید میں ''سورۃ المنافقون'' کی آیات نازل فرمائیں۔

۞......قرآن پاک کی آیات کے نزول کے بعد **عبد اللہ بن اُبی** جب کبھی بات کرتا تو اُس کی قوم اُس کو برا بھلا کہتی، ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی اور سب کے سب اُس سے نفرت کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: **''کَیْفَ تَرٰی یَا عُمَرُ اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ قَتَلْتَہُ یَوْمَ قُلْتَ لِیْ اُقْتُلْہُ لَاُرْعِدَتْ لَہُ آنِفُ لَوْ اَمَرْتُھَا الْیَوْمَ بِقَتْلِہٖ لَقَتَلَتْہُ** یعنی اے عمر! اب تمہارا کیا خیال ہے؟ خدا کی قسم! اگر میں اُس دن اُس کو قتل کردیتا جس دن تم نے مجھ سے اُس کے قتل کی اجازت مانگی تھی تو یہ سارے لوگ اُس کے حمایتی بن جاتے لیکن آج اِن کی یہ حالت ہے کہ میں اِن کو اگر اُسے قتل کرنے کا حکم دوں تو وہ اُسے فی الفور قتل کردیں۔'' یہ سن کر سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عشق ومحبت سے سرشار ہو کر عرض کیا: **''وَاللّٰہِ عَلِمْتُ لَاَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَعْظَمُ بَرَکَۃً مِنْ اَمْرِیْ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ پر یہ بات آشکار ہوگئی کہ میرے فعل کے مقابلے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک فعل میں بہت بڑی برکت تھی۔''

۞......ایک روایت میں یوں بھی ہے **عبد اللہ بن اُبی** منافق کے بیٹے جو صحابیِ رسول تھے، حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب اُنہیں اپنے والد کی اِس گھناؤنی حرکت کا معلوم ہوا تو اُنہوں نے بھی بارگاہِ رسالت سے اپنے والد کے قتل کی اجازت طلب کی۔ لیکن **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں بھی منع فرمادیا۔ [1]

علم وحکمت کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جہاں اِس طویل روایت سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی اور شان ظاہر ہوتی ہے وہیں علم وحکمت کے درج ذیل بے شمار مدنی پھول بھی ملتے ہیں:

1......ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ المنافقین، ج۵، ص۲۰۵، حدیث: ۳۳۲۳، ۳۳۲۴ملخصا۔

سیرۃ ابن ھشام، غزوۃ بنی مصطلق، ج۲، ص۲۵۱۔

......مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے مابین بھی شکر رنجیاں ہوجاتی تھیں، یقیناً یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے بعض اوقات انسان کی طبیعت کے موافق کوئی بات نہیں ہوتی تو اُسے وہ قبول نہیں کرتا لیکن واضح رہے کہ عام لوگوں کا معاملہ اور صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کا معاملہ بہت جدا ہے، کیونکہ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے مابین اختلافات فقط اختلاف رائے کی بنیاد پر ہوتا تھا جبکہ دیگر لوگوں کے اختلافات میں باطنی امراض مثلاً حسد، تکبر، وعدہ خلافی، گالی گلوچ وغیرہ کو دخل ہوتا ہے۔ عام لوگوں کے اِختِلافی مُعاملات سے نہ صرف اُن کو نقصان ہوتا ہے بلکہ اُن سے متعلقہ دیگر لوگوں کو بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے جبکہ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے اختلافی معاملات سے نہ تو انہیں کوئی نقصان ہوتا ہے اور نہ ہی دیگر لوگوں کو کسی قسم کا کوئی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ بہرحال بغض وعناد، منافقت اور طَعن وتَشنیع کے باعِث صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے اِختلافات کو عام لوگوں میں بیان کرنا اپنے ایمان کو داؤ پر لگانے کے مُترادِف ہے۔ مَشہور مَقولہ ہے: ”خَطَائے بُزُرگ گَرِفتَن خَطَا اَسْت یعنی بزرگوں کی غلطیاں پکڑنا خود ایک بڑی غلطی ہے۔“ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے اختلافی معاملات بھی اُمّت کے لیے بہت بڑی نعمت ہیں، اُن کے اختلافات نہ ہوتے تو اُمّت بڑے بڑے فوائد سے محروم ہوجاتی۔ مثلاً مذکورہ بالا روایت میں دو صحابیوں کے جس معاملے کا ذکر ہے اُس سے یہ فوائد حاصل ہوئے:

- ......”رئیس المنافقین **عبد اللہ** بن اُبی کی صحابہ کرام و **رسول اللہ** کے خلاف دشمنی کھل کر سامنے آگئی۔“
- ......”تمام لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ یہ بدباطن منافق مسلمانوں کو لڑانے ہی کے لیے سرگرم رہتا ہے۔“
- ......”یہ بھی پتہ چل گیا کہ منافقین کا کام جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسمیں کھانا ہے۔“
- ......”سورۃ المنافقین کی آیات نازل ہوئیں اور منافقین کی تکذیب کی گئی۔“ وغیرہ وغیرہ

......یہ بھی معلوم ہوا کہ جب دو مسلمان آپس میں کسی بات پر اُلجھ جائیں یا اُن کا جھگڑا ہوجائے تو کفار ومشرکین ومنافقین فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اُن کے اختلافات کو ہوا دیتے اور اُن میں بُغض وعِناد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تمام اُمّتِ مُسلِمہ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے وہ اِس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور کفار ومشرکین اور منافقین کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے اُن کے فتنوں سے باخبر رہیں، آپس میں اِتّحاد واتفاق پیدا کریں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج کے اِس پُرفتن دَور

میں جہاں کفار ومشرکین ومنافقین مسلمانوں میں اِفتراق واِنتشار پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں، تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی صحیح العقیدہ مسلمانوں میں اِتحاد واتفاق کی راہ کو ہموار کررہی ہے، نیز اُن میں قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا جذبہ بیدار کرکے اُن کو آخرت کی فکر دلانے میں مصروفِ عمل ہے۔ دعوت اسلامی پوری دنیا کے کم وبیش 187 ممالک میں اپنا مدنی پیغام پہنچا چکی ہے نیز مزید کوششیں جاری وساری ہیں، آپ بھی دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے ہردم وابستہ ہوجایئے۔اپنے شہر میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت فرمایئے، ہر ماہ ۳ دن کے مدنی قافلے میں سفر کو اپنا معمول بنالیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دین ودنیا کی بے شمار بھلائیاں ہاتھ آئیں گی۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو

❀……یہ بھی معلوم ہوا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے بغض وعناد رکھنا منافقین کا طریقہ ہے۔ نیز صحابہ کرام ومحبوبِ صحابہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخیاں کرنا، اُن کی ذات مبارکہ سے دیگر مسلمانوں کو بدظن کرنا منافقین کا شیوہ ہے۔ آج کے دور میں بھی بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو بظاہر کلمہ گو ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، حج بھی ادا کرتے ہیں، زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں لیکن اُن کے دل عشقِ رسول سے خالی اور بُغضِ رسول سے بھرے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہردم ہوشیار رہیے! کبھی بھی اِن کی خُشُوع وخُضُوع والی نمازوں پر نہ جایئے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھئے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، اولیاءِ عُظام کے بارے میں اِن کا کیا عقیدہ ہے؟ اگر وہ اِن سے عشق ومحبت رکھتا ہے تو یقیناً وہ ہر وقت اِن کا ذکرِ خیر ہی کرے گا نہ کہ اِن مبارک ہستیوں کی ذات میں عُیوب ونقائص کو تلاش کرکے بیان کرے گا۔ مُنافقین کو پہچاننے اور اُن کی مَعرفت حاصل کرنے کے لیے علماءِ اہلسنت کی صُحبت بہت زیادہ ضروری ہے، لہٰذا علمائے کرام کی صُحبت اختیار کیجئے اور اپنی آخرت کا سامان کیجئے۔

سارے انبیاء سے ہم کو پیار ہے
سب صحابہ سے ہمیں تو پیار ہے

رب کے اولیاء سے ہمیں تو پیار ہے
اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اپنا بیڑا پار ہے

……مذکورہ بالا روایت سے ایک نہایت ہی لطیف نکتہ یہ بھی سامنا آتا ہے کہ عہدِ رسالت میں دو طرح کے لوگ تھے، ایک تو وہ جو ہر وقت اس انتظار میں رہتے تھے کہ کوئی ایسا موقع ملے کہ ہم **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں کوئی نہ کوئی گُستاخی کریں، توہین آمیز الفاظ بکیں، کوئی نہ کوئی عیب نکالیں اور یقیناً یہ لوگ کُفّار ومُشرکین ومنافقین تھے۔ جبکہ دوسرے وہ لوگ تھے جن کی اپنی ذات کے معاملے میں جب کوئی بات کی جاتی تو قطعاً اُس کی پرواہ نہ کرتے، بلکہ کوئی تکلیف پہنچاتا تو اُسے بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے معاف کر دیتے، البتہ جب اُن کے محبوب آقا، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف کوئی فقط اِرادہ بھی کرتا تو اُن کی غیرت ایمانی جاگ اٹھتی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناموس کے خلاف ایک لفظ سننا بھی اُنہیں گوارا نہ تھا، بلکہ وہ گستاخوں کے خلاف فی الفور حرکت میں آجاتے، اُنہیں منہ توڑ جواب دیتے۔ یقیناً پہلی قسم کے لوگ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہیں اور آخرت میں بھی تباہی اُن کا مقدر ہوگی، جبکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جیسی مبارک ہستیاں دنیا میں عزت وشرف والے اور آخرت میں بھی بلند مراتب والے ہوں گے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی محبت عطا فرمائے۔ آمین

……**عبد اللّٰہ بن اُبی** کے بیٹے حضرت سیِّدنا **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے والد کی گستاخی پر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنے والد کے قتل کی اجازت مانگی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے نزدیک **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ اُن کے ماں باپ، آل اولاد، مال جان سب سے زیادہ محبوب تھی، اور کیوں نہ ہوتی کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ارشاد فرمایا: ''**لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ** یعنی تم میں کوئی اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''[1]

……**عبد اللّٰہ بن اُبی** جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں آیا تو اُس نے جھوٹ بولا اور

---

1 ……بخاری، کتاب الایمان، حب الرسول۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۷، حدیث: ۱۵۔

جھوٹی قسم بھی اُٹھالی۔معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم اُٹھانا دونوں منافق کی علامتیں ہیں۔سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''**اِنَّ الْکِذْبَ بَابٌ مِّنْ اَبْوَابِ النِّفَاقِ** بے شک جھوٹ مُنافقت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔''(1)

……جب حضرت سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **عبد اللہ** بن اُبی کی باتیں بارگاہِ رسالت میں پہنچائیں اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے اُن کی تصدیق نہ کی گئی تو سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر غم کی کیفیت طاری ہوگئی۔معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے نزدیک **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے کسی کو تائید ملنے کی بڑی اہمیت تھی۔اگر کسی معاملے میں اُن کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے تائید حاصل ہوجاتی تو اُن کے وارے نیارے ہوجاتے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بات پر اگر بزرگوں کی تائید حاصل ہوجائے اُس پر خوش ہونا اور تائید نہ ملنے پر غمگین ہونا ایک فطری عمل ہے۔

……**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اصحاب کا غمزدہ ہونا پسند نہیں یہی وجہ ہے کہ جب سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہایت ہی غمگین حالت میں دیکھا تو اُن کی دلجوئی فرمائی۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کا چھوٹوں کے پیار سے کان وغیرہ مروڑنا جائز ہے، نیز اُن کا مسکرا کر دیکھ لینا بھی بہت بڑی حوصلہ اَفزائی ہے۔

……**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کان مروڑا اور محبت سے اُن کی طرف دیکھ کر مسکرائے، گویا اُنہیں معلوم ہوگیا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے راضی ہیں اور اُن پر میرا سارا معاملہ ظاہر ہے۔فرماتے ہیں: ''**فَمَا كَانَ يَسُرُّنِي اَنَّ لِي بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا** یعنی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِس مبارک اور پیار بھری اَدا سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر مجھے ہمیشہ کی زندگی مل جاتی تو اِتنی خوشی نہ ہوتی۔'' سُبْحَانَ اللہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا کتنا پیارا عقیدہ تھا کہ اُن کے لیے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صرف ایک اَدا ہی دُنْیَا وَمَا فِیْہَا بلکہ جنت سے بڑھ کر ہے۔کیونکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ مبارک عقیدہ

1……مساوی الاخلاق، باب ماجاء فی الکذب وقبح ما اتی به اهله، ص ٦٧، حدیث: ١١١۔

تھا کہ جنت تو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ کی صرف ایک نعمت ہے۔ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا میں کئی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو عطا فرمادی۔ بلکہ کل بروز قیامت جسے بھی جنت میں داخلہ نصیب ہوگا وہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت واجازت سے ہی ہوگا۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب منافق دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی
عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

......اگرچہ **عبد اللہ بن اُبی منافق** نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے جھوٹ بولا اور جھوٹی قسم تک کھائی لیکن **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے باخبر تھے کہ اِس نے میرے سامنے جھوٹ بولا ہے اور جھوٹی قسم اُٹھائی ہے۔ نیز زید بن اَرقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بالکل سچے ہیں۔ کیونکہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قتل کی اجازت نہ دینا اور اس کی حکمت عملی کو بیان کرنا، نیز حضرت سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مسکرا کر دیکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُن کے معاملے سے باخبر تھے البتہ آپ قرآنی آیات کے نزول کا انتظار فرما رہے تھے۔

......شیخین کریمین امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مزاج شناس رسول ہیں، آپ دونوں اِس بات کو جانتے تھے کہ **عبد اللہ بن اُبی** کا کذب (جھوٹ) اور زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا صدق (سچ) **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم میں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہر ہر ادا پر نظر ہوتی تھی، یہی وجہ ہے جب **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس اُن کی دلجوئی فرمائی تو اِس کے فوراً بعد شیخین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اُن کے پاس تشریف لے آئے۔ نیز شیخین کریمین کے علم میں یہ بات تھی کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فقط زید بن اَرقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر مسکرانا ہی اِس بات

پر دلیل ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک وہی سچے ہیں، اِس لیے دونوں نے سیِّدُنا زید بن اَرقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کوخوشخبری دی۔

......حضرت سیِّدُنا زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان بھی ظاہر ہوئی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اُن کی تصدیق اور **عبد اللہ** بن اُبَی منافق کی تکذیب میں سورۃ المنافقون کی آیات مبارکہ نازل فرمائیں۔

......مذکورہ بالا روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر کام میں ڈھیروں حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، کیونکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے مختلف اُمور کے اَنجام کو بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں، بعض اوقات آپ کسی کام کو کرنے سے منع فرماتے ہیں کہ اُس وقت اُس کام کو نہ کرنے میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے، اور بعض اوقات کسی کام کو فی الفور کرنے کا حکم اُرشاد فرماتے ہیں کہ اُس کو فی الفور کرنے میں ہی فوائد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا واقعے میں سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آپ نے قتل کرنے سے منع فرمایا اور اس کی حکمت بھی خود ہی ارشاد فرمائی۔

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عقیدہ تھا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر فعل میں بہت برکتیں ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہایت ہی خوبصورت الفاظ میں اِس مبارک عقیدے کو بیان فرمایا کہ ''**وَاللہِ عَلِمْتُ لَاَمْرُ رَسُوْلِ اللہِ اَعْظَمَ بَرَکَۃً مِنْ اَمْرِیْ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ پر یہ بات آشکار ہوگئی کہ میرے فعل کے مقابلے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک فعل میں بہت بڑی برکت تھی۔'' نیز سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ بیان اِس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خیر وبرکت کا باعث سمجھتے تھے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نزدیک **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ سے عظیم برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مبارک عقائد رکھنے اُن پر عمل کرنے اور اُسے دوسروں کو بھی سکھانے کی توفیق مرحمت فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۵ ہجری) غَزْوَۂ خَنْدَق اور فاروقِ اعظم

……''غزوۂ خندق'' کو ''غزوۂ اَحزاب'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ غزوہ سن ۵ ہجری شوال کے مہینے میں وقوع پذیر ہوا۔ سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ۸ ذیقعدہ کو غزوۂ خندق کے لیے نکلے۔[1]

……اِس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد تین ہزار ۳۰۰۰ تھی، جبکہ مشرکین کی تعداد کئی گنا زیادہ تھی۔ حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس غزوہ میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بِن اُمِّ مَکْتُوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اِس کو ''غزوۂ خندق'' اِس لیے کہتے ہیں کہ اِس میں مسلمانوں کی طرف سے ایک بہت بڑی خندق کھودی گئی تھی۔ جبکہ ''غزوۂ اَحزاب'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں کفار کی طرف سے مختلف قبائل نے شرکت کی تھی اور عربی میں ''حِزب'' گروہ یا قبیلے کو کہتے ہیں جس کی جمع ''اَحزاب'' ہے۔[2]

……اِس غزوے کا باعث یہودیوں کی اِسلام دشمنی اور سازشی ذہنیت تھی اسی لیے حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں جلاوطن کردیا تھا جو مختلف شہروں میں جا کر آباد ہوگئے تھے۔ اُن میں سے خَیبَر میں رہنے والے کفارِ مکہ کے پاس آئے اور اُن سے حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عداوت اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہادت پر عہد و پیمان کیا، پھر وہی یہودی دیگر قبائل میں گئے اور مسلمانوں کے خلاف اُن سے معاہدے کیے۔ بارگاہِ نبوی میں جب یہ خبر پہنچی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مَشورے سے دشمنوں کے مقابلے کے لیے خندق کھودنے کا فیصلہ فرمایا۔ خندق کی کھدائی کے دوران ایک بہت بڑی چٹان نکل آئی جس کی وجہ سے کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی۔ دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کدال لے کر ''بِسْمِ اللّٰہ'' پڑھ کر ایک ضرب لگائی جس سے اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگیا۔

……فرمایا: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیتُ مَفَاتِیحَ الشَّامِ وَاللّٰہِ اِنِّي لَاَبْصُرُ قُصُورَھَا الْحُمْرَ مِنْ مَکَانِي

---

1 ……فتح الباری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق۔۔۔الخ، ج ۸، ص ۳۳۵، تحت الحدیث: ۴۱۰۰۔
طبقات کبری، غزوۃ رسول الخندق۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۱۔

2 ……فتح الباری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق۔۔۔الخ، ج ۸، ص ۳۳۵، تحت الحدیث: ۴۱۰۰۔
کتاب المغازی، غزوۃ الخندق، ج ۲، ص ۴۴۱۔

هَذَا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت بڑا ہے! مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں سُرخ محلّات اپنی اِس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔''

ﷺ...... پھر ''بِسۡمِ اللہ'' پڑھ کر دوسری ضرب لگائی تو دوسری تہائی ٹوٹ گئی اور فرمایا: ''اَللّٰهُ اَکۡبَرُ اُعۡطِیۡتُ مَفَاتِیۡحَ فَارِسَ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَبۡصُرُ الۡمَدَائِنَ وَ اَبۡصُرُ قَصۡرَهَا الۡاَبۡیَضَ مِنۡ مَکَانِي هَذَا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت بڑا ہے! مجھے فارس (ایران) کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اُس کے شہروں کو دیکھ رہا ہوں اور اُس کے سفید محلّات کو یہاں اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔''

ﷺ...... پھر ''بِسۡمِ اللہ'' پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو سارا پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا: ''اَللّٰهُ اَکۡبَرُ اُعۡطِیۡتُ مَفَاتِیۡحَ الۡیَمَنِ وَاللّٰهِ اِنِّي لَاَبۡصُرُ اَبۡوَابَ صَنۡعَاءَ مِنۡ مَکَانِي هَذَا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت بڑا ہے! مجھے یمن کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم میں صنعاء کے دروازوں کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔''(1)

سُبۡحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو کیسی طاقت وقوت عطا فرمائی ہے کہ جو پتھر کسی سے نہ ٹوٹ سکا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اُسے ریزہ ریزہ فرما دیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو کیسی بصارت عطا فرمائی ہے کہ مدینہ منورہ کے ایک مقام پر کھڑے ہو کر ملک شام، ملک ایران اور ملکِ یَمَن کے قُصُور ومحلّات مُلاحظہ فرما رہے ہیں۔

......مسلمان خندق کی کُھدائی سے فارغ ہوئے تو لشکرِ کفار نمودار ہوا اور خندق کے باہر خیمہ زن ہو کر محاصرہ کر لیا۔ اِس غزوے میں مسلمانوں کو بہت مشقت اُٹھانی پڑی، محاصرے کی طوالت سے تنگ آکر مشرکین نے ایک روز ایک ساتھ خندق کی ایک جانب سے حملہ کر دیا اور رات گئے تک جنگ جاری رہی، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی دعا سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن پر شدید آندھی اور زلزلہ مسلط فرما دیا جس سے اُن کے خیمے اکھڑ گئے، کھانے کی دیگیں اُلٹ گئیں، اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا گیا اور وہ فرار ہو گئے۔ اِس غزوے میں چھ صحابہ کرام عَلَیۡهِمُ الرِّضۡوَان نے

1 ......مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث البراء بن عازب، ج ۶، ص ۴۴۴، حدیث: ۱۸۷۱۶۔ دلائل النبوۃ، باب ما ظهر في حفر الخندق ... الخ، ج ۳، ص ۴۲۱۔ سنن کبری للنسائی، کتاب السیرۃ، حفر الخندق، ج ۵، ص ۲۶۹، حدیث: ۸۸۵۷۔

شہادت پائی اور مشرکین سے چار اَفراد واصل جہنم ہوئے۔[1]

اِس غزوۂ خندق میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

خَندَق کی ایک جانب فاروقِ اعظم کے پاس:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غزوۂ خندق میں جو سعادتیں حاصل ہوئیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خندق کی ایک جانب کی حفاظت کی ذمہ داری آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سپرد فرمادی، اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار سے بَرسَرِ پیکار ہوگئے۔[2]

فاروقِ اعظم نے لشکرِ کفار پر حملہ کر دیا:

اِسی جنگ خندق میں ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں نے کفار کے لشکر جو خندق پار کرنے کی کوشش میں مصروف تھا ایک زوردار حملہ کردیا اور اُس پورے لشکر کو دَرہم بَرہم کردیا۔ البتہ اُن میں ایک شہسوار جو بہت ہی بہادر اور نڈر تھا، جس کا نام ضَرار بن خَطّاب تھا پلٹا اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اُس کا سامنا ہوگیا، اُس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر وار کرنے کے لیے نیزہ کھینچا لیکن پھر اُس کو روک لیا اور کہنے لگا: ''**یَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِنَّهَا نِعْمَةٌ مَشْكُورَةٌ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ لَاَقْتُلَكَ** یعنی اے خطاب کے بیٹے! میں نے تمہیں قتل نہیں کیا اور یہ تمہارے لیے ایک ایسی نعمت ہے جس کا تم شکر ادا کرو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہی ضرار بن خطاب بعد میں فتح مکہ کے موقع پر اِسلام لے آئے، یہ نہایت ہی بہادر اور جنگجو سپاہی تھے، اور فتح مکہ سے قبل تقریباً تمام جنگوں میں یہ مسلمانوں کے خلاف لڑے اور یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اِسلام کے خلاف سب سے پہلے اشعار کہے۔ اِسلام لانے کے بعد سیِّدُ نا ضرار بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمانوں کے خلاف

---

1 ......المنتظم، فی هذه السنة كانت غزوة۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۲۳۸۔

2 ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۶۷۔

لڑی گئی جنگوں کا تذکرہ کرتے اور مسلمانوں کی شجاعت و بہادری نیز صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ثابت قدمی کو خراج تحسین پیش کرتے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں شام کی فتوحات میں بہترین کردار ادا کیا۔ [1]

نماز قضا ہونے پر رسول اللہ کی شفقت:

غزوۂ خندق میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے ایسے مصروف ہوئے کہ نماز عصر نہ پڑھ سکے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کا بہت افسوس ہوا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر خصوصی شفقت کے ساتھ آپ کے تَاَسُّف کا علاج فرمایا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے غزوۂ خندق کے دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کفار کو روکنے کی مصروفیت کے سبب سورج غروب ہونے کے وقت تشریف لائے، تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آکر کفارِ قریش کو برا بھلا کہنے لگے اور بارگاہِ رسالت میں یوں عرض کیا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا کِدْتُ اَنْ اُصَلِّیَ حَتّٰی کَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغْرُبَ یعنی یارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اتنی مہلت بھی نہ ملی کہ میں نماز عصر ادا کرلوں جبکہ سورج بھی غروب ہونے کے قریب ہے۔''

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شفقت بھرے الفاظوں سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تاسف کا مداوا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''وَاللّٰہِ مَا صَلَّیْتُھَا یعنی اے عمر! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے خود ابھی تک نماز ادا نہیں کی۔'' راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ بُطْحَان نامی وادی میں اتر گئے اور وہاں وضو کیا، پھر نماز عصر ادا کی اور اُس کے بعد نماز مغرب ادا کی۔ [2]

اپنی نمازوں کی حفاظت کیجئے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نمازوں کی ادائیگی کا جذبہ صد کروڑ مرحبا! اگرچہ کفار سے جنگ کی مصروفیت کے سبب نماز فوت ہوگئی مگر پھر بھی دل میں ملال پیدا ہوا۔ مگر آہ! صد کروڑ تعجب اور

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۲۴، ص ۳۹۳۔

2 ......بخاری، کتاب المغازی، غزوۃ الخندق۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۵۴، حدیث: ۴۱۱۲۔

افسوس ہے اُن لوگوں پر جو نہ تو راہ خدا کے مجاہد، نہ کوئی شرعی مجبوری، پھر بھی نمازوں میں سُستی کرتے ہیں، یقیناً:

- ......نماز دین کا ستون ہے، نمازوں میں سُستی دنیا و آخرت کی تباہی کا باعث ہے۔
- ......نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے، نمازوں میں سُستی رزق میں تنگی کا باعث ہے۔
- ......نماز قبر کو روشن کرتی ہے، نمازوں میں سُستی قبر میں اندھیرے کا باعث ہے۔
- ......نماز خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نمازوں میں سُستی اُن کی تکلیف کا باعث ہے۔
- ......نماز پل صراط کے لیے آسانی ہے، نمازوں میں سُستی پل صراط کو پار کرنے میں مشکل کا باعث ہے۔
- ......نماز سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا ملتی ہے، نمازوں میں سُستی رب کی ناراضگی کا باعث ہے۔
- ......نمازی کو کل بروز قیامت بے شمار انعامات ملیں گے، بے نمازی کو سخت تکالیف کا سامنا ہوگا۔

یقیناً! سمجھدار وہی ہے جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرے، نمازوں میں سُستی سے اپنے آپ کو بچائے اور اپنی آخرت کو داؤ پہ لگانے کے بجائے نمازوں کے ذریعے اُسے منور کرے، اگر خدانخواستہ پہلے نمازوں میں سُستی کرتے تھے تو اب اُس سے سچی پکی توبہ کریں اور قضا نمازوں کا حساب لگا کر ان کی ادائیگی کی ترکیب بنائیں اور آئندہ کسی بھی نماز میں سُستی نہ کرنے کا عہد کریں، باجماعت نماز ادا کرنے کی بھرپور کوشش فرمائیں۔

کر لے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہوگی کڑی

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنے کی کوشش فرمائیں، اور مدنی انعامات کا رسالہ پر کر کے ہر ماہ اپنے ذمہ دار کو جمع کروائیں، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی برکت سے پابند سنت بننے، نمازوں کی ادائیگی کے لیے کُڑھنے، نمازوں میں سُستی سے بچنے، باجماعت نماز ادا کرنے، اِیمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا مدنی ذہن بنے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر اسلامی بھائی اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ ''**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔**''

اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے مدنی اِنعامات پر عمل اور ساری دنیا کی اصلاح کی کوشش کے لیے جدول کے مطابق مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تری دھوم مچی ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(٦ ھجری) غَزْوَۂ حُدَیْبِیَہ اور فاروقِ اعظم

٭……"غَزْ وَۂ حُدَیبیہ" کو "صلح حُدَیبیہ" بھی کہتے ہیں۔کیونکہ اِس میں کوئی جنگ نہ ہوئی بلکہ ایک معاہدے پر صلح ہوگئی۔حُضور نبیِّ کریم،رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس غزوہ کے لیے مدینہ منورہ سے پیر کے روز یکم ذیقعدہ کو تقریباً چودہ سو ١٤٠٠ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ روانہ ہوئے۔جبکہ ایک قول کے مطابق آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی تعداد پندرہ سو ١٥٠٠ تھی۔(1)

٭……آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن اُمِّ مکتوم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔بعض علماء کے نزدیک آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سفر میں حضرت سیِّدُنا نُمَیلہ بن عبد اللہ لَیثی (یعنی سیِّدُنا ابوسعید خُدری) رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔(2)

٭……ذُوالحُلَیفہ کے مقام سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمرے کا اِحرام زیب تن فرمایا۔کفار کی عداوت کے باعث آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس سال عمرہ ادا نہ فرما سکے۔چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اگلے سال عمرہ ادا فرمایا۔حُدَیبیہ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تئیس ٢٣ راتیں قیام فرمایا اور ماہ ذی الحجہ میں واپس مدینہ منورہ کا سفر اختیار فرمایا۔

---

1 ……المنتظم،وفی هذه السنة۔۔۔الخ،ج ٣،ص ٢٦٧،شرح الزرقاني على المواهب،امر الحديبية،ج ٣،ص ١٧٠۔
طبقات کبری،غزوة رسول الله الحديبية،ج ٢،ص ٧٣۔

2 ……طبقات کبری،غزوة رسول الله الحديبية،ج ٢،ص ٧٣،سيرة ابن هشام،امر الحديبية۔۔۔الخ،نميلة على المدينة،ج ٢،ص ٢٦٣۔

……''حُدَیبیہ'' مکہ مکرمہ سے مغرب کی سمت میں ایک چھوٹے سے گاؤں کا نام ہے۔ جو مکہ معظّمہ سے بارہ ۱۲ میل کی مسافت پر واقع ہے، یہ جدہ شریف اور مکہ مکرمہ کے درمیان واقع ہے، اِس جگہ پر ایک کنواں ہے جسے ''حُدَیبیہ'' کہتے تھے اس وجہ سے اس بستی کو بھی ''حُدَیبیہ'' کہنے لگے، آج کل اس کنویں کو ''بِیرِ شُمَیْس'' کہا جاتا ہے۔(1)

غزوۂ حُدَیبیہ میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

فاروقِ اعظم کی بَیعتِ رِضوان میں شرکت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِسی حُدَیبیہ کے مقام پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ببول کے ایک درخت کے نیچے بیعت لی، اس کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ اِس بیعت کا ذکر قرآن مجید میں یوں کیا گیا: ﴿ **لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ** ﴾ (پ۲۶، الفتح: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔''

علامہ ابنِ عبد البر مالکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**شَهِدَ بَدْرًا وَبَيْعَةَ الرِّضْوَانِ وَكُلَّ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بدر اور بیعتِ رضوان میں بھی شرکت کی نیز **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی۔''(2)

بارگاہِ رسالت سے دو عظیم اعزاز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ بَیعتِ رِضوان میں شامل تھے اس لیے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیعتِ رِضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو جو جو خوشخبریاں عطا

---

(1) ……سیرتِ سید الانبیاء، ص۱۶۷۔

(2) ……الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج۳، ص۲۳۶۔

فرمائیں وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی حاصل ہوئیں۔ خصوصاً جہنم میں داخل نہ ہونے کی بشارت۔ چنانچہ،

حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیعت رضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ یعنی آج کے دن تم لوگ پوری دنیا کے لوگوں سے بہتر ہو۔''(1)

اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں ارشاد فرمایا: ''لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللہُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَۃِ اَحَدُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا تَحْتَھَا یعنی جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔''(2)

بیعتِ رضوان سے کفار خوف زدہ ہوگئے:

بیعت کی خبر سے کفّار خوف زدہ ہوئے اور اُن کے اہل رائے نے یہی مناسب سمجھا کہ صلح کرلیں، چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور چونکہ یہ مقام حدیبیہ میں لکھا گیا تھا اس لیے ''صُلْحِ حُدَیْبِیَّہ'' کے نام سے مشہور ہوگیا۔ صلح نامے میں یہ طے پایا کہ مسلمان اِس سال واپس مدینے چلے جائیں اور اگلے سال آکر عمرہ کرلیں مسلمانوں کے لیے یہ شرط سخت تکلیف کا باعث تھی خصوصاً حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے مسلمانوں کی توہین سمجھا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وحضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ چنانچہ،

صُلح حُدَیبیہ پر فاروقِ اعظم کی غیرتِ ایمانی:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے نبی نہیں؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے عرض کی: ''کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' میں نے عرض کی: ''پھر ہم دین کے معاملہ میں اتنے پست کیوں ہوگئے؟'' سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن

---

1. ......بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، ج ۳، ص ۶۹، حدیث: ۴۱۵۴ ملتقطا۔
2. ......مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل اصحاب الشجرۃ۔۔۔الخ، ص ۱۳۵۶، حدیث: ۱۶۳۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں اور اس کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا وہی میرا مددگار ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟'' آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کیوں نہیں لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے؟'' میں نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم ضرور آ ؤ گے اور کعبے کا طواف کرو گے۔'' حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آیا اور عرض کی: ''اے ابوبکر! کیا حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے نبی نہیں؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں؟'' میں نے کہا: ''کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟'' فرمایا: ''یقیناً ایسا ہی ہے۔'' میں نے کہا: ''پھر ہم دین کے معاملے میں اتنا دباؤ کیوں تسلیم کر رہے ہیں؟'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے عمر! بلاشبہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں، اُس کے نافرمان نہیں ہوسکتے۔ یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اِن کا مددگار ہے، آپ اپنی جگہ ثابت قدم رہیں۔ خدا کی قسم! وہ حق پر ہیں۔'' میں نے کہا: ''کیا وہ یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ''کیوں نہیں، کیا آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ فرمایا تھا کہ تم اسی سال طواف کرو گے؟'' میں نے کہا: ''نہیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تو یقین رکھو تم آئندہ سال ضرور آ ؤ گے اور بیت **اللہ** شریف کا طواف کرو گے۔''(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! چونکہ **رسول اللہ** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عمرہ کرنے کی نیت سے ہی آئے تھے اور صلح نامے میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپ لوگ اِس سال چلے جائیں اگلے سال آئیں، یہ شرط تمام مسلمانوں کے لیے نا قابل قبول تھی، کیونکہ اِس میں بظاہر مسلمانوں کی پستی اور کفار کی برتری نظر آ رہی تھی اِسی وجہ سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس پر کلام کیا۔ لیکن یقیناً **رسول اللہ** صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے آئندہ سال پیش آنے والے اِس صلح کے فوائد کو دیکھ رہے تھے جو صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی نظروں سے پوشیدہ تھے، اِس لیے آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس شرط کو برقرار رکھا۔

---

1 ...... بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۲۶، حدیث: ۲۷۳۲ مختصراً۔

اُس وقت تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے جذبات کا اظہار کردیا لیکن بعد میں جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر وہ تمام حکمتیں آشکار ہوئیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''**مَا زِلْتُ اَتَصَدَّقُ وَاَصُوْمُ وَاُصَلِّيْ وَاَعْتِقُ مِنَ الَّذِيْ صَنَعْتُ يَوْمَئِذٍ مَخَافَةَ كَلَامِي الَّذِيْ تَكَلَّمْتُ بِهٖ** یعنی اُس دن جو میں نے کلام کیا تھا اُس کے خوف سے مسلسل صدقہ کرتا رہا، روزے رکھتا رہا، نماز ادا کرتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا۔'' اور سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت میں ہے کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''**لَقَدْ اَعْتَقْتُ بِسَبَبِ ذٰلِكَ رِقَابًا وَصُمْتُ دَهْرًا** یعنی صلح حدیبیہ کے دن جو میں نے کلام کیا تھا اس کے سبب میں نے کئی غلام آزاد کیے اور ایک عرصہ تک روزے رکھتا رہا۔''(1)

حضرت شاہ **ولی اللّٰہ** محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صلح حدیبیہ سے واپسی کے وقت سورۃ الفتح سب سے پہلے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سنائی اور اِس عزت افزائی سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے اصحاب میں ممتاز فرمایا۔ گویا اِس صورت میں یہ حکمت ملحوظ ہوگی کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ غلبات کی قسموں کے مختلف احکام کی معرفت حاصل کرلیں۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم اور دو عظیم نکتے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ سے کئی ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں اپنی آراء کو پیش کیا، کئی آراء میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خود رَبّ عَزَّوَجَلَّ اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تائید حاصل ہوئی جنہیں موافقات کے باب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اور بعض آراء ایسی بھی تھیں جن کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رجوع فرمایا اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل وکرم سے اُن حکمتوں اور مَصالح پر مُطلع ہوئے جو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیش نظر تھیں۔ شاہ **وَلِیُّ اللّٰہ** مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی

---

1 ......ارشاد الساری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد، ج ۶، ص ۲۳۲، تحت الحدیث: ۲۷۳۲۔

2 ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۷۲۔

انہی آراء کے متعلق مذکورہ بالا روایت کو بیان کرنے کے بعد علم التصوف کے دو ۲ لطیف نکتے بیان فرمائے ہیں جن سے امیر المؤمنین کی بہت بلند شان کریمی ظاہر ہوتی ہے، حضرت شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا یہ خاصہ ہے کہ ایسی دقیق اورلطیف فاروقی شان پر آپ نے ہی قلم اٹھایا، ان دو ۲ نکات کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

پہلا نکتہ:

......جب کسی مردِ مؤمن کا نورِ ایمان، قلب (دل) کے ساتھ مل کر ایسی کیفیت میں مبتلا ہو جائے کہ اُس سے ایسی بات صادر ہو جس کا روکنا اُس کی قدرت سے باہر اور بعض اوقات وہ بات بظاہر شرع اور عقل کے بعض آداب کے بھی خلاف ہو جاتی ہے تو ایسی کیفیت کو ''**غَلَبَہ**'' کہتے ہیں۔ چونکہ یہ کیفیت نورِ ایمان اور طبیعتِ قلب کے سبب پیدا ہوتی ہے، لہٰذا اس کیفیتِ غلبہ کی بھی دو قسمیں ہوئیں:

(1)......وہ غلبہ کہ قلب پر کسی حکم شریعت کے غالب آجانے سے پیدا ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس وقت شریعت کو اس حکم پر عمل مطلوب نہیں ہوتا۔ جیسے غزوۂ بنی قریظہ میں جب مسلمانوں نے کفار پر غلبہ حاصل کرلیا تو انہوں نے بات چیت کرنے کے لیے حضرت سیِّدُنا ابولُبَابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے اُن کے پاس گئے اور اُن کے پوچھنے پر اشارے سے انہیں بتادیا کہ اُن کا انجام موت ہے۔[1]

یعنی اُس وقت سیِّدُنا ابولبابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قلب مغلوب ہوگیا جس کا سبب ''مخلوقِ خُدا پر شَفقت'' تھا، خلق خدا پر شفقت اگرچہ بہت اچھی بھی ہے اور مطلوب شرعی بھی لیکن یہاں مطلوب شرعی اس کا غیر تھا۔

(2)......دوسرا غلبہ وہ ہے کہ جو نورِ ایمان کی طرف سے ہو اور اعلیٰ مقامات سے بجلی کی شُعاع کی طرح دل میں اتر جائے اور اس کا سبب رَبّ عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم ہوتا ہے، اِسے کشف اور اِلہام ربانی بھی کہتے ہیں۔

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر دونوں طرح کے غلبوں کا حال ظاہر ہوا۔ مثلاً صُلح حُدَیبیہ میں جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قلب نے مغلوب ہوکر کفار سے صلح کے معاہدے کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا اُس کا سبب ایک امر شرعی یعنی ''صلح نہ کر کے مسلمانوں کی رفعت وبلندی'' تھا۔ لیکن اُس وقت وہ پسندیدہ نہ تھا

---

[1] ......اسد الغابۃ، رفاعۃ بن عبد المنذر، ج ۲، ص ۲۷۴ ملخصا۔

کہ وہ مَصلحتِ کُلّیہ کے خلاف تھا نیز اُس کے مقابل آئندہ سال مسلمانوں کو حاصل ہونے والی رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے فتح مبین تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر جب یہ بات واضح ہوئی تو اس کے کفارے میں روزے رکھتے، صدقہ کرتے اور غلام آزاد کرتے رہے۔ جبکہ وہ تمام واقعات جن میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رَبّ عَزَّوَجَلَّ اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تائید حاصل ہوئی وہ غلبہ کی دوسری قسم سے ہیں کہ اُن آراء میں فَضلِ خُداوندی کو دخل تھا جس سے اُس معاملے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کَشف اور اِلہام ربانی ہوا۔ جیسے **عبد اللہ** بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھاتے وقت **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے کھڑے ہوگئے اُس وقت جو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر غلبہ تھا وہ دوسری قسم سے تھا یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نہ تو اُس کا کفارہ ادا کرنا پڑا اور نہ ہی وہ ناپسندیدۂ الٰہی تھا بلکہ وہ شرعاً محمود تھا کہ بعد میں اُسے رَبّ عَزَّوَجَلَّ ہی کی تائید حاصل ہوگئی اور منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے کی ممانعت وارد ہوگئی۔

❀......واضح رہے کہ بعض اوقات سالک یعنی معرفت الٰہی کی منزلیں طے کرنے والے کو غلبے کی اِن دونوں قسموں میں سے ایک قسم کا دوسری قسم پر اشتباہ ہوجاتا ہے اور اُس کی سمجھ بوجھ اُسے حل نہیں کرپاتی، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی کتنی ہی مرتبہ اُن غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا اور حضور نبی رحمت، شَفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کو الگ الگ کرکے دکھادیا، یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اِس معاملے میں پورے تجربہ کار ہوگئے پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کوئی اشتباہ نہیں ہوتا تھا اس وقت آپ ''**مُحَدَّثِ کَامِل**'' ہوگئے۔ یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات ایسی کامل ہوگئی کہ جب آپ اپنی رائے پیش کرتے تو وہ مکمل الہام ربانی کا مظہر ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ مُحَدَّثًا وَاِنَّ مُحَدَّثَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی ہر امت میں ایک **مُحَدَّث** ہوتا ہے، بے شک میری امت کے **مُحَدَّث** عمر بن خطاب ہیں۔''[1]

دوسرا نکتہ:

تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان خود سے ہدایت یافتہ نہیں بلکہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل وکرم سے ہدایت یافتہ بنے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ **وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۟ۙ** ﴾

---

(1)......کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الفاروق، الجزء: ۱۲، ج ۶، ص ۲۶۹، حدیث: ۳۵۸۶۸۔

(پ ۲۵، الشوریٰ: ۵۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔''

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاکیزہ ذات مبارکہ سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی ہدایت وتربیت مختلف طریقوں سے ہوتی تھی، کبھی **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی بات کا حکم ارشادفرماتے، کبھی کسی کام سے منع فرمادیتے، اِس طرح صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کومعلوم ہوجاتا کہ فلاں کام کرنا ہے اور فلاں کام نہیں کرنا۔ کبھی کسی معاملے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلال فرماتے، کبھی ڈرانے والا خطاب فرماتے جس سے اُس معاملے کی نوعیت صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر واضح ہوجاتی کہ فلاں کام کو نہ کرنے کی کتنی سختی سے ممانعت ہے، اور کبھی فقط **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت مبارکہ سے ہی تربیت ہوجاتی۔ پس **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اپنے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کوتنبیہ کرنا یا اُن کی تہدید وتخویف وغیرہ یہ سب اُن کومرتبۂ سعادت پر پہنچانے کے اَسباب ہی ہیں اور اِس طرح کے واقعات کوتربیت نبوی کے پیرائے میں بیان کرتے ہوئے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان اور عظمت کو بیان کرنا چاہیے۔ اِسی بناء پر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اَصحاب کے بارے میں رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے: ''**یَارَبِّ اِنِّیْ بَشَرٌ اَغْضِبُ کَمَا یَغْضِبُ الْبَشَرُ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ سَبَبْتُ اَوْ لَعَنْتُ فَلَا تُعَاقِبْہُ بِھَا وَلَا تُعَذِّبْہُ وَاجْعَلْھَا لَہٗ زَکَاۃً وَاَجْرًا**'' یعنی اے میرے پروردگار! میری ظاہری صورت بشر ہے اور دوسرے انسانوں کی طرح میں بھی غصہ کرتا ہوں لہٰذا ہر وہ مسلمان جسے میں نے سَبّ کیا ہو یا اس پر کسی وجہ سے ملامت کی ہو تو میرے ان افعال کے سبب نہ تو اس کی پکڑ فرمانا اور نہ ہی عذاب دینا، بلکہ ان افعال کو قیامت کے دن اس کے حق میں رحمت، پاکیزگی اور قربت کا ذریعہ بنادے۔[1]

اور اگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں سے ایسے اصحاب ہوں کہ جس کی ذات مبارکہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ڈرانے کے بغیر ہی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقصدِ حقیقی تک پہنچ جائے تو یہ رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی عنایات خاصہ میں سے ایک مخصوص عنایت ہے، کہ اُسے رَبّ عَزَّوَجَلَّ اپنے مخصوص بندوں ہی کو نوازتا ہے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے یہ عنایتِ خاصّہ بھی حاصل ہوئی اور بعض اوقات **تَخْوِیْف وتَھْدِیْد** یعنی ڈرانے

---

1 ......مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب من لعنہ النبی۔۔۔الخ، ص ۱۴۰۱، حدیث: ۸۹۔

اور دھمکانے والی نبوی تربیت کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ جبکہ سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ **تَخْوِیْف وتَھْدِیْد** والی تربیت نبوی بہت کم وقوع پذیر ہوئی۔[1]

فاروقِ اعظم کی شان میں آیتِ مبارکہ کا نزول:

اسی صلح حُدَیبیہ میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں آیت مبارکہ بھی نازل ہوئی، چنانچہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَاؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠(۲۶)**﴾ (پ۲۶، الفتح: ۲۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”تو **اللہ** نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیز گاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا اور وہ اُس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور **اللہ** سب کچھ جانتا ہے۔“[2]

فاروقِ اعظم اور کلمۂ اخلاص:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبیٔ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: ”**اِنِّیْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حُرِّمَ عَلَى النَّارِ** یعنی ایک ایسا کلمہ میرے علم میں ہے جس کو کوئی شخص سچے دل سے کہے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس پر جہنم کی آگ حرام فرما دے گا۔“ تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”**اَنَا اُحَدِّثُكُمْ مَّا هِيَ كَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ الَّتِيْ اَلْزَمَهَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مُحَمَّدًا وَّ اَصْحَابَهٗ** یعنی میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں کہ وہ اِخلاص کا کلمہ کون سا ہے جس کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اُن کے اَصحاب پر لازم فرمایا۔“ پھر فرمایا: ”**كَلِمَةُ التَّقْوٰى** وہ ہے جو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے چچا کی موت کے وقت ان کو فرمایا تھا یعنی **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**۔“[3] (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں)

---

1. ازالۃ الخفاء، ج۳، ص۱۷۶۔
2. ازالۃ الخفاء، ج۳، ص۱۷۱۔
3. مسند امام احمد، مسند عثمان بن عفان، ج۱، ص۱۳۸، حدیث: ۴۴۷۔

صُلح کے لیے فاروقِ اعظم کو بھیجنا:

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کفار مکہ کے ساتھ جب صلح کرنا چاہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بات چیت کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجنے کا اِرادہ فرمایا، لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بصد عاجزی عرض کیا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے قریش کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے، مکہ مکرمہ میں عدی بن کعب میں سے کوئی ایسا نہیں جو میری حفاظت کر سکے، آپ تو جانتے ہیں کہ قریش مجھ سے کس قدر عداوت رکھتے ہیں اور میرا رویہ ان کے حوالے سے کتنا سخت ہے، لیکن میں ایک ایسے شخص کی نشاندہی کرتا ہوں جو میری بنسبت قریش کو حد درجہ عزیز ہے اور عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''(1)

صُلح حُدَیبیہ میں فاروقِ اعظم بطور گواہ:

صلح حُدَیبیہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام بطور گواہ صلح نامے میں تحریر کیا گیا۔ اُس صلح نامے کے کاتب (لکھنے والے) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم تھے۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے علاوہ باقی گواہوں میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن سُہیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا مَحْمُود بن مَسْلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، کے اَسمائے مبارکہ سرفہرست ہیں۔(2)

سورۃ الفتح کا نُزول اور فاروقِ اعظم:

صُلح حُدَیبیہ کے موقع پر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک اعزاز یہ بھی حاصل ہوا کہ جب سورۃ الفتح نازل ہوئی تو سب سے پہلے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اُس کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ فرماتے سنا کہ ایک بار ہم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رات کے

---

1 ...... سیرۃ ابن ھشام، عثمان رسول محمد الی قریش، ج ۲، ص ۲۶۸۔

2 ...... سیرۃ ابن ھشام، من شھدوا علی الصلح، ج ۲، ص ۲۷۲۔

وقت سفر میں تھے، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کوئی بات کرنا چاہی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے، میں نے پھر بات کرنے کی کوشش کی لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے، میں نے ایک بار پھر بات کرنے کی کوشش کی لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دفعہ بھی خاموش رہے۔ مجھے تشویش لاحق ہوئی لہٰذا میں نے اپنے گھوڑے کو حرکت دی اور آگے نکل گیا، آگے جا کر میں نے اپنے آپ سے کہا: ''**ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كَلَّ ذٰلِكَ لَا يُكَلِّمُكَ مَا اَخْلَقَكَ بِاَنْ يَنْزِلَ فِيْكَ قُرْآنٌ** یعنی تیری ماں تجھے روئے اے خطاب کے بیٹے! تو نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تین بار بات کرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب نہ دیا، کیا ہوگا کہ جب تیرے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوجائے۔'' فرماتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر بعد ایک شخص زور زور سے میرا نام لے کر پکارنے لگا تو میں فوراً ہی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف لوٹ کر آ گیا، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**يَا ابْنَ الْخَطَّابِ لَقَدْ اُنْزِلَ عَلَيَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ مِنْهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا** یعنی اے عمر! آج کی رات مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ہر اُس چیز سے پیاری ہے جس پر آفتاب طلوع ہوا اور وہ سورت یہ ہے: ''**اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا**۔''[1]

صُلح حُدیبیہ کے نتائج:

اِس صلح کے نتیجے میں مسلمانوں کے لیے فتوحات کا دروازہ کھل گیا اور نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگلے سال ١١ رمضان المبارک ٨ ہجری کو بڑی شان وشوکت کے ساتھ تقریباً دس ہزار صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ساتھ مدینۂ منورہ سے مکۂ مکرمہ کو روانہ ہوئے اور چند روز بعد ٢٠ رمضان المبارک کو فتحِ عظیم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اِسی کا نام فتحِ مکہ ہے۔

رسول اللہ کا شاہانہ مدنی جلوس

مکۂ مکرمہ میں مسلمان اِس شان سے داخل ہوئے کہ حضورِ نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی اونٹنی

---

1 ......بخاری، کتاب المغازی، غزوۃ الحدیبیہ، ج ٣، ص ٧٣، حدیث: ٤١٧٧۔

''**قَصْوَاء**'' پرسوار تھے اور آپ ایک سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔آپ کے پیچھے حضرت سیّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیٹھے ہوئے تھے۔آپ کے ایک جانب حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسری جانب حضرت سیّدُنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔آپ کے چاروں طرف جوش وخروش میں بھرا ہوا لشکر تھا جس کے درمیان **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شاہی سواری تھی۔اِس شاہانہ جلوس کے جاہ وجلال کے باوجود تاجدارِ رسالت، شہنشاہ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ سورہ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے اِس طرح سر جھکائے اونٹنی پر بیٹھے تھے کہ آپ کا سرانور اونٹنی کے پالان سے بار بار لگ جاتا تھا۔آپ کی یہ کیفیت تواضع، خداوندِقدوس کا شکر ادا کرنے اور اس کی بارگاہِ عظمت میں اپنی عجز ونیازمندی کا اظہار کرنے کے لئے تھی۔[1]

(۷ ھجری) غَزْوَۂ خَیْبَر اور فاروقِ اعظم

……محرم الحرام کے مہینے میں حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خیبر پر لشکر کشی فرمائی۔یہ مدینہ منورہ سے ملک شام کی جانب بہت سے قلعوں والا شہر ہے جس میں یہودی آباد تھے۔مدینہ منورہ سے ملک شام کی سمت آٹھ ۸ روز کی مسافت پر واقع ہے۔

……اِس غزوے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چودہ سو ۱۴۰۰ پیدل اور دوسو ۲۰۰ سوار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ اس مُہِم پر روانہ ہوئے، اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا اُمّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی اس سفر میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھیں۔

……مدینہ منورہ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدُنا سِباع بِن عُرفُطَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دس روز سے کچھ اُوپر اُن کا محاصرہ جاری رکھا اور آخر کار صفر المظفر کے مہینے میں اُسے فتح کر لیا۔[2]

اِس غزوۂ خیبر میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل ہوئے،

---

1 ……شرح الزرقانی علی المواهب، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج ۳، ص ۴۳۲، سیرتِ سید الانبیاء، ص ۱۷۱ ملخصاً۔

2 ……سیرتِ سید الانبیاء، ص ۱۶۹۔

جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

لشکرِ اسلام کی دائیں جانب کی کمانڈ فاروقِ اعظم کے پاس:

غزوۂ خیبر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سب سے بڑی سعادت تو یہی نصیب ہوئی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی معیت میں کفار کے خلاف برسرِ پیکار تھے، اس کے علاوہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ آپ کو لشکرِ اسلام کی دائیں جانب کی کمانڈ دی گئی۔[1]

لشکر کے مختلف حصوں کے نام:

واضح رہے کہ جنگی لشکر اور کے مختلف حصوں کے مختلف نام ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ......''**مُقَدَّمَةُ الْجَيْش**'' اس لشکر کو کہتے ہیں جسے آگے بھیج دیا جائے۔
- ......''**طَلِيعَه**'' اس لشکر کو کہتے ہیں جو فوج کے آگے دشمن کی نقل وحرکت کا پتا لگاتا رہے، نیز پانی والی اور لشکر ٹھہرانے کی بہترین باسہولت جگہ تلاش کرے۔
- ......''**هَرَاوَل**'' فوج کے اس تھوڑے سے حصے کو کہتے ہیں جو آگے آگے چلے اور لشکر پیش خیمہ ہو۔
- ......''**مَيْمَنَه**'' دائیں طرف یا دائیں بازو کی فوج کو کہا جاتا ہے۔
- ......''**مَيْسَرَه**'' بائیں طرف یا بائیں بازو کی فوج کو کہا جاتا ہے۔
- ......''**مُقَدَّمَه**'' فوج کے اگلے حصے کو کہا جاتا ہے۔
- ......''**قَلْب**'' فوج کے درمیانی حصے کو کہا جاتا ہے۔
- ......''**عَقَب**'' فوج کے پچھلے حصے کو کہا جاتا ہے۔

فاروقِ اعظم کی فتح غزوۂ خیبر میں عظیم مُعاوَنت:

غزوۂ خیبر میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر رات کسی نہ کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذمہ داری لگادیتے تھے جو رات کو لشکر کی حفاظت کرتا اور دشمنوں پر نظر رکھتا۔ ایک رات **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

[1] ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۷۶۔

نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذمہ داری لگائی، جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کو پہرہ دے رہے تھے تو ایک یہودی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبضے میں آ گیا، اُس کو پکڑ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس سے خیبر کے حالات وغیرہ دریافت کیے اور اُس کے مطابق جنگی حکمت عملی تیار فرمائی۔ گویا سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اِس یہودی کو گرفتار کرنا غزوۂ خیبر کی فتح میں بہت معاون ثابت ہوا۔[1]

صدیقِ اکبر کے بعد فاروقِ اعظم کو جھنڈا دیا گیا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غزوۂ خیبر میں یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُ نا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والدِ محترم حضرت سیِّدُ نا بریدہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''**لَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِحِصْنِ اَھْلِ خَیْبَرَ اَعْطٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اللِّوَاءَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ وَنَھَضَ مَعَہُ مَنْ نَھَضِ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَقُوْا اَھْلَ خَیْبَرَ** یعنی جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خیبر والوں کے قلعے کے قریب پہنچے تو دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جھنڈا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمایا اور مسلمانوں کا ایک لشکر بھی اُن کے ساتھ کر دیا پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اہل خیبر پر چڑھائی کر دی۔'' بعد اَزاں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ جھنڈا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمایا۔[2]

بارگاہِ رسالت سے اعلان کرنے کا حکم:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غزوۂ خیبر میں یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

---

1 ......ازالۃ الخفاء، ج۳، ص ۱۷۶ ماخوذا۔

2 ......مسند امام احمد، حدیث بریدۃ الاسلمی، ج ۹، ص ۲۸، حدیث: ۲۳۰۹۳ مختصرا۔

کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ ندا کرنے کے لیے بھیجا کہ مؤمن ہی جنت میں جائیں گے۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود فرماتے ہیں کہ خیبر کے دن کچھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپس میں یہ گفتگو کررہے تھے: ''**فُلَانٌ شَهِيدٌ فُلَانٌ شَهِيدٌ حَتّٰى مَرُّوا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ** یعنی فلاں شخص بھی شہید ہوگیا، فلاں بھی شہید ہوگیا، پھر ایک شخص کا تذکرہ ہوا اور اس کے بارے میں بھی یہی کہا کہ فلاں بھی شہید ہوگیا۔'' یہ سن کر نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**كَلَّا اِنِّي رَاَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ** یعنی یہ ہرگز شہید نہیں ہے، کیونکہ چادر چُرانے کے سبب میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے ارشاد فرمایا: ''**يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُونَ** یعنی اے عمر! جاؤ اور لوگوں میں اعلان کردو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہوں گے۔'' فرماتے ہیں کہ میں گیا اور لوگوں میں یہی اعلان کردیا۔ (1)

غزوۂ خیبر میں فاروقِ اعظم کی فراست:

غزوۂ خیبر میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک سعادت یہ بھی نصیب ہوئی کہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک صحابی کو رحم کی دعا دی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی فراست سے جان لیا کہ **رسولُ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے شہادت کی خوشخبری سنائی ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا سَلَمہ بِن اَکْوَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ہم نے **رسولُ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ خیبر کی جانب کوچ کیا، رات بھر سفر کا سِلسِلہ جاری رہا، حضرت سیِّدُنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُنا عامِر بن اَکْوَع سے کہا: ''**اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ** یعنی اے عامر! کیا آپ ہمیں رجزیہ اشعار نہیں سنائیں گے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نیچے اترے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اشعار سنانے لگے:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

ترجمہ: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اگر تو ہدایت نہ دیتا تو نہ تو آج ہم ہدایت پاتے، نہ ہی صدقہ کرتے اور نہ ہی نمازیں ادا کرتے۔''

---

(1) ......مسلم، کتاب الایمان، غلظ تحریم الغلول۔۔۔الخ، ص ۷۱، حدیث: ۱۸۲۔

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَکَ مَا اَبْقَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا

ترجمہ: ''جب تک سانس باقی ہے تیری راہ میں فدا رہوں، اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مغفرت کا پروانہ عطا فرما اور دشمن سے مقابلے کے وقت ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔''

یہ اَشعار سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کو دعا دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''رَحِمَکَ رَبُّکَ یعنی تیرا ربّ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم وکرم فرمائے۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ دُعا سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''وَجَبَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ لَا اَمْتَعْتَنَابِہٖ یعنی یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اِس کے حق میں شہادت واجب ہوگئی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں مزید کچھ دیر کے لیے اِن کے اَشعار سے محظوظ (لطف اندوز) ہونے دیتے۔'' بہرحال ویسا ہی ہوا کہ حضرت سیِّدُنا عامِر بن اَکْوَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِسی غزوۂ خیبر میں شہادت پائی۔''[1]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اِس وضاحت کے بعد صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ معجزہ مشہور ہوگیا کہ جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رحم کی دعا دے دیں اسے شہادت نصیب ہوجاتی ہے۔[2]

فاروقِ اعظم نے خیبر کی زمین وقف فرمادی:

غزوۂ خیبر کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حصے میں جو زمین آئی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے مسلمانوں کے لیے وقف فرمادیا۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا کہ خیبر سے مجھے کچھ زمین ملی تو میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّي

1 ......بخاری، کتاب المغازی، غزوۃ خیبر، ج ۳، ص ۸۰، حدیث: ۴۱۹۶۔
عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ج ۱۲، ص ۲۱۲، تحت الحدیث: ۴۱۹۶۔
ارشاد الساری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ج ۹، ص ۲۵۳، تحت الحدیث: ۴۱۹۶۔

2 ......سیرتِ سید الانبیاء، ص ۴۰۴ ماخوذا۔

اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَاْمُرُ بِهٖ یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! خیبر کی جو زمین میرے حصے میں آئی ہے ایسا نفیس مال کبھی نہیں ملا، آپ ارشاد فرمائیے کہ میں اِس کا کیا کروں؟'' **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا** یعنی اے عمر! اگر تم چاہو تو اسے اِس طرح وقف کردو کہ وہ زمین تمہاری رہے اور اُس سے حاصل ہونے والا نفع مسلمانوں کو حاصل ہو۔'' حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهٗ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس زمین کو اِن شرائط پر وقف کردیا کہ نہ تو اُس زمین کو بیچا جائے گا، نہ ہی ہبہ کیا جائے گا اور نہ تو اس کا وارث بنایا جائے گا، اس کا نفع فقراء، قرابت دار، غلاموں کو آزاد کرنے، راہ خدا، مسافروں اور مہمانوں پر خرچ کیا جائے۔ اور جو اس زمین کا متولی ہو تو اس پر (عرف کے مطابق) کھانے میں کوئی حرج نہیں۔''[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۸ ھجری) غَزْوَۂ فَتْحِ مَکَّہ اور فاروقِ اعظم

❀......حُدَیبیہ کا معاہدہ جو حضور نبیِّ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قریش کے درمیان تھا، قریش نے توڑ ڈالا، کیونکہ انہوں نے قبیلہ بنوخزاعہ سے جنگ کی جو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت اور اَمان میں تھے۔ قریش نے یہ عہد شکنی شعبان المعظم ۸ سن ہجری میں صلح حدیبیہ کے بائیس ماہ کے بعد کی۔

❀......اس غزوہ کو ''غزوۂ فتح مکہ'' کہا جاتا ہے اور مسلمانوں کی یہ عظیم ترین فتح ہے کہ اس کے ساتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اپنے دین کو غلبہ عطا فرمایا، چنانچہ اس کے بعد اَرضِ حجاز میں کوئی کافر نہ رہا۔ یہ غزوہ رمضان لمبارک میں ہوا اور اس پر علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ اِس سے پہلے اَہل عرب اِس بات کا انتظار کررہے تھے کہ اگر حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ مکرمہ پر فتح حاصل کرلیں تو وہ بھی دائرہ اسلام میں

---

1 ......بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الوقف، ج ۲، ص ۲۲۹، حدیث: ۲۷۳۷۔

داخل ہوجائیں، چنانچہ جب یہ فتح عظیم ظہور پذیر ہوئی تو لوگ دوڑتے ہوئے اِسلام لانے لگے۔ اِس فتح کے بعد مشرکوں کے لیے کوئی جائے فرار باقی نہ رہی۔ ربّ عَزَّوَجَلَّ نے اِس فتح کے ذریعے اپنے دین کو غالب فرمایا اور اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مُظفّر و فتح مَند فرمادیا۔ یہ ایسی فتح تھی کہ زمین وآسمان والے مبارک باد پیش کرنے لگے۔

❀……سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس غزوے کے لیے بدھ کے دن، عصر کے بعد دس ۱۰ رمضان شریف کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے ایک قول کے مطابق آپ دو ۲ رمضان المبارک کو روانہ ہوئے۔ اس غزوے کے وقوع کی تاریخ میں تین ۳ طرح کے اقوال ہیں، ۱۷ رمضان المبارک، ۲۹ رمضان المبارک اور ۲۰ رمضان المبارک۔ فتح مکہ کے دن میں بھی اختلاف ہے، مشہور یہ ہے کہ وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔

❀……رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دس ہزار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ تشریف لے گئے اور حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن اُمّ مکتوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ بعض علماء کے نزدیک حضرت سیِّدُنا ابورُھم کُلثُوم بن حُصَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نائب مقرر فرمایا۔

اِس غزوۂ فتح مکہ میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

صُلح کی درخواست رَد کردینے پر فاروقِ اعظم کی تائید:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غزوۂ فتح مکہ میں سب سے بڑی سعادت حاصل ہوئی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رفاقت نصیب ہوئی، اِس کے علاوہ یہ بھی سعادت حاصل ہوئی کہ جب کفارِ مکہ کا مشہور سردار ابوسفیان صلح کے قدیم معاہدے کو مستحکم کرنے کی درخواست لے کر آیا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس کی درخواست کو رد کردیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بھی تائید حاصل ہوئی۔ چنانچہ،

جب خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اُس وقت زمانۂ جاہلیت میں قبیلۂ بَنُوخُزَاعَہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلیف قبیلہ تھا، جبکہ قبیلۂ

بَنُوبَکْر کُفّارِقُریش کا حلیف تھا لہٰذا بَنُوخُزَاعہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صلح میں داخل تھے اور بنوبکر قریش کی صلح میں داخل تھے۔ بَنُوخُزَاعہ اور بَنُوبَکر کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو کفارِ قریش نے بنوبکر کی مدد کی، اُنہیں اسلحہ دیا، کھانے پینے کا سامان وغیرہ بھی دیا نیز اُن کی پشت پناہی بھی کی۔ اُس جنگی مدد کے نتیجے میں بنوبکر کو بنوخُزاعہ پر غلبہ حاصل ہوگیا اور اُن کے بہت سے افراد قتل ہوئے، اب قریش خوفزدہ ہوئے کہ مسلمان کہیں معاہدہ نہ توڑ دیں۔ لہٰذا اُنہوں نے بیچ بچاؤ کے لیے اپنے بااثر سردار ابوسفیان[1] کو بھیجا تاکہ وہ معاہدے کو مضبوط کرے اور لوگوں میں صلح کرائے۔ چنانچہ ابو سفیان مدینہ منورہ پہنچا۔ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اَصحاب کو غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**قَدْ جَاءَ کُمْ اَبُوْ سُفْیَانَ وَ سَیَرْجِعُ رَاضِیاً بِغَیْرِ حَاجَتِہٖ** یعنی ابوسفیان تمہارے پاس آرہا ہے اور عنقریب وہ راضی خوشی اپنا کام مکمل کیے بغیر ہی واپس لوٹ جائے گا۔'' ابوسفیان سیِّدُنا حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ''اے ابوبکر! لوگوں سے کہو کہ معاہدے کی پاسداری کریں۔''

سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَیْسَ الْاَمْرُ اِلَیَّ اَلْاَمْرُ اِلَی اللہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ** یعنی یہ معاملہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ہے۔'' پھر وہ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں آیا اور اُن سے بھی وہی بات کہی جو سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہی تھی، انہوں نے ارشاد فرمایا: ''**اَنْقَضْتُّمْ فَمَا کَانَ مِنْہُ جَدِیْداً فَاَبْلَاہُ اللہُ وَ مَا کَانَ مِنْہُ شَدِیْداً اَوْ قَالَ مَتِیْناً فَقَطَعَہُ اللہُ** یعنی معاہدہ تم لوگوں نے توڑا ہے، اب اس میں جو نئی بات پیدا ہوئی ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے پرانا کردے گا اور جو سخت بات پیدا ہوئی ہے اُسے ختم فرمادے گا۔''

ابوسفیان نے بڑی حیرت سے کہا: ''**مَا رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ شَاہِدَ عَشِیْرَۃٍ** یعنی میں نے ایسا مضبوط معاشرہ آج تک نہیں دیکھا۔'' (کہ جس میں سب کی رائے ایک ہی ہو۔) بہرحال وہ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پاس بھی گیا لیکن ہر جگہ سے تقریباً یہی جواب ملا اور وہ واپس مکہ لوٹ گیا۔[2]

---

[1]......سیِّدُنا ابوسفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بعد میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوگئے تھے۔

[2]......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، حدیث فتح مکۃ، ج۸، ص۵۳۱، حدیث: ۴۔

غزوۂ فتح مکہ کے لیے فاروقِ اعظم کی رائے کو ترجیح:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک بہت بڑی سعادت یہ بھی حاصل ہوئی کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ فتح مکہ کے معاملے میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کو ترجیح دی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا محمد بن حَنَفِیَّہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ ایک دن **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے حُجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لائے اور دروازے پر ہی تشریف فرما ہوگئے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تنہائی میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کی اجازت کے بغیر کوئی نہیں آتا تھا جب تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود کسی کو اپنے پاس نہ بلائیں۔

چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تھوڑی دیر بعد ارشاد فرمایا: ''**اُدْعُ لِيْ اَبَابَكْرٍ** یعنی ابوبکر کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا لائے۔ جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوئے تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے بیٹھ ہوگئے۔ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی دائیں طرف بٹھا لیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ''**اُدْعُ لِيْ عُمَرَ** یعنی عمر کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔'' حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حاضر ہوئے اور سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بھی کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے لیکن اِس گفتگو میں حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز بلند ہوگئی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کر رہے تھے: ''**يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُمْ رَاْسُ الْكُفْرِ هُمُ الَّذِيْنَ زَعَمُوْا اَنَّكَ سَاحِرٌ وَ اَنَّكَ كَاهِنٌ وَ اَنَّكَ كَذَّابٌ وَ اَنَّكَ مُفْتَرٍ** یعنی **یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اہل مکہ کفر کے بڑے سردار ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **مَعَاذَ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جادوگر کہا، کاہن کہا، جھوٹا کہا، بہتان لگانے والا کہا۔'' بہر حال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کفار مکہ کے خلاف دیگر اہم باتیں بھی بیان کر دیں۔ پھر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی دوسری جانب بٹھا دیا۔ اب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک جانب سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دوسری جانب سیِّدُ نا عمر

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف فرما تھے۔

٭……پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بلایا اور ارشاد فرمایا: ''**اَلَا اُحَدِّثُکُمْ بِمِثْلِ صَاحِبَیْکُمْ ھٰذَیْنِ؟** یعنی کیا میں تمہیں ان دونوں کی مثال نہ بیان کروں؟'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا: ''کیوں نہیں **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ضرور بیان فرمایئے۔''

٭……پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا رُخِ اَنور حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جانب کیا اور ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اَلْیَنَ فِي اللّٰہِ مِنَ الدُّھْنِ فِي اللَّبَنِ** یعنی بے شک حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں ویسے ہی نرم تھے جیسے دودھ میں موجود گھی۔

٭……پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا رُخِ اَنور حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جانب کیا اور ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ نُوْحاً کَانَ اَشَدَّ فِي اللّٰہِ مِنَ الْحَجَرِ** یعنی بے شک حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے معاملے میں پتھر سے زیادہ سخت تھے۔''

٭……پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**وَاِنَّ الْاَمْرَ اَمْرُ عُمَرَ فَتَجَھَّزُوْا** یعنی جو عمر نے رائے دی ہے اسی پر عمل کیا جائے گا لہٰذا تمام لوگ تیاری کریں۔''

یہ سن کر تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کھڑے ہوگئے اور امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس جاکر عرض کرنے لگے: ''**یَا اَبَابَکْرٍ اِنَّا کَرِھْنَا اَنْ نَسْاَلَ عُمَرَ مَا ھٰذَا الَّذِيْ نَاجَاکَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟** یعنی اے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! ہم سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سوال کرتے ہوئے ہچکچاتے ہیں، آپ خود ہی ارشاد فرمایئے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آپ لوگوں کی کیا بات ہوئی؟'' سَیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**قَالَ لِيْ کَیْفَ تَامُرُوْنِيْ فِيْ غَزْوِ مَکَّۃَ؟** یعنی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے غزوۂ مکہ کے متعلق مشورہ طلب فرمایا۔'' تو میں نے عرض کیا: ''**یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھُمْ قَوْمُکَ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ آپ ہی کی قوم ہے (یعنی ان کے ساتھ نرمی اختیار فرمائیں)۔'' سَیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھا شاید **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری بات کو تسلیم کر لیں گے لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور اُن سے بھی یہی مشورہ طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کفار کے سرغنہ ہیں، پھر اُنہوں نے اُن کی تمام گستاخیاں گنوانی شروع کر دیں اور جو جو کفار مکہ باتیں کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا: ''**وَاَیْمُ اللّٰہِ لَا تَذِلُّ الْعَرَبُ حَتّٰی یَذِلَّ اَھْلُ مَکَّۃَ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اَہلِ عرب اُس وقت تک مغلوب نہ ہوں گے جب تک اہل مکہ زیر نہ ہو جائیں۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عمر کے مشورہ کے مطابق کفار مکہ کے خلاف جنگ کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔''[1]

دونوں روایات سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا دونوں روایتوں سے درج ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے:

❀......معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ سے اپنے معاہدوں کی پابندی کرتے آئے ہیں اور کفار شروع سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے آئے ہیں، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ مسلمان کا لین دین مسلمان سے ہو تا کہ دھوکہ وغیرہ کا معاملہ نہ ہو اور مسلمانوں کا مال وغیرہ مسلمانوں ہی کے پاس جائے کفار اُس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔

❀......کفار قریش کی طرف سے جب ابوسفیان سفیر بن کر آیا تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے ہی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اِس پر مطلع فرما دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ خوشی خوشی یہاں سے جائے گا البتہ جس مقصد کے لیے آئے گا وہ مقصد پورا نہ ہو پائے گا۔ معلوم ہوا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے غیبوں پر خبردار ہیں، غیب جانتے اور غیب کی خبریں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو دیتے بھی ہیں۔

❀......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بھی یہ مبارک عقیدہ تھا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے غیب کی خبریں دیتے ہیں، کیونکہ اگر وہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علمِ غیب کا عقیدہ نہ رکھتے تو یقیناً **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِس بات کے بارے میں پوچھتے کہ **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابھی تو ابوسفیان آیا بھی نہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا؟ لیکن

---

[1] ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، حدیث فتح مکۃ، ج۸، ص ۵۴۲، حدیث: ۵۳۔

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے غیب کی خبریں سنتے ہی رہتے تھے۔جس پر مختلف اَحادیث شاہد ہیں۔

✿......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے صلح کے معاملے پر بات کرنے کے بعد ابوسفیان جیسے اس وقت کے سردار بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے گن گانے پر مجبور ہوگئے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بارگاہِ نبوی ہی کے تربیت یافتہ تھے۔

✿......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان مبارک سن لیا تھا اِس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ابوسفیان کو صلح کے معاملے میں مایوس کردیا۔اِس سے آپ کی واضح شان کریمی ظاہر ہوئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد دیگر صحابہ نے بھی آپ کی اتباع کی۔

✿......یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بڑا مقام ومرتبہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشورے کے بعد آپ کے مشورے کی تائید بھی فرمائی۔

غزوۂ فتح مکہ کی خبر دینے پر فاروقِ اعظم کا جلال:

حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ فتح مکہ کا معاملہ خفیہ رکھا، البتہ ایک صاحب نے اُس کی خبر مَصْلِحَت کے سبب کفارِ مکہ تک پہنچانے کی کوشش کی تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آگئے اور غیرت ایمانی کے سبب اُن صاحب کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ فتح مکہ کی خبر چند مخصوص اَصحاب تک محدود رکھی جن میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے اہل مکہ کو ایک خط لکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہارے خلاف جہاد کرنا چاہتے ہیں۔لیکن رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بذریعہ وحی خبر دے دی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے (یعنی سیِّدُنا علی المرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو) اور حضرت ابو مَرثَد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجا،

ہمارے پاس تیز رفتار گھوڑے تھے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اِئْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّكُمْ سَتُلْقَوْنَ بِهَا اِمْرَاَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا** یعنی ''خاخ'' باغ پر پہنچ جاؤ، وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی، اُس کے پاس خط ہوگا وہ خط اُس سے لے لو۔'' ہم چل پڑے اور مقررہ جگہ پر پہنچے تو واقعی ہمیں وہاں ایک عورت ملی، ہم نے عورت سے خط طلب کیا، اُس نے کہا کہ میرے پاس خط نہیں ہے۔ ہم نے اُس عورت کا ساز وسامان چیک کیا تو اُس میں سے بھی خط برآمد نہ ہوا۔ حضرت ابو مَرثَد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بولے: ''**فَلَعَلَّهُ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مَعَهَا كِتَابٌ** یعنی ہوسکتا ہے اس کے پاس خط نہ ہو۔'' لیکن پھر ہم نے کہا کہ جب **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے تو یقیناً اِس کے پاس خط ہوگا کیونکہ نہ تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی انہوں نے کبھی ہم سے جھوٹ بولا۔ ہم نے اُس عورت کو دھمکایا تو اُس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر دے دیا۔ ہم وہ خط لے کر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچے۔ آپ نے جب خط کو کھولا تو وہ حضرت ابنِ اَبی بَلْتَعَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خط نکلا۔ یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آگئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا: ''**يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خَانَ اللّٰهَ وَخَانَ رَسُوْلَهُ اِئْذَنْ لِّيْ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ** یعنی **یارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اِس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خیانت کی ہے مجھے اِجازت دیجئے تاکہ میں اِس کی گردن اڑا دوں۔''

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رحمت وشفقت سے بھرپور جواب دیتے ہوئے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے استفسار فرمایا: ''**اَلَيْسَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا؟** یعنی کیا یہ غزوۂ بدر میں شریک نہ تھے؟'' صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا: ''کیوں نہیں **یارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ تو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔''

لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**بَلٰى وَلٰكِنَّهُ قَدْ نَكَثَ وَظَاهَرَ اَعْدَاءَكَ عَلَيْكَ** یعنی اِس نے بدر میں ضرور شرکت کی ہے لیکن آپ کے دشمنوں کی آپ کے خلاف پشت پناہی بھی کی ہے۔'' **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**فَلَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ** یعنی شاید اسی لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اہل بدر پر نظر رحمت فرمائی ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہے کرو۔'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگ گئے اور عرض کرنے لگے: ''**اَللّٰهُ**

وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہتر جانتے ہیں۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا حاطب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: ''مَاحَمَلَکَ عَلٰی مَاصَنَعْتَ؟ یعنی تم سے ایسا فعل کیوں سرزد ہوا؟'' عرض کیا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کُنْتُ اِمْرَاً مُلْصِقاً فِيْ قُرَيْشٍ، وَكَانَ بِهَا اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَمْ يَكُنْ مِّنْ اَصْحَابِكَ اَحَدٌ اِلَّا وَلَهٗ بِمَكَّةَ مَنْ يَمْنَعُ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ فَكَتَبْتُ اِلَيْهِمْ بِذٰلِكَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَمُؤْمِنٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قریش سے میری کوئی رشتہ داری نہیں، ہاں میرے گھر والے اور مال وغیرہ مکہ میں ہی ہے اور میرا وہاں کوئی ایسا نہیں جو ان کی حفاظت کرے، آپ کے دیگر اصحاب کے قبائل کے کئی لوگ ایسے ہیں جو ان کے اہل و مال وغیرہ کی حفاظت کرنے والے ہیں، لیکن میرا کوئی نہیں اس لیے میں نے ان کے ساتھ کوئی احسان کرنے کا سوچا تاکہ میرے اہل و مال محفوظ رہیں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان رکھتا ہوں۔''

یہ سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''صَدَقَ حَاطِبٌ فَلَا تَقُوْلُوْا لِحَاطِبٍ اِلَّا خَيْراً حاطب نے سچ کہا ہے، لہٰذا اب حاطب کے لیے اچھائی کے علاوہ کوئی بات نہ کی جائے۔'' اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝﴾ (پ۲۸، الممتحنۃ: ۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اُس حق کے جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں اُس پر کہ تم اپنے رب اللّٰہ پر ایمان لائے اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو اُن سے دوستی نہ کرو تم انہیں خفیہ پیام محبّت کا بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے وہ بیشک وہ سیدھی راہ سے بہکا۔''[1]

---

[1] ......بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الفتح، ج ۳، ص ۹۹، حدیث: ۴۲۷۴۔
کنزالعمال، کتاب الغزوات والوفود، غزوۃ الفتح، الجزء: ۱۰، ج ۵، ص ۲۳۵، حدیث: ۳۰۱۸۰ ملتقطاً۔

روایت سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے درج ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے:

حضرت سیِّدُنا حاطِب بِن اَبی بَلْتَعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خط کے مضمون میں کفار کو لشکر اسلام سے خوف زدہ کرنے اور اُن کی دل شکنی کرنے کا بہترین سامان موجود تھا۔ اُس خط کا مضمون یہ تھا: **''اما بعد! اے قریش کی جماعت! بے شک رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تمہارے پاس ایک بہت بڑا لشکر لے کر آرہے ہیں جو سیلاب کی طرح چلتا ہے، اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی قسم! اگر وہ تمہارے پاس تنہا بھی آئیں تو اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اُن کی مدد فرمائے گا اور اُن سے کیے گئے وعدے کو پورا فرمائے گا۔''**

......مذکورہ بالا روایت سے یہ معلوم ہوا کہ ایمان ویقین کا تعلق دل کے ساتھ ہے، اگر کوئی شخص سچے دل سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کرتا ہے لیکن اِس کے باوجود بتقاضائے بشریت (انسان ہونے کی وجہ سے) اُس سے کوئی ایسی بات سرزد ہوجائے جو ناپسندیدۂ الٰہی ہو اور بندہ اس پر نادم ہو تو رَبّ عَزَّوَجَلَّ اپنے عفو وکرم سے معاف فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا حاطِب بِن اَبی بَلْتَعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سچی پکی محبت کرتے تھے لیکن اہل ومال کی حفاظت کے سبب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ لغزش ہوگئی جس کی بارگاہِ رسالت میں وضاحت کرتے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت سے عفو ودرگزر کا پروانہ ملا۔

......اِس روایت سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ و**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معاملے میں کسی کی بھی رعایت نہ فرماتے، مگر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جسے امان عطا فرما دیں اُس کے بارے میں نرمی اختیار فرماتے تھے۔

اَشْرَفُ الْعُلَمَاء، شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی یہاں ایک نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا حاطِب بِن بَلْتَعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سرقلم کرنے کی اجازت طلب کی کیونکہ سیِّدُنا حاطِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس اِقدام سے خود حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی

اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذاتِ مبارکہ کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا کہ کفار ومشرکین چوکس ہوجاتے اور گھات لگا کر اچانک حملہ آور ہوجاتے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان **اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ** (کفار پر سختی) والی تھی لہٰذا آپ نے سیِّدُنا حاطب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس اِقدام کو جو اسلام کے لیے بالعموم اور تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے بالخصوص ایذاء وتکلیف کا موجب ہوسکتا تھا اور مقصد کے حصول میں بھی بہت بڑی رکاوٹ بن سکتا تھا منافقت پر محمول فرمایا اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان کے قتل کی اجازت طلب کی کیونکہ اُنہیں اِس اقدام سے نفاق میں غلبہ ظن ہی حاصل ہوا تھا نہ کہ یقین، لہٰذا آپ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اذن طلب کیا تاکہ آپ کی طرف سے اجازت مل جانے پر اس ارادے کو عملی جامہ پہنایا جائے نہ کہ محض ظن وگمان پر یہ اقدام کیا جائے۔[1]

❀......صحابی رسول حضرت سیِّدُنا حاطِب بِن بَلْتَعَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتِ مبارکہ سے بتقاضائے بشریت کسی لغزش کا واقع ہونا اور اُن کی صفائی خود **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دینا اس بات پر واضح دلالت کرتا ہے کہ کسی عام آدمی کا معاملہ اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی کا معاملہ ایک جیسا نہیں ہے۔

❀......**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آخری اَلفاظ مبارکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عزت وعظمت کے معاملے میں تمام لوگوں کے لیے مشعل راہ ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا کہ اب اُن کے بارے میں کوئی اچھائی کے علاوہ بات نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں صرف اچھا ہی کلام کرنا، اُن کی عیب جوئی کے بجائے اُن کی اعلیٰ صفات کو بیان کرنا ضروری ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دُشمنِ خُدا اور رُسول کے مُعاملے میں فاروقِ اعظم کا جلال:

جب فتحِ مکہ کا موقع آیا تو حضور نبیٔ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ سے باہر رات کے وقت ''**مَرَّ الظَّھْرَانِ**'' پر اُترے۔ حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دل میں سوچا کہ افسوس قریش

---

1 ......سیِّدُنا حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ، ص ۱۳۷ ملخصاً۔

پر کتنی بھیانک صبح آنے والی ہے! خدا کی قسم! اگر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بزور شمشیر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور قریش نے بڑھ کر امن کی درخواست نہ کی تو وہ قیامت تک کے لیے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خچر پکڑا اور اُس پر سوار ہو کر ایسے لوگوں کو ڈھونڈنے لگے کہ جنہیں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کریں۔ اتنے میں ابوسفیان کی آواز آئی، وہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لشکر کو دیکھ کر اس پر تبصرہ کر رہے تھے۔ آپ اُن کے پاس پہنچ گئے اور اُنہیں بتایا کہ یہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لشکر ہے، پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ابوسفیان کو اپنے پیچھے بٹھایا تاکہ اُسے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کریں۔

آپ مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گئے جو بھی دیکھتا تو پوچھتا کہ یہ کون ہیں؟ لیکن جب یہ دیکھتا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا ہیں تو مطمئن ہو جاتا، یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس سے گزرے تو وہ فوراً کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں عباس ہوں، پھر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کے پیچھے ابوسفیان کو بیٹھے دیکھا تو پہچان لیا اور جلال میں آ گئے فرمایا: ''**اَبُوسُفْیَانُ! عَدُوُّ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَمْکَنَ مِنْکَ بِغَیْرِ عَقْدٍ وَّ لَا عَھْدٍ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابوسفیان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دشمن ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ یہ بغیر کسی عہد و پیمان کے ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے۔'' پھر سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ و سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یَارَسُوْلَ اللہِ ھٰذَا اَبُوْ سُفْیَانَ عَدُوُّ اللہِ قَدْ اَمْکَنَ اللہُ مِنْہُ بِلَا عَھْدٍ وَّ لَا عَقْدٍ فَدَعْنِیْ اَضْرِبُ عُنُقَہٗ** یعنی یارسول **اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ ابوسفیان ہے، جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا دشمن ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اِسے بغیر کسی عہد اور عقد کے ہمارے حوالے کر دیا ہے، آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں تاکہ میں اِس کی گردن اڑا دوں۔''

سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ یہ میری پناہ میں ہے۔ بہرحال حضرت عمر اِصرار کرتے رہے تو میں نے اُن سے کہا: ''**مَھْلًا یَا عُمَرُ اَمَا وَاللہِ لَوْ کَانَ مِنْ رِجَالِ بَنِیْ عَدِیِّ بْنِ**

کَعْبٍ مَا قُلْتَ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ اَحَدُ بَنِيْ عَبْدِ مُنَافٍ یعنی اے عمر! بس کیجئے، اگر اِس کی جگہ کوئی آپ کے قبیلے بَنِی عَدِی بن کَعْب کا ہوتا تو آپ اِس طرح کی بات نہ کرتے، لیکن یہ بَنِی عَبْدِمُنَاف سے تعلق رکھتا ہے اِس لیے آپ بار بار اِس کے قتل کا اصرار کررہے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**مَهْلًا يَا اَبَا الْفَضْلِ فَوَاللّٰهِ لَاِسْلَامُكَ كَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اِسْلَامِ رَجُلٍ مِنْ وَلَدِ الْخَطَّابِ لَوْ اَسْلَمَ** یعنی ٹھہر جایئے اے ابوالفضل! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ کا اِسلام لانا مجھے اِس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ خطاب کی اَولاد میں سے کوئی اِسلام لائے۔'' بہرحال **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم اِرشاد فرمایا کہ ابوسفیان کو کل صبح ہمارے پاس لے کر آنا، وہ صبح لائے اور بالآخر انہوں نے اِسلام قبول کرلیا۔ (1)

روایت سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے درج ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے:

❀......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح مخلوقِ خدا پر شفقت ورحمت فرماتے تھے، یہی وجہ تھی کہ جب سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ لشکر لے کر آگئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اِس بات کی کوشش میں لگ گئے کہ کوئی مجھے مل جائے اور میں اُسے بارگاہِ رسالت میں پیش کرکے اُسے امان دلا دوں، اور اُس کی جان محفوظ ہوجائے۔

❀......مذکورہ روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت یعنی گھر والوں، رشتہ داروں کو نہ صرف اچھی طرح پہچانتے تھے بلکہ اُن کی تعظیم اور ادب واحترام بھی کرتے تھے۔

❀......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے، جیسے ہی آپ کے سامنے دشمن خدا ورسول آتا، آپ جلال میں آجاتے اور بارگاہِ رسالت سے اُس کے قتل کی اجازت طلب کرتے اور یقیناً یہ کیفیت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت ایمانی پر دلالت کرتی ہے۔

---

(1)......معجم کبیر، باب الصاد، صخر بن حرب، ج۸، ص۱۱، حدیث: ۷۲۶۴ ملخصاً۔

……سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آخری مبارک کلمات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نہایت ہی اَدب واحترام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے نزدیک اُن کا اِسلام قبول کرنا اپنے رشتہ داروں کے اِسلام قبول کرنے سے بھی زیادہ محبوب تھا۔

فاروقِ اعظم کا شان وشوکت کے ساتھ دُخولِ مکہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فتح مکہ کے موقع پر یہ بھی شان ظاہر ہوتی ہے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی بہت زیادہ مسرور تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبول اِسلام کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم اِرشاد فرمایا کہ اُنہیں لے کر بلند ٹیلے پر چڑھ جاؤ اور اُنہیں لشکر اِسلام کے مکہ مکرمہ میں داخلے کا منظر دکھاؤ تا کہ اُن پر اِسلام کی شان وشوکت ظاہر ہو۔ سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُنہیں لے کر ٹیلے پر چڑھ گئے، پھر لشکر اِسلام کے مختلف دستوں کی آمد شروع ہوئی، سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب کا تعارف کرواتے، سیِّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر لشکر کو یہی سمجھتے کہ شاید یہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لشکر ہے لیکن رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نہ ہوتی تو سمجھ جاتے کہ یہ وہ نہیں ہے۔ لیکن جیسے ہی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لشکر آیا تو ایسے لگا جیسے لوگوں کا طوفان اُمنڈ آیا ہو۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی قصواء اونٹنی پر سوار تشریف لارہے تھے تو سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُنہیں بتایا کہ یہ ہیں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِن کے دستے میں مہاجرین وانصار ہیں اور انصار کے ہر خاندان کے پاس ایک جھنڈا اور ایک پرچم تھا اور ان کے پورے جسم پر زرہ تھی، صرف ان کی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اُسی دستے میں تھے اور گرجدار آواز سے باتیں کررہے تھے۔ حضرت سیِّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا کہ یہ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ سیِّدُ نا ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''بَنُوعَدِی کی

شان وشوکت بڑھ گئی ہے حالانکہ اُن کا قبیلہ مختصر اور جنگی معاملات میں بے مقام ومرتبہ تھا۔'' سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**یَا اَبَاسُفْیَانَ اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ مَنْ یَّشَاءُ بِمَا یَشَاءُ وَاِنَّ عُمَرَ مِمَّنْ رَفَعَهُ الْاِسْلَامُ** یعنی اے ابو سفیان! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ جسے جس سبب سے چاہتا ہے بلندی عطا فرماتا ہے، سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو اُن میں سے ہیں جنہیں اِسلام نے بلندی عطا کی۔''(1)

فاروقِ اعظم کو کعبۃ اللّٰہ سے تصویریں مٹانے کا حکم:

فتحِ مکہ کے موقع پر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک سعادت یہ بھی حاصل ہوئی کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو **کعبۃ اللّٰہ** شریف کے اندر سے تمام تصویریں مِٹانے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا جابر بن **عبد اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فتحِ مکہ کے موقع پر بطحاء کے مقام پر اِس بات کا حکم ارشاد فرمایا کہ وہ **کعبۃ اللّٰہ** شریف جاکر اُس میں موجود تمام تصاویر کو مٹادیں، کیونکہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُس وقت تک **کعبۃ اللّٰہ** شریف میں داخل نہ ہوں گے جب تک اُس میں سے تمام تصویریں ختم نہ ہوجائیں۔(2)

اعلیٰ حضرت، عظیم البَرَکت، اِمامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دِین ومِلّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ، ج۲۱، ص۴۳۷ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المومنین عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم فرمایا کہ اِنہیں مِٹادو۔ عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر صحابہ کرام چادریں اُتار اُتار کر امتثال حکمِ اَقدس میں سرگرم ہوئے، زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا، کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں، یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹادئے، جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اُس وقت اندر رونق افروز ہوئے، اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر اِبراہیم **خلیل اللّٰہ** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا نشان رہ گیا تھا، پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج۲۳، ص۴۵۴ ملتقطا۔

2 ......سنن کبری، کتاب الشھادات، باب ماجاء فی اللعب بالبنات، ج۱۰، ص۳۷۱، حدیث: ۲۰۹۸۲۔

نہ ڈھلی تھی حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفسِ نفیس کپڑا تر کرکے اُن کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا: **اللہ** کی مار اِن تصویر بنانے والوں پر۔''

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے: ''**فِیْ حَدِیْثِ اُسَامَۃَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْکَعْبَۃَ فَرَاٰی صُوْرَۃَ اِبْرَاھِیْمِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَجَعَلَ یَمْحُوْھَا وَھُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ بَقِیَتْ بَقِیَّۃٌ خَفِیَ عَلٰی مَنْ مَحَاھَا اَوَّلًا** یعنی حضرت اُسامہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کعبہ شریف کے اندر تشریف لے گئے تو کچھ تصاویر اَنْمٹی دیکھ کر پانی منگوایا اور انھیں اپنے دستِ اَقدس سے خود مٹانے لگے، یہ حدیث اِس پر محمول ہے کہ بعض تصویروں کے کچھ نشانات باقی رہ گئے تھے جنھیں پہلی دفعہ مٹانے والا نہ دیکھ سکا، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ اُنہیں مٹادیا۔''(1)

(۸ ھجری) غَزْوَۂ حُنَیْن اور فاروقِ اعظم

......شوال المکرم کی چھ تاریخ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکہ معظّمہ سے حُنَین کی جانب لشکر کشی فرمائی۔ اسے ''غزوۂ ہوازن'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس غزوے میں قبیلۂ ہوازن ہی کے لوگ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کے لیے آئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منگل کی رات دس ۱۰ شوال المکرم پچھلے پہر مقام حُنَین پر پہنچے۔

......آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اُس وقت بارہ ہزار مسلمان تھے۔ جن میں سے دس ہزار تو وہی تھے جو مدینہ منورہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اور دو ۲ ہزار مکہ مکرمہ میں سے تھے جو فتح مکہ کے روز ایمان لائے تھے۔ یہ دو ۲ ہزار مسلمان ''**طُلَقَاء**'' کہلاتے تھے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں فتح مکہ کے دن یوں ارشاد فرمایا تھا: ''**اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ** یعنی جاؤ تم لوگ آزاد ہو۔''

......حُنَین مکہ مکرمہ کے مشرق میں مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے جس کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے دس میل سے کچھ زائد ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فتح اور کثیر مالِ غنیمت سے

---

(1)......فتح الباری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔۔۔الخ، ج ۹، ص ۱۵، تحت الحدیث: ۴۲۸۵۔

نوازا۔ اِس غزوے میں چار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جام شہادت نوش فرمایا اور ستر کافر واصل جہنم ہوئے۔ (1)

اِس غزوۂ حنین میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

ایک جھنڈا فاروقِ اعظم کو دیا گیا:

جنگی لشکر چاہے مسلمانوں کا ہو یا کافروں کا سب میں یہ اُصول نافذ تھا کہ لشکر کو ترتیب دینے کے ساتھ ساتھ مختلف جگہوں پر اُن میں ایسے افراد کو بھی منتخب کیا جاتا تھا جو علامتی جھنڈے لے کر لشکر کے ساتھ ساتھ چلتے تھے، اور بعض اوقات یہی جھنڈے کسی جنگ کی فتح وشکست کا بھی سبب بن جاتے تھے۔ غزوۂ حنین میں بھی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کے لشکر میں کئی جھنڈے مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو عطا فرمائے اور اُنہیں لشکر میں مختلف مقامات پر فائز فرمایا، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ''لشکر کے جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عطا فرمایا۔'' (2)

تیز آندھی میں فاروقِ اعظم کی رفاقتِ مصطفےٰ:

اِس غزوہ میں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک سعادت یہ بھی حاصل ہوئی کہ تیز آندھی میں جب کسی کو کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا، سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رفاقتِ مصطفےٰ نصیب ہوئی، اور پھر دیگر مسلمان بھی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب آگئے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حُنَین کے دن ایک انصاری نوجوان یوں آواز لگا رہا تھا: ''**لَنْ نُهْزَمَ الْيَوْمَ مِنْ قِلَّةٍ** یعنی آج کے دن ہم کم ہونے کے سبب ہرگز شکست سے دوچار نہیں ہوں گے۔'' راوی یعنی حضرت سیِّدُ نا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ پھر جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو اس کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ ہم

---

(1)...... طبقات کبری، غزوة رسول الله الی حنین، ج ۲، ص ۱۱۴۔

سیرة ابن هشام، خروج الرسول بجیشه۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۳۷۳۔

شرح زرقانی علی المواهب، غزوة حنین، ج ۳، ص ۴۹۸۔

(2)...... ازالة الخفاء، ج ۳، ص ۱۸۰۔

''هَنِسْ'' نامی وادی میں تھے اور **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے خچر پر سوار تھے، اُس کی لگام حضرت سیِّدُنا ابوسُفیان بن حارِث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اور رکاب حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تھامی ہوئی تھی۔ ایسی تیز آندھی چلی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دیتا تھا۔

......اچانک ایک شخص **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فوراً قریب آ گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا: ''**مَنْ اَنْتَ** یعنی تو کون ہے؟'' آواز آئی: ''**اَنَا اَبُوْبَکْرٍ فِدَاکَ اَبِيْ وَاُمِّيْ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں ابوبکر ہوں۔''

......پھر اچانک ایک اور شخص آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فوراً قریب آ گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ استفسار فرمایا: ''**مَنْ اَنْتَ** یعنی تو کون ہے؟'' آواز آئی: ''**عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِدَاکَ اَبِيْ وَاُمِّيْ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں عمر ہوں۔''

......پھر ایک اور شخص آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فوراً قریب آ گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ استفسار فرمایا: ''**مَنْ اَنْتَ** یعنی تو کون ہے؟'' آواز آئی: ''**عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ فِدَاکَ اَبِيْ وَاُمِّيْ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں عثمان بن عفان ہوں۔''

......پھر ایک اور شخص آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فوراً قریب آ گیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوبارہ استفسار فرمایا: ''**مَنْ اَنْتَ** یعنی تو کون ہے؟'' آواز آئی: ''**عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فِدَاکَ اَبِيْ وَاُمِّيْ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں علی بن ابی طالب ہوں۔''

پھر تمام لوگ بھی **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آ گئے، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَلَا رَجُلٌ صَیِّتٌ یَنْطَلِقُ فَیُنَادِيْ فِي الْقَوْمِ؟** یعنی ہے کوئی ایسا بلند آواز والا شخص جو قوم کے اندر اعلان کرے۔'' تو ایک شخص چیختا ہوا آیا اور اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ ہر کسی کے کان میں پڑ رہی تھی، پھر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوار ہوئے، سب مسلمان بھی اپنی سواریوں پر سوار ہوئے اور کفار شکست فاش سے دوچار ہوئے۔[1]

---

1 ......مسند بزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، ج ۱۳، ص ۱۲۸، حدیث: ۶۵۱۸ ملتقطاً۔

روایت سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے درج ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے:

......غزوۂ حُنَین میں صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَعِیَّت حاصل تھی اِس وجہ سے اُن سب کے عزائم بہت بلند تھے، نیز اُن میں فتح کا عظیم جذبہ اور کفار کو شکست دینے کا حوصلہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

......صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان جنگوں میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شاہی اعزاز کے ساتھ لایا کرتے تھے، جیسا کہ سیِّدُ نا ابوسُفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اور سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے مبارک عمل سے ظاہر ہے۔

......اِس غزوہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیز آندھی کے ذریعے اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں کی مدد فرمائی جو اُن کی فتح وکامرانی اور کفار کی شکست کا باعث بنی۔

......تیز آندھی میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ وہ سب سے پہلے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچے، اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو مشکل وقت میں اپنی جان کی کوئی فکر نہیں ہوتی بلکہ اپنی جان سے زیادہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ عزیز تھی۔

......مسلمانوں کے جنگی لشکر میں بھی **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ ایک قلعے کی حیثیت رکھتی تھی کہ تیز آندھی میں سب مسلمان فوراً **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچے۔

فاروقِ اعظم کا فیصلہ اور بارگاہِ رسالت سے تصدیق:

غزوۂ حُنَین کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے بارگاہِ رسالت میں اپنی رائے پیش کی اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق وتائید حاصل کی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے دن قبیلہ ہَوازِن کے لوگ اپنے بچوں، عورتوں، اونٹوں اور جانوروں کو بھی لے آئے اور انہوں نے صف بَندی کر لی تاکہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم پر اپنی کثرت ظاہر کریں، بہرحال مسلمانوں اور مشرکین کے مابین جنگ ہوئی تو مسلمانوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**یَاعِبَادَ اللّٰہِ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندو! میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''**یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ** یعنی اے گروہ انصار! میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔''

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مشرکین کو شکست سے دوچار کیا حالانکہ ایسا لگتا تھا کہ نہ تو کوئی تلوار چلی اور نہ ہی کوئی نیزہ وغیرہ۔ بہرحال جنگ سے فراغت کے بعد **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ قَتَلَ کَافِرًا فَلَہٗ سَلَبُہٗ** یعنی جس نے کسی کافر کو اکیلے قتل کیا ہے تو اُس کا سب ساز وسامان اُسی کا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس دن کفار کے بیس ۲۰ آدمیوں کو قتل کیا تھا، اُن سب کا سامان آپ کو ملا۔ حضرت سیِّدُنا ابوقتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ضَرَبْتُ رَجُلًا عَلَیَّ حَبَلُ الْعَاتِقِ وَعَلَیْہِ دِرْعٌ لَہٗ فَاَعْجَلْتُ عَنْہُ اَنْ آخُذَھَا فَانْظُرْ مَعَ مَنْ ھِیَ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے بھی ایک کافر کو قتل کیا تھا اور اُس کے پاس ایک زرہ تھی لیکن میں جلدی میں وہ اتار نہ سکا، آپ دیکھئے کہ وہ زرہ کس کے پاس ہے؟'' ایک شخص کھڑا ہوا اور بارگاہِ رسالت میں عرض کرنے لگا: ''**یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اَخَذْتُھَا فَاَرْضِہٖ مِنْھَا وَاَعْطِنِیْھَا** یعنی **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! وہ زرہ میں نے لے لی تھی، آپ اُنہیں اِس بات پر راضی کیجئے کہ وہ زرہ یہ مجھے دے دیں۔''

یہ سن کر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش ہوگئے کیونکہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت مبارکہ تھی کہ ''جب کوئی شخص آپ سے کچھ مانگتا، یا تو اسے عطا فرمادیتے یا خاموش ہوجاتے۔'' یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**لَایُفِیْئُھَا عَلٰی اَسَدٍ مِنْ اُسُدِہٖ وَیُعْطِیْکَھَا** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے شیروں میں سے ایک کو وہ کفایت نہیں کرے گی اور وہ تجھے دے دی جائے؟'' یہ سن کر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسکرائے اور ارشاد فرمایا: ''**صَدَقَ عُمَرُ** یعنی عمر نے سچ کہا۔''(1)

---

(1)......مسند بزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، ج ۱۳، ص ۸۵، حدیث: ۶۴۳۹۔

مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ج ۴، ص ۵۵۶، حدیث: ۱۳۹۷۷۔

روایت سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے درج ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے:

❀......معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت میں بڑا مقام حاصل ہے اور جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی کوئی رائے پیش کرتے تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی تصدیق کرتے اور تائید فرماتے۔

❀......اس روایت کے راوی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وضاحت سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ کے دربار سے کوئی خالی نہیں جاتا تھا، اگر آپ اُسے مال وغیرہ پاس نہ ہونے کے سبب بظاہر کچھ نہ بھی عطا فرماتے تو منع بھی نہ فرماتے بلکہ خاموشی اختیار فرماتے۔

❀......معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ مبارک عقیدہ تھا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے سب کو اپنے خزانے تقسیم فرماتے ہیں اور صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ عقیدہ کیوں نہ ہوتا کہ انہوں نے خود **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق ترجمان سے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان سنا کہ ''**اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر** یعنی اے محبوب بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کیا۔'' انہوں نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اصحاب میں جنت تقسیم کرتے دیکھا، جنت کی نعمتیں دنیا میں ہی کھلاتے دیکھا، انہوں نے خود **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ مبارک کلمات سنے کہ ''**اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ** یعنی مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں عطا کردی گئی ہیں۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مُجَدِّدِ دین وملت پروانۂ شمعِ رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سخاوت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں، دُر بے بہا دیے ہیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اِتّباعِ رسول کاانوکھا انداز:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حصے میں غزوۂ حُنین کے مالِ غنیمت سے دو باندیاں آئیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتّباع میں اُن کو آزاد فرمادیا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا نافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حصے میں غزوۂ حُنَین کے قیدیوں میں سے دولونڈیاں آئیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **بیت اللہ** کے ایک مکان میں اُنہیں رہائش دے دی۔ بعد میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حنین کے تمام قیدیوں پر یوں اِحسان فرمایا کہ اُن تمام کو آزاد کردیا، وہ سارے غلام گلیوں میں بھاگتے ہوئے جارہے تھے، جب اُن کے شور کی آواز سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سنی تو سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا کہ اے **عبد اللہ**! دیکھو یہ شور کیسا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام قیدیوں پر احسان فرماتے ہوئے انہیں آزاد فرمادیا ہے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اِذْهَبْ فَاَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ** یعنی اے **عبد اللہ**! جاؤ اور اُن دونوں لونڈیوں کو بھی آزاد کردو۔''(1)

سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عشقِ رسول مرحبا! اِتّباعِ رسول کا جذبہ مرحبا! واقعی یہ بہت بڑی قربانی ہے کہ اپنی ذاتی چیز بھی راہ خدا میں قربان کردی، اے کاش! ہمیں بھی اتباعِ رسول نصیب ہوجائے، کاش! ہم بھی سنتوں پر عمل کرنے والے بن جائیں، خود بھی نیک بنیں دوسروں پر انفرادی کوشش کر کے انہیں بھی نیک بننے کی ترغیب دلائیں۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بعد غزوۂ حُنَین فاروقِ اعظم کا اِعتکاف کے مُتعلق سوال:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ جب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ حُنَین سے واپس تشریف لائے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے زمانۂ جاہلیت میں جو اعتکاف کی نذر مانی تھی اسے پورا کرنے کے متعلق سوال کیا تو سیِّدُ الْمُبَلِّغِيْن، رَحْمَةٌ

---

(1)...... بخاری، کتاب فرض الخمس، ما کان النبی۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۳۵۷، حدیث: ۳۱۴۴۔

لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس نذر کو پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔[1]

غیرتِ فاروقِ اعظم برناموسِ امامِ اعظم:

غزوۂ حُنَین سے واپسی پر جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **مالِ غنیمت** تقسیم فرما رہے تھے تو ایک منافق نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آ گئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُس کے قتل کی اجازت مانگی۔ چنانچہ،

……حضرت سیِّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے ایک بار ہم حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **مالِ غنیمت** تقسیم فرما رہے تھے۔ ''**ذُوْالْخُوَیْصَرَہْ**'' نامی منافق آ گیا جو قبیلہ بنُوتمیم سے تعلق رکھتا تھا۔ کہنے لگا: ''**یَا رَسُوْلَ اللہِ اِعْدِلْ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول! انصاف کیجئے۔''

……سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**وَیْلَکَ وَمَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَکُنْ اَعْدِلُ** یعنی تیری ہلاکت ہو! اگر میں عدل نہ کروں گا تو کون کرے گا؟ اگر میں تیرے نزدیک عادل نہیں تو یقیناً تو خائب وخاسر ہو گیا۔''

……یہ سنتے ہی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آ گئی اور عرض کیا: ''**یَا رَسُوْلَ اللہِ اِئْذَنْ لِیْ فِیْہِ فَاَضْرِبَ عُنُقَہٗ** یعنی **یَا رَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے اجازت دیں میں اِس منافق کی گردن اتار دوں۔''

……آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیبوں کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**دَعْہُ فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا** یعنی اے عمر! اسے چھوڑ دو۔ آئندہ اِس جیسے اور بھی پیدا ہوں گے۔''

……''**یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَہٗ مَعَ صَلَاتِہِمْ وَصِیَامَہٗ مَعَ صِیَامِہِمْ** یعنی اُن کی نماز اور روزے کو دیکھ کر تم لوگ اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانو گے۔''

---

1 ……بخاری، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالی ویوم حنین، ج ۳، ص ۱۱۲، حدیث: ۴۳۲۰۔

......''يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ یعنی وہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو چیرتے ہوئے دوسری طرف سے تیزی سے نکل جاتا ہے۔''

......پھر ارشاد فرمایا: ''آيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ یعنی اُن کی نشانی یہ ہے کہ اُن میں ایک سیاہ آدمی بھی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان جیسا ہوگا یا ایسے ہوگا جیسے گوشت کا لوتھڑا حرکت کر رہا ہو۔ یہ لوگ اُس وقت خُروج کریں جب لوگوں میں اختلاف ہوجائے گا۔''

......حضرت سیِّدُنا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے (یہ غیبی کلام) خود سنا اور حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اپنی آنکھوں سے اُنہیں (یعنی خارجیوں کو) قتل کرتے پایا۔ میں بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: ''اُس شخص کو تلاش کرو جس کی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر دی تھی، چنانچہ تلاش کے بعد وہ مل گیا، دیکھا تو اُس کی شکل بِعَیْنِہٖ ویسی تھی جیسا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تھا۔''[1]

روایت سے حاصل ہونے والے عِبرت کے پھول:

......**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** حضور نبیِ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس منافق کو قتل کرنے سے اِس لیے منع فرمایا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم میں تھا کہ اُس منافق کی نسل سے کچھ لوگوں کا پیدا ہونا اللہ عَزَّوَجَلَّ مقدر فرما چکا ہے۔

......یہ بھی معلوم ہوا کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جہاں آپ کے جاں نثار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان موجود ہوتے تھے وہیں مسلمانوں کے پاکیزہ لباس میں منافقین بھی موجود ہوتے تھے۔

---

1 ......بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج ۲، ص ۵۰۳، حدیث: ۳۶۱۰۔
مسلم، کتاب الزکاۃ، ذکر الخوارج وصفاتھم، ص ۵۳۳، حدیث: ۱۴۸۔

......صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان تو وہ عظیم ہستیاں تھیں جن کی نظر ہمیشہ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے رُخِ زیبا پر ہوتی تھی اور وہ ہمیشہ اس سے برکتیں اور رحمتیں ہی لوٹتے تھے، **رسول اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے تبرکات انہیں اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھے۔ صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان تو وہ تھے جنہیں **رسول اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ میں صرف خوبیاں ہی خوبیاں نظر آیا کرتی تھیں۔ حضرت سیِّدُنا حسّان بن ثابت رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه تو دربارِ رسالت کے ثناخواں تھے۔ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے لیے **رسول اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم خود اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ بارگاہِ رسالت میں مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ

ترجمہ: ''**یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ حسین وجمیل دیکھا ہی نہیں۔''

وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

ترجمہ: ''**یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! آپ جیسا حسین وجمیل آج تک کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔''

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ عَيْبٍ

ترجمہ: ''**یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو ہر عیب سے بری پیدا فرمایا۔''

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: ''**یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم! جیسا آپ چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔''[1]

جبکہ منافقین کی نظر ہمیشہ **رسول اللہ** صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ میں عیبوں کو تلاش کرتی تھیں جس میں ہمیشہ اُن کو ناکامی ہی ہوتی تھی، اور اُنہیں اِس ناپاک مقصد میں ناکامی کیوں نہ ہوتی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو بے عیب پیدا فرمایا تھا، جن کی رِفعت و بُلندی کو خود ربّ عَزَّوَجَلَّ بیان کرے اُس ذات کو کون پست کرسکتا ہے؟ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مُجدِّدِ دِین وملّت پروانۂ شمعِ رِسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَيْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن عشق ومحبت سے معمور ہو کر

(1)......روح المعانی، پ ۱۱، تحت الآیۃ: ۲، ج ۱۱، ص ۸۳، دیوان حسان بن ثابت، حرف الھمزۃ، ص ۱۷۔

بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہیں کہ گمانِ نَقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

سَرِ عرش پر ہے تِری گزر، دلِ فرش پر ہے تِری نظر
مَلَکُوت ومُلک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عِیاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فِدا نہ بس ایک جاں دو جَہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جَہاں نہیں

......مذکورہ بالا روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ میں عیب لگانا منافقین کا طریقہ ہے، جبکہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ کو ہر عیب سے بری ماننا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا مبارک عقیدہ ہے۔

......مذکورہ بالا روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ میں عیب تلاش کرنے والے بھی قرآن پاک پڑھتے ہوں گے، البتہ قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، یعنی بظاہر تو خوبصورت آواز میں تلاوت کرتے ہوں گے لیکن اُن کی تلاوت عشقِ رسول کی خوشبو سے بہت دور ہوگی، کیونکہ پورا کا پورا قرآن **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعتِ مبارکہ ہے اور **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدح سرائی کا تعلق فقط زبان سے نہیں بلکہ قلب سے ہے، اگر دل میں بُغضِ رسول ہو تو انجام جہنم کے سوا کیا ہوسکتا ہے؟ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اِس ارشاد میں ایسے لوگوں کے لیے عبرت کے بے شمار مدنی پھول ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ: **"میاں سب ٹھیک ہیں، قرآن ایک، رسول ایک، دین ایک تو پھر اختلاف کیسا؟"** **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے واضح فرمادیا کہ اگر کوئی بظاہر خوش اِلحانی کے ساتھ قرآن پڑھ بھی رہا ہو تب بھی وہ بددین ہوسکتا ہے کہ اُس کا دل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت سے خالی ہے۔ قرآن پاک میں خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ۸﴾ (پ۱،

البقرۃ:۸) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم **اللّٰہ** اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔''

✿...... یہاں سے تیرہ آیتیں منافقین کے حق میں نازل ہوئیں جو باطن میں کافر تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے تھے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا ''**مَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ**'' وہ ایمان والے نہیں یعنی کلمہ پڑھنا، اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ اَدا کرنا، مومن ہونے کے لئے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو۔

✿...... یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ کے معاملے میں کسی طرح کا سمجھوتہ نہیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی اُس منافق نے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں بے ادبی کی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور غیرتِ ایمانی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اُس کے قتل کی اجازت طلب کی۔

✿...... یہ بھی معلوم ہوا کہ ناموسِ رسالت کے معاملے میں سمجھوتہ نہ کرنا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنت مبارکہ ہے۔ اے کاش! ہمیں بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جیسا عشقِ رسول نصیب ہوجائے، اے کاش! ہمیں بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جیسی محبت نصیب ہوجائے، اے کاش ہم بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی طرح ظاہری عشقِ رسول کے ساتھ ساتھ باطنی یعنی عملی عشقِ رسول کا مظاہرہ کرنے والے بھی بن جائیں۔

یَا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تجھے اپنے پیارے حبیب، ہم گناہ گاروں کے طبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے اور جانثار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا واسطہ، ہمیں بھی صحابہ کرام ہی جیسا عشق، محبت اور عمل کا جذبہ عطا فرما۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(۸ ھجری) غَزْوَۂ طَائِف اور فاروقِ اعظم

✿...... ماہِ شوال المکرم کے آخر میں غزوۂ حنین سے فراغت کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مالِ غنیمت ''**جِعْرَانَہ**'' کے مقام پر روک دیا جو ابھی تک تقسیم بھی نہ ہوا تھا اور خود غزوۂ طائف کے لیے روانہ ہوئے۔

✿......طائف مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب دو یا تین مرحلوں کے فاصلے پر ایک مشہور شہر ہے، جہاں انگور،

کھجوریں اور دیگر پھل اتنی کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک وقت میں چاروں موسموں یعنی موسم بہار، خزاں، گرمی اور سردی کے پھل وہاں پائے جاتے ہیں۔ اس جگہ ثقیف قبیلہ آباد تھا۔

❁……**رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن پر لشکر کشی فرمائی۔ صحیح قول کے مطابق دس سے کچھ زائد دنوں تک اِس شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔ بعض اَقوال کے مطابق تیس ۳۰ دن جاری رکھا اور بعض علماء کے نزدیک چالیس ۴۰ دن تک محاصرہ جاری رہا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شہر کو فتح کرنے کے لیے ''مَنْجَنِیْق'' نصب فرمائی، منجنیق لکڑی سے بنائی گئی ایسی مشین کو کہتے ہیں جو دور تک پتھر پھینکنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اِس کے علاوہ کسی اور غزوے میں منجنیق کا استعمال نہیں کیا گیا اور یہ عہدِ اسلام کی پہلی منجنیق تھی جس سے سنگ باری کی گئی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور انہیں فتح ونصرت سے سرفراز فرمایا۔

فتح کا مفہوم یہ ہے کہ دشمن پر اسلام کی دھاک بیٹھ گئی، یہ قلعہ اُس وقت فتح نہ ہوا بلکہ پندرہ سولہ اور بروایت دیگر چالیس دن ۴۰ کے محاصرے کے بعد مسلمانوں نے اِرشادِ نبوی کے مطابق محاصرہ اٹھالیا۔ غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد اِس قبیلہ کا وفد مدینہ منورہ حاضر ہوا اور ایمان قبول کرلیا۔

❁……غزوۂ طائف میں بارہ ۱۲ مسلمان شہید ہوئے جن میں اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ سَلَمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے بھائی حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن اَبی اُمیَّہ مَخزُومِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے، جو فتح مکہ کے دنوں میں مُشَرَّف بہ اسلام ہوئے تھے۔ حضرت سیِّدُنا سعید بن عاص اَموی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی شہداء میں شامل تھے۔ بہت سے کفّار واصلِ جہنم ہوئے۔

❁……اسی غزوہ میں حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بھی زخمی ہوئے لیکن بعد میں اُن کا زخم مُندَمِل ہوگیا اور ایک عرصے تک باحیات رہے، پھر وہ زخم ہرا ہوگیا جس کے سبب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے والد ماجد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں وصال فرمایا۔

❁……اِس غزوے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دو اَزواجِ مُطَہَّرات حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ سَلَمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور حضرت سَیِّدَتُنَا زینب بِنتِ جَحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بھی ہمراہ تھیں۔ یہی دونوں اُمَّہَاتُ المؤمنین غزوۂ فتحِ مکہ میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھیں۔ (1)

1……مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۳۱۹، سیرتِ سید الانبیاء، ص ۴۷۲۔

اِس غزوۂ طائف میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

فاروقِ اعظم کو اِعلان کرنے کا حکم دیا گیا:

غزوۂ طائف میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فتح کی اجازت نہ دی گئی تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو واپس کوچ کا حکم ارشاد فرمایا اور اس کے لیے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اعلان کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

جب حضور نبیٔ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طائف میں موجود تھے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک خواب دیکھا کہ ''ایک مکھن سے بھرا ہوا پیالہ ہے جس میں مرغ نے چونچ مار کر اُسے پراگندہ کردیا۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چونکہ خوابوں کی تعبیر بتانے کے ماہر جناب سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود تھے، اُنہوں نے اِس خواب کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ موجودہ حالات میں طائف کی فتح میسر نہیں ہوگی۔ اِتنے میں حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زوجہ حضرت سیِّدَتُنا خُوَیلہ بِنتِ حَکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو طائف پر فتح عطا فرمائے تو بادِیہ بِنتِ غَیلان کے زیورات مجھے عطا فرمایئے گا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ہمیں بنوثَقِیف پر فتح عطا نہ کی گئی تو پھر کیا کروگی؟ بہرحال وہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس گئیں اور انہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ دریافت کرنے کے بعد عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر ایسا معاملہ ہے تو میں لشکر میں واپس کوچ کرنے کا اعلان کردوں؟ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اجازت عطا فرمائی تو آپ نے پورے لشکر میں واپس کوچ کرنے کا اعلان کردیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس سے بڑی واضح شان ظاہر ہوتی ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا فرمایا

---

1 ...... سیرۃ ابن ھشام، رویا الرسول وتفسیر ابی بکر لھا، ج ۲، ص ۴۱۱۔

ہے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً بارگاہِ رسالت سے تصدیق طلب کی اور جب تصدیق ہوگئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پس وپیش سے کام لینے کے بجائے فوراً اُس سے اگلے مرحلے یعنی لشکر کو واپس لے جانے کے بارے میں سوال کیا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ عام آدمی کا خواب سچا بھی ہوسکتا ہے اور جھوٹا بھی ہوسکتا ہے لیکن انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جیسے ہی معلوم ہوا تو آپ نے فوراً اُسے تسلیم کرلیا اور پھر واپسی کا اِرادہ ظاہر فرمایا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(۹ ھجری) غَزْوَۂ تَبُوْک اور فاروقِ اعظم

❀......"**غَزْوَۂ تَبُوک**" کو "**غَزْوَۂ عُسْرَۃ**"، "**غَزْوَۂ سَاعَۃُ الْعُسْرَۃ**" اور "**غَزْوَۂ فَاضِحَہ**" بھی کہتے ہیں۔ "**عُسْرَۃٌ**" عربی زبان میں مشکل کو کہتے ہیں، جبکہ "**سَاعَۃُ الْعُسْرَۃِ**" مشکل وقت کو کہتے ہیں، چونکہ اس غزوہ میں مسلمان بہت زیادہ مشکلات کا شکار ہوئے اور تبوک کا راستہ نہایت ہی دشوار تھا اس لیے اسے یہ نام دیا گیا۔ جبکہ "**فَاضِحَۃ**" کا معنی ہے "رُسوا کرنے والی" اِس نام کی وَجہِ تَسمِیہ یہ ہے کہ اِس غزوہ میں منافقین کے بارے میں ایسی آیات نازل ہوئیں جس سے وہ ذلیل ورسوا ہوئے۔

❀......رجب المرجب کے مہینے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے اور یہ آخری فوجی مہم تھی جس میں حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بنفسِ نَفیس شریک ہوئے۔ "تَبُوک" ملک شام کی جانب ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منورہ اور اُس کے درمیان چودہ ۱۴ روز اور دمشق اور اُس کے مابین دس ۱۰ دن کا فاصلہ ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُس مُہِم پر جمعرات کے روز مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ یہ غزوہ حجۃ الوداع سے قبل ۹ ہجری میں پیش آیا اور اُس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

❀......غزوۂ تبوک تنگی وترشی اور موسم گرما کی شدت وحرارت کے زمانے میں پیش آیا نیز یہ علاقہ بھی خشک سالی کی لپیٹ میں تھا اور پھل پک چکے تھے۔ لوگوں کو پھلوں اور سایہ دار درختوں میں قیام پسند تھا اِس موسم میں سفر کرنا اُن کے لیے ایک دشوار امر تھا، علاوہ اَزیں اُن کے پاس زادِ راہ اور سواریوں کی بھی قلت تھی، کفار اور دشمنوں کی کثرت تھی، صحراء

کا طویل سفر درپیش تھا، سارا سفر جس میں چودہ دن جانے اور اتنے ہی واپسی پر لگتے تھے، شام کے صحراء میں پڑتا تھا، شام کے عظیم صحراء کو طے کرنے میں چالیس روز چلنا پڑتا تھا جہاں نہ کوئی درخت اور نہ کوئی سایہ، پانی بھی بہت کم مقدار میں دستیاب ہوتا تھا۔ لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اِن نفوسِ قدسیہ کے دلوں کو مضبوط رکھا، منافقین اور تین مخلص صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان صحابہ کے سوا جو بھی سفر کی طاقت رکھتا تھا پیچھے نہ رہا۔ اِس غزوہ میں محبوب خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تیس ہزار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تھے۔ (1)

❀...... اِس غزوۂ تبوک میں بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کئی فضائل وشرف حاصل ہوئے، جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

آدھا مال بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہر غزوے میں سب سے بڑی سعادت تو یہ ہوتی کہ آپ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اُس جنگ میں شرکت کرتے، مگر غزوۂ تبوک میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک سعادت یہ بھی حاصل ہوئی کہ جب **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مالی تعاون طلب کیا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے بڑھ کر اپنا مال پیش کیا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا زید بن اَسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ کہتے سنا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں راہِ خدا میں مال صدقہ کرنے کا اِرشاد فرمایا۔ میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر دفعہ اِن معاملات میں مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں اِس بار زیادہ سے زیادہ مال صدقہ کرکے اُن سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ گھر گئے اور گھر کا سارا مال اکٹھا کیا اُس کے دو حصے کیے ایک گھر والوں کے لیے چھوڑا اور دوسرا حصہ لے کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِستفسار فرمایا: ''اے عمر! گھر والوں کے لیے کیا

---

(1)...... البدایۃ والنہایۃ، ج ۳، ص ۵۹۴ ماخوذا، سیرتِ سید الانبیاء، ص ۱۷۴۔

چھوڑ آئے ہو؟'' عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آدھا مال گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔''[1]

روایت سے حاصل ہونے والے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے درج ذیل مدنی پھول حاصل ہوئے:

✿......معلوم ہوا کہ راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لیے ترغیب دلانا جائز اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے۔ یقیناً جو مال راہِ خدا میں خرچ کردیا گیا وہ ہی آخرت کے لیے محفوظ ہوگیا۔

✿......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کی تعمیل کرنے لگے تو آپ کے ذہن میں یہ مدنی سوچ آئی کہ آج تو میں سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سبقت لے جاؤں گا، معلوم ہوا کہ نیکیوں میں سبقت کرنا یا اِس بات کی خواہش کرنا کہ میں فلاں نیکی میں اپنے فلاں بھائی سے سبقت لے جاؤں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے عمل سے ثابت ہے۔ واضح رہے کہ عموماً دین کی مالی خدمت کرنے میں شیطان بھی مداخلت کرکے ریاکاری جیسے موذی مرض میں مبتلا کردیتا ہے، نیز وہ مال کہ جسے آخرت کی بہتری کے لیے استعمال کرنا تھا ریاکاری کی تباہ کاری کی نذر ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ نیکیوں میں سبقت کی ترکیب بنایئے اور ہر قسم کی دینی معاملات میں مدد کرنے سے پہلے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی مدد و نصرت اور حمایت حاصل کرنے کے لیے اُس رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے شیطان کے مکر و فریب سے پناہ بھی مانگتے رہیے۔

✿......مذکورہ بالا روایت سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان کریمی بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دینی معاملات میں خرچ کرنے اور نیکیوں میں سبقت لے جانے کی کوششوں میں مصروف رہا کرتے تھے۔ نیز غزوۂ تبوک کے موقع پر دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مالی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کا بھی بہت بڑا مالی تعاون شامل ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی بکر وعمر، ج۵، ص۳۸۰، حدیث: ۳۶۹۵۔

فاروقِ اعظم کی جنگی مہم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی بعض جنگوں میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو امیر بنا کر بھیجا گیا اور بعض جنگوں میں شریک بنا کر بھیجا تا کہ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔ چنانچہ،

......سن ۷ ہجری، شعبان المعظم کے مہینے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو "**تُرَبَۃ**" کی مہم پر بھیجا۔ مکہ مکرمہ کے قریب یہ ایک وادی کا نام ہے، جس کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے تقریباً دو ۲ روز کی مسافت پر ہے۔ قبیلہ ہوازن کے باقی ماندہ کفار یہیں مُقیم تھے۔

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تیس ۳۰ سواروں کے ہمراہی میں اِس مُہم پر روانہ ہوئے، ایک راہنما بھی ہمراہ تھا جس کا تعلق قبیلہ بنو ہِلال سے تھا۔ رات کو چلتے اور دن کو چُھپ جاتے لیکن جیسے ہی دشمنوں کو مسلمانوں کے اِس قافلے کی خبر ملی تو وہ دُم دبا کر بھاگ گئے، جنگ کی نوبت ہی نہ آئی اور سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے رُفقاء کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جَیْشُ ذَاتُ السَّلَاسِل اور فاروقِ اعظم

......"**جَیْشُ ذَاتِ السَّلَاسِل**" دراصل "سریہ عَمرو بن عاص" ہے۔ جمادی الاولی سن ۸ ہجری میں حضرت سیِّدُ نا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو "**ذَاتُ السَّلَاسِل**" کی مہم پر روانہ کیا گیا۔ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو تین سو شیر دل مہاجرین اور انصار کی کمان سپرد فرما کر مشرکین کے قبائل قُضَاعَہ، عامِلہ، لَخْم اور جُذام کی سَرزَنِش پر مُقرر فرمایا۔

......"**سَلَاسِل**" کے مقام پر مُجاہدوں کا کفار سے آمنا سامنا ہوا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں وہ قتل ہوئے۔ غنیمت سمیت مسلمانوں کا لشکر مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ اِس لشکر کے امیر حضرت سیِّدُ نا عَمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے۔

---

1 ......طبقات کبری، سریۃ عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۸۹۔

فاروق اعظم کی جنگی مہم
مدينة المنورة
مكة المكرمة
الحجاز
ارض
حرة كشب
تربة
هوازن
حرة البقوم
جبال حضن
الطائف
حرة
رهط
حرة نواصف
بحیرۂ قلزم
جبل الابرد
جبل شعباء
وادی ساحوق
وادی الشقة
الصديرات
عرجاء
النخيل
الدناكية
بلغة
نفودالعريق
الظاهرية
بواط
الصويدرية
الفقرة
الزبدة
الدسو
ينبع النخل
آبارالماشى
صديرة
ثرب
بدر
اليتمة
العصق
مهدالذهب
الحضارة
الاكول
السوبرقية
صفينة
الدفينة
مستورة
رابغ
حفركشب
دغيجة
اللصب
المدانى
ظلم
الكامل
خليص
عسفان
مدركة
عشيرة
الموية
الجموم
جدة
الخرمة
السبل الكبير
سديرة
الحوية
حضن
الغريف
كلاخ
رتبة
قبا
يلملم
السعن
الغرابة
الشعبية
السعدية
الغافة
القوامة
العفرية
الفرات
عصيقة
دعية
اللبت
العفيق
قلوة

......''**سَلَاسِل**'' جمع ہے ''**سَلْسِلَة**'' کی، جس کا معنی ہے زنجیر۔ اِس جنگ کو ''**ذَاتُ السَّلَاسِل**'' کے نام سے اِس وجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ یہاں صحراء میں ریت کے تودے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور وہ زنجیر کی طرح پاؤں کو جکڑ کر چلنے سے روکتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ''**سَلَاسِل**'' قبیلہ جُذام کے علاقے میں ایک چشمے کا نام ہے جہاں وہ رہتے تھے، یہ ''وادی القُریٰ'' کے آگے مدینہ منورہ سے دس ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ چونکہ یہ لڑائی اِسی چشمے کے قریب لڑی گئی اِس لیے اِسے ''**سَرِیَّۂ ذَاتُ السَّلَاسِل**'' کہتے ہیں۔ ایک وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے کو باندھ لیا تھا تاکہ کوئی فرد بھاگ نہ جائے اِس لیے اِسے ''**سَرِیَّۂ ذَاتُ السَّلَاسِل**'' کہتے ہیں۔

......حُجَّۃُ الاسلام، عُمْدَۃُ المُحَدِّثِیْن، رِحلَۃُ الطَّالِبِیْن، امامِ ربّانی، حضرت علامہ مولانا امام ابوالفضل احمد بن علی بن محمد المعروف ابنِ حجر عَسقَلانی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تصریح کے مطابق **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِنہی سیِّدُنا عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ''**غزوۂ ذات السَّلَاسِل**'' میں اِسی الٰہی فوج کا سردار کیا۔ جس میں سیِّدُنا صدیقِ اکبر وسیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تھے۔''(1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جیشِ اُسامہ بن زید اور فاروقِ اعظم

حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جیشِ اُسامہ بن زید میں آپ کو شریک بنا کر بھیجا۔ چنانچہ،

......''**اُبْنٰی**'' جو ''**بَلْقَاء**'' کے قریب ''**شَرَاہ**'' کے علاقے اور ملک شام میں واقع ہے کے مقیم لوگوں کی طرف **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیات طیبہ کا آخری لشکر روانہ فرمایا۔ ۲۶ صفر المظفر بروز ہفتہ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رُومیوں کے مقابلے کے لیے جنگ کی تیاری کا حکم فرمایا۔ رُومی اُس وقت ملک شام پر قابض تھے۔ حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم دیا کہ کل ۲۷ صفر بروز اتوار اِس مُہم پر روانہ ہوجائیں۔

---

1 ......سیرتِ سید الانبیاء، ص ۲۰۸، فتح الباری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات السلاسل، ج ۹، ص ۶۳، تحت الحدیث: ۴۳۵۸۔

........۳۰ صفر المظفر بدھ کی رات کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی علالت کا آغاز ہوا، آپ کو درد سر اور بخار لاحق ہوگیا۔ جمعرات یکم ربیع الاول کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دست اَقدس سے اُن کے لیے جھنڈا تیار فرمایا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مہاجرین و اَنصار کے ایک قافلے کے ہمراہ روانہ فرما دیا۔

........مہاجرین میں سے حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عثمان غَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا ابوعُبَیدہ بِن جَراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا سعد بن اَبی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔ جبکہ اَنصار میں سے حضرت سیِّدُ نا قَتَادہ بِن نُعمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا سَلَمہ بِن اَسلم بِن حَرِیش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وغیرہ تھے۔

........رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ لشکرِ اُسامہ کی روانگی کا بندوبست کرو پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں خود روانہ فرمایا، سیِّدُ نا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جرف کے مقام میں پڑاؤ ڈالا تاکہ لشکر وہاں اکٹھا ہوسکے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شدت مرض کے بارے میں سنا تو حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا ابوعُبَیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور کچھ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اِس لشکر(1) کو اُسی مُہم پر روانہ فرمایا جس پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِسے روانہ فرمایا تھا۔(2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1)......اِس لشکر کی مزید تفصیلات کے لیے دعوتِ اِسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۳ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضانِ صدیق اکبر'' ص ۳۴۳ ملاحظہ کیجئے۔

(2)......اسد الغابہ، اسامۃ بن زید، ج ۱، ص ۱۰۴، سیرتِ سید الانبیاء، ص ۲۲۷۔

دسواں باب

فاروقِ اعظم اور وصالِ حبیبِ خدا

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے --------

- ......**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موجودگی میں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی امامت
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حدیث قرطاس کی نفیس توجیہات
- ......**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت
- ......صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف سے بچانا
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی باکمال فراست
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدنی سوچ
- ......وصالِ محبوب پر سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دردناک جذبات
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے صدمے کی کیفیت
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارگاہِ رسالت میں درود وسلام کے گلدستے

فاروقِ اعظم اور وصالِ رسول اللہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر یہ کہا جائے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے بلکہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے لیے اُن کی حیات کا سب سے بڑا صدمہ حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ظاہری تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے لیے:

❁ یہی تو وہ مبارک ہستی تھی جو اُنہیں کفر وشرک کی اَندھیری وادیوں سے نکال کر ایمان واسلام کے اجالوں کی طرف کھینچ لائی تھی۔ ❁ یہی تو وہ مبارک ذات تھی جس نے اُنہیں کفر کے وحشت ناک ماحول سے نکال کر اِسلام کے پاکیزہ اور نفیس ماحول کا راستہ دکھایا تھا۔ ❁ یہی تو وہ ہستی تھی جو اُن کے تمام دکھوں کا مداوا کرتی تھی۔ ❁ یہی تو وہ ذات تھی جسے دیکھ کر اُن کی ساری پریشانیاں اور تکلیفیں دور ہو جایا کرتی تھیں۔ ❁ یہی تو وہ مبارک ہستی تھی جس کے مقابلے میں وہ اپنی آل، اولاد، گھر بار سب کچھ یہاں تک کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کیا کرتے تھے۔ ❁ یہی تو وہ مبارک ہستی تھی جس کی خاطر اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر کفار سے جنگ وجدال کرنے لگ جاتے تھے۔

جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے، وہ دنیا سے چلا جائے تو سب سے زیادہ دُکھ اُس کے اُن دوستوں کو ہوتا ہے جن کے ساتھ وہ اکثر وقت گزارا کرتا تھا، آہ۔۔۔ ذرا غور تو کیجئے! حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری پر شیخین کریمین سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا کیا حال ہوا ہوگا جو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سفر وحضر کے ساتھی تھے۔ واقعی سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کا یہ پہلو نہایت ہی دردناک ہے، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات طیبہ کے آخری لشکر ''**جیشِ اُسامہ**'' روانہ کرنے سے لے کر سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خلیفہ بننے تک سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ بیسیوں ایسے واقعات پیش آئے جن سے **بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی** آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ جیشِ اُسامہ کو روانہ فرمانے کے بعد آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علیل ہو گئے، اِس دوران کئی نمازیں بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجرۂ مبارکہ میں ہی اَدا فرمائیں۔ ایک بار سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات طیبہ میں نماز پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ چنانچہ،

رسول اللّٰہ کی موجودگی میں فاروقِ اعظم کی امامت:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن زَمْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرض الموت نے جب شدت اختیار کی، میں اُس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا، حضرت سیِّدُ نا بلال حبشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز کے لیے اَذان دی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''جاؤ اور کسی سے نماز پڑھانے کے لیے کہہ دو۔'' حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ باہر آئے تو لوگوں میں حضرت سیِّدُ نا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود تھے البتہ حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ موجود نہ تھے، لہٰذا انہوں نے حضرت سیِّدُ نا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے نماز کے لیے عرض کر دیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز کی امامت کروائی۔''۔۔۔اِلخ۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن زَمْعَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اَوّلاً سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا اور بعد اَزاں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے حکمِ حَبیبِ خُدا بیان کر دیا۔ معلوم ہوا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طَیِّبہ کے آخری اَیام تک صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اُن کے بعد اَمیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہی سب سے افضل سمجھتے تھے۔

فاروقِ اعظم اور حدیث قرطاس

حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرضِ وفات کا مشہور واقعہ ''قرطاس'' کا واقعہ ہے جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے وصال ظاہری سے تین روز قبل اِرشاد فرمایا کہ ''لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم آئندہ بہک نہ سکو۔'' اِس حدیثِ قرطاس سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ کے کئی مبارک پہلو واضح ہوتے ہیں۔ تفصیلی حدیث پاک کچھ یوں ہے:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم

---

(1) ...... ابوداود، کتاب السنۃ، باب فی استخلاف ابی بکر، ج ۴، ص ۲۸۳، حدیث: ۴۶۶۰۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کا وقت قریب آیا تو آپ کے حجرۂ مبارکہ میں بہت سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان موجود تھے۔ جن میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''**هَلُمَّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ** یعنی آؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد تم نہ بہک سکو۔'' (ایک روایت میں شانے کی ہڈی لانے کا ذکر ہے) یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمانے لگے: ''**اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ** یعنی اِس وقت حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بیماری کی تکلیف زیادہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے وہی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتاب تمہارے لیے کافی ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فرمان سن کر وہاں موجود صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں اِختلاف واقع ہوگیا بعض نے کہا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لکھنے کا سامان وغیرہ لے آؤ تاکہ وہ تمہارے لیے تحریر لکھ دیں، جبکہ بعض نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ والا موقف اختیار کیا کہ اِس وقت **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حالتِ تکلیف میں ہیں لہٰذا اس اَمر کی حاجت نہیں۔ جب اِختلاف زیادہ ہوا تو **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''**قُوْمُوْا** یعنی تم لوگ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔''(1)

رسول اللہ سے فاروقِ اعظم کی رائے کی مُوافقت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیاتِ طَیِّبہ میں بھی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ بعض اَوقات **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوئی بات اِرشاد فرماتے تو آپ اُس کے بعد اپنی رائے کا اظہار فرماتے اور بارہا ایسا ہوا کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس کی موافقت فرمائی اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کو قبول فرمایا۔ جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابو ہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مشہور حدیث پاک ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں اپنی نَعلینِ مبارکہ دے کر بھیجا اور اِرشاد فرمایا کہ ''جو دل سے اِس بات کی گواہی دے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اُسے جنت کی بشارت دے دو۔'' لیکن حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ

---

(1)......بخاری، کتاب المرضی، باب قول المریض قوموا عنی، ج ۴، ص ۱۲، حدیث: ۵۶۶۹ ملتقطا۔

اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اِس طرح تو لوگ اِسی پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے لہٰذا آپ لوگوں کو عمل کرنے دیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اِس رائے کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''اے عمر! اگر ایسی بات ہے تو اُنہیں عمل کرنے دو۔''(1)

حدیث قرطاس میں بھی ایسا ہی ہوا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تحریر لکھنے کا ارشاد فرمایا لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے رائے پیش کی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس وقت تکلیف میں ہیں لہٰذا اِس کی حاجت نہیں تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اِنکار نہ فرمایا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کی موافقت فرمائی۔

فاروقِ اعظم کی رائے کی صحابہ کرام سے مُوافقت:

جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی رائے کا اِظہار فرمایا تو وہاں موجود صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں اوّلاً تھوڑا اختلاف ظاہر ہوا لیکن بعد اَزاں کسی نے بھی اِس معاملے میں کوئی پیش رفت نہ کی کیونکہ اِس واقعے کے تقریباً تین دن بعد دو عالَم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دنیا سے پردہ فرمایا اور آخری دن یعنی پیر کے روز تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طبیعت کافی بہتر تھی مگر اِن تین دنوں میں کسی صحابی نے نہ تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے اِس بات کا تذکرہ کیا اور نہ ہی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے اِس کا تذکرہ کیا جو اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابتدائی اختلاف کے بعد وہاں موجود تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے سے موافقت کر لی تھی۔

مولا علی سے فاروقِ اعظم کی رائے کی مُوافقت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ ساتھ خود مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے بھی آپ کی رائے کی موافقت ظاہر ہے۔ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم خود اِرشاد فرماتے ہیں کہ دو عالَم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

(1)......مسلم، کتاب الایمان، الدلیل علی ان من مات علی التوحید۔۔۔الخ، ص ۳۷، حدیث: ۵۲ ملخصاً۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے حکم دیا کہ ''میں ایک طبق لے کر آؤں جس پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسی چیز لکھ دیں جس کی وجہ سے آپ کی اُمت آپ کے بعد گمراہ نہ ہو۔'' فرماتے ہیں: ''فَخَشِیْتُ اَنْ تَفُوْتَنِیْ نَفْسُہٗ یعنی مجھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دنیا سے تشریف لے جانے کا خوف تھا۔'' لہٰذا میں نے اِس بات کی ضرورت محسوس نہ کی اور عرض کیا: ''اِنِّیْ اَحْفَظُ وَاَعِیْ یعنی یارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ مجھے بیان فرمادیں میں اِس کو یاد کرکے محفوظ کرلوں گا۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ''اُوْصِیْ بِالصَّلَاۃِ وَالزَّکَاۃِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یعنی میں تمہیں نماز، زکوۃ کی ادائیگی، غلاموں اور باندیوں کے ساتھ حُسنِ سُلوک کی وصیت کرتا ہوں۔''(1)

اِس حدیثِ مبارکہ سے واضح ہے کہ خود مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم بھی آپ کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے لکھنے کا سامان وغیرہ نہ لائے کیونکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ کے تربیت یافتہ جانثار صحابہ تھے اِن دونوں کی مدنی سوچ میں کیسے فرق ہوسکتا تھا جبکہ آپ دونوں کے عشقِ رسول کی بے شمار روایات سے کتب احادیث میں موجود ہیں۔

فاروقِ اعظم کا رسول اللّٰہ کو تکلیف سے بچانا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ وہ ذات تھی جس نے اپنی پوری زندگی رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور حفاظت میں گزار دی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عشقِ رسول تو ایسا تھا کہ اگر کوئی مسلمان بھی ایسی بات کرتا جس سے آپ کو اذیت رسول کا خدشہ ہوتا تو اُس کی گردن مارنے کے لیے تیار ہوجاتے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اذیت اور تکلیف کسی صورت گوارا نہ تھی یہی وجہ ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب تحریر کے لیے سامان طلب فرمایا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مشقت میں پڑنا گوارا نہ کیا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ فعل رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شدید محبت اور آپ کو تکلیف سے بچانے کی غرض سے تھا۔

---

(1) ...... مسند امام احمد، مسند علی بن ابی طالب، ج ۱، ص ۱۹۵، حدیث: ۶۹۳۔

رسول اللہ سے فاروقِ اعظم کا حُسنِ ظَن:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ حُسنِ ظن تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُس وقت تک وصالِ ظاہری نہیں فرمائیں گے جب تک تمام منافقین کو تہ تیغ نہ کرلیں اور فارس اور رُوم پر اِسلام کے جھنڈے نہ گاڑ دیں اور اُن کا یہ بھی خیال تھا کہ اگر اِس وقت رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہیں لکھا تو کوئی بات نہیں جب تندرست ہو جائیں گے تو بعد میں لکھ دیں گے۔ جیسا کہ امام ابن سعد بصری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مرضِ وفات میں اِرشاد فرمایا: ''**وَائْتُوْنِيْ بِدَوَاةٍ وَصَحِيْفَةٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا** یعنی مجھے دوات اور کاغذ لا کر دو میں تم کو ایسی چیز لکھ کر دوں گا جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔'' تو حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**مَنْ لِفُلَانَةٍ وَفُلَانَةٍ مَدَائِنُ الرُّوْمِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِمَيِّتٍ حَتّٰى نَفْتَتِحَهَا** یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! فلاں فلاں اور رُوم کے شہروں کا کیا ہوگا، جب تک ہم اُن شہروں کو فتح نہ کرلیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس دنیا سے تشریف نہیں لے جائیں گے۔''(1)

فاروقِ اعظم کی با کمال فِراست:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی فراست سے جان لیا تھا کہ دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس چیز کو لکھوانے کا اِرشاد فرما رہے ہیں وہ کوئی حکم شرعی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس کو ضرور لکھواتے کہ خود ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗؕ**﴾ (پ۶، المائدۃ: ۶۷) ترجمۂ کنز الایمان: ''اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے ربّ کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اِس کا کوئی پیام نہ پہنچایا۔'' یہی وجہ تھی کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

---

1 ......طبقات کبری، ذکر الکتاب الذی اراد۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۸۸۔

کفارِ مکہ کی طرف سے دی جانے والی اتنی اذیتوں اور تکالیف کے باوجود نیکی کی دعوت کو کبھی ترک نہ فرمایا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی باکمال فراست تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ جان لیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوئی اہم شرعی حکم نہیں لکھوانا چاہتے۔ اِس بات کی یوں بھی تائید ہوتی ہے کہ اگر کوئی ضروری اَمرِ دینی لکھوانا ہوتا تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِس واقعے کے تقریباً تین ۳ دن بعد تک دنیا سے تشریف لے گئے تو اِن تین دنوں میں وہ امر لکھوا دیتے، مگر آپ نے نہ لکھوایا جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی اہم ترین حکم شرعی کو نہیں لکھوانا چاہتے تھے۔

فاروقِ اعظم کی مدنی سوچ:

بعض علماء کرام نے یہاں یہ نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوئی ضروری اَمرِ دینی بیان نہ فرمانا چاہتے ہوں بلکہ جو شرعی اَحکام بیان ہو چکے ہیں اُن کی تاکید کے طور پر کچھ لکھوانا چاہتے ہوں، لیکن سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ''**حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ** یعنی **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارے لیے **کتاب اللہ** ہی کافی ہے۔'' کہہ کر اپنی اِس مدنی سوچ کا اظہار کیا کہ **یَارَسُوْلَ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے بلاواسطہ خود ہمیں تمام اَحکامِ شرعیہ بیان فرما دیے تو ہمیں اب کسی تاکید کی حاجت نہیں، آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ لہٰذا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اِس کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

رسول اللہ کی آخری نمازیں:

۹ ربیع الاول جمعہ کی رات کو دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مرض الوفات نے شدت اختیار کر لی اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اِس کے باعث تین ۳ بار غشی طاری ہوگئی۔ اِسی وجہ سے نمازِ عشاء کے لیے تشریف نہ لاسکے اور ارشاد فرمایا: ''**مُرُوْا اَبَابَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ** یعنی ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جگہ کھڑے ہوکر نماز پڑھائی اور باقی تین دنوں کی نمازِ پنجگانہ کی امامت بھی آپ رَضِیَ اللہُ

تَعَالٰی عَنْہ نے ہی کرائی ۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو نماز بیٹھ کر ادا فرمائی وہ ہفتہ یا اتوار کی نماز ظہر تھی اور اس میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِمام تھے۔ جبکہ وہ نماز جو ایک کپڑے میں ادا فرمائی وہ پیر کی نمازِ فجر تھی اور اُس نماز کی اِمامت کے فرائض سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرانجام دیے۔ یہی وہ فجر کی آخری نماز ہے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَدا فرمائی اِس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے تشریف لے گئے۔''[1]

صدیق اکبر کا نصیحت آموز خطبہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شدّتِ غم سے نڈھال تھے اور کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ ایسے میں حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بکھرے ہوئے جذبات کو یکجا کرنے اور شیرازۂ اسلام کو منتشر ہونے سے بچانے کے لیے ایک نصیحت آموز خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ** یعنی تم میں سے جو شخص رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں اور جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتا ہے تو وہ بھی سن لے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿**وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْــٴًـا ؕ وَ سَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾**﴾ (پ ٤، آل عمران: ١٤٤) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللّٰہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللّٰہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔''

یہ آیت مبارکہ سن کر لوگوں کو ایسے لگا کہ گویا حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس آیت کو پڑھنے سے

---

[1] ......مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوۃ، باب ماعلی الماموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، الفصل الثالث، ج ٣، ص ٢٢٩، سیرتِ سید الانبیاء، ص ٦٠٠۔

قبل وہ اِسے جانتے ہی نہ تھے، یہ آیت سنتے ہی ہر شخص یہی آیت دہرانے لگا۔اور حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:''حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے یہ آیت مبارکہ سن کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا، میری ٹانگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا اور میں زمین پر گر گیا۔بہرحال آیت مبارکہ سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ واقعی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے تشریف لے جاچکے ہیں۔''(1)

بارگاہِ رسالت میں صدیق وفاروق کا سلام:

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بِن حارِث تَیمِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں:''جب دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کفن دے دیا گیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جَسدِ مبارک چارپائی پر رکھ دیا گیا تو شیخین کریمین یعنی سیِّدُ نا ابوبکر صدیق وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اندر داخل ہوئے اور یوں سلام عرض کیا: ''**اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم !آپ پر سلام ہو، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اُس کی برکتیں نازل ہوں۔'' اور اِن دونوں کے ساتھ اتنے مہاجرین وانصار تھے کہ سارا کمرہ بھر گیا اُن سب نے صفیں بنالیں اور کوئی امام نہ تھا، پھر اُن سب نے بھی شیخین کریمین کی طرح سلام عرض کیا۔شیخین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا پہلی صف میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف منہ کرکے کھڑے تھے،عرض کرنے لگے:

❀......''**اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَشْھَدُ اَنْ قَدْ بَلَغَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہم اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم تک وہ تمام باتیں اچھی طرح پہنچادی ہیں جواُن پر نازل کی گئیں۔''

❀......''**وَنَصَحَ لِاُمَّتِہٖ وَجَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی اَعَزَّ اللّٰہُ دِیْنَہٗ** اور انہوں نے اپنی امت کو اچھی طرح نصیحت کی، راہ خدا عَزَّوَجَلَّ میں ایسا جہاد کیا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے دین کو عزت عطا فرمائی۔''

❀......''**وَتَمَّتْ کَلِمَاتُہٗ فَاٰمِنْ بِہٖ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ** اور ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کلام تمام ہوگیا، پس میں اِس پر

---

1 ......بخاری، کتاب المغازی، مرض النبی ووفاتہ، ج ۳، ص ۱۵۸، حدیث: ۴۴۵۴۔

عمدۃ القاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی...الخ، ج ۱۲، ص ۴۰۰، تحت الحدیث: ۴۴۵۴۔

ایمان لاتا ہوں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔''

......''**فَاجْعَلْنَا یَااِلٰھَنَا مِمَّنْ یَّتَّبِعُ الْقَوْلَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَہٗ یَا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا دے جو اُس قرآن پاک کی اتباع کرنے والے ہوں جو تونے اِن پر نازل فرمایا ہے۔''

......''**وَاجْمَعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَہٗ حَتّٰی یَعْرِفَنَا وَنَعْرِفَہٗ** اور ہمیں اور انہیں ملا دے کہ وہ ہمیں پہچان لیں اور ہم انہیں پہچان لیں۔''

......''**فَاِنَّہٗ کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفًا رَّحِیْمًا** کیونکہ یہ مؤمنوں پر بہت مہربان اور رحم فرمانے والے ہیں۔''

......''**لَا نَبْتَغِیْ بِالْاِیْمَانِ بَدَلًا وَّلَا نَشْتَرِیْ بِہٖ ثَمَنًا اَبَدًا یَا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہم ایمان کا بدلہ نہیں چاہتے اور نہ ہی کسی قیمت پر اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔''

اِس دعا پر تمام لوگ ''آمین آمین'' کہنے لگے۔ پھر جن لوگوں نے سلام عرض کر دیا تھا وہ باہر نکلتے گئے اور دیگر لوگ اندر آکر سلام عرض کرتے رہے یہاں تک کہ تمام مردوں عورتوں اور بچوں تک نے سلام عرض کر دیا۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسدِ اطہر کو قبرِ منور میں اتار دیا گیا۔(1)

وِصالِ محبوب پر فاروقِ اعظم کے دردناک جذبات:

محبوبِ ربِ ذُوالجلال، شہنشاہِ خوش خصال صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصال پُرملال کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فراقِ رسول میں روتے ہوئے عرض کرنے لگے:

......''**یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب تعداد میں اِضافہ ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منبر بنوایا تاکہ لوگ باآسانی خطبہ سن سکیں، آپ کے فراق میں اُس تنے نے گریہ وزاری کی تو آپ نے دستِ مبارک پھیر کر تسلی دی تو وہ چپ ہوگیا، **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کی جدائی میں آپ کی اُمت پر اُس تنے سے زیادہ رونے کا حق ہے۔

---

1 ......طبقات کبری، ذکر الصلاۃ علی رسول اللہ، ج ۲، ص ۲۲۱۔

﴿……''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! بارگاہِ الٰہی میں آپ کا مقام اِس قدر بلند ہے کہ اللہ رَبُّ الْعِزَّت نے آپ کی اِطاعت کو اپنی اِطاعت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾ (پ۵، النساء: ۸۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔''

﴿……''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِس قدر فضیلت ہے کہ آپ کے لیے عفو کی نوید سنائی اور فرمایا: ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ﴾ (پ۱۰، التوبة: ۴۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''اللہ تمہیں معاف کرے تم نے اِنہیں کیوں اِذن دے دیا۔''

﴿……''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! رب تعالیٰ کے ہاں آپ کو اِس درجہ کی فضیلت حاصل ہے کہ اُس نے آپ کو سب سے آخر میں مبعوث فرمایا لیکن ذکر سب سے پہلے کیا: ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ﴾ (پ۲۱، الاحزاب: ۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم۔''

﴿……''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ نے بارگاہِ الٰہی میں اِتنی فضیلت پائی ہے کہ جہنمی جہنم کے مختلف طبقات میں جل رہے ہوں گے اور آپ کی اِطاعت نہ کرنے پر غم وحسرت کا اِظہار کرتے ہوں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن پاک میں اُسے یوں بیان فرمایا: ﴿یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾﴾ (پ۲۲، الاحزاب: ۶۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔''

﴿……''یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا سلیمان بن داؤد عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قبضے میں ہوا ایسی کردی جس کے ذریعے صبح وشام میں ایک ایک مہینے کا فاصلہ طے کیا جاسکتا تھا اور اِس سے بھی عجیب تر آپ کا براق تھا جس پر آپ نہ صرف ساتویں آسمان تک پہنچے بلکہ نماز فجر وادیٔ اَبطح میں اَدا فرمائی۔

……"یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مُردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تو اِس سے زیادہ تعجُّب خیز معاملہ یہ ہے کہ زہر آلود بھنی ہوئی بکری کے شانے نے آپ سے کلام کیا اور عرض کیا: مجھے تناول نہ فرمایئے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔"

……"یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! حضرت سیِّدُنا نوح عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اَپنی قوم کے خلاف دعا کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اِس طرح بیان فرمایا: ﴿رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ﴾ (پ۲۹، نوح: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: "اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔" اگر آپ بھی اُسی کی مثل بارگاہِ الٰہی میں التجا کرتے تو سب ہلاک ہوجاتے، آپ کی پیٹھ مبارکہ کو تکلیف دی گئی، رُخِ اَنور کو لہولہان کیا گیا، دندانِ مبارک (کے کچھ حصے) شہید کیے گئے، لیکن آپ نے اُن کے لیے بھلائی ہی مانگی اور بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میری قوم کے لوگوں کو معاف فرمادے یہ مجھے نہیں جانتے۔ یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کی عمر مبارک اور زمانہ تبلیغ کم لیکن آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد زیادہ ہے جبکہ حضرت سیِّدُنا نوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی عمر اور زمانہ تبلیغ زیادہ لیکن اُن پر ایمان لانے والوں کی تعداد کم رہی۔

……"یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر آپ اپنے ساتھ صرف اپنے برابر کے لوگوں کو بٹھاتے تو ہمیں نہ بٹھاتے، اگر آپ اپنے برابر کے لوگوں میں شادی کرنا چاہتے تو ہمارے خاندان میں آپ کا نکاح نہ ہوتا، اگر آپ اپنے برابر کے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا چاہتے تو ہمارے ساتھ نہ کھاتے، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ نے ہمیں اپنی ہم نشینی کا شرف بخشا، ہمارے خاندان میں شادی کی، ہمیں کھانے میں ساتھ بٹھایا، اُون کا لباس زیب تن فرمایا، دراز گوش کو سواری بنایا، سواری پر اپنے پیچھے دوسروں کو بٹھایا، زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا، بطورِ تواضع اپنی انگلیاں چاٹیں۔"(1)

1 ……احیاء العلوم، ج۱، ص۹۲۶۔

فاروقِ اعظم کے صدمے کی کیفیت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، ہم گنہگاروں کے طبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات ظاہری کا تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو بہت شدید صدمہ پہنچا، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر تو آپ کے غم کی کچھ عجیب ہی کیفیت تھی۔ کیونکہ،

❁ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وہ جانثار ساتھی تھے جو خود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کے سبب ایمان لائے تھے۔

❁ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراز و ہم نشین تھے۔

❁ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ اوّلین شخصیت تھے جنہیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان حق ترجمان سے ''فاروق'' کا لقب عطا ہوا۔

❁ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِسلام کی تبلیغ کو اپنی حیات کا جزء لازمی بنا رکھا تھا۔

❁ آپ ہر وقت ناموس رسالت پر اپنی جان لٹانے کے لیے حاضر خدمت رہا کرتے تھے۔

❁ آپ کی تلوار ناموس رسالت کے دشمنوں کے لیے ہر وقت نیام سے باہر آجاتی تھی۔

❁ آپ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ملال کے وقت آپ کی دل جوئی کی کوششیں کرتے تھے۔

❁ آپ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات، آل اولاد، عزت وناموس اور آپ کے اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے محافظ تھے۔

❁ آپ حضور نبیٔ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں علمی سوالات کرنے کی سعادت پاتے تھے۔

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ کے ساتھ آپ کے اِن تمام گہرے رشتوں کے سبب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ مبارکہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو صدمے

سے چور چور کر دیا تھا، تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اَشک بار تھے، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کائنات کے ذرے ذرے نے وصالِ محبوب کو محسوس کیا، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر عجیب کیفیت طاری تھی ایسا لگتا تھا ہر چیز آپ سے پوچھ رہی ہو:

- ......اے فاروق! کیا تم اپنے محبوب کے بغیر زندہ رہ پاؤ گے۔۔۔؟
- ......اے فاروق! اب صبح وشام کس کے رُخِ انور کی زیارت کرو گے۔۔۔؟
- ......اے فاروق! اب تم کس کی بارگاہ سے علمی سوالات پوچھا کرو گے۔۔۔؟
- ......اے فاروق! اب تم اپنے دل کی باتیں کس سے کیا کرو گے۔۔۔؟
- ......اے فاروق! اب تم کس کی دل جوئی کرو گے۔۔۔؟
- ......اے فاروق! اب تمہارے ناز کون اٹھائے گا۔۔۔؟
- ......اے فاروق! اب تمہیں کون شفقت ورحمت بھری نظروں سے دیکھے گا۔۔۔؟
- ......اے فاروق! اب تم کس سے اپنے معاملات کی مشاورت کرو گے۔۔۔؟

شاید یہی وجہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کیفیت کو برداشت نہ کر سکے اور بعض روایات کے مطابق تلوار نکال کر ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وصال فرما گئے تو اُس کی گردن اڑا دوں گا۔[1] یقیناً آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر جو کیفیت طاری تھی وہ اِنہی جذبات کا تقاضا کرتی تھی، یہ تو سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے دوست کی رفاقت تھی جس نے فصیح وبلیغ خطبے کے ذریعے اِن جذبات کو تسکین پہنچائی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر کروڑیں رحمتیں نازل ہوں۔ **آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رسول اللہ کی وفات کب ہوئی۔۔۔؟

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجَدِّدِ دین ومِلّت، حضرت علامہ مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ شریف** میں ارشاد فرماتے ہیں: ''قولِ مَشہور ومُعتَمَدِ جُمہور دوازدہم (یعنی بارہ) ربیع الاول شریف ہے، ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مُرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا امیر المؤمنین مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت کی:

---

1 ......مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۳۲۔

مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِاِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ مَضَتْ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ یعنی حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف روزِ دوشنبہ (پیر شریف) بارہویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔''

مزید فرماتے ہیں: ''اور تحقیق یہ ہے کہ (تاریخ وفات) حقیقۃً بَحَسْبِ رُوَیت مکہ مُعَظَّمہ ربیع الاول شریف کی تیرھویں تھی، مدینہ طیبہ میں رؤیت نہ ہوئی لہٰذا اُن کے حساب سے بارھویں ٹھہری۔ وہی رُواۃ نے اَپنے حساب کی بنا پر روایت کی اور مشہور ومقبول جمہور ہوئی۔''(1)

اہم وضاحتی مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تاریخ وصال میں بعض علمائے اہلسنت کا اختلاف بھی مذکور ہے۔ لیکن تاریخ وصال جو بھی ہو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات پر سوگ کسی صورت نہیں منایا جائے گا کہ سوگ تین دن سے زیادہ حلال نہیں سوائے اس عورت کے جس کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہو کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن تک ہے۔ چنانچہ اُمّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا اُمِّ حَبِیبہ واُمّ المومنین حضرت سَیِّدَتُنا زینب بنتِ جَحْش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے مروی ہے کہ حضور پرنور، شافِعِ یومُ النُّشُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو عورت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اُسے یہ حلال نہیں کہ کسی میّت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے، مگر شوہر پر کہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔''(2)

خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یوم ولادت بارہ ربیع الاول شریف ہے اور دنیا بھر کے عاشقانِ رسول اِس مبارک تاریخ کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یومِ میلاد بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں، واضح رہے کہ ولادت پر خوشی منانے کا شرع میں کوئی وقت مقرر نہیں ہے، ولادت کی خوشی کسی بھی دن، کسی بھی وقت قیامت تک منائی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض عُشّاق تو پورا سال ہی میلاد مناتے رہتے تھے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......فتاوی رضویہ، ج۲۶، ص۴۱۵۔۴۱۷۔

2 ......بخاری، کتاب الجنائز، باب حد المرأۃ علی غیر زوجھا، ج۱، ص۴۳۳، حدیث: ۱۲۸۲، ۱۲۸۱۔

فاروقِ اعظم عہدِ صدیقی میں

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عہدِ صدیقی میں خدمات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت
- ......سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلافت کے لیے پیش کر دیا۔
- ......اپنا ہاتھ بیعت کے لیے بڑھائیے۔
- ......ایک نیام میں دو تلواریں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نصیحت آموز خطبہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بحیثیتِ وزیر و مُشیر صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عالم اِسلام کے سب سے پہلے قاضی
- ......سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور خلافت فاروقِ اعظم

فاروقِ اعظم عہدِ صدیقی میں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصالِ ظاہری کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عہدِ خلافت شروع ہوا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس طرح عہدِ رسالت میں عظیم کردار اَدا کیا اِسی طرح عہدِ صدیقی میں بھی لاجواب کردار پیش کیا۔ خصوصاً امیر المؤمنین، **خلیفۂ رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بہت ہی اعلیٰ کردار ادا کیا، کیونکہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا مسئلہ ایک ایسے عظیم رہنما کا تھا جو اُن کی ہر ہر معاملے میں رہنمائی کرتا۔ اِس لیے مہاجرین واَنصار میں معمولی سا اِختلاف بھی واقع ہوا۔ اس دوران کئی ایسے واقعات رونما ہوئے جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔

فاروقِ اعظم اور بیعت صدیق اکبر

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد مہاجرین وانصار پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جو سب سے پہلی فضیلت ظاہر ہوئی وہ یہ کہ حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نامِ نامی خلافت کے لیے پیش کر دیا۔ چنانچہ،

خلافت کے لیے فاروقِ اعظم کو پیش کر دیا:

سَقِیفۂ بَنِی ساعِدہ میں جہاں مہاجرین واَنصار جمع تھے، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب کے سامنے ایک فصیح وبلیغ خطبہ دیا جس میں اَوّلاً مہاجرین کے ایسے فضائل بیان فرمائے جن سے انہیں ایسے لگا کہ خلیفہ مہاجرین ہی میں سے ہوگا، بعد میں اَنصار کے ایسے فضائل بیان فرمائے جن سے سامعین نے محسوس کیا کہ ایسا خلیفہ اَنصار ہی میں سے ہوگا۔ لیکن اِس کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک وجہِ ترجیح بیان فرمائی کہ چونکہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشکل وقت میں مہاجرین نے اِن کا ساتھ دیا، کفارِ مکہ کا مقابلہ کیا اِس لیے خلافت کے حق دار یہی ہیں۔ لیکن اَنصار کی مدد سے یہ باتیں ممکن ہوئیں، اِس لیے اَنصار کی مشاورت کے بغیر خلیفہ کا تقرر نہیں ہوگا۔ جب

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس طرح کی وُجوہِ ترجیح بیان فرمائیں تو تمام مہاجرین واَنصار کا اِختلاف دور ہوگیا اور ایک نہایت ہی پیاری فضا قائم ہوگئی۔ ہوسکتا تھا کہ کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوتا کہ شاید سیِّدُنا صدیق اَکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ راستہ اَپنے لیے ہموار کیا ہو۔ لہٰذا اِس وسوسے کی کاٹ کے لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اَور حضرت سیِّدُنا اَبوعُبَیدہ بِن جَراح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑ کر اِرشاد فرمایا: ''**قَدْ رَضِيتُ لَكُمْ اَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوا اَيَّهُمَا شِئْتُمْ** یعنی میں آپ لوگوں کے سامنے دو ۲ قریشی ہستیوں کو پیش کرتا ہوں آپ لوگ دونوں میں سے جس کی چاہو بیعت کر سکتے ہو۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے یہ نہایت ہی شرف کی بات تھی کہ سیِّدُنا اَبوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو خلافت کے لیے پیش کیا تھا، لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اَچھی طرح جانتے تھے کہ سیِّدُنا اَبوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ عظیم ہستی ہیں جنہیں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیاتِ طَیِّبہ میں ہی اِشارۃً اِس چیز کے لیے نامزد فرما دیا تھا، لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**كَانَ وَاللّٰهِ اَنْ اُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذٰلِكَ مِنْ اِثْمٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَاَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيهِمْ اَبُو بَكْرٍ** یعنی خدا کی قسم! اُس دن بغیر کسی گناہ کے میری گردن کا اُڑا دیا جانا مجھے اِس سے کہیں بہتر نظر آتا تھا کہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہوتے ہوئے میں لوگوں پر خلیفہ وحاکم بنوں۔''(1)

بیعت کے لیے اپنا ہاتھ بڑھائیے:

حضرت سیِّدُنا **محمد** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''**اُبْسُطْ يَدَكَ نُبَايِعْ لَكَ** یعنی آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔'' حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**اَنْتَ اَفْضَلُ مِنِّيْ** یعنی آپ مجھ سے افضل ہیں۔'' آپ نے جواب دیا: ''**اَنْتَ اَقْوٰى مِنِّيْ** یعنی اے عمر! آپ مجھ سے زیادہ توانا اور طاقت ور ہیں۔'' اور بار بار یہی فرماتے رہے تو حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''**فَاِنَّ قُوَّتِيْ لَكَ مَعَ فَضْلِكَ**

(1)......بخاری، کتاب المحاربین...الخ، باب رجم الحبلی من الزنا...الخ، ج ۴، ص ۳۴۶، حدیث: ۶۸۳۰ ملتقطاً۔

یعنی آپ کی فضیلت کے ساتھ میری قوت بھی آپ کے ساتھ ہے۔‘‘[1]

ایک نیام میں ایک ساتھ دو تلواریں نہیں رہ سکتیں:

جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف لے گئے اور وہاں موجود بعض لوگوں نے مختلف اِعتراضات وتحفظات پیش کیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِن کا بہترین جواب ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

اَصحاب صفہ میں سے ایک صحابی حضرت سیِّدُنا سالِم بِن عُبَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ اَنصار نے جب یہ بات کہی کہ ’’دو امیر بنالیے جائیں ایک مہاجرین کا اور ایک اَنصار کا۔‘‘ تو حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس بات کا بطریقِ اَحسن ایک ہی جملے میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’جس طرح ایک نیام میں دو تلواریں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں اِسی طرح مسلمانوں کے دو خلیفہ ایک ساتھ نہیں ہوسکتے۔‘‘ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا: ’’جو تین خصلتیں انہیں حاصل ہیں وہ کسی اور کو حاصل نہیں: (۱) اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (۲) اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ (۳) اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یہ تین خصوصیات (یعنی یارِ غار ہونا، رسول اللہ کا صاحب ہونا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معیت کا ہونا) کس میں ہیں؟‘‘ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کرلی اور لوگوں سے فرمایا: ’’تم بھی اِن کی بیعت کرو۔‘‘ تو تمام لوگوں نے بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کرلی۔[2]

ایک امیر اَنصار سے، ایک مہاجرین سے:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وِصال مبارک ہوا تو اَنصار نے کہا: ’’مِنَّا اَمِیْرٌ وَ مِنْكُمْ اَمِیْرٌ ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے ہوگا۔‘‘ حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: ’’اے اَنصار! کیا تم نہیں جانتے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لوگوں کی اِمامت کرانے کا حکم دیا تھا۔ اب بتاؤ تو سہی! کہ تم میں سے کون ہے جس کا دل یہ پسند کرتا ہو

---

1 ……طبقات کبری، ذکر صفة ابی بکر، ج ۳، ص ۱۵۸۔

2 ……سنن کبری للنسائی، کتاب المناقب، فضل ابی بکر الصدیق، ج ۵، ص ۳۷، حدیث: ۸۱۰۹۔

کہ وہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آگے کھڑا ہو؟'' انصار نے کہا: ''خدا کی پناہ! ہماری کیا جرأت کہ ہم حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آگے کھڑے ہوں۔''(1)

واضح رہے کہ حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دو(۲) طرح بیعت کی گئی: (۱) بیعت خاصہ (۲) بیعت عامہ۔ بیعت خاصہ سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود مخصوص لوگوں نے کی تھی جن میں سب سے پہلے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خود ہی اُسے بیان بھی فرمایا۔ چنانچہ،

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی بیعت:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیان کے بعد اِس سے پہلے کہ لوگ انتشار کا شکار ہوتے، میں نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی: ''اپنا ہاتھ بڑھائیں۔'' انہوں نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی، مجھے دیکھ کر سب مہاجرین نے بیعت کر لی اور پھر اَنصار بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر ٹوٹ پڑے اور وہاں پر موجود تقریباً سب ہی لوگوں نے بیعت کر لی۔''(2)

سب سے زیادہ مُتَّفَقَہ بات:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''خدا کی قسم! ہم نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت سے زیادہ مُتَّفَقَہ بات کوئی نہ دیکھی۔''(3)

فاروقِ اعظم کا نصیحت آموز خطبہ:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک بار منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت عُجلت (جلدی) میں کر لی گئی تھی۔ سن لو بے شک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت میں کوئی

---

1. ......سنن کبری للنسائی، کتاب الامامة، باب ذکر الامامة والجماعة، ج ۱، ص ۲۷۹، حدیث: ۸۵۳۔
2. ......بخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفر۔۔۔الخ، رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، ج ۴، ص ۳۴۶، حدیث: ۶۸۳۰ ملتقطا۔
3. ......بخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفر۔۔۔الخ، باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، ج ۴، ص ۳۴۶، حدیث: ۶۸۳۰ ملتقطا۔

شر نہ تھا اور آج تم میں حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسا کوئی شخص نہیں جس کے لیے لوگ اپنی گردنیں جھکانے پر تیار ہوں، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصال کے بعد ساری اُمت میں سب سے بہتر آپ ہی تھے۔‘‘[1]

مُعاملاتِ خلافت کے زیادہ حقدار:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خطبہ دیتے ہوئے یہ فرماتے سنا کہ ’’حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ معاملات خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لہٰذا آگے بڑھو اور اِن کی بیعت کرو۔‘‘ چنانچہ وہیں اُسی مجلس میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور بیعت عامہ کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔[2]

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کا ایک اور خطبہ:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے جس روز سَقیفہ بنی ساعِدہ میں حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی گئی، حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک خطبہ دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کے بعد اِرشاد فرمایا: ’’اے لوگو! میں نے کل تمہیں ایک بات کہی تھی جو نہ میں نے کتاب اللہ سے لی ہے اور نہ نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی عہد اور وصیت سے۔ البتہ میں نے دیکھا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس (یعنی خلافت ابوبکر صدیق) کی طرف اِشارہ فرمایا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے درمیان نورِ ہدایت رکھ دیا ہے جس سے تم ہدایت پاتے ہو۔ اگر اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے تو ہدایت یافتہ رہو گے۔ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری حکومت کا معاملہ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دیا ہے، جو نبئ کریم، رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جانثار ساتھی، ثانی اثنین اور سب سے بڑھ کر خلافت کے حق دار ہیں۔ لہٰذا اُٹھو اور اِن کی بیعت کرو۔‘‘ وہاں موجود سب لوگوں نے بیعت کی۔ سقیفہ کی بیعت کے بعد یہ پہلی بیعت عامہ تھی۔[3]

---

1. ......بخاری، کتاب المحاربین، باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت، ج ۴، ص ۳۴۴، حدیث: ۶۸۳۰ ملتقطا۔
2. ......بخاری، کتاب الاحکام، باب الاستخلاف، ج ۴، ص ۴۸۰، حدیث: ۷۲۱۹ ملتقطا۔
3. ......صحیح ابن حبان، اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔الخ، ذکر الخبر المدحض۔۔۔الخ، الجز: ۹، ج ۶، ص ۱۵، حدیث: ۶۸۳۶۔

اللہ کی قسم! ہم آپ کی بیعت نہ توڑیں گے:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی زبان پکڑ کر فرمارہے ہیں: ''اسی نے مجھے مصائب میں مبتلا کیا ہے۔'' پھر حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! مجھے تمہاری اَمارت کی کوئی حاجت نہیں۔'' حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ''اللہ کی قسم! ہم نہ آپ کی بیعت توڑیں گے نہ ایسا مطالبہ کریں گے۔''[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فاروقِ اعظم صدیقِ اکبر کے وزیر و مُشیر:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوری زندگی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ گزاری تھی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مشاورت فرماتے رہتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وزیر و مُشیر خاص کی حیثیت حاصل تھی، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ نبوی سے یہی تربیت لی تھی کہ بغیر مشورے کے کوئی کام کیا جائے تو اس کا خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا، جبکہ مشورے سے جو کام کیا جائے اس کے فوائد کہیں زیادہ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عادت مبارکہ تھی کہ کوئی بھی کام بغیر مشورے کے نہ کرتے تھے، اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا وزیر اور مشیر مقرر فرمایا اور ہر چھوٹے بڑے معاملے میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہی مشاورت فرمایا کرتے تھے۔[2]

لشکرِ اُسامہ بن زید کے بارے میں فاروقِ اعظم کی گفتگو:

حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے آخری ایام میں حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ

---

1 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۵۱۔

2 ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۸۳ ماخوذا۔

تَعَالٰی عَنْہ کی کمانڈ میں ایک لشکر روانہ فرمایا، جب یہ لشکر جرف کے مقام پر پہنچا تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کاوِصالِ ظاہری ہوگیا۔ اِس لشکر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بَصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کمانڈ میں بھیجا ہوا لشکر جب مقامِ جُرف پر جاکر رک گیا اور اُنہیں معلوم ہوا کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وِصال ہوگیا ہے تو امیر لشکر حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں عرض کیا: ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **خلیفۂ رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں جائیے اور اُن سے اِس بات کی اجازت لیجئے کہ میں لشکر کو واپس مدینہ منورہ لے آؤں، کیونکہ تمام اَکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان تو میرے ساتھ ہیں اور مجھے اِس بات کا خدشہ ہے کہ **خلیفۂ رسول اللّٰہ** سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور تمام مسلمانوں کی تکلیف سے اَمن میں نہیں ہوں کہ کہیں مشرکین اُنہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔''

ساتھ ہی اَنصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کیا: ''اگر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس بات کو تسلیم نہ فرمائیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہماری طرف سے یہ پیغام دے دیجئے گا کہ حضرت سیِّدُنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو نہایت ہی کم عمر ہیں، آپ کسی بڑی عمر کے تجربہ کار صحابی کو ہمارا امیر لشکر مقرر فرمادیجئے۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ دونوں پیغام لے کر سیدھا امیر المؤمنین، **خلیفۂ رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں پہنچے اور سب سے پہلے سیِّدُنا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پیغام سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ پیغام سن کر سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**لَوْ خَطَفَتْنِي الْكِلَابُ وَالذِّئَابُ لَمْ اَرُدَّ قَضَاءً قَضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی اگر کتے اور بھیڑیئے مجھے نوچ ڈالیں تب بھی میں **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو فیصلہ فرمادیا ہے اسے تبدیل نہیں کرسکتا۔''

پھر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انصار کا پیغام پہنچایا کہ وہ حضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جگہ

کوئی پُختہ عمر کا امیرِ لشکر چاہتے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلال میں آ گئے اور سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی داڑھی مبارکہ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَعَدِمَتْكَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ اِسْتَعْمَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَاْمُرُنِيْ اَنْ اَنْزِعَهُ یعنی اے عمر! تمہاری ماں تمہیں روئے اور تمہیں گم کر دے، حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود امیر لشکر بنایا ہے اور تم مجھے یہ کہہ رہے ہو کہ میں ان کو ہٹا کے کسی اور کو امیر بنا دوں۔''

پھر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لشکر میں واپس تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''نکل چلو! تمہاری مائیں تمہیں روئیں کہ میں نے تمہاری وجہ سے خلیفۂ رسول اللّٰہ سے ایسی ملاقات کی جس میں انہوں نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔'' بعد ازاں حضرت سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود باہر تشریف لائے اور لشکر کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے اسے آگے تک چھوڑ کے آئے۔ (1)

علم وحکمت کے مدنی پھول:

......میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگرچہ لشکر کے امیر حضرت سیِّدُ نا اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے لیکن انہیں بھی یہ معلوم تھا کہ جس طرح رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں شیخین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بات کرنے کی ہمت کیا کرتے تھے اسی طرح سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں صرف فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی بات کر سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ نے دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی موجودگی میں سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اپنا مدعا بارگاہِ صدیقی میں پیش کرنے کی عرض کی۔

......انصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اپنی بات فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذریعے سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں پہنچانا اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف اَمیرِ لشکر سیِّدُ نا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اِس بات سے آگاہ تھے کہ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی ہیں جو ہماری گفتگو دربارِ صدیقی میں پہنچا سکتے ہیں۔ اِن دونوں باتوں سے معلوم ہوا کہ سیِّدُ نا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مقام

1 ......تاریخ طبری، ج ۲، ص ۲۴۶۔

ومرتبہ تمام صحابہ عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان جانتے اور اِس کو ملحوظِ خاطر رکھتے تھے۔

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اَوّلاً حضرت سیِّدُنا اُسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ اورانصار صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کی پوری گفتگو سنی، پھر بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوکر اُسے پیش کیا، بعد اَزاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان پر ناراضگی کا اِظہار کیا۔ اِس سے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی دو صفات ظاہر ہوئیں: ایک تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی مُحتاط حکمتِ عملی کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے سبب صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے غمگین قلوب کو تکلیف نہ پہنچے، اسی سبب سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے تمام لوگوں کی گفتگو کو اطمینان سے سنا اور اسے بارگاہِ صدیقی میں بھی پہنچایا۔ دوسرا خلیفۂ وقت کی اِطاعت کہ جب اُنہوں نے **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِتباع میں لشکرِ اُسامہ کو نہ روکا تو ہمیں بھی چاہیے کہ خلیفۂ وقت کی اِطاعت کریں اور فوراً روانہ ہوجائیں یہی وجہ ہے کہ جیسے ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ بارگاہِ صدیقی سے واپس آئے تو لشکر کو چلنے کا حکم فرمایا۔

......نیز امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے مبارک عمل سے یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ نگران وامیر اگرچہ عمر میں چھوٹا ہو لیکن اُس کی اِطاعت کی جائے گی۔

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مانعینِ زکوٰۃ کے بارے میں فاروقِ اعظم کی گفتگو:

خلیفۂ رسولُ اللہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا دورِ خلافت جیسے ہی شروع ہوا مختلف فتنوں نے سر اُٹھانا شروع کردیا، کیونکہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصال کے بعد کفار اِس خوش فہمی میں مبتلا ہوگئے تھے کہ اب مسلمانوں کی کمر ٹوٹ چکی ہے، کہیں کوئی قبیلہ مُرتد ہوگیا تو کہیں منکرین زکوٰۃ پیدا ہوگئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اُس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل وکرم اور مضبوط حکمتِ عملی کے ساتھ اِن فتنوں کا **بِحَمۡدِ اللہِ تَعَالٰی** ڈَٹ کر مقابلہ کیا اور بالآخر عرب شریف کو اُن فتنوں سے پاک فرمادیا۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے مُنکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا اِرادہ فرمایا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے آپ کے اِس فعل پر تشویش کا اظہار کیا اور بعد میں تسلی پائی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفاتِ ظاہری کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مُرتدین و مانعینِ زکوٰۃ کے خلاف قتال کا اِرادہ فرمایا، چونکہ بظاہر تو یہ لوگ مسلمان تھے اِس لیے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اَپنے تحَفُّظَات کا اِظہار کرتے ہوئے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! آپ ان لوگوں سے کس طرح قتال کریں گے حالانکہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ فرمایا ہے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں حتی کہ وہ یہ کہیں **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** پس جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا اس نے مجھ سے اپنے مال اور اپنی جان کو محفوظ کرلیا سوا اس کے جو اس پر اسلام کا حق ہو اور اس کا حساب **اللّٰہ** کے ذمہ ہے۔''

……یہ سن کر **خلیفۂ رسول اللّٰہ** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''**وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلَاۃِ وَالزَّکَاۃِ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اُن لوگوں سے ضرور جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے مابین فرق کریں گے۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر وہ زکوٰۃ میں بکری کا ایک بچہ بھی نہ دیں جسے وہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بطورِ زکوٰۃ دیا کرتے تھے تو بھی میں اُن سے جہاد کروں گا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اِرشاد فرماتے ہیں: ''**فَوَاللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ کلام اِس لیے فرما رہے تھے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اُن کا سینہ اِس معاملے میں کھول دیا تھا اور میں نے بھی جان لیا کہ جو آپ فرما رہے ہیں وہی حق ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم نے محبت سے سر چوم لیا:

دعوت اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۳ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان صدیق اکبر'' صفحہ ۳۶۶ پر ہے: ''حضرت ابو رَجاء عِمران عُطَارِدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک جگہ کافی لوگ اکٹھے ہیں اور ان میں سے ایک شخص کسی دوسرے کا سر چوم رہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہا ہے کہ ''اَنَا

(1)……بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ج ۱، ص ۴۷۲، حدیث: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰۔

فِدَاؤُکَ لَوْلَا اَنْتَ لَھَلَکْنَا یعنی میں تم پر فدا ہوں، اگر تم نہ ہوتے تو ہم تباہ ہوجاتے۔'' میں نے کسی سے پوچھا: ''یہ دونوں کون ہیں؟'' بتایا گیا: ''یہ سر چومنے والے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جن کا سر چوم رہے ہیں وہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، کیونکہ انہوں نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا اور اب وہ مانِعین زکوٰۃ ذلیل ہوکر خود ان کی بارگاہ میں زکوٰۃ لائے ہیں۔''[1]

فاروقِ اعظم اور یَمَن سے مُعاذ بن جَبَل کی واپسی:

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یَمَن بھیجا تھا، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصال کے بعد جب وہ مدینہ منورہ واپس آگئے تو سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس معاملے میں سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے گفتگو کی۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن **عبد اللہ** بن کعب بن مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت سیِّدُنا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی قوم کے معزز لوگوں میں سے تھے البتہ اُن پر بہت زیادہ قرض ہوگیا یہاں تک کہ اُن کا سارا کا سارا مال اُس قرض کی ادائیگی میں چلا گیا، **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُنہیں کچھ مال وغیرہ دے کر ملک یَمَن بھیج دیا تاکہ یہ وہاں تجارت بھی کریں اور دین کا کام بھی کریں۔ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصال ظاہری کے بعد یہ بھی یمن سے مدینہ منورہ واپس آگئے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **خلیفۂ رسول اللہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا: ''آپ حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف کسی کو بھیجئے تاکہ وہ اُن سے اُن کی ضرورت کے علاوہ زائد مال وغیرہ لے آئیں۔'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''اُنہیں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مال دے کر بھیجا تھا میں اُن سے کچھ بھی نہیں لوں گا ہاں اگر یہ خود دے دیں تو لے لوں گا۔''

یہ دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود ہی حضرت سیِّدُنا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

---

[1] ......المنتظم، ذکر خبر ردۃ الیمن، ج ۴، ص ۸۷۔

عَنْہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے وہی بات اِرشاد فرمائی۔ چونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُس وقت امیر المؤمنین نہیں تھے اِس لیے اُنہوں نے اُس وقت آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔لیکن بعدازاں وہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''**قَدْ اَطَعْتُکَ وَ اَنَا فَاعِلٌ مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ فِيْ حَوْمَةِ مَاءٍ قَدْ خَشِيْتُ الْغَرَقَ فَخَلَّصْتَنِيْ مِنْهُ يَا عُمَرُ** یعنی میں آپ کی اِطاعت کرنے کے لیے تیار ہوں اور میں اِس بات پر عمل کروں گا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا، کیونکہ آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میں گہرے پانی میں ہوں اور مجھے ایسے لگا جیسے میں اِس میں ڈوب جاؤں لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے ڈوبنے سے بچا لیا۔''

حضرت سیِّدُنا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ اُن کے سامنے پیش کر دیا نیز یہ بھی عرض کیا کہ حضور میں اِس مال میں سے ذرہ برابر نہ چھپاؤں گا ،لیکن سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ سے کچھ نہ لیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آپ سے بہت خوش ہو گئے۔ بعدازاں آپ دوبارہ شام چلے گئے۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے جہاں امیر المؤمنین **خلیفۂ رسول اللہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول و اِتباعِ رسول کا پتا چلتا ہے وہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عزت وعظمت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ نہ صرف آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہدِ مبارکہ میں تائید وتوثیق حاصل ہوتی تھی بلکہ عہدِ صدیقی میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لوگوں کی تائید وتوثیق حاصل ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سیِّدُنا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہلے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کے مطابق عمل نہ کیا لیکن اُن کے خواب نے اُن پر روشن کر دیا کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کی اِطاعت کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عہدِ خلافت میں یہی حضرت سیِّدُنا مُعاذ بِن جَبَل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے ماتحت امیر رہے اور نمایاں کارنامے سرانجام دیے۔

---

1 ......الاستیعاب، معاذ بن جبل الخزرجی، ج ٣، ص ٤٦١۔

سیِّدُنا ابومُسلم خَولانی کے متعلق فِراستِ فاروقِ اعظم:

رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصالِ ظاہری کے بعد مختلف فتنوں نے سر اٹھایا، جن میں بعض فتنے وہ تھے جن کا تعلق اِرتداد یعنی دین سے پھر جانے سے تھا، انہیں مُرتدین میں یمن کا ایک شخص اَسود عَنْسی بھی تھا[1]، اِس نے مسلمانوں پر بے شمار ظلم وستم ڈھائے۔ جن میں سے حضرت سیِّدُنا ابومُسلم خَولانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا واقعہ نہایت ہی پرسوز ہے، اِس میں آپ عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی کرامت اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی شان واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا اِمام ذَہبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ اَسود عَنْسی نے مُرتد ہونے کے بعد مسلمانوں پر ظُلم وستم شروع کردیے، اُس نے ایک بہت بڑی آگ جلائی اور حضرت سیِّدُنا ابومُسلم خَولانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو بلایا، پھر اُنہیں اُس میں ڈال دیا، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم اور رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظرِ رحمت سے وہ بالکل محفوظ رہے۔ یہ دیکھ کر لوگوں میں اُن کا بہت ہی اچھا تاثر قائم ہوگیا اور اَسود عَنْسی کو لوگ جھوٹا سمجھنے لگے۔ اَسود عَنْسی کے قریبی ساتھیوں نے اُس سے کہا: ''اگر تو نے اُن کو یہاں سے نہ نکالا تو تیرے متبعین تیرے ہی خلاف فساد برپا کردیں گے۔'' یہ سن کر اَسود عَنْسی نے آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یَمَن سے نکال دیا۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سیدھا مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اپنی سواری سے اُترنے کے بعد مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے، اچانک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظر اُن پر پڑ گئی۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُن کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''کہاں سے آئے ہو؟'' عرض کیا: ''یمن سے آیا ہوں۔'' فرمایا: ''اُس شخص کا کیا حال ہے جسے کذاب اَسود عَنْسی نے آگ میں ڈالا؟'' عرض کیا: ''وہ تو عبد اللہ بن ثُوَب ہیں۔'' فرمایا: ''میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دیتا ہوں، بتاؤ کیا تم وہی ہو؟'' عرض کیا: ''یقیناً میں وہی ہوں۔'' جیسے ہی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سنا تو اُنہیں فوراً گلے لگالیا اور زاروقطار رونے لگے۔ پھر اُنہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں لے گئے اور اُنہیں سامنے بٹھادیا، پھر فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یُمِتْنِیْ حَتّٰی اَرَانِیْ فِیْ اُمَّۃِ

---

1 ......اَسود عنسی کے خلاف سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جہاد کی تفصیلات پڑھنے کے لیے دعوتِ اِسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۳ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان صدیق اکبر'' صفحہ ۳۹۰ کا مطالعہ کیجئے۔

مُحَمَّدٍ مَنْ صُنِعَ بِهٖ كَمَا صُنِعَ بِاِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ یعنی تمام تعریفیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں جس نے مجھے موت نہ دی یہاں تک کہ اُس پاک ذات نے مجھے اُمت محمدیہ کا وہ خوش نصیب شخص دکھا دیا جس کے ساتھ حضرت سیِّدُ نا اِبراھیم **خلیل اللہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام جیسا سلوک کیا گیا۔ (یعنی اُنہیں بھی آگ میں ڈالا گیا تھا اور آگ ٹھنڈی ہو گئی اور اِنہیں بھی آگ میں ڈالا گیا اور آگ ٹھنڈی ہو گئی۔''(1)

علم وحکمت کے مدنی پھول:

❀......اَسود عَنسی کذاب نے حضرت سیِّدُ نا ابو مُسلِم خَولانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو آگ میں ڈالا اور وہ آگ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے لیے ٹھنڈی ہو گئی، یقیناً یہ آپ کی بدیہی کرامت تھی نیز آپ کی یہ کرامت **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک عظیم معجزہ ہے کیونکہ اولیاءِ امت کی کرامات ان کے نبی کے معجزات ہوتے ہیں۔

❀......حضرت سیِّدُ نا ابو مُسلِم خَولانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کی یہ کرامت امت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے بھی عظیم سعادت ہے کہ پچھلی امت کے نبی حضرت سیِّدُ نا ابراہیم **خلیل اللہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جو معجزہ عطا ہوا تھا وہ اس امت کے افضل ولی حضرت سیِّدُ نا ابو مُسلِم خَولانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کے حصے میں بطورِ کرامت آیا۔

❀......یہ بھی معلوم ہوا کہ راہِ خدا میں تکالیف ملنا کوئی عجیب وغریب بات نہیں بلکہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان و اولیائے عُظّام کو بھی راہِ خدا میں بہت تکالیف دی گئیں۔

❀......حضرت سیِّدُ نا ابو مُسلِم خَولانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو یمن میں آگ میں ڈالا گیا، جبکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ میں موجود تھے، جیسے ہی سیِّدُ نا ابو مُسلِم خَولانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی مدینہ منورہ پہنچے تو سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے فوراً اس واقعے کے بارے میں استفسار فرمایا جو اِن کے ساتھ یمن میں پیش آیا تھا۔ معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحمت وعطا سے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعے کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ نیز یہ واقعہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خُداداد فِراست تامّہ پر بہت بڑی دلیل ہے۔

1......سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ الاولی من التابعین، ج۵، ص ۱۱، الرقم: ۳۶۹۔

......جب اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ آگ میں جلائے جانے والے حضرت سیِّدُنا ابومُسلم خَولانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی ہیں تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں گلے لگالیا اور بعدازاں گریہ وزاری فرمانے لگے۔ معلوم ہوا کہ راہ خدا میں تکالیف اٹھانے والے عُشّاقانِ رسول کو گلے سے لگانا نیز ان کی دلجوئی کرنا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سُنّتِ مبارکہ ہے۔

ہم کو سارے اولیاء سے پیار ہے
اِنْ شَاءَ اللّٰہُ اپنا بیڑا پار ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سیِّدُنا اَبان بن سعید کی نامزدگی پر فاروقِ اعظم کی رائے:

......حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں مختلف شہروں پر مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو عامل و گورنر مقرر فرمایا تھا۔ بحرین پر حضرت سیِّدُنا اَبان بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مقرر تھے۔ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد یہ بَحرین سے واپس آگئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمہیں وہاں سے واپس نہیں آنا چاہیے تھا اور نہ ہی اپنے کام کو اپنے امام حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اجازت کے بغیر ترک کرنا چاہیے تھا پھر ان نازک حالات میں تم یہاں آگئے حالانکہ تم وہاں ان کے امین تھے۔''

......یہ سن کر حضرت سیِّدُنا اَبان بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''آپ بجا فرمارہے ہیں لیکن بس **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد اب میرا دل نہیں کرتا کہ میں کسی کے ماتحت رہ کر کام کروں اور ہاں اب تک جو میں سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے کام کرتا رہا وہ اس وجہ سے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سب سے افضل اور قدیم الاسلام ہیں، لیکن **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد اب میں کسی کے ماتحت رہ کر کام نہیں کرسکتا۔''

......یہ صورت حال دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ

الرِّضْوَان سے مُشاورت کی کہ بَحرین میں کس کی ترکیب بنائی جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس شخص کو وہاں بھیجئے جسے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھیجا تھا، اس پر ان کا اسلام اور اطاعت مُقدَّم ہے، وہ سب اسے جانتے ہیں اور یہ ان سب کو جانتا ہے اور یہ ان تمام علاقوں کو بھی جانتا ہے۔ میری مُراد حضرت عَلاء بن الحَضْرَمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا عَلاء بِن الحَضْرَمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بَحرین بھیجنا ناپسند فرمایا اور سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''میرا مشورہ وہی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا اَبان بِن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو بھیجا جائے، میں ان کو اس لیے مجبور کر رہا ہوں کہ یہ ان کے حلیف ہیں۔''

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حضرت سیِّدُ نا اَبان بِن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مجبور کرنے سے منع کر دیا اور ارشاد فرمایا: ''میں ایسے شخص کو قطعاً مجبور نہیں کر سکتا جس کا یہ موقف ہو کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کے ماتحت رہ کر کام نہیں کرنا چاہتا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا عَلاء بِن الحَضْرَمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو بھیجنے کا فیصلہ فرمالیا۔ (1)

علم وحکمت کے مدنی پھول:

......**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** معلوم ہوا کہ ذمہ داری صلاحیتوں کی بنا پر دی جائے تو زیادہ فائدہ ہوتا ہے کہ جو شخص جس کام کا اہل ہو، جس کام کو اچھی طرح جانتا ہوں اگر اسے وہی کام دیا جائے تو وہ بہتر انداز میں کر سکے گا، جیسا کہ مذکورہ روایت میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا موقف تھا، اگرچہ حضرت سیِّدُ نا ابان بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وصالِ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وجہ سے دلبرداشتہ تھے۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد اِلیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بھی اس بات کی تاکید فرماتے رہتے ہیں جو اِسلامی بھائی جس کام کو اچھی طرح کرنا جانتا ہو اس سے وہی کام لیا جائے تو زیادہ فوائد حاصل ہوں گے۔

1......تاریخ ابن عساکر، ج ٦، ص ١٣٦، کنز العمال، کتاب الخلافۃ مع الامارۃ، الباب الاول۔۔۔الخ، الجزء: ٥، ج ٣، ص ٢٤٨، حدیث: ١٤٠٨٩۔

……امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شورائی نظام کے قائل تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بحرین کا گورنر مقرر کرنے کے لیے اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشاورت کی اور جمہور کی رائے کے مطابق عمل فرمایا۔

……امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سیِّدُ نا اَبان بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مدنی رویے سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کو کسی صورت کسی کام پر مجبور نہ کیا جائے، بلکہ پیار ومحبت اور شفقت کے ساتھ ان سے مدنی کام لیا جائے، اگر بالفرض وہ اس کام کو کرنے سے دلبر داشتہ ہوتے ہیں تو انہیں ضائع کرنے کے بجائے ان سے کوئی اور کام لے لیا جائے۔

……امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مبارک مدنی سوچ سے یہ مدنی پھول ملتا ہے کسی جگہ اسلامی بھائی کی تقرری میں اس بات کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ مذکورہ اسلامی بھائی وہاں کے علاقے، لوگوں اور ان کی نفسیات وغیرہ سے بھی واقفیت رکھتا ہے یا نہیں، یقیناً کسی شخص کو ایسی ذمہ داری دے دینا جس سے وہ بالکل ہی واقف نہ ہو نقصان کا باعث ہوسکتا ہے۔

……امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حضرت سیِّدُ نا اَبان بن سعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ابتدائی مکالمے سے یہ مدنی پھول حاصل ہوا کہ اگر کوئی اسلامی بھائی باصلاحیت ہے مگر کسی مخصوص وجہ سے وہ اس کام سے دِلبَرداشتہ ہوگیا ہے تو اولاً اس کی دلجوئی کرتے ہوئے اس کا مدنی ذہن بنایا جائے کہ آپ ہی اس کام کو بہتر انداز میں انجام دے سکتے ہیں اگر پھر بھی ان کا ذہن نہ بنے تو ان سے کوئی دوسرا مدنی کام لے لیا جائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدیق اکبر نے فاروقِ اعظم کو مدینہ منورہ کا قاضی بنایا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عہدِ رسالت میں بھی یہ سعادت حاصل رہی تھی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مختلف معاملات کے فیصلے فرمایا کرتے تھے، لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصالِ ظاہری کے بعد **خلیفۂ رسول اللہ** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

با قاعدہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر فرما دیا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم نَخَعِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ وُلِّیَ شَیْئاً مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَلَّاہُ اَبُوْ بَکْرٍ الْقَضَاءَ فَکَانَ اَوَّلَ قَاضٍ فِي الْاِسْلَامِ** یعنی اگر مسلمانوں کے امور پر کسی کو سب سے پہلا والی بنایا گیا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بنایا گیا، **خلیفۂ رسول اللہ** امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو منصبِ قضاء پر فائز فرمایا، اس طرح آپ کو اِسلام کے پہلے قاضی بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔'' سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو قاضی مقرر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''آپ مختلف معاملات کے فیصلے فرمائیں، میں دیگر اُمور کو سنبھالتا ہوں۔''[1]

عالم اسلام کے سب سے پہلے قاضی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جسے با قاعدہ قاضی مقرر کیا گیا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات گرامی تھی، چنانچہ کتاب الاوائل للعسکری میں ہے:

''**اَوَّلُ قَاضٍ فِي الْاِسْلَامِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی اسلام کے سب سے پہلے قاضی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''[2]

مسلمان مقتولین کی دیت کے متعلق فاروقِ اعظم کی رائے:

حضرت سیِّدُ نا طارِق بِن شِہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ بنی اسد اور بنی غطفان کا ایک وفد **خلیفۂ رسول اللہ** حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس صلح کی غرض سے آیا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں ارشاد فرمایا: ''یا تو فیصلہ کن جنگ اختیار کرلو یا ذلت آمیز صلح۔'' وہ کہنے لگے: ''فیصلہ کن جنگ کا مطلب تو ہم جانتے ہیں مگر یہ ذلت آمیز صلح سے آپ کی کیا مراد ہے؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''تم سے زرعیں اور ہتھیار وغیرہ سب لے لیے جائیں گے، جو مال غنیمت ہمیں حاصل ہوگا وہ ہمارا ہی ہوگا اور جو کچھ تم ہم سے حاصل کرو گے وہ واپس کردو

---

1 ......الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ٣، ص ٢٣٩۔

2 ......الاوائل للعسکری، ص ٣٥٧۔

گے۔تم ہمارے مقتولین کی دیتیں ادا کرو گے مگر تمہارے مقتولین جہنم میں جائیں گے۔(یعنی ہم ان کا خون بہا ادا نہیں کریں گے)تمہیں ایسی قوموں کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے گا جو اونٹوں کی دم کے پیچھے پیچھے چلی جاتی ہیں۔یہ معاملہ تم سے اس وقت تک کیا جاتا رہے گا جب تک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ اور مہاجرین پر کوئی دوسری صورت ظاہر نہ کردے جس کے سبب تمہیں معذور قرار دے دیا جائے۔‘‘ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ گفتگو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کی تاکہ ان کی بھی رائے معلوم کی جاسکے۔تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا:’’حضور یہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فیصلہ تھا ہماری عرض یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فیصلہ کن جنگ اور ذلت آمیز صلح کی بات بہت اچھی کہی ہے، یونہی ہم ان سے جو لیں وہ ہمارا اور وہ جو کچھ لے لیں وہ بھی ہمارا، یہ بھی بڑی اچھی بات ہے۔البتہ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ ہمارے مقتولین کی دیتیں ادا کی جائیں گی اور ان کے مقتولین جہنم میں ہیں۔اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ہمارے شہداء یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قربان ہوئے ہیں ہمیں ان کی دیتیں لینے کی کیا ضرورت۔‘‘ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس بات پر امیر المؤمنین خلیفہ **رسول اللہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سمیت پوری قوم نے اتفاق رائے ظاہر کیا اور اسی بات پر کفار سے صلح کر لی گئی۔[1]

تم خلافت کے لیے مجھ سے زیادہ قوی ہو:

❀......حضرت سیِّدُنا عُیَیْنَہ بن حِصْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا اَقْرَع بن حابِس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے اور عرض کیا:’’اے **خلیفۂ رسول اللہ**! ہمارے پاس بنجر زمین ہے، اس میں کوئی فصل وغیرہ فائدہ مند چیز نہیں پیدا ہوتی، اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ زمین ہمیں دے دیں تاکہ ہم اس میں کھیتی کریں شاید کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے کارآمد بنادے۔‘‘ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کرکے وہ زمین ان دونوں کو عطا فرمادی اور انہیں اس کی تحریر بھی لکھ دی البتہ اس میں بطورِ گواہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام لکھا لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں موجود نہ تھے۔اس لیے یہ دونوں حضرات بارگاہِ

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجھاد، ماقالوافی الرجل۔۔۔الخ، ج۷، ص۵۹۵، حدیث:۶۔
سنن کبری، کتاب الاشربۃ، باب قتال اھل الردۃ۔۔۔الخ، ج۸، ص۵۸۱، حدیث:۱۷۶۳۲۔

فاروقی میں پہنچے تاکہ انہیں گواہ بنالیں۔ جب سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس تحریر کو سنا تو ان کے ہاتھ سے لے کر اس تحریر کو مٹا دیا اور ارشاد فرمایا: ''**مَقَالَۃً سَیِّئَۃً** کیا ہی بری تحریر ہے۔''

❀......پھر ارشاد فرمایا: ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **تالیفِ قلب** کے لیے ایسے امور اس وقت سرانجام دیا کرتے تھے جب اسلام کمزور تھا، آج تو **بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی** اسلام کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے بڑی **قدر و منزلت** عطا فرمائی ہے، کسی کو تالیفِ قلب کے لیے کچھ نہیں دیا جائے لٰہذا تم دونوں جاؤ اور اپنی محنت سے کام کاج کرو، اگر تم اپنے لیے رعایت تلاش کروگے تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تم سے رعایت نہیں فرمائے گا۔''

❀......یہ دونوں حضرات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمیں تو یہ ہی نہیں معلوم کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر ہیں یا حضرت سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ؟'' فرمایا: ''وہی ہیں اور اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو وہی ہوں گے۔''

❀......اتنے میں سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی وہاں پہنچ گئے اور آپ جلال میں تھے، بارگاہِ صدیقی میں عرض کیا: ''مجھے یہ ارشاد فرمایئے کہ یہ زمین جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان دونوں کو دی ہے کیا وہ صرف آپ ہی کی ہے یا تمام مسلمانوں کی ہے؟'' فرمایا: ''تمام مسلمانوں کی ہے۔''

❀......عرض کیا: ''پھر کیا وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام مسلمانوں کو چھوڑ کر یہ زمین صرف ان دونوں کو دے دی؟'' فرمایا: ''میں نے اپنے گرد موجود صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ کیا تو انہوں نے مجھے یہی مشورہ دیا۔''

❀......عرض کیا: ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے صرف اپنے گرد موجود صحابہ سے مشورہ کیا؟ یا تمام مسلمانوں کی رضا اس میں شامل تھی؟'' فرمایا: ''میں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ اس معاملے میں مجھ سے زیادہ قوی ہیں لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے ہی آگے کر دیا۔''(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

---

(1)......سنن کبری، کتاب قسم الصدقات، باب سقوط سهم...الخ، ج ٧، ص ٣٢، حدیث: ١٣١٨٩۔

کنز العمال، کتاب احیاء الموات، فصل فیما یتعلق بالاقطاعات، الجزء: ٣، ج ٢، ص ٣٦٩، حدیث: ٩١٤٧۔

کا بارگاہِ صدیقی میں مقام ومرتبے کا پتا چلتا ہے کہ سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی بذاتِ خود خلیفہ ہونے کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وَزیر و مُشیر تھے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کی ہر معاملے میں مُعاونت فرماتے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عہدِ صدیقی میں اس وقت کے نامور اور سب سے بڑے فتنے یعنی مُسَیْلِمَہ کَذّاب کے خلاف جنگ لڑی گئی تو اس میں کثیر تعداد میں حُفَّاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شہید ہوئے تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جمعِ قرآن کا مشورہ دیا جسے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبول فرمایا۔ چنانچہ،

جمعِ قرآن میں فاروقِ اعظم کا عظیم کردار:

امیر المؤمنین خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں مُسَیْلِمَہ کَذّاب کے خلاف ایک زبردست جنگ لڑی گئی جس میں کثیر تعداد میں حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شہادت ہوئی۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی فہم وفراست سے یہ بات جان لی کہ اگر یونہی مختلف جنگوں میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شہید ہوتے رہے تو قرآن کا اکثر حصہ جاتا رہے گا۔ لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ مدنی مشورہ دیا اور ان کا ذہن بنایا کہ موجودہ حُفَّاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی معاونت سے جمعِ قرآن کی ترکیب بنائی جائے۔ اَوّلاً امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے انکار فرمایا لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی انفرادی کوشش سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ راضی ہوگئے، بعد ازاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چند موجودہ حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی معاونت سے جمعِ قرآن کا عظیم کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ [1]

خلافتِ صِدِّیقی کی کامیابی کا تاج فاروقِ اعظم کے سر:

حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دورِ حکومت بہت ہی قلیل مدت رہا ہے لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

---

(1)......بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ج ۳، ص ۳۹۸، حدیث: ۴۹۸۶۔ ''جمعِ قرآن'' کی تفصیل کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان صدیق اکبر'' باب ''خلافت صدیق اکبر'' موضوع ''صدیق اکبر اور جمع قرآن'' ص ۴۱۵ کا مطالعہ کیجئے۔

اپنے اس دورِ حکومت میں انتخابِ خلیفہ سے لے کر مختلف فتنوں کی سرکوبی، فتوحات شام وعراق، جمعِ قرآن وغیرہ بڑے بڑے معاملات کو جس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتِ مبارکہ خود پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک بہت بڑا معجزہ تھی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیبہ کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالتے ہیں علم وحکمت کے بے شمار انمول مدنی پھول چننے کو ملتے ہیں، آپ ہی کے عہد میں اسلامی فوجی قوت میں بے حد اضافہ ہوا، اسلامی تہذیب کی نَشْوونُما ہوئی اور کتاب وسُنت کی ترویج واشاعت کے دائرے وسیع سے وسیع تر ہوئے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ کے یہ وہ عظیم کارنامے ہیں جن سے غیروں کے علاوہ خود مسلمان بھی انتہائی متعجب تھے۔

واضح رہے کہ کسی بھی بادشاہ کی کامیابی کا دارومدار اس کے وزیر اور مشیر پر ہوتا ہے، جیسا اس کا وزیر ومُشیر ہوگا اس کی حکومت پر ویسا ہی اثر پڑے گا، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وزیر ومُشیر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسی عظیم ہستی تھی، سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی سچی فراست سے یہ جان لیا تھا کہ اگر میں فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا وزیر ومُشیر بناؤں تو یقیناً خلافت کے اُمور کو بہتر انجام دے پاؤں گا، یہی وجہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کوئی کام سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مُشاورت کے بغیر سرانجام نہیں دیتے تھے، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وزارت ومُشاورت ہی کا نتیجہ تھا کہ جو کام سالوں میں ہونا مشکل تھا وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سعی مسلسل اور تدبیر ودانش مندی سے چند مہینوں میں تکمیل کی منزل کو پہنچ گیا۔

سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وزارت نے لوگوں کے دلوں میں ایسا تاثر قائم کیا کہ لوگ اس بات کی خواہش کرنے لگے کہ کاش اس مدنی حکومت سے دنیا قیامت تک مُسْتَفِیض ہوتی رہے۔ مگر مشیت الٰہی ہے کہ ''**كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ**'' یعنی ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یقیناً کائنات کو جس ہستی کی ضرورت ہے وہ نبیٔ کریم رؤف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی ہے لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی دنیا سے وعدۂ الٰہی کے مطابق وصال فرما گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے خلیفہ مُقرر ہوئے اُن کو بھی اس دنیا سے رخصت ہونا ہی تھا۔ مَعرِکۂ اَجنادَین کے وقت آپ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور اس معرکے کی فتح کی خوشخبری جب قاصد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں لایا اُس

وقت آپ پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ بالآخر آخری وصایا اور اپنے بعد مسلمانوں کے خلیفہ کی نامزدگی کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ۲۱ جمادی الاخری ۱۳ سن ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ عیسوی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

صدیقِ اکبر اور خلافتِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کے معاملے میں مسلمانوں میں تھوڑے بہت اختلاف ہوئے لیکن حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے انتقال سے قبل مختلف اکابر صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مشاورت سے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ منتخب فرمایا تاکہ اُن کے انتقال کے بعد کسی قسم کا کوئی اختلاف پیدا نہ ہونے پائے اور مسلمان بغیر انتشار کے اپنے معاملات سنبھال لیں۔

خلافتِ فاروقِ اعظم کے معاملے میں مشاورت:

جب حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''آپ حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ''حضور! جس مسئلے کے متعلق آپ مجھ سے دریافت فرما رہے ہیں اسے آپ بہتر جانتے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''پھر بھی کچھ تو کہو۔'' عرض کیا: ''خدا کی قسم! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں جو (اپنے بعد خلیفہ بنانے کی) رائے قائم کی ہے وہ اس سے بھی کہیں زیادہ افضل واعلیٰ ہیں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو طلب فرمایا اور ان سے بھی یہی پوچھا کہ ''مجھے عمر فاروق کے بارے میں بتایئے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''حضور! آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کچھ کہو۔'' حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: '' **اَللّٰھُمَّ عِلْمِیْ بِہٖ اَنَّ سَرِیْرَتَہٗ خَیْرٌ مِّنْ عَلَانِیَتِہٖ وَاَنَّہٗ لَیْسَ فِیْنَا مِثْلُہٗ** حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں میرا علم یہی ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے کہیں بہتر

ہے اور ہمارے درمیان ان کی مثل کوئی نہیں ہے۔'' سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ساتھ دیگر مہاجرین وانصار سے بھی مشورہ کیا۔ حضرت سیِّدُنا اُسید بن حُضَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''اَللّٰھُمَّ اَعْلَمُہُ الْخَیْرَ بَعْدَکَ، یَرْضٰی لِلرِّضَا وَیَسْخَطُ لِلسُّخْطِ الَّذِیْ یُسِرُّ خَیْرٌ مِّنَ الَّذِیْ یُعْلِنُ، وَلَنْ یَلِیَ ھٰذَا الْاَمْرَ اَحَدٌ اَقْوٰی عَلَیْہِ مِنْہُ یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے، میں آپ کے بعد انہیں سراپا خیر سمجھتا ہوں، وہ تو اچھے کام پر راضی اور برے کام پر ناراض ہوتے ہیں، جو وہ چھپا کر رکھتے ہیں، اس کی بنسبت کہیں بہتر ہے جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بنسبت کوئی بھی امرِ خلافت پر زیادہ مضبوط اور قوت والا ہرگز نظر نہیں آئے گا۔''(1)

فاروقِ اعظم مولا علی کے پسندیدہ خلیفہ ہیں:

حضرت سیِّدُنا سَیَّار اَبِی الْحَکَم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طبیعت جب زیادہ ناساز ہوئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حُجرہ مبارکہ کے سوراخ سے لوگوں کی طرف جھانکا اور انہیں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَھِدْتُ عَھْدًا اَفَتَرْضَوْنَ بِہٖ یعنی اے لوگو! میں نے خلیفہ بنانے کے معاملے میں ایک فیصلہ کیا ہے کیا تم لوگ اس کے بارے میں اپنی رضا ظاہر کرتے ہو؟'' تو تمام لوگ کھڑے ہوگئے اور عرض کرنے لگے: ''قَدْ رَضِیْنَا یعنی اے امیر المؤمنین! کیوں نہیں بالکل ہم اپنی رضا کا اظہار کرتے ہیں۔'' اچانک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے: ''لَا نَرْضٰی اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یعنی اے امیر المؤمنین! اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ فرمایا ہے تو ہم راضی ہیں ورنہ نہیں۔'' جب سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ کا اِعلان فرمایا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی خواہش کے مطابق حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی تھے۔(2)

---

1 ......طبقات کبری، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۴۸۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۶، حدیث: ۵۳۔

صدیقِ اکبر کا پروانۂ خلافت بنام فاروقِ اعظم:

حضرت سیِّدُنا محمد بن سعد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الاَحَد بیان کرتے ہیں چند صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس اس وقت آئے جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنا جانشین بنانے کا تہیہ کرلیا تھا۔ چنانچہ کچھ افراد نے لب کشائی کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: ''اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جانشین بنانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ کیا جواب دیں گے؟'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے بٹھاؤ۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بٹھایا گیا۔ ارشاد فرمایا: ''مجھے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضری سے ڈرا رہے ہو؟ وہ شخص ہلاک ہوا جس نے تم لوگوں کی حکومت حاصل کرکے ظلم کی پونجی کمائی۔ میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یہ عرض کروں گا: اے اللّٰہ! میں تیری زمین پر آباد ساری مخلوق سے بہتر شخص کو اپنا خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔ میری یہ بات دوسرے لوگوں تک پہنچا دو۔'' یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ گئے۔ پھر حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تشریف لائے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن سے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جانشینی کا پروانہ درج ذیل الفاظ میں املا کروایا:

''اللّٰہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا! یہ وہ بات ہے جو ابوبکر نے دنیا سے جاتے ہوئے اور عالمِ آخرت میں قدم رکھتے ہوئے کہی تھی۔ ایسے پرخطر وقت میں کافر کلمہ پڑھ لیا کرتا ہے، بدکردار آدمی توبہ کرلیتا ہے اور جھوٹا اِنسان بھی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو تم پر امیر بنایا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو! میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، دین اسلام، اپنی اور تمہاری ذات کے بارے میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اگر عمر نے عدل کیا اور یہی مجھے امید ہے۔ تو ہر آدمی کو اپنے نیک اعمال کی جزا ملتی ہے اور اگر ناانصافی کی تو ہر کسی کو گناہ کی سزا ملتی ہے۔ تاہم میں نے اپنی طرف سے بہتر کام کردیا ہے۔ مجھے ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس انجام کو پہنچتے ہیں۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ۔''(1)

(1)......طبقات کبری، ذکر وصیۃ ابی بکر، ج ۳، ص ۱۴۹۔

پھر اس حکم نامے کو حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لے کر باہر تشریف لے آئے۔ تمام لوگوں نے بیعت کی اور اس پر رَضا و رَغبت کا اِظہار کیا۔ بعد ازاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلا کر نصیحتوں کے مدنی پھول اِرشاد فرمائے۔

فاروقِ اعظم کو نصیحتِ صِدّیقِ اکبر:

حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن سابِط رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وقت وصال آیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا: ''اے عمر! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتے رہا کرو اور یاد رکھو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کام جو دن میں ہونے والے ہیں رات تک پیچھے نہیں کیے جاتے اور رات والے کام دن پر نہیں چھوڑے جاتے۔ نوافل تب ہی قبول ہوتے ہیں جب فرائض ادا کر دیئے جائیں۔ روزِ قیامت اسی شخص کی نیکیاں بھاری ہوں گی جو دنیا میں حق کی اتباع کرتا تھا۔ ایسے شخص کیلئے میزان عدل کا حق ہے کہ وزنی ثابت ہو، جو حق سے عدول کرتا رہا اس کی نیکیاں ہلکی ہوں گی اور ایسے شخص کے لیے میزان کا حق ہے کہ ہلکا ثابت ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل جنت کا ذکر کیا تو نہایت اعلیٰ صفات کے ساتھ کیا اور ان کے گناہ معاف کر دیئے۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو (خوفِ خدا کے سبب) جنتی نہ ہونے سے ڈرتا ہوں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جہنمیوں کا ذکر کیا تو نہایت برے اعمال کے ساتھ کیا اور ان کے بہتر کاموں کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو (رحمت الٰہی کے سبب) جہنمی نہ ہونے کی امید کرتا ہوں۔ اس لیے بندے کو خوف اور امید کے درمیان رہنا چاہیے اس طرح کہ نہ تو فقط رحمت پر توکل کر بیٹھے (کہ بالکل نیکیاں کرنا ہی چھوڑ دے) اور نہ ہی رحمت سے مایوس ہو (کہ لوازمات دنیا سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لے)۔ اے عمر! اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو موت سے زیادہ کوئی چیز تمہیں محبوب نہ ہوگی۔ مگر اسے کوئی اپنے اختیار میں نہیں لاسکتا۔''(1)

امید و خوف کے درمیان رہو:

حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اگر آپ

1......معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ الصدیق۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۹، الرقم: ۱۱۴۔

نے میری وصیت یاد نہ رکھی تو کوئی چیز آپ کو موت سے زیادہ بُری نظر نہ آئے گی۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نرمی کے ساتھ سختی بھی رکھ دی ہے تاکہ مومن امید اور خوف کے مابین رہے۔ میں جب اہل جنت کا ذکر کرتا ہوں تو خوف خداوندی کے سبب یہ خیال آتا ہے کہ میں ان میں سے نہیں ہوں اور اہل جہنم کا تذکرہ کر کے رحمت الٰہی کے سبب یہی تصور کرتا ہوں کہ میں ان میں سے بھی نہیں ہوں۔ اس لیے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اہل جنت کا نہایت بہتر صفات کے ساتھ اور اہل جہنم کا بے حد بُرے اعمال کے ساتھ تذکرہ فرمایا ہے۔ جنتیوں کے کچھ گناہ بھی تھے جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مٹا دیئے اور جہنمیوں کے پاس نیکیاں بھی تھیں جو ضائع ہو گئیں۔''[1]

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کے حق میں صدیق اکبر کی دعا:

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وصیتیں فرمانے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عالم تنہائی میں پروردگارِ عالم کے حضور ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: ''اے میرے پروردگار! میں لوگوں کی خیر و بھلائی کا خواہش مند ہوں۔ مجھے ان پر فتنہ و آزمائش کے سایہ فگن ہونے کا خوف ہوا تو میں نے وہی کیا جسے تو اَوروں کی بَنِسبَت بخوبی جاننے والا ہے۔ میں نے بھرپور غور و فکر کے بعد ان میں سے بہتر، قوی اور نیکی پر حریص شخصیت کو نگران بنایا ہے۔ تیرا امر یقینی میرے پاس آچکا۔ لہٰذا تو ان کے درمیان میرا جانشین مُقرر فرما دے۔ یہ تیرے ہی تو بندے ہیں۔ ان کی پیشانیاں تیرے دستِ قُدرَت میں ہیں۔ اے اللّٰہ ربُّ العِزَّت! ان کے حکمرانوں کی اِصلاح فرما۔ اے رَبُّ العَالَمِین! اس کے لیے عوام کو درست فرما۔'' آمین[2]

فراستِ صدیق اکبر:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: ''اَفْرَسُ النَّاسِ ثَلَاثَۃٌ یعنی تین شخصیات پُختہ رائے اور فِراست کی مالک ہیں۔ اِن میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی ہیں کہ آپ نے حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی فراست کے ذریعے خلیفہ مُقرر فرمایا۔''[3]

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۳۰، ص ۴۱۴۔

2 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۳۰، ص ۴۱۱۔

3 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، ماجاء فی خلافۃ عمر، ج ۸، ص ۵۷۵، حدیث: ۳۔

فاروقِ اعظم مَنصبِ خِلافت پر فائز ہو گئے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے وَزیر و مُشیر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خلیفہ مُقرّر کرنے اور ضروری وَصایا کے بعد بالآخر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ۲۱ جمادی الاخری ۱۳ سن ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ عیسوی پیر کے دن اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منگل کے روز منصب خلافت پر فائز ہو گئے۔[1]

خلافتِ فاروقِ اعظم کا سُنہرہ دَور:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کم وبیش **10** سال اور کچھ ماہ منصبِ خلافت پر فائز رہے۔دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ **856** صفحات پر مشتمل کتاب **''فیضانِ فاروقِ اعظم''** جلد دوم میں آپ کی خلافت کے سنہرے دور کو بالتفصیل **14** ابواب میں بیان کیا گیا ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(1)......خلافتِ فاروقِ اعظم

(2)......بعد خلافت ابتدائی معاملات

(3)......فاروقِ اعظم بحیثیتِ خلیفہ

(4)......فاروقِ اعظم اور حقوق العباد

(5)......عہدِ فاروقی کا شورائی نظام

(6)......نظامِ عہدِ فاروقی کی وسعت

(7)......عہدِ فاروقی کا نظامِ عدلیہ

(8)......نظامِ عدلیہ میں مساوات کا قیام

(9)......عہدِ فاروقی کا نظامِ احتساب

(10)......عہدِ فاروقی میں محکمۂ پولیس وفوج

(11)......عہدِ فاروقی میں علمی سرگرمیاں

(12)......عہدِ فاروقی کی فُتوحات

(13)......فاروقی گورنرز اور اُن سے مُتعلقہ اُمور

(14)......عہدِ فاروقی کی تعمیرات

آخر میں مکمل خلافت کے سُنہرے دور کو باعتبارِ تاریخ بھی بیان کیا گیا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

[1]......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الثامن والعشرون، ص ٦٠ ماخوذا۔

کراماتِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......کرامات اولیاء حق ہیں۔
- ......کرامت کی تعریف
- ......صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان افضل الاولیاء ہیں۔
- ......کرامت کی مختلف اقسام کا بیان
- ......ظاہری کرامت کسے کہتے ہیں؟
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ گلستان کرامت کے مہکتے پھول ہیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی چند ظاہری کرامات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی سینکڑوں میل کی دوری سے اسلامی لشکر کی دستگیری
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی خشکی وسمندر دونوں پر حکمرانی
- ......معنوی کرامت کسے کہتے ہیں؟
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی چند معنوی کرامات

کراماتِ فاروقِ اعظم

کراماتِ اولیاء حق ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول، بی بی آمنہ کے مہکتے پھول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک دور سے آج تک اس بات پر اجماع ہے کہ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیاءِ عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی کرامتیں حق ہیں، ہر زمانے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں سے کرامات کا صدور ہوتا رہا اور تا قیامت یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

صحابہ کرام افضل الاولیاء ہیں:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: ''علماء و اکابرینِ اسلام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کا اِس پر اِتِّفاق ہے کہ تمام صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن ''**اَفْضَلُ الْاَوْلِیَاء**'' ہیں۔ قیامت تک کے تمام **اَولیاءُ اللّٰہ** رَحِمَہُمُ اللّٰہ اگرچہ دَرَجۂ وِلایت کی بلند ترین منزل پر فائز ہو جائیں مگر ہرگز ہرگز وہ کسی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کمالاتِ وِلایت تک نہیں پہنچ سکتے۔ **اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت** عَزَّوَجَلَّ نے مصطفٰے جانِ رحمت، شمعِ بزمِ رسالت، نوشۂ بزمِ جنت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلاموں کو وِلایت کا وہ بلند و بالا مَقام عطا فرمایا اور اِن مُقدّس ہستیوں رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو ایسی ایسی عظیمُ الشان کرامتوں یعنی بزرگیوں سے سرفراز فرمایا کہ دوسرے تمام اَولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے لئے اِس معراجِ کمال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اِس میں شک نہیں کہ حضراتِ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے اِس قدر زیادہ کرامتوں کا تذکرہ نہیں ملتا جس قدر کہ دوسرے اَولیاءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے کرامتیں منقول ہیں۔ یہ واضح رہے کہ کثرتِ کرامت، **اَفضلیّتِ وِلایت** کی دلیل نہیں کیونکہ وِلایت دَرحقیقت قُربِ بارگاہِ اَحدِیّت عَزَّوَجَلَّ کا نام ہے اور یہ قربِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ جس کو جس قدر زیادہ حاصل ہوگا اُسی قدر اُس کا دَرجۂ وِلایت بلند سے بلند تر ہوگا۔ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن چونکہ نِگاہِ نُبُوّت کے اَنوار اور فیضانِ رِسالت کے فیوض و بَرَکات سے مُستَفِیض ہوئے، اِس لئے **بارگاہِ ربِّ لَمْ یَزَلْ** عَزَّوَجَلَّ میں اِن بزرگوں کو جو **قُرب و تَقَرُّب** حاصل ہے وہ دوسرے **اَولیاءُ اللّٰہ** رَحِمَہُمُ اللّٰہ کو حاصل نہیں۔ اِس لئے اگرچہ صحابۂ کِرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے بہت کم کرامتیں منقول ہوئیں لیکن پھر بھی اُن کا دَرجۂ وِلایت دیگر اَولیاءِ کرام

رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام سے حد دَرَجہ اَفضل واَعلیٰ اور بلند وبالا ہے۔[1]

سرکارِ دو عالَم سے ملاقات کا عالَم
عالَم میں ہے مِعراجِ کمالات کا عالَم
یہ راضی خدا سے ہیں خدا اِن سے ہے راضی
کیا کہیے صحابہ کی کرامات کا عالَم

کرامت کسے کہتے ہیں؟

دعوت اسلامی کی اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۵۰ پر مشتمل کتاب ''بہارِ شریعت'' جلد اول صفحہ ۵۸ پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کرامت کی تعریف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو اس کو اِرہاص کہتے ہیں اور ولی سے جو ایسی بات صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔''

کرامت کی دو قسمیں ہیں:

اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کرامت کی اقسام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''کرامت دو قسموں پر ہے: (۱) مَحْسُوسِ ظاہِری (۲) مَعْقُولِ مَعْنَوِی۔''[2]

مَحسوسِ ظاہری کرامت کیا ہوتی ہے؟

''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ولی کی ذات بابرکت سے ظاہر ہونے والی ایسی خلاف عادت بات جسے ظاہراً محسوس کیا جاسکے محسوس ظاہری کرامت کہلاتی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا شیخ یُوسُف بِن اِسماعِیل نَبہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی نے حضرت علامہ تاج الدین سُبکی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کے حوالے سے ''مَحسوسِ ظاہِری'' کرامات کی ان پچیس اقسام کو بیان فرمایا ہے: (۱) مُردوں کو زندہ کرنا (۲) مُردوں سے کلام کرنا (۳) دریاؤں پر تَصَرُّف (۴) کسی چیز کی اصل تبدیل کر دینا (۵) زمین کے سمٹ

---

1 ...... کراماتِ فاروقِ اعظم، ص۹۔

2 ...... فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، ص ۵۴۹۔

جانے سے فاصلہ مختصر ہوجانا(٦)نباتات و جمادات سے گفتگو (٧)شفاءِ امراض (٨)جانوروں کا فرمانبردار ہونا (٩)زمانے کا مختصر(١٠)یا طویل ہوجانا(١١)مقبولیت دعا (١٢)سکوت اور کلام پر قدرت(١٣)دلوں کو اپنی طرف مائل کرلینا(١٤)غیب کی خبریں دینا (١٥)کھائے پیئے بغیر زندہ رہنا(١٦)نظامِ عالم میں تصرفات (١٧)کثیر غذاء کھانے پر قدرت (١٨)حرام کھانے سے محفوظ رہنا (١٩)دور دراز کے مقامات کا مشاہدہ کرنا (٢٠)ہیبت و دبدبہ (٢١)مختلف صورتوں میں ظاہر ہوجانا (٢٢)دشمنوں کے شر سے بچنا (٢٣)زمین کے خزانوں پر مطلع ہونا (٢٤)قلیل مدت میں کثیر تصانیف کا منظر عام پر آجانا (٢٥)ہلاکت خیز اشیاء کا اثر نہ ہونا۔[1]

فاروقِ اعظم گلستان کرامت کے مہکتے پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بارگاہِ رسالت سے فیض یافتہ، وزیر رسالت مآب، آسمان رفعت کے درخشاں ماہتاب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ افضل البشر بعد الانبیاء، **خلیفۂ رسول اللّٰہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بعد تمام صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے افضل ہیں۔ ربِّ کائنات عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیگر خصوصیات کے ساتھ ساتھ ظاہری اور معنوی دونوں طرح کی کرامات کا تاجِ فضیلت عطا فرمایا۔ نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معرفت و کرامت کا نور حاصل کرکے آسمان ولایت کے قطب ستارے کی مانند چمک اٹھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چند ظاہری کرامات پیشِ خدمت ہیں:

فاروقِ اعظم کی ظاہری کرامات

(1)......فاروقِ اعظم کی ایک نیک جوان کی قبر پر تشریف آوری:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن ایوب خزاعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ایک نیک پرہیزگار نوجوان تھا جو ہر وقت مسجد میں مصروف عبادت رہتا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اس کی اس کیفیت پر بہت تعجب فرمایا کرتے تھے۔

[1]......حجۃ اللہ علی العالمین، المطلب الثانی فی انواع الکرامات، ص ٦٠٨۔

جب وہ اپنی رات کی عبادت وریاضت سے فارغ ہوتا تو اپنے بوڑھے باپ کے پاس چلا جاتا اور اس کی خدمت کرتا۔ اسی راستے میں ایک فاحِشہ عورت کا گھر بھی تھا، وہ عورت راستے میں کھڑے ہوکر اس نوجوان کو بہت تنگ کرتی۔ایک روز وہ نوجوان کو زبردستی اپنے گھر لے گئی۔ وہ عبادت گزار نوجوان جیسے ہی اس کے گھر میں داخل ہونے لگا تو بے ساختہ اس کی زبان سے یہ آیتِ مبارکہ جاری ہوئی:﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾(پ ۹، الاعراف: ۲۰۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہوجاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

بس پھر کیا تھا آیت کے جاری ہوتے ہی اس پر ایسا خوفِ خُدا طاری ہوا کہ بے ہوش ہوکر زمین پر گر گیا۔اس فاحِشہ عورت نے اپنی باندی کی مدد سے اسے گھسیٹ کر دروازے کے باہر پھینک دیا۔جب بیٹا وقت پر گھر نہ پہنچا تو باپ کو فکر دامن گیر ہوئی، بیٹے کو تلاش کرنے نکل کھڑا ہوا، بالآخر تلاش کرتے ہوئے فاحِشہ کے گھر تک پہنچ گیا جہاں اس کا نیک بیٹا بے ہوش پڑا تھا۔اسے اٹھا کر گھر لے آیا۔رات گئے جب نوجوان کو ہوش آیا تو باپ نے ماجرا دریافت کیا۔نوجوان نے سارا واقعہ بیان کردیا۔باپ نے پوچھا بیٹا تو نے کونسی آیت تلاوت کی تھی۔ بیٹے نے جیسے ہی وہ آیت دوبارہ تلاوت کی تو ایک بار پھر اس پر خوفِ خُدا کے سبب لرزہ طاری ہوگیا اور وہ بے ہوش ہوگیا۔اسے ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن خوفِ خُدا کے سبب اس کی رُوح قَفَسِ عُنصری سے پرواز کرچکی تھی۔باپ نے راتوں رات غُسل وکفن دے کر اسے دفنا دیا۔صبح جب امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس واقعے کی اطلاع ملی تو آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اوّلاً اس کے والد کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور شِکوہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اَلَا آذَنْتَنِي** یعنی تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟'' اس کے والد نے رات کا عذر پیش کردیا۔ پھر آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ اس نیک پرہیزگار نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے، اس سے مخاطَب ہوکر یوں ارشاد فرمایا: ''اے فلاں! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمان عالیشان ہے:﴿ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴾(پ ۲۷، الرحمٰن: ۴۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔'' اس نوجوان نے قبر سے جواب دیا: ''**یَا عُمَرُ! قَدْ اَعطَانِیْهِمَا رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَیْن** یعنی اے امیر المؤمنین! میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے (مجھ پر اپنا فضل و

کرم فرماتے ہوئے) دو جنّتیں عطا فرما دی ہیں۔''[1]

(2)......فاروقِ اعظم کی اہلِ بقیع سے گفتگو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک مرتبہ اہلِ بقیع سے مخاطب ہو کر یوں ارشاد فرمایا: ''**اَلسَّلامُ علیکم یا اَھْلَ الْقُبُور!** یعنی اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، ہمارے پاس تمہارے لئے نئی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے شادیاں رَچا کر گھر بسا لئے، تمہاری رہائش گاہیں دوسرے لوگوں سے آباد ہو گئیں، تمہارے مال و دولت کے اَنبار تقسیم ہو گئے۔'' تو ان قبروں کی نُمائندگی کرتے ہوئے ایک آواز آئی: ''اے عمر بن خطاب! ہماری طرف سے آپ کے لئے نئی خبریں یہ ہیں کہ ہماری نیکیوں کا اَجر ہمیں مل چکا، راہِ خُدا میں خرچ کی جانے والی رقم سے ہمیں فائدہ ہوا، دنیا میں چھوڑی ہوئی رقم سے ہمیں سراسر نقصان ہوا۔''[2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ دو بہت بڑی کرامتیں ہیں کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک صاحبِ قبر اور جنت البقیع میں مدفون لوگوں سے دوطرفہ گفتگو کی۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبروں پر جانا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنّت مبارکہ ہے اور کیوں نہ ہو کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اس کا حکم خود دو عالَم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیا۔ چنانچہ حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''**اِنِّي کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُوْرُوْهَا تُذَكِّرْكُمُ الآخِرَةَ** یعنی پہلے میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا لیکن اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیوں کہ یہ عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے گا۔''[3]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُس نیک نوجوان کی حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص نیکیوں بھری زندگی گزارے گا اور خوفِ خدا سے لرزاں و ترساں رہے گا، بارگاہِ الٰہی میں کھڑا ہونے سے ڈرے گا، وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت

---

[1]......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۵، ص ۴۵۰۔

[2]......شرح الصدور، باب زیارۃ القبور، ص ۲۰۹۔

[3]......مصنف ابی شیبہ، کتاب الجنائز، من رخص فی زیارۃ القبور، ج ۳، ص ۲۲۳، حدیث: ۳۔

کاملہ سے **دو جنّتوں کا حقدار** قرار پائے گا۔ جوانی میں عبادت کرنے اور خوف رکھنے والوں کو مبارک ہو کہ بروزِ قیامت جب سورج سوا میل پر رہ کر آگ برسا رہا ہوگا، سایۂ عرش کے علاوہ اس جاں گزا یعنی جان کو تکلیف میں ڈالنے والی گرمی سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہ ہوگا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ایسے خوش قسمت مسلمان کو اپنے عرشِ پناہ گاہِ اہلِ عرش کا سایہ رحمت عطا فرمائے گا۔ چنانچہ **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ ۸۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''**سایۂ عرش کس کس کو ملے گا؟**'' صفحہ ۲۰ پر ہے: ''حضرت سیِّدُنا سَلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ابُو الدَّرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف خط لکھا کہ اِن صفات کے حامل لوگ عرش کے سائے میں ہوں گے: (اُن میں سے دو یہ ہیں) **(۱)**: وہ شخص جس کی نَشو و نُما اس حال میں ہوئی کہ اس کی صحبت، جوانی اور قوت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پسند اور رضا والے کاموں میں صرف ہوئی اور **(۲)** وہ شخص جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کیا اور اس کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔[1]

مرے اشک بہتے رہیں کاش ہر دم
ترے خوف سے یاخدا یاالٰہی
تیرے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یاالٰہی
مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یاالٰہی
بنادے مجھے نیک نیکوں کا صدقہ
گناہوں سے ہردم بچا یاالٰہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3)......فاروقِ اعظم اور سینکڑوں میل دُور اسلامی لشکر کی دستگیری:

اِیران کے شہر ہَمْدَان کے جنوبی حصے میں پہاڑوں کے پاس واقع ایک بستی جس کا نام ''نَہَاوَنْد'' ہے، امیر المؤمنین

[1] ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد، کلام سلمان، ج۸، ص ۱۷۹، حدیث: ۱۲ ملتقطاً۔

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ساریہ بن زُنَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر ''نَہاوند'' کی سرزمین پر جہاد کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ جنگ کی صورتِ حال کچھ اس طرح تھی کہ اسلامی لشکر کھلے میدان میں لڑ رہا تھا اور دشمن نے اسلامی لشکر کو چار جانب سے گھیر کر پسپا کرنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا، جب جنگ فیصلہ کُن مرحلے میں داخل ہوئی تو اسلامی لشکر ''سخت آزمائش'' کا شکار تھا۔ عین اس موقعے پر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسجدِ نبوی میں مِنبرِ رسول پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ جب اسلامی لشکر پر کفار کے غالب ہونے کے آثار دیکھے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہیں منبر سے اسلامی لشکر کی دستگیری فرماتے ہوئے لشکر کے سپہ سالار ''حضرت سیِّدُنا ساریہ بن زُنَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ'' کو ان الفاظ میں جنگی ہدایت ارشاد فرمائی: ''**یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ** یعنی اے ساریہ! پہاڑ کو اپنی آڑ بنا کر لڑو۔'' حضرت سیِّدُنا ساریہ بن زنیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سینکڑوں میل دُور نہاوند کی سرزمین پر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ حکم سن لیا اور فوراً ''**لَبَّیْک**'' کہتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ امیر المؤمنین کے حکم پر عمل کرتے ہی جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ مجاہدینِ اسلام کی بہادری اور دلیری دیکھ کر کفار کے قدم اکھڑنے لگے اور میدان جنگ سے بھاگنے میں ہی عافیت جانی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ''دستگیری'' کے سبب لشکرِ اسلام نے فتح پائی۔[1]

قاصد نے آکر تصدیق کی:

اس واقعے کے چند دن بعد حضرت سیِّدُنا ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قاصد آیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف سے اس نے ایک رقعہ پہنچایا جس میں لکھا تھا: ''جمعہ کے دن ہم نے فلاں جگہ صبح سے جمعہ کے وقت کفار سے گھمسان کی جنگ لڑی یہاں تک کہ سورج ڈھلنے لگا تو اچانک ایک آواز آئی: **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ** تو ہم فوراً پہاڑ کے پیچھے ہو گئے اور ہم اپنے دشمن پر قہر بن کر ٹوٹ پڑے، آخر کار **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں کفار پر فتح عطا فرمائی اور دشمنوں کو ذلیل و خوار کر دیا۔''[2]

1 ......دلائل النبوۃ، باب ما جاء فی اخبار النبی۔۔۔الخ، ج ۶، ص ۳۷۰۔
مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، الفصل الثالث، ج ۲، ص ۴۰۱، حدیث: ۵۹۵۴۔
اسد الغابۃ، ساریۃ بن زنیم، ج ۲، ص ۳۶۴ ملتقطا۔

2 ......دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل التاسع والعشرون، ماظہر علی ید عمر۔۔۔الخ، ص ۳۴۵، الرقم: ۵۲۸ ملتقطا۔

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عوف کا استفسار:

جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دورانِ خطبہ ''**یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ**'' کے الفاظ ارشاد فرمائے تو لوگ بہت حیران ہوئے، کیونکہ خطبے میں تو ایسے الفاظ نہیں تھے اور نہ ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے پہلے کبھی ایسے الفاظ خطبے میں ارشاد فرمائے تھے۔ لہٰذا حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں عرض کی: ''یا امیر المومنین! آج آپ نے دورانِ خطبہ ''**یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ**'' کے الفاظ فرمائے، ان کا کیا مطلب تھا؟'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انتہائی نرمی سے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ عراق کے شہر نہاوند میں ساریہ اور ان کے ساتھی کفار کے نرغے (گھیرے) میں ہیں مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور میں نے اسلامی لشکر کی مدد کے لیے یہ الفاظ کہے۔''[1]

واہ کیا بات ہے فاروقِ اعظم کی!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس عالی شان کرامت سے علم وحکمت کے مدنی پھول چننے کو ملتے ہیں:

❀...... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کے سپہ سالار دونوں صاحب کرامت ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر آواز کو پہنچا دینا یہ امیر المؤمنین کی کرامت ہے اور سینکڑوں میل کی دوری سے کسی آواز کو سن لینا یہ حضرت سیِّدُنا ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کرامت ہے۔

❀...... جانشینِ رسولِ مقبول، گلشنِ صحابیت کے مہکتے پھول، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی برکت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔[2]

❀...... امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مدینہ طیبہ سے سینکڑوں میل کی دوری پر نہاوند کے میدانِ جنگ اور اس کے احوال وکیفیات کو دیکھ لیا اور پھر مشکلات کا حل بھی منبر پر کھڑے کھڑے لشکر اسلام کے سپہ

---

1 ...... دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل التاسع والعشرون، ماظھر علی یدعمر۔۔۔الخ، ص ۳۴۵، الرقم: ۵۲۸ ملتقطا۔

2 ...... کرامات صحابہ، ص ۴۷۔

سالار کو بتا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے کان اور آنکھ اور ان کی سَمْع وبَصَر کی طاقتوں کو عام انسانوں کے کان وآنکھ اور ان کی قوتوں پر ہرگز ہرگز قیاس نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب بندوں کے کان اور آنکھ کو عام انسانوں سے بہت ہی زیادہ طاقت عطا فرمائی ہے اور ان کی آنکھوں، کانوں اور دوسرے اعضاء کی طاقت اس قدر بے مثل اور بے مثال ہے اور ان سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ بخاری شریف کی حدیث پاک میں موجود ہے کہ بندہ جب **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا قُرب پالیتا ہے تو پھر وہ اپنی ذاتی طاقت سے نہیں بلکہ رب عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ مخصوص طاقت سے دیکھتا، سنتا، چلتا اور پکڑتا ہے، اگر وہ رب عَزَّوَجَلَّ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اسے ضرور عطا کی جاتی ہے اور کسی چیز سے پناہ مانگے تو اسے ضرور پناہ دی جاتی ہے۔ [1]

...... حدیث مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حکومت ہَوا پر بھی تھی اور ہوا بھی ان کے کنٹرول میں تھی اس لئے کہ آوازوں کو دوسروں کے کانوں تک پہنچانا درحقیقت ہوا کا کام ہے کہ ہوا کے **تَمَوُّج** ہی سے آوازیں لوگوں کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر سنائی دیا کرتی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب چاہا اپنے قریب والوں کو اپنی آواز سنا دی اور جب چاہا تو سینکڑوں میل دور والوں کو بھی سنا دی، اس لئے کہ ہوا آپ کے زیر فرمان تھی، جہاں تک آپ نے چاہا ہَوَا سے آواز پہنچانے کا کام لے لیا۔ [2]

...... اپنے کسی مسلمان بھائی کو مصیبت میں دیکھ کر اس کی مدد کرنا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنت ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آزمائش میں دیکھا تو ان کی مدد کرتے ہوئے رہنمائی فرمائی۔

...... جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس بات کی وضاحت فرمائی کہ میں نے اسلامی لشکر کی مدد کے لیے یہ الفاظ ادا کیے تو کسی صحابی نے یہ نہ کہا کہ ''حضور مددگار تو صرف **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

---

1 ...... بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ج ۴، ص ۲۴۸، حدیث: ۶۵۰۲ ملخصاً۔

2 ...... کرامات صحابہ، ص ۷۶۔

کے سوا کوئی مدد نہیں کرسکتا۔‘‘ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ عقیدہ تھا کہ ’’ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اس کے بندے بھی مدد کرتے ہیں۔‘‘

……امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وضاحت پر کسی صحابی نے یہ بھی نہ کہا کہ ’’حضور آپ تو یہاں ہمارے سامنے موجود ہیں، پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ سینکڑوں میل دور نہاوند میں موجود اسلامی لشکر کی مدد فرمائیں۔‘‘ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کو یہ طاقت بھی عطا فرماتا ہے کہ وہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر اس جگہ کے احوال سے بھی واقف رہیں اور سینکڑوں میل دور کسی اور جگہ کے احوال سے بھی واقف رہیں بلکہ نہ صرف وہاں کے حالات سے واقف ہوں بلکہ ان حالات میں تبدیلی کی طاقت بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ میں بیٹھ کر مدینہ منورہ کے حالت سے بھی باخبر تھے نیز اسی وقت آپ سینکڑوں میل دُور نہاوند میں موجود اسلامی لشکر کے حال سے بھی واقف تھے، بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ طاقت سے وہاں کے حالات بھی تبدیل فرمادیے۔

……نہاوند میں جب امیر لشکر حضرت سیِّدُنا ساریہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آواز سنی تو انہوں نے اس پر فوراً عمل کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہیں پہلے ہی سے یہ معلوم تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اتنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں بیٹھے بیٹھے یہاں سینکڑوں میل دُور نہاوند میں ہماری مدد فرماسکتے ہیں، ورنہ اس آواز کو سن کر اپنا وہم سمجھتے اور اس پر عمل نہ کرتے۔

کس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کردیا
کس نے قطروں کو مِلایا اور دریا کردیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غُلاموں کو زمانے بھر کا مولا کردیا
شوکت مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم
مُنْہدِم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کردیا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4)......فاروقِ اعظم بحر و بر (سمندر اور خشکی) دونوں پر حاکم:

قدیم دور میں مصر کی تمام تر پیداوار کا دارو مدار دریائے نیل پر تھا اسی لئے مصر اپنی خوشحالی اور زرخیزی کے لئے ہمیشہ ''دریائے نیل'' کا مرہونِ منت رہا ہے۔ جب دریائے نیل سوکھ جاتا تو دوبارہ اسے رواں دواں کرنے کے لئے کئی صدیوں سے ایک ''بیہودہ رسم'' پر عمل جاری تھا۔ رسم یہ تھی کہ ایک حسین و جمیل دوشیزہ کو خوب صورت لباس اور اعلیٰ زیورات سے آراستہ کرکے دریا کے سپرد کر دیا جاتا اس طرح دریائے نیل دوبارہ جاری ہوجاتا نیز اس رسم کا نام ''**عَرُوْسُ النِّیْل**'' تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں جب مصر فتح ہوا تو حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہاں کا گورنر مُقرَّر کیا گیا، اہل مصر نے حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کچھ اس طرح فریاد کی ''حضور! دریائے نیل کی ایک پرانی عادت ہے جس کے بغیر وہ جاری نہیں ہوتا۔'' حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ کونسی رسم ہے۔'' انہوں نے عرض کی: ''جب اس مہینے کی گیارہ تاریخ آتی ہے تو ہم ایک نوجوان اور کنواری دوشیزہ کے والدین کے پاس جاتے ہیں اور انہیں ان کی بیٹی کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھانے پر راضی کرتے ہیں پھر اسے خوب صورت لباس اور قیمتی زیورات سے سجا سنوار کر دریائے نیل کے سپرد کر دیتے ہیں اس طرح یہ دریا دوبارہ جاری ہوجاتا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انتہائی نرمی سے انہیں سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اس رسم کو اسلام میں کبھی پذیرائی نہیں مل سکتی کیونکہ اسلام تو اس طرح کی بیہودہ رسومات کا خاتمہ کرتا ہے۔'' ابھی چند دن گزرے تھے کہ دریائے نیل کا پانی خُشک ہونے لگا جس کے سبب کئی لوگوں نے مصر چھوڑنے کا ارادہ کرلیا۔ جب حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ دیکھا تو فی الفور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تمام صورتِ حال سے آگاہ کرنے کے لئے ایک مکتوب روانہ فرمایا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا جواب اِرسال فرمایا اور حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ارشاد فرمایا: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نقطۂ نظر بالکل درست ہے بلاشبہ اسلام بیہودہ رُسُومات کا خاتمہ کرتا ہے، میں نے اس مکتوب کے ساتھ ایک رقعہ بھی روانہ کیا ہے آپ اسے دریائے نیل میں ڈال دیں۔'' حضرت سیِّدُنا عَمرو بِن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس رقعے کو کھولا تو اس میں یہ مضمون درج تھا: ''**اِلٰی**

نِیْلَ مِصر مِنْ عَبْدِ اللّٰہ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمَّا بَعْدُ! فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِنَفْسِکَ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا اِلَیْکَ وَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِاللّٰہِ فَانْجَرَّ عَلَی اسْمِ اللّٰہِ یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے مصر کے دریا نیل کی طرف! اگر تو خود بخود جاری ہوا کرتا تھا تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور اگر تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے جاری ہوتا تھا تو پھر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نام سے جاری ہو جا۔'' جب یہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا تو اسی رات دریا جاری ہو گیا اور کئی گز اونچا پانی چڑھ آیا، جب کہ ہر سال چھ گز پانی اس میں آتا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خط دریائے نیل میں ڈالا گیا، اس وقت سے آج تک دریائے نیل مسلسل چل رہا ہے۔''(1)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

چاہیں تو اِشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی، سردار کا عالم کیا ہوگا

ناجائز رسم و رواج اور مسلمانوں کی حالت زار:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جہاں اس حکایت سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خُشکی کے ساتھ ساتھ سمندر پر بھی حاکم تھے وہیں اس حکایت میں عبرت کے کئی مدنی پھول بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اس حکایت کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''جس طرح اَہلِ مِصر میں دریائے نیل کو جاری رکھنے کے لئے رسمِ بد جاری تھی اِسی طرح دورِ حاضر میں بھی بعض قبیح اور ناجائز رُسومات زور پکڑتی جا رہی ہیں اور یہ خلافِ شَرع رُسومات مسلمانوں کو پستی و بربادی کے عَمیق (یعنی گہرے) گڑھے کی طرف دھکیلتی اور سنّتِ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دُور کرتی چلی جا رہی ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ایک زبردست کتاب ''اِسلامی زندگی'' صفحہ ۱۲ تا ۱۶ پر **مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان نے بُری رُسومات اور

---

1 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۰۔

حجۃ اللہ علی العالمین، الخاتمۃ فی اثبات کرامات الاولیاء۔۔۔الخ، المطلب الثالث فی ذکر جملۃ جمیلۃ۔۔۔الخ، ص ۶۱۲ ملخصاً۔

مسلمانوں کے بگڑے ہوئے حالات کی جو کچھ کیفیات بیان فرمائی ہیں اُن کا خُلاصہ کچھ یوں ہے:

آج کون سا دَرد رکھنے والا دِل ہے جو مسلمانوں کی موجودہ پَستی اور اِن کی موجودہ ذِلّت وخواری اور ناداری پر نہ دُکھتا ہو اور کون سی آنکھ ہے جو اِن کی غربت، مُفلسی، بے روزگاری پر آنسو نہ بہاتی ہو، حُکومت اِن سے چھِنی، دولت سے یہ محروم ہوئے، عزّت ووقار اِن کا ختم ہو چکا، زمانہ بھر کی مصیبت کا شکار مسلمان بن رہے ہیں، اِن حالات کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، مگر دوستو! فقط رونے دھونے سے کام نہیں چلتا بلکہ ضروری یہ ہے کہ اِس کے عِلاج پر غور کیا جائے۔ عِلاج کے لئے چند چیزیں سوچنی چاہئیں (۱) اصل بیماری کیا ہے؟ (۲) اِس کی وجہ کیا؟ مرض کیوں پیدا ہوا؟ (۳) اِس کا علاج کیا ہے؟ (۴) اِس عِلاج میں پرہیز کیا کیا ہے؟ اگر اِن چار باتوں میں غور کرلو تو سمجھ لو کہ عِلاج آسان ہے۔ کئی لیڈرانِ قوم اور پیشوایانِ ملک نے اَقوامِ مسلم کے عِلاج کا بیڑا اُٹھایا مگر ناکامی ہی ملی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے جس کسی نیک بندے نے مسلمانوں کو اُن کا صحیح عِلاج بتایا تو بعض نادان مسلمانوں نے اُس کا مذاق اُڑایا، اُس پر پھبتیاں کَسیں، زبانِ طَعن دَراز کی، غرضیکہ صحیح طبیبوں کی آواز پر کان نہ دھرا۔ مسلمانوں کی بادشاہت گئی، عزّت گئی، دولت گئی، وقار گیا، صرف ایک وجہ سے وہ یہ کہ ہم نے شریعتِ مصطفٰے کی پیروی چھوڑ دی، ہماری زِندَگی اسلامی زندگی نہ رہی۔ اِن تمام نُحوستوں کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شرم اور آخرت کا ڈر نہ رہا۔ اعلٰی حضرت، مُجدِّدِ دِین وملّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں:

دن لَہْو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی، خوفِ خدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مسجدیں ہماری ویران، مسلمانوں سے سِنیما وتماشے آباد، ہر قسم کے عُیُوب مسلمانوں میں موجود، ناجائز رسمیں ہم میں قائم ہیں، ہم کس طرح عزّت پاسکتے ہیں، جیسے کسی نے کہا ہے:

وائے ناکامی! متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دِل سے اِحساسِ زِیاں جاتا رہا

تین خطرناک بیماریاں:

مسلمانوں کی اصل بیماری تو اَحکامِ خداوسنت مصطفےٰ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چھوڑنا ہے، اب اِس کی وجہ سے اور بہت سی بیماریاں پیدا ہوگئیں۔ مسلمانوں کی صدہا بیماریاں تین میں منحصر ہیں: اوّل روزانہ نئے نئے مذہبوں کی پیداوار اور ہر آواز پر مسلمانوں کا آنکھیں بند کرکے چل پڑنا۔ دوسرے مسلمانوں کی آپس کی خانہ جنگیاں اور مقدمہ بازیاں اور آپس کی عداوتیں۔ تیسرے جاہِل لوگوں کی گھڑی ہوئی خِلافِ شرع یا فُضول رَسمیں، اِن تین قسم کی بیماریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرڈالا، برباد کردیا، گھر سے بے گھر بنادیا، مقروض کردیا غرضیکہ ذِلّت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔[1]

مذکورہ بیماریوں کا علاج:

❁ پہلی بیماری کا علاج یہ ہے کہ ہر بدمذہب کی صُحبت سے بچو، اُس عالمِ حقّ اور **سُنِّیُّ الْمَذْهَب** شخص کے پاس بیٹھو جس کی صحبتِ فیض اَثر سے سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فَیض گَنْجِیْنَہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عِشق اور اِتِّباعِ شریعت کا جذبہ پیدا ہو۔ ❁ دوسری بیماری کا علاج یہ ہے کہ اکثر فتنہ وفساد کی جڑ دو چیزیں ہیں: ایک غصّہ اور اپنی بڑائی اور دوسرا حقوقِ شرعیہ سے غفلت۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں سب سے اونچا رَہوں اور سب میرے حقوق ادا کریں مگر میں کسی کا حق ادا نہ کروں اگر ہماری طبیعت میں سے غُرُور وتَکَبُّر نکل جائے، عاجزی اور تواضُع پیدا ہو جائے، ہم میں سے ہر شخص دوسرے کے حُقُوق کا خیال رکھے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے۔ ❁ تیسری بیماری کہ ہمارے اکثر مسلمانوں میں بچّے کی پیدائش سے لے کر مرنے تک مختلف موقعوں پر ایسی تباہ کُن رَسمیں جاری ہیں جنھوں نے مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کردی ہیں۔ شادی بیاہ کی رسموں کی بدولت ہزاروں مسلمانوں کی جائیدادیں، مکانات، دُکانیں سُودی قرضے میں چلی گئیں اور بہت سے اَعلیٰ خاندانوں کے لوگ آج کرایہ کے مکانوں میں گزر کررہے ہیں اور ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ اپنی قوم کی اس مصیبت کو دیکھ کر میرا دل بھر آیا۔ طبیعت میں جوش پیدا ہوا کہ کچھ خدمت کروں۔ روشنائی کے چند قطرے حقیقت میں میرے آنسوؤں کے قطرے ہیں خدا کرے کہ اس سے قوم کی اصلاح ہو جائے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ بہت سے لوگ اِن شادی بیاہ اور دیگر فُضول رَسموں سے بیزار تو ہیں مگر برادری کے

---

1 ...... اسلامی زندگی، ص۱۶ ملخصاً۔

طعنوں اور اپنی ناک کٹنے کے خوف سے جس طرح ہوسکتا ہے قرض لے کر ان جاہِلانہ رَسموں کو پورا کرتے ہیں۔کوئی تو ایسا مَردِ مُجاہِد ہو جو بِلا خوف وخَطر ہر ایک کے طعنے برداشت کر کے تمام ناجائز وحرام رَسموں پر لات مار دے اور سنّتِ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زندہ کر کے دکھا دے کہ جو شخص سُنّت کو زندہ کرے اُس کو ١٠٠ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔کیونکہ شہید تو ایک دفعہ تلوار کا زخم کھا کر دنیا سے پردہ کر جاتا ہے مگر یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا نیک بندہ عمر بھر لوگوں کی زبانوں کے زخم کھاتا رہتا ہے۔واضِح رہے کہ مُرَوَّجہ رَسمیں دو قسم کی ہیں: ایک تو وہ جو شرعاً ناجائز ہیں دوسری وہ جو تباہ کُن ہیں اور بہت دفعہ اُن کے پورا کرنے کے لئے مسلمان سُودی قرض کی نحوست میں بھی مُبتلا ہو جاتا ہے۔حالانکہ سُود کا لین دین گناہِ کبیرہ ہے اور یوں یہ رُسُومات بہت ساری آفات میں پھنسا دیتی ہیں، اِن سے دُوری ہی میں عافیت ہے۔(1)

شادیوں میں مت گنہ نادان کر
خانہ بربادی کا مت سامان کر
چھوڑ دے سارے غلط رَسْم ورواج
سنّتوں پر چلنے کا کر عہد آج
خوب کر ذِکرِ خدا و مصطفٰے
دل مدینہ اُن کی یادوں سے بنا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5)......فاروقِ اعظم کے عدل کا وسیلہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کسریٰ کے دارالحکومت ''مدائن'' فتح کرنے کے لیے حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سرپرستی میں ایک لشکر بھیجا اور قیادت حضرت سیِّدُنا خالِد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سپرد کی۔مدائن پہنچنے کے لئے ''دریائے دجلہ'' عبور کرنا پڑتا تھا جب یہ لشکر دریائے دجلہ کے کنارے

(1) ...... اِسلامی زندگی ص ١٢ تا ١٦ بتصرف۔غلط وقبیح رسومات کے نقصانات جاننے اور اِن کے علاج کی تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے ''مکتبۃ المدینہ'' کی مطبوعہ کتاب ''اسلامی زندگی'' ہدیۃً حاصل کر کے مطالعہ فرمائیے۔

پہنچا تو وہاں کسی کشتی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اِدھر لشکرِ اسلام مدائن پر پرچم اِسلام لہرانے کے لئے بے تاب تھا اور دجلہ کو اپنے مقصود کے حصول میں رکاوٹ سمجھ رہا تھا۔ حضرت سیِّدُنا سعد بن اَبِی وَقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لشکر اسلام کی بے تابی سے آگاہ تھے لہٰذا اُنہوں نے دریا کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "**یَا بَحْرُ اِنَّکَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللّٰہِ فَبِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِعَدْلِ عُمَرَ خَلِیْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلَّا خَلَّیْتَنَا وَالْعُبُوْرَ** یعنی اے دجلہ! تو یقیناً **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم پر چلتا ہے۔ تجھے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حرمت اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عدل کا واسطہ! ہمارے مقصد کے حصول میں رکاوٹ نہ بن۔" یہ ارشاد فرما کر لشکر کو دریا میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا، لشکر نے حکم کی تعمیل کی اور اس شان سے دریائے دجلہ عبور کیا کہ کسی کا پاؤں تک نہ بھیگا۔ (1)

اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعرِ مشرق نے کیا خوب کہا ہے:

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان دونوں مذکورہ بالا واقعات سے معلوم ہوا کہ جس طرح امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خشکی کے حاکم ہیں۔ ویسے ہی آپ کی حکمرانی کا پرچم دریاؤں کے پانیوں پر بھی لہرا رہا تھا کہ دریاؤں کی روانی بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فرمانبردار تھی۔ جس طرح آپ کا حکم لوگوں پر چلتا تھا بعینہ ویسا حکم سمندر پر بھی چلتا تھا، جس طرح لوگ آپ کو حاکم سمجھتے اور آپ کے فرامین پر عمل پیرا ہوتے تھے ویسے ہی سمندر بھی آپ کو اپنا حاکم سمجھتا اور آپ کے فرمان پر عمل پیرا ہوتا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اصحاب کے بھی علم میں تھا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دونوں حکمرانیاں عطا فرمائی ہیں جب ہی تو انہوں نے سمندر کو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا واسطہ دیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......رياض النضرة، ج ١، ص ٣٣١۔

(6)......فاروقِ اعظم کی زمین پر حکمرانی:

حضرت علامہ یُوسُف بن اِسماعیل نَبہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی امام الحرمین کی کتاب ''الشامل'' کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں مدینے شریف میں شدید زلزلہ آیا اور زمین ہلنے لگی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کچھ دیر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثناء کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہ ہوا۔ فوراً جلال میں آگئے اور اپنا دُرّہ زمین پر مار کر فرمایا: ''**قَرِّیْ اَلَمْ اَعْدِلْ عَلَیْکَ فَاسْتَقَرَّتْ مِنْ وَقْتِهَا** یعنی اے زمین! ساکن ہوجا کیا میں نے تیرے اُوپر انصاف نہیں کیا ہے؟ یہ فرماتے ہی فوراً زلزلہ ختم ہوگیا اور زمین ٹھہر گئی۔''[1]

(7)......زمین نے تیل واپس کر دیا:

عہدِ فاروقی میں ایک خاتون کا تیل زمین پر گر گیا۔ تیل زمین پر گر کر زمین میں جذب ہوگیا۔ وہ عورت فرطِ غم سے کھڑی رو رہی تھی کہ وہاں سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گزرے۔ آپ نے اس خاتون سے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے سارا معاملہ عرض کر دیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کوڑا لے کر زمین کو مارنے لگے اور فرمانے لگے: ''اے زمین! کیا تو نے میرے دورِ خلافت میں اس خاتون کا تیل غصب کیا؟ تیل واپس کر۔'' یہ فرمانا تھا کہ زمین نے تیل اُگل دیا اور اس خاتون نے اسے اپنے برتن میں ڈال لیا۔[2]

(8)......حکمِ فاروقی سے آگ فوراً ٹھنڈی ہوگئی:

امام فَخر الدِّین رازِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ایک بار مدینہ منورہ کے گھروں میں آگ لگ گئی جو بُجھنے کا نام نہ لیتی تھی، لوگ بہت زیادہ پریشان ہوگئے اور بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوکر اپنی پریشانی کا اظہار کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک رقعہ پر لکھا ''**یَا نَارُ! اُسْکُنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ** یعنی اے آگ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے رُک جا'' اور وہ رقعہ لوگوں کو دیا کہ اسے آگ میں ڈال دو۔ لوگ وہ رقعہ لے کر گئے اور جیسے ہی آگ میں ڈالا تو آگ فوراً ٹھنڈی ہوگئی۔[3]

1......جامع کرامات الاولیاء، ھذہ کرامات اربعۃ وخمسین۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۵۷۔

2......مرآۃ المناجیح، ج ۸، ص ۳۸۱۔

3......تفسیر کبیر، پ ۱۵، الکھف، تحت الآیۃ: ۹، ج ۷، ص ۴۳۳۔

(9)......فاروقِ اعظم کی چادر دیکھ کرآگ بُجھ گئی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ اچانک ایک پہاڑ کے غار سے بہت ہی خطرناک آگ نمودار ہوئی جس نے آس پاس کی تمام چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنادیا۔ جب لوگوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں فریاد کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا تَمیم داری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم میری یہ چادر لے کر آگ کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا تَمیم داری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُس مُقَدَّس چادر کو لے کر روانہ ہو گئے اور جیسے ہی آگ کے قریب پہنچے یکایک وہ آگ بُجھنے اور پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ وہ غار کے اندر چلی گئی اور جب یہ چادر لے کر غار کے اندر داخل ہو گئے تو وہ آگ بالکل ہی بُجھ گئی اور پھر کبھی بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ (1)

(10)......بادلوں نے فاروقِ اعظم کی اِطاعت کی:

حضرت سیِّدُنا خَوَّات بن جُبَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں شدید قَحط پڑا۔ پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو دو رکعت ''نمازِ استسقاء'' (یعنی بارش کے لیے پڑھی جانے والی نماز) پڑھائی۔ اس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چادر کا دایاں حصہ بائیں کندھے پر اور بایاں حصہ دائیں کندھے پر ڈالا۔ پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتے ہوئے یوں اِلتجاء کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہم تجھ سے ہی مغفرت کے طالب ہیں اور تیری وَحْدَہٗ لَاشَرِیک ذات سے بارش کا سوال کرتے ہیں۔'' ابھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ بارش برسنے لگی۔ کچھ دنوں بعد چند اعرابی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ''اے امیر المومنین! ہم اپنے علاقے میں بیٹھے تھے کہ اچانک کہیں سے بادل آ گئے جن سے یہ آواز آ رہی تھی: ''اے ابو حفص! مدد آ گئی، اے ابو حفص! مدد آ گئی۔'' (2)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا پانچوں واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر

---

1 ......ازالۃ الخفاء، ج۴، ص۱۰۹۔

2 ......موسوعۃ لابن ابی الدنیا، الھواتف، ج۲، ص۴۴۱، الرقم:۱٦۔

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حکمرانی نہ صرف زمین والوں پر تھی بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حکمرانی خود زمین پر بھی چلتی تھی، سورج بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جلال کو پہچانتا تھا، آگ آپ کا حکم مانتی تھی، بادل آپ کے حکم کے تابع تھے اور کیوں نہ ہوتے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غلامی جو اختیار کرلی تھی۔ یقیناً جس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع کو اپنا زیور بنالیا اس کی کُل کائنات پر حکمرانی قائم ہوگئی۔

اُن کے جو غلام ہو گئے
وقت کے اِمام ہو گئے
نام لیوا اُن کے جو ہوئے
اُن کے اُونچے نام ہو گئے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(11)......فاروقِ اعظم کی دعا قبول ہوگئی:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خبر ملی کہ عراق کے لوگوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقرر کردہ گورنر کو ان کے منہ پر کنکریاں مار کر اور ذلیل و رسوا کر کے شہر سے باہر نکال دیا ہے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس خبر سے بے پناہ صدمہ ہوا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انتہائی جلال میں مسجدِ نبوی تشریف لائے اور نماز شروع فرمادی۔ چونکہ آپ اس واقعے کی وجہ سے بہت مُضْطَرِب (بے چین) تھے اس لئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نماز میں سَہْو ہوگیا۔ سَہْو کی وجہ سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور زیادہ بے تاب ہوگئے، نماز سے فارغ ہو کر انتہائی رنج و غم کی حالت میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ دعا مانگی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! قبیلہ ثقیف کے غلام (حَجَّاج بِن یُوسُف ثَقَفِی) کو ان لوگوں پر مُسَلَّط فرمادے جو زمانۂ جاہلیت کی روش پر چلے، نہ نیکوکار کی نیکی کا لحاظ کرے، نہ بُروں کی بُرائی سے رُوگَردانی کرے۔ اِن عراقیوں کے نیک و بد کسی کو بھی معاف نہ کرے۔'' (آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ دعا قبول ہوئی اور عبدالملک بن مَروان اُمَوی کے دورِ حکومت میں حَجَّاج بِن یُوسُف ثَقَفِی عراق کا گورنر بنا اور اس نے عراق کے باشندوں پر ایسے ظُلم و سِتَم کے پہاڑ توڑے کہ

عراق کی زمین بِلبلا اٹھی۔ حَجَّاج بِن یُوسُف ثَقَفِی اتنا ظالم تھا کہ اس نے جن لوگوں کو رسی میں باندھ کر اپنی تلوار سے قتل کیا ان مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد ہی ہے اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کئے گئے ان کی گنتی کا تو شمار ہی نہیں۔) علامہ جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا ابنِ لَہیعہ مُحَدِّث رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ”جس وقت امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ دعا مانگی تھی اس وقت حَجَّاج بِن یُوسُف ثَقَفِی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔“(1)

اولیائے کرام کو بھی علم غیب ہوتا ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے معلوم ہوا کہ **اللہ تعالٰی** اپنے اولیاء کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو غیب کی باتوں کا بھی علم عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ روایت مذکورہ بالا میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ ابھی حَجَّاج بِن یُوسُف ثَقَفِی پیدا بھی نہیں ہوا تھا لیکن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ حَجَّاج بِن یُوسُف ثَقَفِی نامی ایک بچہ پیدا ہوگا جو بڑا ہو کر گورنر بنے گا اور انتہائی ظالم ہوگا۔

ظاہر ہے کہ قبل از وقت ان باتوں کا معلوم ہوجانا یقیناً غیب کا علم ہے۔ اب یہ مسئلہ آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ روشن ہوگیا کہ جب **اللہ تعالٰی** اپنے اولیاء کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے تو پھر انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خصوصاً حضور سید الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی **اللہ تعالٰی** نے یقیناً علوم غیبیہ کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور یہ حضرات بے شمار غیب کی باتوں کو خدا تعالٰی کے بتا دینے سے جانتے ہیں اور دوسروں کو بھی بتاتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ حق حضرات علماءِ اہلِ سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ **اللہ تعالٰی** نے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بالخصوص حضور سید الانبیاء صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بے شمار عُلُومِ غَیْبِیَہ کے خزانے عطا فرمائے ہیں اور یہی عقیدہ حضراتِ تابعین وحضرات صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بھی تھا۔ چنانچہ مَوَاہِبِ اللَّدُنِیَہ شریف میں ہے کہ ”**قَدِ اشْتَھَرَ وَانْتَشَرَ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ بِالْاِطِّلَاعِ عَلَی الْغُیُوْبِ** یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غُیُوب پر مُطَّلع ہیں یہ

---

(1)......ازالۃ الخفاء، ج۴، ص۱۰۸ مختصرا، دلائل النبوۃ، جماع ابواب اخبار النبی، ماجاء فی اخبارہ۔۔۔الخ، ج۶، ص۴۸۷ ملتقطا۔
تاریخ الخلفاء، ص۱۰۱۔

بات صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡھُم میں عام طور پر مشہور اور زبان زَد خاص و عام تھی۔[1]

اسی طرح مَوَاہِبُ اللَّدُنِیَہ کی شرح میں علامہ محمد بن عبدالباقِی زُرقانی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡغَنِی تحریر فرماتے ہیں: ''وَاَصۡحَابُہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ جَازِمُوۡنَ بِاِطِّلَاعِہٖ عَلَی الۡغَیۡبِ یعنی صحابہ کرام رِضۡوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡن کا یہ پُختہ عقیدہ تھا کہ خَاتَمُ الۡمُرۡسَلِیۡن، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غیب کی باتوں پر مطلع ہیں۔[2]

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(12) اے عمر.....! میری خبر لیجئے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے کسی شہر میں مجاہدین اسلام کا ایک لشکر بھیجا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد نہایت ہی بلند آواز سے آپ نے دو مرتبہ یہ فرمایا: ''یَالَبَّیۡکَاہُ! یَالَبَّیۡکَاہُ! یعنی اے شخص! میں تیری پکار پر حاضر ہوں۔'' اہل مدینہ حیران رہ گئے اور ان کی سمجھ میں کچھ بھی نہ آیا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کس فریاد کرنے والے کی فریاد کا جواب دے رہے ہیں؟ پھر چند دنوں کے بعد وہ لشکر مدینہ منورہ واپس آیا اور اس لشکر کا سپہ سالار اپنی فتوحات اور اپنے جنگی کارناموں کا ذکر کرنے لگا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے فرمایا کہ ان باتوں کو چھوڑ دو! پہلے یہ بتاؤ کہ جس مجاہد کو تم نے زبردستی دریا میں اتارا تھا اور اس نے یَاعُمَرَاہُ! یَاعُمَرَاہُ! یعنی اے میرے عمر! میری خبر لیجئے۔ پکارا تھا اس کا کیا واقعہ تھا؟'' اسلامی لشکر کے سپہ سالار نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے عرض کیا کہ ''اے امیر المؤمنین! مجھے اپنی فوج کو دریا کے پار اتارنا تھا اس لئے میں نے پانی کی گہرائی کا اندازہ کرنے کے لیے اس مجاہد کو دریا میں اترنے کا حکم دیا، چونکہ موسم بہت ہی سرد تھا اور زوردار ہوائیں چل رہی تھیں اس لئے اسے سردی لگ گئی اور اس نے دو مرتبہ زور زور سے وَاعُمَرَاہُ! وَاعُمَرَاہُ! کہہ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو پکارا، پھر یکا یک اس کی روح پرواز کر گئی۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے قطعاً اس کو ہلاک کرنے کے ارادے سے دریا میں اترنے کا حکم نہیں دیا تھا'' جب اہل مدینہ نے سپہ سالار کی زبانی یہ قصہ سنا تو ان لوگوں کی سمجھ میں آ گیا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اس دن جو دو

---

1 ......شرح زرقانی علی المواھب، الفصل الثالث فی انبائہ۔۔۔الخ، ج ۱۰، ص ۱۱۲۔

2 ......شرح زرقانی علی المواھب، الفصل الثالث فی انبائہ۔۔۔الخ، ج ۱۰، ص ۱۱۳۔

مرتبہ **یَالَبَّیْکَاہُ! یَالَبَّیْکَاہُ!** ارشاد فرمایا تھا درحقیقت یہ اسی مظلوم مجاہد کی فریاد رسی کا جواب تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سپہ سالار کا بیان سن کر جلال میں آگئے اور ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے اس طریقے کے رائج ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا، سرد موسم اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں میں اس مجاہد کو دریا کی گہرائی میں اتارنا یہ قتل خطا کے حکم میں ہے، لہٰذا تم اپنے مال میں سے اس کے وارثوں کو اس کا خون بہا ادا کرو اور خبردار! آئندہ کسی سپاہی سے ہرگز ہرگز کبھی کوئی ایسا کام نہ لینا جس میں اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو کیونکہ میرے نزدیک ایک مسلمان کا ہلاک ہوجانے سے بڑھ کر کوئی ہلاکت نہیں۔''(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے علم وحکمت کے درج ذیل مدنی پھول ملتے ہیں:

❁...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ اپنی جگہ بیٹھ کر سینکڑوں میل دور کے حالات کو ملاحظہ فرمالیں۔

❁...... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حکومت ہوا پر بھی تھی اور ہوا بھی ان کے کنٹرول میں تھی اس لئے کہ آوازوں کو دوسروں کے کانوں تک پہنچانا درحقیقت ہوا کا کام ہے کہ ہوا کے تموج ہی سے آوازیں لوگوں کے کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر سنائی دیا کرتی ہیں۔ اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب چاہتے اس ہوا سے کسی کی آواز سننے یا کسی کو سنانے کا کام لے لیا کرتے کہ ہوا آپ کے زیر فرمان تھی۔

❁...... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے مشکل کشا ہیں یعنی مسلمانوں کی مشکلات کو حل فرمانے والے ہیں۔

❁...... صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ مبارک عقیدہ تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے اس کے بندے بھی مدد کرتے ہیں جبھی تو مشکل میں اس مجاہد نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدد کے لیے پکارا تھا نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کی پکار کا جواب دیا۔

1...... ازالۃ الخفاء، ج۴، ص۱۰۹۔

(13)......فاروقِ اعظم کے مُحافِظ دو غیبی شیر:

ایک مرتبہ بادشاہ روم کا عجمی قاصد مدینہ منورہ آیا اور لوگوں سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے گھر کا پتا پوچھا۔ اس کا خیال تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی عالیشان محل میں رہائش پذیر ہوں گے، لیکن اس کے استفسار پر لوگوں نے بتایا کہ اس وقت امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ صحراء میں بکری کا دودھ دوہ رہے ہوں گے۔ یہ قاصد ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ نے چمڑے کا دُرّہ اپنے سر کے نیچے رکھا ہوا ہے اور زمین پر آرام فرما رہے ہیں۔ قاصد کو آپ کے اس طرح زمین پہ آرام فرما ہونے پر بڑی حیرت ہوئی، اس نے دل ہی دل میں کہا: ''مشرق و مغرب کے سب لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں اور اس شخص کی حالت یہ ہے کہ خالی زمین پر آرام کر رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محافظ بھی نہیں، اسے قتل کرنا کتنا آسان ہے۔'' پھر اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قتل کے ارادے سے تلوار نکالی، جوں ہی تلوار نکالی یکا یک کہیں سے ''دو غیبی شیر'' ظاہر ہو کر اس کی طرف لپکے۔ شیروں کو دیکھ کر اس پر کپکپی طاری ہوگئی، خوف کے باعث اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی بیدار ہوگئے۔ پھر اس قاصد سے خوف و دہشت کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس قاصد سے بہت ہی نرمی سے پیش آئے اور اسے معاف فرما دیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس محبت بھرے رویے سے وہ بہت متاثر ہوا، اسلام کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی اور کلمۂ شہادت پڑھ کر فوراً مسلمان ہوگیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ کے کئی پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں:

......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خلیفہ ہونے کے باوجود نہایت ہی سادگی سے زندگی بسر فرماتے تھے۔ نہ تو شاہانہ لباس پہنتے کہ جسے دیکھ کر لوگ سمجھتے کہ یہ امیر المؤمنین ہیں، نہ ہی کسی شاہانہ بستر پر آرام فرماتے بلکہ زمین پر ہی آرام فرما ہو جاتے۔ آپ کی وضع قطع میں اتنی سادگی تھی کہ اگر کوئی انجان (Unknown) شخص آپ کو دیکھتا تو وہ کبھی آپ کو نہ

---

(1)......تفسیر کبیر، پ ١٥، الکھف، تحت الآیۃ: ٩، ج ٧، ص ٤٣٣۔

پہچان پاتا کہ آپ ہی امیر المؤمنین ہیں۔

✿......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری میں اپنی زندگی بسر فرماتے، ہر وقت خوف خدا آپ کے پیش نظر رہتا، ظلم وستم سے کنارہ کشی اور عدل وانصاف کی پاسداری آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شیوہ تھا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مخلوق خدا کی حفاظت فرماتے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کی حفاظت فرماتا۔

✿......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے احکام شرعیہ کی پاسداری کی تو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی ذات مبارکہ میں وہ ہیبت، رُعب ودَبدَبہ پیدا کردیا کہ جو دشمن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھتا تھر تھر کانپنے لگ جاتا۔

✿......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شریعت کے معاملے میں بہت سخت تھے لیکن اپنے ذاتی معاملات میں بہت ہی نرمی فرماتے تھے، جیسا کہ روم کے قاصد نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لیے اسے معاف فرمادیا اور یہی نرمی اس کے قبول اسلام کا سبب بن گئی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(14)......فاروقِ اعظم کی آئندہ رونما ہونے والے واقعے پر نظر:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بِن سَلَمَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ مجھے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زیادہ قریب بیٹھنے کی سعادت ملی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہاں موجود ایک شخص پر سرسری سی نظر ڈال کر پھیر لی۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مجھ سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''کیا یہ شخص بھی تمہارے وفد میں شامل ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ہلاک فرما کر اپنے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اُمت کو اس کے شر سے بچائے، میرے خیال میں اس شخص کے باعث مسلمانوں پر تکلیفوں بھرا زمانہ آئے گا۔''(1)

(15)......مُبارک فرزَند کی بِشارت:

ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نیند سے بیدار ہوئے اور اپنی آنکھیں ملتے

---

(1)......تاریخ ابن عساکر، ج ٥٦، ص ٣٧٧۔

ہوئے کئی بار یہ بات ارشاد فرمائی: ''عمر کی اولاد میں سے نہ جانے کون اس شخص کو دیکھے گا جو عمر کی سیرت پر عمل کرنے والا ہوگا۔'' (آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اشارہ حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جانب تھا جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فرزند ''حضرت سیِّدُنا عاصِم بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ'' کے نواسے تھے) [1]

(16)......آگ سے نجات پر فاروقِ اعظم کی مبارک باد:

حضرت سیِّدُنا ابومُسلِم خَولانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یمن میں قیام پذیر تھے کہ اَسود عَنْسی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا، جب اسے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فوراً پکڑ کر لانے کا حکم دیا۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا: ''کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا ابومُسلِم خَولانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے سنائی نہیں دیا کہ تم نے کیا کہا؟'' اسود عنسی نے دوبارہ کہا: ''کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ **محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے پھر کہا: ''کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب دیا: ''مجھے سمجھ نہیں آیا کہ تم نے کیا کہا؟'' اس بات سے اَسود عَنْسی کو بہت طیش آیا اور اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہونے لگے تو اس ظالم نے بھڑکتی آگ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ڈال دیا، لیکن **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ذرہ برابر نقصان نہ پہنچا۔ جب اَسود عَنْسی نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو ہَکّا بَکّا رہ گیا، اس کی حالت دیکھ کر اس کے نام نہاد مُخلِص دوستوں نے مشورہ دیا: ''اگر تو نے اس کو یمن سے نہ نکالا تو یہ تیرے پیروکاروں کو بھی مخالف بنا دے گا۔'' اَسود عَنْسی کو یہ مشورہ نہایت بھلا لگا لہٰذا اس نے حضرت سیِّدُنا ابومُسلِم خَولانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یمن سے نکال دیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یمن سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے (اس وقت شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے پردہ فرما چکے تھے اور حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ مقرر ہو چکے تھے لہٰذا) آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے پہلے مسجد نبوی شریف حاضر ہوئے اور نماز ادا فرمائی۔ اتفاق سے امیر المؤمنین

---

[1]......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۳۱۔

حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی مسجد میں موجود تھے۔ جیسے ہی سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نظر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر پڑی تو ارشاد فرمایا: ''اے ابومسلم! آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟'' حالانکہ سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر لوگوں نے اس واقعے کو نہ تو سنا تھا اور نہ ہی دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی: ''یمن سے۔'' فرمایا: ''اس شخص کا کیا ہوا جسے اسود عنسی کذاب نے آگ میں جلانے کی کوشش کی تھی؟'' حضرت سیِّدُ نا ابومسلم خولانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بڑا تعجب ہوا اور عرض کی: ''اُن کا نام تو عبد اللہ بن ثوب ہے۔'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''میں آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا وہ آپ نہیں ہیں؟'' عرض کیا: ''جی ہاں وہ میں ہی ہوں۔'' یہ سنتے ہی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زاروقطار رونے لگے اور روتے ہوئے آپ کو اپنے گلے سے لگایا اور فرطِ محبت سے پیشانی پر بوسہ دیا، پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو صدیق اکبر کی بارگاہ میں لے گئے اور شفقت کے ساتھ اپنے اور صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مابین بیٹھا کر ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں کہ جس نے مجھے زندگی میں اس شخص کی زیارت کا شرف دیا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خلیل حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آگ میں کود گیا اور اس خوش نصیب شخص کو آگ نے کچھ نقصان نہ پہنچایا۔''[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بالکل واضح کرامت ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اگرچہ اسود عنسی کے دربار میں موجود نہ تھے مگر وہاں موجود صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ جو معاملات پیش آئے آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم اور اس کی عطا سے معلوم ہو گئے۔

(17)......فاروقِ اعظم نے دل کی بات جان لی:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پہاڑ سے ایک اعرابی کو اُترتا دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''اِس شخص کے بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے جس کے باعث یہ سخت رنجیدہ ہے۔ اور اس نے اپنے فوت شدہ لختِ جگر کے بارے میں اس نے چند اشعار بھی لکھے ہیں، اگر وہ چاہے گا تو ضرور میں تمہیں وہ اشعار سنواؤں گا۔ چنانچہ جب وہ

---

1 ...... کنزالعمال، کتاب الایمان والاسلام، فضائل الایمان متفرقة، الجزء: ١، ج ١، ص ١٢٠، حدیث: ١٤٢٢٧، تاریخ ابن عساکر، ج ٢٧، ص ٢٠١، حلیة الاولیاء، ابومسلم الخولانی، ج ٢، ص ١٥٠، مرقاة المفاتیح، کتاب المناقب، ج ١٠، ص ٤١٥، تحت الحدیث: ٦٠٥٥۔

نیچے آیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس سے ارشاد فرمایا: اے اعرابی! تم کہاں سے آرہے ہو؟'' اس نے کہا: ''پہاڑ سے۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''تم وہاں کیا کررہے تھے؟'' اس نے جواب دیا: ''وہاں اپنی امانت سپردِ خاک کرنے گیا تھا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''وہ امانت کیا ہے؟'' کہنے لگا: ''میرا فوت شدہ بیٹا ہے جسے میں وہاں دفن کرکے آرہا ہوں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تم نے اپنے بیٹے کے لیے اشعار بھی مرتب کیے ہیں۔'' اس نے بڑی حیرانگی سے کہا: ''امیر المومنین! آپ کو ان اشعار کے بارے میں کیسے پتہ چلا؟'' میں نے تو ابھی تک کسی سے اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ بہر حال میں وہ اشعار آپ کو سناتا ہوں پھر اس نے اشعار پڑھنا شروع کیے:

يَا غَائِباً مَا يَئُوْبُ مِنْ سَفَرٍ ... عَاجَلَهُ عِنْدَ مَوْتِهٖ عَلَى صِغْرِهٖ

ترجمہ: ''اے جانے والے! تیری سفر سے واپسی ممکن نہیں، تجھے موت نے بچپن میں ہی آلیا۔''

يَا قُرَّةَ الْعَيْنِ كُنْتَ لِیْ اُنْساً ... فِیْ طُوْلِ لَيْلِیْ نَعَمْ وَ فِیْ قَصْرِهٖ

ترجمہ: ''اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! چھوٹی اور لمبی راتوں میں تو میری انسیت کا باعث تھا۔''

مَا تَقَعُ الْعَيْنُ حِيْنَ مَا وَقَعَتْ ... فِی الْحَيِّ مِنِّی الْاَعْلٰى اَثَرِهٖ

ترجمہ: ''جب میں محلے میں چلتا ہوں تو تیرے ننھے ننھے قدموں کے نشانات پر آنکھیں گڑ کر رہ جاتی ہیں۔''

شَرِبْتَ كَاْساً اَبُوْكَ شَارِبُهُ ... لَا بُدَّ مِنْهُ لَهُ عَلٰى كِبَرِهٖ

ترجمہ: ''تو نے موت کا وہ جام ابھی سے پی لیا ہے جو تیرے باپ نے بڑھاپے میں پینا تھا۔''

بِشُرْبِهَا وَالْاَنَامُ كُلُّهُمْ ... مَنْ كَانَ فِیْ بَدْوِهٖ وَفِیْ حَضْرِهٖ

ترجمہ: ''یہ جام تو ہر کسی نے پینا ہے خواہ وہ شہری ہو یا دیہاتی۔''

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهُ ... فِیْ حُكْمِهٖ كَانَ ذَا وَفِیْ قَدْرِهٖ

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس کا کوئی شریک نہیں، اس کے فیصلے اور تقدیر میں ایسا ہی مُقَدَّر تھا۔''

قَدَّرَ موتاً عَلَى الْعِبَادِ فَمَا ... يَقْدِرُ خَلْقٌ يَزِيْدُ فِیْ عُمْرِهٖ

ترجمہ: ”اسی نے بندوں کے لئے موت مقدر فرمائی ہے اسی لیے کوئی اپنی عمر بڑھا نہیں سکتا۔“

یہ درد بھرے اشعار سن کر امیر المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی اور فرمایا: ”اے اعرابی! تو نے سچ کہا۔“[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جہاں اس واقعے سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ کرامت ظاہر ہوتی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کے ساتھ پیش آنے والے واقعے اور اس کے اشعار کی پہلے ہی خبر دے دی تھی وہیں ان حکمت بھرے اشعار سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ موت برحق ہے، موت نہ تو بچے کو دیکھتی ہے اور نہ ہی جوان و بوڑھے کو۔ موت کا جو وقت مقرر ہے وہ اس وقت پہ آکر ہی رہے گی۔ کئی ہنستے کھیلتے نوجوان اچانک موت کا شکار ہوکر اندھیری قبر میں چلے جاتے ہیں۔ ہمیں بھی یونہی ایک دن مرنا پڑے گا اور اندھیری قبر میں اترنا پڑے گا۔ یقیناً سمجھدار وہی ہے جسے جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کے لیے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنا آخرت کی تیاری میں مشغول رہے۔ آخرت کی تیاری کا ایک بہترین ذریعہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کا مدنی ماحول بھی ہے، اگر آپ ابھی تک اس مدنی ماحول سے وابستہ نہیں ہوئے تو فی الفور اس مدنی ماحول سے وابستہ ہوجایئے، دعوت اسلامی کے اجتماعات میں شرکت کیجئے، مدنی قافلوں میں سفر کیجئے، مدنی انعامات پر عمل کیجئے اور اپنی آخرت کی بہتری کا سامان کیجئے۔

اسی ماحول نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا دیکھو
اجالا ہی اجالا ہی اجالا کر دیا دیکھو
اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوت اسلامی تیری دھوم مچی ہو

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

[1] ......مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، مناقب عمر بن خطاب، ج ۱۰، ص ۴۱۶۔

(18)......مُستَقبِل میں ہونے والے واقعات کی خبریں:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ٹھنڈا سانس لیا جس سے مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رُوح قَفَسِ عُنصَرِی سے پرواز کرچکی ہے، پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آسمان کی جانب سر اٹھایا اور ایک درد بھری آہ لی۔ میں نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو درد بھری آہ لی ہے، ایسا لگتا ہے جیسے آپ کسی اہم معاملے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔'' فرمایا: ''ہاں واقعی بہت اہم معاملہ ہے۔ دراصل میں اس لیے پریشان ہوں کہ اپنے بعد کسے مَنصَبِ خِلافت پر فائز کروں۔'' حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا طَلحہ بِن عبید اللّٰہ، حضرت سیِّدُنا زُبَیر بِن عَوّام، حضرت سیِّدُنا عثمان غنی، حضرت سیِّدُنا سعد بِن اَبِی وَقاص اور حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عَوف رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے نام پیش کیے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہر ایک کے بارے میں مستقبل میں پیش آنے والی کوئی نہ کوئی مشکل ظاہر کی۔ (1)

ایک باغی کے متعلق پیشن گوئی:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بِن مَسْلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک وفد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہِ خلافت میں آیا تو اس جماعت میں ''اشتر'' نام کا ایک شخص بھی تھا، دوسرے لوگوں کی بنسبت میرا اُن سے قریبی تعلق تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُسے بار بار جلالی نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ ''کیا یہ شخص تمہارے ہی قبیلہ کا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں۔'' اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اللّٰہ تعالٰی اس کو غارت کرے اور اس کے شر و فساد سے اس امت کو محفوظ رکھے۔'' امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس دعا کے بیس برس بعد جب باغیوں نے حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا تو یہی ''اِشتر'' اس باغی گروہ کا ایک بہت بڑا لیڈر تھا۔ (2)

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۴۳۸ ملتقطا۔

2 ......ازالۃ الخفاء، ج ۴، ص ۱۰۹، ۹۷، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۲۵۔

ایک خارجی کے مُتعلّق پیشن گوئی:

اسی طرح ایک مرتبہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ملکِ شام کے کفار سے جہاد کرنے کے لیے لشکر بھرتی فرما رہے تھے۔ اچانک ایک گروہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے آیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انتہائی کراہت کے ساتھ ان سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوبارہ یہ لوگ آپ کے رُوبرُو آئے تو آپ نے منہ پھیر کر ان لوگوں کو اسلامی فوج میں بھرتی کرنے سے انکار فرما دیا۔ لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اِس طرزِ عمل پر انتہائی حیران تھے لیکن آخر میں یہ راز کھلا کہ اس گروہ میں ''اَسْوَدْ تُجِیْبِی'' بھی تھا جس نے اس واقعہ سے بیس برس بعد حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی تلوار سے شہید کیا اور اس گروہ میں عَبْدُالرَّحْمٰن بِن مُلْجِم مُرادِی بھی تھا جس نے اس واقعہ سے تقریباً چھبیس برس کے بعد حضرت سیِّدُ نا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اپنی تلوار سے شہید کر ڈالا۔ (1)

فاروقِ اعظم کو تقدیر کا حال معلوم ہو جاتا تھا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا کرامتوں میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رَبِیْعَہ بِن اُمَیَّہ بِن خَلَف کے خاتمے کے بارے میں برسوں پہلے یہ خبر دیدی کہ وہ کافر ہو کر مرے گا اور بیس برس پہلے آپ نے ''اِشْتَر'' کے شر و فساد سے امت کے محفوظ رہنے کی دعا مانگی اور ''اَسْوَدْ تُجِیْبِی'' سے اس بناء پر منہ پھیر لیا اور اسلامی لشکر میں اس کو بھرتی کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ دونوں حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قاتلوں میں سے تھے اور چھبیس برس پہلے آپ نے عبدالرحمٰن بن مُلجِم مُرادِی کو بنظرِ کراہت دیکھا اور اسلامی لشکر میں اس بناء پر بھرتی نہیں فرمایا کہ وہ حضرت سیِّدُ نا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا قاتل ہوگا۔ اِن مُسْتَنَد روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم اور اس کی عطا سے لوگوں کی تقدیروں کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت مولانا جلالُ الدِّین رُومی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

1 ......ازالۃ الخفاء، ج۴، ص۱۰۹۔

یعنی ''لوحِ محفوظ'' اولیاءِ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے پیشِ نظر رہتی ہے جس کو دیکھ کر وہ انسانوں کی تقدیروں میں کیا لکھا ہے اس کو جان لیتے ہیں۔ ''لوحِ محفوظ'' کو اس لئے ''لوحِ محفوظ'' کہتے ہیں کہ وہ غلطیوں اور خطاؤں سے محفوظ ہے۔

(19)......فاروقِ اعظم نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن سعید رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے ایک شخص سے پوچھا: ''**مَا اسْمُکَ** یعنی تمہارا نام کیا ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''**جَمْرَہ** یعنی انگارا'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے پھر پوچھا: ''**اِبْنُ مَنْ** یعنی کس کے بیٹے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''**اِبْنُ شِهَابٍ** یعنی شعلوں کا بیٹا'' آپ نے فرمایا: ''**مِمَّنْ** یعنی کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو؟'' کہنے لگا: ''**اَلْحُرْقَةُ** یعنی جلن سے'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے پوچھا: ''**اَیْنَ مَسْکَنُکَ** یعنی رہتے کہاں ہو؟'' اس نے کہا: ''**بِحَرَّةِ النَّار** یعنی تپش میں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''**بِاَیِّهَا** یعنی کس قبیلے سے تعلق ہے؟'' اس نے کہا: ''**بِذَاتِ لَظٰی** یعنی شعلے سے'' آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''**اَدْرِکْ اَهْلَکَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا** یعنی جلدی جلدی گھر پہنچو تمہارے گھر والے جل چکے ہیں۔'' یہ سن کر وہ شخص بہت تیزی سے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹا لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه کے فرمان کے مطابق وہ سب جل چکے تھے۔''[1]

خبر دی آگ لگ جانے کی حرا کے ساکن کو
کرامت سب پہ ظاہر ہوگئی فاروقِ اعظم کی
ہیں یہ صدّیق فیضانِ صدّیقِ اکبر سے
کہ ہے صدّیق ہونا بھی کرامت فاروقِ اعظم کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(20)......فاروقِ اعظم اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں:

حضرت سیِّدُنا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب

[1] ......موطا امام مالک، کتاب الاستئذان، باب مایکرہ من الاسماء، ج ٢، ص ٤٥٤، حدیث: ١٨٧١۔

وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نمازِ فجر ادا فرما رہے تھے۔نماز کی ادائیگی کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دیوار سے ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے۔ اتنے میں ایک بچی نے تر کھجوروں کا تھال لاکر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے پیش کیا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک کھجور اٹھائی اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے علی! تم بھی لو۔'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں! **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود ہی اپنے دست مبارک سے مجھے ایک کھجور کھلائی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسری کھجور لی اور دوبارہ مجھ سے وہی ارشاد فرمایا کہ ''اے علی! تم بھی لو۔'' میں نے پھر اثبات میں جواب دیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسری کھجور بھی اپنے دست اقدس سے مجھے کھلا دی۔ جب میں بیدار ہوا تو میرا دل سُلْطَانُ الْمُتَوَكِّلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یاد میں بہت بے قرار تھا اور کھجوروں کی مٹھاس میرے منہ میں بدستور باقی تھی۔ میں نے اٹھ کر وضو کیا اور مسجد میں حاضر ہو کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے سوچا کہ رات والا مبارک خواب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سناتا ہوں، ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک عورت آکر مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئی، اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک تھال بھی تھا۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ تھال منگوا کر میرے سامنے رکھ دیا اور اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اے علی! تم بھی لو۔'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں! پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود ہی ایک کھجور اٹھا کر مجھے کھلائی۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوسری کھجور لی اور دوبارہ مجھ سے وہی ارشاد فرمایا کہ ''اے علی! تم بھی لو۔'' میں نے پھر اثبات میں جواب دیا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دوسری کھجور بھی اپنے دست مبارک سے مجھے کھلا دی۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بقیہ کھجوریں دائیں بائیں تشریف فرما مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مابین تقسیم فرما دیں حالانکہ میرا مزید کھجوریں کھانے کا دل چاہ رہا تھا۔ ابھی یہ خیال میرے دل میں ہی تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''اگر سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہیں خواب میں دو سے زائد کھجوریں عطا فرماتے تو ہم بھی اس میں اضافہ کر دیتے۔''

میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس بات پر حیران رہ گیا اور عرض کی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو میرے خواب پر مطلع فرمادیا ہے۔'' فرمایا: ''اَلْمُؤْمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔'' میں نے عرض کی: ''آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بالکل بجا فرمایا، میں نے کل رات اسی طرح خواب دیکھا تھا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک سے کھجور کھانے کی جیسی مٹھاس محسوس کی تھی ویسی ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں بھی محسوس کی۔''(1)

فاروقِ اعظم کی معنوی کرامات

مَعْنَوِی کَرامَت کسے کہتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن معنوی کرامت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ''کراماتِ معنویہ کو صرف خواص پہچانتے ہیں وہ (معنوی کرامات) یہ ہیں کہ (اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پسندیدہ بندہ اپنے) نفس پر آدابِ شرعیّہ کی حفاظت رکھے، عُمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے تمام واجبات ٹھیک ادا کرنے کا التزام رکھے۔''(2)

مَعْقُولِ مَعْنَوِی کرامت کسے ملتی ہے؟

حضرت علامہ سیّد یُوسُف بن اِسماعیل نَبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ النّوْرَانِی ارشاد فرماتے ہیں: ''معنوی کرامات کی معرفت صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پسندیدہ بندوں ہی کو حاصل ہوتی ہے، عام لوگوں کی وہاں تک رسائی نہیں، معنوی کرامت میں یہ بھی ہے کہ آدابِ شریعت اس ''ولی اللہ'' میں رَچ بَس جاتے ہیں۔ بہترین اخلاق اپنانے کی توفیق ملتی ہے، بری عادتوں سے اجتناب کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ وہ اوقات مُقررہ میں واجبات ادا کرنے کی پابندی کرتا ہے۔ بھلائیوں اور نیکیوں میں جلدی کرتا ہے، اس کا سینہ بُغض و کینہ اور حسد و بدگمانی سے پاک ہوجاتا ہے، اس کا دل ہر بری صفت سے پاک ہوکر مُراقبے کی حلاوت سے آراستہ ہوجاتا ہے۔ اور دیگر اشیاء کے معاملے میں حقوق اللہ کی رعایت کرتا ہے۔'' مزید

1. ......رياض النضرة، ج ١، ص ٣٣١۔
2. ......فتاویٰ رضویہ، ج ٢١، ص ٥٥٠۔

فرماتے ہیں ''ہمارے نزدیک یہ تمام کرامات ''معنویہ'' ہیں کہ جن میں دھوکہ اور فریب کو ذرہ برابر دخل نہیں۔''(1)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی چند مَعْنَوِی کرامات:

امیر المؤمنین سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تمام معنوی کرامات کا تفصیلی بیان ''**فیضانِ فاروقِ اعظم**'' جلد اوّل کے باب ''اوصافِ فاروقِ اعظم'' وجلد دوم ''خلافت فاروقِ اعظم'' کے تحت ملاحظہ کیجئے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چالیسویں مومن ہیں، اسی نسبت سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی چالیس معنوی کرامات پیش خدمت ہیں:

(1)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حقیقی خوفِ خُدا رکھنے والے تھے۔

(2)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** ورسول کی ناراضگی سے ہمیشہ ڈرتے تھے۔

(3)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر کام میں **اللہ** ورسول کے حکم کو مُقدَّم رکھتے تھے۔

(4)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ صرف حق اور سچ بات فرماتے تھے۔

(5)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ غیبت، چُغلی، حَسَد سے اپنا دامن پاک وصاف رکھتے تھے۔

(6)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سینہ غُرور وتکبُّر، بڑائی، عُجب پسندی سے پاک تھا۔

(7)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تجَسُّس اور چاپلُوسی جیسی گندی عادات سے پاک تھے۔

(8)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کبھی جُھوٹ وغلط بیانی کا سہارا نہ لیا۔

(9)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مکر وفریب اور دھوکہ دہی سے اجتناب فرماتے تھے۔

(10)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ظُلم وتَشَدُّد جیسی بُری صفات سے ہمیشہ پاک وصاف رہے۔

(11)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **ذکر اللہ** کی کثرت کیا کرتے تھے۔

(12)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عاجزی واِنکساری کو پسند فرماتے تھے۔

(13)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نہایت مُتَّقِی وپرہیز گار تھے۔

(14)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ باکمال فہم وفراست کے مالک تھے۔

---

(1)......جامع کرامات اولیاء، ج ۱، ص ٦٦۔

(15)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خوفِ خدا میں گریہ وزاری کرتے تھے۔

(16)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

(17)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **حقوق اللہ** میں کسی شخص کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

(18)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ناموسِ رسالت کے معاملے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے۔

(19)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اہل بیت سے خصوصی محبت رکھتے تھے۔

(20)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ حقوق العباد کی پاسداری فرماتے تھے۔

(21)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پابندئ وقت کا خیال رکھتے اور وقت کے ضیاع سے بچتے تھے۔

(22)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نیکی کی دعوت دینے اور برائیوں سے منع کرنے والے تھے۔

(23)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چھوٹے بچوں پر شفقت فرماتے تھے۔

(24)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بزرگوں کا ادب واحترام کرنے والے تھے۔

(25)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُمورِ خیر میں سبقت کرنے والے تھے۔

(26)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مریضوں کی عیادت کرنے والے تھے۔

(27)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ لواحقین سے تعزیت فرمانے والے تھے۔

(28)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منافقین پر شدّت فرمانے والے تھے۔

(29)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عبادات کا خصوصی اہتمام فرمانے والے تھے۔

(30)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ راہِ خُدا میں صدقہ وخیرات کرنے والے تھے۔

(31)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سخاوت کو پسند فرماتے تھے۔

(32)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کنجوسی اور بُخل سے نفرت کرتے تھے۔

(33)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیشہ فکرِ آخرت میں مشغول رہتے تھے۔

(34)......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کثرت سے تلاوتِ قرآن فرماتے تھے۔

(35)......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خُشُوع وخُضُوع کے ساتھ نماز ادا فرمانے والے تھے۔

(36)......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی رعایا کے ساتھ حُسن سُلوک فرمانے والے تھے۔

(37)......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللّٰہ** ورسول کی معرفت رکھنے والے تھے۔

(38)......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسجدوں کو آباد فرمانے والے تھے۔

(39)......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دین میں تَفَقُّہ رکھنے والے تھے۔

(40)......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر معاملے میں شریعت کی پاسداری فرمانے والے تھے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واضح رہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل وکمالات، معنوی کرامات، اوصاف حمیدہ پر آج تک جتنی کتب تصنیف کی گئی ہیں ان میں صرف آپ کے وہی فضائل ومناقب بیان کیے گئے ہیں جن کا روایات میں کسی نہ کسی طرح تذکرہ آگیا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک بار **سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیِّدُ نا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**یَا جِبْرِیْلُ! اُذْکُرْ لِیْ فَضَائِلَ عُمَرَ وَ مَالَہٗ عِنْدَ اللّٰہ** یعنی اے جبریل! میرے سامنے عمر کے فضائل اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں ان کا مقام ومرتبہ بیان کرو۔'' تو سیِّدُ نا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کیا: ''**لَوْ جَلَسْتُ مَعَکَ مِثْلَ مَا جَلَسَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِہٖ مَا بَلَغْتُ فَضَائِلَ عُمَرَ وَلَیَبْکِیَنَّ الْاِسْلَامُ بَعْدَ مَوْتِکَ یَا مُحَمَّدُ عَلٰی عُمَرَ** یعنی یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھ کر اتنا عرصہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل بیان کروں جتنا حضرت سیِّدُ نا نُوح عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنی قوم میں (تبلیغ کے لیے) ٹھہرے رہے (یعنی 950 سال) تب بھی حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل بیان نہ کر سکوں اور یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اسلام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری پر روئے گا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات گرامی کے وصال پر روئے گا۔''(1)

ہمیں فاروقِ اعظم سے پیار ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعٰلَمِيْن**، وزیر سید المرسلین، **مُحِبُّ الْمُسْلِمِيْن**، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عالیشان مرتبہ عطا فرمایا اور بہت زیادہ عزّت وشرافت اور فضائل وکرامات سے نوازا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شانِ رِفعت نشان کو تسلیم کرنا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو برحق جان کر راہِ ہدایت کا روشن مینار سمجھنا اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت وعقیدت رکھنا بہت ضروری ہے جیسا کہ جلیل القدر صحابی حضرتِ سیِّدُ نا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ محبوبِ ربِّ دو جہان، شاہِ کون ومکان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ توجُّہ نشان ہے: **مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ وَ مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ** یعنی جس شخص نے عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی۔ (2)

وہ عمر وہ حبیبِ شہ بحر و بر
وہ عمر خاصۂ ہاشمی تاجور
وہ عمر کھل گئے جس پہ رحمت کے در
وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سَقَر
اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام کی عظمت وشان:

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۱۹۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''سوانح کربلا'' صفحہ ۳۱ پر حدیث پاک منقول ہے: حضرتِ سیِّدُ نا **عبد اللہ بن مُغَفَّل** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے، محبوبِ ربُّ العباد عَزَّوَجَلَّ

---

(1)...... اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۷۸۔

(2)...... معجم اوسط، بقیۃ ذکر من اسمہ محمد، ج ۵، ص ۱۰۲، حدیث: ۶۷۲۶ ملتقطاً۔

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت بنیاد ہے: ''میرے اَصحاب کے حق میں خدا سے ڈرو، خدا کا خوف کرو، اِنہیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے اِنہیں محبوب رکھا میری محبت کی وجہ سے محبوب (یعنی پیارا) رکھا اور جس نے اِن سے بُغض کیا اُس نے مجھ سے بُغض کیا، جس نے اِنہیں اِیذا دی اُس نے مجھے اِیذا دی، جس نے مجھے اِیذا دی بے شک اُس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اِیذا دی، جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اِیذا دی قریب ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے گرِفتار کرے۔''[1]

ہم کو اصحابِ نبی سے پیار ہے
اِنْ شَآءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے

صدرالافاضِل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: ''مسلمان کو چاہیے کہ صَحابۂ کِرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) کا نہایت ادَب رکھے اور دل میں اُن کی عقیدت و محبت کو جگہ دے۔ اُن کی محبت حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی محبت ہے اور جو بدنصیب صحابہ کرام (عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) کی شان میں بے اَدَبی کے ساتھ زَبان کھولے وہ دشمنِ خدا اور رسول (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہے، مسلمان ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھے۔'' (سوانح کربلا، ص ۳۱) میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں:

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ و عشقِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پانے، دل میں صحابہ کرام واولیاءِ عُظام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی محبت جگانے، نیک صحبتوں سے فیض اُٹھانے، نمازوں اور سنّتوں کی عادت بنانے کیلئے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے، عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اختیار کیجئے اور کامیاب زندگی گزارنے اور اپنی آخرت سنوارنے کیلئے روزانہ ''فکرِ مدینہ'' کے ذریعے مدنی انعامات کا رِسالہ پُر کیجئے اور ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی ۱۰ دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔ ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کیجئے اور دعوتِ اسلامی کے ہر دلعزیز مَدَنی چینل کے سلسلے دیکھئے۔

---

[1] ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی من سبّ اصحاب النبی، ج ۵، ص ۴۶۳، حدیث: ۳۸۸۸۔

اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ اپنے دل میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے **مُقَرَّبِیْن و صَالِحِیْن** کی محبت کو دن بدن بڑھتا ہوا محسوس فرمائیں گے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے اِن نفوسِ قدسیہ کا فیضان اور اِن کی نظرِ شفقت شامِلِ حال ہوگی۔ترغیب کیلئے ایک مَدَنی بہار پیش کی جاتی ہے چُنانچہ،

شرابی آیا اور مؤذن بن گیا:

مَہاراشٹر (ہند) کے اسلامی بھائی کے بیان کا لبِ لباب ہے: دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستگی سے قبل میں مَرَضِ عِصیاں (یعنی گناہوں کی بیماری) میں انتہاء درجے تک مبتلا ہو چکا تھا۔ دن بھر مزدوری کرنے کے بعد جو رقم حاصل ہوتی رات کو اُسی سے مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ شراب خرید کر خوب عَیّاشی کرتا، شور شرابا کرتا، گالیاں بکتا اور والدین واہلِ محلہ کو خوب تنگ کرتا اسکے علاوہ میں پرلے درجے کا جُواری وبدترین بے نَمازی بھی تھا۔ اسی غفلت میں میری زندگی کے قیمتی ایام ضائع (ضا۔ اِع) ہوتے رہے، آخر کار میرے مقدر کا ستارہ چمکا۔ ہُوا یوں کہ خوش قسمتی سے میری ملاقات **دعوتِ اسلامی** کے ایک ذِمَّے دار اسلامی بھائی سے ہوئی۔ انہوں نے **اِنفرادی کوشش** کرتے ہوئے مجھے مَدَنی قافلے میں سنّتوں بھرے سَفَر کی ترغیب دی، اُن کے میٹھے بول نے کچھ ایسا رنگ جمایا کہ مجھ سے انکار نہ ہوسکا اور میں ہاتھوں ہاتھ تین دن کے **مَدَنی قافِلے کا مسافِر بن گیا**۔ مَدَنی قافِلے میں عاشِقانِ رسول کی صُحبت ملی اور دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کے مطبوعہ رسائل بھی سننے کو ملے۔ جس کی یہ بَرَکت حاصل ہوئی کہ مجھ جیسا پکّا بے نَمازی، شرابی وجُواری تائب ہو کر نہ صِرف نَماز پڑھنے والا بن گیا بلکہ صدائے مدینہ لگانے (یعنی فجر کی نَماز کیلئے مسلمانوں کو جگانے) اور دوسروں کو مَدَنی قافِلوں کا مسافر بنانے والا بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میری اِنفرادی کوشش سے (تادمِ بیان) ۱۳۰ اسلامی بھائی مَدَنی قافلوں کے مسافِر بن چکے ہیں اور اِس وَقت **میں ایک مسجِد میں مُؤَذِّن ہوں** اور مَدَنی کاموں کی دھومیں مچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔[1]

چھوڑیں مے نوشیاں مت بکیں گالیاں
آئیں توبہ کریں قافِلے میں چلو

[1] ……نیکی کی دعوت، ص ۷۴۔

اے شرابی تُو آ آ جُواری تُو آ
چُھوٹیں بد عادتیں قافِلے میں چلو
ہوگا لُطفِ خدا، آؤ بھائی دُعا
مل کے سارے کریں، قافِلے میں چلو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! بے نَمازی، شرابی، جُواری، ماں باپ کا دل دکھانے اور پڑوسیوں کو ستانے، گالی گلوچ کرنے والا نوجوان مبلِّغِ دعوتِ اسلامی کی ''**انفرادی کوشش**'' کے نتیجے میں مَدَنی قافِلے کا مسافِر بنا، وہاں عاشِقانِ رسول کی صحبتوں میں **سنّتوں بھرے مَدَنی رسائل** سننے اور تائب ہو کر سنّتوں کے مدنی پھول لُٹانے والا، صدائے مدینہ لگانے والا، مسجِد میں اذانیں دیکر نَمازوں کیلئے بلانے والا بنا اور مَدَنی قافلوں کا مسافِر بن کر دوسروں کو بنانے والا بن گیا۔ آپ بھی گناہوں سے بچنے اور نیک بننے کے لئے تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوجایئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مدنی ماحول کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیرمحسوس طور پر آپ کے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ اپنے شہر میں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار **سنّتوں بھرے اجتماع** میں شرکت اور راہِ خدا میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے **مدنی قافلوں** میں سفر کیجئے۔ اِن مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اپنے سابقہ طرزِ زندگی پر غور وفکر کا موقع ملے گا اور دل حُسنِ عاقِبت کے لئے بے چین ہوجائے گا جس کے نتیجے میں ارتکابِ گناہ کی کثرت پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی۔ عاشقانِ رسول کے **مدنی قافلوں** میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں زبان پر فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ دُرُودِ پاک جاری ہوجائے گا، یہ تلاوتِ قرآن، حمدِ الٰہی اور نعتِ رسول کی عادی بن جائے گی، غُصیلہ پن رخصت ہوجائے گا اور اس کی جگہ نرمی لے لے گی، بے صبری کی عادت ترک کرکے صابروشاکر رہنا نصیب ہوگا، بدگمانی کی عادتِ بد نکل جائے گی اور حسنِ ظن کی عادت بنے گی، تکبر سے جان چھوٹ جائے گی اور اِحترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا، دنیاوی مال ودولت کی لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، الغرض بار بار راہِ خدا میں سفر کرنے سے زندگی میں **مدنی انقلاب** برپا ہوجائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تیرہواں باب

آیاتِ فضائلِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں نازل ہونے والی دوطرح کی آیاتِ مبارکہ
- ......وہ آیات جوسیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں نازل ہوئیں۔
- ......وہ آیات مبارکہ جوسیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں نازل ہوئیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں نازل ہونے والی بیس آیاتِ مبارکہ
- ......فقط سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں نازل کردہ آیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم وسیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں کی شان میں نازل کردہ آیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شان میں نازل کردہ آیات

فاروقِ اعظم کی شان میں نازل ہونے والی آیات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں نازل ہونے والی آیات کی دو قسمیں ہیں: (۱) آیاتِ فضیلت: وہ آیات جو مطلقاً آپ کی فضیلت میں نازل ہوئیں۔ پھر اس میں وہ آیات بھی شامل ہیں جو شیخین یعنی حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق و سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں کے حق میں نازل ہوئیں یا حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے بارے میں بھی نازل ہوئیں۔ (۲) آیاتِ موافقات: وہ آیات جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کی موافقت میں نازل ہوئیں۔ ان دونوں قسموں کی مجموعی آیات کی تعداد **41** ہے۔ اَوّلاً اُن آیات کو بیان کیا جاتا ہے جو فقط فضیلت میں نازل ہوئی ہیں۔ اور اِن کے بعد اُن آیات کو بیان کیا جائے گا جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں نازل ہوئی ہیں۔

آیت نمبر (1)...... پیروکار مسلمان کافی ہیں:

حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ۳۹ لوگ ایمان لاچکے تھے۔ پھر حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسلمان ہوئے اور مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوگئی تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿**یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ**۠﴾ (پ۱۰، الانفال: ٦٤) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) **اللّٰہ** تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔''(1)

آیت نمبر (2)...... رسول اللّٰہ کی طرف رجوع کا حکم:

ایک بار **سُلْطَانُ الْمُتَوَكِّلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ سے جدائی اختیار فرمالی۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں یہ مشہور ہوگیا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات کو طلاق دے دی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب معلوم ہوا تو فوراً کاشانۂ نبوت میں حاضر ہوئے اور جب سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استفسار

---

1 ...... معجم کبیر، احادیث عبد اللہ ابن عباس، ج ۱۲، ص ۴۷، حدیث: ۱۲۴۷۰۔

کیا تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے۔ بعدازاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مسجد نبوی آئے اور اعلان کردیا کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ازواج مُطَہَّرات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو طلاق نہیں دی۔ تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۸۳﴾ (پ۵، النساء: ۸۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اُس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے مگر تھوڑے۔''(1)

آیت نمبر (3)......مُردے کو زندگی دے دی:

حضرت سیِّدُنا زید بن اسلم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۲۲﴾ (پ۸، الانعام: ۱۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور کیا وہ کہ مُردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور کردیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہوجائے گا جو اندھیریوں میں ہے ان سے نکلنے والا نہیں یوں ہی کافروں کی آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کردیئے گئے ہیں۔''(2)

آیت نمبر (4)......نیک ایمان والے مددگار ہیں:

﴿فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ﴾ (پ۲۸، التحریم: ۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۔'' حضرت سیِّدُنا سَعید بن جُبَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت

(1) ......مسلم، کتاب الطلاق، فی الایلاء واعتزال النساء، ص ۷۸۴، حدیث: ۳۰ ملتقطا۔

(2) ......درمنثور، پ۸، الانعام، تحت الآیۃ: ۱۲۲، ج ۳، ص ۳۵۲۔

ہے فرماتے ہیں: ''آیت مبارکہ کا یہ حصہ ''صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ'' خاص طور پر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوا۔ [1]

آیت نمبر (5)......رب عزوجل قریب ہے:

﴿ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ﴾ (پ ٢، البقرۃ: ١٨٦) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں۔'' حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ [2]

آیت نمبر (6)......صبر کرنے اور معاف کرنے کی تلقین:

ایک کافر نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں بیہودہ کلمہ زبان سے نکالا تھا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس آیت مبارکہ میں صبر کرنے اور معاف فرمانے کرنے کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿ وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝٥٣ ﴾ (پ ١٥، بنی اسرائیل: ٥٣) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو بیشک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔'' [3]

آیت نمبر (7)......فاروقِ اعظم کو درگزر کرنے کا حکم:

صدر الافاضل مولانا مفتی نعیم الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی فرماتے ہیں: ''غزوۂ بنی مُصْطَلِق میں مسلمان بیر مُرَیْسِیع پر اترے یہ ایک کنواں تھا عبد اللّٰہ بن اُبَیّ منافق نے اپنے غلام کو پانی کے لئے بھیجا وہ دیر میں آیا تو اس سے سبب دریافت کیا اس نے کہا کہ حضرت سیِّدُ نا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے جب تک حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اور حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مَشکیں نہ بھر گئیں اس

---

1 ......درمنثور، پ ٢٨، التحریم، تحت الآیۃ: ٤، ج ٨، ص ٢٢٣۔

2 ......الکشف والبیان، پ ٢، البقرۃ، تحت الآیۃ: ١٨٦، ج ٢، ص ٧٤۔

3 ......خازن، پ ١٥، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ: ٥٣، ج ٣، ص ١٧٧۔

وقت تک انہوں نے کسی کو پانی بھرنے نہ دیا یہ سن کر اس بدبخت نے اِن حضرات کی شان میں گستاخانہ کلمے کہے۔ حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ تلوار لے کر تیار ہوئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴾ (پ۲۵، الجاثیۃ: ۱۴) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''ایمان والوں سے فرماؤ درگزریں ان سے جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ ایک قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے۔''

ایک قول یہ بھی ہے کہ قبیلہ بنی غفار کے ایک شخص نے مکہ مکرمہ میں حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گالی دی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو معاف کرنے کا حکم دیا گیا۔(1)

آیت نمبر (8)......ایمان والوں کی صفات:

یہ آیت مبارکہ بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (پ۱۸، النور: ۶۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لئے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور ان کے لئے اللہ سے معافی مانگو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''(2)

---

1. ......خزائن العرفان، پ۲۵، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۱۴، ص۹۱۸، الکشف والبیان، پ۲۵، الجاثیہ، تحت الآیۃ: ۱۴، ج۸، ص۳۵۹۔
2. ......تفسیر مقاتل، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ: ۶۲، ج۲، ص۴۲۷۔

آیت نمبر (9)......غصہ آئے تو معاف کردیتے ہیں:

﴿وَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَۚ(۳۷)﴾(پ۲۵، الشوریٰ: ۳۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں۔'' یہ آیت مبارکہ بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازل ہوئی۔[1]

آیت نمبر (10)......مؤمن وکافر برابر نہیں:

﴿اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ(۱۸)﴾(پ۲۱، السجدة: ۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔'' علامہ اِبنِ جَوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''اس آیتِ مبارکہ کا ایک شانِ نزول یہ بھی ہے کہ یہ آیت مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حق میں نازل ہوئی۔'' اس آیت میں مؤمن سے مراد سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[2]

آیت نمبر (11)......شکر کا ارادہ کرنے والے:

﴿وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا(۶۲)﴾(پ۱۹، الفرقان: ۶۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہی ہے جس نے رات اور دن کی بدلی رکھی اس کے لئے جو دھیان کرنا چاہے یا شکر کا ارادہ کرے۔'' یہ آیتِ مبارکہ بھی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوئی۔[3]

آیت نمبر (12)......اللہ ورسول کے دشمنوں سے دوستی نہ کرنا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ

---

1 ......تفسیر مقاتل، پ۲۵، الشوریٰ، تحت الآیة: ۳۷، ج۳، ص۱۸۰۔

2 ......زاد المسیر، پ۲۱، السجدة، تحت الآیة: ۱۸، ج۵، ص۱۱۷۔

3 ......تفسیر ابن عبد السلام، پ۱۹، الفرقان، تحت الآیة: ۶۲، ج۴، ص۲۲۰۔

رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾﴾ (پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔'' اس آیتِ مبارکہ میں لفظ ''اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں نازل ہوا ہے جب جنگ بدر میں انہوں نے اپنے رشتہ دار ماموں عاص بن ہِشام بِن مُغیرہ کو قتل کیا۔[1]

آیت نمبر (13)......بارگاہِ رِسالت کے مُشیر:

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۵۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔''

سیِّدُنا امام جَلَالُ الدِّین سُیُوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت کی تفسیر میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما کا قول نقل فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ مبارکہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق وعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عبد الرحمٰن بن غَنْم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم سے روایت ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدِّیق وعمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم دونوں کسی مَشورے پر مُتَّفِق ہو جاؤ تو میں تمہاری مُخالفت نہیں کروں گا۔''[2]

آیت نمبر (14)......آواز پست کرنے والے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ﴾

1 ......خازن، پ۲۸، المجادلۃ، تحت الآیۃ: ۲۲، ج۴، ص ۲۴۳۔

2 ......درمنثور، پ۴، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۵۹، ج۲، ص ۳۵۹۔

الآیۃ۔ (پ۲۶، الحجرات:۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اے ایمان والو اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو۔''

جب مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق وعمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور بعض صحابہ نے بہت احتیاط لازم کرلی اور خدمتِ اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے پھر ان حضرات کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(۳)﴾ (پ۲۶، الحجرات: ۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''(1)

آیت نمبر (15)......اوصافِ حمیدہ:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ یہ آیتِ مُبارکہ شَیْخَین کَرِیْمَین یعنی حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے حق میں نازل ہوئی: ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۠(۹)﴾ (پ۲۳، الزمر: ۹) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔''(2)

آیت نمبر (16)......ایمان والوں کا اجر:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا(۳۰)ۚ﴾ (پ۱۵، الکھف: ۳۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم ان کے نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتے جن کے کام اچھے

---

1 ......البحر المحیط، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ: ۲، ۳، ج۸، ص۱۰۶۔

2 ......خازن، پ۲۳، الزمر، تحت الآیۃ: ۹، ج۴، ص۵۰۔

ہوں۔'' یہ آیت مبارکہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدِّیق، سیِّدُنا عمر فاروق، سیِّدُنا عثمان غنی اور سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خُدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ کے بارے میں نازل ہوئی، ان چاروں کی موجودگی میں ایک اعرابی نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟'' تو ارشاد فرمایا: ''اپنی قوم کو بتادو کہ یہ آیتِ مبارکہ ان چاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''(1)

آیت نمبر (17)......تواضُع کرنے والے:

یہ آیتِ مبارکہ بھی حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدِّیق وسیِّدُنا عمر فاروق وسیِّدُنا عثمان غنی وسیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْاؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ﴿۳۴﴾﴾ (پ۱۷، الحج: ۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی کہ **اللہ** کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر تو تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سُنادو ان تواضُع والوں کو۔''(2)

آیت نمبر (18)......اللہ کی طرف سے کفار کی تکذیب:

﴿وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْؕ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾﴾ (پ۲۰، العنکبوت: ۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور کافر مسلمانوں سے بولے ہماری راہ پر چلو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں میں سے کچھ نہ اٹھائیں گے بیشک وہ جھوٹے ہیں۔'' اس آیت مبارکہ میں ''لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا'' یعنی مؤمنین سے مراد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا خَبَّاب بِن اَرت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ کُفّارِ مکّہ نے مؤمنین سے کہا تھا کہ تم ہمارا اور ہمارے باپ دادا کا دین اختیار کرو تمہیں **اللہ** کی طرف سے جو مصیبت پہنچے گی اس کے ہم کفیل ہیں اور تمہارے گناہ ہماری گردن پر۔ یعنی اگر ہمارے طریقے پر رہنے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم کو پکڑا اور

---

1 ......المحرر الوجیز، پ۱۵، الکھف، تحت الآیۃ: ۳۰، ج۳، ص۵۱۵۔

2 ......المحرر الوجیز، پ۱۷، الحج، تحت الآیۃ: ۳۴، ج۴، ص۱۲۲۔

عذاب کیا تو تمہارا عذاب ہم اپنے اوپر لے لیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی تکذیب فرمائی۔ (1)

آیت نمبر (19)......رحمتِ الٰہی کے سزاوار:

﴿وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۵۴)﴾ (پ۷، الانعام: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمّہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضرت سیِّدُنا عطاء رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدّیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا كَرَّمَ اللهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِیْم، حضرت سیِّدُنا بلال، حضرت سیِّدُنا سالم بن اَبی عُبَیدہ، حضرت سیِّدُنا مُصعب بن عُمیر، حضرت سیِّدُنا حَمزہ، حضرت سیِّدُنا جَعفر، حضرت سیِّدُنا عُثمان بن مَظعُون، حضرت سیِّدُنا عمّار بن یاسر، حضرت سیِّدُنا اَرقم بن اَبی اَرقم، حضرت سیِّدُنا ابوسَلَمہ بن عبد الاَسد رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کے بارے میں نازل ہوئی۔ (2)

آیت نمبر (20)......آپس میں بھائی بھائی:

﴿وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ(۴۷)﴾ (پ۱۴، الحجر: ۴۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہم نے اُن کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔''

حضرت سیِّدُنا اِمامِ زینُ العابدین علی بن حُسَین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ ''یہ آیتِ مبارکہ بَنُو ہاشم، بَنُو تَمِیم، بَنُو عَدِی، حضرت سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق، حضرت سیِّدُنا عمر فاروق کے بارے میں نازل ہوئی۔'' حضرت سیِّدُنا امام ابوجعفر باقر

---

1 ......تفسیر مقاتل، پ ۲۰، العنکبوت، تحت الآیۃ: ۱۲، ج ۲، ص ۵۱۳۔

2 ......خازن، پ ۷، الانعام، تحت الآیۃ: ۵۴، ج ۲، ص ۲۰۔

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ حضرت سیِّدُنا علی بن حسین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جو یہ بات منقول ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق، حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اور حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بارے میں نازل ہوئی درست ہے؟ انہوں نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ آیت انہیں کی بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی تو پھر کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟'' پوچھا گیا کہ اس میں تو ان کے کینے کا ذکر ہے حالانکہ ان کے دلوں میں تو ایک دوسرے کے لیے کوئی کینہ نہیں ہے؟ فرمایا: ''اس کینے سے مراد زمانہ جاہلیت والا کینہ ہے جو ان کے قبائل بنُوعدی، بنُوتمیم، بنُو ہاشم میں پایا جاتا تھا جب یہ تمام لوگ اسلام لے آئے، تو کینہ ختم ہوگیا اور آپس میں شیر وشکر ہوگئے، نیز ان کے مابین اس قدر الفت ومحبت پیدا ہوگئی کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں درد ہوا تو حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اپنے ہاتھ کو گرم کرکے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو کو سکائی کرنے لگے۔ رب تعالی کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی۔''(1)

عشق ومحبت کے مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جہاں اِس آیت مبارکہ سے شیخین کریمین یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شانِ مبارکہ ظاہر ہوتی ہے وہیں یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ خلفائے راشدین رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے درمیان بے پناہ الفت ومحبت تھی۔ بلکہ ایسی محبت تھی کہ خود قرآن عظیم جیسی مقدس کتاب میں اس کو بیان فرمایا گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے عُشاق اُن کی باہمی اُلفت ومحبت کو نہایت ہی عقیدت ومحبت سے بیان کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

سب صحابہ سے ہمیں تو پیار ہے ...... اِنْ شَآءَ اللہ اپنا بیڑا پار ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ...... درمنثور، پ ۱۴، الحجر، تحت الآیۃ: ۴۷، ج ۵، ص ۸۴۔ ۸۵۔

موافقاتِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......قرآن پاک میں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کے موافق احکام
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقات کی چار اقسام کی تفصیل
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **کتاب اللہ** سے موافقت
- ......آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں نازل ہونے والی آیات مبارکہ
- ......مقامِ ابراہیم سے متعلق اہم معلومات
- ......**شعائر اللہ** کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے۔
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی **رسول اللہ** سے موافقت
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے موافقت
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقات سے متعلق دیگر واقعات
- ......سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دیگر آسمانی کتابوں سے موافقت

موافقاتِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگرچہ کسی شخص کی بات کا فی نفسہٖ (بذاتِ خود) درست ہونا ایک اچھا وصف ہے لیکن اس کی بات کو اگر کسی اور مُسَلَّمَہ شخصیت کی تائید وتوثیق حاصل ہوجائے تو یہ اس سے بھی بڑھ کر کمال ہے کیونکہ یہ تائید وتوثیق اس کے لیے سَنَد کا درجہ رکھتی ہے۔قربان جایئے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان وعظمت پر! یوں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بے شمار فضائل وکمالات ہیں مگر آپ کی ''حکمت ودانائی اور پُختہ فہم وفراست'' جیسی امتیازی خصوصیت کے سبب آپ کو بارگاہِ ربُّ العزت میں وہ بلند مقام حاصل تھا کہ آپ کے اقوال، فیصلے اور مشوروں کی موافقت **کتاب اللّٰہ** اور تائید **رسول اللّٰہ** سے ہوجاتی اور یقیناً جسے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ و**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تائید حاصل ہوجائے یہ اُس کی سعادتوں کی معراج ہے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت کے تو خود صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی تذکرے کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ،

قرآن میں آپ کی رائے کے موافق احکام:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''**اِنَّ فِی الْقُرْآنِ لَقُرْآناً مِنْ رَاْیِ عُمَرَ** یعنی یقیناً قرآن پاک میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کے موافق احکام موجود ہیں۔''(1)

آپ کی رائے کے موافق نزول قرآن:

حضرت سیِّدُنا مُجاہِد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**کَانَ عُمَرُ یَرَی الرَّاْیَ فَیَنْزِلُ بِهِ الْقُرْآنُ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کوئی رائے پیش فرماتے تو اس کے مطابق قرآن پاک نازل ہوجاتا۔''(2)

---

1 ...... سیرۃ حلبیہ، باب الھجرۃ الاولی الی ارض الحبشۃ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۴۷۴۔
تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۹۵، الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۹۸۔

2 ...... تاریخ الخلفاء، ص ۹۶، الصواعق المحرقۃ، ص ۹۹۔

قرآن کریم آپ کی رائے کے مطابق نازل ہوتا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ: ''جب کسی معاملے میں مختلف صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے رائے طلب کی جاتی اور ساتھ ہی میرے والدگرامی حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اپنی رائے پیش کرتے تو قرآن کریم آپ کی رائے کے مطابق نازل ہوتا۔''[1]

ایک اہم وضاحت:

سیرتِ فاروقِ اعظم کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ کی رائے (یعنی آپ کے قول) کی موافقات کے ساتھ ساتھ بسا اوقات آپ کے فعل کو بھی موافقت حاصل ہوجاتی تھی کہ آپ سے کوئی فعل صادر ہوا اور اس کی **کتاب اللّٰہ** سے یا دیگر ذرائع سے موافقت ہوگئی۔ لہٰذا اس باب میں آپ کی قولی، فعلی وغیرہ تمام موافقات کو ذکر کیا گیا ہے۔ نیز اس باب ''موافقاتِ فاروقِ اعظم'' کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(1) کتاب اللّٰہ کی موافقت **(2) رسول اللّٰہ** کی موافقت **(3)** صحابہ کرام کی موافقت **(4)** دیگر موافقات

کتاب اللّٰہ سے موافقت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرآن پاک کی کم وبیش بیس آیات مبارکہ ایسی ہیں جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قول یا فعل کی موافقت میں نازل ہوئیں۔

(1)......پہلی آیت مبارکہ، مقام ابراہیم کو مصلےٰ بناؤ:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ تین باتوں میں رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے میری موافقت ہوئی (ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ) میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''**لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى** یعنی یارسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر ہم مقامِ ابراہیم کو **مُصَلّٰی** (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ) بنائیں (تو کیسا رہے گا؟)'' تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے یہی

---

[1] ......فضائل الصحابة، وسن فضائل عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۴۱۵، حدیث: ۴۸۸، تاریخ الخلفاء، ص ۹۶۔

آیتِ مبارکہ میری تائید میں نازل فرما کر مقامِ ابراہیم کو **مُصَلّٰی** بنانے کا حکم ارشاد فرما دیا: ﴿**وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى**ؕ﴾ (پ۱، البقرۃ: ۱۲۵) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔''[1]

''مقام ابراہیم'' سے متعلق ٦ مدنی پھول:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تمام موافقات میں مقام ابراہیم کو **مُصَلّٰی** یعنی جائے نماز بنانے والی موافقت بہت ہی معروف ہے، لیکن کئی لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ مقام ابراہیم ہے کیا؟ لہٰذا قارئین کے فائدے کے لیے مقامِ ابراہیم سے متعلق ٦ مدنی پھول پیش خدمت ہیں:

(1)......مقام ابراہیم وہ مبارک پتھر ہے جس پر چڑھ کر حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے **کعبۃ اللہ** شریف کی دیواریں بلند فرمائی تھیں، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے جیسے ہی اس پر اپنے قدم رکھے تو خاص وہ حصہ ربّ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت کاملہ سے مٹی کی طرح نرم ہوگیا اور اور قدمین مبارکہ کا نقش اس میں ثبت ہوگیا جبکہ بقیہ حصہ ویسا ہی رہا۔ یہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا بہت ہی عظیم معجزہ تھا۔ قرآن پاک میں دو جگہ پارہ ۴، سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۷ اور پارہ ۱، سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۲۵ میں مقام ابراہیم کا ذکر ہے۔[2]

(2)......حضرتِ سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے سنا: ''رکن (حجر اسود) اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان دونوں کا نور نہ مٹا دیتا تو یہ مشرق ومغرب کی ہر چیز کو روشن کر دیتے۔''[3]

(3)......صَدْرُ الشَّرِیعہ بَدْرُ الطَّرِیقہ حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''طواف کے بعد مقامِ ابراہیم میں آکر آیۂ کریمہ: ﴿**وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى**ؕ﴾ پڑھ کر دو رکعت طواف پڑھے اور یہ نماز واجب ہے، (البتہ یہ نماز مقامِ ابراہیم پر پڑھنا سنت مبارکہ ہے) پہلی (رکعت) میں **قُلْ** یا دوسری میں **قُلْ**

---

1 ......بخاری، کتاب الصلوۃ، باب ماجاء فی القبلۃ۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۵۸، حدیث: ۴۰۲ ملتقطا۔
درمنثور، پ ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۲۵، ج ۱، ص ۲۹۰۔

2 ......تفسیر کبیر، پ ۴، آل عمران، تحت الآیۃ: ۹۶، ج ۳، ص ۲۹۷۔

3 ......ترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر والاسود والرکن، ج ۲، ص ۲۴۸، حدیث: ۸۷۹۔

هُوَ اللّٰه پڑھے بشرطیکہ وقت کراہت مثلاً طلوع صبح سے بلندی آفتاب تک یا دوپہر یا نمازِ عصر کے بعد غروب تک نہ ہو، ورنہ وقت کراہت نکل جانے پر پڑھے۔ حدیث میں ہے: ''جو مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور قیامت کے دن امن والوں میں مَحشور ہوگا (یعنی اٹھایا جائے گا)۔''(1)

(4)......حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دور میں یہ پتھر **کعبۃ اللّٰہ** شریف کے سامنے رکھا ہوا تھا اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام اسی پتھر کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا ابوسعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن سَلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مقام ابراہیم میں پڑے ہوئے نشان (پتھر) کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ''جب حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو اِعلان حج کا حکم دیا گیا تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسی پتھر پر کھڑے ہوکر اِعلانِ حج فرمایا۔ اعلان سے فارغ ہوئے تو حکم دیا کہ اس پتھر کو لے جا کر **کعبۃ اللّٰہ** شریف کے دروازہ کے سامنے رکھ دیا جائے۔ چنانچہ اسے وہیں رکھ دیا گیا اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام اسی پتھر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔''(2)

(5)......مقامِ اِبراہیم خانہ کعبہ سے تقریباً سوا 13 میٹر مشرق کی جانب قائم ہے۔ اس پتھر میں ایک قدم مبارک کے نشان کی گہرائی دس سینٹی میٹر اور دوسرے کی نو سینٹی میٹر ہے، البتہ ان پر اب حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مبارک انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداءً یہ پتھر کسی فریم یا بکس وغیرہ میں محفوظ نہیں تھا اور عشاق اس سے برکات لینے کے لیے اس کو چھوتے اور بوسے لیتے تھے اسی سبب سے انگلیوں کے نشانات باقی نہ رہے۔ اس مبارک پتھر میں ہر قدم کی لمبائی بائیس سینٹی میٹر اور چوڑائی گیارہ سینٹی میٹر ہے۔ اس کے متعلق حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین عرب پتھروں کی پوجا کیا کرتے تھے لیکن اس مبارک پتھر کو شرف حاصل ہے کہ یہ ہر قسم کی پُوجا اور پَرَسْتِش سے ہر زمانے میں محفوظ رہا اور **بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی** کسی نے بھی اس کی پوجا نہیں کی۔ 1967 سے پہلے مقامِ اِبراہیم کی حفاظت کے خاطر اَوّلاً ایک حفاظتی خول بنایا گیا۔ پہلے اس پتھر کو ایک چاندی کے

1......بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۶، ص ۱۱۰۲۔

2......درمنثور، پ ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۲۵، ج ۱، ص ۲۹۲ ملتقطاً۔

مقامِ ابراہیم کا بیرونی منظر
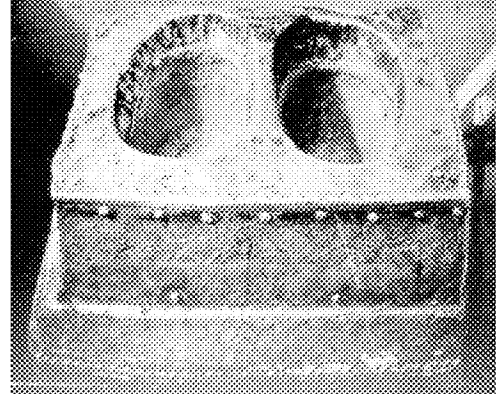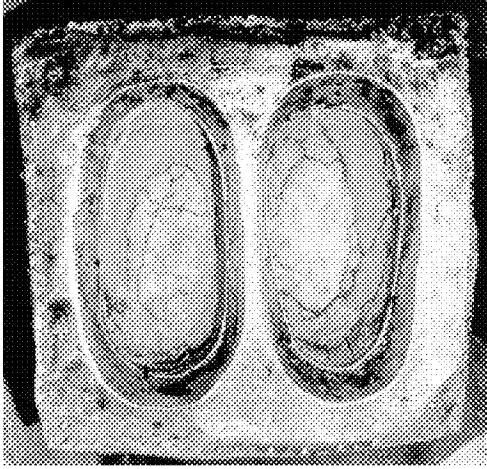
مقامِ ابراہیم کا اندرونی منظر

مقامِ ابراہیم لکڑی کے شیڈ میں (قدیم)
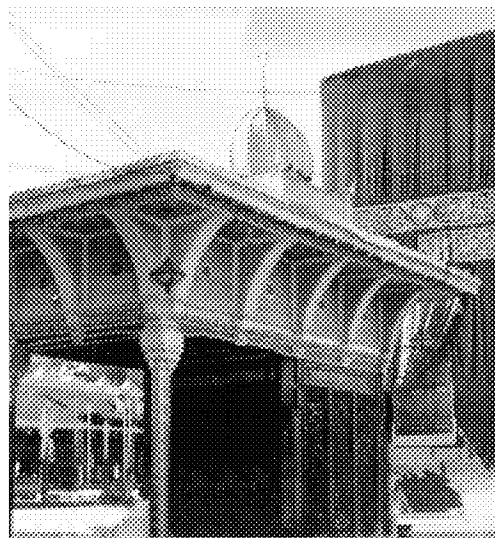
مقامِ ابراہیم سونے کے باکس میں (جدید)

صندوق میں بند کر کے اس کے اوپر ایک گنبد نما کمرہ بنا دیا گیا جس کا رقبہ اٹھارہ مربع میٹر تھا۔ بعد ازاں طائفین کی راہ میں رکاوٹ کے سبب اس عمارت کو ختم کر کے شیشے کا ایک خول تیار کیا گیا اور مقام ابراہیم کو ایک شاندار کرسٹل میں نصب کر کے اس کے گرد لوہے کی مضبوط جالی لگا دی گئی نیز اس کو سنگ مرمر کے ایک بڑے پتھر میں نصب کر دیا گیا۔ اس خول کے ڈھانچے کو پیتل سے بنا کر اندرونی جالی پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہے اور بیرونی جانب دس ملی میٹر ایک ایسا شفاف شیشہ نصب کر دیا گیا ہے جو ''Bullet Proof'' ہونے کے ساتھ ساتھ ''Heat Proof'' بھی ہے یعنی نہ تو اس پر گولی اثر کر سکتی ہے اور نہ ہی سورج کی شعاعیں وغیرہ۔ اس شیشے میں سے حضرت سیِّدُ نا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مبارک قدمین کی واضح طور پر زیارت کی جا سکتی ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم دلوں کا تقوی ہے:

(6)...... **میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** حضرت سیِّدُ نا ابراہیم **خلیل اللہ** عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قدمین مبارکہ کی برکت سے مقام ابراہیم **شعائرُ اللہ** بن گیا اور اس کی تعظیم ایسی لازم ہوگئی کہ طواف کے نفل اس کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھنا قرار پائے۔ معلوم ہوا کہ جس جگہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مقدس بندوں کا کوئی نشان موجود ہو وہ جگہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بہت زیادہ عزت وعظمت والی ہے اور اس جگہ خدا کی عبادت خدا کے نزدیک بہت ہی بہتر اور محبوب تر ہے۔ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیاروں کے قدم پڑ جانے سے صفا مروہ اور مقام ابراہیم **شعائر اللہ** بن گئے اور قابل تعظیم ہو گئے تو انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیاء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ان مزارات مقدسہ کی عظمت کیا ہو گی جن میں ان حضرات کے نفوس قدسیہ بذات خود قیام فرما ہیں۔ نیز سید الانبیاء والاولیاء، حضرت محبوب خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور کی عظمت و بزرگی اور اس کے تقدس و شرف کا کیا عالم ہو گا کہ جہاں حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صرف نشان ہی نہیں بلکہ خدا کے محبوب اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پورا جسم انور موجود ہے اور اس زمین کا ذرہ ذرہ انوار نبوت کی تجلیوں سے رشک آفتاب وغیرتِ ماہتاب بنا ہوا ہے۔ یقیناً یہ **شعائر اللہ** ہیں اور ان کی تعظیم لازم ہے۔ ربّ تَعَالٰی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ بُنْیَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾﴾ (پ ۱۵، الکھف: ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو

بولے ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ ان کا رب انہیں خوب جانتا ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔'' اصحاب کہف کے غار پر جو ان کی آرام گاہ ہے گذشتہ مسلمانوں نے مسجد بنائی اور رب نے ان کے کام پر ناراضگی کا اظہار نہ فرمایا، پتا چلا کہ وہ جگہ **شعائر اللہ** بن گئی جس کی تعظیم ضروری ہوگئی۔

فرماتا ہے:﴿ وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِیْهَا خَیْرٌ ﴾(پ۱۷، الحج:۳۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے **اللہ** کی نشانیوں سے کئے تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔'' جو جانور قربانی کے لئے یا کعبہ معظّمہ کیلئے نامزد ہو جائے وہ **شعائر اللہ** ہے اس کا احترام چاہیے جیسے قرآن کا جزدان اور کعبہ کا غلاف اور زمزم کا پانی اور مکہ شریف کی زمین۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کو رب یا رب کے پیاروں سے نسبت ہے ان سب کی تعظیم ضروری ہے۔

فرماتا ہے:﴿ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ(۱) وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ(۲) ﴾(پ۳۰، البلد:۱تا۲) **ترجمۂ کنز الایمان:** ''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔''

فرماتا ہے:﴿ وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِۙ(۱) وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَۙ(۲) وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِۙ(۳) ﴾(پ۳۰، التین:۱تا۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی۔''

طور سینا پہاڑ اور مکہ معظّمہ اس لئے عظمت والے بن گئے کہ طور کو حضرت سیّدنا موسیٰ **کلیم اللہ** علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اور مکہ معظّمہ کو **حبیب اللہ** حضور سیّدُ الانام صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت ہوگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیاروں کی چیزیں **شعائر اللہ** ہیں جیسے قرآن شریف، خانہ کعبہ، صفا مروہ پہاڑ، مکہ معظّمہ، بیت المقدس، طور سینا، مقابر اولیاء اللہ وانبیاء کرام، آب زمزم وغیرہ۔ اور **شعائر اللہ** کی تعظیم وتوقیر قرآن کی رو سے تقویٰ ہے۔ لہٰذا جو کوئی نمازی اور روزہ دار تو ہو مگر اس کے دل میں تبرکات اور **شعائر اللہ** کی تعظیم نہ ہو یقیناً وہ حقیقی پرہیزگار نہیں۔ (1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......علم القرآن، ۴۸، عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص۶۸ ماخوذا۔

(2)......دوسری آیت مبارکہ، مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''**اِنَّ نِسَاءَکَ یَدْخُلُ عَلَیْھِمُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ لَوْ اَمَرْتَ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْحِجَابِ** یعنی **یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے پاس نیک اور بد ہر قسم کے لوگ حاضر آتے ہیں، پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امہات المؤمنین کو حجاب میں رہنے کا حکم دیں۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں یہ آیت حجاب نازل ہوگئی: ﴿**یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝۵۹**﴾

(پ ۲۲، الاحزاب: ۵۹) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور **اللہ** بخشنے والا مہربان ہے۔''(1)

(3)......تیسری آیت مبارکہ، اَزواجِ مُطَہَّرات سے خطاب:

ایک بار دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سَیِّدَتُنَا اُمّ المومنین حَفْصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے گھر میں رونق افروز ہوئے، وہ آپ کی اجازت سے اپنے والد گرامی حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں۔ ان کے جانے کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَیِّدَتُنَا ماریہ قِبْطِیَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو خدمت سے سرفراز فرمایا تو یہ بات حضرت سَیِّدَتُنَا حَفْصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا پر گراں گذری۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا: ''میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا۔'' وہ اس سے خوش ہوگئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت سَیِّدَتُنَا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو بتادی۔ بعد ازاں رب عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں ازواجِ مُطَہَّرات سے تنبیہاً خطاب فرمایا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے ان دونوں ازواجِ مُطَہَّرات سے ارشاد فرمایا: ''**عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ**

---

1 ......بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ لا تدخلوا۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۳۰۴، حدیث: ۴۷۹۰۔

اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ یعنی ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں ان ہی الفاظ میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی: ﴿عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ﴾ (پ۲۸، التحریم:۵) ترجمۂ کنزالایمان: ''ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے۔''(1)

(4)......چوتھی آیت مبارکہ،بدر کے قیدیوں کے متعلق رائے:

جب جنگ بدر میں ستّر کافر قید کر کے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لائے گئے تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن کے متعلق صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ طلب فرمایا۔ امیر المؤمنین خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ آپ کی قوم و قبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو قوت بھی پہنچے گی اور کیا بعید کہ اللہ تعالٰی اسی سبب سے انہیں دولت اسلام سے سرفراز فرمادے۔ جبکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو مکۂ مکرمہ میں نہ رہنے دیا یہ کُفر کے سردار اور سرپرست ہیں ان کی گردنیں اُڑائیں۔ اللہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فدیہ سے غنی کیا ہے، علی المرتضٰی کو عقیل پر اور حضرت حمزہ کو عباس پر اور مجھے میرے رشتہ داروں پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں ماردیں۔'' بہرحال امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کی رائے پر سب کا اتفاق ہوگیا اور فدیہ لینے کی رائے قرار پائی۔ لیکن بعد ازاں یہ آیت مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کی موافقت میں نازل ہوگئی: ﴿مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ؕ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ۖۗ وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۶۷﴾ (پ۱۰، الانفال:۶۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ

---

1 ......خزائن العرفان، پ۲۸، التحریم، تحت الآیۃ:۵، ص۱۰۳۷، عمدۃ القاری، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی القبلۃ۔۔۔الخ، ج۳، ص۳۸۹۔

غالب حکمت والا ہے۔''[1]

حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ یعنی میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی: مقام ابراہیم میں، حجاب میں اور بدر کے قیدیوں میں۔''[2]

(5 تا 7)......پانچویں، چھٹی، ساتویں آیت مبارکہ، حرمت شراب کا حکم:

شراب کی حرمت سے متعلقہ تین آیات مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ ناعمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یوں دعا کی: ''اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرما۔ تو سورۂ بقرہ کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی: ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ﴾ (پ٢، البقرۃ: ٢١٩) ترجمۂ کنزالایمان: ''تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت مبارکہ سنائی گئی تو انہوں نے دوبارہ یہی دعا کی: ''''اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرما۔ تو سورہ نساء کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى﴾ (پ٥، النساء: ٤٣) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا گیا اور انہیں یہ آیت مبارکہ سنائی گئی تو انہوں نے دوبارہ یہی دعا کی: ''''اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم بیان فرما۔ تو سورۂ مائدہ کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی: ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ

---

1 ......تفسیر خزائن العرفان، پ١٠، الانفال: تحت الآیۃ: ٦٧، ص٣٥٠، مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد...الخ، ص٩٧٠، حدیث: ٩٠۔

2 ......مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر، ص١٣٠٦، حدیث: ٢٤۔

يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾﴾ (پ۷، المائدة: ۹۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیراور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللّٰہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔'' جب یہ تیسری آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِطمینان کا اظہار فرمایا۔[1]

(8)......آٹھویں آیت مبارکہ، اللّٰہ بڑی برکت والا ہے:

حضرت سیِّدُنا ابوخلیل صالح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب حسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر یہ آیات مبارکہ نازل ہوئیں: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۲ تا ۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: ''اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اُسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یوں فرمایا: ''فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ'' تو یہی الفاظ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں نازل ہوگئے اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهَا خَتَمَتْ بِالَّذِيْ تَكَلَّمْتَ يَا عُمَر یعنی اے عمر! اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ آیت مبارکہ تو بعینہ انہی الفاظ پر ختم کردی گئی ہے جو الفاظ تمہاری زبان سے نکلے تھے۔''[2]

(9)......نویں آیت مبارکہ، منافقین کی نماز جنازہ اور تدفین کی ممانعت:

جب منافقین کے سردار عبد اللّٰہ بِن اُبَی کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن ابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو مسلمان، صالح مُخلِص صحابی اور کثیر العبادت تھے یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1. ......ابوداود، کتاب الاشربۃ، باب في تحریم الخمر، ج ۳، ص ۴۵۴، حدیث: ۳۶۷۰۔
2. ......درمنثور، پ ۱۸، المؤمنون، تحت الآیۃ: ۱۴، ج ۶، ص ۹۲۔

وَسَلَّم اُن کے والد **عبد اللہ** بن اُبی بن سَلُول کو کفن کے لئے اپنی قمیص مبارک عنایت فرمائیں اور نمازِ جنازہ بھی پڑھائیں۔ یہ سن کر سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان دونوں امور کے ارادے سے آگے بڑھے تو حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں فوراً اٹھا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بالکل سامنے کھڑا ہوگیا اور دَست بَستہ عرض کی: ''**اَعَلٰی عَدُوِّ اللّٰہِ ابْنِ اُبَیِّ الْقَائِلِ یَوْمَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَکَذَا یعنی یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ دشمنِ خدا **عبد اللہ** بن اُبَی کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں؟ جس نے فلاں فلاں دن ایسی ایسی گستاخیاں کی تھیں۔'' لیکن **سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس منافق کو اپنی قمیص بھی عطا فرمائی اور اس کے جنازے میں بھی شرکت فرمائی۔ بعد میں یہ آیتِ مبارکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مُوافَقَت میں نازل ہوگئی: ﴿**وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸۴**﴾ (پ۱۰، التوبۃ: ۸۴)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ **اللہ** و رسول سے مُنکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔''(1)

منافق کو قمیص عطا فرمانے اور جنازے میں شرکت کی حکمتیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے علم ہونے کے باوجود منافقوں کے سردار **عبد اللہ** بن ابی کو اپنی قمیص بھی عطا کی اور اس کی جنازے میں بھی شرکت کی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس عمل میں فوائد سے بھرپور بے شمار حکمتیں تھیں، چند درج ذیل ہیں:

(1)...... **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منافق **عبد اللہ** بن ابی کو جب اپنی مبارک قمیص عطا فرمائی اور جنازے و تدفین میں شرکت کی اس وقت مُمانَعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

(2)...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم تھا کہ آپ کا یہ عمل ایک ہزار

1 ......خزائن العرفان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۸۴، ص۳۷۶، الصواعق المحرقۃ، ص۱۰۰، تاریخ الخلفاء، ص۹۷ ملخصاً۔

آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہوگا اسی لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے **عبد اللّٰہ** بِن اُبَی کو اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازے میں بھی شرکت کی۔

(3)......قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیِّدُنا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جو بدر میں اسیر ہوکر آئے تھے انہیں **عبد اللّٰہ** بن اُبی نے اپنا کُرتہ پہنایا تھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اپنی قمیص عطا فرما کر بدلہ پورا کر دیا۔

(4)......سُلْطَانُ الْمُتَوَكِّلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فعل میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ کفار آپ کے اس رویے سے متاثر ہوں گے چنانچہ جب کُفّار نے دیکھا کہ ایسا شدید عداوت رکھنے والا شخص جب دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کُرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں تو یہ سوچ کر ایک ہزار کافر مسلمان ہوگئے۔"[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(10)......دسویں آیت مبارکہ، منافقین کے لیے دعائے مغفرت:

دو جہاں کے تاجْوَر، سُلطانِ بَحرو بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب منافقین کے اِستغفار کی کثرت کی تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان پر یہ کلمات آئے: "**سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ** یعنی یا **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کا ان منافقین کے لیے اِستغفار فرمانا یا نہ فرمانا دونوں برابر ہیں۔" تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان ہی الفاظ میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں یہ آیت کریمہ نازل فرمادی:

﴿سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ (پ۲۸، المنافقون:٦) **ترجمۂ کنزالایمان:** "ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو۔"[2]

---

1 ......خزائن العرفان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۸۴، ص۳۷٦۔

2 ......الصواعق المحرقۃ، ص۱۰۰، تاریخ الخلفاء، ۹۷۔

(11)......گیارہویں آیت مبارکہ،مقام بدر کی طرف جانے کا حکم:

ملک شام سے کفار کا ایک قافلہ ساز وسامان کے ساتھ آرہا تھا،سرکارِمکۂ مکرمہ،سردارِمدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب کے ساتھ اس قافلے سے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے،ادھر جب کفار مکہ کو معلوم ہوا تو ابو جہل بھی قریش کا ایک بڑا لشکر لے کر ملک شام سے آنے والے قافلے کی مدد کے لیے نکل کھڑا ہوا۔لیکن جب اس قافلے کو معلوم ہوا کہ مسلمان ان کے مقابلے کے لیے آرہے ہیں تو انہوں نے وہ راستہ تبدیل کردیا اور سمندری راستے سے کسی اور راہ نکل گئے۔ابو جہل کو جب یہ معلوم ہوا تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ قافلہ تو صحیح سلامت دوسری راہ نکل گیا لہٰذا واپس مکہ مکرمہ چلتے ہیں لیکن اس نے واپس جانے سے انکار کردیا اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے مقام بدر کی طرف چل پڑا۔ادھر نور کے پیکر،تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معلوم ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا:''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کُفّار کے دونوں گروہوں میں سے ایک پر مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا خواہ وہ ملک شام والا قافلہ ہو یا مکہ مکرمہ سے آنے والے کفار قریش کا لشکر۔'' قافلہ چونکہ نکل چکا تھا لہٰذا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا۔بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی:''ہم باقاعدہ جنگ کی تیاری سے نہیں آئے تھے،لہٰذا ابو جہل کے لشکر سے اعراض کرکے اسی ملک شام والے قافلے کا تعاقب کرنا چاہیے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا:''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جیسا آپ کے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو حکم فرمایا ہے ویسا ہی کیجئے یعنی بدر کی طرف تشریف لے چلیے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:﴿ **كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ۪ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَكٰرِهُوْنَۙ(۵)** ﴾(پ ۹، الانفال: ۵) **ترجمۂ کنزالایمان:**''جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا۔''[1]

1......خزائن العرفان، پ۹، الانفال، تحت الآیۃ:۵، ص ۳۳۴، تفسیر البیضاوی، پ ۹، الانفال، تحت الآیۃ: ۵، ج ۳، ص ۸۹۔
تاریخ الخلفاء، ص ۹۷، الصواعق المحرقۃ، ص ۱۰۰۔

(12)......بارہویں آیت مبارکہ،سَیِّدہ عائشہ صِدِّیقہ کی پاکیزگی کا بیان:

۵ ہجری میں غزوۂ بنی مُصطَلِق سے واپسی کے وقت قافلہ مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام پر ٹھہرا تو اُم المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ضرورت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں وہاں آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہَا کا ہار ٹوٹ گیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس کی تلاش میں مصروف ہوگئیں اور قافلے والے آپ کو قافلے میں سمجھ کر روانہ ہوگئے۔ بعد ازاں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حضرت سَیِّدُنا صفوان رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ آگئیں تو قافلے میں موجود منافقین نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شان میں بدگوئی شروع کردی اور اَوْہامِ فاسِدہ (غلط وسوسے) پھیلانا شروع کر دیے۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے اس معاملے میں گفتگو فرمائی تو تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**مَنْ زَوَّجَکَھَا** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ام المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ آپ کا نکاح کس نے فرمایا؟'' فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے۔'' عرض کیا: ''**اَتَنْظُرُ اَنَّ رَبَّکَ دَلَّسَ عَلَیْکَ فِیْھَا** یعنی کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ کے رب عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو عیب دار چیز عطا فرمائی ہے؟ ہرگز نہیں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے **سُبْحَانَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ** یعنی الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں یہی الفاظ ربّ عَزَّوَجَلَّ نے نازل فرمادیے: ﴿**وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ⑯**﴾ (پ۱۸، النور: ۱۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سُنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔''[1]

(13)......تیرہویں آیت مبارکہ، رمضان کی راتوں میں مُباشَرت کی اجازت:

ابتدائے اسلام میں رمضان المبارک کی راتوں میں اپنی زوجہ سے مُباشَرت کرنا جائز نہیں تھا، لیکن امیر المؤمنین

---

[1] ......خزائن العرفان، پ۱۸، النور، تحت الآیۃ: ۱۶، ص ۵۵۲۔

عمدۃ القاری، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی القبلۃ۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۳۸۷، تحت الحدیث: ۴۰۲ ملتقطا۔

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ودیگر چند صحابہ کرام نے جماع کرلیا تو رمضان المبارک کی راتوں میں جماع کے جواز کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآىٕكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ﴾ (پ۲، البقرۃ: ۱۸۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اورتم ان کے لباس **اللّٰہ** نے جانا کہ تم اپنی جانوں کوخیانت میں ڈالتے تھے تواس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تواب ان سے صُحبت کرو۔''(1)

(14)......چودھویں آیت مبارکہ، جوجبریل کا دشمن، اللّٰہ اس کا دشمن:

حضرت سیِّدُنا اِبنِ اَبِی حاتِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بِن اَبِی لَیلیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک یہودی کی ملاقات ہوئی تو اس نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا: ''اِنَّ جِبْرِيْلَ الَّذِيْ يَذْكَرُ صَاحِبُكُمْ عَدُوٌّ لَّنَا یعنی یہ جو جبریل ہے جس کا تذکرہ تمہارے دوست (**محمد** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِيْنَ یعنی جو کوئی دشمن ہو **اللّٰہ** اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو **اللّٰہ** دشمن ہے کافروں کا۔'' چنانچہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں انہی الفاظ میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمادی: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۹۸﴾ (پ۱، البقرۃ: ۹۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''جو کوئی دشمن ہو **اللّٰہ** اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو **اللّٰہ** دشمن ہے کافروں کا۔''(1)

(15)......پندرھویں آیت مبارکہ، رسول اللّٰہ کو حَکَم بنانے کا حُکم:

حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبِی حاتِم اور حضرت سیِّدُنا ابنِ مَردَوَیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حضرت سیِّدُنا اَبُوالاَسوَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......سنن ابی داود، کتاب الاذان، کیف الاذان، ج۱، ص ۲۱۳، الحدیث: ۵۰۶، خزائن العرفان، پ۲، البقرہ: ۱۸۷۔

2 ......درمنثور، پ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۹۷، ج۱، ص ۲۲۴۔

عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا مُقدمہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے مابین فیصلہ فرمادیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے دوسرے سے کہا کہ آؤ ہم حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فیصلہ کرواتے ہیں۔ دونوں بارگاہِ فاروقی میں پہنچے تو جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس شخص نے عرض کیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے حق میں فیصلہ فرمادیا ہے۔ یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''مَكَانَكُمَا حَتّٰى اَخْرُجَ اِلَيْكُمَا فَاَقْضِیْ بَيْنَكُمَا یعنی میرے واپس آنے تک یہیں ٹھہرو، میں ابھی تم دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اندر تشریف لے گئے اور ننگی تلوار ہاتھ میں لیے باہر تشریف لائے اور جس کے خلاف رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فیصلہ فرمایا تھا اس کا سر قلم کر دیا۔ یہ دیکھ کر دوسرا شخص خوف سے بھاگ کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کیا: ''قَتَلَ عُمَرُ وَاللّٰهِ صَاحِبِیْ یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔'' شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنْ يَجْتَرِئَ عُمَرُ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ یعنی مجھے یقین ہے کہ عمر کسی مؤمن کو قتل کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝۶۵﴾ (پ۵، النساء: ۶۵) ترجمۂ کنز الایمان: ''تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔''[1]

(16)......سولہویں آیت مبارکہ، بغیر اجازت گھروں میں داخلے کی مُمانعت:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کے وقت آرام فرماتے رہے تھے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خادم آپ کے کمرے میں داخل ہوا۔ آپ چونکہ نیند کی حالت میں تھے لہٰذا بدن سے کچھ کپڑا اٹھا ہوا تھا

1 ......درمنثور، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۶۵، ج۲، ص۵۸۵۔

ایسی حالت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غلام کا بلا اجازت داخل ہونا اچھا نہ لگا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں دعا کی: ''اَللّٰھُمَّ حَرِّمِ الدُّخُوْلَ عَلَیْنَا فِیْ وَقْتِ نَوْمِنَا یعنی یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے سونے کے اوقات میں بلا اجازت داخلہ حرام فرما دے۔'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مُوافقت میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوگئی: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝۲۷﴾ (پ۱۸، النور: ۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور اُن کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۔''[1]

(17)......سترہویں آیت مبارکہ، کفار کو حَکَم بنانے کی مُمانعت:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۝۶۰﴾ (پ۵، النساء: ۶۰) ترجمۂ کنزالایمان: ''کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم سے پہلے اُترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور اُن کا تو حکم یہ تھا کہ اُسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دُور بہکا دے۔''

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ بِشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا، یہودی نے کہا: ''چلو سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے طے کرالیں کیونکہ وہ تمہارے سچے نبی ہیں۔'' منافق نے سوچا کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو کسی کی رعایت کیے بغیر صرف سچا فیصلہ کریں گے اور اس سے مطلب حاصل نہ ہوگا اس لئے اُس نے باوجود مدعیِ ایمان ہونے کے یہ کہا کہ ایسا کرتے ہیں کَعْب بِن اَشرف یہودی کے پاس چل کر اس سے فیصلہ کرواتے ہیں۔ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کَعْب بِن اَشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے) یہودی جانتا تھا کہ کعب رِشوت خور ہے اِس لئے اُس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اُس کو پنچ تسلیم نہ کیا۔ بالآخر منافق کو فیصلے کے لئے حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارگاہ میں حاضر ہونا پڑا۔

---

[1]......ارشاد الساری، کتاب تفسیر القرآن، سورۃ الاحزاب، باب قولہ: لا تدخلوا۔۔۔الخ، ج۱۰، ص۵۹۶، تحت الحدیث: ۴۷۹۰۔

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فریقین کی بات سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔فیصلہ سننے کے بعد منافق نے اسے تسلیم نہ کیا اور یہودی کو اس بات پر مجبور کیا کہ ''ایسا کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں چلتے ہیں وہ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہوگا۔'' دونوں بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوئے تو یہودی نے عرض کیا کہ ''**اللہ** کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے لیکن یہ شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے متفق نہیں، یہ آپ سے فیصلہ کروانا چاہتا ہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ''**مَکَانَکُمَا حَتّٰی اَخْرُجَ اِلَیْکُمَا** یعنی تم دونوں میرے واپس آنے تک یہیں ٹھہرو۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اندر تشریف لے گئے اور ننگی تلوار لے کر باہر آئے اور اس منافق کی گردن تن سے جدا کر دی۔ارشاد فرمایا: ''**ھٰکَذَا اَقْضِيْ لِمَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَاءِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ** یعنی جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلے سے راضی نہیں عمر اس کا فیصلہ یوں کرے گا۔''[1]

(18)......اٹھارہویں آیت مبارکہ، سابقین جنتیوں کے دو گروہ:

قیامت کے دن تین طرح کے لوگ ہوں گے: (۱) **اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ** یعنی جن کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ (۲) **اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ** یعنی وہ جن کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ (۳) **السّٰبِقُوْنَ** یعنی وہ لوگ جو نیکیوں میں سبقت لے گئے۔ پھر ان کے جنتی ہونے کا بیان ہے۔اس تیسری قسم کے لوگوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں: (۱) اگلے یعنی پہلے والے (۲) پچھلے یعنی بعد والے۔اگلوں سے مراد صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور پچھلوں سے مراد بعد والے لوگ ہیں۔فرمایا گیا: ﴿**ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۴﴾**﴾ (پ۲۷، الواقعہ: ۱۳، ۱۴) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگلوں میں سے پورا ایک گروہ اور پچھلوں میں صرف تھوڑے سے؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں یہ آیات مبارکہ نازل ہوگئیں: ﴿**ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۰﴾**﴾ (پ۲۷، الواقعہ: ۳۹، ۴۰) ترجمۂ

---

[1] ......درمنثور، پ۵، النساء، تحت الآیۃ: ۶۰، ج۲، ص۵۸۲۔

کنزالایمان: ''اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔''(1)

(19)......انیسویں آیت مبارکہ، حکم کی عمومیت:

حضرت سیِّدُ نا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنا واقعہ کچھ یوں عرض کرنے لگا کہ ایک عورت میرے پاس کچھ خریدنے آئی تو میں اسے اپنے کمرہ خاص میں لے گیا اور زنا کے علاوہ سب کچھ کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**وَیْحَکَ لَعَلَّهَا مُغِيْبٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ** تیری بربادی ہو شاید اس کا شوہر جہاد پر گیا ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں جاؤ۔'' وہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں گیا اور سارا معاملہ بیان کیا تو انہوں نے بھی حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**لَعَلَّهَا مُغِيْبٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ** شاید اس کا شوہر جہاد پر گیا ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں۔'' پھر وہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی وہی ارشاد فرمایا جو حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا تھا۔'' پھر سورۂ ھود کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴾ (پ ۱۲، ھود: ۱۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔''

تو اس شخص نے پوچھا: ''**یا رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا اس آیت میں جو حکم ہے وہ صرف میرے لیے خاص ہے؟'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''یہ تیرے لیے خاص نہیں بلکہ سب کے لیے عام ہے۔'' حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تائید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**صَدَقَ عُمَرُ** یعنی عمر نے سچ کہا۔''(2)

---

1 ......درمنثور، پ ۲۷، الواقعۃ، تحت الایۃ: ۱۳، ج ۸، ص ۷، تاریخ ابن عساکر، ج ۴۰، ص ۲۲۹، نور العرفان، پ ۲۷، الواقعہ، تحت الآیۃ: ۱۳۔

2 ......مسند امام احمد، مسند عبد اللّٰہ بن عباس، ج ۱، ص ۲۵۹، حدیث: ۲۲۰۶۔

رسولُ اللہ کی موافقت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طَیِّبَہ کے بے شمار ایسے واقعات بھی ہیں جن میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خودسرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے کسی معاملے میں تائید اور موافقت عطا ہوئی، چندواقعات پیش خدمت ہیں:

(20)......الفاظِ اذان کے متعلق فاروقِ اعظم کا خواب:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لوگوں کو نماز کی دعوت کے لیے ناقوس بجانے کا حکم دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص دوسبز کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں ایک ناقوس لے کر میرے پاس آیا۔ میں نے کہا: ''اے اللّٰہ کے بندے! کیا یہ ناقوس مجھے بیچو گے؟'' وہ کہنے لگا: ''یہ تمہارے کس کام کا؟'' میں نے کہا: ''میں اس کے ساتھ لوگوں کو نماز کی طرف بلاؤں گا۔'' وہ کہنے لگا: ''اگر تم چاہو تو میں تمہیں نماز کے لیے بلانے کا اس سے بہتر طریقہ نہ بتاؤں؟'' میں نے کہا: ''ضرور بتائیے۔'' وہ کہنے لگا: ''تم یہ کہا کرو: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ**۔'' اور اس نے ساری اذان کہہ سنائی۔ پھر اس نے کہا: ''جب تم جماعت قائم کرنے لگو تو یوں کہو: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ**۔'' اور اس نے ساری اقامت کہہ سنائی۔ جب صبح ہوئی تو میں حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو یہ خواب ضرور سچ ہوگا۔ تم بلال کے ساتھ جاؤ اور جو کچھ تم نے خواب میں سنا ہے وہ بلال کو سناتے جاؤ کیونکہ اس کی آواز تم سے بلند ہے۔'' تو میں نے حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ساتھ کھڑا کرلیا، میں سیِّدُنا بلال کو کلماتِ اذان بتاتا رہا اور آپ اذان دیتے رہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گھر میں یہ آواز سنی تو دوڑے دوڑے مسجد میں آئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ ان کی چادر زمین پر گھسٹتی آرہی تھی اور وہ کہہ رہے تھے: ''**وَالَّذِي بَعَثَکَ بِالْحَقِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ رَأَیْتُ مِثْلَ مَا رَاٰی** یعنی **یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے، میں نے آج خواب میں یہی الفاظ سنے ہیں۔'' حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**فَلِلّٰہِ**

اَلْحَمْدُ یعنی تمام تعریفیں ربّ عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہیں۔''[1]

(21)......فاروقِ اعظم کی رائے پر اَلفاظِ اذان میں اضافہ:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مُؤَذِّنِ رسول حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ابتداءً اذان میں ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کے بعد ''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ'' کہا کرتے تھے۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے بلال! اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کہا کرو۔'' یہ سن کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم ارشاد فرمایا: ''قُلْ كَمَا اَمَرَكَ عُمَرُ یعنی اے بلال! جیسا عمر نے تمہیں حکم دیا ہے ویسا ہی کہو۔''[2]

(22)......غزوۂ اُحد میں آپ کے قول کی موافقت:

غزوۂ اُحد میں جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہادت کی خبر پھیل گئی تو ابوسفیان (جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوگئے تھے) نے اس بات کی تصدیق کے لیے تین سوالات کیے تو رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا جواب دینے سے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو دو مرتبہ منع فرمایا لیکن تیسری بار منع نہ فرمایا۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے جواب دیا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تیسری بار جواب دینے سے منع نہ کرنا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ابوسفیان کو جواب دینے کی موافقت تھی۔ چنانچہ غزوۂ اُحد میں حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امیر المؤمنین، خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ و دیگر چند صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ساتھ ایک پہاڑ کے دامن میں موجود تھے۔ابوسفیان نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہادت کی تصدیق کرنے کے لیے اس پہاڑ پر آکر با آواز بلند کہا: ''اَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ یعنی کیا تم میں محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) موجود ہیں؟'' تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام صحابہ کرام

1......ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب کیف الاذان، ج ۱، ص ۲۱۰، حدیث: ۴۹۹۔

2......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلاۃ، باب فی بدء الاذان والاقامۃ، ج ۱، ص ۱۸۸، حدیث: ۳۶۲۔

عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کو خاموش رہنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا: ''**اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ اَبِي قُحَافَةَ** یعنی کیا تم میں ابو قحافہ کا بیٹا (حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) ہے؟'' اس بار بھی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کو خاموش رہنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نے پھر پوچھا: ''**اَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ** یعنی کیا تم میں خطاب کا بیٹا (حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) ہے؟'' لیکن اس بار **رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان کو خاموش رہنے کا حکم ارشاد نہ فرمایا۔ ابوسفیان کہنے لگا: ''**اِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوا فَلَوْ كَانُوا اَحْيَاءً لَاَجَابُوا** یعنی یہ سارے قتل (شہید) ہوگئے ہیں اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیسے ہی اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہادت کا سنا تو آپ کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی اور چونکہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی اب جواب دینے سے منع نہ فرمایا تھا تو **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موافقت بھی آپ کو حاصل تھی لہٰذا آپ نے باآواز بلند ارشاد فرمایا: ''**كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اَبْقَى اللّٰهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيكَ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! تو جھوٹا ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تیرے خلاف اس چیز کو باقی رکھا ہے جو تجھے ذلیل کر دے گی۔''(1)

(23)......فاروقِ اعظم کا مدنی مشورہ اور لشکر کی شکم سیری:

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن اَبِی عَمرہ اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہم ایک بار جنگی سفر میں حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے اور زادِراہ تقریباً ختم ہو چکا تھا جب بھوک کی شدت نے تنگ کیا تو لوگوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ ''بعض سواریاں ذبح کر لی جائیں تاکہ کچھ تو بھوک کم کی جاسکے۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب یہ دیکھا کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انہیں اس بات کی اجازت دینے ہی والے ہیں تو انہوں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: ''**یارسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر ہم اپنی سواریاں ذبح کرکے کھانا شروع کر دیں تو دشمن کے سامنے ہم بھوکے اور بغیر سواریوں کے ہوں گے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

---

(1)......بخاری، کتاب المغازی، غزوۃ احد، ج ٣، ص ٣٤، حدیث: ٤٠٤٣۔

بارگاہِ رسالت میں مسلمانوں کی خیر خواہی سے بھرپور مدنی مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا: ''اِنْ رَاَیْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ تَدْعُوَ لَنَا بِبَقَایَا اَزْوَادِھِمْ فَتَجْمَعَھَا ثُمَّ تَدْعُوَ اللّٰہَ فِیْھَا بِالْبَرَکَۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی سَیُبَلِّغُنَا بِدَعْوَتِکَ یعنی یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرا مشورہ یہ ہے کہ تمام لشکر والے ایسا کریں کہ جس کے پاس جو کچھ بھی تھوڑا بہت کھانے کے لیے کچھ بچا ہوا ہے وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر کردے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کھانے کے ڈھیر پر برکت کی دعا فرمادیں تو اللّٰہ تعالٰی آپ کی دعا سے اس کھانے میں ایسی برکت پیدا فرمادے گا کہ وہ کھانا ہم سب کے لیے کافی ووافی ہوگا۔''

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ مشورہ بہت ہی پسند آیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اس مدنی مشورے کی موافقت فرماتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ جس کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا سب نے بارگاہِ رسالت میں لاکر پیش کردیا۔ راوی کہتے ہیں: ''فَجَمَعَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ فَدَعَا مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَدْعُوَ یعنی میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان تمام اشیاء کو ایک جگہ جمع کردیا، پھر کھڑے ہوئے اور اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مرضی سے جو دعا فرمانی تھی فرمادی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لشکر کے تمام لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ اپنے اپنے برتن اس سے بھرلیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ: ''فَمَا بَقِیَ فِی الْجَیْشِ وِعَاءٌ اِلَّا مَلَأُوْہُ وَبَقِیَ مِثْلُہٗ یعنی لشکر میں موجود تمام کے تمام برتن اس سے بھر گئے اور وہ ویسا ہی رہا اس میں بھی کچھ کمی نہ آئی۔'' یہ دیکھ کر حضور نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اتنا مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ ارشاد فرمایا: ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا یَلْقَی اللّٰہَ عَبْدٌ مُّؤْمِنٌ بِھِمَا اِلَّا حُجِبَتْ عَنْہُ النَّارُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں، یہ دونوں کلمات پڑھنے والا کل بروز قیامت اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے اور دوزخ کے مابین ایک آڑ قائم کردی جائے گی۔''(1)

(1)...... مسند امام احمد، حدیث ابی عمرۃ الانصاری، ج ۵، ص ۲۶۴، ص ۱۵۴۴۹۔

فاروقِ اعظم کا نبی کریم سے مدد طلب کرنے کا عقیدہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا واقعے سے علم وحکمت کے بے شمار مدنی پھول ملتے ہیں چنانچہ چند مدنی پھول پیشِ خدمت ہیں انہیں اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجا لیجئے:

......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ عقیدہ تھا کہ جب کوئی مشکل گھڑی آجائے تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد مانگنا جائز ہے۔

......نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول، بی بی آمنہ کے پھول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مشکل گھڑی میں مدد فرما سکتے ہیں، جبھی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت سے مدد طلب کی۔

......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کثیر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے **سیِّدِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اسلامی لشکر کے لیے مدد طلب کی اور کسی صحابی نے اس بات پر انکار نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا اس بات پر اجماع ہے کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد مانگنا جائز ہے۔

......تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اٰمِرٌ بِالْمَعْرُوْف** یعنی نیکی کا حکم دینے والے اور **نَاہٍ عَنِ الْمُنْکَر** یعنی برائی سے منع فرمانے والے ہیں۔ اگر **غیر اللہ** سے مدد طلب کرنا ناجائز ہوتا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد طلب کی تو آپ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فوراً منع فرما دیتے کہ ''اے عمر! **غیر اللہ** سے مدد مانگنا ناجائز ہے لہٰذا تم صرف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی سے مدد طلب کرو۔''

......حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو منع کرنے کے بجائے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کی موافقت فرمائی اور پورے لشکر کو ان کی رائے پر عمل کرنے کا حکم دیا اور لشکر نے اس پر عمل بھی کیا۔ معلوم ہوا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے بندوں سے مدد طلب کرنے کی بات کرنا اور ان سے مدد طلب کرنا دونوں باتیں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ثابت ہیں۔

......اس واقعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بے شمار

اختیارات عطا فرمائے ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر کسی چیز میں برکت کی دعا فرما دیں تو ربّ تعالیٰ اس میں اتنی برکت پیدا فرما دیتا ہے کہ کثیر تعداد اُس سے فیضیاب ہوجائے تب بھی اُس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آتی۔

لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(24)......طاعون زدہ علاقے میں نہ جانے کے متعلق آپ کی موافقت:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ملک شام کی طرف نکلے۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تبوک کے قریب ایک بستی سَرْغ میں پہنچے تو راستے میں ملک شام کی طرف سے آنے والے صحابی رسول امین الامت حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیدہ بِن جَرّاح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر اُمَراءِ لشکر کی آپ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے آپ کو اس بات سے مطلع کیا کہ ملک شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی ہے۔ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے حکم دیا کہ ''سابق الہجرت مہاجرین صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان'' کو بلا لاؤ۔ میں گیا اور ان تمام صحابہ کو بُلا لایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا اور مشورہ لیا تو ان میں دو گروہ ہوگئے۔ بعض کہنے لگے کہ ہم نے جس کام کا ارادہ کیا ہے اس سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے یہ مناسب نہیں ہے۔ جبکہ بعض کی رائے یہ تھی کہ طاعون زدہ علاقے میں داخل ہونا مناسب نہیں ہے۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان تمام کو بھیج دیا اور مجھے حکم ارشاد فرمایا کہ اب ''انصار'' کو بلا لاؤ۔ میں گیا اور انصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بلا لایا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے بھی مشورہ طلب کیا تو ان میں بھی دو گروہ ہوگئے۔ بعض کہنے لگے کہ ہم جس کام کا ارادہ کرکے آئے ہیں اسے ضرور پورا کرنا چاہیے۔ اس سے پیچھے ہٹنا مناسب نہیں جبکہ بعض کی رائے یہ تھی کہ طاعون زدہ علاقے میں داخل ہونا مناسب نہیں۔

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان تمام کو بھی بھیج دیا اور مجھے حکم ارشاد فرمایا کہ اب انہیں بلاؤ جو فتح مکہ کے قریب اسلام لانے والے قریش ہیں۔ میں گیا اور ان تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا بلا لایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے بھی مشورہ طلب کیا لیکن ان سب سے اس بات پر اتفاق کیا کہ واپس لوٹ چلیں طاعون زدہ علاقے میں داخل نہ ہوں۔ بہرحال آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جب ان تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ لے لیا تو حکم ارشاد فرمایا کہ تمام صبح واپس جائیں گے۔ صبح حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیدہ بن جَراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''**اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ** حضور! یہ آپ نے کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ کیا ہم **اللّٰہ** کی تقدیر سے بھاگ کر واپس جائیں گے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوعُبَیدہ! اگر یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی تو بہتر ہوتا۔'' پھر فرمایا: ''**نَعَمْ! نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰهِ** ہاں! ہم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے بھاگ کر اس کی تقدیر ہی کی طرف لوٹیں گے۔ ذرا ایک بات بتاؤ! اگر تم حالت سفر میں اونٹ پر سوار ہو اور تمہیں ایک ایسی وادی میں اترنا پڑے جس کے دو کنارے ہوں، ایک سرسبز اور دوسرا خشک۔ وہاں اگر تم اپنا اونٹ چرنے کے لیے سرسبز کنارے پر چھوڑ دو تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے ایسا کرو گے اور اگر خشک کنارے میں چھوڑ دو تو بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی تقدیر سے ہی ایسا کرو گے۔''

حضرت سیِّدُنا عبد **اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اتنے میں حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عَوف تشریف لے آئے جو کسی حاجت کے لیے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ حضور اس معاملے میں میرے پاس ایک حدیث پاک ہے۔ میں نے حضور نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''**اِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ** یعنی جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون کی وبا آگئی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تم ایسے علاقے میں موجود ہو جس میں طاعون کی وبا ہے تو اس سے ڈر کر وہاں سے مت بھاگو۔'' امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی رائے کی موافقت میں جب یہ حدیث مبارکہ سنی تو آپ نے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر واپس لوٹ آئے۔[1]

---

1 ...... بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، ج ۴، ص ۲۸، حدیث: ۵۷۲۹۔

صحیح ابن حبان، کتاب الجنائز، ذکر الزجر عن القدوم علی البلد ۔۔۔ الخ، الجزء: ۴، ج ۳، ص ۲۶۵، حدیث: ۲۹۴۲۔

(25)......فاروقِ اعظم کی رائے کہ ”لوگ عمل کرنا چھوڑ دیں گے“:

حضرت سیِّدُنا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”**اَبْشِرُوا وَبَشِّرُوا مَنْ وَرَاءَ كُمْ، اَنَّهُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ** یعنی تمہارے لیے خوشخبری ہے اور تم اپنے بعد والوں کو خوشخبری دے دو کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔“ یہ سن کر جب ہم بارگاہِ رسالت سے واپس آئے تو لوگوں کو اس بات کی خوشخبری دینے لگے اتنے میں ہمارا سامنا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہو گیا، ہماری گفتگو سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمیں لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا: ”**یَا رَسُوْلَ اللّٰه اِذًا يَتَّكِلُ النَّاسُ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگر لوگوں میں یہ بات پھیلا دی جائے تو وہ اسی پر تکیہ کر کے دیگر عمل وغیرہ چھوڑ دیں گے۔“ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بات سن کر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش ہو گئے اور انکار نہ فرمایا۔[1] (گویا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کو تقریری مُوافقت حاصل ہو گئی۔)

(26)......دعائے نبوی سے فاروقِ اعظم کی موافقت:

حضرت سیِّدُنا اَزْرَق بِن قَیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز پڑھائی جن کی کنیت ابو رِمْثَہ تھی۔ نماز کے بعد انہوں نے ایک واقعہ ہمیں بیان کیا کہ میں نے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتداء میں یہی یا کوئی اور نماز ادا کی۔ امیر المؤمنین **خلیفۂ رسول اللہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دائیں طرف صفِ اَوّل میں کھڑے ہوتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ صفِ اَوّل میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو تکبیرِ اولیٰ میں شریک ہوا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جیسے ہی نماز ختم کی تو وہ شخص وہیں کھڑا ہو کر دو رکعت پڑھنے لگا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جیسے ہی اسے دیکھا تو فوراً اٹھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور

---

1 ......مسند امام احمد، حدیث ابی موسی اشعری، ج ۷، ص ۱۴۴، حدیث: ۱۹۶۱۴۔

فرمایا: ''اِجْلِسْ فَاِنَّهُ لَمْ یَهْلِکْ اَهْلُ الْکِتَابِ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ یَکُنْ بَیْنَ صَلَوَاتِهِمْ فَصْلٌ یعنی بیٹھ جاؤ! اہل کتاب اسی لیے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنی نمازوں (یعنی فرائض وسنن) میں فاصلہ نہ رکھا۔'' مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نگاہ اٹھا کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف دیکھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فعل کی موافقت فرماتے ہوئے یوں دعا ارشاد فرمائی: ''اَصَابَ اللّٰهُ بِکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ یعنی اے عمر! اللہ تجھے ہمیشہ صائب الرائے رکھے۔''[1]

(27)......فاروقِ اعظم کی رائے کی بارگاہِ رسالت میں قبولیت:

حضرت سیِّدُنا ابو ہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار ہم دو عالَم کے مالِک ومُختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے ہمارے ساتھ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ و حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی موجود تھے۔ اچانک سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے۔ جب کافی دیر ہوگئی تو تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو تشویش لاحق ہوئی۔ سب سے پہلے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا اور میرے پیچھے پیچھے دیگر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی نکل آئے۔ میں بنو نجار کے ایک باغ تک پہنچ گیا مگر باغ میں داخل ہونے کا کوئی راستہ نظر نہ آیا بالآخر ایک چھوٹی سی جگہ مل گئی جس سے میں اندر داخل ہوگیا۔ جیسے ہی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ اَنور کی زیارت کی تو سُکھ کا سانس لیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جیسے ہی مجھے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''مَا شَاْنُکَ یعنی اے ابو ہُریرہ! کیا بات ہے؟'' میں نے سارا ماجرا بیان کردیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ دیگر اصحاب میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اپنی نَعْلَین (مبارک چپل) عطا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اِذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ یعنی میری یہ نعلین لے جاؤ اور اس باغ کے باہر جس شخص سے ملاقات ہو اور وہ دل سے گواہی دے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔'' فرماتے ہیں کہ میں وہ نعلینِ مبارکہ لے کر جیسے ہی باغ کے باہر آیا تو سب سے پہلے میری ملاقات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوگئی۔ انہوں نے میرے ہاتھ

[1]......ابو داود، کتاب الصلوة، باب فی الرجل یتطوع فی مکانه، ج۱، ص۳۷۶، حدیث: ۱۰۰۷ مختصرا۔

میں جب نعلین مبارکہ دیکھیں تو پوچھا: ''مَاهَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ یعنی اے ابو ہریرہ! یہ نعلین کیسی ہیں؟'' میں نے عرض کیا کہ یہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِيْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعلین مبارکہ ہیں اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے یہ دے کر بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا کہ ''اے ابو ہریرہ! اس باغ کے باہر جس شخص سے ملاقات ہو اور وہ دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔''

یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے میرے سینے میں اتنے زور کی ضرب لگائی کہ میں پیٹھ کے بل گر گیا اور فرمایا: ''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں واپس چلو۔'' میں روتا ہوا بارگاہِ رسالت میں پہنچا تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے استفسار فرمایا کہ: ''مَالَكَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ اے ابو ہریرہ کیا ہوا؟'' میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے استفسار فرمایا:

''يَا عُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ یعنی اے عمر! تمہیں کس بات نے ایسا کرنے پر مجبور کیا؟''

سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ نے ابو ہریرہ کو اپنی نعلین دے کر بھیجا تھا اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسے جنت کی خوشخبری دے دو؟'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں۔'' عرض کیا: ''فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّي اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ایسا مت کیجئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور کوئی عمل وغیرہ نہیں کریں گے لہٰذا آپ انہیں عمل کرنے دیجئے۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کی موافقت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''فَخَلِّهِمْ یعنی اے عمر! اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے انہیں عمل کرنے دو۔''[1]

صحابۂ کرام کی موافقت

(28)......فاروقِ اعظم کی رائے، صدیق اکبر کی موافقت:

حضرت سیِّدُنا طارق بن شہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ بنی اَسَد اور بَنِی غَطْفَان کا ایک وفد خلیفۂ رسول اللہ

[1]......مسلم، کتاب الایمان، الدلیل علی ان من مات علی التوحید، ص ۳۷، حدیث: ۵۲۔

حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس صُلح کی غرض سے آیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے انہیں ارشاد فرمایا: ''یا تو فیصلہ کن جنگ اختیار کرلو یا ذلت آمیز صلح۔'' وہ کہنے لگے: ''فیصلہ کُن جنگ کا مطلب تو ہم جانتے ہیں مگر یہ ذلت آمیز صلح سے آپ کی کیا مراد ہے؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''تم سے زرعیں اور ہتھیار وغیرہ سب لے لیے جائیں گے، جو مالِ غنیمت ہمیں حاصل ہوگا وہ ہمارا ہی ہوگا اور جو کچھ تم ہم سے حاصل کرو گے وہ واپس کردو گے۔ تم ہمارے مقتولین کی دیتیں ادا کرو گے مگر تمہارے مقتولین جہنم میں جائیں گے۔ (یعنی ہم ان کا خون بہا ادا نہیں کریں گے) تمہیں ایسی قوموں کی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے گا جو اونٹوں کی دُم کے پیچھے کھنچی چلی جاتی ہیں۔ یہ معاملہ تم سے اس وقت تک کیا جاتا رہے گا جب تک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ پر کوئی دوسری صورت ظاہر نہ کردے جس کے سبب تمہیں مَعذور قرار دے دیا جائے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ گفتگو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کی تاکہ ان کی بھی رائے معلوم کی جاسکے۔ تو امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''حضور یہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا فیصلہ تھا ہماری عرض یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فیصلہ کن جنگ اور ذلت آمیز صلح کی بات بہت اچھی کہی ہے، یونہی ہم ان سے جو لیں وہ ہمارا اور وہ جو کچھ لے لیں وہ بھی ہمارا، یہ بھی بڑی اچھی بات ہے۔ البتہ یہ جو آپ نے کہا ہے کہ ہمارے مقتولین کی دِیَّتیں ادا کی جائیں گی اور ان کے مقتولین جہنم میں ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ہمارے شہداء یقیناً **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں قربان ہوئے ہیں ہمیں ان کی دیتیں لینے کی کیا ضرورت۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اس بات پر امیر المؤمنین خلیفہ رسول **اللّٰہ** حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سمیت پوری قوم نے اتفاقِ رائے ظاہر کیا اور اسی بات پر کفار سے صلح کر لی گئی۔ [1]

(29)......صدیقِ اکبر کی جمع قرآن میں فاروقِ اعظم کی موافقت:

امیر المؤمنین خلیفۂ رسول **اللّٰہ** حضرت سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے خلاف ایک زبردست جنگ لڑی گئی جس میں کثیر تعداد میں حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی شہادت ہوئی۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی فہم وفراست سے یہ بات جان لی کہ اگر یونہی مختلف جنگوں میں صحابہ کرام

---

1 ......سنن کبری، کتاب الاشربہ، قتال اھل الردة، ج ۸، ص ۵۸۱، حدیث: ۱۷۶۳۲ ملخصاً۔

عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شہید ہوتے رہے تو قرآن کریم کا اکثر حصہ جاتا رہے گا۔ لہٰذا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ رائے اور مدنی مشورہ دیا کہ موجودہ حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی معاونت سے جمع قرآن کی ترکیب بنائی جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رائے کی موافقت فرمائی اور جمع قرآن کا عظیم کام پایہ تکمیل تک پہنچایا۔[1]

(30)......صحابہ کرام کی بیعتِ صدیقِ اکبر میں فاروقِ اعظم کی موافقت:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد امیر المؤمنین، **خلیفۂ رسول اللہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کے معاملے میں جب مہاجرین وانصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں اختلاف واقع ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فوراً آگے بڑھ کر حضرت سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کر لی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیعت کرنا تھا کہ مہاجرین وانصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں ٹوٹ پڑے اور تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بیعت کر لی۔[2]

فاروقِ اعظم کی دیگر موافقات

(31)......جیسا آپ چاہتے ویسا ہی ہوتا:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جب بھی یہ کہتے ہوئے دیکھا کہ ''میرے خیال میں یہ کام یوں ہونا چاہیے۔'' تو وہ کام اسی طرح ہو کے رہا۔ چنانچہ ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک خوبرو نوجوان گزرا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے لگتا ہے کہ یہ شخص جاہلیت میں اپنی قوم کا نجومی تھا۔ اُسے بلاؤ۔'' لوگ اُسے بلا کر لائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

1......بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ج ۳، ص ۳۹۸، حدیث: ۴۹۸۶ ملتقطا۔
''جمع قرآن'' کی تفصیلات کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۳ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضان صدیق اکبر'' باب ''خلافت صدیق اکبر'' موضوع ''صدیق اکبر اور جمع قرآن'' ص ۴۱۵ کا مطالعہ کیجئے۔

2......سنن کبری للنسائی، کتاب المناقب، باب فضل ابی ابکر الصدیق، ج ۵، ص ۳۷، حدیث: ۸۱۰۹ ملتقطا۔
اسد الغابۃ، عبد اللہ بن عثمان، خلافتہ، ج ۳، ص ۳۳۸ ملتقطا۔

عَنْہ نے اُس سے فرمایا: ''میرا گمان غلط بھی ہوسکتا ہے مگر لگتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں تم نجومی تھے؟'' وہ کہنے لگا: ''اس سے قبل کسی مسلمان شخص سے میری ایسی ملاقات نہیں ہوئی۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میری بات کا جواب دو۔'' وہ کہنے لگا: ''آپ نے صحیح کہا میں واقعی کفار کا نجومی تھا۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''تمہارے جن نے تمہیں جو سب سے عجیب خبر دی ہو وہ بتاؤ؟'' وہ کہنے لگا کہ ایک دن میں بازار میں تھا، میرا جن میرے پاس ڈرا ہوا آیا اور کہنے لگا: ''کیا تم کو معلوم نہیں جب سے جنات کو آسمان کی خبروں سے روک دیا گیا ہے وہ کس قدر خوف زدہ اور مایوس ہیں وہ اونٹنیوں کے پالانوں اور ان کے جھولوں کے ساتھ چمٹ گئے ہیں۔'' یعنی وہ جن مجھے بتا رہا تھا کہ ہماری جن قوم ہر مقام کی خبر حاصل کر لیتی ہے اور اب انہیں نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کا علم ہو گیا ہے اور جنات ان پر ایمان لا رہے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اس جن نے سچ کہا تھا کیونکہ ایک بار میں بھی دورِ جاہلیت میں کفار کے جھوٹے خداؤں کے پاس تھا کہ ایک شخص نے ان کے چرنوں میں ایک بچھڑا لا کر ذبح کیا اس بچھڑے نے زوردار چیخ ماری ایسی شدید چیخ میں نے کبھی نہیں سنی تھی، پھر اس بچھڑے نے کہا: ''اے وہ شخص جس کے سر کے بال تھوڑے ہیں، بڑا صبر آزما مرحلہ آگیا ہے۔ ایک فَصِیْحُ اللِّسَان شخص کہہ رہا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔'' یہ سن کر لوگ اچھل پڑے تو میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ جب تک اس آواز کی حقیقت معلوم نہ ہو جائے مجھے یہاں سے نہیں جانا چاہیے۔ چنانچہ پھر آواز آئی: ''ایک فَصِیْحُ اللِّسَان شخص کہہ رہا ہے: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔'' یہ سن کر میں اُٹھ کھڑا ہوا اور یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی ہیں۔ (1)

(32)......اجنبی شخص کی پہچان:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مسجد میں تشریف فرما تھے ساتھ ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اصحاب بھی تھے کہ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا۔ ان کا نام سیِّدُنا سواد بن قارب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ انہیں نہ جانتے تھے اس کے باوجود ان سے ارشاد فرمایا: ''کیا تم ابھی تک اپنے علم نجوم پر عمل پیرا ہو؟'' اس پر انہیں غصہ آ گیا اور وہ کہنے لگے: ''خدا کی قسم! جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپ جیسی بات کسی نے

(1)......بخاری، کتاب المناقب، اسلام عمر بن خطاب، ج ۲، ص ۵۷۸، حدیث: ۳۸۶۶۔

نہیں کہی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''سُبْحَانَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! زمانہ جاہلیت میں ہم شرک کی برائی میں مبتلا تھے جو یقیناً تمہارے علم نجوم سے زیادہ بُری بات تھی۔ چلو مجھے یہ بتاؤ کہ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضور نبیٔ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ظہور کی غیبی اطلاع کیسے دی تھی؟'' حضرت سیِّدُنا سواد بن قارب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''ٹھیک ہے میں بتاتا ہوں۔'' پھر فرمایا: ''ایک رات میں بیداری اور خواب کی ملی جُلی کیفیت میں تھا کہ ایک جِن آیا، اس نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہنے لگا: سَواد بن قارِب! اٹھو، اگر سمجھ دار ہو تو سمجھ لو، اگر تمہیں عقل ہے تو یہ بات اپنی عقل میں بٹھا لو کہ لُوَی بِن غالِب کی اولاد میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک رسول بھیجا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ اس کے بعد اس جِن نے یہ اشعار کہنا شروع کیے:

عَجَبْتُ لِجِنٍّ وَتَجَسُّسَاتِهَا ... وَسَدِّهَا الْعِيْسِ بِاَحْلَاسِهَا

ترجمہ: ''مجھے جِنوں اور اُن کی سُراغ رسانیوں پر تعجب ہے، وہ کہاں کہاں تک سفر کر کے جا پہنچتے ہیں۔''

تَهْوِی اِلٰی مَكَّتَهُ تَبْغِی الْهُدٰی ... مَاخَيْرُ الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

ترجمہ: ''یہ جِن مکہ میں آپہنچے ہیں، ہدایت کی تلاش میں، اور اچھے جِن گندے جِنوں کی طرح نہیں ہیں۔''

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ ... وَاسْمُ بَغْيَتَكَ اِلٰی رَاْسِهَا

ترجمہ: ''اپنے اصل مقصود پر نظر رکھتے ہوئے بنو ہاشم کے برگزیدہ انسان کی طرف ہجرت کرو۔''

اس کے بعد دو تین راتیں وہ جِن اِسی طرح آتا رہا اور مجھے اشعار سناتا رہا۔ تب میرے دل میں اسلام کی محبت بیٹھ گئی۔ چنانچہ چوتھے روز کی صبح میں نے رختِ سفر باندھا اور مکہ مکرمہ جا پہنچا۔ وہاں مجھے پتا چلا کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو مدینہ منورہ ہجرت کر گئے ہیں تو میں بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آ گیا۔ یہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ میں نے مسجد کے باہر اپنی اونٹنی باندھی اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ آپ مجھے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک کہ میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بالکل سامنے پہنچ گیا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''مجھے اپنا قصہ سناؤ۔'' میں نے اپنے ساتھ پیش آنے والا یہ سارا واقعہ سنا دیا اور ساتھ ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم اور صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان بہت ہی مَسرور ہوئے اور ان کے چہرے خوشی سے دمکنے لگے۔'' حضرت سیِّدُ نا سَواد بِن قارب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا یہ واقعہ سن کرامیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ اُٹھے اور ان سے بغل گیر ہوگئے۔فرمایا:''میری تمنا تھی کہ میں یہ واقعہ تمہاری زبان سے سنوں۔''(1)

آسمانی کتابوں سے آپ کی موافقت

(33)......فاروقِ اعظم کے الفاظ اور تورات کی موافقت:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بِن شِہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ حضرت سیِّدُ نا سالم بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیِّدُ نا کعب اَحبار نے جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی بارگاہ میں یہ عرض کیا: ''**وَیۡلٌ لِّسُلۡطَانِ الۡاَرۡضِ مِنۡ سُلۡطَانِ السَّمَاءِ** یعنی آسمانوں کے مالک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے زمین کے بادشاہ کے لیے تباہی وبربادی ہے۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے فرمایا: ''**اِلَّا مَنۡ حَاسَبَ نَفۡسَہٗ** یعنی یہ تباہی وبربادی اس بادشاہ کے لیے نہیں ہے جو اپنے نفس کا مُحاسَبہ کرے۔'' یہ سنتے ہی حضرت سیِّدُ نا کعب اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے فوراً عرض کیا: ''**وَ الَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ اِنَّهَا فِي التَّوۡرَاةِ** یعنی اس ربّ عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے قبضہ قُدرت میں میری جان ہے! تورات شریف میں بِعَیۡنِہٖ یہی لکھا ہوا ہے جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔'' جیسے ہی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے یہ سنا تو **اللّٰہ اکبر** کہا اور سجدہ ریز ہوگئے۔''(2)

(34)......فاروقِ اعظم کا جواب اور توارت کی موافقت:

حضرت سیِّدُ نا طارِق بِن شِہاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے کہ قوم یہود میں ایک شخص امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان عالیشان کے بارے

---

(1)......مستدرک حاکم، کتاب معرفة الصحابه، ذکر سوادبن قارب الازدی، ج ۴، ص ۷۹۸، حدیث: ۶۶۱۷ ملتقطا۔
معجم کبیر، سوادبن قارب، ج ۷، ص ۹۲، حدیث: ۶۴۷۵ ملتقطا۔

(2)......الردعلی الجهمیه للدارمی، باب استواء الرب۔۔۔الخ، الرقم: ۸۴، ص ۵۹، الصواعق المحرقة، ص ۱۰۱، تاریخ الخلفاء، ص ۹۹۔

میں آپ کی کیا رائے ہے: ﴿وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ(۱۳۳)﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۳۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔'' اگر جنت کی چوڑائی اتنی بڑی ہے تو پھر دوزخ کہاں گئی؟'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کا سوال سن کر اپنے پاس بیٹھے ہوئے دیگر اصحاب سے فرمایا: ''اسے جواب دو۔'' لیکن ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس سے جواباً ایک سوال کیا: ''اَرَاَیْتَ النَّھَارَ اِذَا جَاءَ اَلَیْسَ یَمْلَاُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ یعنی کیا تم نے کبھی دن کو نہیں دیکھا جب وہ آتا ہے تو زمین وآسمان اس کی روشنی سے بھر جاتے ہیں، یعنی دن ہی دن ہوتا ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں واقعی ایسا ہوتا ہے۔'' فرمایا: ''فَاَیْنَ اللَّیْلُ تو پھر رات کہاں جاتی ہے؟'' اس نے عرض کیا: ''حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یعنی جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''فَالنَّارُ حَیْثُ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بس پھر دوزخ بھی وہیں چلی گئی جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا۔'' یہ سن کر اس نے عرض کیا: ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّھَا لَفِیْ کِتَابِ اللّٰہِ الْمُنَزَّلِ کَمَا قُلْتَ یعنی اے امیر المؤمنین! اس رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نازل کردہ کتاب (تورات) میں لکھا ہے۔''[1]

ملی تائید خدا، تائید حبیب خدا، مل گئی تائید اصحاب خیر الوری
دیا حق نے ان کا ساتھ ہے فاروقِ اعظم کی کیا بات ہے
پیکر صدق وصفا، ان کے حق میں رسول خدا کی دعا
جب بھی تو کچھ کہے حق تیرے ساتھ ہے، فاروقِ اعظم کی کیا بات ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1 ......درمنثور، پ۴، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۳۳، ج۲، ص۳۱۵۔
کنز العمال، کتاب القیامۃ، باب النار، الجزء: ۱۴، ج۷، ص۲۷۸، حدیث: ۳۹۷۷۸۔

پندرہواں باب

خصوصیاتِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......خاصہ کسے کہتے ہیں؟
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ۲۳ خصوصیات کا تفصیلی بیان
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مرادِ رسول ہیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چالیسویں مسلمان ہیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اِسلام پر آیت کا نزول ہوا۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام سے اِسلام اور مسلمانوں دونوں کو تقویت ملی۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بلاخوف وخطر اعلانیہ ہجرت کی۔
- ......حق ہمیشہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ رہا۔
- ......سب سے زیادہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں آیات نازل ہوئیں۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جنتی محل کو خود رسول اللّٰہ نے جنت میں ملاحظہ فرمایا۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس امت کے مُحَدَّث ہیں۔

خصوصیاتِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''خاصہ'' کسی شخص کی ذات میں موجود اس وصف کو کہتے ہیں جو صرف اسی کی ذات میں پایا جائے اس کے غیر میں نہ پایا جائے۔ یا اس کے غیر میں پایا تو جائے لیکن وہ اتنا مشہور نہ ہو۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ میں بھی کئی ایسی خصوصیات ہیں جو کسی اور میں نہیں پائی جاتیں یا اگر پائی بھی جاتی ہیں تو مشہور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات سے ہی ہیں۔ چند خصوصیات پیش خدمت ہیں:

(1)......فاروقِ اعظم مُرادِ رسول:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ مُرادِ رسول ہیں کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے مانگا ہے۔ چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا عائِشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے یوں دعا فرمائی: ''**اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! خصوصاً عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔''[1]

(2)......فاروقِ اعظم چالیسویں مسلمان:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ چالیسویں نمبر پر اسلام لائے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ خصوصیت بدیہی (بالکل واضح) ہے کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پہلے جو اسلام لائے وہ اُنتالیسویں اور جو آپ کے بعد اسلام لائے وہ اکتالیسویں صحابی تھے، لہٰذا یہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خصوصیت ہے کہ آپ چالیسویں مسلمان ہیں۔ اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد وعورت ۳۹ مسلمان تھے۔ آپ چالیسویں مسلمان ہیں، اسی واسطے آپ کا نام ''**مُتَمِّمُ الْاَرْبَعِیْن**'' ہے یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے۔''[2]

---

1 ......ابن ماجه، كتاب السنة، فضل عمر رضی الله عنه، ج ۱، ص ۷۷، حديث: ۱۰۵۔

2 ......ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۳۹۷۔

(3)......فاروقِ اعظم کے قبولِ اسلام پر آیت کا نزول:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ۳۹ اَفراد اسلام لا چکے تھے حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مسلمان ہونے پر چالیس کی تعداد مکمل ہوگئی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۠(۶۴) ﴾ (پ۱۰، الانفال: ۶۴) ترجمۂ کنز الایمان: ''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔''[1]

(4)......قبولِ اِسلام کے بعد اِظہارِ اِسلام:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبول اسلام کے فوراً بعد اس کا اظہار فرما دیا اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیوں نہیں۔'' عرض کیا: ''پھر اظہارِ حق میں خوف اور خطرے کا احساس کیوں۔'' بعد از اں تمام مسلمان دو قطاروں میں کعبۃ اللہ شریف گئے۔[2]

(5)......قبولِ اِسلام کے بعد کفار کے گھروں میں اِظہارِ اِسلام:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خصوصیات میں سے یہ بات ہے کہ قبول اسلام کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بڑے بڑے کفارِ مکہ کے گھروں میں خود گئے اور ان پر اپنا اسلام ظاہر کیا۔ نیز کعبۃ اللہ شریف میں جا کر اپنے قبول اسلام کا اظہار کیا جس سے تمام کفارِ مکہ میں یہ بات فی الفور پھیل گئی۔[3]

(6)......فاروقِ اعظم کے قبولِ اِسلام کے بعد تقویّتِ اِسلام:

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کے قبول اسلام سے اسلام کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچا، اسلام

---

1 ......معجم کبیر، احادیث عبد اللہ بن العباس۔۔۔الخ، ج ۱۲، ص ۴۷، حدیث: ۱۲۴۷۰۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص ۹۰۔

3 ......طبقات کبری، ذکر اسلام عمر، ج ۳، ص ۲۰۴۔

کوتقویت ملی، مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور اعلانیہ اسلام کی دعوت دی جانے لگی، مسلمانوں نے **کعبۃ اللہ** شریف میں کفارِ مکہ کے سامنے اعلانیہ نماز ادا کی، کفار کی طاقت ٹوٹ گئی اور مسلمانوں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے عزت بخشی۔[1]

(7)......فاروقِ اعظم محبوبِ خدا:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ محبوبِ خدا ہیں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْکَ بِأَبِي جَهْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو تیرا محبوب ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔"[2]

تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے دونوں میں سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرمائی گویا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب ہیں۔

(8)......فاروقِ اعظم کے قبولِ اسلام پر فرشتوں کی خوشی:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ کے قبولِ اسلام پر فرشتوں نے بھی خوشیاں منائیں، آپ کے قبولِ اسلام کے بعد جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا: "**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی حضرت سیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اسلام لانے پر آسمان والے ایک دوسرے کو خوشخبری دے رہے ہیں۔"[3]

(9)......فاروقِ اعظم کی اعلانیہ ہجرتِ مدینہ:

جب کفارِ مکہ کا ظلم وستم حد سے بڑھا تو مسلمانوں نے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنا شروع کردی، تمام مسلمان تقریباً چھپ کر ہجرت کرتے تھے تاکہ کفار کے ظلم وستم سے محفوظ رہیں لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ

---

1 ......تہذیب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۳۲۴ ماخوذا۔

2 ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۸۳، حدیث: ۳۷۰۱۔

3 ......ابن ماجہ، کتاب السنۃ، فضل عمر، ج ۱، ص ۷۶، حدیث: ۱۰۳۔

تَعَالٰی عَنْه کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے اِعلانیہ مدینہ منورہ ہجرت کی۔[1]

(10)......میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه وہ واحد خلیفہ ہیں جن کے بارے میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ** یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور وہ عمر ہوتے۔'' آپ کے علاوہ کسی خلیفہ کے لیے یہ فرمان جاری نہ ہوا۔[2]

(11)......فاروقِ اعظم سے شیطان کی گھبراہٹ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کی ہیبت سے شیطان بھی ڈرتا ہے، بلکہ جس راستے سے آپ گزرتے ہیں شیطان وہ راستہ ہی تبدیل کرلیتا ہے۔شیطان آپ کی آہٹ سے بھی بھاگ جاتا ہے۔[3]

(12)......فاروقِ اعظم کی وفات پر اسلام روئے گا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ حضور نبئ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کے وصال پر اسلام رویا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا اُبَی بِن کَعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جبریلِ اَمین نے مجھے بتایا: ''**لَيَبْكِ الْإِسْلَامُ عَلَى مَوْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ** یعنی اسلام حضرت عمر کی وفات پر روئے گا۔''[4]

(13)......اے عمر! ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه وہ صحابی

---

1 ......تهذيب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج ٢، ص ٣٢٦۔

2 ......ترمذی، كتاب المناقب، باب فى مناقب ابى حفص۔۔۔الخ، ج ٥، ص ٣٨٥، حديث: ٣٧٠٦۔

3 ......اس موضوع کے مختلف واقعات اسی کتاب میں صفحہ ٣٧١ پر ملاحظہ کیجئے۔

4 ......معجم كبير، سن عمر ووفاته۔۔۔الخ، ج ١، ص ٦٧، حديث: ٦١۔

ہیں کہ ایک بار عمرہ کے سفر پر جانے لگے تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بذاتِ خود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے کا فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''ایک بار میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عمرہ کی اجازت مانگی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت عطا فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: **لَا تَنْسَنَا یَا أَخِيْ مِنْ دُعَائِکَ** یعنی اے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھول جانا۔''(1)

ترمذی میں یہ الفاظ ہیں: ''**اَيْ اَخِيْ اَشْرِكْنَا فِي دُعَائِکَ وَلَا تَنْسَنَا** یعنی اے میرے بھائی! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا کہیں بھول نہ جانا۔''(2)

(14)......غیرتِ فاروقِ اعظم:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی غیرت کو خود اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیان فرمایا۔ چنانچہ:

حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن رافع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے **سُلْطَانُ الْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ یُحِبُّ الْغَیُوْرَ وَاِنَّ عُمَرَ غَیُوْرٌ** یعنی بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ غیرت فرمانے والا ہے اور غیرت مند کو پسند فرماتا ہے اور بے شک عمر بھی غیرت مند ہیں۔''(3)

(15)......فاروقِ اعظم کی رضا اللہ کی رضا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رضا کو رب کی رضا اور رب کی رضا کو آپ کی رضا فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رحمتِ عالَم، نُورِ

---

1. ......ابوداود، کتاب الوتر، باب الدعا، ج ۲، ص ۱۱۴، حدیث: ۱۴۹۸۔
2. ......ترمذی، احادیث شتی، باب من ابواب الدعوات، ج ۵، ص ۳۲۹، حدیث: ۳۵۷۳۔
3. ......کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضل عمر بن الخطاب، الجزء: ۱۱، ج ۶، ص ۲۶۵، حدیث: ۳۲۷۴۳۔

مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**رِضَا اللّٰہِ رِضَا عُمَرَ وَ رِضَا عُمَرَ رِضَا اللّٰہِ** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا عمر کی رضا ہے اور عمر کی رضا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہے۔''(1)

(16)......فاروقِ اعظم ہمیشہ مُصِیب رہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سچائی اور حق گوئی کی گواہی خود رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ** یعنی بے شک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے عمر کے دل اور زبان پر حق کو جاری فرما دیا۔''(2)

(17)......حق اور سچائی ہمیشہ فاروقِ اعظم کے ساتھ ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ حق اور سچائی ہمیشہ آپ کے ساتھ رہی، چاہے آپ دنیا کے کسی بھی گوشے میں ہوں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا فَضْل بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَلصِّدْقُ وَ الْحَقُّ بَعْدِيْ مَعَ عُمَرَ حَیْثُ کَانَ** یعنی حق اور سچائی عمر کے ساتھ ہے وہ جہاں بھی رہیں۔''(3)

(18)......فاروقِ اعظم کو بارگاہِ رِسالت سے اِصابت کی دعا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خود شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اصابت (درستگی) کی دعا دی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا اَزْرَق بن قَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار مسجد نبوی میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک نمازی کو فرض نماز کے فوراً بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اَصَابَ اللّٰہُ بِکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ** یعنی اے خطاب کے بیٹے! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ

---

1 ......کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل عمر بن الخطاب، الجزء: ۱۱، ج۶، ص۲۶۵، حدیث: ۳۲۷۴۵۔

2 ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی۔۔۔الخ، ج۵، ص۳۸۳، حدیث: ۳۷۰۲۔

3 ......جمع الجوامع، حرف الصاد، ج۵، ص۹۶، حدیث: ۱۳۷۳۲۔

تمہیں اِصابت (درستگی) عطا فرمائے۔"[1]

(19)......بارگاہِ رسالت سے فاروق لقب عطا ہوا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت سے لقب فاروق عطا ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خود اس کو بیان فرمایا کہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قبول اسلام کیا تو تمام مسلمانوں نے اعلانیہ **کعبۃ اللّٰہ** شریف میں نماز ادا کی تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حق و باطل یعنی اسلام و کفر کے مابین امتیاز کے سبب لقب فاروق عطا فرمایا۔[2]

(20)......سورہ بقرہ کی تفسیر ۱۲ سال میں رسول اللّٰہ سے پڑھی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت سے بارہ سال تک سورۃ البقرہ کی تفسیر پڑھی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: "**تَعَلَّمَ عُمَرُ الْبَقَرَةَ فِي اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا خَتَمَهَا نَحَرَ جَزُوْرًا** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سورۂ بقرہ کی تفسیر بارہ سال تک پڑھی۔ جب تفسیر مکمل ہوگئی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شکرانے میں ایک اُونٹ ذبح کیا۔"[3]

(21)......فاروقِ اعظم کی قرآنی موافقت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موافقت میں قرآن پاک کی سب سے زیادہ آیات نازل ہوئیں، جن کی تعداد کم و بیش اکیس ہے۔[4]

(22)......فاروقِ اعظم اس اُمت کے "مُحَدَّث":

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس امت کے مُحَدَّث ہیں۔ چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ **سُلْطَانُ**

---

1 ......ابو داود، کتاب الصلوۃ، باب فی الرجل یتطوع۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۳۷۹، حدیث: ۱۰۰۷ ملتقطاً۔

2 ......طبقات کبری، ذکر اسلام عمر، ج ۳، ص ۲۰۵، تاریخ الخلفاء، ص ۹۰۔

3 ......شرح زرقانی علی الموطا، کتاب القرآن، باب ماجاء فی القرآن، ج ۲، ص ۲۹، تحت حدیث: ۴۸۰، فتاوی رضویہ، ج ۷، ص ۲۹۰۔

4 ......ان تمام آیت کی تفصیل کے لیے اسی کتاب کا موضوع "موافقات فاروقِ اعظم" ص ۶۷۴ کا مطالعہ کیجئے۔

اَلْمُتَوَکِّلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''پہلی امتوں میں **مُحَدَّث** ہوتے تھے میری امت میں اگر کوئی **مُحَدَّث** ہے تو عمر ہے۔''(1)

''مُحَدَّث'' کسے کہتے ہیں؟

علامہ مُحِب طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''یہاں **مُحَدَّث** کا معنی یہ ہے کہ جس پر ربانی الہام ہو، یعنی وہ لوگ جن پر وحی نہیں آتی مگر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان کے آئینۂ قلب پر اَسرار نازل فرماتا ہے۔''(2)

(23)......فاروقِ اعظم کے جنّتی محل کو رسول اللہ نے دیکھا:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ایک سونے کا محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: ''**لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ** یعنی یہ محل کس کا ہے؟'' توفرشتوں نے عرض کیا: ''**لِرَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ** یعنی یہ ایک عربی نوجوان کا ہے۔'' میں نے کہا: ''**اَنَا عَرَبِیٌّ** میں بھی عربی ہوں۔'' توفرشتوں نے عرض کیا: ''**لِرَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ** یعنی یہ ایک قرشی نوجوان ہے۔'' میں نے کہا: ''قرشی تو میں بھی ہوں، پھر یہ کس کا ہے؟'' توفرشتوں نے عرض کیا: ''**لِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ** یعنی یہ اُمَّتِ محمدیہ کے ایک شخص کا ہے۔'' میں نے کہا: ''**اَنَا مُحَمَّدٌ** یعنی **محمد** تو میں ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا: ''**لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ** یعنی یہ محل عمر بن خطاب کا ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**فَلَوْلَا مَا عَلِمْتُ مِنْ غَیْرَتِکَ لَدَخَلْتُہٗ** یعنی اے عمر! اگر مجھے تمہاری غیرت کا علم نہ ہوتا تو میں اس محل میں ضرور داخل ہوتا۔'' یہ سن کر سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آبدیدہ ہوگئے اور عرض کرنے لگے: ''**بِاَبِیْ وَاُمِّیْ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہِ اَغَارُ** یعنی **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا۔''(3)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۵۸۷، حدیث: ۳۶۸۹۔

2 ......ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۲۸۷۔

3 ......بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر بن الخطاب۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۵، حدیث: ۳۶۷۹۔

مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر، ص ۱۳۰۴، حدیث: ۲۰۔

ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۸۵، حدیث: ۳۷۰۹ ملتقطا۔

اَوّلیاتِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذاتی اَوّلیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مذہبی اَوّلیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فلاحی اَوّلیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اِدارتی اَوّلیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی معاشی اَوّلیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جنگی اَوّلیات
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اُخروی اَوّلیات

اَوّلیاتِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''اَوَّلِیَات'' جمع ہے ''اَوَّل'' کی اور ''اَوَّل'' اس کام کو کہتے ہیں جو کسی شخص سے سب سے پہلے صادر ہو۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قبولِ اسلام سے اُن کے وصالِ ظاہری تک کئی ایسے معاملات ہیں جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات ہیں۔ نیز بروزِ قیامت بھی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو چند اَوّلیات حاصل ہوں گی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات کی کل تعداد 64 ہے، ان تمام اَوّلیات کو درج ذیل پانچ حِصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱)...... **ذاتی اوّلیات:** اُن اَوّلیات کا ذکر جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ذاتی اُمور سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۲)...... **مذہبی اوّلیات:** اُن اَوّلیات کا ذکر جو مذہبی اُمور سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۳)...... **فلاحی اوّلیات:** اُن اَوّلیات کا ذکر جو رَفاہِ عامہ اور فلاحی اُمور سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۴)...... **اِدارتی اوّلیات:** اُن اَوّلیات کا ذکر جو شعبہ جات کے قیام سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۵)...... **معاشی اوّلیات:** اُن اَوّلیات کا ذکر جو سلطنت کے معاشی اُمور سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۶)...... **جنگی اوّلیات:** اُن اَوّلیات کا ذکر جو جنگی وفوجی اُمور سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۷)...... **اخروی اوّلیات:** اُن اَوّلیات کا ذکر جو روزِ قیامت آپ کو حاصل ہوں گی۔

فاروقِ اعظم کی ذاتی اَوّلیات

(1)......سب سے پہلے کفار کے سامنے اپنا اسلام ظاہر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرتے ہی کفار کے سامنے جا کر اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''**اَوَّلُ مَنْ جَھَرَ بِالْاِسْلَامِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی جس شخص نے سب سے پہلے اپنے اسلام کو ظاہر کیا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''[1]

---

[1]......معجم کبیر، طاوس عن ابن عباس، ج ۱۱، ص ۱۳، حدیث: ۱۰۸۹۰۔

قبول اسلام کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بڑے بڑے کفار مکہ کے گھروں میں جا جا کر انہیں اپنے اسلام پر آگاہ کرتے رہے بالآخر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **کعبۃ اللّٰہ** شریف گئے اور ایک ایسے شخص کے سامنے اپنے اسلام کا اظہار کیا جس نے تمام کفار کو آپ کے اسلام پر مطلع کر دیا نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قبول اسلام دیکھ کر کفار مکہ نے آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں بھی دی لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی ان سے ڈٹ کر مقابلہ فرمایا۔[1]

(2)......سب سے پہلے صدیقِ اکبر کی بیعت کرنے والے:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد جب سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خلافت کا معاملہ آیا تو اَنصار و مُہاجرین میں اختلاف ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی۔ چنانچہ علامہ ابنِ حجر عَسْقَلانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ سَقِیفَہ بَنِی ساعِدہ میں جب حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اَنصار و مہاجرین کے مابین تقریر فرمائی اور سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بیعت کے لیے پیش کیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: ''**بَلْ نُبَايِعُکَ، اَنْتَ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَاَحَبُّنَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ** یعنی یہ لوگ میری نہیں بلکہ ہم سب آپ کی بیعت کرتے ہیں کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کی بیعت کر لی۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر سب لوگوں نے بیعت کر لی۔ علامہ اِبْنِ حَجر عَسْقَلَانِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَنَّ عُمَرَ اَوَّلُ مَنْ بَايَعَ اَبَابَكْرٍ** یعنی حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بیعت کی۔''[2]

---

1 ......صحیح ابن حبان، ذکر وصف اسلام عمر۔۔۔الخ، الجزء: ۹، ج ۶، ص ۱۶، حدیث: ۶۸۴۰ ملخصا۔

2 ......التلخیص الحبیر، کتاب الامامۃ وقتل البغاۃ، ج ۴، ص ۱۲۷۔

بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، ج ۲، ص ۵۲۱، حدیث: ۳۶۶۸ ملتقطا۔

(3)......سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب پانے والے:

علامہ نُورُ الدِّین علی بن اَبِی بَکْر ہَیْثَمِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**فِيْ مَنَاقِبِ عُمَرَ اَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہیں امیر المؤمنین کہا گیا۔''

حضرت سیِّدُنا زُبَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تو ''خلیفۂ رسولِ خدا'' کہا جاتا تھا، جب کہ مجھے یہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ میں تو سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا خلیفہ ہوں اور (اگر مجھے ''خلیفۂ خلیفۂ رسولِ خدا'' کہا جائے تو) یوں بات طویل ہوجائے گی۔'' یہ سن کر حضرت سیِّدُنا مُغِیرہ بن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم مؤمنین، تو آپ ہوئے امیر المومنین۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ صحیح ہے۔''[1]

(4)......سب سے پہلے قاضی بننے والے:

حضرت سیِّدُنا اِبراہیم نَخَعِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ وُلِیَ شَيْئاً مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَلَّاهُ اَبُوْبَكْرٍ الْقَضَاءَ فَكَانَ اَوَّلَ قَاضٍ فِی الْاِسْلَامِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مُسلمانوں کے مُعاملات کو سنبھالنے کے لیے قاضی مقرر فرمایا۔ یوں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اِسلام کے سب سے پہلے قاضی کہلائے۔''[2]

(5)......سب سے پہلے ''دُرَّہ'' بنانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے دُرَّہ ایجاد فرمایا۔ علامہ ابوزکریا مُحیُّ الدِّین یحیٰی بن شَرف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**وَهُوَ اَوَّلُ مَنِ اتَّخَذَ الدُّرَّةَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا

---

1 ......مجمع الزوائد، کتاب الخلافۃ، باب کیف یدعی الامام، ج ۵، ص ۹ ۳ ۲، حدیث: ۳ ۱ ۰ ۹۔
الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۹ ۳ ۲۔

2 ......الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۹ ۳ ۲۔

عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے دُرَّہ بنایا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ دُرَّہ اتنا مشہور تھا کہ اس کے متعلق عربوں میں ضرب المثل مشہور گئی کہ ''**لَدُرَّۃُ عُمَرَ اُھْیَبُ مِنْ سَیْفِکُمْ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دُرَّہ تمہارے تلواروں سے بھی زیادہ ہیبت والا ہے۔''[1]

(6)......سب سے پہلے ہجری تاریخ کی ابتداء کرنے والے:

حضرت علامہ ابوزکریا مُحْیُّ الدِّین یَحْیٰ بن شَرَف نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ اَرَّخَ بِالْھِجْرَۃِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی جنہوں نے سب سے پہلے ہجری تاریخ کی بنیاد ڈالی وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[2]

حضرت سیِّدُنا امام زُہری وامام شَعْبی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا سے مروی ہے کہ **کعبۃ اللہ** شریف کی تعمیر سے قبل بَنُو اسماعیل حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے آگ میں ڈالے جانے کے دن سے تاریخ کا حساب کرتے اور تعمیرِ کعبہ کے بعد تعمیرِ کعبہ سے۔ پھر جو قبیلہ تہامہ سے باہر چلا جاتا وہ اپنی علیحدگی کے دن سے تاریخ کا شمار کرتا اور جو تہامہ میں رہ جاتے وہ سَعد، ہِند اور جُہَیْنَہ بَنِی زَید کے تہامہ کے خروج سے حساب رکھتے۔ یہ سلسلہ حضرت سیِّدُنا کعب بن لُؤی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی وفات تک جاری رہا پھر اُن کی وفات کے دن سے حساب ہونے لگا۔ اس کے بعد واقعۂ فیل پیش آیا تو بنو اسماعیل نے اُس واقعۂ فیل سے تاریخ کا حساب رکھنا شروع کر دیا اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانہ سے ہجرتِ نبوی سے مسلمانوں نے حساب رکھنا شروع کیا۔[3]

ایک اہم وضاحت:

بعض علماء کرام نے ہجری تقویم کی وضع کی نسبت عہدِ نبوی کی طرف کی ہے اور بعض علماء نے عہدِ فاروقی کی طرف کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے

---

1 ......تہذیب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج ۲، ص ۳۳۳۔

الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۳۶، تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔

2 ......تہذیب الاسماء، فصل بدء التاریخ الھجری، ج ۱، ص ۴۷۔

3 ......تاریخ طبری، ج ۲، ص ۴۔

تشریف لائے تو اوّلاً مقامِ قُباء میں قیام فرمایا۔ ابھی قباء میں قیام فرماتھے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نئی تقویم ہجری کی وضع کا حکم دیا چنانچہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اُسے ہجرت سے شروع کیا اور اس سن کی ابتداء محرم الحرام سے کی کیونکہ حجاج اسی مہینے اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ واضح رہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہجری تقویم کی وضع کا حکم دیا تھا جبکہ اسی وضع کی ہوئی ہجری تقویم کا باقاعدہ حساب کتاب مسلمانوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور سے رکھنا شروع کیا۔ لہٰذا دونوں اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ [1]

(7)......سب سے پہلے راتوں کو دورہ کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جن کا یہ معمول تھا کہ وہ راتوں کو مدینہ منورہ کا دورہ کرتے تاکہ رعایا کے حالات معلوم کرسکیں کہ کہیں کوئی کسی تکلیف یا مصیبت میں تو نہیں اگر بالفرض کہیں ایسا ہوتو اس کی مدد فرمائیں۔ اِمام جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ عَسَّ بِاللَّیْلِ** یعنی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جو رِعایا کے حالات سے آگاہی کیلئے راتوں کو دَورہ کیا کرتے تھے۔'' [2]

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مدینہ منورہ کے دورے کے دوران پیش آنے والا ایک مشہور واقعہ بھی ہے جس میں ایک خاتون اپنے ننھے منے بچوں کے ساتھ اُن کا دل بہلانے کے لیے رات کے اندھیرے میں ہنڈیا پکارہی تھی آپ دورہ فرماتے ہوئے اُس کے پاس پہنچے اور اُس خاتون کی مدد فرمائی۔ [3]

(8)......سب سے پہلے خلیفہ جن کے دَور میں بے شُمار فُتوحات ہوئیں:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے دورِ خلافت میں بے شمار فتوحات ہوئیں۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن مَنِیع بَصرِی زُہرِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**ھُوَ اَوَّلُ مَنْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے سب سے

---

1. ......سیرتِ سید الانبیاء، ص ۲۴۵، تاریخ طبری، ج ۲، ص ۴۔
2. ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸، الاوائل للعسکری، ص ۴۲۔
3. ......تفصیلی واقعہ اِسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۳ پر ملاحظہ کیجئے۔

سے زیادہ فتوحات کیں۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فتوحات میں مختلف جائیدادیں، علاقے صوبے، مختلف قصبے نیز وہ زمینیں بھی شامل ہیں جن سے ''خراج'' اور ''فَی'' وصول کیا جاتا تھا۔[1] اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مفتوحہ علاقوں کی تعداد بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرماتے ہیں: ''فاروقِ اعظم کے دور میں ایک ہزار چھتیس ۱۰۳۶ شہر مع مضافات فتح ہوئے۔''[2]

(9)......سب سے پہلے درازیٔ عمر کی دعا دینے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مولا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو درازیٔ عمر کی دعا دی۔امام جلال الدین سیوطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کسی کو یوں درازیٔ عمر کی دعا دی: **اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔''[3]

حضرت سیِّدُنا عُبَید بن رَفاعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ایک بار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا علمی حلقہ لگا ہوا تھا اور عَزْل (یعنی زوجہ سے جماع کرنے کے بعد منی کو باہر خارج کر دینا) کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا یہ موقف تھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان یہ گمان تھا کہ عَزْل ''مَوْؤدَہ صُغْرٰی'' ہے۔(یعنی زمانہ جاہلیت میں کفار اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے یہ بھی اُسی کی ایک صورت ہے۔) تو مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اِس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''یہ حکم اُسی صورت میں لگ سکتا ہے جب تک یہ سات صورتیں پوری نہ ہو جائیں: **سُلَالَۃً مِّنْ طِیْن، نُطْفَۃ، عَلَقَۃ، مُضْغَۃ، عِظَامًا، لَحْمًا، خَلْقاً آخَر**۔'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**صَدَقْتَ** یعنی اے علی! آپ نے سچ کہا۔'' پھر مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو درازیٔ عمر کی دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔''[4]

---

1. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۳ ملتقطا۔
2. ......فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۶۰۔
3. ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔
4. ......مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، باب المباشرۃ، ج ۶، ص ۳۴۷، تحت الحدیث: ۳۱۸۹۔

قرآن پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انسان کی تخلیق کے سات مراحل بیان فرمائے ہیں مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے ان ہی سات مراحل کو بیان فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:﴿ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۴﴾ ﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۲ تا ۱۴) ترجمۂ کنز الایمان: ''اور بیشک ہم نے آدمی کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر اُن ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔''

(10)......سب سے پہلے تائیدِ الٰہی کی دعا دینے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی سب سے پہلے کسی کو تائیدِ الٰہی کی دعا دی۔ جنہیں تائیدِ الٰہی کی دعا دی وہ بھی مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ہی ہیں۔ چنانچہ امام جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کسی کو یوں تائیدِ الٰہی کی دعا دی: اَیَّدَکَ اللّٰہُ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہاری تائید فرمائے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ دعا بھی مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دی۔''(1)

(11)......سب سے پہلے ہجو کرنے پر سزا دینے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اَشعار میں ہجو کرنے پر سزا دی۔ کیونکہ عربوں میں اِس بات کا رواج تھا کہ جب وہ قبیلے کی ہجو یعنی مذمت بیان کرتے تو پھر اُس قبیلے کے کسی فرد کی عزت وشرافت کا قطعاً خیال نہ کرتے یہاں تک کہ شریف عورتوں کے نام لے کر اُن کی مذمت بیان کرتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بات سخت ناگوار تھی اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس پر سختی سے پابندی لگا دی بلکہ عرب کے ایک مشہور

(1)......تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸۔

شاعر ''حطیئہ'' کو اِسی جرم میں ایک کنویں کے اندر قید کردیا۔ اُس نے کنویں کے اندر ہی آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کی شفقت طلب کرنے کے لیے چند اشعار کہے۔ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُسے باہر نکالا تو اُس نے عُذر بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور کسی کی ہجو یعنی مذمت میں اَشعار کہنا تو میری عادت ہے پھر اُس نے اپنے والدین، بہن بھائیوں اور خود اپنی مذمت میں بھی چند اَشعار کہے تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ مُسکرا دیے اور اُسے اِس شرط پر چھوڑا کہ آئندہ وہ کسی کی ہجو نہیں کرے گا اور ساتھ ہی اُسے تین ہزار درہم بھی عطا فرمائے۔

امام جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافِعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ عَاقَبَ عَلَى الْهِجَاءِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذمت والے اَشعار کہنے پر سزا دی۔''[1]

(12)......سب سے پہلے جِلاوطنی کی سزا دینے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جلاوطنی کی سزا جاری فرمائی۔ مجرم کو اُس کے جرم کی وجہ سے کسی اور ملک بھیج دینا تاکہ اُسے تکلیف ہو اور دوسرے لوگ بھی اُس کے شر سے بچیں جِلاوطنی کہلاتا ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے ''**اَبُو مِحْجَن**''[2] نامی شخص کو ملک بدر کرکے ایک گُنجان جَزیرے میں بھیج دیا۔[3]

(13)......سب سے پہلے اہلِ عرب کی عدم غلامی کا قاعِدہ مُقرّر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے یہ اُصول بنایا کہ اہل عرب کبھی غلام نہیں بنیں گے۔ اگرچہ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے غلامی کو معدوم نہیں کیا لیکن اِس میں کوئی شک شبہ نہیں کہ آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختلف طریقوں سے اِس کے رَوَاج کو کم کردیا۔ عرب میں تو آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس کا اِستیصَال

---

1 ......الاوائل للعسکری، ص۱۵۷، تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸، مفاکھة الخلان، ص۲۴۳۔

2 ......واضح رہے کہ حضرت سیِّدُنا **ابو محجن** رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ سن ۹ ہجری کو اپنے قبیلے بنوثقیف کے ساتھ اسلام لے آئے تھے، آپ بہترین شاعر، زمانۂ اسلام اور زمانۂ جاہلیت دونوں میں بہادری اور شجاعت کے حوالے سے بڑے مشہور تھے۔ (اسد الغابة، ابومحجن الثقفی، ج۶، ص۲۹۰)

3 ......اسد الغابة، ابومحجن الثقفی، ج۶، ص۲۹۱ ملتقطا۔

(خاتمہ) فرمادیا اور اِرشاد فرمایا: ''لَا یُسْتَرَقُّ عَرَبِیٌّ یعنی عربی کو غلام نہیں بنایا جائے گا۔''[1]

(14)......سب سے پہلے یہود کو عرب سے نکالنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے مُلکِ شام کی طرف نکال دیا۔ محمد بن سعد بَصری زُہری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''هُوَ اَخْرَجَ الْیَهُوْدَ مِنَ الْحِجَازِ وَاَجْلَاهُمْ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ اِلَى الشَّامِ وَاَخْرَجَ اَهْلَ نَجْرَانَ وَاَنْزَلَهُمْ نَاحِیَةَ الْكُوْفَةِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہودیوں کو حجاز (جزیرۂ عرب) سے نکال کر ملک شام کی طرف اور اَہلِ نجران کو کوفہ بھیج دیا۔''[2]

(15)......سب سے پہلے وارث بننے والے دادا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام میں سب سے پہلے وارث ہیں جنہوں نے اپنے پوتے کی وراثت پائی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبدُ الرَّحیم بن غَنْم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ جَدٍّ وَرِثَ فِي الْاِسْلَامِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام میں پہلے دادا ہیں جنہوں نے اپنے پوتے (حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عاصم بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی وراثت پائی۔''[3]

(16)......سب سے پہلے وارث بننے والے آقا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات میں سے یہ بھی ہے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اِسلام میں سب سے پہلے وارث ہیں جنہوں نے اپنے غلام کی وِراثت پائی۔ چنانچہ سیِّدُنا کثیر بن ہشام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِمام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے استفسار کیا: ''مَنْ

---

1 ......سنن کبری، کتاب السیر، باب من یجری علیه الرق، ج ۹، ص ۱۲۵، حدیث: ۱۸۰۶۸ ملتقطا۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۴ ملتقطا۔

3 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الاوائل، باب اول ما فعل ومن فعل، ج ۸، ص ۳۳۱، حدیث: ۵۵ ملتقطا۔

اَوَّلُ مَنْ وَرَّثَ الْعَرَبُ مِنَ الْمَوَالِي یعنی وہ پہلا شخص کون ہے جسے عربوں نے اُس کے غلام کا وارث بنایا؟'' تو امام زہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے فرمایا: ''وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''[1]

سن ۲ ہجری میں جنگِ بدر میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم کے غلام حضرت سیِّدُ نا **مِهْجَع** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی اُن کے وارث ہوئے۔[2]

(17)......سب سے پہلے امام جنہوں نے شہادت پائی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات میں سے یہ بھی ہے کہ اسلام میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے امام ہیں جنہوں نے شہادت پائی۔ ایک مجوسی غلام ''ابولؤلؤ'' نے نمازِ فجر میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زہر آلود خنجر سے زخمی کیا جس کے سبب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت واقع ہوئی۔ بعدازاں اُس غلام نے خودکُشی کرلی۔[3]

فاروقِ اعظم کی مذہبی اَوّلیات

(18)......سب سے پہلے جمع قرآن کا مشورہ دینے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں مُسَیلَمَہ کذّاب کے خلاف جنگ لڑی گئی جسے جنگِ یَمامہ کہتے ہیں، اِس جنگ میں کثیر تعداد میں حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شہید ہوئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفۂ **رسول اللہ** حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سب سے پہلے اِس بات کا مشورہ دیا کہ جو حُفّاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حیات ہیں اُن کی مُعاونت سے مُتفرِّق قرآنی صحائف کو جمع کرلیا جائے، چنانچہ سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس مشورہ پر عمل کرکے قرآن جمع فرمادیا۔[4]

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول ما فعل ومن فعل، ج ۸، ص ۳۳۰، حدیث: ۴۹۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول ما فعل مؤمن فعله، ج ۸، ص ۳۲۹، حدیث: ۳۹۔

3 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۶۔

4 ......بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ج ۳، ص ۳۹۸ حدیث: ۴۹۸۶۔

اِس مسئلے کی تفصیل کے لیے تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۷۲۳ صفحات پر مشتمل کتاب ''فیضانِ صدیقِ اکبر'' ص ۴۱۵ کا مطالعہ کیجئے۔

(19)......سب سے پہلے جماعتِ تراویح قائم کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے باقاعدہ تراویح کی جماعت قائم کروائی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبدالرحمن بن عبدالقاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگ وہاں مختلف اَنداز میں نمازِ تراویح اَدا کررہے تھے۔ کوئی اپنی نماز انفرادی طور پر پڑھ رہا تھا اور بعض نے جماعت قائم کی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''**اِنِّي اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلاَءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ** یعنی میرا خیال ہے اگر میں اِن سب کو ایک ہی اِمام کے پیچھے جمع کردوں تو بہت اچھا رہے گا۔'' چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قاریٔ قرآن حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کَعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اِمام مقرر فرما کر تمام لوگوں کو اُن کی اِقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم دے دیا۔ پھر ایک رات میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مسجد میں جانے کے لیے نکلا مسجد پہنچنے پر دیکھا کہ سب لوگ ایک ہی امام کے ساتھ نماز میں مشغول ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت خوش ہوئے اور اِرشاد فرمایا: ''**نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ** یعنی یہ نیا طریقہ کتنا اچھا ہے۔''[1]

علامہ ابوبکر **عبد اللہ** بن محمد بن اَبِی شَیْبَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى الصَّلَاةِ فِي رَمَضَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ** یعنی رمضان المبارک میں باجماعت نمازِ تراویح میں تمام لوگوں کو ایک اِمام حضرت سیِّدُنا اُبی بن کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے جس نے سب سے پہلے جمع فرمایا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''[2]

حضرت سیِّدُنا ابو **عبد اللہ** محمد بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ واِمام جلالُ الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**هُوَ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ قِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمضان المبارک کے مہینے میں راتوں کو قیام (باجماعت نمازِ تراویح) کا اِہتمام فرمایا۔''[3]

---

1 ......بخاری، صلاۃ التراویح، فضل من قام رمضان، ج ۱، ص ۲۵۸، حدیث: ۲۰۱۰۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول مافعل ومن فعلہ، ج ۸، ص ۳۳۵، حدیث: ۹۲۔

3 ......الاوائل للعسکری، ص ۱۵۲، تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔

(20)......سب سے پہلے نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات پر اجماع قائم کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے نمازِ جنازہ کی چار تکبیرات پر اجماع قائم کرایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا ابو وائل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دورِ خلافت میں تمام اَصحاب کو جمع فرمایا اور اُن سے اِسْتِفْسار فرمایا کہ ''حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نمازِ جنازہ میں کتنی تکبیرات کہتے تھے؟'' بعض نے کہا: ''پانچ'' بعض نے کہا: ''سات'' بعض نے کہا: ''چار'' جس نے جو جو سنا تھا وہ اس نے بتا دیا۔ لیکن **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چونکہ آخری جنازہ حضرت سیِّدُ نا سُہَیل بِن بَرصاء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پڑھایا تھا اور اُن کی نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہی تھیں اِس لیے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا چار تکبیرات پر اِجماع ہو گیا۔[1]

اِمام جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ النَّاسَ فِي صَلَاةِ الْجَنَائِزِ عَلٰى اَرْبَعِ تَكْبِيْرَاتٍ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات پر لوگوں کو جمع فرمایا۔''[2]

(21)......سب سے پہلے اذان کے الفاظ میں اضافہ کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اَذان کے کلمات میں عہدِ نبوی ہی میں اِضافہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مؤذنِ رسول حضرت سیِّدُ نا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ابتداءً اذان میں ''**اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه**'' کے بعد ''**حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة**'' کہا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے بلال! **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کے بعد **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه** کہا کرو۔'' یہ سن کر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُ نا بلال رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم ارشاد فرمایا: ''**قُلْ كَمَا اَمَرَكَ عُمَر** یعنی اے بلال! جیسا عمر نے تمہیں حکم دیا ہے ویسا ہی کہو۔''[3]

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، باب من کان یکبر علی الجنازۃ خمسا، ج ۳، ص ۱۸۶، حدیث: ۳۰، الاوائل للعسکری، ص ۱۶۴۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔

3 ......صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلوۃ، باب فی بدء الاذان والاقامۃ، ج ۱، ص ۱۸۸، حدیث: ۳۶۲۔

(22)......سب سے پہلے اصحابِ فرائض میں مسئلۂ عَول ایجاد کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اصحابِ فرائض میں مسئلۂ عَول ایجاد کیا۔ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ اَعَالَ الْفَرَائِضَ عُمَرُ** یعنی اصحابِ فرائض میں جس نے سب سے پہلے مسئلۂ عَول ایجاد کیا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''(1)

عِلمِ میراث کی اِصطلاح میں ''مخرجِ مسئلہ جب وُرَثاء کے حصوں پر پورا نہ ہوتا ہو یعنی حصے زائد ہوں اور مَخْرَج کا عدد حصوں کے مجموعی اَعداد سے کم ہو تو مخرجِ مسئلہ کے عدد میں اِضافہ کر دیا جاتا ہے اِسے عَول کہا جاتا ہے۔''(2)

(23)......سب سے پہلے شراب پر اَسی کوڑے لگانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے شراب کی حد قائم کرتے ہوئے شرابی کو اَسی کوڑے لگوائے۔ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں بطورِ سزا شرابی کی پٹائی لگائی جاتی تھی۔ جب سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دور آیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شرابی کی حد چالیس کوڑے مقرر فرمادی اور اُسی کے مطابق آپ کے عہد میں شرابی کو سزا دی جاتی، لیکن جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دور آیا تو حضرت سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف مکتوب لکھا جس کا مضمون یہ تھا: ''**اِنَّ النَّاسَ قَدْ اِنْهَمَكُوا فِي الشُّرْبِ وَتَحَاقَرُوا الْحَدَّ وَالْعُقُوبَةَ** یعنی لوگ بہت زیادہ شراب پینے میں مُنْہَمِک ہوگئے ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شراب کی سزا کو حقیر سمجھتے ہیں۔'' پھر سیِّدُنا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مشورہ دیتے ہوئے عرض کیا: ''حضور! آپ کے پاس جَیِّد کبار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہیں اُن سے مشورہ کیجئے۔'' سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مہاجرین اَوّلین کِبار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ کیا تو تمام صحابہ کرام کا اَسی کوڑے کی سزا پر اِجماع ہوگیا۔''(3)

---

(1)......مستدرک حاکم، کتاب الفرائض، اول من اعال الفرائض عمر، ج ۵، ص ۴۸۶، حدیث: ۸۰۵۲ ملتقطا۔

(2)......بہارِ شریعت، ج ۳، حصہ ۲۰، ص ۱۱۳۸۔

(3)......ابو داود، کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر، ج ۴، ص ۲۲۱، حدیث: ۴۴۸۹ ملخصا۔

علامہ جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنْ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے شراب کی حد اَسّی کوڑے مقرر فرمائی۔''[1]

(24)......سب سے پہلے مال کو ملکیت میں رکھ کر صدقہ کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے سب سے پہلے مال کو اپنی ملکیت میں رکھ کر راہِ خدا میں اُس کے مَنافِع کو صدقہ کیا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ خیبر کی کچھ زمین امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حصے میں آئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور مُشاوَرت کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے: ''**اِنِّيْ قَدْ اَصَبْتُ مَالًا لَمْ اَصِبْ مِثْلَهُ وَقَدْ اَرَدْتُّ اَنْ اَتَقَرَّبَ بِهٖ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى** یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے حصے میں جو مال آیا ہے اُس سے پہلے ایسا مال نہیں آیا یعنی یہ مجھے بہت محبوب ہے اور میں چاہتا ہوں کہ راہ خُدا میں اُسے صدقہ کر کے رب عَزَّوَجَلَّ کا قُرب حاصل کروں، آپ اِس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟'' تو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اِحْبِسِ الْاَصْلَ وَسَبِّلِ الثَّمَرَ** یعنی اے عمر! اصل زمین اپنی ملکیت میں رکھو اور اس کے مَنافِع کو صدقہ کردو۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُس زمین کو اِس طرح صدقہ کیا کہ نہ تو اُسے بیچا جائے گا، نہ ہِبَہ کیا جائے گا، نہ ہی اُس میں میراث جاری ہوگی، اُس کے مَنافِع کو فُقراء، رِشتہ داروں، غُلاموں، راہِ خُدا میں جہاد کرنے والوں، مہمانوں وغیرہ پر خرچ کیا جائے گا۔[2]

(25)......سب سے پہلے اَئِمَّہ و مُؤَذِّنین کی تنخواہیں جاری کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اَئِمَّہ و مُؤَذِّنین کے مُشاہرے مُقرّر فرمائے۔ حضرت سیِّدُنا حَسَن رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے: ''**اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا**

---

1 ......تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸۔

2 ......دارقطنی، کتاب الاحباس، باب فی حبس المشاع، ج۴، ص۲۲۸، حدیث: ۴۳۸۳۔

شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی الاختیار فی صدقۃ التطوع، ج۳، ص۲۴۶، حدیث: ۳۴۴۶۔

یَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِیْنَ وَالْاَئِمَّۃَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وامیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مؤذنین وائمہ کرام کو تنخواہیں دیتے تھے۔‘‘(1)

(26)......سب سے پہلے مسجدِ حَرام کی توسیع وکشادگی کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجدِ حرام کی توسیع کا اہتمام فرمایا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ’’امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک سال عمرہ کرنے کی نیت سے مسجد حرام کا قصد فرمایا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجدِ حرام کو وسیع کرنے اور کشادہ کرنے کا اہتمام فرمایا۔‘‘(2)

(27)......سب سے پہلے مسجدِ حَرام کی بیرونی دیوار بنانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد حرام کی بیرونی دیوار تعمیر فرمائی۔ چنانچہ مروی ہے کہ: ’’عہدِ رسالت میں مسجد حرام کی کوئی بیرونی دیوار نہیں تھی، جب امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مَنصبِ خِلافت پر مُتَمَکِّن ہوئے تو آپ نے مسجد کے قریب کے گھروں کو خرید کر انہیں مسجد میں شامل کردیا اور پھر پوری مسجد کے گرد ایک چھوٹی دیوار تعمیر فرمادی جس پر چراغ رکھے جاتے تھے۔‘‘(3)

(28)......سب سے پہلے مسجدوں کو روشن کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اپنے دور میں مساجد کو آباد کرنے کے لیے انہیں روشن کرنے کا خُصُوصی اِہتمام فرمایا تاکہ لوگ رمضان المبارک کی راتوں میں آسانی سے نماز تراویح وغیرہ عبادات کا اہتمام کرسکیں۔ چنانچہ علامہ اِسماعیل حقّی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان فرماتے ہیں: ’’**اَوَّلُ مَنْ جَعَلَ فِی الْمَسٰجِدِ الْمَصَابِیْحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی مساجد میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم

---

(1)......تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ محمد واسم ابیہ ابان، ج ۲، ص ۹۷، الرقم: ۴۲۰۔

(2)......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۲۳۵۔

(3)......روح المعانی، پ ۱۷، الحج، تحت الآیۃ: ۲۶، ج ۱۷، ص ۱۸۵،
فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب بنیان الکعبۃ، ج ۸، ص ۱۲۵، تحت الحدیث: ۳۸۳۰۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے روشنی کے لیے چراغ جلائے۔''[1]

اور تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اسے بہت پسند فرمایا۔ مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے اس فعل پر خصوصی دعا بھی فرمائی۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا ابواِسحاق ہَمْدَانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم رمضان المبارک کی پہلی رات باہر نکلے تو دیکھا کہ مساجد پر قندیلیں چمک رہی ہیں اور لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''**نَوَّرَ اللّٰہُ لِعُمَرَ فِيْ قَبْرِہٖ کَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِالْقُرْآنِ** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ امیر المؤمنین سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر کو ویسا ہی منور کر دے جیسا آپ نے مساجد کو قرآن سے منور کیا۔''[2]

(29)......سب سے پہلے مسجد نبوی کا فرش پکا کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد کا فرش پکا کروایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن اِبراہیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ اَلْقَی الْحَصَی فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب** یعنی مسجد نبوی میں سب سے پہلے پتھر بچھانے والے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں کہ مسجد نبوی کا فرش کچا ہونے کے سبب لوگ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو مٹی لگنے کے سبب اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد کے فرش کو پکا کرنے کے لیے ریتی بچھانے کا حکم دیا چنانچہ مقامِ عقیق سے بجری لائی گئی اور مسجد نبوی میں بچھا کر اس کے فرش کو پکا کر دیا گیا۔''[3]

(30)......سب سے پہلے مسجد میں چٹائیاں بچھانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد نبوی میں نمازیوں کے لیے چٹائیاں بچھائیں۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد نبوی کے فرش کو پکا فرمایا تو اس کے بعد چٹائیاں بچھانے کا حکم

---

1 ......روح البیان، پ ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۱۸، ج ۳، ص ۴۰۰۔

2 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب الحادی و الثلاثون، ص ۲۶۔

3 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول ما فعل ومن فعلہ، ج ۸، ص ۳۴۵، حدیث: ۱۷۶۔

طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۴۔

دیا۔ چنانچہ علامہ اِسماعیل حَقّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ فَرَّشَ الْحَصِیْرَ فِی الْمَسَاجِدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَتْ قَبْلَ ذٰلِکَ مَفْرُوْشَۃً بِالْحِصِیِّ** یعنی جس نے سب سے پہلے مساجد میں نمازیوں کے لیے چٹائیاں بچھائیں وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ چٹائیاں بچھانے سے قبل مسجد نبوی کا فرش پکا تھا۔''[1]

(31)......سب سے پہلے مسجد نبوی کی توسیع کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی اور اُس میں کنکریوں کا فرش بچھا کر اسے پکا کیا۔ امام جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**ھَدَمَ الْمَسْجِدَ النَّبَوِیَّ، وَزَادَ فِیْہِ وَوَسَّعَہٗ وَفَرَّشَہٗ بِالْحُصْبَاء** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد نبوی کو شہید کرا کے نئے سرے سے اُس کی تعمیر کی اور اُس کے رقبے میں اضافہ کیا، نیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد نبوی کے فرش کو پکا کروانے کے لیے وہاں بجری بچھائی۔[2]

فاروقِ اعظم کی فلاحی اوّلیات

(32)......سب سے پہلے نہریں کھدوانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے زراعت و دیگر فوائد کے لیے نہریں کھدوائیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو نہریں کھدوائیں اُن میں نہرِ اَبی موسیٰ، نہرِ مَعْقِل، نہرِ سَعْد اور نہرِ امیر المؤمنین بہت ہی مشہور و معروف ہیں۔[3]

(33)......سب سے پہلے شہروں کو تعمیر کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے شہروں کو تعمیر کروایا۔ چنانچہ علامہ ابن

---

1 ......روح البیان، پ ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۱۸، ج ۳، ص ۳۹ ۳۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۹۔

3 ......فتوح البلدان، ص ۳۵۷، حسن المحاضرۃ، ذکر خلیج مصر، ج ۲، ص ۳۲۶۔

جَوْزِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ مَصَّرَ الْاَمْصَارَ فِي الْاِسْلَامِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی جس نے اسلام میں سب سے پہلے شہر تعمیر کرائے وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔''[1]

(34)......سب سے پہلے مَفْتُوحَہ ممالک کو تقسیم کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مفتوحہ ممالک کے نظام کو بطریقِ اَحسن مُنَظَّم کرنے کے لیے مختلف حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ نیز اُن کی تقسیم کے بعد ہر حصے پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا حاکم مُقَرَر فرما دیتے جو اُس علاقے کے تمام معاملات کا نظام سنبھال لیتا۔[2]

(35)......سب سے پہلے مَرْدُم شُماری کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مَرْدُم شُماری کروا کے لوگوں کے ناموں کی فہرستیں مرتب فرمائیں۔ چنانچہ علامہ ابوجعفر محمد بن جریر طبری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**کَتَبَ النَّاسَ عَلٰی قَبَائِلِهِمْ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (سب سے پہلے) لوگوں (کے ناموں) کو اُن کے قبائل کے مطابق لکھا۔''[3] (یعنی مَرْدُم شُماری کروا کر انہیں مُرَتَّب فرمایا۔)

(36)......سب سے پہلے مُعَلِّموں اور مُدَرِّسوں کے مُشَاہَرے مُقَرَّر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے **مُعَلِّمِیْن** اور **مُدَرِّسِیْن** کے مشاہرے مقرر فرمائے۔ خَطِیبِ بَغدادِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ الْعَفَّانِ كَانَا يَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِيْنَ وَالْاَئِمَّةَ وَالْمُعَلِّمِيْنَ وَالْقُضَاةَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مُؤَذِنوں، اِماموں اور مُعَلِّموں یعنی قرآن وسُنَّت کی تعلیم دینے والوں اور قاضیوں کو وظائف دیا کرتے تھے۔''[4]

---

1 ......تلقیح فھوم اھل الاثر، ذکر الاوائل، ص ۳۳۷۔

2 ......تاریخ طبری، ج ۲، ص ۴۴۹۔

3 ......تاریخ طبری، ج ۲، ص ۵۷۰۔

4 ......تاریخ بغداد، ذکر من اسمه محمد واسم ابیه ابان، ج ۲، ص ۷۹، الرقم: ۴۶۰۔

(37)......سب سے پہلے گورنروں کی تنخواہیں مقرر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے عاملوں، گورنروں کی تنخواہیں، وظائف اور سہ ماہی وسالانہ بونَس مُقَرَّر فرمائے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے گورنروں کو اس بات کی نصیحت کر رکھی تھی کہ اَوّلاً منصبِ قضاء کے لیے نیک لوگوں کا انتخاب کیا جائے اور پھر اُن کی ضرورت کے مطابق تنخواہیں بھی دی جائیں۔ نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گورنروں، قاضیوں اور فوجیوں کو سہ ماہی وسالانہ بونَس بھی دیا کرتے تھے۔(1)

(38)......سب سے پہلے لوگوں کے لیے وظائف مُقَرَّر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے لوگوں کے لیے مختلف وَظائف مقرر فرمائے۔ چنانچہ علامہ محمد بن سَعد بَصْرِی زُہرِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ فَرَضَ لَهُمُ الْاَعْطِيَةَ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی سب سے پہلے وظائف مقرر فرمائے۔''(2)

(39)......سب سے پہلے شیر خوار بچوں کے وظائف مقرر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے شیر خوار بچوں کے وظائف اُن کی پیدائش ہی سے مُقَرَّر فرمائے۔ مشہور واقعہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ ایک تجارتی قافلے کی نگرانی کرتے ہوئے رات کو ایک خیمے کے پاس سے گزرے جس سے بچے کی رونے کی آواز آرہی تھی معلوم کرنے پر پتا چلا کہ اُس کی ماں بچے کا دودھ چھڑانا چاہتی ہے کیونکہ جو بچے دودھ چھوڑ چکے ہوں اُن کو وظیفہ جاری کیا جاتا ہے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نمازِ فجر کے بعد یہ حکم جاری فرمایا کہ کوئی عورت بچوں کو دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرے اب سے بچے کی پیدائش ہی سے اُس کا وظیفہ جاری کر دیا جائے گا۔(3)

(40)......سب سے پہلے لاوارث بچوں کی پرورش کا انتظام کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے ''**لَقِيط**'' یعنی لاوارث بچوں کی

---

(1)......تاریخ طبری، ج ۲، ص ۴۷۸۔

(2)......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۴۔

(3)......البدایۃ والنھایۃ، ج ۵، ص ۱۴۰۔

پرورش کے لیے اُن کا وظیفہ مقرر فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا سَعِید بن مُسَیَّب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں جب کسی لاوارث بچے کو لایا جاتا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس کے لیے سو درہم وظیفہ مُقرَّر فرماتے جو اُس کے سرپرست ہر مہینے لے جاتے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ انہیں اُس بچے کے ساتھ حُسنِ سُلُوک کی وصیّت فرماتے نیز اُس کے دودھ اور کھانے وغیرہ کا خرچہ بھی بیت المال سے دیتے۔''[1]

فاروقِ اعظم کی اِداراتی اَوّلیات

(41)......سب سے پہلے بیت المال قائم کرنے والے:

حضرت سیِّدُنا اِمام جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنِ اتَّخَذَ بَیْتَ الْمَالِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے بیت المال قائم فرمایا۔''

حضرت سیِّدُنا اِمام جَمالُ الدِّین اَبُوالفَرَج اِبنِ جَوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''حضرت سیِّدُنا قَتَادَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جو سب سے آخری مال آیا وہ بحرین کے آٹھ لاکھ درہم تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سارے درہم تقسیم فرما دیے۔ لہٰذا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں بیت المال نہیں تھا نہ ہی حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں تھا اور جس نے سب سے پہلے بیت المال قائم فرمایا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔[2]

ایک اہم وضاحت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ عہدِ نبوی و عہدِ رسالت میں کوئی بیت المال نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جب بھی کوئی مال آتا تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُسے مُستحقِّین میں تقسیم فرما دیتے جیسا کہ سیِّدُنا قَتَادَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی روایت

---

1 ......موطا امام مالک، کتاب الاقضیۃ، باب القضاء فی المنبوذ، ج ۲، ص ۲۶۰، حدیث: ۱۴۸۲ ملخصاً۔

2 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب التاسع و الثلاثون، ص ۹۷، تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸ ملتقطاً۔

گزری، یہی حال امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بھی تھا کہ جب بھی کوئی مال آتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فوراً اُسے تقسیم فرمادیتے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اَوّلاً اپنے گھر (مقامِ سُنُح) میں بیت المال قائم کیا ہوا تھا، بعدازاں اُسے مدینہ منورہ منتقل کردیا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ اُسی بیت المال میں گئے جب دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بیت المال بالکل خالی تھا اور کوئی درہم ودینار نہ تھا کیونکہ آپ سب تقسیم کردیا کرتے تھے۔ بعدازاں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کی کثرت ہوئی تو مال بھی بڑھنے لگا اسی لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے باقاعدہ بیت المال قائم فرمادیا۔ لہٰذا دونوں اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ [1]

(42)......سب سے پہلے دیوان بنانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے دیوان مرتب فرمایا۔ امام جلال الدین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنِ اتَّخَذَ الدِّیْوَانَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے دیوان بنایا۔''[2]

دیوان اُس رجسٹر کو کہتے ہیں جس میں اُن تمام لوگوں کی فہرست درج ہوتی ہے جنہیں بیت المال سے عطیات اور وظائف وغیرہ دیے جاتے تھے۔ یا اُس دفتر یا مکتب (Office) کو کہتے ہیں جس میں یہ کام سرانجام دیا جائے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دیوان بنانے کے متعلق صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ کیا تو مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: ''حضور! جو مال آپ کے پاس جمع ہوا سے ہاتھوں ہاتھ ہر سال تقسیم کردیا کریں اور اُس سے کچھ نہ بچائیں۔'' سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''حضور میرے خیال سے مال بہت زیادہ ہے جو لوگوں کی ضرورت پوری کرنے کے بعد بھی بچ جائے گا اور اگر مُستحِقِّین کی فہرست تیار نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ غیر

---

1 ......تاریخ الخلفاء، ص ٦٠ ملخصا۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔

مُستحقّین بھی شامل نہ ہوجائیں۔'' بہرحال سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دِیوان مُرتَّب کرنے کا حکم دے دیا۔''[1]

(43)......سب سے پہلے جیل خانہ قائم کرنے والے:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جیل قائم فرمائی اور اُس میں مجرموں کو قید فرمایا۔ آپ سے پہلے اسلام میں جیل کا کوئی تَصَوُّر نہ تھا، مُجرموں کو دیگر سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ سب سے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مکہ مکرمہ میں صَفوان بن اُمَیّہ کا گھر چار ہزار دِرہم میں خرید کر اُسے جیل بنایا پھر دوسرے اضلاع میں بھی جیلیں بنانے کا حکم جاری فرمایا۔ علامہ بَغوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اِمام مَکْحُول کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنْ حَبَسَ فِي السِّجْوْنِ یعنی امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جیل میں کسی مجرم کو قید کیا۔'' اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کسی مجرم کو قید کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''اَحْبِسُهٗ حَتّٰى اَعْلَمَ مِنْهُ التَّوْبَةَ، وَلَا اَنْفِيْهِ اِلٰى بَلَدٍ فَيُؤْذِيْهِم یعنی میں اُسے اس وقت تک قید کرکے رکھوں گا جب تک مجھے یہ علم نہ ہو جائے کہ اُس نے اپنے جرم سے توبہ کرلی ہے اور ہاں میں اُسے کسی دوسرے شہر بھی منتقل نہیں کروں گا کیونکہ یہ وہاں کے لوگوں کو بھی اپنے شر سے تکلیف پہنچائے گا۔''[2]

(44)......سب سے پہلے پولیس کا محکمہ قائم فرمانے والے:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے پولیس کا محکمہ قائم فرمایا۔ مختلف اَقسام کے مقدمات مثلاً زِنا، سرقہ وغیرہ کی ابتدائی تمام کاروائیاں اِسی محکمہ سے متعلق تھیں۔ نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس محکمے کے چند آفیسرز کو بازاروں میں بھی تعینات فرمایا تھا تاکہ وہ تاجروں کی بازاری خیانتوں پر نظر رکھیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بازار میں حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بِن عُتبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مقرر فرمایا تھا۔[3]

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۲۴۔

کنزالعمال، کتاب الجهاد، الارزاق والعطایا، الجزء: ۴، ج ۲، ص ۲۴۰، حدیث: ۱۱۶۵۳ ملتقطا۔

2 ......تفسیر البغوی، پ ۶، المائدة، تحت الآیة: ۳۳، ج ۲، ص ۲۷۔

3 ......طبقات کبری، عبد اللہ بن عتبة، ج ۵، ص ۴۳۔

(45)......سب سے پہلے مسافر خانے اور گودام بنوانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسافر خانے اور غلے کے گودام بنوائے جن سے مسافروں کی مدد کی جاتی۔ چنانچہ علامہ محمد بن سَعد بَصْری زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اِتَّخَذَ عُمَرُ دَارَ الدَّقِيْقِ فَجَعَلَ فِيْهَا الدَّقِيْقَ وَالسَّوِيْقَ وَالتَّمَرَ وَالزَّبِيْبَ وَمَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ يُعِيْنُ بِهِ الْمُنْقَطِعَ بِهٖ وَالضَّيْفَ يَنْزِلُ بِعُمَرَ وَوَضَعَ عُمَرُ فِيْ طَرِيْقِ السُّبُلِ مَابَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ مَايَصْلَحُ مَنْ يُنْقَطَعُ بِهٖ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک گودام قائم فرمایا اور اس میں آٹا، ستو، کھجور، کشمش ودیگر ضروریات کی اَشیاء رکھتے تھے۔ جب کوئی مسافر اور مہمان آپ کے پاس آتا تو اُس کی مدد فرماتے۔ اسی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مکہ سے مدینہ منورہ کے درمیانی راستوں پر ایسے وسائل قائم فرمائے جن سے مسافروں کو مدد ملتی۔''(1)

(46)......سب سے پہلے شہروں میں مہمان خانے قائم کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مختلف شہروں میں مہمان خانے ومسافر خانے قائم فرمائے۔ کیونکہ دور دراز علاقوں سے آنے والے لوگوں کو رہائش، قیام، طعام وغیرہ میں سخت مشکلات پیش آتی تھیں، اس لیے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مہمان خانے قائم کرنے کے لیے خصوصی ہدایات جاری فرمائیں۔ کوفہ اور حیرہ کے درمیان ایک بستی جس کا نام ''مِلْطَاط'' تھا وہاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسافر خانہ بنوانے کے لیے ایک حکم نامہ بھیجا کہ مسافروں اور راہگیروں کے لیے ایک مہمان خانہ بنایا جائے تو وہاں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک مسافر خانہ ومہمان خانہ قائم کر دیا گیا۔(2)

(47)......سب سے پہلے خبر رسانی کا نظام بنانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اِخباری نظام بنایا۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ سلطنت کی کوئی بھی بات آپ سے کسی طرح پوشیدہ نہ رہے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۴۔

2 ......فتوح البلدان، القسم الرابع، ذکر تمصیر الکوفۃ، ص ۳۹۱۔

عَنْہ نے مختلف علاقوں میں ایسے افراد کو مُتعین کیا جو پَل پَل کی خبر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پہنچاتے تھے۔ امام **عبد اللہ** بن جَرِیر طَبَری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**وَ كَانَ عُمَرُ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِيْ عَمَلِهٖ كُتِبَ اِلَيْهِ مِنَ الْعِرَاقِ بِخُرُوْجِ مَنْ خَرَجَ وَ مِنَ الشَّامِ بِجَائِزَةِ مَنْ اُجِيْزَ فِيْهَا** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر کوئی بات مخفی نہیں رہتی تھی، عراق میں جن لوگوں نے خروج کیا اور شام میں جن لوگوں کو انعام دیے گئے سب کی تحریری و مفصل رپورٹ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پہنچا دی گئی۔''(1)

(48)......سب سے پہلے شورائی نظام قائم فرمانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے شورائی نِظام قائم فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعد خلیفہ مُقرّر کرنے کے لیے چھ اَکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر مُشْتَمِل ایک شُوریٰ قائم فرمائی جس کا فیصلہ آپ ہی کا فیصلہ تھا۔ وقت وفات آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''اگر مجھے جلدی موت آجائے تو اِن چھ اَفراد پر مشتمل مجلس شوریٰ میرے بعد خلیفہ کا تَقَرُّر کرے گی کہ ان سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے وصال ظاہری تک راضی تھے۔''(1)

(49)......سب سے پہلے شہروں میں قاضی مقرر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے شہروں میں قاضی مقرر فرمائے۔ چنانچہ امام جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**هُوَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَقْضَى الْقُضَاءَ فِي الْاَمْصَارِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے شہروں میں قاضی مُقرّر فرمائے۔''(1)

(50)......سب سے پہلے عُمّال کے کاموں کو بیان کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے **عُمّال** کے کاموں کو واضح فرمایا۔

1......تاریخ طبری، ج ۲، ص ۱۹۴۔

2......مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب نھی من اکل ثوما وبصلا۔۔۔الخ، ص ۲۸۳، حدیث: ۷۸ ملتقطا۔

3......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۴۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک خُطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ اُن کے عاملوں کو کیا کیا کام کرنے ہیں۔[1]

(51)......سب سے پہلے عُمّال کا اِحْتِسَاب مَکْتَب بنانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے عُمّال کے لیے اِحتساب مکتب بنایا جہاں عوام میں سے کوئی بھی کسی بھی عامل (یعنی گورنر یا حاکم) کے خلاف شکایت کرسکتا تھا۔ جس کے خلاف شکایت ہوتی اگر وہ عامل قریب ہوتا تو سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اُسے فوراً بلاتے اور پوچھ گچھ فرماتے اور اگر وہ کہیں دور علاقے میں ہوتا تو بذریعہ مکتوب اُس سے پوچھ گچھ فرماتے۔[2]

(52)......سب سے پہلے جنگلات کی پیمائش کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جنگلات کی پیمائش کروائی۔ عام زمین کے مقابلے میں چونکہ جنگلات بہت وسیع ہوتے ہیں اِس لیے جب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کی وسعت ہوئی تو اُس میں بے شُمار جنگلات بھی آئے، اُن میں خِراج وغیرہ کے معاملے میں سخت مشکلات پیش آئیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عُثمان بن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جنگلات کی پیمائش کا حکم دیا اور یوں یہ مسئلہ بَطَرِیقِ اَحْسَن حل ہوگیا۔[3]

(53)......سب سے پہلے پہاڑوں کی پیمائش کروانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جنگلوں اور پہاڑوں کی پیمائش کروائی۔ چنانچہ علامہ محمد بِن سَعد بَصْری زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ مَسَحَ السَّوَادَ وَاَرْضَ**

---

1 ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۱۲۳۔

2 ......الاوائل للعسکری، ص ۱۷۲۔

3 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸، الاوائل للعسکری، ص ۱۲۶ ملتقطا۔

اَلْجَبَلِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جنگلات اور پہاڑوں کی پیمائش کروائی۔''(1)

فاروقِ اعظم کی معاشی اَوّلیات

(54)......سب سے پہلے مصر سے مدینہ اَناج منگوانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مصر سے مدینہ منورہ اَناج منگوایا۔ علامہ جلالُ الدِّین سُیُوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ حَمَلَ الطَّعَامَ مِنْ مِصْرَ فِيْ بَحْرِ اِيْلَةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مصر سے مدینہ منورہ اَناج منگوایا۔''(2)

سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں ایک سال مدینہ منورہ میں قحط عظیم پڑا، اس کا نام ''عام الرَّمادَۃ'' (ہلاکت وبربادی یا راکھ والا سال) رکھا گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عاملِ مصر حضرت سیِّدُ نا عَمْرو بن عَاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک مکتوب بھیجا جس میں مصر سے مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے لیے اَناج بھیجنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ انہوں نے جواباً عرض کیا: ''حضور میں اَناج کے اونٹ بھیج رہا ہوں جس کا پہلا اونٹ آپ کے پاس ہوگا اور آخری اونٹ میرے پاس۔'' اور سیِّدُ نا عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مصر سے غلّے سے لدے ہوئے اتنے اونٹ بھیجے کہ واقعی اُن کی قطار کا پہلا اُونٹ مدینہ منورہ میں تھا اور آخری اُونٹ مصر میں تھا۔ امیر المومنین سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وہ تمام اُونٹ تقسیم فرمادیے، ہر گھر کو ایک ایک اُونٹ مع اَناج عطا کیا اور حکم دیا کہ اَناج کھاؤ اور اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت کھاؤ، چربی کھاؤ، کھال کے جوتے بناؤ، جس کپڑے میں اَناج بھرا تھا اُس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سبب پورے مدینہ منورہ کے لوگوں کی مشکل دور فرمائی۔(3)

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۴ ملتقطا۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸، طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۴۔

3 ......مستدرک حاکم، کتاب الزکاۃ، لایدخل صاحب مکس الجنۃ، ج ۲، ص ۲۵، حدیث: ۱۵۱۱ ملتقطا۔
صحیح ابن خزیمۃ، باب ذکر الدلیل علی ان العامل۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۶۸، حدیث: ۲۳۶۸ ملتقطا۔

(55)......سب سے پہلے دریائی قیمتی مال پر محصُول مُقَرَّر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے دریا سے نکلنے والی چیزیں جیسے زُمُرُّد، عَنْبر وغیرہ پر خُمُس (پانچواں حصہ) مُقَرَّر فرمایا۔ شاہ ولی اللہ مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اَوّلیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریا پر عُمَّال مُقَرَّر فرمائے تاکہ وہ اُس سے نکلنے والے مال کا خُمُس وصول کریں۔ امام ابو یُوسُف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا یَعْلٰی بِن اُمَیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دریا پر عامِل مُقَرَّر فرمایا۔[1]

(56)......سب سے پہلے اسلامی سکے رائج کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اِسلامی سکے رائج فرمائے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ملک شام وعراق کی فتوحات تک قدیم سکوں کو چلنے دیا بعد اَزاں ۱۸ سن ہجری میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نئے اسلامی سکوں کا اِجراء کیا جو پرانے سکوں کے مشابہ تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو سکے رائج فرمائے اُن پر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' اور بعض سکوں پر ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' اور بعض پر ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ'' لکھا ہوتا تھا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دَورِ خلافت کے آخر تک دس درہم کا مجموعی وزن چھ مثقال کے برابر ہوتا تھا۔[2]

(57)......سب سے پہلے حربی تاجروں پر عُشْر مُقَرَّر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے حربی تاجروں کو دارالاسلام میں آکر مسلمانوں کے ساتھ خرید و فروخت کی اجازت عطا فرمائی۔ اِمام ابو یُوسُف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حضرت سیِّدُ نا عَمرو بِن شُعَیب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ''اَھْلِ مَنْبِج'' جو دریا پار کے حربی تھے انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مکتوب لکھا کہ آپ ہمیں اپنی سرزمین میں تجارت کی اجازت عطا فرمائیں

---

1 ......ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۲۴۹۔

2 ......النقود الاسلامیہ للمقریزی، فصل فی ذکر النقود الاسلامیۃ، ص ۴۔

اور اُس کے بدلے ہم سے عُشر لے لیں۔'' آپ نے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے مشورہ کیا تو اُنہوں نے اُسے قبول کرلیا، لٰہذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُنہیں عُشر کے ساتھ تجارت کی اِجازت عطا فرما دی۔ [1]

(58)......سب سے پہلے تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مُقرّر کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے تجارت کے گھوڑوں پر زکوۃ مقرر فرمائی۔ علامہ جَلالُ الدِّین سُیُوطی شافِعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ اَخَذَ زَكَاةَ الْخَيْلِ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے تجارتی گھوڑوں کی زکوۃ لی۔'' ایک مرتبہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں ایک ایسا گھوڑا پیش کیا گیا جسے سو اونٹنیوں کے قیمت میں بیچا جا رہا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**مَا ظَنَنْتُ اَنَّ اَثْمَانَ الْخَيْلِ تَبْلُغُ هٰذَا الْمَبْلَغَ** یعنی مجھے یقین نہیں تھا کہ گھوڑوں کی قیمت یہاں تک پہنچ جائے گی۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ بھی خبر دی گئی کہ ملک شام میں چَرائی کے گھوڑے بھی ہیں۔ تو اِس کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے گھوڑوں کی بھی زکوٰۃ کا حکم دے دیا۔ [2]

(59)......سب سے پہلے بنو تَغْلِب کے عیسائیوں سے محصول وصول کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے بنو تَغلِب کے عیسائیوں سے محصول ٹیکس وصول فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا زِیاد بن جُدَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جس شخص کو سب سے پہلے سڑکوں کے ناکوں پر محصول وصول کرنے کے لیے بھیجا وہ میں ہی ہوں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں اور جو چیز میرے سامنے گزرے میں چالیس درہم پر ایک درہم کے حساب سے مسلمانوں سے لوں اور ذِمّیوں سے بیس درہم، غیر ذمی سے دسواں حصہ، نیز بنو تَغلِب کے نصاریٰ سے کھَرے پَن سے پیش آؤں کیونکہ وہ اہلِ کتاب نہیں ہیں شاید وہ اِسلام لے آئیں۔ [3]

---

1 ......کتاب الخراج، ص۱۳۵۔

2 ......تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸، الاوائل للعسکری، ص۱۷۷۔

3 ......کتاب الخراج، ص۱۲۰۔

(60)......سب سے پہلے کتابیوں سے بطَرِیقِ مَعِیشَت جزیہ لینے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے بطَرِیقِ مَعِیشَت کتابیوں سے جزیہ لیا۔ چنانچہ علامہ محمد بن سَعد بَصْری زُہری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ''**اَلْجِزْيَةُ عَلٰى جَمَاجِمِ اَهْلِ الذِّمَّةِ فِيْمَا فَتَحَ مِنَ الْبُلْدَانِ فَوَضَعَ عَلَى الْغَنِيِّ ثَمَانِيَةً وَّاَرْبَعِيْنَ دِرْهَماً وَعَلَى الْوَسْطِ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ دِرْهَماً وَعَلَى الْفَقِيْرِ اِثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَماً**'' یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مفتوحہ علاقوں کے کتابیوں سے اس طرح جزیہ لیا کہ غَنی سے اَڑتالیس دِرہم، مُتَوَسِّط سے چوبیس درہم جبکہ فقیر سے بارہ درہم۔[1]

فاروقِ اعظم کی جنگی اَوّلیات

(61)......سب سے پہلے فوجی چھاؤنیاں قائم کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مفتوحہ علاقوں میں فوجی چھاؤنیاں قائم فرمائیں۔ مفتوحہ ممالک کے تمام شہروں میں اور خصوصاً ملک شام کے شہروں میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جن فوجی چھاؤنیوں کو قائم کیا آپ نے انہیں ''اَجناد'' (یعنی لشکر کے رہنے کی جگہ) کا نام دیا۔ چنانچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اُن شہروں میں فوجی چھاؤنیاں اِس طرح بنائیں کہ اُن میں فوجیوں کے رہنے کے لیے بیرکیں بنائیں، گھوڑوں کے اصطبل بنائے، جن میں بیک وقت کم از کم چار ہزار گھوڑے مع ساز وسامان اور پوری جنگی تیاری کے ساتھ ہر وقت تیار رہتے تھے۔[2]

(62)......سب سے پہلے فوجیوں کی گھروں سے جُدائی کی مُدّت مُعَیَّن کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جنگ میں جانے والے فوجیوں کی اپنے گھروں میں واپس آنے کی مدت مُعَیَّن کی، اِس کا سبب ایک فوجی کی زوجہ بنی جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رات کو شہر کا دورہ کرتے ہوئے اُس کے گھر کے قریب سے گزرے تو اُس نے اپنی شوہر کی جُدائی سے متعلقہ درد بھرے کلمات کہے

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۴۔

2 ......تاریخ طبری، ج ۲، ص ۴۸۳۔۴۹۰۔

تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی بیٹی زوجۂ رسول اللہ حضرت سیِّدَتُنا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مُشاورت کے بعد حکم جاری فرمادیا کہ میدانِ جنگ میں کم ازکم تین ماہ اور زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک فوجی رہ سکتا ہے اس کے بعد وہ فی الفور اپنے گھر چھٹی لے کر آجائے۔[1]

(63)......سب سے پہلے جنگی گھوڑے کا حصہ نافذ کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جنگ میں حصہ لینے فوجیوں کے گھوڑوں کا حصہ بھی نافذ فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا مُجاہِد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگی گھوڑے کے لیے دو حصے مُقرّر فرمائے اور گُھڑ سوار کے لیے ایک حصہ۔'' اور حضرت سیِّدُنا حکم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَھْمَیْنِ عُمَرُ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے جنگی گھوڑوں کے دو حصوں کو نافذ فرمایا۔''[2]

فاروقِ اعظم کی اُخروی اَوّلیات

(64)......سب سے پہلے نامۂ اَعمال دائیں ہاتھ میں دیے جانے والے:

کل بروزِ قیامت سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دائیں ہاتھ میں نامۂ اَعمال دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا زَید بن ثابت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اَوَّلُ مَنْ یُعْطَی کِتَابُہٗ بِیَمِیْنِہٖ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ** یعنی اِس اُمت محمدیہ میں سے کل بروزِ قیامت جسے سب سے پہلے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ عمر ہے۔''[3]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......درمنثور، پ ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۷، ج ۱، ص ۶۵۳۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجھاد، باب فی الفارس کم یقسم لہ، ج ۷، ص ۶۶۲، حدیث: ۷۔

3 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۳۰، ص ۱۵۴۔

سترھواں باب

وصالِ فاروقِ اعظم

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے--------

- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور شہادت کی دعا
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت پر لوگوں کا مطلع ہونا
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا اپنی شہادت کی خبر دینا
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر قاتلانہ حملہ
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت سے قبل وصیتیں، رونے اور نوحہ کرنے کی ممانعت
- ......انتخابِ خلیفہ کے لیے مجلس شوریٰ کا قیام، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبان مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم
- ......فاروقِ اعظم کا غسل مبارک، کفن مبارک، نماز جنازہ اور تدفین
- ......شہادتِ فاروقِ اعظم کے بعد مختلف اَصحاب کے تاثرات، وصال فاروقِ اعظم اور جنّات
- ......فیضانِ مَزاراتِ ثلاثہ، تینوں مَزاراتِ مبارکہ سے متعلق مختلف اُمور کا تفصیلی بیان

وصالِ فاروقِ اعظم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج اگر دنیا کے مختلف ممالک کے نظام پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہیں چلانے کے لیے بیسیوں بڑے بڑے وزیروں اور مُشیروں کی ضرورت پڑتی ہے، جہاں داخلی امور کے لیے ایک وزیر مقرر ہوگا تو وہیں خارجی معاملات کے لیے بھی علیحدہ سے ایک وزیر مُقرر ہوگا، اسی طرح ملک کے دیگر معاملات پانی، بجلی، گیس، تجارت، زراعت، ثقافت، تعلیم، معاشی، معاشرتی تمام اُمور کے لیے علیحدہ علیحدہ وُزراء مقرر کیے جاتے ہیں، جس شعبے کی بات کی جائے اس کے پیچھے علیحدہ سے ایک وزیر مُقرر ہوگا، لیکن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مکمل خلافت اور اس کے مختلف نِظام دیکھیں جائیں تو بڑے بڑے دانش ور حیران و پریشان ہوجاتے ہیں کہ اگرچہ بعض معاملات میں بظاہر ذمہ داران کا تقرر نظر آتا ہے لیکن اس کے تمام معاملات کے پیچھے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کی ذاتِ مبارکہ کارفرما تھی، بیسیوں شعبہ جات میں ذمہ داران کی بجائے فقط آپ ہی کا حکم جاری ہوتا تھا، آپ کی ذاتِ مبارکہ ہمہ جہت شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ ہمہ جہت حاکم بھی تھی، سلطنت کے داخلی، خارجی، معاشی، تعلیمی اور جنگی دِفاعی تمام معاملات پر بَیک وقت آپ کی نظر ہوتی تھی، جس مضبوط اور مستحکم انداز میں آپ نے امورِ سلطنت کو سرانجام دیا اگر اسے آپ کی کرامت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے آپ کی ذات مبارکہ کی کمی کو تا قیامت محسوس کیا جاتا رہے گا۔ یقیناً کائنات کو جس ہستی کی ضرورت ہے وہ نبیٔ کریم رؤفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی ہے لیکن آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی دنیا سے وعدۂ الٰہی کے مطابق وصال ظاہری فرما گئے اور آپ کے بعد حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے خلیفہ مقرر ہوئے وہ بھی دنیا سے وصال فرما گئے۔ مَشیّتِ الٰہی یہ ہے کہ ''**كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِ**'' یعنی ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یقیناً اب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی دنیا سے تشریف لے جانا تھا۔ ایک مجوسی غلام نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نمازِ فجر میں خنجر کے وار سے شدید زخمی کیا، اور وہی زخم آپ کی شہادت کا سبب بنا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے داعیٔ اجل کو **لَبَّیْک** کہا اور دنیا سے تشریف لے گئے۔　**اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ**

فاروقِ اعظم کا آخری حج:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آخری حج سن ۲۳ ہجری میں فرمایا اور اسی سال حجِ بَیتُ اللہ سے واپسی کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کر دیا گیا۔(1)

فاروقِ اعظم اور شہادت کی دعا

مدینہ مُنَوَّرہ میں شہادت کی دعا:

حضرت سیِّدُنا زید بن اَسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے والد اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام حضرت سیِّدُنا اَسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی شہادت کی دعا یوں مانگی: ''**اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِيْ شَھَادَۃً فِيْ سَبِيْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو مجھے اپنے راہ میں شہادت کی موت عطا فرما اور اپنے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر مدینہ منورہ میں شہادت عطا فرما۔''(2)

فاروقِ اعظم کی شہادت کی دعا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منیٰ سے وادی اَبطح تشریف لے گئے اور یوں دعا مانگی: ''**اَللّٰھُمَّ کَبُرَتْ سِنِّيْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِيْ وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِيْ فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْکَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ** یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری قوت بھی کمزور ہو چکی ہے، میری رعایا بہت بڑھ گئی ہے، تو مجھے ضائع اور ناکارہ کیے بغیر اپنی بارگاہ میں بلا لے۔'' پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لائے اور لوگوں کو ایک نصیحت آموز خطبہ دیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ذوالحجہ کا مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی آپ کو شہادت عطا فرمائی۔(3)

تورات میں فاروقِ اعظم کی شہادت کا ذکر:

حضرت سیِّدُنا کعب اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۱۵۔

2 ......بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، ج ۱، ص ۶۲۲، حدیث: ۱۸۹۰۔

3 ......موطا امام مالک، کتاب الحدود، باب ما جاء فی الرجم، ج ۲، ص ۳۳۴، حدیث: ۱۵۸۵ ملخصا۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کیا: ''اَجِدُکَ فِي التَّوْرَاةِ تُقْتَلُ شَهِيْدًا یعنی اے امیر المؤمنین! میں نے تورات شریف میں آپ کے متعلق یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ کو شہید کیا جائے گا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اَنّٰى لِيْ بِالشَّهَادَةِ وَاَنَا بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ یعنی میرے نصیب میں شہادت کہاں؟ میں تو یہاں جزیرہ عرب میں موجود ہوں۔''[1]

اللہ چاہے تو شہادت سے نواز سکتا ہے:

ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر تشریف لائے اور یہ آیتِ مبارکہ پڑھی: ﴿جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا﴾ (پ۱۴، النحل: ۳۱) ترجمۂ کنز الایمان: ''بسنے کے باغ جن میں جائیں گے۔'' پھر فرمایا: ''اے لوگو! معلوم ہے جنات عدن کیا ہے؟'' پھر خود ہی اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمانے لگے: ''یہ جنت کا ایک محل ہے جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں، ہر دروازے پر پچیس ہزار ۲۵۰۰۰ حُورِ عین کھڑی ہیں۔ اس میں یا تو انبیاء جاسکتے ہیں۔'' اور ساتھ ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اس قبر کے مکین کے لیے مبارک ہے۔'' پھر فرمایا: ''یا تو صدیق جاسکتے ہیں۔'' اور ساتھ ہی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے **خلیفۂ رسول اللہ** حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبرِ منور کی طرف اشارہ کیا۔'' پھر فرمایا: ''یا شہید جاسکتے ہیں اور میرے لیے شہادت کہاں؟ تاہم جس ربّ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے میری ماں حَنْتَمَہ کے پیٹ سے نکالا ہے اگر وہ چاہے تو مجھے شہادت بھی عطا فرما سکتا ہے۔''[2]

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کے بارے میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بہت پہلے اپنی حیاتِ طیّبہ ہی میں خبر دے دی تھی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا سَعِید بن زَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: ''میں نو آدمیوں کے بارے میں جنّتی ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور اگر میں دسویں آدمی کے بارے میں بھی گواہی دوں تو گنہگار نہ ہوں گا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' فرمایا: ''ایک بار ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جَبَلِ حِراء پر موجود تھے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ...... تاریخ الاسلام، ج۳، ص۲۷۶۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنۃ، ما ذکر فی الجنۃ ۔۔۔ الخ، ج۸، ص۸۰، حدیث: ۹۷۔

وَسَلَّم نے اس سے فرمایا: اے حِراء! ٹھہر جا کیونکہ تجھ پہ نبی، صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔'' لوگوں نے پوچھا کہ ''اس وقت پہاڑ پر کون کون تھے؟'' فرمایا: ''**رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، **سیِّدُ نا ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، **سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، **سیِّدُ نا عثمان غنی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، **سیِّدُ نا علی المرتضی شیرِ خدا** کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، **سیِّدُ نا طَلْحَہ بن عُبَیدُ اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، **سیِّدُ نا زبیر بن عوام** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، **سیِّدُ نا سَعد بن اَبِی وَقاص** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور **سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بن عَوف** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' لوگوں نے عرض کیا: ''یہ تو نو ۹ ہوئے، دسواں کون تھا؟'' فرمایا: ''میں۔'' (یعنی **سیِّدُ نا سعید بن زید** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ)[1]

شہادتِ فاروقِ اعظم پر لوگوں کو اطلاع

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت سے قبل کئی لوگوں کو آپ کی شہادت کے بارے میں پتہ چل گیا تھا۔ چند واقعات پیشِ خدمت ہیں:

سیِّدُ نا اَبُو موسیٰ اَشْعَرِی کا خواب:

حضرت سیِّدُ نا ابوموسیٰ اَشْعَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے خواب میں بہت سارے راستے دیکھے، پھر ایک راستے کے علاوہ سارے ختم ہوگئے۔ میں اسی راستے پر چلتا ہوا ایک پہاڑ تک جا پہنچا، میں نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور **سیِّدُ نا ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جلوہ افروز ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اشارے سے اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ (یہ خواب دیکھ کر) میں نے **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** پڑھا اور سمجھ گیا کہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہو چکا ہے۔''[2]

سیِّدُ نا حُذَیفہ اور ذِکرِ شہادتِ فاروقِ اعظم:

حضرت سیِّدُ نا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں عَرَفات کے میدان میں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ موجود تھا، میری سواری آپ کی سواری کے بالکل ساتھ اور میرا کندھا آپ کے کندھے سے ملا ہوا تھا، ہم سورج غروب ہونے کا انتظار کر رہے تھے تا کہ اپنا سفر شروع کریں۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے

---

1 ...... ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف...الخ، ج ۵، ص ۴۱۶، حدیث: ۳۷۶۹۔

2 ...... طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۳۔

وہاں موجود لوگوں کی تکبیر کی صدائیں، دعائیں وغیرہ ملاحظہ کیں تو مجھ سے استفسار فرمایا: ''اے حُذَیفہ! تمہارا کیا خیال ہے یہ تمام معاملات کب تک باقی رہیں گے؟'' میں نے عرض کیا: ''حضور! ابھی فتنوں پر ایک دروازہ ہے، جب اس دروازے کو توڑ دیا جائے گا یا وہ دروازہ کھول دیا جائے گا تو فتنے باہر آجائیں گے۔'' یہ سن کر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حیرانی سے پوچھا: ''اے حُذَیفہ! وہ دروازہ کیا ہے، اس کے توڑنے یا کھلنے سے کیا مراد ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''دروازے سے مراد ایک مرد ہے جس کا انتقال ہوجائے گا یا اسے شہید کردیا جائے گا۔'' فرمایا: ''اے حُذَیفہ! تمہارا کیا خیال ہے میرے بعد لوگ کس کو امیر بنائیں گے؟'' میں نے عرض کیا: ''میں نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ آپ کے بعد وہ سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سہارا لیں گے۔''(1)

اَجنَبی شخص اور شہادتِ فاروقِ اعظم:

حضرت سیِّدُنا جُبَیر بن مُطْعِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ جَبَلِ عَرَفات پر کھڑے تھے کہ ایک شخص چیخ چیخ کر آپ کو یوں پکارنے لگا: ''اے خلیفہ! اے خلیفہ!'' وہاں موجود تمام لوگوں نے اس کو سنا اور اسے ڈانٹنے لگے، ایک شخص نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تیرا حلق بند کرے تجھے کیا ہوا ہے؟'' سیِّدُنا جُبَیر بن مُطْعِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں آگے بڑھا اور اس شخص کو برا بھلا کہنے سے لوگوں کو روکا۔ پھر دوسرے دن میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ عقبہ کے پاس کھڑا تھا، آپ شیطان کو کنکریاں مار رہے تھے کہ ایک کنکری آکر آپ کے سر میں لگی جس سے آپ کا سر زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا، پھر میں نے پہاڑ سے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''رَبِّ کعبہ کی قسم! مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اس سال کے بعد سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کبھی بھی اس جگہ کھڑے نہیں ہوں گے۔'' (یعنی اسی سال ان کی شہادت ہوجائے گی۔) سیِّدُنا جُبَیر بن مُطْعِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس شخص کی طرف دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ وہی شخص ہے جو کل زور زور سے چیخ رہا تھا اور لوگ اسے ڈانٹ رہے تھے۔(2)

---

1. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۳۔
2. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۴۔

فاروقِ اعظم اور شہادت کی خبر

فاروقِ اعظم نے اپنی شہادت کی خبر دی:

حضرت سیِّدُ نا مَعْدان بن اَبُو طَلْحَہ یَعْمُرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منبر پر تشریف لائے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کی، **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر خیر فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! میں نے خواب دیکھا کہ ایک مُرغ نے مجھے ایک یا دو ٹھونگیں ماریں ہیں، میں اس کی تعبیر یہ سمجھا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب آچکا ہے۔''(1)

جِنّ اور شہادت فاروقِ اعظم کی خبر:

اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے آخری حج اُمّہَاتُ المُؤمنین کے ساتھ کیا، جب ہم سب وادیٔ عرفہ سے وادیٔ مُحَصَّب پہنچے تو ایک شخص کی آواز سنی جو اپنی سواری پر بیٹھا کسی دوسرے شخص سے سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں پوچھ رہا تھا وہ اسے بتا رہا تھا کہ امیر المؤمنین یہیں ہیں۔ یہ سن کر وہ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھنے لگا:

عَلَیْکَ سَلَامٌ مِنْ اِمَامٍ وَبَارَکَتْ ... یَدُ اللّٰہِ فِي ذَاکَ الْاَدِیمِ الْمُمَزَّقِ

ترجمہ: ''اے امیر المؤمنین! آپ پر **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلام ہو اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس مبارک جان میں برکت دے جو عنقریب ٹوٹ پھوٹ کا شکار (یعنی شہید) ہونے والی ہے۔''

فَمَنْ یَسْعَ اَوْ یَرْکَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ ... لِیُدْرِکَ مَا قَدَّمْتَ بِالْاَمْسِ یُسْبَقِ

ترجمہ: ''کون ہے ایسا شخص جو شتر مرغ کے پروں پر سوار ہو کر ان امور کو حاصل کرلے جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی دورِ خلافت میں انجام دیے۔''

قَضَیْتَ اُمُوْرًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا ... بَوَائِقَ فِي اَکْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

ترجمہ: ''آپ نے بے شمار امور انجام دیے، پھر مصیبتوں اور پریشانیوں کو ان کی گُٹھلیوں میں ایسے رکھ دیا کہ وہ کُھل

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، ماجاء فی خلافۃ عمر بن الخطاب، ج ٨، ص ٥٧٨، حدیث: ٧۔

ہی نہ سکیں۔‘‘

پھراس سوار نے وہاں سے کوئی حرکت نہ کی اور نہ ہی کسی کو یہ پتا چلا کہ وہ کون ہے، ہم آپس میں گفتگو کیا کرتی تھیں کہ شاید وہ کوئی جِنّ تھا۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس حج سے واپس آئے تو آپ کو شہید کر دیا گیا۔‘‘[1]

فاروقِ اعظم پر قاتلانہ حملہ

ابُولُؤلُؤ کا فاروقِ اعظم پر قاتلانہ حملہ:

ایک بار سیِّدُ نا مُغیرہ بِن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک غلام کے بارے میں سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بتایا جو کئی ہُنَر جانتا تھا، آپ نے اسے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ سیِّدُ نا مُغیرہ بِن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اس سے ماہانہ سو ۱۰۰ درہم لیا کرتے تھے۔ اس نے بارگاہِ فاروقِ اعظم میں حاضر ہوکر شکایت کی تو آپ نے اس سے پوچھا: ’’تم کیا کام کرتے ہو؟‘‘ اس نے کہا: ’’چکیاں بناتا ہوں۔‘‘ فرمایا: ’’اپنے مالک کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو۔‘‘ بعض روایات میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا: ’’یہ چار ۴ درہم تمہارے لیے زیادہ نہیں ہیں کیونکہ اس علاقے میں تم ہی چکیاں بنانا جانتے ہو، تمہارے علاوہ یہ کام کوئی نہیں جانتا۔‘‘ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہی اِرادہ تھا کہ بعد میں سیِّدُ نا مُغیرہ بِن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس کے معاملے میں تخفیف کرنے کا فرمائیں گے لیکن اسے یہ بات سخت ناگوار گزری اور اس نے آپ سے انتقام لینے کا سوچ لیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے اپنے لیے چکی بنانے کا فرمایا تو اس نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا: ’’میں تمہارے لیے ایسی چکی بناؤں گا جسے ہمیشہ لوگ یاد رکھیں گے۔‘‘ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ’’اس غلام نے مجھے ابھی دھمکی دی ہے۔‘‘ بہر حال ابولُؤلُؤ نے وہاں سے جانے کے بعد ایک دو ۲ منہ اور تیز دھار والا خنجر تیار کیا، پھر اسے زہر آلود کر کے رکھ لیا۔

بعض روایات میں یوں ہے کہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے گھر سے جب نمازِ فجر کے لیے نکلتے تو صدائے مدینہ لگاتے ہوئے نکلتے یعنی راستے میں لوگوں کو نماز کے لیے جگاتے ہوئے آتے، ابولُؤلُؤ راستے میں ہی چھپا

[1] ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۴۔

ہوا تھا اور اس نے موقع دیکھ کر آپ پر خنجر کے تین قاتلانہ وار کر دیے جو مُہلِک ثابت ہوئے۔ جبکہ بعض روایات میں یوں ہے کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اعلان فرماتے: ''**اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ** یعنی اپنی صفیں سیدھی کرلو۔'' پھر نماز شروع کرتے۔ ابولُؤلُؤ بھی صف میں موجود تھا، جیسے ہی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نماز شروع کی تو اس نے آپ پر اس خنجر سے حملہ کیا اور تین ۳ شدید وار لگائے۔ آپ زخمی حالت میں نیچے تشریف لے آئے۔[1]

قاتل نے خودکشی کرلی:

ابولُؤلُؤ آپ کو زخمی کر کے بھاگ کھڑا ہوا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اس کتے کو پکڑو، اس نے مجھے قتل کر دیا ہے۔'' پوری مسجد میں شور برپا ہوگیا، لوگ اس کے پیچھے بھاگے تو اس نے تقریباً بارہ افراد کو زخمی کر دیا، جن میں سے چھ ٦ افراد بعد میں شہید ہوگئے، ایک صاحب نے اس پر کپڑا ڈال کر اسے دبوچ لیا۔ جب اسے یقین ہوگیا کہ اب میں فرار نہیں ہوسکتا تو اس نے اسی خنجر سے اپنے آپ کو قتل کر دیا۔[2]

امیر کی اطاعت میں ہی بہتری ہے:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام حکمرانوں کو حکم دے دیا تھا کہ ''ہمارے پاس مایوس کن عجمی کافروں کو نہ لایا کرو۔'' جب ابولُؤلُؤ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کر دیا تو آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' بتایا گیا کہ سیِّدُنا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام ابولُؤلُؤ ہے۔ فرمایا: ''**اَلَمْ اَقُلْ لَکُمْ لَا تَجْلِبُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْعُلُوْجِ اَحَدًا فَغَلَبْتُمُوْنِیْ** یعنی میں نہ کہتا تھا کہ مایوس کن عجمی غلاموں کو ہمارے پاس نہ لایا کرو، لیکن افسوس تم لوگ مجھ پر غالب آگئے۔''[3]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ اپنے حاکم کی اطاعت ہی میں بھلائی ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے

---

1 ...... تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۴۱۱، طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۲۔

2 ...... طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۹۔

3 ...... طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۵۔

مطابق ہو، بلا وجہ شرعی فقط ذاتی ونفسانی خواہشات کی بنا پر حاکم یا نگران کی بات نہ ماننے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہونے کا امکان ہے، اگر ہر شخص اپنی مرضی چلائے گا تو یقیناً سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کو گھر لایا گیا:

جب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ شدید زخمی ہو گئے تو سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مختصر سورتیں پڑھ کر تمام لوگوں کو نماز فجر پڑھا دی اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گھر لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ''میرے لیے کسی طبیب کو لاؤ۔'' ایک طبیب کو لایا گیا اس نے پوچھا: ''آپ کو کیا چیز پسند ہے؟'' فرمایا: ''نبیذ۔'' جب آپ کو نبیذ پلایا گیا تو وہ زخموں کے ذریعے باہر آ گیا، لوگوں نے یہ سمجھا کہ شاید زخموں سے خون وغیرہ نکلا ہے۔ لہٰذا انہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دودھ پلایا تو وہ بھی زخموں سے باہر آ گیا۔ طبیب نے کہا: ''میرے خیال میں یہ شام تک زندہ نہ رہ سکیں گے، آپ لوگوں نے جو معاملات کرنے ہیں کر لیں۔''(1)

فاروقِ اعظم کا قاتل کون تھا؟

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کرنے والے شخص کا نام ابولُؤلُؤ فیروز تھا، جلیل القدر صحابی حضرت سیِّدُنا مُغِیْرہ بن شُعْبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا یہ غلام تھا، جنگ نہاوند کے قیدیوں میں سے تھا، اس کے بارے میں مختلف اَقوال ہیں البتہ یہ بات مُتَحَقَّق ہے کہ یہ مسلمان نہیں تھا بلکہ غیر مسلم تھا۔ علامہ طَبَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ ابولُؤلُؤ نَصرانی تھا جبکہ علامہ ذَہَبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی روایت کے مطابق وہ مَجوسی تھا۔(2)

فاروقِ اعظم کا شکر ادا کرنا:

زخمی ہونے کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو گھر لایا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھیجا تاکہ وہ پتا کر کے آئیں کہ ان کا قاتل کون ہے؟ وہ گئے اور

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۹۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۴، تاریخ طبری، ج ۲، ص ۵۵۹۔

سیر اعلام النبلاء، عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۵۲۹، الرقم: ۳۔

لوگوں سے معلوم کرنے کے بعد آکر عرض کیا کہ: ''آپ کا قاتل سیِّدُ نا مُغیرہ بِن شُعبہ کا غلام ابولُولُو ہے اور اس نے دیگر لوگوں کو بھی زخمی کیا ہے اور بالآخر اپنے آپ کو مار کر خُودکُشی کر لی۔'' یہ سن کر سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ جس نے میرے قاتل کو اپنے بارگاہ کا کبھی ساجِد نہ بنایا۔''(1)

سیِّدُ نا کَعب کی شہادت کی یاددہانی:

جب طبیب نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ آپ شہید ہو جائیں گے تو وہاں موجود حضرت سیِّدُ نا کَعبُ الاَحبار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اُن کی شہادت کی یاددہانی کراتے ہوئے عرض کیا: ''حضور! یاد کریں میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ضرور شہادت عطا فرمائے گا۔ لیکن آپ نے فرمایا تھا کہ میرے نصیب میں شہادت کی موت کہاں؟ کیونکہ میں تو یہاں جزیرہ عرب میں موجود ہوں۔''(2)

عبدُالرحمٰن بِن عَوف نے نمازِ فجر پڑھائی:

امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چونکہ نماز فجر ابھی شروع ہی کی تھی کہ آپ کو زخمی کر دیا گیا اس لیے کسی نے بھی نماز ادا نہ کی تھی، سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حکم سے حضرت سیِّدُ نا عبدالرحمٰن بِن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمام لوگوں کو مختصر سورتوں کی تلاوت کر کے نماز فجر پڑھائی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سورۂ عصر اور سورۂ کوثر کی تلاوت فرمائی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اس لیے آپ پر غم کی شدید کیفیت طاری تھی جسے دورانِ نماز آپ کی تلاوت میں بھی دیگر لوگوں نے محسوس کیا۔(3)

ہماری عُمریں بھی فاروقِ اعظم کو لگ جائیں:

حضرت سیِّدُ نا جَعفر بِن محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیرالمؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کیا گیا تو بدری مہاجرین وانصار تمام لوگ جمع ہو گئے۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۳۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۹۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۹، ۲۶۳۔

تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''تم باہر جاؤ اوران سے پوچھو کہ کیا مجھ پر حملہ ان کی رضا اور مشورے سے ہوا ہے؟'' سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے باہر آکر پوچھا تو تمام لوگوں نے عرض کیا: ''**لَا وَاللّٰہِ وَلَوَدِدْنَا اَنَّ اللّٰہَ زَادَ فِي عُمُرِکَ مِنْ اَعْمَارِنَا** یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ سب کچھ ہماری رضا و مشورے سے نہیں ہوا بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری عمریں بھی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لگا دے۔''(1)

فاروقِ اعظم نے نمازِ فجر ادا کی:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی ہونے کے بعد جب گھر لایا گیا تو مسلسل خون بہنے کے سبب آپ پر غشی طاری ہوگئی، جب ہوش آیا تو میں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھام لیا، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے پیٹھ پیچھے بٹھالیا۔ وضو کیا اور نماز فجر ادا کی۔'' ایک روایت میں یوں ہے کہ جب آپ کو ہوش آیا تو پوچھا کہ: ''لوگوں نے نمازِ فجر ادا کر لی ہے؟'' بتایا گیا کہ سب نے نماز ادا کر لی ہے تو ارشاد فرمایا: ''**لَا اِسْلَامَ لِمَنْ تَرَکَ الصَّلَاۃَ** یعنی تارک نماز حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وضو کیا اور نماز فجر ادا کی۔(2)

تین دن تک نماز ادا فرمائی:

حضرت سیِّدُنا مُطَّلِب بِن عبد اللّٰہ بِن حَنْطَب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تین دن تک انہی کپڑوں میں نماز ادا کی جن میں آپ کو زخمی کیا گیا تھا۔(3)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قطعی جنّتی اور **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوست ہونے کے باوجود اَحکامِ شَرعِیّہ پر کتنی سختی سے عمل کرنے

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۵۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۳، ۲۶۶۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۶۔

والے تھے، آپ نے جان کَنی کے عالم میں بھی نماز ترک نہ فرمائی، ایک ہم ہیں کہ سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں اور اگر بالفرض کسی کو نماز پڑھنے کی توفیق مل بھی جائے تو کما حقہ نماز ادا نہیں کرتے، تھوڑی سی تکلیف پہنچ جائے تو ہمیں نماز ترک کرنے کا ایک بہانہ مل جاتا ہے حالانکہ نماز کسی حال میں معاف نہیں۔ لیکن افسوس ہماری تو پوری کی پوری نمازیں فوت ہوجاتی ہیں لیکن ہمیں اس کی کوئی فکر ہی نہیں ہوتی، کاش! ہمیں بھی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسا مدنی ذہن مل جائیں، ہم بھی اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے بن جائیں، کاش! ہماری کوئی بھی نماز تو کُجا جماعت بھی قضا نہ ہونے پائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عِیَادَت کے لیے لوگوں کی بے تابی:

چونکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ذی الحجہ کے مہینے میں زخمی کیا گیا تھا لہٰذا حج سے فراغت کے بعد شام اور عراق سے آنے والے زائرین مدینہ قافلے کی صورت میں جوق در جوق آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہونے لگے۔ جب حضرت سیِّدُنا جُوَیریہ بن قُدَامہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے قافلے کے ہمراہ آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم کے پیٹ کے گرد سیاہ عمامہ لپٹا ہوا دیکھا۔ [1]

انتقال کے وقت بھی فکر آخرت:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زخمی ہونے کے بعد لوگ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مبارک کردار کی تعریفیں کرنے لگے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''جس کی زندگی نے اسے دھوکہ دیا، وہ واقعی دھوکے میں ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں تو دنیا سے اس طرح جانا چاہتا ہوں جس طرح دنیا میں آیا تھا۔ خدا کی قسم! قیامت کی ہولناکیوں سے بچنے کے لیے میں ہر اس چیز کو فدیہ کردوں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔'' ایک روایت میں یوں ہے کہ ''قیامت کی ہولناکیوں سے بچنے کے لیے میں دنیا کی ہر چیز فدیہ کردوں۔'' [2]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی دنیا تو ایک دھوکہ ہے، جو شخص دُنیوی لَذّتوں میں گُم ہوگیا وہ اپنی آخرت سے

1 ......مسند امام احمد، مسند عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۱۱۴، حدیث ۳۶۲ ملخصا۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۰۔

غافل ہوگیا، اور جو آخرت کے معاملے میں غافل ہے یقیناً وہ خسارے میں ہے، سمجھدار وہی ہے جسے جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا دنیا کے لیے اور جتنا عرصہ قبر و آخرت میں رہنا ہے اتنا اخروی تیاری میں مشغول رہے، کئی ہنستے بولتے انسان اچانک موت کا شکار ہوکر اندھیری قبر میں پہنچ جاتے ہیں، اسی طرح ہر شخص کو مرنا پڑے گا، اپنی کرنی کا پھل بھگتنا پڑے گا۔ کاش ہم دنیا سے رخصت ہونے سے قبل ہی اپنی آخرت کی تیاری کرلیں۔

موت آکر ہی رہے گی یاد رکھ، جان جا کر ہی رہے گی یاد رکھ
قبر میں میّت اُترنی ہے ضَرور، جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضَرور

اللہ کا حکم پورا ہوکر رہے گا:

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن مَیمُون رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے زخمی ہونے کے بعد زَرد رَنگ کا لحاف اوڑھا ہوا تھا، آپ نے اپنے زخم پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حکم پورا ہوکر رہے گا۔''(1)

شہادت سے قبل چند وصیّتیں:

(1) ''تمام سرکاری غلاموں کو آزاد کردیا جائے جو نماز ادا کرتے ہیں البتہ میرے بعد والے خلیفہ کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ ان سے دو سال تک خدمت لے۔'' **(2)** ''میرے بعد آنے والا خلیفہ میرے مُقرّر کردہ عُمّال کو ایک سال تک برقرار رکھے۔'' **(3)** ''اگر تم سَعد بن اَبی وَقاص کو والی بنادو تو ٹھیک ورنہ جو والی بنے وہ انہیں اپنا مُشیر بنائے۔''(2)

موت مُؤَخَّر کرنے کی دعا کی درخواست:

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کو جب نیزہ مار کر زخمی کیا گیا اور لوگوں کو پتہ چلا تو لوگ آپ کے پاس عیادت کے لیے آنے لگے، حضرت سیِّدُنا کَعب اَحبار رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه آئے اور دروازے پر رونے لگ گئے، ساتھ ہی فرمانے لگے: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر امیر المؤمنین سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے موت کو مؤخر کرنے کی

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۱۔
2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۴۔

دعا کریں تو وہ ضرور ان سے موت کو مؤخر فرما دے گا۔'' پھر سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حاضر ہوئے اور سیِّدُ نا کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں بتایا کہ وہ ایسا ایسا کہہ رہے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اگر ایسا ہے تو میں کبھی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے موت کو مؤخر کرنے کا سوال نہیں کروں گا، کیونکہ اگر میری مغفرت نہ ہوئی تو میرے لیے اور میری ماں کے لیے ہلاکت ہے۔''(1)

فاروقِ اعظم اور بنی اسرائیل کا عادِل بادشاہ:

حضرت سیِّدُ نا کَعب اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عدل وانصاف کرنے والا نیک بادشاہ تھا، جب ہم اس کا ذکر کرتے تو سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بھی ذکر کرتے۔ (کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اُمَّتِ مُسْلِمَہ کے عدل وانصاف کرنے والے بادشاہ تھے۔) اس بادشاہ کے پڑوس میں ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام رہتے تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی کہ ''اس بادشاہ کو فرمادیجئے کہ وہ اپنا ولی عہد مقرر کرلے، میرے حضور اپنی وصیت بھی پیش کردے کیونکہ اس کی حیات کے فقط تین دن رہ گئے ہیں، تین دن بعد وہ دنیا سے رخصت ہونے والا ہے۔'' اس نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ خبر اس بادشاہ کو دے دی۔ جب تیسرا دن آیا تو وہ بادشاہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگیا اور یوں التجاء کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو جانتا ہے کہ میں اپنی رعایا کے فیصلوں میں عدل وانصاف سے کام لیتا ہوں اور جب معاملات پیچیدہ ہوں تو تیری بارگاہ میں رجوع کرتا ہوں، میں نے فلاں فلاں کام فقط تیری رضا کے لیے کیے ہیں، اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میرا بیٹا اور میری بیٹی ابھی بہت چھوٹے ہیں، تو ان کے بڑے ہونے تک میری عمر میں اضافہ فرما۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس بادشاہ کی دعا کو قبول فرمایا اور اس نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی بھیجی کہ اس بادشاہ سے فرمادیجئے کہ ''اس نے بالکل سچ کہا اور میں نے اس کی عمر میں مزید پندرہ سال کا اضافہ کردیا ہے۔ اتنے عرصے میں اس کا بیٹا اور بیٹی دونوں بڑے ہوجائیں گے۔'' جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو خنجر کے وار سے زخمی کیا گیا تو سیِّدُ نا کعب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان سے درخواست کی کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے درازیٔ عمر کی دعا کریں۔ (یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ اس بادشاہ کی طرح آپ کی دعا بھی قبول فرمائے گا۔) لیکن

---

(1) ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۵۔

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اَللّٰهُمَّ اقْبِضْنِي اِلَيْکَ غَيْرَ عَاجِزٍ وَلَا مَلُوْمٍ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو مجھے اپنی بارگاہ میں اس حال میں بلالے کہ نہ تو میں عاجز ہوں اور نہ ہی ملامت کیا ہوا۔''(1)

فاروقِ اعظم جَنّتی، مولا علی کی گواہی:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ ابولُؤلُؤ نے جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کیا تو آپ رونے لگے۔ میں نے عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟'' فرمایا: ''اے علی! مجھے یہ بات رلا رہی ہے کہ معلوم نہیں میں جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں۔'' میں نے عرض کیا: ''حضور! آپ کو جنت کی خوشخبری ہو کیونکہ میں نے دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بارہا یہ فرماتے سنا ہے کہ: ''ابوبکر وعمر اَدھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں۔'' فرمایا: ''کیا تم میرے جَنّتی ہونے کی گواہی دیتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''اے حسن! تم بھی اپنے والد کی گواہی میں شریک ہوجاؤ کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے عمر جَنّتی ہے۔''(2)

ربِ تعالٰی فاروقِ اعظم کو عذاب نہ دے گا:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جس دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زخمی ہوئے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابن عباس! میری تین باتیں یاد کرلو، جو میرے بارے میں ان کے متعلق گفتگو کرے سمجھ لینا وہ جھوٹا ہے: (۱) جو کہے کہ میں نے اپنے پیچھے کوئی غلام چھوڑا ہے تو اس نے جھوٹ بولا۔ (۲) جو کہے کہ میں نے کَلَالَة کے متعلق کوئی فیصلہ کیا ہے تو اس نے بھی جھوٹ بولا۔ (۳) جو کہے کہ میں نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کیا ہے تو اس نے بھی جھوٹ بولا'' یہ کہہ کر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: ''مجھے آخرت کا معاملہ رُلا رہا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''حضور! آپ کی ذات میں تین باتیں ایسی ہیں مجھے یقین ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے سبب آپ کو کبھی عذاب نہیں دے گا۔'' فرمایا: ''وہ

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۹۔

2 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۱۶۸۔

کونسی تین باتیں ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''(۱) آپ جب بات کرتے ہیں تو سچ بولتے ہیں۔ (۲) جب آپ سے رحم کی اپیل کی جائے تو رحم کرتے ہیں۔ (۳) جب آپ کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو انصاف کے ساتھ کرتے ہیں۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے ابن عباس! کیا تم کل بروزِ قیامت رَبُّ الْعٰلَمِیْن کی بارگاہ میں ان تینوں باتوں کی گواہی دو گے؟'' میں نے عرض کیا: ''جی۔''(1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا روایت سے جہاں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بلند شان ظاہر ہوئی وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اَعمالِ صالِحہ اُخروِی نَجات کا سبب اور عذاب آخرت میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی حاکم یا نگران کو اپنے اندر کم از کم یہ تینوں صِفات ضرور پیدا کرنی چاہیے کہ جھوٹ سے اجتناب کرے، رحم دل ہو اور فریقین کے درمیان عدل وانصاف سے کام لے کہ یہ تینوں صفات حقوق العباد سے بہت گہرا تعلق رکھتی ہیں اور جس حاکم یا نگران نے اپنے آپ کو حقوق العباد کے معاملے میں بَری کروالیا وہ آخرت کی ایک بڑی آزمائش سے بچ گیا۔

قیامت کے دن گواہی دو گے؟

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بِن عُبَید بِن عُمَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کیا گیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آئے اور عرض کیا: ''اے امیر المؤمنین! بے شک آپ کا اِسلام لانا مسلمانوں کی مدد تھا، آپ کی خلافت ایک عظیم فتح تھی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ضرور آپ نے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے یہاں تک کہ جب دو شخص آپس میں لڑتے تھے تو ان دونوں کا معاملہ آپ کی بارگاہ میں آکر ختم ہو جاتا تھا۔'' یہ سن کر سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''مجھے بٹھاؤ۔'' آپ کو بٹھایا گیا تو آپ نے سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''ابھی تھوڑی دیر پہلے جو تم نے میرے بارے میں کہا وہ دوبارہ کہو۔'' انہوں نے دوبارہ وہی باتیں کہہ ڈالیں۔ فرمایا: ''کیا تم ان تمام باتوں کی گواہی قیامت میں دوں گے؟'' عرض کیا: ''جی حضور۔'' یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت خوش ومسرور ہو گئے۔(2)

---

1 ...... کنز العمال، کتاب الفضائل، وفاته، الجزء: ۱۲، ج٦، ص۳۰۷، حدیث: ۳٦٠٦٨۔

2 ...... مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج۷، ص۴۸۵، حدیث: ۴۸۔

رونے اور نوحہ کرنے کی ممانعت

فرشتے غصہ کرتے ہیں:

حضرت سیِّدُنا مِقْدَام بِن مَعْدِیکَرِب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کر دیا گیا تو آپ کے پاس آپ کی لختِ جگر اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا آئیں اور (روتے ہوئے) یوں اپنے غم کا اِظہار کرنے لگیں: ''اے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوست، اے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ کے والدِ گرامی، اے امیر المؤمنین۔'' آپ نے سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اے عبد اللہ! مجھے بٹھاؤ کیونکہ جو الفاظ میں سن رہا ہوں ان پر صبر نہیں کرسکتا۔'' انہوں نے آپ کو بٹھایا تو آپ نے سیدتنا حفصہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے فرمایا: ''میرے مرنے کے بعد وہ خوبیاں بیان کر کے حرج کا باعث نہ بننا جو مجھ میں نہیں ہیں، البتہ تمہارے بے اختیار آنسوؤں کو میں نہیں روک سکتا، کیونکہ جس میت پر اس کے مختلف اوصاف بیان کر کے نوحہ کیا جائے فرشتے اس پر غصہ کرتے ہیں۔''[1]

مَیِّت پر رونے سے مَیِّت کو عذاب:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زخمی کیا گیا تو سَیِّدَتُنَا حَفْصَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا رونے لگیں، تو آپ نے ان سے فرمایا: ''اے حفصہ! کیا تم نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ میت کے گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا صُہَیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے تو آپ نے ان سے بھی یہی فرمایا۔[2]

مَیِّت کو عذاب دیے جانے کی وُجُوہات:

علامہ ابنِ حَجَر عَسْقَلَانِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے اہل میت کے رونے سے میت کو عذاب دیے جانے کی درج ذیل پانچ وجوہات بیان کی ہیں: ''(۱) میت کو گھر والوں کے اس پر رونے سے اس وقت عذاب ہوگا جب کہ اس نے رونے کی

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۵۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۵۔

وصیّت کی ہو۔(۲) جب میت پر نوحہ کرنے اور رونے کی رسم اس نے ڈالی ہو۔(۳) جب گھر والے اس کے سامنے کسی میت پر نوحہ کرتے ہوں اور وہ ان کو منع نہ کرتا ہو اور یہ نہ بتاتا ہو کہ یہ فعل حرام ہے۔(۴) جب اس کے گھر والے اس کے کیے ہوئے ناجائز کاموں پر اس کی مدح کررہے ہوں اور اسے قبر میں عذاب ہورہا ہو۔(۵) جب گھر والے میت کے ایسے اوصاف بیان کررہے ہوں جو اس میں نہ ہوں تو قبر میں فرشتے اس کو جھڑکتے ہیں کہ ''کیا تو ایسا تھا؟'' مثلاً: جب نوحہ کرنے والے کہیں: ''ہائے تم پہاڑ تھے، تم دریا تھے تو فرشتے میت کو ڈانٹ کر کہیں گے: ''کیا تم پہاڑ تھے؟ کیا تم دریا تھے؟''(1)

جنازے کو جلدی لے کر چلنے کی وصیّت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: ''اے بیٹے! جب میری موت کا وقت قریب آئے تو مجھے زمین پر لٹا دینا، پھر اپنے دونوں گھٹنے میری پیٹھ سے لگا دینا، اپنا دایاں ہاتھ میرے ایک پہلو پر یا پیشانی پر رکھنا، بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھنا، جب میری روح قبض ہوجائے تو میری آنکھیں بند کردینا۔ میرے کفن میں زیادتی نہ کرنا کیونکہ اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں میرے لیے بھلائی ہوئی تو وہ اسے بہترین کفن میں تبدیل فرمادے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی معاملہ ہوا تو یہ کفن بھی مجھ سے چھین لیا جائے گا، میری قبر بھی مختصر ہی رکھنا کہ اگر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں میرے لیے بھلائی ہوئی تو وہ تاحدِ نگاہ وسیع ہوجائے گی ورنہ میری پسلیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہوجائیں گی، میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ ہو، جو اوصاف میری ذات میں موجود نہیں ان کے ذریعے میری تعریف بیان نہ کرنا کیونکہ میری ذات کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے، جب تم میرا جنازہ لے کر جانا تو تیز تیز چلنا کیونکہ اگر میرے لیے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں خیر ہے تو مجھے اس خیر کی طرف جلدی لے چلنا اور اگر اس کے علاوہ کوئی معاملہ ہوا تو تم اپنے کندھوں سے ایک بری شے کو جلدی جلدی اتار دینا۔''(2)

جنازے کے ساتھ آگ وعورت کی ممانعت:

حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ

---

1 ......فتح الباری، کتاب الجنائز، باب قول النبی یعذب المیت۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۳۴، تحت حدیث: ۱۲۸۸ ملخصاً۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۳۔

تَعَالٰی عَنْہ نے اس بات کی وصیّت کی کہ ان کے جنازے میں نہ تو آگ ہو، نہ ہی کوئی عورت ساتھ جائے اور نہ ہی ان کو مُشک سے لیپ کیا جائے۔''(1)

رُخسار زمین سے مِلا دینے کی وصیّت:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھے وصیّت کی کہ '' جب تم مجھے قبر میں رکھ دو تو میرا گال زمین سے اس طرح ملا دینا کہ میرے گال اور زمین کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔''(2)

قرض کی ادائیگی کی وصیّت:

حضرت سیِّدُ نا عُثمان بِن عُروَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیتُ المال سے اسی ہزار ۸۰۰۰۰ قرض لیا ہوا تھا، آپ نے اپنی وفات سے قبل سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور انہیں قرض کی ادائیگی کی وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: '' اے بیٹے! میرے مرنے کے بعد سب سے پہلے میرا ذاتی مال بیچ کے قرض کی ادائیگی کرنا، اگر اس سے پورا ہو جائے تو ٹھیک ورنہ میرے قبیلے بنو عدی سے لے کر ادائیگی کرنا، اگر اس سے پورا ہو جائے تو ٹھیک ورنہ قریش سے لے کر اس کی ادائیگی کر دینا اور کسی سے نہ لینا۔'' یہ سن کر حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بِن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: '' حضور! آپ بیت المال سے ہمارے حصے کا مال لے کر قرض کی ادائیگی کیوں نہیں کر دیتے؟'' فرمایا: '' میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تم اور تمہارے دوست میرے بعد یہ کہیں کہ ہم نے عمر کے لیے اپنا حصہ چھوڑ دیا تھا، اس کے ذریعے تم مجھے عزت دو گے لیکن میرے بعد کچھ لوگ اسے طریقہ بنا لیں گے اور میں ایک ایسا کام میں پڑ جاؤں گا جس سے نکلنے کے علاوہ نجات کی کوئی راہ نہیں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قرض کی ادائیگی کا ضامن بنا لیا۔ سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ کے انتخاب کے لیے قائم کی گئی مَجلِسِ شُوریٰ اور دیگر چند انصار کو اپنے اوپر گواہ بنا

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۰۔

2 ......الزھد لامام احمد، زھد عمر بن الخطاب، ص ۱۴۸، الرقم: ۶۳۴۔

لیا اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کو ایک جمعہ بھی نہ گزرا تھا کہ آپ نے قرض کی رقم سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں پیش کردی اور اس پر چند گواہ بھی بنالیے۔[1]

انتخابِ خلیفہ کے لیے مجلسِ شوریٰ کا قیام

جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ کو آپ کے بیٹے حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سمیت مختلف لوگوں کے خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا گیا لیکن آپ نے منع فرمادیا۔

اِنتخابِ خلیفہ میں فاروقِ اعظم کی خواہش:

ملک شام میں جب طاعون کی وَبا پھیلی اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں تشریف لے گئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے موت آجائے اور ابوعُبَیدہ بِن جَراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زندہ ہوں تو میں انہیں اس اُمت کا خلیفہ بنادوں اور اگر ربّ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے استفسار فرماتا کہ اے عمر! تو نے ابوعُبَیدہ بِن جَراح کو اُمّتِ محمدیہ کا خلیفہ کیوں بنایا؟ تو میں کہتا کہ اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے تیرے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرا امین ابوعُبَیدہ بن جراح ہے۔'' لوگوں نے اس بات کو ناپسند کیا اور عرض کیا کہ ''حضور! آپ قریش میں سے کسی اور کا بھی انتخاب فرما سکتے ہیں۔'' مراد یہ تھی کہ اپنے قبیلے بَنِی عَدِی بِن کَعْب سے کسی کو خلیفہ مقرر فرمائیں۔ فرمایا: ''اگر مجھے موت آجاتی اور مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ مقرر کردیتا۔ اگر رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے استفسار فرماتا کہ اے عمر! تو نے مُعاذ بن جبل کو کیوں خلیفہ بنایا؟ تو میں کہتا کہ اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے تیرے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ کل بروزِ قیامت مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو علمائے کرام کے سامنے بڑے مقام ومرتبے کے ساتھ لایا جائے گا۔'' سیِّدُنا ابوعُبَیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اور سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں کا پہلے ہی ملک شام میں انتقال ہوگیا تھا۔[2]

---

1. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۳۔
2. ......مسند امام احمد، مسند عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۴۸، حدیث: ۱۰۸۔

رسولُ اللہ کی سُنَّت پر عمل:

جب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو فرمایا: ''اگر میں خلیفہ نہ مقرر کروں تو بھی سنت پر عمل ہوگا اور مقرر کردوں تو بھی سنت پر عمل ہوگا، کیونکہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خلیفہ مقرر نہیں فرمایا اور سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفہ مقرر فرمایا۔'' مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت پر عمل کریں گے۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے کوئی خلیفہ مقرر نہ فرمایا بلکہ خلیفہ کے تقرر کے لیے چھ ۶ جید اور اکابر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر مشتمل مجلس شوریٰ قائم فرمائی۔ جن میں حضرت سیِّدُنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عُبَیدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زُبیر بن عَوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا سَعد بن اَبِی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ شامل تھے۔ سیِّدُنا صُہَیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نمازیں پڑھانے کا حکم دیا۔ اس مجلسِ شوریٰ کے ان چھ اراکین نے سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین کے بعد مدنی مشورہ کیا۔ حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عُبَیدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زُبیر بن عَوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا سَعد بن اَبِی وَقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان تینوں نے اپنا معاملہ بقیہ تینوں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سپرد کردیا۔ سیِّدُنا عبد الرحمٰن بِن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے عرض کیا کہ ''میں تو خلیفہ نہیں بننا چاہتا۔'' ان دونوں نے آپ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا۔ آپ نے دونوں افراد سے علیحدہ علیحدہ عدل وانصاف کے قیام کا حلف لیا اور پھر سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی، یہ دیکھ کر حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے بھی ان کی بیعت کرلی۔(1)

فاروقِ اعظم کی خلیفہ کو وَصِیَّت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو

---

(1)...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قصة بیعة۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۳۳، حدیث: ۳۷۰۰۔

طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۶۰، ۲۶۲۔

وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اولین سے بھلائی کرے، ان کا حق پہچانے، ان کی عزت کی حفاظت کرے، انصار کے ساتھ بھی نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں جنہوں نے اپنے گھروں میں مہاجرین کو پناہ دی، صدق دل سے ایمان قبول کیا، خلیفہ ان کے اچھے کاموں کو قبول کرے، ان کی غلطیوں سے درگزر کرے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذمے کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ رعایا سے کیے گئے عہد کو پورا کرے، ان کی حفاظت کے لیے لڑے، اور انہیں ان کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دے۔"[1]

فاروقِ اعظم کی قبرِ انور کی کُھدائی:

حضرت سیِّدُنا مُطَّلِب بِن **عبد اللّٰہ** بِن حَنْطَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضور نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی اور انہیں اجازت مل گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ حجرہ بہت تنگ ہے، پھر ایک چھڑی منگوائی اور اس سے اس کی لمبائی کا اندازہ لگایا پھر فرمایا کہ اتنی قبر کھودو۔"[1]

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی شہادت

مَغْفِرت نہ ہوئی تو ہلاکت ہے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصال کے وقت فرمایا: "**وَیْلٌ لِیْ وَ وَیْلٌ لِاُمِّیْ اِنْ لَّمْ یَغْفِرِ اللّٰہُ لِیْ** یعنی اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفرت نہ فرمائی تو میری اور میری ماں کی ہلاکت ہے۔" بس یہ فرماتے ہوئے آپ کا انتقال ہوگیا۔[1]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مولا علی

فاروقِ اعظم محبوبِ شیرِ خُدا:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر

---

1 ...... بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۴۷۰، حدیث: ۱۳۹۲ ملتقطا۔

2 ...... طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۷۔

3 ...... الزهد لابن مبارک، باب تعظیم ذکر اللہ، ص ۸۰۔

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسد مبارک چارپائی پر رکھا ہوا تھا اور آپ کو کفن دے دیا گیا تھا، تمام لوگ آپ کے ارد گرد کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے تھے، آپ کے اوصاف بیان کر رہے تھے اور آپ کے لیے رحمت کی دعا کر رہے تھے کہ اچانک پیچھے سے کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم تھے، انہوں نے بھی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے رحمت کی دعا اور آپ کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے: ''اے امیر المؤمنین! آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہ چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اُس کے نامۂ اَعمال کے ساتھ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ملوں، اور خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں یعنی سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم و امیر المؤمنین صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رفاقت نصیب فرمائے گا۔ کیونکہ میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اکثر یہ فرماتے سنا کرتا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر آئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر باہر نکلے۔''(1)

مولا علی کی پسندیدہ شخصیَّت:

جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کفن دینے کے بعد چارپائی پر رکھ دیا گیا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدح سرائی کی اور ارشاد فرمایا: ''**مَا اَحَدٌ اَلْقَی اللّٰہَ بِصَحِیْفَتِہٖ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ ھٰذَا الْمُسَجّٰی بَیْنَکُمْ** یعنی روئے زمین پر مجھے ان چادر اوڑھے ہوئے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے زیادہ کوئی شخص اتنا محبوب نہیں ہے کہ جس کے نامۂ اعمال کے ساتھ میں رب عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کروں۔''(2)

رسول اللہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب:

حضرت سیِّدُنا عَوْن بن اَبِی جُحَیْفَہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا

---

(1)...... بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۵۲۷، حدیث: ۳۶۸۵۔
مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر۔۔۔الخ، ص ۱۳۰۲، حدیث: ۱۴۔

(2)...... طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۲۔

عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو کفنایا گیا تو میں وہیں موجود تھا۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم تشریف لائے اور سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے چہرۂ مبارکہ سے کپڑا ہٹایا اور ارشاد فرمایا: ''**رَحِمَکَ اللّٰہُ اَبَا حَفْصٍ مَا اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ بَعْدَ النَّبِیِّ** یعنی اے ابوحفص! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں۔''(1)

فاروقِ اعظم کا غسل مبارک

فاروقِ اعظم کو کس نے غسل دیا؟

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بڑے بیٹے اور جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے غسل دیا۔(2)

کتنی بار اور کس پانی سے غسل دیا گیا؟

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بیری کے پتوں والے پانی سے تین بار غسل دیا گیا۔''(3)

مشک سے غسل کی ممانعت:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللہ** بِن مَعْقِل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے وصیّت کی کہ میرے جسم پر مشک نہ ملی جائے۔''(4)

فاروقِ اعظم کا کفن مبارک

کِن کپڑوں میں تکفین کی گئی؟

حضرت سیِّدُنا مُطَّلِب بِن **عبد اللہ** بِن حَنْطَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر

---

1. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۳۔
2. ......اسد الغابۃ، عمر بن الخطاب، ج ۱، ص ۱۹۰۔
3. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۹۔
4. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۹۔

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انہی کپڑوں میں جنازہ پڑھایا گیا جن میں آپ کو زخمی کیا گیا تھا۔“[1]

کتنے کپڑوں میں تکفین کی گئی؟

حضرت سَیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ”امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔“ سَیِّدُنا وَکِیع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ”آپ کو دو سُوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔“ حضرت سَیِّدُنا محمد بن **عبد اللّٰہ** اَسَدِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ”آپ کو دو کتھئی رنگ کے کپڑوں اور جو قمیص آپ نے پہنی ہوئی تھی اس میں کفن دیا گیا۔“ جبکہ حضرت سَیِّدُنا حَسَن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ آپ کو کرتے اور حُلّے میں کفنایا گیا۔[2]

فاروقِ اعظم کی نمازِ جنازہ

رسول اللّٰہ کی چارپائی پر جنازہ:

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسدِ مبارک تجہیز و تکفین کے بعد **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک چارپائی پر رکھا گیا اور اسی پر جنازہ پڑھا گیا۔[3]

چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ:

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وصیّت کے مطابق آپ کا جنازہ حضرت سَیِّدُنا صُہَیْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے چار تکبیروں کے ساتھ پڑھایا۔[4]

فاروقِ اعظم کا جنازہ پڑھانے والے صحابی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نمازِ جنازہ حضرت

---

1. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۶۔
2. ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۹۔
3. ......اسد الغابة، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۹۰۔
4. ......اسد الغابة، عمر بن الخطاب، ج ۴، ص ۱۸۹۔

سیِّدُ نا صُہَیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پڑھائی، آپ قدیم الاسلام اور مہاجرین اَوّلین صحابہ میں سے تھے، تمام غزوات میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ کے نماز جنازہ پڑھانے کی وجہ یہ تھی کہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے انتقال سے قبل نیا خلیفہ منتخب ہونے تک آپ ہی کو نمازیں پڑھانے کی وصیت فرمائی تھی یہی وجہ ہے کہ جب سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسد مبارک کو غسل وکفن دینے کے بعد نماز جنازہ کے لیے چارپائی پر رکھا گیا تو حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی و سیِّدُ نا مولا علی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس سعادت کو حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھے لیکن حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دونوں کو منع فرمادیا کیونکہ ابھی نئے خلیفہ کا انتخاب نہ ہوا تھا، اگر ان دونوں میں سے کوئی نماز جنازہ پڑھاتا تو ہوسکتا تھا کہ لوگ اسی کو خلیفہ سمجھتے اسی لیے سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وصیت کے مطابق سیِّدُ نا صُہَیب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا۔ (1)

قبر و منبر کے درمیان جنازہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی نماز جنازہ جب ادا کی گئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسدِ مبارک رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پُرانوار و منبر رسول کے درمیان تھا۔ (2)

جنازے کے بعد مدح وثناء:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن سارِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جنازے کے بعد تشریف لائے تو آپ نے وہاں موجود لوگوں سے فرمایا: ''اِنْ کُنْتُمْ سَبَقْتُمُوْنِیْ بِالصَّلَاۃِ عَلَیْہِ فَلَا تَسْبِقُوْنِیْ بِالثَّنَاءِ یعنی اگر چہ تم لوگ نماز کی ادائیگی میں مجھ سے سبقت لے گئے ہو لیکن ان کی مدح وثناء یعنی تعریف کرنے میں سبقت نہ کرنا۔'' پھر سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے عمر! یقیناً آپ اسلام کے بہترین بھائی تھے، حق و سچ بات کہنے میں سخی اور باطل و جھوٹی بات کہنے میں بخیل تھے، نہ تو کسی کی جھوٹی تعریف کرتے اور نہ ہی کسی کی

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۰، ۲۷۱۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۱۔

سچی تعریف سے رکتے تھے، نہایت ہی اعلیٰ ظرف اور عفو و درگزر سے کام لینے والے تھے۔''[1]

فاروقِ اعظم کی تدفین

سَیِّدہ عائشہ سے تدفین کی اجازت:

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے فرمایا: ''اے بیٹے! جاؤ اور اُمّ المؤمنین سیِّدہ عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے اس بات کی اجازت لے کر آؤ کہ عمر اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونا چاہتا ہے۔'' میں اُمّ المؤمنین کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ''سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ تدفین کی اجازت مانگ رہے ہیں۔'' انہوں نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ جگہ میں نے اپنے لیے رکھی تھی لیکن آج میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں اور انہیں یہاں تدفین کی اجازت دیتی ہوں۔'' میں واپس آیا اور امیر المؤمنین کو بتایا کہ اُمّ المؤمنین نے تدفین کی اجازت عطا فرمادی ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''**مَا کَانَ شَیْءٌ اَھَمَّ اِلَیَّ مِنْ ذٰلِکَ الْمَضْجَعِ** یعنی اے **عبد اللہ**! میرے نزدیک اس جگہ سے زیادہ کوئی جگہ مبارک نہیں ہے۔'' پھر فرمایا: ''اے **عبد اللہ**! جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت کو چارپائی پر رکھ کر اُمّ المؤمنین سیِّدہ عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے دروازے پر رکھ دینا اور پھر عرض کرنا کہ: ''عمر بن خطاب اجازت طلب کرتا ہے، اگر اجازت مل جائے تو مجھے وہیں دفنا دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان جنت البقیع میں دفنا دینا۔'' چنانچہ اجازت مل گئی اور آپ کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔[2]

چار صحابہ نے قبر میں اتارا:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نمازِ جنازہ کے بعد **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ...... طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۲۔

2 ...... طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۷۔

وَسَلَّم اور سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پہلو میں دفن کیا گیا، آپ کے بڑے بیٹے حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُ نا سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا صُہَیب بن سِنَان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اِن چار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے قبر میں اتارا۔ بعض روایات میں حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام بھی آیا ہے۔[1]

قبر میں فاروقِ اعظم کا جسدِ مبارک:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قبر میں اس طرح رکھا گیا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر مبارک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کندھے کے برابر تھا اور سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر مبارک رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کندھے مبارک کے برابر تھا۔[2]

فاروقِ اعظم کا پاؤں مبارک ظاہر ہوگیا:

حضرت سیِّدُ نا ہِشام بن عُروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ وَلید بن عبد الملک کے زمانے میں مَزاراتِ ثَلاثہ کی تعمیر نو کے درمیان ایک پاؤں ظاہر ہوگیا، تمام لوگ گھبرا گئے کہ کہیں یہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مُقدّس پاؤں تو نہیں ہے۔ کوئی ایسا شخص نہ ملا جس سے اس بات کی تصدیق کی جاتی، بالآخر حضرت سیِّدُ نا عُروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ملے جنہوں نے اس بات کی وضاحت کی کہ یہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مُقدّس پاؤں نہیں بلکہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مبارک پاؤں ہے۔[3]

شہادت کے بعد آپ کے اصحاب کے تأثرات

مسلمانوں پر سب سے بڑی مُصیبت:

حضرت سیِّدُ نا عَمرو بن مَیمُون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''لَمَّا حُمِلَ فَكَاَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِیْبَةٌ

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۱، اسد الغابۃ، ج ۴، ص ۱۹۰۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۱۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۱۔

اِلَّا یَوْمَئِذٍ یعنی جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی میت کو تدفین کے لیے اٹھایا گیا تو تمام مسلمانوں پر ایسی شدید غم کی کیفیت طاری تھی گویا اس سے پہلے مسلمانوں پر کبھی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں ہے۔''(1)

آپ کی شہادت میں بدترین مخلوق کا ہاتھ:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنی بدترین مخلوق کے ہاتھوں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہادت دی۔''(2)

فاروقِ اعظم، اِسلام کا مَضبوط قلعہ:

حضرت سیِّدُنا زَید بِن وَہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار ہم حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس آئے تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر خیر ہوا تو آپ زار و قطار رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے چٹائی تر ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''بے شک سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسلام کے لیے ایک ایسا مضبوط اور محفوظ قلعہ تھے جس میں لوگ داخل تو ہو سکتے تھے لیکن نکل نہ سکتے تھے۔ لیکن جیسے ہی آپ کا انتقال ہوا تو لوگ اسلام سے باہر نکلنے لگے۔''(3)

فاروقِ اعظم کے چاہنے والے کُتّے سے محبت:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں کتا سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے محبت کرتا ہے تو میں اس کُتّے سے محبت کروں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ خاردار درخت بھی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال پر غمزدہ ہیں۔''(4)

اِسلام آج کمزور ہوگیا:

حضرت سیِّدُنا طارِق بِن شہاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۵۸ ملتقطا۔

2 ......معجم اوسط، من اسمہ الهيثم، ج ۶، ص ۲۶۸، حدیث: ۹۴۳۰ ملتقطا۔

3 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۳۔

4 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۴۔

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتقال کے دن حضرت سَیِّدَتُنَا اُمِّ اَیْمَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے فرمایا: ''اَلْیَوْمَ وَھِیَ الْاِسْلَامُ یعنی آج اِسلام کمزور ہوگیا۔''(1)

حق واہل حق دور نہ ہوتے تھے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے بعد حضرت سیِّدُنا سَعِید بن زَید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رونے لگے، جب اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: ''سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہوتے ہوئے حق اور اہل حق دور نہ ہوتے تھے لیکن آج اسلام کمزور ہوگیا ہے۔''(2)

گویا قیامت قائم ہوگئی:

حضرت سیِّدُنا جَرِیر بن عبدُالحَمِید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے دادی سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا گیا تو لوگ یہ سمجھے کہ شاید قیامت قائم ہوگئی ہے، مختلف لوگ اپنی وصیّتیں ایسے کرنے لگے کہ واقعی قیامت قائم ہوگئی ہے۔''(3)

دنیا سے تہائی علم چلا گیا:

حضرت سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اب تم پر جو بھی سال آئے گا وہ گزشتہ سال سے بُرا ہوگا۔'' لوگوں نے پوچھا: ''کیا وہ سال سرسبز وشاداب نہیں ہوگا؟'' فرمایا: ''میری یہ مراد نہیں ہے بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ علماء ختم ہوجائیں گے اور میرا یہ گمان ہے کہ جس دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس دنیا سے تشریف لے گئے اس دن تہائی علم چلا گیا۔''(4)

اِسلام آگے بڑھنے والا تھا لیکن۔۔۔:

حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم

1 ......معجم کبیر، ام ایمن۔۔۔الخ، ج ۲۵، ص ۸۶، حدیث: ۲۲۱۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۴۔

3 ......معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ الفاروق، ج ۱، ص ۵۷، الرقم: ۲۰۵۔

4 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۲۸۵۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زمانے میں اسلام اس شخص کی طرح تھا جو آگے ہی بڑھتا جائے، لیکن آپ کے وصال کے بعد پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے شخص کی طرح ہو گیا۔''(1)

ہر گھر میں نَقْص داخل ہو گیا:

حضرت سیِّدُنا ابوطَلْحَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وصال کے سبب ہر مسلمان کے گھر میں دینی و دنیوی نَقْص داخل ہو گیا۔''(2)

امیر المؤمنین کی وفات کا لوگوں پر اثر:

حضرت سیِّدُنا حَسَن بِن اَبُوجَعْفَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ جس دن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کیا گیا اس دن پوری زمین تاریک ہو گئی، بچے اپنے ماؤوں سے کہنے لگے: ''اے ماں! کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟'' تو وہ کہتیں: ''نہیں بیٹا، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔''(3)

مولا علی اور خلفائے راشدین:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم جب جنگ صفین سے لوٹے تو آپ نے اپنے خطبے میں یہ الفاظ کہے: ''**اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِہِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ** یعنی اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں بھی ان خوبیوں کے ساتھ آراستہ فرما جن کے ساتھ تو نے ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والے خلفاء کو آراستہ فرمایا۔'' پوچھا گیا کہ خلفائے راشدین سے آپ کی مراد کون لوگ ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر رقت طاری ہو گئی، آنکھیں بھر آئیں اور ارشاد فرمایا: ''میری مُراد سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ و سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں، جو اِمامُ الْھُدٰی یعنی ہِدایت کے اِمام، شَیْخُ الْاِسلام یعنی اسلام کے بڑے بزرگ ہیں، جن کے وسیلے سے **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد ہدایت طلب کی جاتی ہے، سیدھے راستے پر چلنے کے لیے جن کی اِتّباع کی جاتی ہے، جو اُن

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۵۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۵۔

3 ......معرفۃ الصحابۃ، معرفۃ نسبۃ الفاروق، ج ۱، ص ۷۵، الرقم: ۲۰۵۔

کی اتباع کرے گا ہدایت پا جائے گا اور جس نے اِن دونوں کو مضبوطی سے تھاما وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے گروہ سے ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کا گروہ کامیاب ہے۔"(1)

مولا علی اور اَفْضَلِیَّتِ شَیْخَیْن:

حضرت سیِّدُنا **اَبُو مَخْلَد** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: "**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی **وفات سے قبل ہم جانتے تھے** کہ آپ کے بعد سیِّدُنا **ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے **افضل ہیں** اور سیِّدُنا **ابوبکر صدیق** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات سے قبل ہم جانتے تھے کہ آپ کے بعد سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سب سے **افضل ہیں**۔"(2)

صحابہ کرام کی فاروقِ اعظم سے محبت:

جس رات امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا وصال ہوا اسی رات حضرت سیِّدُنا عثمان غنی، حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا اور حضرت سیِّدُنا **عُبَیْدُ اللّٰہ** بِن **مَعْمَر تَیْمِی** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ہاں مدنی منوں کی ولادت ہوئی، ان تینوں نے اپنے مدنی منوں کا نام "عمر" رکھا۔(3)

وصالِ فاروقِ اعظم اور جنات

فاروقِ اعظم کی وفات پر ایک جِنّ کے اشعار:

حضرت سیِّدُنا عُرْوَہ بِن زُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جِنّ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت سے قبل تین ۳ بار رویا اور پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

اَبَعْدَ قَتِیلٍ بِالْمَدِینَۃِ اَصْبَحَتْ ... لَہُ الاَرْضُ تَھْتَزُّ الْعِضَاہُ بِاَسْوُقِ

ترجمہ: "کیا مدینہ منورہ میں ایک شہید (یعنی سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کے بعد بھی زمین اپنی شاخوں

---

(1) ......شرح اصول اعتقاد السنۃ، سیاق ماروی عن النبی۔۔۔الخ، ج ۴، الجزء: ۷، ص ۱۳۸۱، الرقم: ۲۵۰۱۔

(2) ......مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، الباب الثامن والسبعون، ص ۲۳۳۔

(3) ......المنتظم، ذکر من توفی فی۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۳۲۹۔

کے ساتھ ملے گی۔‘‘

جَزَی اللّٰہُ خَیْرًا مِنْ اَمِیرٍ وَبَارَکَتْ ... یَدُ اللّٰہِ فِي ذَاکَ الاَدِیمِ الْمُمَزَّقِ

ترجمہ:’’اللہ عَزَّوَجَلَّ امیر المؤمنین سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنے دستِ قُدرت سے اس ذات میں برکت عطا فرمائے جو عنقریب ٹُوٹ پُھوٹ کا شکار (یعنی شہید) ہونے والی ہے۔‘‘

مَنْ یَسْعٰی اَوْ یَرْکَبْ جَنَاحَيْ نَعَامَةٍ ... لِیُدْرِکَ مَا اسْدَیْتَ بِالْاَمْسِ یُسْبَقِ

ترجمہ:’’کون ہے ایسا شخص جو شتر مرغ کے پروں پر سوار ہو کر ان اُمور کو حاصل کر لے جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دورِ خلافت میں انجام دیے۔‘‘

قَضَیْتَ اُمُورًا ثُمَّ غَادَرْتَ بَعْدَهَا ... بَوَائِقَ فِيْ اَکْمَامِهَا لَمْ تُفَتَّقِ

ترجمہ:’’آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بے شمار اُمور سر انجام دیے، پھر مصیبتوں اور پریشانیوں کو ان کی گُٹھلیوں میں ایسے رکھ دیا کہ وہ کھل ہی نہ سکیں۔‘‘

وَمَا کُنْتُ اَخْشٰی اَنْ تَکُونَ وَفَاتُهُ ... بِکَفَّيْ سَبَنْتٰی اَخْضَرِ الْعَیْنِ مُطْرِقِ

ترجمہ:’’پس مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں ہے کہ ان (یعنی سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی شہادت ایک سبز رنگ کی آنکھوں والے شخص کے ساتھ ہوگی۔‘‘(1)

فاروقِ اعظم کی وفات پر دو غَیبی اَشعار:

حضرت سیِّدُ نا مَعْرُوف بن ابُو مَعْرُوف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ جس دن سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت ہوئی اس دن یہ دو غَیبی اَشعار سنے گئے:

لِیَبْکِ عَلَی الاسْلَامِ مَنْ کَانَ بَاکِیًا ... فَقَدْ اَوْشَکُوا هَلْکٰی وَمَا قَدُمَ الْعَهْدُ

ترجمہ:’’جو رو رہا ہے اسے چاہیے کہ وہ اسلام پر روئے کیونکہ اسلام کی آزمائش کا وقت قریب آچکا ہے حالانکہ ابھی اسلام کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا ہے۔‘‘

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۳، حدیث: ۳۹۔

وَاَدْبَرَتِ الدُّنْيَا وَاَدْبَرَ خَيْرُهَا ... وَقَدْ مَلَّهَا مَنْ كَانَ يُوقِنُ بِالْوَعْدِ

ترجمہ: ”دنیا اور اس کی بھلائیاں منہ پھیر کے چلی گئیں کیونکہ اب اسے ان لوگوں نے بھر دیا ہے جو جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔“(1)

تدفین کے بعد سیّدہ عائشہ صِدّیقہ کا پردہ کرنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ”امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین سے قبل میں اپنے حجرے میں یعنی جہاں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدفون ہیں بغیر پردے کے آیا کرتی تھی (کیونکہ ایک تو میرے سرتاج وزوج اور **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے جبکہ دوسرے میرے والدِ گرامی تھے) لیکن جب سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو وہاں دفن کیا گیا تو میں (آپ سے شرم وحیا کی وجہ سے) کبھی بغیر پردے کے وہاں نہ آئی، پھر میری رہائش اور تینوں مزارات کے درمیان ایک دیوار قائم کردی گئی تو میں اپنے حجرے میں بغیر پردے کے رہا کرتی تھی۔“(2)

سیّدہ عائشہ صِدّیقہ کا عقیدۂ حیات النبی:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اُمّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا تدفینِ فاروقِ اعظم سے پہلے بغیر پردے کے جایا کرتی تھیں لیکن آپ کی تدفین کے بعد پردہ کیا کرتی تھی، آپ کے اس مبارک عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا عقیدہ تھا کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، سیّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ تینوں اپنے اپنے مزارات میں زندہ ہیں، کیونکہ پردہ کرنے یا نہ کرنے کا تعلق زندوں کے ساتھ ہے نہ کہ مردوں کے ساتھ۔ آپ کے اس مبارک عمل کو کئی مُحدّثین وشارِحین ومُؤرِّخین اور سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے لیکن کسی نے بھی اس عمل کو غلط نہیں قرار دیا جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اُمّت

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۵، حدیث: ۴۷۔

2 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۷۔

مُسلِمہ کا اِجماعی عقیدہ اورقرآن وسُنّت کے بالکل مطابق ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ آج بھی رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عُشّاق، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو چاہنے والے، اُن کی مدح سرائی کرنے والے یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضل وکرم، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے فیضان سے فیضیاب ہوتے ہیں اور قیامت تک فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی عمر اور زمانہ خِلافت:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ۲۶ ذی الحجۃ الحرام بروز بدھ زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام کی شب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین کی گئی۔ آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔ ۶۶، ۶۱ اور ۶۰ سال کے مختلف اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔ آپ کی خلافت دس سال پانچ ماہ اور اکیس روز رہی۔ [1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

فیضانِ مزاراتِ ثلاثہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیِّدُنا سُفْیان بِن عُیَیْنَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کا ذکر کرتے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔'' (الزھد لاحمد بن حنبل، ج ۱، ص ۳۲۶) ذرا غور فرمائیے کہ فقط نیک لوگوں کا ذکر کرتے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو جہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے خود موجود ہوں اس مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتوں کا کیسا نزول ہوتا ہوگا؟ کائنات کی مُقدّس ومبارک جگہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مزار مبارک ہے جہاں آپ کے ساتھ آپ کے دونوں رفیق حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی آرام فرما ہیں۔ کل بروزِ قیامت سب سے پہلے یہی جگہ شَق ہوگی اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرح باہر تشریف لائیں گے کہ آپ کے دائیں جانب سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور بائیں جانب سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہوں گے۔ اس مُقدّس مقام کی اندرونی وبیرونی کیفیت کا اجمالی بیان پیشِ خدمت ہے:

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۷۸۔

تینوں قُبُورِ مبارکہ کی اندرونی کیفِیَّت:

حضور نبی پاک، صاحبِ لَولاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جَسَدِ مبارک سے تقریباً ایک ہاتھ کے فاصلے پر سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جَسَدِ مبارک تشریف فرما ہے، یعنی آپ کا سر اقدس رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوشِ انور کے مقابل ہے، پھر سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے جسد مبارک سے تقریباً ایک ہاتھ کے فاصلے پر سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا جسد مبارک تشریف فرما ہے، یعنی آپ کا سر اقدس سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کندھوں کے مقابل ہے۔ (1)

تینوں قُبُورِ مبارکہ کی بیرونی کیفِیَّت:

واضح رہے کہ تینوں قبور مبارکہ نہ تو پُختہ ہیں اور نہ ہی ان پر اینٹیں وغیرہ لگائی گئی ہیں بلکہ کچی اور سرخ رنگ کی مٹی سے تینوں قبور مبارکہ کو بنایا گیا تھا۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پوتے حضرت سیِّدُ نا قاسم بن محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم فرماتے ہیں کہ: ''ایک بار میں اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تینوں مزارات کی اندر سے زیارت کی اجازت طلب کی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے جب پردہ ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ تینوں قبریں نہ تو بہت اُونچی تھیں اور نہ ہی بالکل زمین سے ملی ہوئی تھیں، اسی طرح وہ بَطْحَاء کی سرخ مٹی سے بنائی گئی تھیں۔'' (2)

تینوں قُبُورِ مبارکہ کی وضع وساخت:

اعلیٰ حضرت عظیم البَرَکت مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت پروانۂ شمعِ رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱، ص ۲۴۴ پر فرماتے ہیں کہ: تینوں تُربتوں یعنی قُبورِ مبارکہ کی ظاہری وضع اور ساخت کے حوالے سے سات روایات ہیں جن میں سے فقط دو ہی روایات بالکل صحیح ہیں:

❀......پہلی روایت سنن ابوداود شریف کی صحیح حدیثِ مبارکہ میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ

---

1 ......طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج ۳، ص ۲۸۱، فتاوٰی رضویہ، ج ۹، ص ۸۸۷۔

2 ......ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی سویۃ القبر، ج ۳، ص ۲۸۸، حدیث: ۳۲۲۰۔

تَعَالٰی عَنْہ کے پوتے حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد بن ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی ہے جس میں انہوں نے تینوں قُبورِ مبارکہ کی زیارت کرنے کے بعد ان کی کیفیت کو کچھ اس طرح بیان کیا کہ سب سے آگے حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ انور تھی، جبکہ شیخین کی قبورِ مبارکہ کی ترتیب کچھ اس طرح تھی کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر مبارک **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک کندھوں کے پاس تھا، جبکہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا سر مبارک حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدمینِ مبارکہ کے مُتَوازِی و مُتَّصِل تھا، اس صورت میں تینوں قُبورِ مبارکہ کا نقشہ کچھ یوں ہوگا:

رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ
سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ	

❀......دوسری روایت وہ ہے جس پر مُحَدِّث رَزِین وغیرہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم نے اظہارِ اعتماد کیا ہے، علامہ نَوَوِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کے نزدیک بھی یہی مشہور ہے، علامہ سَمْہُودی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی نے فرمایا: ''زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ انور دیوارِ قبلہ سے مُتَّصِل سب سے آگے ہے اور حضور نبی کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُقَدَّس شانوں کے بالمقابِل سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر ہے، پھر سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دونوں کندھوں کے بالمقابِل سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر مبارک ہے۔ اس صورت میں تینوں قُبورِ مبارکہ کا نقشہ کچھ یوں ہوگا:

رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ

چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے:

احادیث وآثار سے پتا چلتا ہے کہ جس حُجرۂ مبارکہ میں یہ تینوں قبور مبارکہ ہیں اس میں ایک اور قبر کی جگہ بھی خالی ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا حَفْص بِن عُمَر بِن عبدُ الرحمٰن بِن عَوف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے روایت ہے کہ جب حضرت سیِّدُنا

عبدالرحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اُمّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک قبر کی جگہ ہے جسے میں نے آپ کے لیے بچا کے رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو یہاں تدفین کروالیں۔'' آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''اے اُمّ المؤمنین! مجھے معلوم ہے کہ سَیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تدفین کے بعد سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا گھر میں پردے کے ساتھ آتی جاتی ہیں، میں یہاں اپنی تدفین کرکے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گھر کو مزید تنگ نہیں کرنا چاہتا، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ میں نے اپنے دوست حضرت عُثمان بن مَظْعُون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ ہم دونوں اکٹھے ایک ہی جگہ مدفون ہوں گے۔'' جبکہ اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے وصیّت فرمائی تھی کہ مجھے جنت البقیع میں دفن کیا جائے لہٰذا آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔[1]

سَیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کی تدفین:

مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حُجرہ مبارکہ میں جو ایک قبر کی جگہ خالی ہے اس میں قربِ قیامت میں نازل ہونے والے نبی حضرت سَیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دفن ہوں گے جو شریعتِ محمدی کے مُتَّبِع ہوں گے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا عبد اللّٰہ بن سَلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ تورات شریف میں جہاں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صفاتِ مبارکہ کا ذکر ہے وہیں سَیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی یہ صفت بھی مذکور ہے کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ علامہ اَبُومَوْدُود عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَدُوْد فرماتے ہیں کہ: ''اسی وجہ سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُجرۂ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔''[2]

سَیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام سبز عمامہ شریف میں:

عَارِف بِاللّٰہ، نَاصِحُ الْاُمَّہ حضرت علامہ مولانا امام عبد الغَنی بن اِسماعیل نابُلُسی حَنَفِی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرتِ

---

1. ...... تاریخ مدینۃ منورہ، ج ۱، ص ۱۱۵۔
2. ...... ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی، ج ۵، ص ۳۵۵، حدیث: ۳۶۳۷۔

علّامہ محمد عبدالرَّءُوف مَناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ: ''حضرت سیِّدنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام جب دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو آپ کے سرِ اقدس پر سبز سبز عمامہ جگمگا رہا ہوگا۔''(1)

پانچ کونوں والی دیوار:

دوعالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہدِ مبارکہ میں حجرۂ مبارکہ کھجوروں کی شاخوں سے بنا ہوا تھا، بعد میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں اس کی دیواریں پکی اینٹوں سے بنائی گئیں، البتہ اس کی چھتیں اب بھی کھجور کی شاخوں ہی کی تھیں۔ پھر لوگ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور سے بطورِ تبرک مٹی لیا کرتے تھے اس لیے سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے حکم سے اس کے سامنے دیوار بنا کر اس کو بند کردیا گیا لیکن اس میں ایک سوراخ چھوڑ دیا گیا لوگ اس سے مٹی لینے لگے تو اسے بھی بعد میں بند کردیا گیا۔ سیِّدُنا عُمَر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ مبارکہ میں جب ایک دیوار گری اور اس کی تعمیر نو کی گئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حفاظت کی غرض سے پانچ کونوں والی دیوار بنادی، پانچواں کونا بنانے کی وجہ **کعبۃ اللہ** سے عدم مشابہت تھی۔ اس پنج گوشہ دیوار میں نہ تو کوئی دروازہ رکھا گیا اور نہ ہی کوئی اور راستہ۔''(2)

سیسہ پلائی ہوئی مضبوط دیوار:

سلطان نُورُالدِّین زَنگی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کے عہدِ مبارک میں نصرانیوں نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک جَسَد کو چوری کرنے کی ناپاک سازش تیار کی، جس کے لیے انہوں نے دو افراد کو مدینہ منورہ میں پوری تیاری کے ساتھ روانہ کیا۔ انہوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جَسَدِ اَطہر تک پہنچنے کے لیے زمینی سُرَنگ کھودی۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سُلطان نُورالدِّین زَنگی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کے خواب میں آکر انہیں مطلع کیا اور ان دونوں خبیث نصرانیوں کا چہرہ بھی دکھایا۔ سُلطان نُورالدِّین زَنگی زبردست عاشقِ رسول تھے، اپنے محبوب کے جَسَدِ اَطہر کے ساتھ گستاخی کے تصور سے ہی کانپ اٹھے، فوراً مدینہ منورہ کی طرف روانہ

---

1 ......فیض القدیر، فصل فی المحلی۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۲۱۸، تحت الحدیث: ۴۲۵۰، الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۲۷۳۔

2 ......وفاء الوفاء، الفصل الثانی والعشرون۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۴۴، ۵۶۳، الدرۃ الثمینۃ لابن النجار، ذکر وفاۃ عمر، ص ۲۰۷۔

ہوئے، پورے شہر کے لوگوں کو بلا کر صدقات دیے تا کہ ان دونوں نصرانیوں کی شناخت ہو سکے، بعدازاں ان دونوں کو گرفتار کرلیا گیا، ان کے حُجرے سے زمین کھودنے کے اوزار وغیرہ برآمد ہوئے، ابتدائی تفتیش کے بعد انہوں نے اپنے جُرم کا اِقرار کرلیا۔ سُلطان نُورالدِّین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان دونوں کی گردنیں اڑانے کا حکم دیا۔ بعدازاں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس حُجرہ مبارکہ کے باہر جس میں تینوں قُبور موجود ہیں گہری کھدائی کرواکے سیسہ پلائی زمینی دیوار کھڑی کردی تا کہ آئندہ کوئی بھی ایسی ناپاک جسارت کرنے کی کوشش نہ کرے۔ [1]

مقصورہ شریف کی وضاحت:

مقصورہ شریف اس لوہے اور پیتل سے بنائی ہوئی جالی مبارکہ کو کہا جاتا ہے جو پانچ کونوں والی دیوار کے اردگرد ہے، سب سے پہلے یہ جالی مبارکہ سُلطان رُکنُ الدِّین بِیبَرس نے سن ۶۶۸ ہجری میں بنوائی تھی، اس نے یہ جالی لکڑی کی بنوائی تھی، ان جالیوں کی لمبائی دو آدمیوں کے قد کے برابر تھی، بعد میں آنے والے بادشاہ نے اس میں مزید اضافہ کیا اور اسے چھت سے لگا دیا۔ بعدازاں مختلف اَدوار میں ان کی تعمیر نو کی جاتی رہی نیز ان پر مختلف رنگ بھی کیے جاتے رہے، حتی کہ اب بھی وہی جالیاں موجود ہیں جن کے سامنے عُشّاقان، خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور شَیخَین کَرِیْمَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے مَزارات پر دُرود وسلام عرض کرتے ہیں اور فَیضانِ مَزاراتِ ثلاثہ سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ [2]

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے
سنہری جالیاں ہوں آپ ہوں اور مجھ سا عاصی ہو
ملے سینے سے سینہ جانِ جاناں یارسول اللہ

رسول اللہ کی قبر انور کی موجودہ تصاویر:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ بالا تمام روایات سے درج ذیل امور سامنے آئے:

---

1 ......وفاء الوفاء، الفصل السابع والعشرون۔۔۔الخ، خاتمۃ، ج ۱، ص ۶۴۸۔

2 ......وفاء الوفاء، الفصل السابع والعشرون۔۔۔الخ، المقصورۃ الدائرۃ، ج ۱، ص ۶۱۱۔

❀......**رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وشیخین کریمین کے مزارات کے گرد چار دیواری ہے۔

❀......یہ چار دیواری بالکل بند ہے اس میں آنے جانے کا کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔

❀......اس چار دیواری کے گرد بھی ایک پانچ کونوں والی مضبوط دیوار ہے جس پر چادر ڈال دی گئی ہے۔

❀......یہ پانچ کونوں والی دیوار بھی بالکل بند ہے اس میں بھی آنے جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

❀......اس پانچ کونوں والی دیوار کے باہر اب سُنہری جالیاں ہیں جن کے اندر پردے لگے ہیں۔

❀......خاص حُجرۂ مبارکہ اور پانچ کونوں والی دیوار کے بالکل نیچے سُلطان نُورُالدین زَنگی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی بنائی ہوئی سیسہ پلائی مضبوط زمینی دیوار موجود ہے۔

❀......خاص حُجرۂ مبارکہ اور پانچ کونوں والی دیوار کے عین اوپر سبز سبز گنبد مَزاراتِ ثلاثہ سے برکتیں لوٹ رہا ہے اور وہ برکتیں پورے عالم میں لٹا رہا ہے۔

❀......اب کوئی بھی ایسا راستہ نہیں ہے کہ براہ راست کوئی **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وشیخین کریمین کے مزارات تک پہنچ سکے اور یہ تمام اُمور پہلی صدی سے لے کر زیادہ سے زیادہ چھٹی صدی تک مکمل کر لیے گئے تھے۔

❀......یہ جو آئے دن اخبارات میں یا ٹی وی چینلز پر خبریں نشر کی جاتی ہیں کہ فلاں بادشاہ یا صدر یا کوئی بھی مخصوص شخصیت یا کسی اور کے لیے روضۂ مبارکہ کا دروازہ کھولا گیا یا بعض حضرات کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ روضۂ مبارکہ کے اندر گئے ہیں تو یہ تمام حضرات فقط اُسی پانچ کونوں والی دیوار کے باہر تک ہی گئے ہیں جس پر سبز رنگ کا غلاف چڑھا ہوا ہے نہ کہ خاص قُبُورِ مبارکہ تک۔ اس سے آگے کوئی بھی نہیں جا سکتا کیونکہ وہ دیوار ہر طرف سے بلکل بند ہے۔ حتیٰ کہ گنبد خضراء کے خدام بھی اسی پانچ کونوں والی دیوار کے باہر تک ہی جاسکتے ہیں۔

❀......واضح رہے کہ پانچ کونوں والی دیوار کے بننے سے قبل یا جب تک اس کے ذریعے خاص قُبورِ مبارکہ تک جانے کا راستہ تھا تو اس وقت کیمرہ نہ تھا، جب کیمرہ ایجاد ہوا تو اندر جانے کا راستہ بند کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا خاص قُبورِ مبارکہ کی تصویر لینا فی الحال ناممکن ہے۔ آج کل بعض کتب، مضامین، کتبوں اور اسٹیکرز وغیرہ پر چند قبور کی تصاویر ہیں جنہیں **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر

مبارکہ نہیں ہے، کیونکہ اب اس کی تصاویر بنانا ممکن نہیں ہے اور جب اس کی تصاویر بنانا ممکن تھا اس وقت کیمرہ موجود نہ تھا۔ موجودہ تصویریں بُزُرگانِ دین کی قُبورشریف کی ہیں، ایک تصویر تو حضرت سیِّدُ نا جَلالُ الدِّین رُومی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کی قبرِ مبارک کی ہے۔ لہٰذا ایسی تمام تصاویر کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔ مَزاراتِ ثَلاثہ کے حُجرۂ مبارکہ، پانچ کونوں والی دیوار، اس کے اوپر سبز گنبد کا قلمی نقشہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجئے۔

مزارات پر حاضری دینا سنت ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے کائنات کے مُقَدَّس ترین مَزارات کی تفصیلات پڑھیں، واضح رہے کہ مزارات پر حاضری دینا وہاں بزرگوں کے وسیلے سے دعا کرنا، خود ان کے لیے دعائے رحمت کرنا یہ تمام باتیں نہ صرف قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں بلکہ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سنت مبارکہ بھی ہیں۔ حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ودیگر کئی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی عادت مبارکہ تھی کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پرانوار پر حاضری دیا کرتے تھے، نیز سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں بھی سلام پیش کیا کرتے تھے، کیونکہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور کی زیارت پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت کے واجب ہونے کی ضمانت ہے۔ چنانچہ،

شفاعت واجب ہوگئی:

حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''**مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہُ شَفَاعَتِیْ** یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔''(1)

سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر کی روضۂ رسول پر حاضری:

حضرت سیِّدُ نا نافع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ: ''جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُ نا **عبد اللہ** بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پرانوار پر حاضری دیا کرتے

(1)...... شعب الایمان، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرۃ، ج ۳، ص ۴۹۰، حدیث: ۴۱۵۹۔

نقشۂ مزاراتِ رسول اللّٰہ، صدیق اکبر و فاروق اعظم
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا
مواجہہ شریف (سنہری جالیاں)
سنہری جالیوں کے باہر سے نظر آنے والے تین سوراخ
گنبد خضراء
رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آخری آرام گاہ
حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آرام گاہ
حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی آرام گاہ
ایک قبر کی خالی جگہ
ریاض الجنۃ
قدمین شریفین
حظار مزوّر
سیسہ پلائی دیوار
حجرۂ مبارکہ
محراب تہجد
حجرۂ سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا
E W S
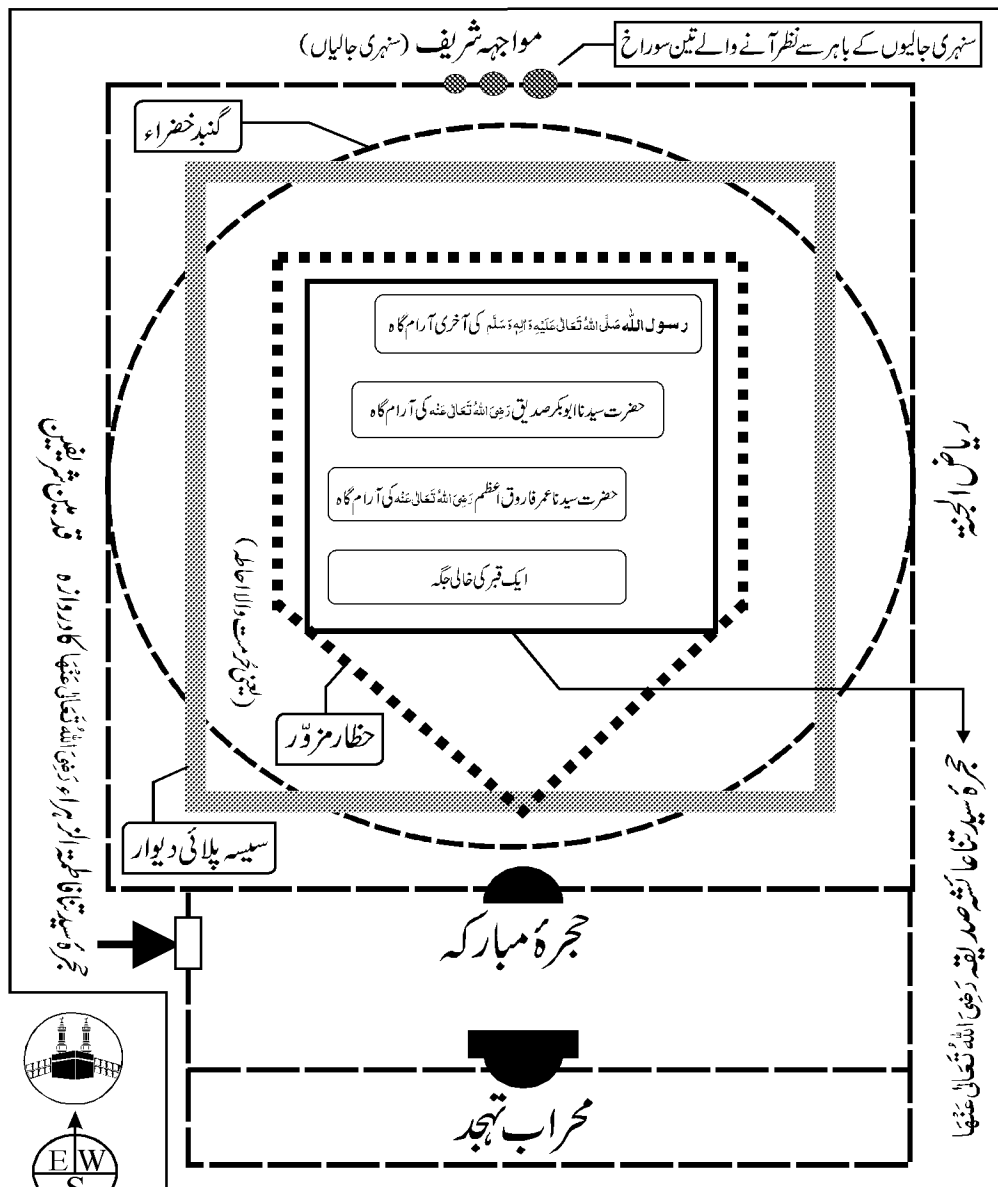
اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام پیش کرتے، سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ دونوں کی بارگاہ میں بھی سلام پیش کرتے۔"(1)

سیِّدُنا جابِر بن عبد اللّٰہ کی روضۂ رسول پر حاضری:

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ میں نے جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُنا جابِر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا کہ آپ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور کے قریب رو رہے ہیں اور ساتھ ہی عرض کر رہے ہیں: "یہی وہ مبارک جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں، کیونکہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا ہے کہ میری قبر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"(2)

سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک کی روضہ رسول پر حاضری:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰہ بِن مُنیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْحَسِیْب اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُنا اَنَس بِن مالِک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے، وہاں تھوڑی دیر ٹھہرے اور پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تو میں نے سوچا کہ شاید آپ نماز شروع کرنے لگے ہیں لیکن میں نے دیکھا کہ آپ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام پیش کیا اور پھر تشریف لے گئے۔"(3)

❀......**میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!** معلوم ہوا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پُر انوار، سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مزارات پر حاضر ہوکر صلاۃ وسلام پیش کیا کرتے تھے، بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی آج چودہ سو سال کے بعد بھی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرنے والے عُشّاق، رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار پر انوار کی حاضری کو عظیم سعادت بلکہ

---

1 ......شعب الایمان، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرۃ، ج ۳، ص ۴۹۰، حدیث: ۴۱۶۱۔

2 ......شعب الایمان، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرۃ، ج ۳، ص ۴۹۱، حدیث: ۴۱۶۳۔

3 ......شعب الایمان، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرۃ، ج ۳، ص ۴۹۱، حدیث: ۴۱۶۴۔

روحانی معراج سمجھتے ہیں۔ نیز صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان، اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مزارات پر حاضر ہو کر ان کے فیض سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

......اگر آپ بھی انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام، صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان و اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی محبت کو اپنے دل میں بسانا چاہتے ہیں، اِن کے مبارک اور بابرکت مزارات سے فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں، انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی محبت و الفت کو اپنے قلوب واَذہان میں راسخ کرنا چاہتے ہیں تو تبلیغ قران وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے۔ اِنۡ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کے دل کا مدنی گلدستہ مُقدّس مَزارات کی خوشبوؤں سے مہک اٹھے گا۔ ترغیب کے لیے ایک بہار پیش خدمت ہے:

سرکار کا سلام عطّار کے نام:

بابُ الاسلام سندھ کے مشہور شہر حیدر آباد کے مُقیم اسلامی بھائی نے حلفیہ (یعنی خدا کی قسم کھا کر) بیان کیا ہے کہ مجھے 4 رَمَضان المبارک سن ۱۴۲۹ ہجری مدینے شریف حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ 5 شوال المکرم سن ۱۴۲۹ ہجری بروز پیر شریف یا منگل دوپہر تقریباً ڈھائی بجے الوداعی حاضری کے لئے بارگاہِ رسالت میں عین سنہری جالیوں کے سامنے اپنا اور دیگر حضرات کا سلام پیش کر رہا تھا۔ اس دوران جب میں نے اپنے پیرو مُرشِد، شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کا سلام بارگاہِ رسالت میں پیش کیا تو جالی مبارک کے پیچھے سے آواز آئی: **''میرے الیاس کو بھی سلام کہنا''** میں ایک دم چونکا اور اِدھر اُدھر دیکھا تو ہر طرف ماحول پر سکون تھا عید گزر جانے کے باعث وہاں بہت کم لوگ تھے۔ میں نے ایک بار پھر اپنے پیرو مرشد امیر اہلسنّت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کا سلام بارگاہِ رسالت میں پیش کیا تو دوبارہ جالی مبارکہ کے پیچھے سے آواز آئی: **''میرے الیاس کو بھی میرا سلام کہنا''** یہ سن کر مجھ پر رِقّت طاری ہوگئی اور بے اختیار میں نے ایک بار پھر اپنے پیرو مرشد امیر اہلسنّت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کا سلام بارگاہِ رسالت میں پیش کیا تو خدا کی قسم! میں نے بیداری کے عالم میں تیسری بار پھر یہ سنا کہ: **''میرے الیاس کو بھی میرا سلام کہنا''** میں کافی دیر کھڑا روتا رہا۔ کچھ دنوں بعد میں پاکستان لوٹ آیا۔ چونکہ امیرِ اہلسنّت دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ ان دنوں ملک سے باہر تھے لہٰذا میں آپ کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلام نہ پہنچا

سکا۔امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی وطن واپسی کے بعد بھی میں کافی عرصہ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلام آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو نہ پہنچا سکا۔صفر المظفر سن ۱۴۳۰ ہجری بروز جمعرات جب میں نے مدنی چینل پر سنہری جالیوں کا روح پرور منظر دیکھا تو یکا یک وہی آواز مجھے پھر سنائی دی، الفاظ کچھ یوں تھے: **''میرے الیاس کو تم نے ابھی تک میرا پیغام نہیں پہنچایا۔''** میں بے قرار ہو گیا اور آخر کار ۳ ربیع النورشریف بروز اتوار بعد نمازِ عشاء والد صاحب کے ہمراہ عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ باب المدینہ (کراچی) میں ہونے والے مَدَنی مذاکرے میں شرکت کے لئے جا پہنچا۔نصیب سے سحری میں پیرو مرشد دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت ملی تو موقع ملنے پر امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور سکون کا سانس لیا کہ مرنے سے پہلے پہلے میں نے سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام اپنے پیرو مرشد امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تک پہنچا دیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ پندرھویں صدی کی وہ عظیم علمی و رُوحانی شخصیت ہیں جنہوں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، ہم گنہگاروں کے طبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاص کرم کی بدولت علم کی روشنی پھیلا کر جہالت کی گھٹاؤں کو دور کر دیا، سنّتوں کی بہاریں عام کر کے بے راہ رَوی کی چلتی آندھیوں کا زور توڑ دیا، حیاداری کے پُراَثر دَرس کے ذریعے بے حیائی کے دریاؤں کا رُخ موڑ دیا، لاکھوں مسلمانوں کو آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مخلصانہ کاوِشوں کی برکت سے توبہ کی سعادت ملی اور وہ اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش میں لگ گئے۔ آپ بھی امیرِ اہلسنت کے دامن سے وابستہ ہو فکرِ آخرت کیجئے اور دونوں جہاں کی بھلائیاں پایئے۔

یَا اللہ عَزَّوَجَلَّ**!** ہمیں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور تمام اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی حقیقی محبت وان کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ **اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ اولیائے امت

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امام جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ امامِ حسن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا زید بن علی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا مالک بن انس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ حضور داتا گنج بخش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ اعلی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ برادرِ اعلی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
- ......شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ اولیاءِ امت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل ومناقب سے متعلق احادیث مبارکہ، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے محبت وعقیدت بھرے اقوال اِسی کتاب کے باب ''عشقِ رسول'' صفحہ ۴۱۹ پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں، اب یہاں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے علاوہ دیگر اکابرین امت کے وہ اقوال بیان کیے جاتے ہیں جو بلاواسطہ یا بالواسطہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں ہیں۔

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امام جعفر صادق

میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں:

حضرت سیِّدُ نا امام جعفر صادِق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق فرماتے ہیں: ''**اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ ذَكَرَ اَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ اِلَّا بِخَيْرٍ** یعنی اس شخص سے میرا کوئی واسطہ نہیں جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ذکر خیر وخوبی کے ساتھ نہ کرے۔''(1)

جو ابوبکر وعمر کی فضیلت نہیں جانتا وہ جاہل ہے:

حضرت سیِّدُ نا امام جعفر صادِق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق فرماتے ہیں: ''**مَنْ لَمْ يَعْرِفْ فَضْلَ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَدْ جَهَلَ السُّنَّةَ** یعنی جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق وعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فضیلت کی معرفت نہیں رکھتا وہ سنت سے جاہل ہے۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امام زین العابدین

عہدِ رسالت میں شیخین کا مقام:

حضرت سیِّدُ نا ابوحازِم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیِّدُ نا عَلِی بن حُسَین امام زَینُ العابِدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''**مَا كَانَ مَنْزِلَةُ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْ**

---

(1)......تاریخ الخلفاء، ص۹۶۔

(2)......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب العشرون، ص ۴۲۔

رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یعنی حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں کیا مقام ومرتبہ تھا؟'' فرمایا: ''کَمَنْزِلِھِمَا الْیَوْمَ ھُمَا ضَجِیْعَاہُ یعنی عہدِ رسالت میں ان کا مقام ومرتبہ وہی تھا جو آج ہے کہ دونوں اس وقت بھی رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوست تھے اور آج مزار میں بھی دونوں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دوست ہیں۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا محمد بن سیرین

فاروقِ اعظم کی شان گھٹانے والا مُحِبِّ نبی نہیں:

حضرت سیِّدُنا محمد بن سیرین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''مَا اَظُنُّ رَجُلًا یَنْتَقِصُ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ یُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یعنی جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وامیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان گھٹاتا ہے وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت نہیں کرتا۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا سفیان ثوری

تمام مہاجرین وانصار صحابہ کو خطاوار ٹھہرانے والا:

حضرت سیِّدُنا محمد فریابی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سُفیان ثَورِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کو یہ فرماتے سنا: ''مَنْ زَعَمَ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَام کَانَ اَحَقَّ بِالْوِلَایَۃِ مِنْھُمَا فَقَدْ خَطَّاَ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارَ یعنی جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وامیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بنسبت مولا علی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو خلافت کا زیادہ مستحق جانا اس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وامیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وتمام مہاجرین وانصار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو خطاوار ٹھہرایا۔''(3)

1 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب العشرون، ص ۴۳۔

2 ......ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۸۴، حدیث: ۳۷۰۵۔

3 ......ابوداود، کتاب السنة، باب فی التفضیل، ج ۴، ص ۲۷۳، حدیث: ۴۶۳۰۔

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا شریک

مولا علی کو شیخین پر مُقدّم کرنے والے میں کوئی خیر نہیں:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مَعین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا شریک رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''لَیْسَ یُقَدِّمُ عَلِیًّا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اَحَدٌ فِیْہِ خَیْرٌ یعنی جس شخص میں تھوڑی سے بھی خیر وبھلائی ہوگی وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو شیخین یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر مُقدّم نہیں کرے گا۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا اسامہ

سیِّدُنا ابوبکر وعُمر اسلام کے ماں باپ ہیں:

حضرت سیِّدُنا محمد بن عاصم رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا اُسامہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اَتَدْرُوْنَ مَنْ اَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا ھُمَا اَبُوْ الْاِسْلَامِ وَاُمُّہٗ یعنی اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وامیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کون ہیں؟ وہ دونوں تو اسلام کے ماں باپ ہیں۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا مجاھد

فاروقِ اعظم کی رائے کے مطابق نزول قرآن:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مُہاجر رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا مُجاہد رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: ''کَانَ عُمَرُ اِذَا رَاَی الرَّاْیَ نَزَلَ بِہِ الْقُرْآنُ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب کوئی رائے دیتے تو اسی کے مطابق قرآن پاک نازل ہوجاتا۔''(3)

---

1. ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۸۵، تاریخ الاسلام، ج ۳، ص ۲۷۴۔
2. ......تاریخ الخلفاء، ص ۹۶۔
3. ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۷۹، حدیث: ۱۳۔

شیاطین کو بیڑیاں لگی ہوئی تھیں:

حضرت سیِّدُ نا واصل رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا مُجاہد رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے ارشاد فرمایا: ''کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَانَتْ مُصَفَّدَةً فِي زَمَانِ عُمَرَ فَلَمَّا اُصِيبَ بُثَّتْ یعنی ہم یوں کہا کرتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه جب تک حیات رہے تمام شیاطین کو بیڑیاں لگی رہیں اور جیسے ہی آپ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کا وصال ہوا شیاطین آزاد ہوگئے۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا امام مالک

سیِّدُنا ابوبکر وعُمر کا مقامِ قُرب:

حضرت سیِّدُ نا عتکی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک بار حضرت سیِّدُ نا امام مالِک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے پوچھا: ''كَيْفَ كَانَتْ مَنْزِلَةُ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ یعنی پیارے آقا کی بارگاہ میں آپ دونوں کا کیا مقام تھا؟'' آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: ''كَقُرْبِ قَبْرَيْهِمَا مِنْ قَبْرِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ یعنی رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے عہد میں انہیں ویسی ہی قُربت حاصل تھی جیسی بعد وفات ان دونوں کے مزار کو رسول اللہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے مزار سے قُربت ہے۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا شقیق

سیِّدُ نا فاروقِ اعظم کی محبت سنت ہے:

حضرت سیِّدُ نا شقیق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ''حُبُّ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَمَعْرِفَةُ فَضْلِهِمَا مِنَ السُّنَّةِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه و امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے محبت کرنا اور ان کی فضیلت کی معرفت رکھنا دونوں باتیں سنت ہیں۔''(3)

---

1 ......مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۰، حدیث: ۱۵۔

2 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب العشرون، ص ۴۳۔

3 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب العشرون، ص ۴۲۔

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ امام حسن

سیِّدُنا فاروقِ اعظم کی محبت فرض ہے:

حضرت سیِّدُ نا عبدالعزیز بن جعفر لُولُوِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا امامِ حَسَن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: ''سیِّدُنا ابوبکر وعمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی محبت سنت ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: ''**لَا فَرِيْضَةٌ** یعنی سیِّدُ نا ابوبکر صدیق وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی محبت سنت نہیں بلکہ فرض ہے۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا زید بن علی

سیِّدُنا ابوبکر وعُمر سے بَراءت مولا علی سے براءت ہے:

حضرت سیِّدُ نا زید بن علی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَلْبَرَاءَةُ مِنْ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ اَلْبَرَاءَةُ مِنْ عَلِيٍّ** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بَراءت کا اِظہار کرنا مولا علی شیر خدا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بَراءت کا اِظہار کرنا ہے۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا مالک بن مغول

سیِّدُنا ابوبکر وعُمر کی مَحبت کی وصیت:

حضرت سیِّدُ نا شُعَیب بن حَرب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا مالِک بن مِغْوَل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں عرض کی: ''حضور کچھ وصیّت ارشاد فرمائیے۔'' فرمایا: ''**اُوْصِيْكَ بِحُبِّ الشَّيْخَيْنِ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ** یعنی میں تمھیں شیخین یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی محبت کی وصیّت کرتا ہوں۔''(3)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا مالک بن انس

حضرت سیِّدُ نا مالِک بن اَنَس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**كَانَ صَالِحُو السَّلَفِ يُعَلِّمُوْنَ**

---

1 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب العشرون، ص ۴۲۔

2 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب العشرون، ص ۴۳۔

3 ......مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب العشرون، ص ۴۳۔

اَوْلَادَھُمْ حُبَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ کَمَا یُعَلِّمُوْنَ السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی بُزُرگانِ دِین اپنی اولاد کو شیخین یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق وسیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کی محبت اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سُورت سکھاتے۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان سیِّدُنا جبریل امین

فاروقِ اعظم کی رِضا حُکم اور جَلال عِزّت ہے:

حضرت سیِّدُ نا سَعِید بِن جُبَیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُ نا جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام نے خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا: ''اَقْرِئْ عُمَرَ السَّلَامَ وَاَخْبِرْہُ اَنَّ رِضَاہُ حُکْمٌ وَغَضَبَہُ عِزٌّ یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! عمر کو سلام کہیے اور اُنہیں یہ بھی بتادیجئے کہ اُن کی رضامندی کو حکم کا درجہ حاصل ہے اور اُن کا جَلال باعِثِ عِزَّت ہے۔''(2)

شانِ فاروقِ اعظم بزبان حضور داتا گنج بخش

سیِّدُ نا فاروقِ اعظم کے اَوصافِ حَمیدہ:

حُضُور داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان اقدس میں مدح سَرائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''دوسرے خلیفہ راشِد، سَرہَنگِ اَہلِ اِیمان، مُقتَدائے اَہلِ اِحسان، امامِ اَہلِ تَحقیق، دریائے محبت کے غَرِیق سیِّدُ نا ابو حَفص عُمر بن خطاب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ آپ کے فضائل وکَرامات اور فِراسَت ودانائی مَشہور ومَعروف ہیں۔ آپ فِراسَت وصَلابَت کے ساتھ مَخصوص ہیں۔ طریقت میں آپ کے مُتَعَدّد لطائِف ودَقائِق ہیں۔ اسی مَعنٰی ومُراد میں دوعالَم کے مالِک ومُختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ اِرشاد ہے کہ ''اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنی حق عمر (فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کی زبان پر بولتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ''قَدْ کَانَ فِی الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَکُ

---

1 ......تاریخ ابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۸۳۔

2 ......مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج ۷، ص ۴۸۶، الحدیث: ۵۲۔

مِنْهُمْ فِيْ أُمَّتِيْ فَعُمَرُ یعنی گذشتہ اُمتوں میں مُحَدَّثِین گزرے ہیں، اگر میری امت میں کوئی مُحَدَّث ہے تو وہ عمر ہیں۔'' طریقت کے بکثرت رُموز ولَطائف آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مَروی ہیں اس کتاب میں ان کا جمع کرنا دُشوار ہے۔ البتہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اَلْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِّنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ یعنی بُرے لوگوں کی ہم نشینی سے گوشہ نشینی میں چین وراحت ہے۔''

گوشہ نشینی کے دو طریقے:

گوشہ نشینی دو طریقے سے ہوتی ہے: (۱) ایک خَلقت سے کنارہ کشی کرنے پر۔ خَلقت سے کنارہ کشی کی صورت یہ ہے کہ ان سے منہ موڑ کر خَلوت میں بیٹھ جائے اور ہم جِنسوں کی صُحبت سے ظاہری طور پر بیزار ہوجائے اور اپنے اعمال کے عُیوب پر نگاہ رکھنے سے راحت پائے۔ خود کو لوگوں کے ملنے جلنے سے بچائے اور اپنی بُرائیوں سے ان کو محفوظ رکھے۔ (۲) دوسرا طریقہ یہ کہ خَلقت سے تعلّق مُنقطع کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے دل کی کیفیت یہ ہوجائے کہ وہ ظاہر سے کوئی علاقہ نہ رکھے۔ جب کسی کا دل خَلق سے مُنقطع ہوجاتا ہے تو اسے کسی مخلوق کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اور اسے کوئی خطرہ نہیں رہتا کہ کوئی اس کے دل پر غلبہ پاسکے گا اس وقت ایسا شخص اگرچہ خَلقت کے درمیان ہوتا ہے لیکن وہ خَلقت سے جُدا ہوتا ہے اور اس کے ارادے ان سے مُنفرِد ہوتے ہیں۔ یہ درجہ اگرچہ بہت بلند ہے لیکن بَعید از قیاس نہیں مگر یہی طریقہ سیدھا اور مُستقیم ہے۔ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اسی مقام پر فائز تھے۔ ظاہر میں تو سریر آرائے خلافت اور خلقت میں ملے جلے نظر آتے تھے لیکن حقیقت میں آپ کا دل عزلت وتنہائی سے راحت پاتا تھا۔ یہ دلیل واضح ہے کہ اہل باطن اگرچہ بظاہر خلق خدا کے ساتھ ملے جلے ہوتے ہیں لیکن ان کا دل حق کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اور ہر حال میں خدا ہی کی طرف رُجوع ہوتا ہے اور جتنا وقت خَلقِ خُدا سے ملنے جلنے میں صرف ہوتا ہے وہ اسے حق کی جانب بلاء وامتحان شُمار کرتے ہیں۔ وہ خَلقِ خُدا کی ہم نشینی سے حق تعالی کی طرف بھاگتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا خُدا کے محبوبوں کے لیے ہرگز پاک وصاف نہیں ہوتی۔ کیونکہ احوال دنیا مُکدّر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''دَارٌ اُسِّسَتْ عَلَى الْبَلْوٰى بِلَا بَلْوٰى مَحَالٌ یعنی دنیا ایسا گھر ہے جس کی بنیاد آزمائش پر رکھی گئی ہے، آزمائش کے بغیر اس میں رہنا محال ہے۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مخصوص صحابہ میں سے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تمام افعال مقبول ہیں حتی کہ ابتداءً جب مُشَرَّف بہ اسلام ہوئے تو جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا: ''**قَدْ اِسْتَبْشَرَ یَا مُحَمَّدُ اَھْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ** یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آسمان والے آج حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مُشَرَّف بہ اسلام ہونے پر بِشارت وتہنیت دے رہے ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں۔'' صوفیاء کرام گدڑی پہنتے اور دِین میں صَلابت وسختی اِختیار کرنے میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیروی کرتے ہیں اس لیے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تمام اُمُور میں سارے جہان کے امام ہیں۔''(1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ سیِّدُنا سراج طوسی

صُوفیوں کے بہت بڑے امام حضرت سیِّدُ نا ابونصر **عبد اللّٰہ** بن علی سِراج طُوسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی مایہ ناز تصنیف ''**اَللُّمَعُ فِی تَارِیْخِ التَّصَوُّفِ الْاِسْلَامِی**'' میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طَیِّبہ کے مختلف گوشوں کو صُوفیانہ نظر سے کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے:

❀......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بارگاہِ رسالت سے ''**مُحَدَّث**'' ہونے کی سند عطا ہوئی۔ ایک صوفی سے پوچھا گیا کہ ''**مُحَدَّث**'' کون ہوتا ہے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''یہ صدیق لوگوں کا ایک مرتبہ ہوتا ہے۔''

❀......امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات مبارکہ میں مرتبہ صدیقیت کی علامات نظر آتی ہیں۔ مثلاً ❁ ''سینکڑوں میل دور حضرت ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لشکر کی دوران خطبہ مدد فرمانا۔'' ❁ ''انتہائی سادگی کے ساتھ خطبہ ارشاد فرمانا کہ ایک دفعہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس قمیص میں خطبہ دیا جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔'' ❁ ''اپنی عیب جوئی پر خوش ہونا کہ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خود فرماتے ہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحمت فرمائے جو میرے عیب مجھے بتا دیا کرتا ہے۔'' ❁ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سایہ سے بھی

(1)......کشف المحجوب، ص ٦٩۔

شیطان کا ڈر کر بھاگ جانا۔'' ❁ ''خوفِ خدا و فکرِ آخرت دامن گیر رہنا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک تنکا اُٹھا کر فرمایا کہ کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش! میری ماں نے مجھ کو نہ جنا ہوتا۔'' یہ تمام علاماتِ صِدِّیقِیَّت ہیں۔

❁......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود ارشاد فرمایا کرتے کہ مجھے جب بھی کوئی تکلیف پہنچی تو اللہ تعالٰی کی طرف سے چار اِنعاماتِ اِلٰہِیَّہ مل جایا کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ کسی دینی معاملے میں کوئی تکلیف نہیں آئی۔ دوسرا یہ کہ جو بھی تکلیف آئی وہ نعمت کہ اس سے بڑی تکلیف نہیں آئی۔ تیسرا یہ کہ کسی تکلیف پر رضائے الٰہی سے محروم نہیں رہا۔ چوتھا یہ کہ مجھے ہر تکلیف پر اَجر کا پکا یقین ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر صبر و شکر دو ۲ اُونٹ ہوتے تو میں جس پر چاہتا بے دھڑک سوار ہو جایا کرتا۔

❁......آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بطریق احسن نادار اور غریب شخص کی اصلاح فرمائی کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ میں بالکل محتاج ہو چکا ہوں۔ فرمایا: آج رات تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے یا نہیں؟ عرض کیا: جی ہے۔ فرمایا: پھر تم بالکل محتاج کیسے ہوئے؟

❁......آپ کی امتیازی شان یہ بھی ہے خود مولا علی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم آپ کی تعریف فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دیکھا کہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کہیں دوڑے جا رہے ہیں سبب دریافت کیا تو پتہ چلا کہ صدقے کے اونٹ چُرا لیے گئے ہیں انہیں تلاش کرنے جا رہے ہیں۔ مولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء کو بہت مشکل میں ڈال دیا ہے۔

❁......صوفیاء کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک خاص نسبت ہوتی ہے کہ ان میں بھی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسی خصلتوں کا عکس موجود ہوتا ہے مثلاً آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جیسے پیوند لگے کپڑے پہننا، جلالی طبیعت رکھنا، خواہشات نفسانی ترک کر دینا، شبہ والی چیزوں سے پرہیز کرنا، کرامات کا ظاہر کرنا، حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت میں کسی کی ملامت کی پروانہ کرنا، حقوق العباد کے معاملے میں یکساں سلوک کرنا، ہمیشہ سخت قسم کی عبادتیں کرنا، جن کاموں سے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بچتے تھے صوفیاء بھی ان سے بچتے ہیں۔

❁......سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا توکُّل بھی بہت بلند درجے کا تھا کہ میدان جنگ میں اپنے بھائی سیِّدُنا

زید بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنی زرہ کی پیشکش کی لیکن وہ آپ کے مقصد کو سمجھ گئے اور عرض کیا کہ میں بھی شہادت پسند کرتا ہوں جیسے آپ پسند فرماتے ہیں۔ اس میں توکل حقیقی کی طرف بہت بڑا اشارہ ہے۔

……سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے میں نے عبادت کی لذت کو چار چیزوں میں پایا: (۱) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے فرائض کی ادائیگی کے وقت۔ (۲) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں سے بچتے وقت۔ (۳) ثوابِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو بھلائی کا کہتے وقت۔ (۴) چوتھا غضبِ الٰہی کی خاطر لوگوں کو برے کاموں سے روکتے وقت۔[1]

شانِ فاروقِ اعظم بزبان اعلیٰ حضرت

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مُجدِّدِ دین وملّت، پروانہ شمعِ رِسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدح سَرائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

شرح: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دشمنوں کا جہنم عاشق ہے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ خُداوندی کے مُقرَّب اور رب عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ دوستی رکھنے والے ہیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر لاکھوں سلام ہوں۔ حضرت سیِّدُنا ابوسَعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ دو عالم کے مالِک ومختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ** یعنی جس نے عمر سے بُغض رکھا اس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔''[2]

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا: ''**مَنْ اَحَبَّنِيْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ اَبْغَضَنِيْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ النَّارَ** یعنی جس نے مجھ سے محبت کی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے محبت فرمائے گا اور جس سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے محبت کی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے مجھ سے بُغض رکھا اس سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ بُغض

---

1 ……اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص ۱۷۵۔

2 ……مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب منزلۃ عمر عند اللہ، ج ۹، ص ۶۹، الحدیث: ۱۴۴۳۹ ملتقطاً۔

رکھے گا اور جس سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بُغض رکھا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔‘‘[1]

معلوم ہوا کہ سیّدنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی محبت **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بُغض **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بُغض ہے اور جس نے **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کی یقیناً وہ جنتی ہے اور جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بُغض رکھا یقیناً وہ جہنمی ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے شعر میں ان ہی دونوں احادیثِ مبارکہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

فارقِ حق و باطل امامُ الھُدیٰ
تیغِ مسلولِ شِدّت پہ لاکھوں سلام

شرح: حق کو باطل وگمراہی سے جدا کرنے اور ہدایت دینے والے امام برحق حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اس تلوار کی مثل ہیں جو اسلام کی حِمایت میں سختی سے بلند کی جاتی ہے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر لاکھوں سلام ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب اسلام لے آئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ **یا رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اب ہم چھپ کر نماز وغیرہ ادا نہیں کریں گے، لہٰذا تمام مسلمانوں نے **کعبۃ اللہ** شریف میں جا کر نماز ادا کی تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حق کو باطل سے جدا کرنے کے سبب آپ کو ’’فاروق‘‘ لقب عطا فرمایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھایا اور کفر وشرک کی گمراہیوں کے خلاف اور دین اسلام کی روشنیوں ورعنائیوں کی حِمایت میں سختی سے تلوار بلند فرمائی جس سے چہار سو اسلام کا بول بالا ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ رَبِّ الْعِزَّت نے اِن تمام واقعات کی طرف اِشارہ فرمایا ہے۔

ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

شرح: آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہم زبان ہیں کہ کئی دفعہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ

[1] ......مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، حدیث تسمیۃ الحسن والحسین، ج ۴، ص ۱۵۵، الحدیث: ۴۸۲۹ ملتقطا۔

تَعَالٰی عَنْہ نے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنے بغیر کوئی بات کہی اور وہ بعینہٖ ویسی ہی نکلی جیسا **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تھا۔ اسی طرح آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ترجمان ہیں کہ کوئی مسئلہ بیان فرمایا اور بعد میں صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے جب اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ کو **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بِعَیْنِہٖ وہی حدیثِ مُبارکہ ملی جیسا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسئلہ بیان فرمایا تھا۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عدل وانصاف کی روح کو شان وشوکت حاصل ہوئی، بلکہ اپنے دورِ خلافت میں ایسا عدل وانصاف قائم فرمایا جو قیامت تک آنے والے حکمرانوں کے لیے مَشْعَلِ راہ ہے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ پر لاکھوں سلام ہوں۔ (1)

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ برادرِ اعلیٰ حضرت

اعلیٰ حضرت، عظیم البَرَکت، مُجَدِّدِ دِین وملّت، پروانۂ شمعِ رسالت مولانا شاہ اِمام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے چھوٹے بھائی اُستاذِ زَمَن مولا حَسَن رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
ملا تقدیر سے حاجت روا فاروقِ اعظم سا

ترا رشتہ بنا شیرازہ جمعیت خاطر
پڑا تھا دفترِ دینِ کتاب اللہ برہم سا

مراد آئی مرادیں ملنے کی پیاری گھڑی آئی
ملا حاجت روا ہم کو درِ سلطانِ عالم سا

ترے جود و کرم کا کوئی اندازہ کرے کیوں کر
ترا اک اک گدا فیض وسخاوت میں ہے حاتم سا

خدارا مہر کر اے ذرہ پرور مہرِ نورانی

(1) ...سخن رضا، ص۳۶۸۔

سیہ بختی سے ہے روز سیہ شب غم سا
تمہارے در سے جھولی بھر مرادیں لے کر اٹھیں گے
نہ کوئی بادشاہ تم سا نہ کوئی بے نوا ہم سا
فدا اے اُمِّ کُلثُوم آپ کی تقدیر یاور کے
علی بابا ہوا دُولہا ہوا فاروقِ اکرم سا
غضب میں دشمنوں کی جان ہے تیغ سرا افگن سے
خروج ورفض کے گھر میں نہ کیوں برپا ہو ماتم سا
شیاطین مضمحل ہیں تیرے نام پاک کے ڈر سے
نکل جائے نہ کیوں رفاض بد اطوار کا دم سا
منائیں عید جو ذی الحجہ میں تیری شہادت کا
الٰہی روز وماہ وسن انہیں گزرے محرم سا
حسن در عالم پستی سر رِفعت اگر داری
بیا فرق ارادت بر در فاروقِ اعظم سا[1]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مفتی احمد یار خان نعیمی

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللهِ الۡحَنَّان امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنۡه کی مدح سَرائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

بہار باغ ایماں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
چراغ بزم عرفاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
نمایاں آپ کی ہر ادا سے شانِ فاروقی

[1] ......ذوق نعت، ص ۵۵۔

خدا کی تیغ براں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّار کے مُصَدِّقِ اَعْلٰی ہیں
مُذِلِّ کُفْر وطُغیاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
رسول اللہ نے فاروق کو اللہ سے مانگا
عطاء رب سبحان حضرت فاروقِ اعظم ہیں
چُنا اس پاک نے دیں کے لیے اس پاک ستھرے کو
حبیب دین داراں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
حبیب حق ہیں طیب ان کے ساتھی بھی طاہر ہیں
چنیدہ بہر پاکاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
نہ کیوں وہ ذات چمکے جس نے دین پاک چمکایا
جہاں کے مہر تاباں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
عمر عامر ہیں دین کے حق تعالیٰ ان کا ناصر ہے
دل مؤمن کے تاباں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
رہے گا نام اِن کا تا ابد کونین میں روشن
سپہر دین پہ درخشاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
عمر کافی نبی کو حَسْبُکَ اللہ سے یہ ثابت ہے
ہے شاہد جن پہ قرآں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
وہ عالم دبدبہ کا کانپتے ہیں قیصر وکسرے
ہے جن سے دین کی شاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
خزانے روم وفارس کے لٹاتے ہیں مدینہ میں

فیوض حق کے باراں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
مگر اس حال میں دھو دھو کر اک کرتا پہنتے ہیں
ہے نازاں جن پہ تقوی حضرت فاروقِ اعظم ہیں
مسلماں رات بھر سوئیں عمر فاروق پہرا دیں
رعایا کے نگہبان حضرت فاروقِ اعظم ہیں
پکارا ساریہ کو اک مہینہ کی مسافت سے
جسے ہر جا ہو یکساں حضرت فاروقِ اعظم ہیں
ہیں داماد علی ونازنین حضرت زہرہ
ہے سالک جن پہ نازاں حضرت فاروقِ اعظم ہیں[1]

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ امیرِ اہلسنت

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۵۶ صفحات پر مشتمل رسالے ''**کراماتِ فاروقِ اعظم**'' صفحہ ۷ پر شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت، عاشقِ اعلیٰ حضرت، حامئ سنت، ماحئ بدعت مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں یوں مدح سرائی کرتے ہیں:

خدا کے فضل سے میں ہوں گدا فاروقِ اعظم کا
خدا اُن کا محمد مُصطَفٰے فاروقِ اعظم کا
کرم اللّٰہ کا ہر دم نبی کی مجھ پہ رحمت ہے
مجھے ہے دو جہاں میں آسرا فاروقِ اعظم کا
پس صدّیق اکبر مُصطَفٰے کے سب صحابہ میں

1 ......رسائل نعیمیہ، دیوان سالک، ص ۲۷۔

ہے بے شک سب سے اونچا مرتبہ فاروقِ اعظم کا
گلی سے ان کی شیطاں دُم دبا کر بھاگ جاتا ہے
ہے ایسا رُعب ایسا دبدبہ فاروقِ اعظم کا
صحابہ اور اہلبیت کی دل میں محبت ہے
بفیضانِ رضا میں ہوں گدا فاروقِ اعظم کا
رہے تیری عطا سے یاخدا! تیری عنایت سے
ہمارے ہاتھ میں دامن سدا فاروقِ اعظم کا
بھٹک سکتا نہیں ہرگز کبھی وہ سیدھے رستے سے
کرم جس بخت وَر پر ہو گیا فاروقِ اعظم کا
خدا کی خاص رحمت سے محمد کی عنایت سے
جہنّم میں نہ جائے گا گدا فاروقِ اعظم کا
سدا آنسو بہائے جو غَمِ عشقِ محمد میں
دے ایسی آنکھ یارب! واسِطہ فاروقِ اعظم کا
مجھے حجّ وزیارت کی سعادت اب عنایت ہو
وسیلہ پیش کرتا ہوں خدا فاروقِ اعظم کا
الٰہی! ایک مدّت سے مِری آنکھیں پیاسی ہیں
دکھا دے سبز گنبد واسِطہ فاروقِ اعظم کا
شہادت اے خدا عطّار کو دیدے مدینے میں
کرم فرما الٰہی! واسِطہ فاروقِ اعظم کا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

انیسواں باب

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مستشرقین

اِس باب میں ملاحظہ کیجئے۔۔۔۔۔۔۔۔

- ......سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک تاریخ ساز شخصیت
- ......بڑے بڑے غیر مسلم بھی آپ کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکے۔
- ......سیِّدُنا فاروقِ اعظم کے بارے میں غیر مسلموں کے تاثرات
- ......مائیکل ایچ ہارٹ کا خراجِ تحسین
- ......سٹینلے لین پول کا خراجِ تحسین
- ......ولیم میور کا خراجِ تحسین
- ......ایم، این رائے کا خراجِ تحسین
- ......ڈیوش ولندیزی فاضل کا خراجِ تحسین
- ......پنڈت ہنس راج کا خراجِ تحسین
- ......لالہ لاجپت رائے کا خراجِ تحسین
- ......گاندھی کا خراجِ تحسین

شانِ فاروقِ اعظم بزبانِ مستشرقین وغیر مسلم لیڈر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ذات گرامی، پیکر جلالت، مجموعۂ عظمت اور ایک تاریخ ساز شخصیت ہے۔ ہزاروں لوگ ایسے گزرے کہ جن کی شخصیت کو تاریخ نے اس طرح بیان کیا کہ لوگوں کے سامنے صرف وہ شخصیت ہی رہی، لوگ اُسی شخصیت کے گرد گھومتے رہے، لیکن سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت ایسی ہے جس کا تذکرہ پڑھتے ہی ایسے لگتا ہے گویا اسلام کے ہر ہر گوشے سے کسی نے پردہ اٹھادیا ہو۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت کسی ایک پہلو کی ترجمان نہیں، پورے عالم اسلام کی ترجمان ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت تو وہ ہے کہ جن کی تائید میں قرآن پاک نازل ہوا، جن کے مناقب خود **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیان فرمائے، جن کے اوصاف خود صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے بیان فرمائے، **اللہ اکبر** جن کے اوصاف بیان کرنے کے لیے خود سیِّدُ نا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو بھی ۹۵۰ سال کم ہوجائیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کسی افسانے کا نام نہیں بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ، ہر کارنامہ حقیقی، واقعی اور تاریخ اسلامی کا ایک عظیم باب ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہر پیغام واقدام رشد وہدایت کا بہترین نصاب ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اقوال وافعال دینی ودنیوی محاسن کا ایک بہترین مجموعہ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمتوں اور رفعتوں کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی ہے اپنے تو اپنے اغیار بھی اسلام دشمنی کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہوئے۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں احادیث مبارکہ وفرامین صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ومختلف اقوال ائمہ اسلام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام بیان کرنے کے بعد اس باب میں مُسْتَشْرِقِیْن ومعروف تجزیہ نگاروں کے وہ اقوال پیش کیے جاتے ہیں جوانہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تعریف ومدح سرائی میں کہے۔

''مائیکل ایچ ہارٹ کا خراج تحسین''

مشہور عیسائی مؤرخ وتجزیہ نگار ''*Michael H. Hart*'' (مائیکل ایچ ہارٹ) نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے: ''*The 100 Ranking of Most Influential People in History*'' (یعنی تاریخ کی 100 اہم ترین شخصیات) اس کتاب میں اس نے پوری دنیا کی ان سو شخصیات کی حیات پر مختصر تبصرہ کیا ہے جنہوں نے تاریخ

اور دنیا کے نظام کو سب سے زیادہ متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی تاریخ اور دیگر انسانوں کی روزمرہ زندگی پر بھی بہت گہرا اثر ڈالا۔ ان سو شخصیات میں سب سے پہلے اس نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول **محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کیا اور ۵۲ نمبر پر **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عاشقِ حقیقی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ کیا، چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

﴾...... ''عمر بن خطاب دوسرے اور غالباً عظیم ترین مسلم خلیفہ تھے۔ یہ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ہم عصر نوجوان تھے اور محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بہت محبت کرتے تھے۔ شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ قبولِ اسلام سے قبل عمر بن خطاب محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نئے مذہب (دین اسلام) کے سخت ترین دشمن تھے۔ جب وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو اُسی دینِ اِسلام کے مضبوط ترین حامی ومددگار بن گئے۔ عمر بن خطاب محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قریبی مشیر بھی بن گئے اور اُن کی حیات میں وہ اُسی اِعزاز کے ساتھ زندہ رہے۔''

﴾...... ''۶۳۲ء میں پیغمبر (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کسی کو اپنا جانشین مقرر کیے بغیر دنیا سے رخصت ہوئے۔ عمر بن خطاب نے فوراً ہی پیغمبر (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے قریبی دوست اور ان کی زوجہ کے والد گرامی ابوبکر صدیق کے حق جانشینی کی حمایت کردی۔ عمر بن خطاب کے اس فعل سے سرد جنگ کا امکان ختم ہوگیا اور عمومی طور پر ابوبکر صدیق کو مسلمانوں کا اولین خلیفہ (پیغمبر کا جانشین) تسلیم کرلیا گیا۔''

﴾...... ''ابوبکر صدیق بلاشبہ ایک کامیاب خلیفہ تھے لیکن وہ دو سال بعد ہی فوت ہوگئے۔ انہوں نے عمر بن خطاب کا نام اپنی جانشینی کے لیے منتخب کردیا تھا۔ اس طرح ایک بار پھر اقتدار کے لیے تنازعہ کا امکان مسترد ہوگیا۔ ۶۳۴ء میں عمر بن خطاب خلیفہ بنے اور ان کی حکومت ۶۴۴ء تک قائم رہی، بعد ازاں ایک مجوسی غلام نے مدینہ میں ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ بسترِ مرگ پر انہوں نے چھ افراد کی ایک مجلس (شوریٰ) بنانے کی تجویز دی، جو ان کے جانشین کا فیصلہ کرے گی یوں ایک بار پھر اقتدار کے حصول کے لیے مسلح چپقلش کا خاتمہ کردیا گیا۔''

﴾...... ''عمر بن خطاب کی دس سالہ خلافت کے دوران عربوں نے انتہائی اہم فتوحات حاصل کیں۔ جس قدر عمر بن خطاب کی فتوحات اہم ہیں اسی قدر ان کی منصب خلافت پر برقراری بھی اہمیت کی حامل ہے۔ بلاشبہ عمر بن خطاب کو اس

عظیم سلطنت کا انتظام سنبھالنے کے لیے جوان کی فوجوں نے فتح کی تھی مخصوص حکمت عملی وضع کرنا پڑی تھیں۔انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان مفتوحہ علاقوں میں عرب خاص عسکری رعایات کے ساتھ رہیں گے اور یہ کہ ان کا قیام مقامی لوگوں سے علیحدہ فوجی شہروں میں ہوگا۔جبکہ مفتوحہ لوگ مسلمانوں کو جزیہ ادا کریں گے اور انہیں پرامن حالات میں رہنے دیا جائے گا۔خاص طور پر انہیں قطعاً جبراً مسلمان کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔''

۞ ......''عمر بن خطاب کی کامیابیاں مؤثر ثابت ہوئیں۔محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد فروغ اسلام میں عمر بن خطاب کا نام نہایت اہم ہے۔ان تیز رفتار فتوحات کے بغیر شاید آج اسلام کا پھیلاؤ اس قدر ممکن نہ ہوتا۔مزید یہ کہ اُس کے دور میں مفتوح ہونے والے علاقوں میں سے بیشتر عرب تمدن ہی کا حصہ بن گئے۔ظاہر ہے ان تمام کامیابیوں کے اصل محرک تو محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہی تھے۔لیکن اس میں عمر بن خطاب کے حصے سے صرفِ نظر کرنا بھی ایک بڑی غلطی ہوگی۔''

۞ ......''اس بات میں کچھ لوگوں کو ضرور تعجب ہوگا کہ مغرب میں عمر بن خطاب کی شخصیت اس طرح معروف نہیں ہے، تاہم یہاں اس فہرست میں اسے ''چارلی میگنی'' اور ''جولیس سیزر'' جیسی مشہور شخصیات سے بھی بلند مقام دیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام فتوحات جو عمر بن خطاب کے دورِ خلافت میں واقع ہوئیں اپنی وسعت اور پائیداری میں ان تمام فتوحات کی نسبت کہیں زیادہ اہم تھیں جو ''سیزر'' یا ''چارلی میگنی'' کی زیر قیادت ہوئیں۔''(1)

''سٹینلے لین پول کا خراجِ تحسین''

مشہور مغربی مصنف ''*Stanley Lane Poole*'' (سٹینلے لین پول) نے اسلام اور سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ''*The prophet & Islam*'' (پیغمبر اور اسلام) اس میں امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بارے میں لکھتا ہے:

''یعنی عمر بن خطاب طبیعت کے بڑے تیز تھے، بڑے جذباتی قسم کے انسان تھے، شروع میں اسلام کے شدید دشمن تھے لیکن جب مسلمان ہو گئے تو آپ نے خود کو اسلام کا ایک مضبوط اور بنیادی ستون ثابت کر دیا۔''(2)

1..... The 100 Ranking of Most Influential People in History, Page:261.

2..... The Prophet & Islam, Page:31.

”ولیم میور کا خراجِ تحسین“

مشہور مغربی مصنف و مؤرخ ”William Muir“ (ولیم میور) اسلام کے بارے میں انتہائی درجے کا متعصب اور شدید دشمن تھا۔ یوپی کا گورنر بن کر آیا اور دو کتابیں لکھیں۔ ایک کتاب کا نام ”Life of Muhammad“ (حیاتِ پیغمبر) اور دوسری کتاب کا نام ”Caliphate“ (خلافت) ہے۔ دونوں کتابیں تصنیف کرنے کا مقصد یہ تھا کہ عیسائی مبلغین مسلمانوں سے مناظروں میں ان کتب سے مدد لیں اور فائدہ اٹھائیں۔ نصرانیت کی اشاعت اس کا مقصدِ حیات تھا لیکن اسلام کا بغض رکھنے کے باوجود اس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عظمت کا اعتراف کیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فتوحات کے بارے میں لکھتا ہے:

”ابوبکر صدیق نے عرب کے مرتد قبائل کا زور توڑا۔ ان کے وصال پر اسلامی افواج نے بھی شام کی سرحد کو عبور کیا تھا۔ جب عمر بن خطاب نے حکومت کا آغاز کیا اس وقت تمام عرب آپ کے تصرف میں تھا لیکن آپ نے اپنی فراست سے، اپنے صبر وتحمل اور اپنے ہی بل بوتے پر شام مصر اور ایران پر تصرف حاصل کرلیا اور اسی حیثیت میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ جب آپ اس عظیم مملکت کے امیر المؤمنین تھے جس میں بازنطینی حکومت اور ایرانی سلطنت کے بعض عمدہ ترین صوبے شامل تھے۔“[1]

یہی ”William Muir“ (ولیم میور) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مختلف صفات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”عمر کا ہر فیصلہ دانش وتدبر و دُور اندیشی کے میزان و پیمانے کا آئینہ تھا۔ وہ ایک عام شیخ عرب کی مانند کفایت شعار تھے۔ منزل پر پہنچنے کے لیے اُن کے خضرِ راہ دو اُصول تھے ایک تو سادگی اور دوسرا فرض شناسی۔ اُن کے نظم ونسق کے امتیازی خدوخال بھی دو ہی تھے ایک تو عدل اور دوسرا اِخلاص۔“

یہی ”William Muir“ (ولیم میور) اپنی کتاب ”The caliphate its rise decline and fall“ (خلافت اور اس کا عروج وزوال) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی مختلف صفات کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

1 .....Caliphate, Page:190.

''عمر بن خطاب کی حیات کے چند گوشے یہ ہیں۔ سادگی اور فرض شناسی ان کے دو رہنما اصول تھے۔ انتظامی معاملات کو سنبھالنے کے روشن ترین جوہر غیر جانب داری اور بے انتہا اخلاص تھے۔ آپ کا احساس معدلت (انصاف قائم کرنے کا احساس) بڑا مضبوط تھا۔ سپہ سالاروں اور حاکموں کے باب میں آپ کا انتخاب رورعایت سے بالکل پاک تھا۔ آپ ہاتھ میں درہ لے کر مدینہ کی گلیوں میں گھومتے تھے۔ مجرموں کو سرعام سزا دیتے تھے اسی وجہ سے یہ محاورہ بن گیا کہ عمر کے درے کی ہیبت تلوار سے زیادہ سخت ہے۔ اس کے باوجود آپ کا دل بہت نرم اور شفیق تھا۔ یہ حقیقت ان گنت شواہد پر مبنی ہے۔ بیوہ خواتین اور یتیموں کے دکھوں کا مداوا کرنا اوران کے لیے سہولتیں فراہم کرنا آپ کا نصب العین تھا۔ ایک ہی حکایت ان حقائق کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ قحط کا زمانہ تھا آپ عرب میں سفر کر رہے تھے آپ کی نظر ایک غریب عورت اور اس کے بھوکے روتے بچوں پر پڑی، کیفیت یہ تھی کہ آگ جل رہی تھی بچے اس کے اردگرد بیٹھے تھے۔ چولہے پر ایک برتن تھا جو خالی تھا، عمر بن خطاب اس سے آگاہ ہوئے، روٹی خریدی، گوشت خریدا، ضرورت مند خاندان میں آکر اپنے ہاتھ سے گوشت بھونا، شوربا تیار کیا اور بھوکے بچوں کو کھلایا بچے کھا پی کر ہنسنے اور کھیلنے میں مصروف ہوگئے عمر بن خطاب انہیں اس خوشی کی حالت میں چھوڑ کر دوبارہ واپس چلے گئے۔''

''ایم، این رائے کا خراجِ تحسین''

ہند کا مایہ ناز مصنف ''*M. N. Roy*'' (ایم این رائے) اپنی مشہور تصنیف ''*Historical Role of Islam*'' (اسلام کا تاریخی کردار) میں لکھتا ہے:

''رومہ کی سلطنت جس کی داغ بیل اگستس نے ڈالی، جانباز تراجنوں نے جس کو وسیع کیا اس اقلیم کی وسعت وعظمت، سات سو سال کی عظیم الشان اور رفیع الوقار فتوحات کا ثمرہ تھی، تاہم اس کی وسعت اس عرب حکومت کے چند حصص کے برابر بھی نہ تھی جو عمر بن خطاب کے زمانے میں قائم ہوئی۔ حالانکہ یہ عربی حکومت سو سال سے کم عرصہ میں قیام پذیر ہوئی۔ اس طرح سکندر اعظم کی اقلیم خلفائے اسلام کی سلطنت کی پہنائیوں کے ایک گوشے کے برابر بھی نہ تھی، ایران کی ولادت نے رومہ کے اسلحہ کی تقریباً ایک ہزار سال تک کامیابی سے روک تھام کی مگر اسی ولایت فارسی کی گردن دس سال کے قلیل عرصے میں **سیف اللہ** کے سامنے اطاعت کے لیے جھک گئی۔''(1)

(1)....Historical Role of Islam, Page: 6.

''M.N.Roy''(ایم این رائے) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فتح بیت المقدس کے موقع پر بیت المقدس میں داخلے کے حسین منظر کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اسلام کے دوسرے خلیفہ عمر بن خطاب کے بیت المقدس میں فاتحانہ داخلے کا منظر یہ ہے کہ آپ نے مدینہ منورہ سے شام کا سفر ایک اونٹ پر کیا جس پر دیگر بادشاہوں کی طرح شاہانہ ساز وسامان کے بجائے اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ، ستو اور جو کا ایک تھیلا، کھجوروں کا دوسرا تھیلا، ایک چوبی پیالہ اور پانی پینے کا ایک چرمی کٹورا تھا۔''(1)

''ڈیوش ولندیزی فاضل کا خراجِ تحسین''

''Deutsch''(ڈیوش) ولندیزی فاضل امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فتوحات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''قرآن مجید وہ کتاب ہے جس کی اعانت سے عربوں سے سکندرِ اعظم رومہ کی دنیا سے زیادہ دنیا فتح کر لی، رومہ نے جس کام کو صدیوں میں کیا، عربوں (برادرانِ اسلام یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اور آپ کے فوجیوں) نے دس سال میں سرانجام دے دیا۔''

''پنڈت ہنس راج کا خراجِ تحسین''

ڈی اے وی کالج لاہور کا پرنسپل ''Pindit Hans Raaj''(پنڈت ہنس راج) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی فتوحات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اسلام اور عربوں کے عروج کا سبب محمد صاحب (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی تعلیم ہے۔'' (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جو اتنے کم عرصے میں اتنے وسیع رقبے پر پرچم اسلام لہرایا اس کا سبب حقیقی صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تربیت یافتہ تھے۔)

''لالہ لاجپت رائے کا خراجِ تحسین''

ہندوؤں کا ممتاز فاضل ''Lala Lajpat Roy''(لالہ لاجپت رائے) امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

1.....Historical Role of Islam, Page:15.

''ہندوستان کو عمر جیسی شخصیت کی ضرورت ہے۔'' (یہ جملہ لالہ لاجپت رائے کا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو زبردست خراجِ تحسین ہے کہ اس نے اپنے مذہب کی کسی نامور شخصیت کا نام نہ لیا کہ اگر فلاں ہوتا تو ہندوستان کا نظام درست ہوجاتا کیونکہ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ، آپ کے عدل وانصاف کے یہ ہندو بھی معترف تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نسلی ومذہبی فرق سے بالاتر ہوکر اپنی سلطنت میں مکمل انصاف فرمایا اسی وجہ سے لالہ لاجپت رائے یہ کہنے پر مجبور ہوگیا۔)

''گاندھی کا خراجِ تحسین''

ہندوؤں کے *'Mohandas gandhi'* ''(موہن داس گاندھی) کی تقریروں سے یہ بات سامنے آتی ہے وہ جتنا امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ سے متاثر تھا اتنا کسی اور سے متاثر نہیں تھا خصوصا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سادہ زندگی کو اس نے اپنی زندگی کے لیے معیار بنالیا تھا۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سادگی وفقیرانہ زندگی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: ''آؤ عمر کی مثالی زندگی کو آئینہ توجہ کے سامنے لائیں کیونکہ وہ وسیع سلطنت کے فرمانروا تھے مگر ان کی زندگی ایک مفلس کی زندگی تھی۔''(1)

موہن داس گاندھی نے ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء کو مقام پونہ (ہند) میں ایک تقریر کی جس کا موضوع سادگی تھا۔ اس نے واضح الفاظوں میں کسی ہندو پنڈت یا ہندوؤں کی کسی مشہور شخصیت کا نام نہ لیا بلکہ ان کا نام لے کر رد کیا اور شیخین کریمین یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے نام لے کر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ وہ کہتا ہے:

''سادگی اربابِ کانگریس کا خاصہ واجارہ نہیں ہے میں رام چندر اور کرشن کا نام نہیں لے سکتا وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کی شخصیتیں تاریخی شخصیتیں نہیں ہیں۔ میں مجبور ہوں کہ ابوبکر اور عمر کے نام لوں کیونکہ وہ عظیم الشان فرنروا یعنی بہترین حکمران تھے مگر انہوں نے حکمرانی کے باوجود سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کی۔''(2)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 .....Young India 1935.

2 .....Harigon, 1937.

حیاتِ فاروقِ اعظم تاریخ کے آئینے میں

۵۸۳ عیسوی ۱۴۰ سال قبل ہجرت	سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ عام الفیل کے ۱۳ سال بعد پیدا ہوئے۔
۶ بعثت نبوی، ۶۱۴ عیسوی	آپ کا قبولِ اسلام
۶ بعثت نبوی، ۶۱۴ عیسوی	قبولِ اسلام کے بعد اعلانیہ اظہارِ اسلام
۶ بعثت نبوی، ۶۱۴ عیسوی	بارگاہِ رسالت سے عظیم الشان لقب ''فاروق'' عنایت ہوا۔
۱۴ بعثت نبوی، ۶۲۲ عیسوی	جرأت و بہادری کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف اعلانیہ اور تاریخی ہجرت
۱۴ بعثت نبوی، ۶۲۲ عیسوی	بعد ہجرت مقامِ قباء میں قیام
۱۴ بعثت نبوی، ۶۲۲ عیسوی	آپ کی مدینہ منورہ میں تیسرے نمبر پر آمد ہوئی۔
۱ ہجری، ۶۲۲ عیسوی	آپ نے مدینہ منورہ کے اطراف میں رہائش اختیار فرمائی۔
۱ ہجری، ۶۲۲ عیسوی	مؤذن کے تقرر میں آپ کی موافقت
۲ ہجری، ۶۲۳ عیسوی	غزوۂ بدر میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت۔
۲ ہجری، ۶۲۳ عیسوی	آپ کے داماد سیِّدُنا خنیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت۔
۲ ہجری، ۶۲۳ عیسوی	غزوۂ بدر میں آپ کے غلام سیِّدُنا مہجع رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت
۲ ہجری، ۶۲۳ عیسوی	غزوۂ بدر میں آپ کے ساتھ ملائکہ کی رفاقت
۲ ہجری، ۶۲۳ عیسوی	بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ کی رائے کی قرآن پاک سے موافقت
۳ ہجری، ۶۲۴ عیسوی	غزوۂ اُحد میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۳ ہجری، ۶۲۴ عیسوی	غزوۂ اُحد میں بارگاہِ رسالت سے آپ کو دفاعی جواب دینے کا حکم
۳ ہجری، ۶۲۴ عیسوی	اپنی بیٹی کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک نکاح میں دیا۔
۴ ہجری، ۶۲۵ عیسوی	غزوۂ بنو نضیر میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۴ ہجری، ۶۲۵ عیسوی	غزوۂ بدر موعد میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت

۵ ہجری، ۶۲۵ عیسوی	غزوۂ خندق میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۶ ہجری، ۶۲۷ عیسوی	غزوۂ حدیبیہ میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۷ ہجری، ۶۲۸ عیسوی	غزوۂ خیبر میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۷ ہجری، ۶۲۸ عیسوی	سریہ (جنگی مہم) تربت میں بحیثیت کمانڈر شرکت
۸ ہجری، ۶۲۹ عیسوی	غزوۂ فتح مکہ میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۸ ہجری، ۶۲۹ عیسوی	شان وشوکت سے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ دخولِ مکہ مکرمہ
۸ ہجری، ۶۲۹ عیسوی	**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آپ کو کعبہ میں موجود تصاویر مٹانے کا حکم
۸ ہجری، ۶۲۹ عیسوی	غزوۂ حنین میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۸ ہجری، ۶۲۹ عیسوی	سریہ (جنگی مہم) ''ذات السلاسل'' میں شرکت
۹ ہجری، ۶۳۰ عیسوی	غزوۂ تبوک کے موقعے پر اپنا آدھا مال بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔
۹ ہجری، ۶۳۰ عیسوی	غزوۂ طائف میں **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شرکت
۱۱ ہجری، ۶۳۲ عیسوی	''جیش اُسامہ بن زید'' میں شرکت
۱۱ ہجری، ۶۳۲ عیسوی	**خلیفۂ رسول اللہ امیر المؤمنین سیِّدُنا صدیق اکبر** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ **کی بیعت**
۱۱ ہجری، ۶۳۲ عیسوی	جمع قرآن کے لیے سیِّدُنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مشورہ دیا۔
۲۴ ہجری، ۶۴۳ عیسوی	مختلف وصایا و نصیحتوں کے بعد منصب شہادت پر فائز ہوئے۔

واضح رہے کہ مذکورہ تمام تواریخ مختلف کُتُبِ مُعْتَبَرہ اور (***Hijri Date Converter***) کی مدد سے لی گئی ہیں، چونکہ ہجری اور عیسوی سال کے اَیّام مختلف ہوتے ہیں اسی سبب سے تاریخوں میں بعض اوقات شدید اختلاف بھی واقع ہوجاتا ہے، اس لیے مذکورہ تمام تواریخ میں کمی بیشی ممکن ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

تفصیلی فہرست

❁...❁...❁...❁...❁

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف/مصنف/متوفی	مطبوعات
	قرآن پاک، ترجمہ قرآن و تفاسیر		
1	قرآن مجید	کلامِ الٰہی	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۲ھ
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۲ھ
3	تفسیر مقاتل بن سلیمان	ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی، متوفی ۱۵۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
4	الکشف و البیان	ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی النیسابوری، متوفی ۴۲۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ
5	تفسیر البغوی	امام ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
6	المحرر الوجیز	قاضی ابو محمد بن غالب بن عطیہ اندلسی، متوفی ۵۴۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۳ھ
7	زاد المسیر	امام ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۰۴ھ
8	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسیر ابن عبد السلام	عبد العزیز بن عبد السلام بن ابی القاسم بن الحسن السلمی، متوفی ۶۶۰ھ	دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۰ھ
10	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ
11	تفسیر مدارک	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی، متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۱ھ
12	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	المطبعۃ المیمنیہ مصر ۱۳۱۷ھ
13	البحر المحیط	ابو حیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف اندلسی، المتوفی ۷۴۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
14	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
15	تفسیر البیضاوی	ابو سعید ناصر الدین عبد اللہ شیرازی بیضاوی، متوفی ۷۹۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۰ھ
16	تفسیر نظم الدرر	ابراہیم بن عمر البقاعی متوفی ۸۸۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
17	الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابو بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۹۹۳ء
18	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۵ھ
19	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۰ھ
20	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
21	نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی کراچی
22	انوار الحرمین علی تفسیر الجلالین	مفتی دعوتِ اسلامی محمد فاروق بن عبد الرشید المدنی، متوفی ۱۴۲۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۳ھ

	علوم القرآن		
23	فضائل القرآن	ابوعبید قاسم بن سلام بن عبد اللہ الہروی البغدادی، المتوفی ۲۲۴ھ	دار ابن کثیر، دمشق
24	علم القرآن	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۸ھ
25	عجائب القرآن مع غرائب القرآن	مولانا عبد المصطفےٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۷ھ
	کتب احادیث		
26	الموطا	امام مالک بن انس اصبحی المدنی، متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
27	مصنف عبد الرزاق	امام ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
28	مصنف ابن ابی شیبۃ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی، متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
29	مصنف ابن ابی شیبۃ	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی، متوفی ۲۳۵ھ	المجلس العلمی بیروت ۱۴۲۷ھ
30	الادب المفرد	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	تاشقند ازبکستان ۱۳۹۰ھ
31	مسند امام احمد	ابوعبد اللہ امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
32	فضائل الصحابۃ	ابوعبد اللہ امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، متوفی ۲۴۱ھ	مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۲۰ھ
33	سنن الدارمي	امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ
34	صحیح البخاری	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹
35	صحیح مسلم	امام ابوحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی عرب شریف ۱۴۱۹ھ
36	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
37	سنن ابی داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ
38	سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
39	مسند البزار	امام ابوبکر احمد عمرو بن عبد الخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ ۱۴۲۴ھ
40	سنن النسائی	امام ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ
41	السنن الکبری	امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ
42	مسند ابی یعلی	شیخ الاسلام ابویعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی، متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
43	تھذیب الآثار	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری، متوفی ۳۱۰ھ	مطبع المدنی القاہرہ مصر
44	صحیح ابن خزیمۃ	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۱۲ھ
45	نوادر الاصول	ابوعبد اللہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبہ امام بخاری القاہرہ مصر ۱۴۲۹ھ
46	شرح معاني الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
47	صحیح ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی الدارمی، متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
48	المعجم الصغير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ
49	المعجم الكبير	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ
50	المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
51	سنن الدارقطني	ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی البغدادی متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
52	المستدرك	امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفہ بیروت ۱۴۱۸ھ
53	حلية الاولياء	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
54	شعب الإيمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
55	السنن الكبرى	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
56	تاريخ بغداد	حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ
57	المتفق والمفترق	حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دارالقادری دمشق ۱۴۱۷ھ
58	شرح السنة	امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
59	تاريخ ابن عساكر	امام علی بن حسن المعروف ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۵
60	جامع الاصول	امام مبارک بن محمد شیبانی المعروف بابن اثیر جزری، متوفی ۶۰۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
61	جامع المسانيد والسنن	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ
62	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۲ھ
63	اتحاف الخيرة المهرة	امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل بوصیری، متوفی ۸۴۰ھ	مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۱۹ھ
64	التلخيص الحبير	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
65	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
66	الجامع الصغير	امام جلال الدین بن ابوبکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ
67	كنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
68	موسوعة آثار الصحابة	ابوعبد اللہ سید کسروی حسن	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ

کتب شروح احادیث

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
69	كشف المشكل	امام ابوفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دارالوطن ریاض ۱۴۱۸ھ
70	شرح صحيح مسلم	امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۱ھ
71	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۵ھ
72	عمدة القاری	امام بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
73	اللآلی المصنوعة	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
74	ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
75	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
76	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
77	شرح الزرقانی علی الموطا	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ
78	حاشیۃ علی ابن ماجۃ	ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی السندی، المتوفی ۱۱۳۸ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
79	المسوی شرح موطا	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ
80	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
	کتب عقائد و کلام		
81	الرد علی الجھمیۃ	ابو سعید عثمان بن سعید الدارمی السجستانی، متوفی ۲۸۰ھ	دار ابن الاثیر کویت ۱۴۰۵ھ
82	السنۃ	امام ابو بکر احمد بن عمرو ابن ابی عاصم، متوفی ۲۸۷ھ	دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۴ھ
83	شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ	ابو القاسم ھبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی، متوفی ۴۱۸ھ	دار البصیرہ اسکندریہ مصر
84	الصواعق المحرقۃ	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
85	منح الروض الازھر	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار البشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
86	عقیدۂ ختم نبوت	مفتی محمد امین عطاری، متوفی ۱۴۲۶ھ	ادارہ تحفظ عقائد اسلامیۃ ۱۴۲۶ھ
	کتب فقہ		
87	کتاب الخراج	ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری، متوفی ۱۸۲ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۳۰۲ھ
88	کتاب الاموال	ابو عبید قاسم بن سلام بن عبد اللہ الہروی البغدادی، المتوفی ۲۲۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۶ھ
89	رد المحتار مع الدر المختار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۰ھ
90	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۱۲ھ
91	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
	کتب تصوف		
92	الزھد	شیخ الاسلام عبد اللہ بن مبارک المروزی، متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
93	الزھد	ابو عبد اللہ امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، متوفی ۲۴۱ھ	دار الغد الجدید بیروت ۱۴۲۶ھ
94	البعث	عبد اللہ بن ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
95	الموسوعۃ لابن ابی الدنیا	عبد اللہ بن محمد البغدادی المعروف بابن ابی الدنیا، المتوفی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۴ھ
96	المجالسۃ وجواھر العلم	ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی، متوفی ۳۳۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
97	کتاب الدعاء	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ

98	اللمع فی التصوف	ابونصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی، متوفی ۳۷۸ھ	دار الکتب الحدیثہ مصر ۱۳۸۰ھ
99	جامع بیان العلم و فضلہ	ابوعمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۸ھ
100	العمدۃ فی محاسن شعرائہ و آدابہ	ابوعلی الحسن بن رشیق القیر وانی الازدی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الجیل بیروت
101	کشف المحجوب	علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش متوفی ۵۰۰ھ	مرکز الاولیاء لاہور
102	مکاشفۃ القلوب	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
103	إحياء علوم الدين	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۲۰۰۰ء
104	لباب الاحیاء	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
105	احیاء العلوم	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۳ھ
106	بحر الدموع	امام ابوفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الفجر للتراث دمشق ۱۴۲۴ھ
107	عیون الحکایات	امام ابوفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۸ھ
108	بستان الواعظین	امام ابوفرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
109	الروض الفائق	الشیخ شعیب حریفیش، متوفی ۸۱۰ھ	کوئٹہ پاکستان ۱۴۱۶ھ
110	حکایتیں اور نصیحتیں	الشیخ شعیب حریفیش، متوفی ۸۱۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
111	المنبہات	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	پشاور پاکستان
112	شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
113	الزواجر عن اقتراف الکبائر	ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۱۹ھ
114	الحدیقۃ الندیۃ	عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی، متوفی ۱۱۴۳ھ	پشاور پاکستان ۱۹۷۷ء
115	اِصلاحِ اعمال	عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی، متوفی ۱۱۴۳ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۱ھ
116	اتحاف السادۃ المتقین	محمد بن محمد بن عبد الرزّاق المعروف بمرتضی الزبیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
117	اِسلامی زندگی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
118	الزھد و قصر العمل	الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی	مکتبۃ الغزالی دمشق ۱۴۱۷ھ
119	نیکی کی دعوت	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
	کتب سیر و تاریخ و مغازی		
120	فتوح الشام	علامہ محمد بن عمر بن واقدی، متوفی ۲۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۶ھ
121	السیرۃ النبویۃ	ابومحمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۱ھ
122	الطبقات الکبری	محمد بن سعد بن منیع ھاشمی، متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۸ھ
123	اخبار مکۃ	ابوالولید محمد بن عبد اللہ بن احمد الازرقی، متوفی ۲۵۰ھ	مکہ مکرمہ عرب شریف ۱۴۲۵ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
124	تاريخ المدينة المنورة	ابوزید عمر بن شبہ النمیری البصری، متوفی ۲۶۲ھ	دارالفکر قم ایران ۱۴۱۰ھ
125	المعارف	ابومحمد عبد اللہ بن مسلم المعروف بابن قتیبہ، متوفی ۲۷۶ھ	باب المدینہ کراچی ۱۳۹۶ھ
126	انساب الاشراف	احمد بن یحیی بن جابر بن داود البلاذری، متوفی ۲۷۹ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۷ھ
127	تاريخ واسط	اسلم بن سہل الرزار الواسطی، متوفی ۲۹۶ھ	مکتبۃ العلوم والحکم مدینۃ منورۃ ۱۴۰۶ھ
128	فضائل الصحابة	امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دارالسلام مصر ۱۴۲۸ھ
129	تاريخ الطبری	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری، متوفی ۳۱۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ
130	الاوائل	ابوہلال الحسن بن عبد اللہ بن سہل العسکری، متوفی ۳۹۵ھ	دارالبشیر مصر ۱۴۰۸ھ
131	فضائل الخلفاء الراشدين	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالبخاری مدینہ منورہ
132	دلائل النبوة	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	المکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۳۰ھ
133	دلائل النبوة	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۳ھ
134	الشفا	قاضی ابوالفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
135	مناقب امیر المومنين عمر بن الخطاب	امام ابوفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دارالعقیدہ للتراث بیروت
136	المنتظم	امام ابوفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکہ مکرمہ عرب شریف ۱۴۱۵ھ
137	عمر بن عبدالعزيز	امام ابوفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۴ھ
138	تلقيح فحوم اهل الاثر	امام ابوفرج عبدالرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	شرکۃ دارالارقم بیروت ۱۹۹۷ء
139	الكامل فی التاريخ	ابوالحسن علی بن محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ	مکتبۃ الآداب قاہرہ مصر ۱۴۱۸ھ
140	الرياض النضرة	امام شیخ ابوجعفر احمد طبری، متوفی ۶۹۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
141	تاريخ الاسلام	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۷ھ
142	البداية والنهاية	عمادالدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی، متوفی ۷۷۴ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
143	تاريخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
144	وفاء الوفاء	نورالدین ابوالحسن علی بن عبد اللہ الشافعی السمہودی، متوفی ۹۱۱ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
145	السيرة الحلبية	برہان الدین علی بن ابراہیم بن احمد الحلبی، متوفی ۱۰۴۴ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۳ھ
146	مدارج النبوة	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
147	نسيم الرياض	شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
148	شرح الزرقانی علی المواهب	محمد زرقانی بن عبدالباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
149	سیرت سید الانبیاء	مولانا مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی، متوفی ۱۱۷۴ھ	مظہر علم لاہور ۱۴۲۱ھ
150	ازالة الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
151	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	مدرسہ عزیزی دھلی، ہند
152	انوار جمال مصطفےٰ	والد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان، متوفی ۱۲۹۷ھ	شبیر برادرز لاہور
153	حجة الله على العالمين	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند ۱۴۲۱ھ
154	جامع کرامات اولیاء	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۲ھ
155	حیاتِ اعلیٰ حضرت	ملک العلماء ظفر الدین بہاری، متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
156	کراماتِ صحابہ	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۹ھ
157	کراماتِ فاروقِ اعظم	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
158	فیضانِ صدیق اکبر	شعبہ فیضان صحابہ واہل بیت، المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۳ھ
159	مولانا نقی علی خان	ڈاکٹر محمد حسن	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۴۲۶ھ
160	ذکر اُویس	مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی، متوفی ۱۴۳۱ھ	مکتبہ اُویسیہ بہاولپور ۱۴۰۵ھ
161	خواجہ اُویس قرنی صحابی یا تابعی؟	مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی، متوفی ۱۴۳۱ھ	حلقہ اُویسیہ رضویہ ملتان
162	تذکرہ محدث سورتی	خواجہ رضی حیدر	سورتی اکیڈمی کراچی
	کتب اسماء الرجال		
163	كتاب الضعفاء	ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی، متوفی ۳۲۲ھ	دار الصمیعی ریاض ۱۴۲۰ھ
164	كتاب الثقات	ابو حاتم محمد بن حبان تمیمی الدارمی، متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
165	معرفة الصحابة	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
166	الاستيعاب	ابو عمر یوسف عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
167	صفة الصفوة	امام ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۷ھ
168	اسد الغابة	ابو الحسن علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری، متوفی ۶۳۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۷ھ
169	اللباب في تهذيب الانساب	ابو الحسن علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری، متوفی ۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
170	تهذيب الاسماء و اللغات	امام ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۶ھ
171	سير اعلام النبلاء	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۷ھ
172	تذكرة الحفاظ	امام محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
173	الوافی بالوافیات	صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی متوفی ٧٦٤ھ	داراحیاءالتراث العربی بیروت ١٤٢٠ھ
174	تھذیب التھذیب	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ٨٥٢ھ	دارالفکر بیروت ١٤١٥ھ
175	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ٨٥٢ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ١٤١٥ھ
176	الایثار بمعرفۃ رواۃ الاثار	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ٨٥٢ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت ١٤١٣ھ
177	لسان المیزان	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ٨٥٢ھ	داراحیاءالتراث العربی بیروت ١٤١٦ھ
178	انوارِعلماءاہلسنت سندھ	سید محمد زین العابدین شاہ راشدی	زاویہ پبلشرز لاہور ٢٠٠٦ء
179	تذکرۂ علماءِ ہند	رحمان علی	باب المدینہ کراچی [illegible]
کتب لغت معاجم وبلدان			
180	فتوح البلدان	احمد بن یحیٰی بن جابر بن داود البلاذری، متوفی ٢٧٩ھ	مؤسسۃ المعارف بیروت ١٤٠٧ھ
181	معجم البلدان	الامام شہاب الدین ابی عبد اللہ الحموی، متوفی ٦٢٦ھ	داراحیاءالتراث العربی بیروت
182	الدرۃ الثمینۃ	ابو عبد اللہ محمد بن محمود المعروف بابن النجار، متوفی ٦٤٣ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
متفرق کتب			
183	البیان والتبیین	ابو عثمان عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ، متوفی ٢٥٥ھ	مکتبۃ الخانجی قاہرہ مصر ١٤١٧ھ
184	النقود الاسلامیۃ	ابو العباس تقی الدین احمد بن علی مقریزی، متوفی ٨٤٥ھ	قسطنطینیہ ترکی ١٢٩٨ھ
185	کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی، متوفی ٩٧٤ھ	مکتبۃ القرآن قاہرہ مصر
186	حجۃ اللہ البالغۃ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ١١٧٦ھ	باب المدینہ کراچی
187	فضائل دعا	والد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان، متوفی ١٢٩٧ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٣٠ھ
188	انوارِ آفتابِ صداقت	مولانا قاضی فضل احمد چشتی نقشبندی لدھیانوی، متوفی	کتب خانہ سمنانی ہند
189	ذوقِ نعت	مولانا حسن رضا خان، متوفی ١٣٤٠ھ	باب المدینہ کراچی ١٩٩٢ء
190	رسائل نعیمیہ	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ١٣٩١ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
191	ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مولانا مصطفٰے رضا خان، متوفی ١٤٠٢ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٣٠ھ
192	اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ	باہتمام دانش گاہ لاہور	مرکز الاولیاء لاہور ١٤٠٩ھ
193	نصابُ المنطق	شعبہ درسی کتب، المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٣٠ھ
194	سخن رضا	صوفی محمد اوّل قادری رضوی سنبھلی	مرکز الاولیاء لاہور

مجلس المدینۃ العلمیۃ

کی طرف سے پیش کردہ 261 کُتُب ورسائل کی فہرست

نمبر شمار	کتاب کا نام	کل صفحات
	شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت	
1	راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاءِ بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء)	40
2	کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات (كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِمِ فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم)	199
3	فضائل دعا (اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مَعَهٗ ذَيْلُ الْمُدَّعَاءِ لِاَحْسَنِ الْوِعَاء)	326
4	عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِيْدِ فِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد)	55
5	والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوْق لِطَرْحِ الْعُقُوْق)	125
6	''الملفوظ'' المعروف بہ ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' (مکمل چار حصے)	561
7	شریعت وطریقت (مَقَالُ عُرَفَاءِ بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَّعُلَمَاء)	57
8	ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة)	60
9	معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح)	41
10	اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي)	100
11	حقوق العباد کیسے معاف ہوں؟ (اَعْجَبُ الْاِمْدَاد)	47
12	ثبوتِ ہلال کے طریقے (طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال)	63
13	اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)	31
14	ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہیدِ ایمان)	74
15	اَلْوَظِيْفَةُ الْكَرِيْمَة	46
16	کنز الایمان مع خزائن العرفان	1185
17	حدائق بخشش	446
18	بیاضِ پاک حجۃ الاسلام	37
19	تفسیر صراط الجنان	524
20	جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰى رَدِّ الْمُحْتَار (جلد اول)	570

21	جَدُّالْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (جلدثانی)	672
22	جَدُّالْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (جلدثالث)	713
23	جَدُّالْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (جلدرابع)	650
24	جَدُّالْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار (جلدخامس)	483
25	اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِيْحِ الْبُخَارِی	458
26	كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم	27
27	اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة	62
28	اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّة	93
29	اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِی	46
30	تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان	77
31	اَجْلَى الْاِعْلَام	70
32	اِقَامَةُ الْقِيَامَة	60

شعبہ تراجم کُتُب

1	اللہ والوں کی باتیں (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (جلداول)	896
2	اللہ والوں کی باتیں (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) (جلددوم)	625
3	مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرفِیْ حُكْمِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِالْبَاطِنِ وَ الظَّاهِر)	112
4	سایۂ عرش کس کس کو ملے گا۔۔۔؟ (تَمْهِيْدُ الْفَرْش فِی الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْش)	28
5	نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُيُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)	142
6	نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظُ فِی الْاَحَادِيْثِ الْقُدْسِيَّة)	54
7	جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمُتْجَرُ الرَّابِح فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح)	743
8	امامِ اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْرَم کی وصیتیں (وَصَايَا اِمَام اَعْظَم عَلَيْهِ الرَّحْمَة)	46
9	جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلداول) (اَلزَّوَاجِر عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِر)	853
10	نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَر)	98
11	فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّوْر عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر)	144

12	دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّھْد وَقَصْرُ الْاَمَل)	85
13	راہِ علم (تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم)	102
14	عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم، حصہ اول)	412
15	عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم، حصہ دوم)	413
16	احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْیَاء)	641
17	حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق)	649
18	اچھے برے عمل (رِسَالَۃُ الْمُذَاکَرَۃ)	122
19	شکر کے فضائل (اَلشُّکْرُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ)	122
20	حسنِ اخلاق (مَکَارِمُ الْاَخْلَاق)	102
21	آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع)	300
22	آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن)	63
23	شاہراہ اولیا (مِنْھَاجُ الْعَارِفِیْن)	36
24	بیٹے کو نصیحت (اَیُّھَا الْوَلَد)	64
25	اَلدَّعْوَۃ اِلَی الْفِکْر	148
26	اصلاحِ اعمال جلد اول (اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّۃ شَرْحُ طَرِیْقَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃ)	866
27	جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد دوم) (اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر)	1012
28	عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَۃ فِی طَلَبِ الْحَدِیْث)	105
29	احیاء العلوم جلد اول (احیاء علوم الدین)	1124
30	احیاء العلوم جلد دوم (احیاء علوم الدین)	1400
31	قوت القلوب (اردو)	826

شعبہ درسی کُتُب

1	مراح الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصباح	241
2	الاربعین النوویۃ فی الأحادیث النبویۃ	155
3	اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسۃ	325

4	اصول الشاشی مع احسن الحواشی	299
5	نور الایضاح مع حاشیۃ النور و الضیاء	392
6	شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد	384
7	الفرح الکامل علی شرح مئۃ عامل	158
8	عنایۃ النحو فی شرح ھدایۃ النحو	280
9	صرف بھائی مع حاشیۃ صرف بنائی	55
10	دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ	241
11	مقدمۃ الشیخ مع التحفۃ المرضیۃ	119
12	نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر	175
13	نحو میر مع حاشیۃ نحو منیر	203
14	تلخیص اصول الشاشی	144
15	نصاب النحو	288
16	نصاب اصولِ حدیث	95
17	نصاب التجوید	79
18	المحادثۃ العربیۃ	101
19	تعریفاتِ نحویۃ	45
20	خاصیات ابواب	141
21	شرح مئۃ عامل	44
22	نصاب الصرف	343
23	نصاب المنطق	168
24	انوار الحدیث	466
25	نصاب الادب	184
26	تفسیر الجلالین مع حاشیۃ انوار الحرمین	364
27	خلفائے راشدین	341

28	قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی	317
29	فیض الادب (مکمل)	228
30	احیاء العلوم (عربی)	173
31	کافیہ مع شرح ناجیہ	252
32	الحق المبین	128
	شعبہ تخریج	
1	صحابہ کرام رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کا عشق رسول	274
2	بہارشریعت، جلداوّل (حصہ 1تا6)	1360
3	بہارشریعت جلد دوم (حصہ 7تا13)	1304
4	اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ	59
5	عجائب القرآن مع غرائب القرآن	422
6	گلدستہ عقائد و اعمال	244
7	بہارشریعت (سولھواں حصہ)	312
8	تحقیقات	142
9	اچھے ماحول کی برکتیں	56
10	جنتی زیور	679
11	علم القرآن	244
12	سوانح کربلا	192
13	اربعین حنفیہ	112
14	کتاب العقائد	64
15	منتخب حدیثیں	246
16	اسلامی زندگی	170
17	آئینۂ قیامت	108
18/24	فتاویٰ اہل سنت (سات حصے)	-

26	بدنصیب دولہا	32
27	معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟	32
28	بےقصور کی مدد	32
29	عطاری جن کا غسلِ میّت	24
30	ہیروئنچی کی توبہ	32
31	نومسلم کی درد بھری داستان	32
32	مدینے کا مسافر	32
33	خوفناک دانتوں والا بچہ	32
34	فلمی اداکار کی توبہ	32
35	ساس بہو میں صلح کا راز	32
36	قبرستان کی چڑیل	24
37	فیضانِ امیرِ اہلسنّت	101
38	حیرت انگیز حادثہ	32
39	ماڈرن نوجوان کی توبہ	32
40	کرسچین کا قبولِ اسلام	32
41	صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ	33
42	کرسچین مسلمان ہوگیا	32
43	میوزیکل شو کا متوالا	32
44	نورانی چہرے والے بزرگ	32
45	آنکھوں کا تارا	32
46	ولی سے نسبت کی برکت	32
47	بابرکت روٹی	32
48	اغوا شدہ بچوں کی واپسی	32
49	میں نیک کیسے بنا؟	32
50	شرابی، مؤذن کیسے بنا؟	32

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیتِ ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے اِبتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-099-0
0101092
MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net